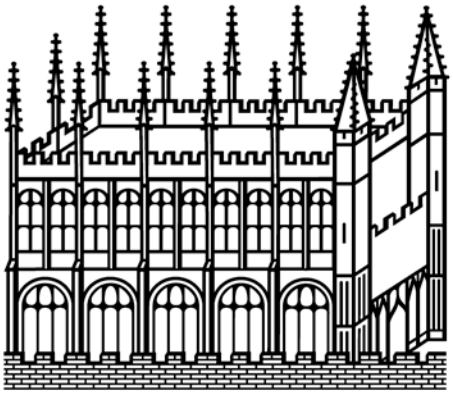

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

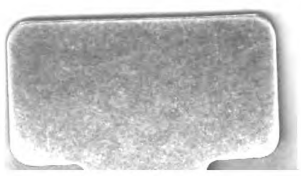

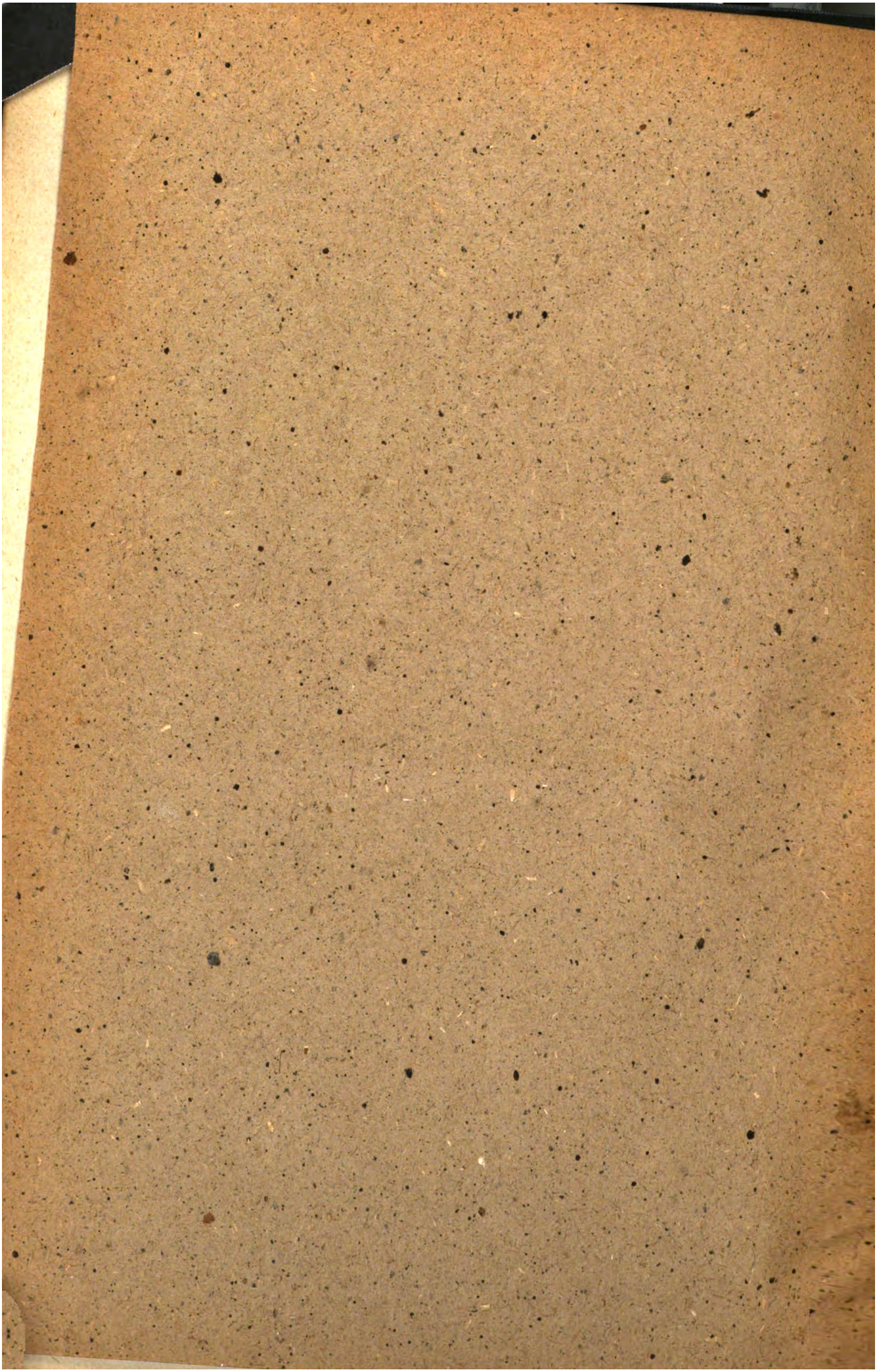

INDIAN INSTITUTE

پھر اپنے نفس پر اس بات کا خوف کرتا ہے کہ کہین کوئی صفت ذمیمہ دل کے صفات سے مثل محبت دنیا اور ریا اور بدخلقی اور مغالطے وغیرہ سے مجھسے دور ہونے کو رہ نگئی ہو اور مین اوس سے غافل رہا ہون اور اس بات کا خوف ہر دم رکھے کہ کہین یہ حال جو اب حاصل ہے چھن نجاوے اور کسیوقت خدا کے عذاب اور خاتمے کے اندیشے سے غافل نرہے اور یہ اندیشہ ایسا ہے کہ اس سے چھٹکارا اور نجات بدون پل صراط کے اوترے نہین ملتی چنانچہ روایت ہے کہ شیطان کسی پر اولیاء اللہ مین سے اونکی نزع کے وقت کہ کچھ سانس اونکا باقی تھا ظاہر ہوا اور کہا کہ میان صاحب تم مجھسے نکل گئے اونھون نے فرمایا کہ ابھی تک تو نہین نکلا یعنی خاتمہ بخیر ہولے تو یقین تجھسے بچنے کا ہو اور اسی لیے اکابر فرماتے ہین کہ آدمی سب تباہ کار ہین مگر عالم اور عالم بھی سب ہلاک ہونے والے ہین مگر عامل اور عامل بھی سب ایسے ہی ہین مگر مخلص اور مخلص بھی بڑے خطر پر ہین اس قول سے معلوم ہوا کہ مغرور سب تباہ کار ہین اور مخلص جو غرور سے بھاگتے ہین وہ بھی خطرے پر ہین اسی جہت سے خوف و احتیاط اولیاء اللہ کے دل سے کبھی جدا نہین ہوتی اور چونکہ اعتبار خاتمے پر ہے اسلیے خدای تعالی سے ہم دعا مانگتے ہین کہ حسن خاتمہ نصیب فرماوے آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین جلد ثالث تمام ہوئی اسکی بعد جلد رابع کا باب توبہ انشاء اللہ شروع ہوگا

تاریخ ختم ترجمۂ جلد ثالث از مترجم

ہوا جبکہ آوازۂ ختم ہر سو
تو دل کو ہوئی فکر تاریخ نیکو

بلا جودت طبع احسن کو فوراً
کیا بھر تعمیل ایماے ابرو

کہا اسنے تو ترجمہ سے ہو + فارغ
یہ تاریخ لکھ + جلد ثالث باردو

۱۲۸۲ ۱۲۸۱ ۱۲۸۱ ۱۲۸۱

الحمد للہ اولا و آخرا

خیال چاہیے لوگون کا فکر اپنے آپ کو کیا ضرور ہے بقول شخصے کہ قاضی جبو کیون دبلے کہ شہر کا اندیشہ ہے اللہ تعالی کے کارخانے عجیب ہین ایک آدمی کو یا چند آدمیون کو بگاڑ کر بہت سے لوگونکی اصلاح کرتا ہے اور خود فرماتا ہے وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ اللہ تعالی اس دین کو ایسے لوگون سے تقویت دیگا جنکو کچھ بہرہ دین مین نہو پس یہ خوف البتہ ہے کہ عبرت و وعظ کے قبول کرنے کی راہ بند ہوجاوے مگر یہ بات کہ واعظ باعث ریاست اور محبت دنیا کو مدنظر رکھین یا وعظ گوئی سے بدون اس محبت یا ست کے اپنی زبانین روک لین یہ کبھی نہوگا۔ اور اگر کوئی سالک اس فریب شیطانی سے واقف ہوکر اپنے نفس کی اصلاح مین مشغول ہو اور وعظ چھوڑ دے یا وعظ کہے اور صدق و اخلاص کی شرطین اوسمین ملحوظ رکھے تب بھی اوسے ایک بہت بڑا خوف درپیش ہے اور وہ یہ ہے کہ شیطان اسوقت اوس سے کہتا ہے کہ تو نے مجکو تھکا دیا اور اپنی ذکا اور عقل کے کمال کے باعث مجھسے بچگیا بہت سے اولیا اور اکابر میرے قابو مین آگئے مگر تو میرے ہاتھ سے نکل گیا تو بڑا ہی صابر ہے اور خدا کے نزدیک تیرا بڑا رتبہ ہے اسلیے کہ تجکو اتنی قوت دی کہ مجکو مغلوب کرلیا اور جو جو چیل مین نے تجھپر چلائے سب تو سمجھ گیا پس سالک یہ بات شیطان کی سنکر سچ جانتا ہے اور غرور سے بھاگ کر عجب مین جا پڑتا ہے تو اپنے نفس پر عجب کرنا نہایت درجے کا مغالطہ ہے اور یہی سب مین بڑا مہلک ہے اور سب گناہونسے زیادہ اسیواسطے شیطان کا مقولہ ہے کہ ای ابن آدم اگر تو یہ گمان کرے کہ اپنے علم سے مجھسے چھوٹ گیا تو جان لے کہ جہالت سے میرے پھندے مین آپڑا پس اگر کوئی اپنے نفس پر عجب بھی نہ کرے اور شیطان کے دھوکے مین نہ آوے اور جانے کہ یہ رتبہ مجکو خدای تعالی کیطرف سے ہی میری طرف سے نہین اور مجھ جیسا شخص شیطان کے دفع پر قادر نہین ہوسکتا مگر یہ کہ توفیق الٰہی اور اوسکی مدد شامل حال ہو اسلیے کہ نفس انسانی نہایت ضعیف اور عاجز اور اقل قلیل ہے جب اس سے ایسا بڑا کام معلوم ہوا تو ظاہر ہے کہ یہ اپنے آپ اوسپر قادر نہین ہوا بلکہ خدای تعالی کی مدد سے ہوا تو باوجود اس جاننے کے بھی ایک اور خوف اوسکو باقی ہے وہ یہ کہ کہین خدا کے فضل پر مغرور ہوکر اوسکے کرم پر تکیہ نکر بیٹھے اور اوسکے عذاب سے مامون نہوجاوے اور گمان کرنے لگے کہ مین آگے کو بھی ایسا ہی رہونگا اور کسیطرح کے فتور و انقلاب سے خوف نہ کرے یعنی صرف خدا کے فضل پر تکیہ رکھے اور اوسمین خوف عذاب نہ ملاوے اور چونکہ جو شخص خدای تعالی کے عذاب سے بیخوف رہتا ہی وہ قطعاً زیانکار ہوتا ہے اسلیے ایسے شخص کو مناسب یہ ہے کہ اول تو یہ سب باتین مذکورۂ بالا خدا کے فضل سے سمجھے

اور اونکی تعریف و مذمت کو یکسان جانے اور خدا کے نزدیک اگر اچھا ہے تو اونکی مذمت کی کچھ پروا نکرے اور اگر اوسکے نزدیک سزاوار حمد نہین تو خلق کی تعریف سے خوش نہوا اور سب لوگون کو ایسی نظر سے دیکھے جیسے سادات کو یعنی کسی پر تکبر نکرے اور سب کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے اسلیے کہ خاتمے کا حال معلوم نہین یا جیسے بہائم کو دیکھتے ہین یعنی جسطرح بہائم کو دیکھنے سے یہ غرض نہین ہوتی کہ اونکے دل مین اپنی جگہ ہو اور نہ اونکے دیکھنے کی پروا ہوتی ہے کہ وہ ہمکو کسطرح دیکھین اور اسلیے اونکے سامنے کچھ حاجت زینت اور تکلف کی نہین ہوتی مثلاً چوپائے کے چرانے والے کو یہ غرض ہوتی ہے کہ اونکی نگاہبانی چور اور درندون سے کرے یہ نہین ہوتی کہ وہ مجکو تاکین اسیطرح سالک کو چاہیے جب تک سب لوگون کو چوپاؤن کیطرح خیال نکرلیگا یعنی جیسا اونکا دیکھنا مقصود نہین ہوتا ویسا ہی آدمیون کا دیکھنا مقصود نجانے گا تب تک اونکی اصلاح مین مشغول ہونے سے سالم نہ بچیگا بلکہ بعض اوقات اونکو تو اصلاح پر لاویگا اور اپنے آپ بگڑ لیگا جیسے شمع کہ اورونکو روشنی دیتی ہے اور اپنے آپ جلتی جاتی ہے اب اگر کوئی کہے کہ اگر وعظ کا کہنا اوسیوقت پر منحصر کیا جاوے جب واعظ کو یہ درجہ جو اوپر مذکور ہوا حاصل ہوجاوے تو دنیا وعظ سے خالی ہوجاویگی اور دل خراب ہوجاوینگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ لیکن اگر لوگ دنیا کی محبت نکرین تو تمام عالم درہم برہم ہوجاوے اور سب کارخانے ابتر ہوجاوین اور دل اور بدن سب ہلاک ہوجاوین مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ دنیا کی دوستی مہلکات سے ہے اور اسکو مہلک بیان کرنے سے بہت لوگون کے دل سے اوسکی دوستی نہین نکلیگی صرف چند لوگ اوسکی محبت چھوڑینگے جنکے چھوڑنے سے دنیا اوجڑ نہوگی اسیواسطے آپ نے حق خیر خواہی کی بجی ادا کیا کہ جو کچھ اوسمین خطرہ تھا اوسکو بیان فرمادیا اور اسکے چھوڑ دینے کے خوف و خطرے کے ذکر کو ترک نہین فرمایا کیونکہ اس بات پر اعتماد کلی تھا کہ اسکے شہوات مہلک جو خدا ے تعالی نے اپنے بندون پر مسلط کر رکھے ہین وہ اونکو کشان کشان دوزخ کیطرف لے آوینگے اور اللہ تعالی کا یہ قول سچا ضرور ہوگا وَلٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ جب یہ صورت ہے تو واعظون کی زبان ریاست کی محبت کے باعث کبھی بند نہوگی اور اگر کوئی اونسے کہے کہ وعظ محبت ریاست کے لیے حرام ہے اوسکے کہنے سے وعظ ترک نکرینگے جیسے تمام لوگ شراب خواری اور زنا اور چوری اور ریا اور ظلم اور دوسرے گناہ نہین چھوڑتے حالانکہ خدا اور رسول کا فرمانا برابر سنتے ہین کہ یہ سب گناہ حرام ہین پس آدمی کو اپنے نفس کا

ہنس پڑتا ہے یا بعض وظائف مین سستی کرتا ہے تو نفس کو اضطرار ہوتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ
کہ لوگون کو اسکی خبر ہو جاوے اور میری توقیر جاتی رہے اس خیال سے استغفار کرتا ہے اور اونچی
اونچی سانس لیتا ہے اور کبھی اعمال و وظائف اونکے دکھلانے کو بڑھا دیتا ہے اور شیطان
دل مین ڈالتا ہی کہ یہ باتین تو اسواسطے کرتا ہے کہ لوگ خدا کی راہ سے سستی نکرین اور تیرے اس
عمل کے چھوڑنے سے کہین وہ بھی نہ چھوڑ بیٹھین حالانکہ سب یہ فریب اور دھوکا ہے اصل مین
نفس کا اضطراب تلف ریاست کے خوف سے اس بات کا موجب ہوا ہے اور اسی جہت سے
اگر لوگ کسی اوس جیسے دوسرے شخص کی خطا یا قصور پر واقف ہون تو کچھ درد نہین آتا بلکہ اوسکو
اچھا سمجھتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور اگر اوسکے ہمسرون مین سے کسیکی طرف لوگون کے دل
مائل ہون اور اوسکے کلام کی تاثیر اوسکی نسبت زیادہ ہو تو اسپر نہایت شاق گذرے پس اگر
اوسکو شوق و لذت ریاست نہین تو دوسرے کی ہونے کو غنیمت کیون نہین جانتا اسلیے کہ اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے چند یارون کو کوئین مین گرا ہوا دیکھے اور اوسکے منہ پر
کوئی سل رکھی ہو جسکے سبب وہ اوپر نہ نکل سکتے ہون اور یہ شخص درد و رحم کے باعث وہان
آوے تاکہ پتھر کو سرکا کر اپنے یارون کو نکالے اور اکیلے اوسکا سرکانا مشکل ہے اب اگر کوئی
دوسرا شخص آکر اوسکی مدد کرے کہ اوس پتھر کا ہٹانا اسپر سہل ہو جاوے یا خود وہ شخص اپنے آپ
تنہا اوسکو ہٹاوے تو اس شخص کو بہت خوش ہونا چاہیے کیونکہ اوسکی غرض تو یہی تھی کہ اپنے
یارون کو اوس قید سے نجات ہو جاوے وہ حاصل ہو گئی اسیطرح نصیحت کرنے والے کی
غرض اگر یہی ہے کہ مسلمان لوگ دوزخ سے بچین تو جو شخص اس امر مین اوسکا معین و مددگار ہو
یا خود ہی کفیل اس غرض کا ہو تو برا ماننا چاہیے بالفرض اگر سب اپنے آپ ہی ہدایت پر آجاتے
تو کیا برائی تھی اب اگر دوسرے کے سبب سے راہ سیکھا تو کیون برا مانتا ہے غرضکہ شیطان کے
فریب سے یہ نوبت ہوتی ہے جب یہ بات بھی آدمی مین ہو جاتی ہے تب تو شیطان دل کی بڑے
بڑے گناہون کیطرف بلاتا ہے اور اعضاے ظاہری سے فاحش خطائین کرا کر تباہ کرتا ہے
خدا بچاوے نفس کا راہ پر آکر گمراہ ہو جانا بہت مصیبت ہے معاذ اللہ منہا اب باقی رہی یہ بات
کہ نصیحت کس صورت مین درست ہے تو جاننا چاہیے کہ جب آدمی کا قصد صرف للہ لوگون کی
ہدایت ہی ہو اور اس بات کو چاہتا ہو کہ کاش کوئی ایسا ملجاوے جو اس باب مین میرا معین و مددگار ہو
یا یہ لوگ آپ ہی آپ راہ راست پر آجاوین اور لوگون کے مال اور ثنا خوانی سے طمع بالکل قطع کر دے

اور کہے کہ مین انکو بہت سہل تدبیر سے چند روز مین اچھا کرسکتا ہون اور رحمت اور شفقت کے مارے
اکیدم کی تاخیر اونکے علاج مین نکرے ایسا ہی بندہ مخلص جب راہ راست پر پہونچ جاتا ہے اور امراض
دلی سے شفا پاتا ہے اور لوگون کو دیکھتا ہے کہ اونکے دل مریض ہین اور علاج نہایت مشکل کہ طبیب
اوس سے عاجز ہین اور یہ ہلاک وتباہ ہوا چاہتے ہین اور مجکو انکا علاج کرنا سہل ہے تو خود بخود اوسکی
ذات مین سے ایک پکا ارادہ اونکی نصیحت کرنے کا پیدا ہوتا ہے اور اس بات پر شیطان اور اشتعالک
دیتا ہے کہ شاید اسی بہانے اوسکو لے ڈوبے جب وہ شخص نصیحت مین مشغول ہوتا ہے تو شیطان کا
منصوبہ بن پڑتا ہے کہ اول اوسکو ریاست کیطرف بلاتا ہے مگر نہایت پوشیدہ کہ چیونٹی کی چال سے بھی
زیادہ خفی ہو اور اوس شخص مخلص کو خبر نہونے پاوے جب یہ سلسلہ جنبانی دل مین اوسکے ہوگئی لگی ہے
تو پھر بناوٹ اور زینت کیطرف بلاتا ہے کہ اچھے اچھے الفاظ اور نغمات اور حرکات استعمال کرنے
چاہیین اور لباس و صورت مین تکلف کرنا چاہیے جب ان باتون پر لاڈالتا ہے تو آدمی اوسپر
ہجوم کرتے ہین اور اوسکی توقیر وتعظیم بادشاہون سے بھی زیادہ کرتے ہین کیونکہ اپنے امراض کا شافی
اوسکو جانتے ہین کہ صرف رحمت اور شفقت کے باعث بے طمع علاج کرتا ہے اسیواسطے اوسکو ماں باپ
اور اقارب سے بھی زیادہ محبوب جانتے ہین اور اپنے مال وتن سے اوسکی خدمت مقدم سمجھتے ہین
اور اوسکے سامنے مثل نوکر و غلام کے ہوجاتے ہین اور محفلون مین سب پر ترجیح دیتے ہین اور بادشاہون
اور سلاطین سے زیادہ مانتے ہین اس معاملے سے اوسکی طبیعت پھول جاتی ہے اور نفس کو وہ
راحت ولذت ملتی ہے کہ اوسکا کیا کہنا ہے اوسکے سامنے سب لذتین گرد جاتا ہے پس باوجود ترک
دنیا کے اوسکی سب سے بڑی لذت دین جا پڑتا ہے اسوقت شیطان موقع پاکر اپنا ہاتھ اوسکے دل کیطرف
بڑھا دیتا ہے اور اوسکو ایسے ہی کام مین لگاتا ہے جسمین وہ لذت باقی رہے اور نفس کے شیطان کیطرف
جھکنے کی پہچان یہ ہے کہ اگر مثلاً کسی بات مین اوس شخص سے غلطی ہوجاوے اور لوگون کے سامنے
کوئی اوسپر انکار و اعتراض کرے تو غصہ کریگا اور اگر دل مین اس غصے کو برا سمجھے تو فوراً شیطان
سوجھاتا ہے کہ یہ غصہ اللہ کیواسطے ہے کیونکہ اگر مریدون کا اعتقاد تجھپر درست نہوگا تو خدا کی راہ سے
علیحدہ ہوجاوینگے اسی سے مغالطہ کہا جاتا ہے اور کبھی اس جھوٹ کے سبب سے غیبت کرنی لگتا ہے
یعنی جس شخص نے اعتراض کیا تھا اوسکی غیبت کرتا ہے جو حرام ہے حالانکہ اوسکے کہنے کیواسطے
الفاظ حلال بہت سے ہین اونکو نہین کہتا اور کبر مین مبتلا ہوجاتا ہے جو امر حق سے اعراض کرنے
اور اوسپر مشکور نہونے کا نام ہے اور پہلے خطرات سے بھی احتراز کرتا تھا اسیطرح اگر کسی موقع پر

اچھی صفت پیدا کرے جب ان سب باتون کو جان لیگا تب ممکن ہے کہ جو اقسام مغالطہ کہ ہمنے لکھے ہین
اونسے بچ سکے اور ان سب کی اصل یہ ہے کہ محبت الہی دل پر غالب ہو اور محبت دنیا دل سے اتر جاوے
یہان تک کہ ارادہ مستحکم ہو جاوے اور نیت درست اور یہ بات تبھی ہو سکتی ہے جب وہ باتین جو ہم نے
لکھی ہین اونکو پہچانے - یہان ایک اور بات جاننے کی ہے کہ ان سب امور کے جاننے کے بعد
آدمی پر ایک اور خوف باقی ہے وہ یہ ہے کہ اسوقت شیطان اسکو فریب دیکر اس بات کا آمادہ
کرتا ہے کہ خلق کو نصیحت کرنا اور علم کو پھیلانا اور جو بات اپنے آپ کو خدا نے بتلائی اوسکو دوسرونکو
بتلانا چاہیے کیونکہ مخلص آدمی جب اپنے نفس کی تہذیب اور اخلاق کی درستی سے فارغ ہوتا ہے
اور تمام کدورتون سے دل کو صاف کرکے راہ راست پر آجاتا ہے اور دنیا کو حقیر جانکر ترک کرتا ہے
اور خلق سے طمع منقطع کرکے اونکی طرف التفات نہین کرتا اور سوا خدا کے اور اوسکے ذکر و مناجات
کے لذت کے اور شوق و مدار کے اور کوئی کام نہین رکھتا اور شیطان اوسکے بہکانے سے عاجز
ہوتا ہے کہ دنیا کی طرف سے اگر اوسکو بہکا دے تو اوسکی اطاعت نہین کرتا اسلیے دین کی راہ سے
اوسکے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ خلق خدا پر رحمت کر اور اونکے دین کے بچانے کیواسطے اونکو نصیحت کر
اللہ تعالی کیطرف اونکو بھی بلا اوسوقت بندۂ مخلص رحمت کی نظر سے جو لوگون کو دیکھتا ہے تو اونکو
اپنے کامون مین سرگردان اور پریشان اور دین مین بہرے اور اندھے پاتا ہے مرض سب پر
غالب ہے اور اونکو خبر نہین نہ کوئی طبیب کہ اونکا علاج کرے سب مرنے کے قریب ہین اس حال کے
دیکھنے سے اوسکو رحم آتا ہے کیونکہ اسکے پاس وہ دوای معرفت ہے جس سے اونکو راہ راست پر
لاسکتا ہے اور اونکی گمراہی ظاہر کرکے راہ سعادت بتلا سکتا ہے اور اس بتلانے مین کچھ محنت و
مشقت بھی نہین نہ کچھ دینا پڑے پس اسکی مثال ایسی ہوتی ہے جیسے کسیکو کوئی بڑا مرض ہو جسکی
تکلیف کی برداشت نکر سکے اور اوسکے مارے رات بھر بے چین اور دن بھر بے قرار رہے کھانا پینا
حس و حرکت شدت درد کے سبب کچھ نکر سکے اور اوسکے علاج کو آسان چٹکلا بے دام اور بے محنت
کا ہاتھ لگ جاوے جسکے کھانے مین تلخی بھی نہو اور اوسکو استعمال کرکے اچھا ہو جاوے رات کو
اچھی طرح سونے لگے اور دن کو آرام و آسایش سے رہے سب کدورت مبدل بصفا ہو جاوے
اور تندرستی کی لذت بعد اوس تکلیف کے کام جان مین پہونچنے لگے پھر وہ شخص بہت سے
اپنے ہم جنسون کو دیکھے کہ اونکو بھی وہی مرض ہے جو اوسکو تھا اور وہ بھی رات بھر جاگتے ہین اور
مضطرب رہتے ہین اور آہ آہ کرتے گذرتی ہے تو جو دوا اسنے اپنی کی تھی وہی یاد آجاوے

جاننا بدون معرفت نفس اور معرفت رب کے نہین ہوسکتا اسکے جاننے کیواسطے جو کچھ ہمنے باب محبت
اور بیان عجائبات دل اور باب تفکر اور باب شکر مین لکھا ہے اوس سے مدد لے کیونکہ اون ابواب مین
وصف نفس اور جلال کبریا کے اشارات مذکور ہین جنسے تنبیہ فی الجملہ ہوجاتی ہے اور کمال معرفت
اوسکے بعد ہے اسلیے کہ وہ علوم مکاشفہ مین سے ہے اور ہم نے اس کتاب مین صرف علم معاملہ کو
لکھا ہے اور معرفت دنیا و آخرت کے لیے اون باتون سے مدد لے جو باب مذمت دنیا اور
باب ذکر موت مین لکھی ہین تاکہ معلوم ہو کہ دنیا کو آخرت سے کچھ نسبت ہی نہین جب ان چارون کو
پہچان لیگا تو خدای تعالی کی معرفت کے باعث تو دل مین محبت الٰہی جوش کریگی اور آخرت کی
معرفت سے شدت رغبت اوسکی طرف پیدا ہوگی اور دنیا کے پہچاننے سے اوسکی طرف سے
سخت روگردانی حاصل ہوگی اور سب سے زیادہ ضروری کام اوسکی نظرون مین یہی ہوگا جو خدا تک
پہونچادے اور آخرت مین کام آوے اور جب یہ ارادہ غالب ہوگا تو سب باتون مین اوسکی نیت
درست ہوگی اگر کھانا کھاویگا یا قضای حاجت کو جاویگا یا اور کوئی کام کریگا سب سے مقصود
یہی ہوگا کہ سلوک راہ آخرت پر مدد لے اور اس درستی نیت سے مغالطہ دور ہوجاویگا جسکا منشا
کشش اغراض اور میل دنیا اور جاہ اور مال کلہے اسلیے کہ انھین چیزون سے نیت بگڑتی ہے
اور جب تک دنیا اوسکے نزدیک آخرت کی نسبت محبوب رہیگی اور خواہش اپنے نفس کی رضاے
الٰہی کی نسبت محبوب رہیگی تب تک چھوٹنا مغالطے سے ممکن نہین اور جب دل پر خدا کی معرفت
اور اپنے نفس کی معرفت کے باعث جو کمال عقل کے سبب ہوتی ہے محبت الٰہی غالب ہوگی
تو ایک تیسری چیز کی اور حاجت ہوگی یعنی علم اس بات کا کہ راہ خدا کو کسطرح طی کرنا چاہیے اور
اللہ سے نزدیک کرنے والی اور دور کرنے والی چیزین کونسی ہین اور رستے کے آفات اور
مہلکات اور گھاٹیان کونسی ہین اور ان سب باتون کو ہمنے اس کتاب مین لکھا ہے مثلاً
جلد اول مین شروط عبادت اور اوسکی آفات لکھے ہین شروط کی رعایت رکھنی چاہیے اور آفات سے
احتراز کرنا ضروری سمجھے اور جلد دوم مین اسرار معاملات اور جن چیزون کی طرف آدمی مضطر ہے
اونکو لکھا ہے اونکو قواعد شرع کے بموجب عمل مین لاوے اور جس سے مستغنی ہو اوس سے اعراض
کرے اور اس جلد مین وہ باتین ہین جو خدا کی راہ مین موانع ہین یعنی صفات مذمومہ خلق کے
پس صفت مذموم کو جانے اور اوسکے علاج کا طور دریافت کرے اور جلد چہارم سے صفات محمودہ
معلوم ہوتی ہین کہ جب کوئی صفت مذموم آدمی اپنے اندر سے مٹادے تو اوسکے عوض مین

مغالطے کی نہین کرسکتا اسلیے عقل کی صفائی اور فہم کی تیزی اصل پیدایش سے ہونی ضرور ہے اگر انسان شروع پیدایش سے ایسا نہو گا تو اوسکا حاصل کرنا ممکن نہین البتہ اتنا ہوسکتا ہے کہ جب اصل عقل موجود ہے تو تجربہ وغیرہ سے اوسکو زور دے سکتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ بنیاد سعادت کی عقل و کیاست ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے تَبَارَكَ الَّذِي قَسَّمَ الْعَقْلَ بَيْنَ عِبَادِهِ اَسْتَتَا اَنَّ الرَّجُلَيْنِ لَيَسْتَوِي عَلَمُهُمَا وَبِرُّهُمَا وَصَوْمُهُمَا وَصَلَاتُهُمَا وَلَكِنَّهُمَا يَتَفَاوَتَانِ فِي الْعَقْلِ كَالذَّرَّةِ فِي جَنْبِ اَحَدٍ مَا قَسَمَ اللّٰهُ لِخَلِيقَةٍ حَظًّا هُوَ اَفْضَلُ مِنَ الْعَقْلِ وَالْيَقِينِ اور حضرت ابو درداء رض سے مروی ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھتا ہو اور رات کو تہجد گزار اور حج اور عمرہ ادا کرتا ہو اور صدقہ و جہاد فی سبیل اللہ اور عیادت مریض اور جنازے کا ساتھ دینا اور ضعیف کی اعانت کرنا یہ سب باتین بجا لاتا ہو اوسکا درجہ قیامت مین خدا کے نزدیک کتنا ہوگا آپنے ارشاد فرمایا کہ اوسکو ثواب بقدر عقل ملیگا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ایک آدمی کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیگئی اور سب نے اوسکو اچھا کہا آپ نے پوچھا کہ اوسکی عقل کیسی ہے لوگون نے عرض کیا کہ ہم عبادت اور اخلاق اور فضل کا ذکر کرتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکی عقل بتاؤ کہ کیسی ہے کیونکہ بیوقوف اپنی حماقت کے باعث بدکاری کے گناہ سے بھی زیادہ خطا کر بیٹھتا ہے اور قیامت کے روز لوگون کو قرب عقل ہی کے مقدار پر ہوگا۔ اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی شخص کی شدت عبادت کا ذکر آپکے سامنے ہوتا تو اوسکی عقل کا حال پوچھتے اگر لوگ عقل کو اچھا کہتے تو آپ فرماتے کہ وہ ہونہار ہے اور اگر عقل کو اچھا نہ بتلاتے تو فرماتے کہ وہ ہرگز رستہ نہ ہوگا۔ اور ایک فعہ جو ایک شخص کی شدت عبادت کا ذکر آپسے کسی نے کیا آپنے پوچھا کہ اوسکی عقل کیسی ہے لوگون نے کہا کہ عقل تو کچھ بھی نہین آپنے فرمایا کہ جس درجے پر تم گمان کرتے ہو وہان تک وہ شخص نہین پہونچے گا اس سے معلوم ہوا کہ تیزی فہم اور عقل جبلی کا درست ہونا بھی ایک نعمت خدا کی ہے جو اصل پیدایش مین کھدیتا ہے اور اگر یہ نعمت حمق و بلادت سے جاتی رہتی ہے تو پھر اسکا تدارک نہین ہوسکتا دوسری بات رفع مغالطہ کے لیے معرفت ہے اور اوس سے ہماری غرض چار چیزون کا پہچاننا ہے اپنے نفس کا اور خدای تعالی کا اور دنیا کا اور آخرت کا اپنے نفس کو یون جانے کہ بندہ ذلیل ہے اور اس عالم مین مسافر ہے اور شہوات بہیمی سے اجنبی اور اوسکی طبیعت کے موافق صرف معرفت خدای تعالی اور اوسکا دیدار ہے اور اس بات کا

ح بارک اللہ فیہ اسنے بندون مین عقل کو تقسیم فرمایا ہے جو وہ ذرات اور ہر ذرہ اور ہر ایک کو اوسکی عقل کے موافق ہے اور اوسکی عقل کے موافق ہے اور اوسکی عقل کے موافق ہے اور

البتہ اوس چیز کو بڑا بھی جانتا ہے اور نا امید بھی ہوتا ہے اور اوس راہ کو دشوار گذار سمجھتا ہے لیکن اگر ہمت اور خواہش صحیح کسی شی کی کرتا ہے تو غرض تک پہونچنے کے لیے اپنی فکر دقیق سے بڑی باریک باتین اور خفیہ راہین نکال لیتا ہے مثلاً اگر اوڑتے جانور با وجود فاصلے کے اوتارنا چاہے تو اوتار سکتا ہے یا مچھلی کو سمندر کی تہ مین سے اوپر نکالنا چاہے تو نکال سکتا ہی یا پہاڑ و زمین سے چاندی اور سونا نکالنا چاہے تو کھود کر نکال سکتا ہے یا جنگل کے وحشی آزاد کو گرفتار کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا درندون اور ہاتھیون اور دوسرے بڑے جانورون کو مطیع بنایا چاہے تو بنا سکتا ہے یا سانپ و اژدہا کو پکڑ کر کھیلنا چاہے تو ہو سکتا ہے کہ اونکو پکڑ کر زہر مہرہ اونکے اندر سے نکال لے یا اگر چاہے کہ توت کے پتون سے ریشم منقش بنجاوے تو تدابیر سے بنا سکتا ہے یا مقدار ستارون کی اور اونکا طول و عرض معلوم کرنا چاہے تو علم ہندسہ کے ذریعے سے زمین پر کھڑا کھڑا دریافت کر سکتا ہے غرضکہ آدمی تدبیرین نکالنے مین استاد ہے ہر ایک چیز کی تدبیر اور ہر ایک کا سامان جدا بتاتا ہے اور ہر شی سے جدا کام لیتا ہے مثلاً گھوڑے سے سوار یکا کام اور کتے سے شکار گا اور باز سے پرندے شکار کا لیتا ہے اور ان اشیا کو اسلیے اپنے قابو مین رکھتا ہے مچھلی کے شکار کو جال بناتا ہے غرض بغور دیکھو تو اسطرح کی باریک تدبیرین آدمی کی بہت سی ہین اور یہ سب تدبیرین صرف اسلیے کی ہین کہ اونسے دنیا کی غرض نکلے اور حصول مطلب کے لیے مدد ملے پس اگر اوسکو امر آخرت پیش آوے اور صرف ایک ہی کام ہو یعنی دل کا سیدھا کرنا تو اوسوقت اس کام سے عاجز ہو کر کہنے لگے گا کہ یہ امر محال ہے اور کسکو قدرت ہے کہ ایسا کرے نہین بلکہ انسان کی ہمت کے سامنے محال نہین اگر صرف ایک ہی مطلب پر ہمت لگاوے چنانچہ مشہور ہے ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد ؛

اور نیز ہمت مردان مدد خدا مثل مشہور ہے علاوہ ازین سلف کے صلحا اس کام سے عاجز نہوے اور جنھون نے اونکا اتباع اچھی طرح کیا وہ بھی اس سے نہ ہارے اب بھی جو شخص سچا ارادہ اور ہمت قوی رکھتا ہوگا وہ کبھی عاجز نہوگا بلکہ جتنی محنت کہ لوگون کو دنیاوی تدابیر کے پیدا کرنے مین اور اوسکے اسباب کے درستی مین لگتی ہے اوسکا دسوان حصہ بھی اس شخص کو نہین ہوتی - اور مغالطے سے بچنے کے لیے تین باتین آدمی مین ضرور چاہییں عقل اور علم اور معرفت عقل سے ہماری مراد وہ نور اصلی خلقی ہے جس سے کہ انسان اشیا کی حقیقت کا ادراک کرتا ہے اصل پیدائش مین آدمی کی ہوشیاری اور دانائی یہی ہے اور حمق اور غباوت بھی عینی آدمی تمیز

وہ بھی ہمارے کام مین دریغ نکرے تو یہ باتین سب کی سب نیت کی مفسد اور عمل کی تباہ کرنیوالی
ہین اور جو شخص ایسا کرتا ہے وہ مغرور ہے اور اوسکو گمان یہ ہے کہ مین اللہ تعالی کا مطیع ہون حالانکہ بدکار
وگناہگار ہے کہ خدا کی عبادت پر غیر سے عوض چاہتا ہے اسطرح کی باتین مال والون کے مغالطے کی ہین
اور یہ بھی زائد از شمار ہین الا جنس مغالطے کی تنبیہ کے طور پر کچھہ لکھدی گئین اور ایک فرقہ اور ہے کہ وہ
عوام خلق اور مالدارون اور فقرا مین سب مین اوس قسم کے لوگ ہوتے ہین وہ وعظ کی مجالس مین
آنے ہی کو اپنی نجات کیواسطے کافی ووافی اعتقاد کرتے ہین اور مجلس وعظ مین آنا ایک رسم عادت مقرر
کرلی ہے اور یہ گمان ہے کہ صرف وعظ کے سننے ہی سے ثواب ملیگا گو اوسپر عمل نکرین اور یہ اونکا
خیال خام ہے اسلیے کہ مجلس وعظ کو جو فضیلت ہے تو اسی جہت سے ہے کہ اوس سے آدمی کو رغبت
خیر کی ہوتی ہے اگر یہ بات کسی مجلس مین نہو تو اوسمین کچھہ بزرگی نہین اور رغبت اسیواسطے اچھی ہے
کہ اوس سے آدمی آمادہ عمل ہوتا ہے اگر وعظ سے رغبت ایسی ضعیف ہوئی کہ عمل پر آمادہ نکیا تو ایسی
رغبت سے کیا فائدہ اور جو چیز کسی اور چیز کیواسطے مطلوب ہوتی ہے اگر وہ دوسری چیز اوس سے نہ ملے
تو اول چیز کو لیکر کیا کرے۔ اور کبھی واعظ کی زبانی جو فضیلت مجلس وعظ کی سنتے ہین اور رونیکا ثواب
گوش زد ہوتا ہے تو مغالطے مین پڑتے ہین اور عورتون کیطرح رونے لگتے ہین اور کبھی کوئی کلام خوفناک
سنتے ہین تو اس سے زیادہ اور کچھہ نہین کرتے کہ ہاتھہ پر ہاتھہ مار کر کہتے ہین کہ خدا تو ہی بچائیو یا خدا پناہ دے
یا معاذ اللہ یا سبحان اللہ وغیرہ اور اپنے گمان مین جو کچھہ کرتے ہین وہ سب اچھا کرتے ہین حالانکہ مغالطہ
صریح ہے اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار حکیمون کے مطب مین جایا کرے اور جو کچھہ وہان ذکر ہو
اوسکو سنا کرے یا کوئی بھوکا کسی ایسے کے پاس بیٹھا کرے جو خوب مزہ دار کھانون کے ذکر اوس سے
کیا کرے تو اس سے نہ تو مریض کا مرض جاویگا نہ بھوکے کی بھوک اسیطرح طاعات کے اوصاف سننے
اور عمل نہ کرنے سے خدا کے نزدیک کچھہ فائدہ نہوگا اس سے معلوم ہوا کہ جس وعظ کے سننے سے آدمی مین
کچھہ تغیر اسطرح کا نہو جسکے باعث افعال بدلجاوین اور خدای تعالی کیطرف بتوجہ قوی یا ضعیف متوجہ ہوجاوے
اور دنیا سے روگردان ہو تو اسطرح کا وعظ اوسکے حق مین اور زیادہ باعث بازپرس کا ہوگا اگر اوسکو
آدمی اپنے لیے ذریعہ سعادت سمجھے تو غلط فہمی ہے۔ اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو کچھہ تم نے مغالطے کی
وجہین لکھی ہین یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس سے کوئی خالی نہین اور اس سے بچنا بھی غیر ممکن ہے اور
اس سے آدمی کو ایک یاس پیدا ہوتی ہے کیونکہ اتنی طاقت تو کسی مین ہے نہین کہ ان آفات خفیہ سے
بچے تو ضرور ہے کہ نا امید ہوکر بیٹھہ رہیگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ انسان اگر کسی چیز مین ہمت ہار دے تو

دو ہزار درمون کے خرچ سے ملجائے اور مجکو یقین بھی ہوجاوے کہ خدا کی رضا بیشک ہوئی
تو تو کریگا اوسنے کہا البتہ آپنے فرمایا کہ تو جا اور ان درمون کو دس آدمیون کو دیدے قرضدار
کو دے جو اپنا قرض ادا کرے اور محتاج کو دے جو اپنی شکستہ حالی درست کرے اور عیالدار کو
دے جو اپنے عیال کی پرورش کرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کو دے جو یتیم کو خوش کرے
اور اگر تیرا دل اس بات پر نہ لگا ہو کہ ایک ہی شخص کو ان اقسام مین سے دے تو ایک ہی کو دیدینا
اور یہ مین نے اسلیے کہا کہ کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنا اور مظلوم کی فریاد کو پہونچنا اور ضرر کو ٹالنا
اور کم و در کی مدد کرنا فرض حج کے بعد سو حجون سے افضل ہین تو اب جاکر جیسا مین نے کہا اوسکے
بموجب اس روپیہ کو تقسیم کردے ورنہ جو دل مین ہو وہ کہدے اوس شخص نے کہا کہ میرا دل تو سفر ہی پر
جما ہوا ہے پس حضرت بشر رح نے تبسم فرمایا اور اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ مال جب تجارات اور
شبہات سے اکٹھا ہوجاتا ہے تو نفس یہ چاہتا ہے کہ کوئی حاجت پوری کیجیے اوسکے لیے اعمال صالحہ
ظاہر کیا کرتا ہے مگر خدا ہی تعالی نے قسم کھائی ہے کہ متقیون کے اعمال کے سوا اور کسیکے عمل قبول
نہین کریگا اور ایک فرقہ اور ہے کہ بخل کے مارے مال کو جمع کرتے ہین اور عبادات ایسی کرتے ہین جسمین کچھ خرچ
نہ پڑے مثلاً دنکو روزہ رکھنا یا رات کو جاگنا یا ختم قرآن کرنا وغیرہ اور یہ لوگ بھی مغرور ہین اسلیے کہ بخل جو
مہلک چیز ہے اونکے دلونپر حاوی ہے اول اونپر اوسکا قلع و قمع مال کو دیکر کرنا چاہیے جو باتین کہ
وہ کرتے ہین اونکی کچھ حاجت نہین اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کسیکے کپڑون مین سانپ گھس جاوے
اور وہ قریب ہلاکت کے ہو لیکن اطمینان سے تسکین صفا کے لیے سکنجبین بنا رہا ہو اب کہیے کہ سکنجبین سانپ
کاٹ لیگا اوسکو سکنجبین سے کیا فائدہ اور کب ضرورت ہوگی اسپر اسطے حضرت بشر رح سے کسی نے کہا
کہ فلانا غنی روزہ نماز بہت ادا کرتا ہے آپنے فرمایا کہ جو اوسکے حال کے مناسب تھا وہ تو اوسنے
چھوڑ دیا جو دوسرون کے لائق بات تھی وہ اختیار کی اوسکو یہ شایان تھا کہ بھوکون کو کھانا کھلاتا اور
مساکین کو کچھ دیتا اپنے آپ جو بھوکا رہتا ہے اوسکی نسبت کریہ داد و دہش بہتر تھی اور ایک فرقہ اور ہے
کہ اونپر بخل اسقدر زیادہ ہے کہ مال مین سے سوا زکوۃ کے اور کچھ نہین دیتے پھر مال زکوۃ بھی ایسا
برا اور نکما دیتے ہین کہ اپنے آپ ویسے مال سے نفرت کرین اور فقیرون مین سے ایسے فقیرونکو دیتے ہین
جو اونکی خدمت کرین اور انکے کاروبار مین پھرا کرین یا آگے کو اونسے کسی خدمت کے محتاج ہون
یا کوئی کسیطرح کی غرض اونسے نکلے یا ایسونکو دیتے ہین جو کسی بڑے شخص کی سفارش لیکر آیا ہو اوسکو
اسلیے دیتے ہین کہ ہماری قدر اوس بڑے آدمی کی نظرون مین ہوجاوے کہ ہمنے اوسکا کام کردیا

اوسی جگہ صدیقون مین لکھا گیا یعنی تعظیم مسجد اس درجے پر کی کہ اپنے جانے سے گویا مسجی کو آلودہ سمجھا اور ایسی ہی تعظیم مناسب بھی ہے یہ نہین کہ مسجی کو مال حرام سے یا دنیا کے مزخرفات سے لیپ پوت دیا اور خدا پر احسان کیا۔ اور حواریون نے ایکبار حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین عرض کیا کہ دیکھیے یہ مسجد کیا عمدہ ہے آپنے فرمایا کہ ای میری امت مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالے اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑیگا اس مسجد والون کے گناہ کے باعث سب کو برباد کرے گا اللہ کے نزدیک سونے چاندی کی کچھ قدر ہے اور نہ ان اینٹون کی قدر جو تمکو اچھی معلوم ہوتی ہین بلکہ اوسکے نزدیک سب سے محبوب چیزین نیکبخت دل ہین اونسے اللہ تعالی زمین کو آباد کرتا ہے اور جب وہ نیکبخت نہین رہتے تو اونھین کی شامت سے زمین کو ویران کرتا ہے اور حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مسجدون کو ملمع کرو اور قرآنون کو چاندی سونا پہناؤ تو اوسوقت تم پر تباہی آویگی۔ اور حضرت حسن رح سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ مسجد مدینہ منورہ کی تعمیر کا کیا تو حضرت جبریل علیہ السلام آپ کی پاس آئے اور فرمایا کہ اسکو سات ہاتھ اونچا بنائیو اور ملمع اور نقش مت کیجیو غرضکہ ان لوگون کا مغالطہ یہ ہے کہ جو بات بُری تھی اوسکو اچھا سمجھکر اوسپر تکیہ کیا اور ایک فرقہ اور ہے کہ مال صدقات مین خرچ کرتے ہین اور فقرا و مساکین کو دیتے ہین مگر اس خیرات کیواسطے ایسا موقع ڈھونڈھتے ہین جہان لوگ جمع ہون اور فقرا مین سے بھی ایسون کی تلاش کرتے ہین جو شکر گزار اور نام مشہور کرنے والے ہون اور خفیہ خیرات کو بُرا جانتے ہین اور اگر کوئی فقیر اونسے کچھ لیکر چھپاوے تو اوسکو خطاوار اور ناشکر جانتے ہین اور کبھی حج مین بہت سا اوٹھاتے ہین کہ ایک حج کے بعد دوسرا کرتے ہین مگر اپنے ہمسایون کو بھوکا ہی چھوڑتے ہین اسی لیے حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے کہ آخر زمانے مین ایسے لوگ ہونگے جو بے سبب بھی حج کرے ہونگے چونکہ اونکی پاس مال ہوگا اسواسطے سفر کرنے کو کچھ دشوار نجانتے ہونگے حج سے جو پھرینگے تو محروم اور لٹے گھسٹے آوینگے یعنی ثواب خاک نہ ملیگا آپ تو سواری پر جنگل و ریگستان مین پھرتے ہونگے اور اونکے پڑوسی محتاج ہونگے کہ اونکی خبر دینگے اور ابو نضر رح کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت بشر بن الحارث رح کے پاس آیا اور کہا کہ میرا ارادہ حج کا ہے مین آپ سے رخصت ہونے آیا ہون آپ کو جو کچھ فرمانا ہو آپ بھی فرماوین آپنے پوچھا کہ حج کیواسطے تیرے پاس کیا ہے اوسنے کہا کہ دو ہزار درم آپنے فرمایا کہ حج سے تیرا مقصود کیا ہے سیر کرنا منظور ہے یا شوق خانہ خدا کا ہے یا رضامندی اللہ تعالی کی اوسنے عرض کیا کہ مجکو رضای الہی منظور ہے آپنے فرمایا کہ اگر گھر بیٹھے تجکو رضاے الہی ان

ابن مبارک رح

اسطح رح

جلد ابن ابی الدنیا نقل کیا ہے کہ موسی علیہ السلام نے خدا سے عرض کیا کہ الہی تیرے بندون مین سے کونسا بندہ تیرے نزدیک بہتر ہے فرمایا کہ جو شخص غصہ کے وقت میرا ذکر کرے اور جب لشکر سے بھاگے تو میری ملاقات کو یاد کرے اور جب گناہ کرے تو میری مغفرت کو یاد کرے

یا اصل نہ ملتا تو اوسکا بدلہ دیدیتے اور اگر مالک نہ ملتا تو اوسکے وارث کو دیتے اور اگر کوئی وارث بھی نہ ملتا تو اوس مال مسلمان کو ایسے ضروری مصلحت مین خرچ کرتے اور غالب ہے کہ مساکین کو بانٹنا اوس مال کا زیادہ ضروری معلوم ہوتا مگر مساکین کو نہین تقسیم کرتے اس خوف سے کہ مبادا اور سرے لوگون کو معلوم ہوجاوے تو وہی عمارت بنالین اور کوئی شہرت اونھین کے ہاتھ لگے اس سے معلوم ہوا کہ عمارت پر جو یہ لوگ حریص ہین کچھ اسواسطے نہین کہ بقاے خیر چاہتے ہون بلکہ اونکی غرض ریا اور نیکنامی اور محبت ثنا ہے اور جانتے ہین کہ انکے باقی رہنے سے ہمارا نام جو اپنے کندہ ہے وہ بھی بنا رہیگا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ یہی سمجھتے ہین کہ ان عمارتون مین روپیہ لگانا اخلاص اور خیر کا کام ہے حالانکہ اگر اونسے کہا جاوے کہ ایک روپیہ خرچ کرو مگر جس جگہ خرچ کرو وہان اپنا نام نہ لکھو تو ہرگز نفس قبول نہ کرے اور بشوار جانے اور خدای تعالی سب کچھ جانتا ہے خواہ نام لکھا ہو یا نہین اگر لوگون کو دکھلانا نہ منظور ہوتا صرف خدا ہی کے لیے کام ہوتا تو نام لکھنے کی کیا حاجت تھی اور ایک فرقہ اور ہے کہ مال وجہ حلال سے پیدا کرکے مسجدون مین لگا دیتے ہین وہ مغالطے مین ہین دو جہت سے اول تو ریا اور طلب ثنا کی جہت سے اسلیے کہ بعض اوقات ایسے شخص کی پڑوس مین یا شہر مین ایسے محتاج ہوتے ہین کہ اونسے سلوک کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے اور مسجدون کے بنانے سے اونکو دینا افضل ہوتا ہے مگر اونکو جو مسجدون مین لگا دینا اچھا معلوم ہوتا ہے اوسکی وجہ یہی ہے کہ عمارت لوگون پر ظاہر ہوتی ہے اور دوسری وجہ مغالطے کی یہ ہے کہ مسجدون پر جو نقش و نگار کرتے ہین وہ ممنوع ہے اور نمازیون کا دھیان اوس سے بٹتا ہے نظر اونھین پر پڑتی ہے اور مقصود نماز سے فروتنی اور دل کا حاضر ہونا ہے اور جب دل نقش و نگار مین ہوا تو ثواب باطل ہوگا اور اسکا وبال نقش و نگار کرنے والے کے ذمہ رہیگا اور وہ اس خیال مین ہے کہ مین امر خیر کرتا ہون یہ میرے لیے وسیلۂ رضای الٰہی ہوگا حالانکہ اس سے خدا کی ناراضی کا مستحق ہوا اوسکو گمان ہے کہ مین خدا کی اطاعت کرتا ہون اور اوسکے حکم کو بجالاتا ہون اور واقع مین نقش و نگار سے لوگون کے دلون کو پریشان کرتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ لوگ مسجدون مین یہ کیفیت دیکھکر اپنے گھرون کو ایسا ہی مزین کرین اور اسکا وبال بھی اوسی شخص کی گردن پر رہے حاصل یہ کہ مسجد اسواسطے ہوتی ہے کہ اوسمین تواضع اور حضور دل اللہ کے سامنے ہو۔ حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ دو شخص ایک مسجد مین آئے اونمین سے ایک مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوکر کہنے لگا کہ مجھ جیسا آدمی خدا کے گھر مین جاوے یعنی شدت احتیاط و انکسار سے یہ جملہ کہا

نقش و نگار کی ممانعت کے بارے مین بخاری و مسلم کی حدیثین جو اوپر مذکور ہوئین

اور واقع مین یہ جگہ بھی مغالطے کی ہے اسلیے کہ تجلی کرنے والی چیز اور جسمین وہ تجلی کرتی ہے
دونون ایک صورت کی ہوجاتی ہین مثلاً جو شی رنگین کہ آئینے مین نظر آتی ہے آئینے کا رنگ بھی
ویسا ہی نظر آتا ہے یا شیشۂ سفید مین اگر کوئی رنگدار چیز بھر دو تو شیشہ اوسی رنگ کا معلوم ہوگا
اسی لحاظ سے نصاری نے حضرت عیسی علیہ السلام کو جب دیکھا کہ اللہ تعالی کے نور کی چمک اور
تجلی اونمین زیادہ ہے تو مغالطے سے اونھین کو خدا جان لیا جیسے کوئی شخص ستارے کو آئینے
یا پانی مین دیکھکر گمان کرے کہ یہ ستارہ اسکے اندر ہے اور اوسکے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھاوے
تو مغرور کہلاویگا - اور طریق معرفت کے طی کرنے مین جتنی قسم کے مغالطے ہوتے ہین اونکا بیان کو
دفتر چاہیے اور جب تک تفصیل علم مکاشفہ کی بالکل نکیجاوے تب تک سبکا بیان بھی نہین ہوسکتا
اور علم مکاشفہ کے بیان کی اجازت نہین اور غالب ہے کہ جسقدر ہمنے بیان کیا ہے اسکو بھی ذکر
کرنا مناسب نہ تھا اسواسطے کہ جو اس طریق کا چلنے والا ہے اوسکو غیر سے سننے کی حاجت نہین
اور جو نہین چلتا اوسکو سننے سے کچھ فائدہ نہین بلکہ احتمال ضرر کا ہے اسواسطے کہ جب ایسی چیز سنتا ہے
جو سمجھ مین نہین آتی اوس سے حیرت پیدا ہوتی ہے لیکن اتنا فائدہ ہے کہ جس مغالطے مین وہ رہتا ہے
اوس سے نکل جاتا ہے اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ امر معرفت کو جو اپنے خیال فاسد اور ذہن مختصر اور
عقل قاصر مین ایک ادنی بات سمجھتا ہے ان حالات کے سننے سے یقین کرلیتا ہے کہ واقع مین یہ امر
بہت بڑا ہے اور نیز اولیاء اللہ کے مکاشفات کا ذکر اگر کیا جاتا ہے تو اوسکا بھی یقین ہوجاتا ہے
اور جسکو مغالطہ قوی ہوتا ہے وہ ہر حال مین یکسان ہے جیسا پہلے نہین مانتا تھا اب بھی نہین مانتا

چوتھی فصل ارباب اموال کے مغالطے کا ذکر انکے بھی بہت فرقے ہین ایک فرقہ وہ ہے جو
مسجدون اور مدرسون اور سرائون اور پلون کی تعمیر کے حریص ہوتے ہین یعنی ایسی چیزون کے
بنانے کی جسکو سب لوگ دیکھین اور اون عمارات پر اپنا نام کندہ کرادیتے ہین تاکہ ہمیشہ اونکی یادگار
رہے اور مرنے کے بعد یہ نشانی باقی رہے اور اپنی دانست مین اس فعل سے مستحق مغفرت ہوجاتے ہین
حالانکہ وہ سبب ہے یہ لوگ مغالطے مین ہین اول تو اس حیث سے کہ عمارات مذکورہ کو ایسے مال سے
بناتے ہین جو ظلم اور غضب اور رشوت وغیرہ وجوہات ممنوع سے پیدا کرتے ہین پس اول تو اسوجہ سے
خدا کے غضب کے سزاوار ہوتے کہ مال حرام کمایا دوم اسوجہ سے کہ اوسکو اپنی ریا و شہرت کے لیے
اڑایا اوپر واجب تھا کہ اوس مال کو نہ پیدا کرتے اور جب اوسکو تحصیل کرکے خدا کے گناہگار ٹھہرے
تو یہ چاہیے تھا کہ توبہ کرکے خدا کیطرف رجوع کرتے اور مال مالکان مال کو حوالہ کرتے خواہ اصل مال

انوار مین کا ہے جو اللہ جل شانہ کے حجاب سالکین کے راستے پر ہین اور خدای تعالی تک پہونچنا
بدون ان حجابون کے طی کیے ممکن نہین اور ان نور کے حجابون مین سے بعضے بڑے ہین اور
بعضے چھوٹے اور چونکہ اجرام فلکی مین سب سے چھوٹا ستارہ معلوم ہوتا ہے اسلیے چھوٹے حجاب کے لیے
کوکب کو استعارہ کر لیا اور اجرام نورانی مین سب سے بڑا آفتاب اور متوسط درجے پر قمر ہے اس تحقیق کے
بعد آیت کے معنی سنتے چاہیین کہ بموجب اس آیت کریمہ کے وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیر آسمان کے ملکوت کی فرمائی تو نور کے بعد نور آتا گیا اور
جو نور اول ملا اوسیکو معلوم کیا کہ مین پہونچ گیا مگر پھر معلوم ہوا کہ اوسکے بعد اور کچھ ہے اوسپر
ترقی کی اور اسیطرح ترقی کرتے چلے گئے یہان تک کہ صرف وہی حجاب باقی رہا جسکے بعد مرتبہ وصول
شمار ہو اوسکی عظمت دیکھکر فرمایا کہ ہذا اکبر یعنی یہ سب سے بڑا ہے جب اوسکو بھی باوجود عظمت و جلال کے
اوج کمال پر نہ پایا اور پستی نقصان و ہبوط سے خالی نظر نہ آیا تو فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ اِنِّيْ
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
اور سالک طریق معرفت کو کبھی مغالطہ ہو جاتا ہے اور ان حجابون مین سے کسی پر توقف کر دیتا ہے
اور بعض اوقات حجاب اول ہی پر ٹھہر جاتا ہے اور اول حجاب جو بندے کے اور خدا کے درمیان
ہے وہ نفس ہے اسلیے کہ وہ بھی ایک امر ربانی ہے یعنی ایک نور ہے خدای تعالی کے انوار سے
جسکو سر قلب کہتے ہین اور جسمین حقیقت حق کی تمام و کمال جلوہ افروز ہوتی ہے یہان تک کہ
تمام عالم کی گنجایش اوسمین ہو جاتی ہے اور سب پر محیط ہو جاتا ہی اور صورت کل کی اوسمین جھلکتی ہے سچ ہے

ے ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے	میرا ہی دل ہے وہ کہ جہان تو سما سکے

اور اس حالت مین اوسمین نہایت درجے کی چمک ہو جاتی ہے کیونکہ وجود سب کا سب جیسا کہ
واقع مین ہے ویسا ہی اوسمین ظاہر ہو جاتا ہے اور شروع مین اوسکی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ ایک
فانوس اوسپر سرپوش کیطرح رہتا ہے مگر جب خدای تعالی کے نور کی تجلی اوسپر ہوتی ہے
تو وہ چمک پڑتا ہے اور دل کا جمال کھل جاتا ہے ایسے وقت مین جسکے دل پر یہ حال گذرتا ہے
اگر وہ اپنے دل کیطرف التفات کرتا ہے تو اوسمین اسقدر زیادتی جمال کی پاتا ہے کہ حیران
ہو جاتا ہے بلکہ کبھی اوسی حیرانی مین کلمہ انا الحق زبان سے نکل جاتا ہے اور اگر پھر اوسکو کچھ
راز نہین کھلتا تو اسی مغالطے پر جم جاتا ہے اور ہلاک ہوتا ہے حالانکہ یہ مغالطہ خدا کے انوار
مین سے ایک ادنی ستارے سے ہو گیا ابھی تک نوبت قمر کی بھی نہ پہونچی تھی شمس کا تو کیا ذکر ہے

ف اور اسیطرح ہم دکھاتے تھے ابراہیم کو سلطنت آسمان کی اور زمین کی ۱۲

ف مجکو خوش نہین آتے چھپ جانے والے مین نے اپنا منہ کیا اوسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور زمین ایکطرف کا ہو کر اور مین نہین شریک کرنے والا ۱۲

اگر توجہ کرے تو یہ بھی عیب ہے اسیطرح گفتگوی مسلسل بیان کرتے ہین اور ان چکنی باتون مین اوقات ضائع کرتے ہین اور جو شخص عمر بھر عیوب کی تلاش اور اونکے علاج کی تحریر مین رہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کے موانع اور اوسکی آفات کی تلاش مین رہے اور راہ حج کو طے نکرے تو اس سے اوسکو کیا فائدہ ہوگا اور ایک فرقہ اور ہے جو اس رتبے سے آگے بڑھگئے ہین اور سلوک طریق بھی شروع کردیا ہے اور ابواب معرفت اونپر کھل گئے ہین پس جب ان معرفت کے مبادی سے اونکے مغز مین خوشبو پہونچتی ہے تو اوس سے متعجب اور خوش ہوتے اور اوسکی غرابت سے عجب کرتے ہین اسیواسطے اونکے دل اوسکی طرف ملتفت ہوکر سوچتے رہجاتے ہین کہ یہ دروازہ ہم پر کیسے کھلا اور دون پر کیون بند ہے اور یہ مغالطہ ہے اسواسطے کہ خدای تعالی کی راہ کے عجائبات کی کچھ انتہا نہین اگر سالک ہر عجیب بات پر ٹھہر جاوے اور اوسیکا مقید ہورہے تو مقصود کیسے حاصل ہوگا اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی ملازمت کو جاوے اور اوسکی دروازے کے صحن مین ایک باغ دیکھے جسمین ایسے غنچے اور پھول ہون جو اسنے کبھی نہ دیکھے ہون اور کھڑا ہوکر اونکے تماشا کرے یہان تک کہ بادشاہ کی ملازمت کا وقت فوت ہوجاوے تو عجائبات پر توقف کرنا اور اونکی سیر و تامل کا پابند ہونا بھی مغالطے مین داخل ہے چنانچہ مولانا روم رح فرماتے ہین شعر

ای برادر بے نہایت درگہیست	ہر چہ بروی میرسی بروی مایست

اور ایک فرقہ اور ہے جو انسے بھی کچھ آگے نکل گئے ہین یعنی جو انوار و عطایا کہ اونپر راستے مین فائز ہوتے ہین اونپر توجہ نہین کرتے اور نہ اونسے اظہار فرح و سرور کرکے اوسجگہ توقف کرتے ہین بلکہ برابر راہ قطع کرنے سے کام رکھتے ہین یہان تک کہ قریب منزل مقصود پہونچکر اوس جگہ پر جا لگے ہین جسکا نام قرب الی اللہ ہے اور یہان اگر یہ گمان کہ ہم واصل الی اللہ ہوگئے توقف کیا اور دھوکا کھایا کیونکہ خدای تعالے کے نور کے ستر پردے ہین جب سالک کسی ایک پر ان پردون مین سے پہونچتا ہے اوسکو گمان ہوتا ہے کہ مین خدا رسیدہ ہوگیا اور اسی بات کیطرف اشارہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول مین جسکا حال قرآن مجید مین خدای تعالی اسطرح ارشاد فرماتا ہے فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي اس آیت مین کوکب سے مراد ستارۂ آسمانی نہین کیونکہ ان ستارون کو تو آپ کم سنی مین بھی دیکھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ معبود نہین یہ تو بہت سے ہین علاوہ ازین نادان بھی جانتے ہین کہ ستارے خدا نہین پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے شخص ستارے سے کسطرح مغالطہ کھا سکتے ہین جس سے گنوار تک مغالطہ نہین کھاتے بلکہ مراد اس کوکب سے ایک نور اون

لیکر خدا پر توکل کرتے تھے اپنے توشے پر اعتماد نہ کرتے تھے ان لوگون کا یہ دستور ہی کہ گو ظاہر مین
زاد نہین لیتے مگر کسی اور سبب سے اپنا جی پکا کر لیتے ہین خدا پر توکل جب بھی نہین کرتے غرضکہ منجیات
کے جتنے مقامات ہین اونمین مغالطہ بھی ہوتا ہے جس سے لوگ دھوکا کھا جاتے ہین اونمین آفات کا
آنا ہم نے جلد چہارم مین بیان کیا ہے یہان کچھ ضرورت لکھنے کی نہین اور ایک فرقہ اور ہے
کہ اونھون نے غذا ہی کے باب مین اپنے نفس پر تنگی کر رکھی ہے یہان تک کہ غذای حلال ہی
کھاتے ہین مگر سوا اس ایک خصلت کے دل اور اعضا کو اور خصائل کا پابند نہین کرتے اور بعض
اشخاص اپنے کھانے مین اور لباس و مکان مین تو حلال نہین ڈھونڈھتے اور چیزون مین بہت
اسکی کاوش کرتے ہین اور بیچارے کو یہ خبر نہین کہ خدای تعالے اپنے بندون سے نہ تو صرف حلال
غذا سے راضی ہے اور نہ اس بات سے کہ تمام اعمال کرے اور طلب حلال نکرے بلکہ خدای تعالی کی
رضامندی کیواسطے سب طاعات کا بجالانا اور ہر ایک گناہ سے بچنا چاہیے اور جو یہ خیال کرے
کہ تھوڑیسی بات سے کام نکل جاویگا وہ مغرور ہے اور ایک فرقہ خوش خلقی اور تواضع اور سخاوت کے
مدعی ہین اور صوفیون کی خدمت کے درپی چند لوگون کو جمع کرکے بتکلف اونکی خدمت کرتی ہین
اور اس خدمتگزاری کو اپنی ریاست اور مال کا جال بنا رکھا ہے بظاہر تو خدمت کرتے ہین اور
غرض اونکی تکبر ہے ظاہر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ صوفیہ کا اتباع کرینگے مگر در اصل مخدوم و متبوع بننا
چاہتے ہین اونکی خدمت سے اپنا نفع ڈھونڈھتے ہین۔ پھر مال حرام اور شبہات کا اکٹھا کرکے
اونکی خدمت کرتے ہین تاکہ خدمتگزاری مین نام مشہور ہو اور بہت سے تابع ہو جاوین بعضے لوگ
بادشاہون کا مال لیکر صوفیون کو کھلا دیتے ہین اور بعضے اوس مال کو راہ حج مین اونپر صرف کرتی ہین
اور جانتے ہین کہ ہماری غرض صرف ان لوگون کی خدمت ہے حالانکہ ان سب کا باعث ریا اور
شہرت ہوتی ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ خدای تعالی کے احکام مین سے ظاہر و باطن مین اور کچھ
بجا نہین لاتے صرف حرام مال لیکر خدمت کرنے پر راضی ہین اور جو شخص مال حرام لیکر راہ حج مین
صرف کرے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مسجد بنوانے اور اوسپر استرکاری پاخانے کی
کرے اور جانے کہ میری غرض عمارت سے ہے اور ایک فرقہ مجاہدہ اور تہذیب اخلاق
اور نفس کے پاک کرنے مین مشغول ہوکر عیوب نفس کی بحث مین بہت مبالغہ کرتے ہین اور
ہر حال مین عیوب کے جویان رہکر اونکی آفات مین نکتے نکالا کرتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ نفس مین
یہ عیب ہے اور اگر اسکو عیب جاننے سے غفلت کرے تو یہ بھی عیب ہے اور اسکے عیب ہونے پر

اور اس احمق کو یہ خبر نہیں کہ حکم شہوت غضب کے دور کرنے کا جو ہوا ہے تو اوس سے یہ مراد نہیں کہ اونکو جڑ سے اُکھاڑ دین بلکہ یہ حکم ہے کہ اونکو ایسا دبا دین کہ ہر ایک اونمین سے تابع حکم شرع اور عقل کا ہو جاوے اور بعض کہتے ہین کہ اعمال ظاہری کا تو کچھ اعتبار نہین خدا ے تعالی دلون کو دیکھتا ہے اور ہمارے دل خدا کی محبت مین شیفتہ و فریفتہ ہین اور معرفت مین کمال کو پہونچ گئے بدن سے تو ہم دنیا کے کام کرتے ہین اور دل آستانہ لامکان کے معتکف ہین ہم مین جو شہوات کی پابندی ہے تو ظاہری کے اعتبار سے ہے دل کے اعتبار سے نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہم لوگ عوام کی رتبے سے بڑھ گئے ہین ہمکو حاجت تہذیب نفس کی اعمال بدنی سے نہین اور چونکہ ہم لوگ معرفت مین قوی ہین تو شہوات ہمکو راہ سلوک سے نہین روک سکتین اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو یہ لوگ انبیا علیہم السلام کے درجے سے بھی بڑھکر سمجھتے ہین اسلیے کہ اونکو ایک ہی خطا مانع سلوک تھی اوسکے واسطے برسون گریہ وزاری اور نوحہ و اشکباری متواتر کرتے تھے۔ ان لوگون کی قسمین جو اپنے آپ کو آزاد اور مشابہ صوفیون کے سمجھتے ہین بہت ہین اور بنا سب کے مغالطے کی یہی ہے کہ شیطان کے وسوسے مین آجاتے ہین اسلیے کہ بدون علم کے پڑھے اور کسی واقف کار شیخ کی اقتدا کیے مجاہدے مین لگ جاتے ہین حالانکہ اقتدا علم کی کرنی چاہیے ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت + اور ایک فرقہ اور ہے جو ان لوگون سے بھی بڑھکر ہے وہ اعمال اچھی طرح کرتے ہین اور طلب حلال مین سعی کرتے ہین اور دل کے درپے رہتے ہین یہان تک کہ بعضے تمام مقامات زہد اور توکل اور رضا اور محبت کے مدعی ہوتے ہین مگر نہ اون مقامات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ شروط و علامات و آفات پہچانتے ہین بعضے مدعی اس بات کے ہوتے ہین کہ ہم عاشق خدا اور اوسکے فریفتہ دام محبت ہین اور شاید انھون نے خدا ے تعالی کے باب مین ایسے خیالات باندھ لیے ہون جو موجب بہتین کہ بدعت ہون یا کفر پس محبت قبل معرفت کرنے لگتے ہین پھر اسپر طرہ یہ ہے کہ بعض کام ایسے کرتے ہین جو خدا ے تعالی کو بُرے معلوم ہون مثلاً خدا کے کام پر اپنے نفس کی خواہش کو ترجیح دینا اور بعضے کام خلق کی شرم سے نہ کرنے اور اگر علیحدہ ہوتے تو خدا ے تعالی کی شرم سے ہرگز نہ چھوڑتے مگر یہ نہین جانتے کہ یہ باتین خلاف محبت ہین بعض لوگ قناعت اور توکل پر میل کرتے ہین اور جنگلون مین بے زاد و توشہ پھرتے ہین تاکہ دعوی توکل ٹھیک اُترے لیکن یہ نہین جانتے کہ ایسا کرنا بدعت ہے سلف کے اکابر و صحابہ رضہ سے منقول نہین حالانکہ وہ لوگ انکی نسبت توکل کو زیادہ جانتے تھے اونھون نے یہ نہین سمجھا کہ جان کو خطرے مین ڈالنا اور توشہ نہ لینا توکل ہے بلکہ وہ لوگ توشہ

اونھون نے بھی پیوند لگا پہنا مگر ایسے عمدہ مخطط کو کاٹ کاٹ کر مرقعات سلوانے سے کیسے پہلے لوگون کے مشابہ ہوگئے ان لوگون کی خام خیالی سب مغرورون سے بڑھکر ہے اسلیے کہ نفیس نفیس کپڑے پہنتے ہین اور لذیذ کھانے کھاتے ہین خوب مزے اوڑاتے ہین حکام ظالم کا مال لیتے ہین اور ظاہری گناہون سے بھی نہین بچتے باطن کا تو کیا ذکر ہے اور پھر صوفی کے صوفی بنے ہوئے ہین اور اپنے آپ کو بہتر خیال کرتے ہین - ان لوگون کی شر خلق مین بھی پھیلتی ہے کیونکہ جو انکی پیروی کرتا ہے وہ تباہ ہوتا ہے اور جو پیروی نہین کرتا اوسکا عقیدہ سب صوفیون کیطرف سے ڈھیلا ہوجاتا ہے سب کو وہ ایسا ہی جانتا ہے اور سچے صوفیون کی نسبت بھی اسکی کیفیت کو دیکھنے سے زبان طعن کھولتا ہے اور یہ سب انھین لوگون کی شامت اور شرارت سے ہوتا ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو علم معرفت کے مدعی ہین اونکو دعوی ہے کہ ہم سب مقامات وحالات سے عبور کرچکے ہر وقت مشاہدۂ حق مین رہتے ہین اور قرب الٰہی مین پہونچے ہوے ہین حالانکہ ان باتون کے صرف نام اور الفاظ ہی سنے ہوتے ہین لیکن چند باتین خلاف قیاس اہل معرفت کی سیکھ لیتے ہین اور انھین کو گاتے پھرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ یہ باتین سب پہلون اور پچھلون کے علم سے اعلی مدارج ہین لحاظ فقہا اور مفسرین اور محدثین اور عابدین کو بھی بنظر حقارت دیکھتے ہین عوام بیچارے کس گنتی مین ہین یہان تک کہ اگر کوئی کسان یا جلاہہ اپنا کام چھوڑکر چند روز اونکی صحبت مین رہتا ہے اور وہ باتین واہی سیکھتا ہے تو وہ بھی اونکو کہتا پھرتا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ مین کہتا ہون سب وحی کی رو سے کہتا ہون اور بڑے رازدونیا کی باتین سناتا ہون عابدون اور علما کو کچھ مال نہین جانتا عابدون کو تو کہتا ہے کہ یہ لوگ محنتی اور مزدور ہین اور علما کے باب مین کہتا ہے کہ یہ بولنے کی جہت سے خدای تعالی سے محجوب ہین اپنے آپ کو دعوی کرتا ہے کہ خدا رسیدہ اور مقرب ہون حالانکہ خدا کے نزدیک وہی لوگ منافق اور بدکار ہین اور اہل دل کے عندیے مین احمق اور جاہل نہ کبھی علم پڑھا نہ کوئی خلق درست کیا نہ عمل آراستہ کیا نہ دل کی حفاظت کی بجز اسکے کہ جو دل نے چاہا وہ کیا اور چند بیہودہ باتین سیکھ کر یاد کرلین اور ایک فرقہ اور ہے جنھون نے شریعت کو پیٹ دھرا اور آزادی مین مبتلا ہوے احکام کو ترک کرکے سب حلال اور حرام کو برابر سمجھا اونمین سے بعض یہ کہتے ہین کہ خدای تعالی ہمارے عمل سے بے پروا ہے پھر ہمکو اپنے نفس پر تکلیف کرنے سے کیا فائدہ اور بعض کا یہ قول ہے کہ لوگون کو حکم ہے کہ دلونکو شہوات اور محبت دنیا سے پاک کرین مگر یہ بات محال ہے غرضکہ امر ناممکن کا حکم دیا گیا ہے اور اس دھوکے مین وہ آوے جسکو تجربہ نہو ہم نے تو امتحان کرکے دیکھ لیا کہ یہ امر محال ہے

مغالطہ ہوتا ہے کہ ہم بھی صوفی ہو گئے لیکن خدا جسکو بچا لیتا ہے وہ دھوکے مین نہین آتا ظاہری صورت تو صوفیون کی اختیار کرتی ہین مگر اپنے نفسون پر مجاہدہ اور ریاضت اور دل کی حفاظت اور ظاہر و باطن کو خفی اور جلی گناہون سے پاک نہین کرتی جو صوفیون مین ادنی درجے کی باتین ہین اونپر اگر سب باتین بھی کر گذرین تب بھی نہین کہہ سکتا کہ اپنے آپکو صوفیون مین شمار کرین اور بڑا بول بولین پھر جبکہ ان باتونکی گرد ہی نہ پھری ہون اور نہ اپنے نفسون سے کبھی اونکے طالب ہوئے ہون بلکہ حرام اور شبہات اور بادشاہون کے مال پر گرتی ہون اور ایک ایک کوڑی اور پیسے اور روٹی ٹکڑے پر جان دیتی ہون اور ذرا ذرا سی بات پر حسد کرتی ہون اور بشرطیکہ کوئی ذرا سی مخالفت اونکی کسی مطلب مین کرے تو ایک دوسرے کی ہتک عزت کے روادار ہون تو پھر ایسے صوفی کہلانے اور ان لوگون کا مغالطہ ظاہر ہے اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بڑھیا سنے کہ دلیرون اور بہادرون کے چہرے لکھے جاتے ہین اور اونکے واسطے جاگیرین مقرر ہوتی ہین تو اوسکو بھی شوق جاگیر لینے کا دامنگیر ہوا سکے لیے ایک زرہ پہنے اور سر پر خود رکھے اور جو اشعار کہ میدان کارزار مین گردان دلاور جوش جرات کیواسطے پڑھتے ہین اونکو کسی سے سیکھ لے اور جسطرح پہلوان معرکہ جنگ مین اکڑ پھون سے چلتے ہین وہ بھی دریافت کرلے غرض تمام اونکے خصائل اور گفتگو اور حرکات و سکنات سیکھ کر لشکر مین جاوے کہ دلیرون مین نام لکھا جاوے جب وہان پہونچے تو افسر محکمہ کو حکم ہو کہ اسکا زرہ خود اتار کر سب اعضا درست دیکھ لو اور کسی پہلوان سے کشتی کراؤ تاکہ معلوم ہو کہ کتنی جرات اسمین ہے جب بموجب حکم لباس ظاہری اوتارا جاوے تو معلوم ہو کہ ایک بڑھیا کمزور جس سے اچھی طرح زرہ خود بھی نہ چل سکے موجود ہے اوسوقت اوس سے کہا جاوے کہ تو بادشاہ سے ہنسی کرنے آئی تھی کہ سب لوگون مین اوسکی سبکی ہو اور فریب مین آجاوے پھر اوسکو حکم دیا جاوے کہ اسکو پکڑ کر ہاتھی کے پانون مین ڈلوا دو کہ ہڈی پسلی سب پس جاوے یہی حال ان لوگون کا جو ظاہر مین لباس صوفیون کا رکھتے ہین قیامت مین اوس بڑے بادشاہ کے سامنے پیش ہونگے جو لباس ظاہری اور گدڑی کو نہین دیکھتا راز دل سے سروکار رکھتا ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو اس پہلے فرقے کی نسبت زیادہ مغالطے اور غرور مین ہین اونکو یہ شاق معلوم ہوتا ہے کہ کپڑے گھٹیا ہون اور صوفی بننے کو بھی دل چاہتا ہے اور بدون لباس صوفیون کے صوفی بن نہین سکتے اسواسطے اونھون نے حریر اور ریشم تو چھوڑ دیا مگر نفیس مرقع اور عمدہ عمدہ مخطط کپڑے اور رنگین ہجاوے تلاش کیے اور کپڑے ایسے پہنے جو ریشمی سے بھی قیمت مین زیادہ ہون اور جان لیا کہ صرف کپڑا رنگنے اور پیوند لگانے سے صوفی ہو گئے اور یہ نہ جانا کہ کپڑے صرف اسواسطے رنگے گئے اونکو ہمیشہ میل کے باعث دھونا نہ پڑے اور چونکہ اکابر سلف پیوند لگا کپڑا پہنتے تھے نیا نہ پہنتے تھے اسواسطے

رحم مین ابتدا زیادہ تر قریب سے کرے اور اگر قرابت مین برابر ہون تو زیادہ تر محتاج سے اور اگر اسمین بھی برابر ہون تو جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو اوس سے شروع کرے اسیطرح جسکے پاس اتنا مال ہو کہ خدمت والدین اور حج کو کفایت نکرے وہ براہ مغالطہ حج کرتا ہے حالانکہ خدمت والدین حج پر مقدم کرنی چاہیے کیونکہ خدمت والدین مہم تر ہے بہ نسبت حج کے۔ اسیطرح اگر ایک شخص نے کسی سے کچھ وعدہ کیا اور ایفاے وعدہ کے وقت جمعہ کا وقت آگیا اور جمعہ ایسی چیز ہے کہ قضا ہوجاویگا تو اس صورت مین ایفاے وعدہ مین مشغول ہونا گناہ ہے گو وہ بھی بذات خود طاعت ہے اسیطرح اگر کسیکے کپڑے پر نجاست لگ گئی اوسکے واسطے ماں باپ اور گھر کے لوگون کو سخت و سست کہنے لگا تو مغالطہ ہے ہر چند نجاست بھی بری ہے اور ماں باپ کا ایذا دینا بھی برا مگر اونکی ایذا سے پرہیز کرنا زیادہ مہم ہے بہ نسبت نجاست سے بچنے کے اسطرح کی مثالین جنمین ایک ممنوع بات دوسری کے مقابل ہے یا ایک طاعت دوسری کے مزاحم بہت ہین مگر انمین ترتیب کا لحاظ نہ رکھنا مغالطہ ہے اور یہ مغالطہ نہایت درجے باریک ہے کیونکہ آدمی کو یہ وہم ہوتا ہے کہ مین طاعت کرتا ہون یہ نہین سمجھتا کہ جو طاعت مجھپر اس سے زیادہ مہم اور ضروری تھی اوسکو ترک کرنے سے یہ دوسری طاعت گناہ ہوگئی۔ اور اسی قبیل سے ہے مشغول ہونا خلافیات فقہ مین اوس شخص کے حق مین جسکو طاعات و معاصی ظاہری و باطنی کا کام رہا ہوا ہو جو اعضاے ظاہری اور قلب سے متعلق ہین اسلیے کہ فقہ سے مقصود اون مسائل کا جاننا ہے جنسے دوسرے کا کام نکلے تو اون مسائل کا جاننا جو اسکے دل کے کارآمد ہین بیشک مناسب تر ہے مگر یہ محبت ریاست اور جاہ اور لذت مباہات اور غلبۂ اقران آدمی کو اندھا کر دیتے ہین اسی جہت سے مغالطے مین پڑتا ہے اور جانتا ہے کہ مین دین کا امر ضروری کر رہا ہون

تیسری فصل صوفیون کے مغالطے مین ان لوگون پر دھوکا بہت غالب ہوتا ہے اور انکے بھی بہت سے فرقے ہین ایک فرقہ انمین وہ ہے جو حال کے صوفی ہین اونکا دستور یہ ہے کہ سچے صوفیون کیطرح اپنا لباس و ہیئت اور الفاظ اور آداب اور مراسم اور اصطلاحات بناتے ہین اور ظاہر حالات مین اونکے موافق ہوتے ہین مثلاً راگ سنتے ہین اور حال کرتے ہین اور طہارت اور نماز اونھین کیطرح بجا لاتے ہین مصلون پر سر جھکا کر اور گریبان مین گردن ڈالکر متفکرون کیطرح بیٹھتے ہین لمبی لمبی سانس لیتے ہین آواز بات کرنے مین بہت پست کرتے ہین غرض جتنی شمائل اور صورت اچھے صوفیون کی ہوتی ہے سب اختیار کرتے ہین اور اسی لحاظ سے اونکو

اعمال ظاہری کی بدولت نیکیون کا پلہ جھکا رہیگا اور یہ سب وہمی خیالات ہین اصل یہ ہے کہ متقی
کی ایک ذرہ بھر نیکی اور ہوشیار کی ایک عادت ان جیسون کے پہاڑ کی برابر اعمال ظاہری سے
افضل ہے پھر یہ مغرور باوجودیکہ لوگون کے ساتھ کج خلق اوسخت ہے اور باطن کا ملوث
ریا اور محبت ثنا سے خالی نہین جب کوئی اوسکو کہتا ہے کہ تم زمین کے قطب اور ولی اللہ اور
محبوب خدا ہو تو نہایت خوش ہوتا ہے اور زیادہ تر مغالطے مین پڑتا ہے اسوجہ سے کہ اپنی دانست مین
لوگون کا اچھا کہنا اس بات کی دلیل سمجھتا ہے کہ مین خدا کے نزدیک اچھا ہون اور یہ خبر نہین کہ لوگونکو
میرے دل کی خباثتون کا حال معلوم نہین اور ایک فرقہ اور ہے جو نوافل پر حریص ہوتے ہین اور
فرائض کو چندان معتبر نہین جانتے کوئی نماز چاشت سے خوش ہوتا ہے اور کوئی تہجد وغیرہ سے
اور فرضون مین یہ لذت نہین پاتا نہ فرائض کو اول وقت ادا کرنے کا حریص ہوتا ہے اور اس
حدیث قدسی کو یاد نہین کرتا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے[1] کہ جتنا تقرب بندون کو میری طرف ادای فرض سے
ہوتا ہے اتنا اور کسی چیز سے نہین ہوتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ خیرات مین ترتیب کو چھوڑ دینا بھی برا ہے
مثلاً بعض دفعہ آدمی پر دو فرض معین ہوتے ہین کہ ایک جاتا رہتا ہے اور دوسرا نہین جاتا اور
دو نفلین ہوتی ہین کہ ایک کا وقت تنگ ہے اور دوسری کا نہین تو ہر ایک مین ترتیب کا نگاہ
رکھنا ضرور ہے اگر ترتیب کا خیال نکریگا تو مغالطے مین پڑیگا اور اسکی نظیرین بیشمار ہین کیونکہ
گناہ بھی ظاہر ہے اور طاعت بھی ظاہر مگر اسمین مشکل بات یہی ہے کہ کونسی طاعت کو کس پر مقدم
کیا جاوے مثلاً کل فرائض کو نوافل پر مقدم سمجھنا چاہیے اور فرض عین کو فرض کفایہ پر اور
وہ فرض کفایہ جسکا ادا کرنا صرف اپنے ہی اوپر آپڑے اوسکو اوس فرض کفایہ پر مقدم سمجھے جسکو کوئی
دوسرا ادا کردے اور فرض عین مین سے بھی جو مہم تر ہے اوسکو پہلے ادا کرے اوسکے بعد وہ
ہو جو اوسکی نسبت کم ہے اور جو قضا ہونے والا ہو اوسکو اول ادا کرے اوس سے کہ قضا نہو جیسے
مان کی حاجت کو باپ کی حاجت سے پہلے ادا کرے کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ
کسینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا[2] کہ مین کس سے سلوک و احسان کرون آپنے فرمایا
اپنی مان سے اوسنے عرض کیا کہ پھر کس سے آپنے فرمایا کہ اپنی مان سے پھر اوسنے عرض کیا
کہ پھر کس سے آپنے فرمایا کہ اپنی مان سے پھر اوسنے پوچھا کہ اوسکے بعد کس سے احسان کرون
آپنے فرمایا کہ اپنے باپ سے پھر اوسنے عرض کیا کہ پھر کس سے آپنے فرمایا اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ
یعنی جو سب سے قریب ہو اوس سے اوسکے بعد وہ جو اوس سے قریب ہو اس سے معلوم ہوا کہ صلہ

[1] بخاری بروایت ابوہریرہ باندک اختلاف ۱۲

[2] ترمذی و حاکم بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ و جدہ

طمینگی جنہین ہمنے ان اشیا کا ذکر کیا ہے یہان غرض یہ ہے کہ مجمل اشارہ اون ابواب کے ذکر کیطرف ہوجاے
اور ایک فرقہ اور ہے جو مال مین زہد کرتے ہین اور خوراک و پوشاک سے گھٹیا پر قناعت کرتے ہین اور
گھرون کی عوض مسجدون مین جا رہتے ہین اپنے گمان مین راہدون کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے مگر باوجود
اسکے رغبت ریاست اور جاہ کی رکھتے ہین خواہ علم سے یا وعظ سے یا صرف زہد سے تو ایسے لوگون نے
اگرچہ مال چھوڑ دیا مگر بڑی مہلک چیز مین جا پھنسے اسلیے کہ جاہ بہ نسبت مال کے زیادہ مہلک ہے اگر یہ لوگ
جاہ کے تارک ہو کر مال لیتے تو شاید بچ بھی جاتے اب تو مغالطے مین پڑ گئے یعنی اپنے آپ کو تصور کیا
کہ ہم زاہد ہین حالانکہ یہ نہین جانتے کہ دنیا کسکو کہتے ہین اور یہ کہ اوسکی تمام لذتون کا انتہاے درجہ رذالت ہے
اور جو شخص ریاست کی خواہش کرتا ہے وہ بیشک منافق اور حاسد اور متکبر اور ریاکار اور سب اخلاق بد
سے موصوف ہوتا ہے۔ اور کبھی عابد ریاست کا بھی تارک ہو کر تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے
مگر مغرور اس صورت مین بھی رہتا ہے اسواسطے کہ اپنے اس فعل سے اغنیا کو سخت و سست کہتا ہے
اور اونکو نظر حقارت سے دیکھتا ہے اور عجب کی راہ سے اپنے نفس کیواسطے اونکی نسبت زیادہ ثواب کا
متوقع ہے اور کچھ اور دل کی خباثتین اپنے اندر رکھتا ہے اور اوسکو معلوم نہین اور اگر کبھی اوسکو
کوئی شخص مال دیتا ہے تو اس خوف سے نہین لیتا کہ لوگ کہینگے کہ زہد جاتا رہا اور اگر دینے والا سمجھے کہ
یہ مال حلال ہے ظاہر مین لے لو تنہائی مین واپس کر دینا تو نفس پر لوگون کی مذمت کے خوف سے لینا
شاق ہوگا گو زہد مین کچھ فرق نہ پڑے اس سے معلوم ہوا کہ ایسا شخص لوگون کی ثنا کا خواہشمند ہے
جو کہ دنیا کی لذات مین سے سب سے زیادہ لذیذ ہے اور مدعی زہد فی الدنیا کا ہے حالانکہ مغرور ہے
علاوہ ازین بعض اوقات توقیر اغنیا کی کرنے لگتا ہے اور اونکو فقرا پر ترجیح دیتا اور جو اپنا معتقد اور
ثنا گو ہے اوسکی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور جو کسی دوسرے زاہد کا معتقد ہے اوس سے نفرت
کرتا ہے اسطرح کی سب باتین شیطان کے دھوکے اور فریب ہین۔ اور عابدون مین کچھ لوگ ایسے
ہوتے ہین کہ اپنے نفس پر بہت سختی کرتے ہین اور اعضاے ظاہری سے بہت کام لیتے ہین مثلاً
دن رات مین ہزار رکعت نماز پڑھتے ہین اور ایک ختم قرآن کرتے ہین اور ان باتون مین سے کسی مین
رعایت دل کی نہین کرتے کہ اوسکو بھی ریا اور کبر اور عجب وغیرہ مہلکات سے پاک کرین باتو اس جہت سے
کہ انکو مہلک نہین جانتے اور اگر جانتے بھی ہین تو اپنے نفس کے مہلک نہین سمجھتے اور یا اس جہت سے
کہ اپنے اعمال ظاہری سے یہ سمجھتے ہین کہ گو یہ چیزین نفس کی مہلک ہین مگر ہم مغفور ہین اور ہم سے
احوال دل کا مواخذہ نہوگا اور یا یہ بھی جانتے ہین کہ مواخذہ ہوگا مگر گمان کرتے ہین کہ ہمارے

اور ایک فرقہ اور ہے جو اپنے ذمے کام محتسب کا لے لیتے ہین اور لوگون کو امر معروف اور نہی منکر کرتے ہین مگر اپنے نفس سے غافل ہوتے ہین جب کسیکو خیر کیواسطے کہتے ہین تو سختی اور درشتی اور ریاست کے طور پر کہتے ہین اور اگر خود اونسے ارتکاب کسی امر بد کا ہو جاوے اور کوئی شخص اعتراض کرے تو غصہ ہو کر کہتے ہین کہ ہم محتسب ہین ہمارے اوپر اعتراض کرتے ہو اور بعضون کا یہ دستور ہوتا ہے کہ اپنی مسجد مین لوگون کو بلاتے ہین اور جو کوئی دیر کر آتا ہے اوسکو سخت و سست کہتے ہین اور اس سے غرض ریا و ریاست ہوتی ہے اور اگر مسجد کی خدمت کا کوئی دوسرا شخص کفیل ہو جاوے تو اوسپر خفا ہونے لگتے ہین بلکہ بعض اشخاص خود اذان کہتے ہین اور جانتے ہین کہ ہم خدا کیواسطے اذان کہتے ہین لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اونکے پیچھے اگر اذان کہدے تو اوسپر قیامت ٹوٹ پڑے اور کہین کہ ہمارا حق تونے کیون لیا اور ہمارے ثواب مین کیون دخل دیا اسیطرح بعض اوقات کفالت امامت کرتے ہین اور اوسکو بہتر سمجھتے ہین حالانکہ غرض یہ ہوتی ہے کہ کوئی یون کہے کہ مسجد کے امام ہین اسی نظر سے اگر کوئی غیر شخص جو اونکی نسبت متقی اور عالم ہو امامت کے لیے بڑھجاوے تو اونکو بُرا معلوم ہوتا ہے اور ایک فرقہ اور ہے کہ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جا رہتے ہین اور اسی دھوکے مین پڑجاتے ہین نہ اپنے دلون کو دیکھتے ہین نہ اپنے ظاہر و باطن کو پاک کرتے ہین اونکے دل دلدلون مین پڑے ہوے ہین اور ہر ایک دوشناس سے اس قول کے سننے کے منتظر ہین کہ فلان شخص مکہ کا مجاور رہے اور بعض دفعہ ایسا شخص خود ہی فخریہ کہتا ہے کہ مین اتنے برس مجاور مکہ رہا اور جب لوگون سے سنتا ہے کہ یون کہنا بُرا ہے تو زبان سے فخر کو چھوڑ دیتا ہے مگر دل مین چاہتا رہتا ہے کہ لوگون کو حال معلوم ہو جاوے۔ پھر کبھی مکہ معظمہ مین اسواسطے بیٹھتا ہے کہ لوگ اپنے ہاتھ کے میل مین سے کچھ اسکو دین اور جب اسطرح کچھ پیدا کر لیتا ہے تو بخل کرتا ہے اور اوسکا جی نہین چاہتا کہ کسی فقیر کو ایک لقمہ بھی بطور خیرات دیڈالے تو اس شخص مین ریا اور بخل اور طمع اور چند دوسرے مہلکات جمع ہو جاتے ہین کہ اگر یکہ کا مجاور رہتا تو اونسے محفوظ رہتا لیکن محبت تعریف کی اور اس قول کی کہ کوئی سنے کہ مجاور مکہ ہے ایسی دل پر سمائی کہ باوجود اسکے وہ ہونے کے ان رذائل مین مکہ کا پڑا رہنا منظور کیا تو ایسا شخص بھی مغالطے مین ہے حاصل یہ کہ جو عمل خواہ عبادت ہے اوسمین بہت سے آفات ہین جو شخص کہ اوسکے آفات کی راہون سے ناواقف ہے اور اوسپر اعتماد و بھروسہ کار کھتا ہے وہ واقع مین غلطی پر ہے اور آفات کی راہون کی تفصیل بدون تمام ابواب اس کتاب کے معلوم نہین ہو سکتی مثلاً غرور نماز کی مدخل مفصل باب نماز مین ملینگے اور حج اور زکوۃ اور تلاوت اور دوسرے عبادات مین غرور کی راہین اون ابواب مین

ہمنے لکھے ہین اونمین سے کوئی حاصل ہو اور اس پڑھنے پر پھر یہ گمان ہے کہ مقصود قرآن کے
اوتارنے سے یہی ہے کہ سینے مین گنگناٹ اوسکا رہے معنی سمجھ مین نہ آوین تو نہ آوین اور اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو ایک رقعہ لکھے اور حکم دے کہ فلان بات کرنا اور فلان مت کرنا
غلام نے اوس رقعے کے سمجھنے کیطرف اور اوسکے بموجب عمل کرنے پر توجہ نہ کی بلکہ اوس رقعہ کے
یاد کرنے پر کفایت کی تو ظاہر ہے کہ اسنے عدول حکمی اپنے آقا کی کی مگر شقے کو بہت نغمہ اور آواز
بلند سے دن مین گو سو دفعہ پڑھتا رہا تو بیشک یہ غلام سزاوار سزا ہوگا اور اگر اوسکو یہ گمان ہو کہ
یہ شقہ اسلیے آیا تھا تو صریح مغالطہ ہے ہان قرآن کی تلاوت سے یہ غرض ہوتی ہے کہ بھول نجاوے
یاد رہے اور حفظ سے یہ مقصود ہے کہ معنی پر غور ہو اور معنی سے یہ مراد ہے کہ اونکے بموجب عمل کرے
اور فائدہ اوٹھاوے۔ اور بعض اوقات قاری کی آواز اچھی ہوتی ہے تو تلاوت سے لذت پاتا ہے
اور گمان کرتا ہے کہ یہ لذت مناجات الٰہی کی ہے اور اوسکے کلام سننے کی ہے حالانکہ یہ لذت
صرف آواز کی ہے اگر اسی درد سے اور کوئی شعر اور کلام پڑھیگا تب بھی وہی لذت ہوگی اور اسکو
مغالطہ اسی جہت سے ہوا کہ دل مین تامل نہ کیا کہ یہ لذت قرآن مجید کے حسن عبارت و معانی کی ہے
یا آواز کی اور ایک فرقہ اور ہے جو روزے پر فریفتہ ہین اور کبھی برابر روزے رکھتے ہین یا ایام
متبرک مین روزہ رکھتے ہین مگر اپنی زبانون کو غیبت سے اور دلون کو ریا سے اور پیٹ کو حرام سے
اور کلام کو بیہودگی سے نہین بچاتے دن بھر فضول بکتے رہتے ہین اور باوجود اسکے اپنے آپ کو
بہتر سمجھتے ہین جو بات فرض ہے اوسکو ادا نہین کرتے نفل کے طالب ہوکر اوسکو بھی جیسی چاہیے
ویسی نہین ادا کرتے اور یہ صریح دھوکا ہے اور ایک فرقہ اور ہے کہ حج پر مغرور ہین حج کرنے
جو جاتے ہین تو حقوق اور دیون لوگون کے نہین دیتے بے اجازت مان باپ کے اور بدون زاد
حلال کے نکل کھڑے ہوتے ہین اور کبھی یہ صورت فرض حج کے ادا کے بعد کرتے ہین راستے مین
نماز اور فرائض کو ضائع کرتے ہین اور کپڑے اور بدن کے پاک کرنے سے عاجز ہوتے ہین اور
لوگون پر چندہ سا ڈالتے جاتے ہین اور اثنای راہ مین فحش اور جھگڑے سے پرہیز نہین کرتے
بعض لوگ مال حرام پیدا کرکے راستے مین رفیقون کو دیتے جاتے ہین اور غرض اس دینے سے
ریا اور شہرت ہوتی ہے انکے ذمہ دوہرا گناہ ہوتا ہے کہ اول تو حرام سے پیدا کیا دوسرے ریا مین
خرچ کیا پھر گھر پر جو آتے ہین تو دل مین صفات ذمیمہ اور اخلاق بد کا خزانہ ہوتا ہے پہلے حج
کرنے سے اونکو دور نہین کر لیتے اور باایں ہمہ اسکو بہتر سمجھتے ہین حالانکہ یہ صریح مغالطہ ہے

پانی کے اسراف سے مغرور ہوگا اور اسراف بھی نکرے تو عمر ہی عزیز تر چیز کو ایسی شے مین ضایع کرتا جسمین بہت وسعت ہے عام خیالی ہے مگر کیا کیا جاوے کہ شیطان لوگون کو بڑے عمدہ طریق سے عبادت سے باز رکھتا ہے اور جب تک کسی چیز کو عابد کے دل مین جا نہین دیتا کہ یہ عبادت ہے تب تک اوسکی رہزنی نہین کرسکتا مگر اسطرح کے خیالات سے اونکو اللہ سے دور کرتا ہے اور ایک فرقہ اور ہے جسپر نماز کی نیت مین شک غالب ہوتا ہے اوسکو شیطان اتنی مہلت نہین دیتا کہ نیت درست کرے بلکہ اتنا پریشان کرتا ہے کہ باجماعت جاتی رہے یا وقت نماز فوت ہوجاوے اور اگر تکبیر نماز کی کر بھی لی تو ابھی تک صحت نیت مین تردد رہتا ہے اور کبھی اللہ اکبر کہتے مین وسوسہ کرتے ہین اتنا کہ شدت احتیاط کے باعث الفاظ تکبیر کے بدلجاتے ہین شروع نماز مین تو یہ صورت ہوتی ہے پھر تمام نماز مین غافل رہتے ہین دل کو حاضر نہین کرتے اور مغالطے سے جانتے ہین کہ یہ کچھ خدا کے نزدیک اچھی بات ہے کہ اپنی جانون پر شروع نماز مین نیت درست کرنے کے لیے اتنی مشقت اٹھاوین اور ایک فرقہ اور ہے کہ اونپر وسوسہ حروف الحمد اور تمام وظائف کے مخارج کا غالب رہتا ہے وہ ہمیشہ تشدید و مد اور ضاد اور ظا کے جدا کرنے اور تمام مخارج حروف کی تصحیح مین احتیاط کیا کرتے ہین ساری نماز مین اسیکو ضروری جانکر اور چیز مین فکر ہی نہین کرتے معنی قرآن اور اوسکی نصیحتون اور اسرار کے سمجھنے سے کچھ سروکار نہین رکھتے اور یہ بہت بڑا مغالطہ ہے اسلیے کہ خدای تعالی نے خلق کو محکم تلاوت قرآن کا ایسی ہی طرح پر دیا ہے جیسی وہ لوگ روزمرہ گفتگو کرتے ہین پھر اونمین بناوٹ اسدرجے کی کہانسے آئی ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کو ایک پیام دیا گیا کہ بادشاہ کے حضور مین جاکر اسکو بجنس ادا کردینا جب یہ بادشاہ کے سامنے پہونچا تو پیام ادا کرنے مین مخارج حروف کا خیال بہت سا کیا اور لفظون کو چبایا اور کئی کئی دفعہ کہنا شروع کیا اس بات کی خبر نرکھی کہ پیام کا مضمون کیا تھا اور بادشاہون کے حضور رعایت آداب کسطرح ہوا کرتی ہے تو ایسا شخص بجز اسکے کہ تادیب و سرزنش کرا کر پاگل خانے مین بھجوادیا جاوے اور کس بات کے لائق ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو قرآن پڑھنے مین مغالطہ کھاتے ہین گھاس سی کاٹتے چلے جاتے ہین اور بعض اوقات ایک فن مین ایک ختم کرتے ہین مگر زبان سے تو قرآن پڑھتے ہین اور دل مین طرح طرح کی آرزوئین گذرتی ہین اسلیے کہ پڑھتے مین معانی کیطرف تو توجہ ہی نہین تاکہ اونکی زجر و توبیخ اور وعظ سے کچھ اثر دل مین ہو اور ان خیالات واہی سے بچے اور اوامر و نواہی پر توقف کرے اور عبرت کے مضامین سے خوف پیدا ہو یا اور کوئی مقصود تلاوت جو باب تلاوت قرآن مین

کہ مال کی محبت وحرص کہتا ہے اور حرص ہین اس درجے کو پہونچ گیا کہ بخل کے دور کرنے کے لیے حیلے ڈھونڈھتا ہے یہی جہالت وغرور ہے اور ایک توہم ان فقہا کا یہ ہے کہ خدائے تعالی نے نفقہ وغیرہ کے مصالح کیواسطے بقدر حاجت مال کو مباح فرمایا ہے مگر یہ لوگ حاجت ہین اور شہوات اور تمنا وفضول مین فرق نہین کرتے جس چیز سے اپنی رعونت کامل ہوتی دیکھتے ہین اوسکو حاجت سمجھتے ہین حالانکہ یہ اونکی غلطی ہے بلکہ دنیا جو بندونکی حاجت کیواسطے مخلوق ہوئی ہے اوسکے یہ معنی ہین کہ جسقدر عبادت اور سلوک راہ خدا مین کام آوے اوسقدر اونکو مباح ہے پس جسقدر سے آدمی دین اور عبادت مین استعانت لے تو وہ حاجت مین داخل ہوگی اور اوسکے سوا سب فضول اور شہوت کہلاویگی خلاصہ یہ کہ فقہا کی اسطرح کے توہمات اگر ہم ذکر کرین تو اونکے واسطے دفتر چاہیے ہمنے تفصیل کو طویل سمجھکر صرف مشتے نمونہ از خروارے چند مثالین لکھدین جنسے معلوم ہوکہ انکے توہمات اس قسم کے ہوتے ہین

دوسری فصل ارباب عبادت وعمل کے غرور مین یہ لوگ بھی چند فرقے ہین بعضونکو تمادی ہین اور بعضون کو تلاوت قرآن مجید مین اور بعضون کو حج مین بعضون کو جہاد مین بعضون کو زہد مین مغالطہ ہوتا ہے اسیطرح جو جسطرح کا عمل کرتا ہے اوہ اوسمین خالی غرور سے نہین البتہ دانا آدمی مغالطہ نہین کھاتے لیکن ایسے لوگ کمتر ہین غرضکہ انمین ایک قسم ایسا ہے جو فرائض کو چھوڑکر نوافل اور مستحبات مین مشغول ہوتے ہین اور کبھی مستحبات مین ایسا مستغرق ہوتے ہین کہ نوبت افراط واسراف کی پہونچ جاتی ہے مثلاً بعضے لوگون پر وضو مین وسوسہ غالب ہوجاتا ہے تو اوسمین حد سے زیادہ مبالغہ کرتے ہین یہان تک کہ جو پانی شریعت کی رو سے پاک ہوا وسمین بھی انکو خلجان رہتا ہے اور دور دراز احتمالات نجاست کو قریب تصور کرتے ہین اور اکل حلال کا ذکر آوے تو اوسکے احتمالات قریب کو بھی بعید جانتے ہین بلکہ بعض اوقات حرام محض کھا لیتے ہین حالانکہ اگر پانی کی احتیاط کو کھانے مین استعمال کرتے تو صحابہ رض کی سیرت سے زیادہ مشابہ ہوتے جیسا کہ حضرت عمر رض کے حال مین ہے کہ آپنے ایک نصرانی عورت کے گھڑے کے پانی سے وضو کرلیا باوجودیکہ احتمال نجاست ظاہر ہے لیکن کھانے مین اتنی احتیاط تھی کہ بہت سی حلال چیزین بھی چھوڑدیتے تھے اس خوف سے کہ حرام مین مبتلا نہون پھر ان لوگون مین سے بعض اشخاص پانی بہانے مین اسراف کرتے ہین حالانکہ اوس سے ممانعت قطعی ہے اور بعضون کو اتنا وہم ہوتا ہے کہ وضو ہی کرتے کرتے جماعت جاتی رہتی ہے خواہ وقت نکلجاتا ہے اور اگر وقت رہتا بھی ہے تب بھی انکی غلطی مین کچھ شک نہین کیونکہ اول وقت نماز تو فوت ہوگیا اور اگر اول وقت بھی رہے تب بھی

پکارا آپ نے پکارا کہ ای ادریا اوسنے کہا کہ حاضر ہون ای نبی اللہ آپ نے مجکو جنت مین سے بلا لیا کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ مین نے تیرے ساتھ کچھ برائی کی ہے تو معاف کردے اوسنے جواب دیا کہ مین نے معاف کی آپ اسی معاف کرنے پر تکیہ کرکے واپس گئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے قصور کا ذکر بھی ادریاسے کیا تھا یا نہین آپنے فرمایا کہ نہین اونھون نے کہا کہ اب پھر جاکر قصور کو مفصل اوس سے کہو پھر آپنے آکر اوسکو پکارا اوسنے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہے آپنے فرمایا کہ تو نے کچھ خطا کی ہے اوسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو معاف نہین کردی آپنے فرمایا کہ تو نے پوچھا تو ہوتا کہ وہ خطا کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ آپ فرمائین وہ کونسا قصور ہے آپنے تمام قصہ اوسکی عورت کا سنایا پھر اوسکا جواب کچھ نہ آیا آپ نے فرمایا کہ ای ادریا تو جواب نہین دیتا اوسنے عرض کیا کہ ای نبی اللہ ایسی حرکت انبیا نہین کرتے اور میرا اور آپکا معاملہ خدا کے سامنے نمٹے گا حضرت داؤد علیہ السلام نے از سر نو رونا اور چیخنا شروع کیا یہان تک کہ خدای تعالی نے اونسے وعدہ کیا کہ قیامت کو مین اوس سے قصور معاف کرادونگا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بدون رضای نفس بخشدینے کا کچھ اعتبار نہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رضای نفس بدون بتلائے معلوم نہین ہوتی تو اسیطرح معاف کرنے اور ہبہ مین بھی رضای نفس جبھی ہوگی جب انسان اپنے اختیار پر تنہا چھوڑ دیا جاے اور اوسوقت خود اوسکے ذات مین سے باعث ہبہ وغیرہ کے پیدا ہون یہ نہین کہ حالت اضطرار مین کوئی حیلہ یا الزام اسکا باعث ہوجاوے اور انھین فقہی حیلون مین سے یہ بھی ہے کہ جب مال پر سال پورا ہونے کو ہو تو مرد اپنی زوجہ کو مال ہبہ کردے اور جب اوسکی ملک پر سال گذرنے کو ہو تو وہ شوہر کو بخشدے تاکہ زکاۃ نہ دینی پڑے ایسے حال مین فقیہ یہی حکم دینگے کہ زکوۃ ساقط ہوئی مگر ہم اونسے یہ پوچھتے ہین کہ اگر تمھاری یہ غرض ہے کہ مطالبہ سلطان یا محصل زکوۃ کا نہ ہاتب تو یہ حکم درست ہے اسواسطے کہ اونکی نظر ظاہر ملک پر ہے اور وہ جاتی رہی اور اگر یہ غرض ہے کہ وہ شخص قیامت کی باز پرس سے بھی بچ رہیگا اور اسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا مالدار ہوا ہی نہ تھا یا جیسا کوئی بیع و شرا نہ بطور تجارت کرے تو اس صورت مین کمال ہی درجے کی ناواقفیت فقہ دینی اور سر زکوۃ سے ہے کیونکہ زکوۃ اسیواسطے دیتے ہین کہ آدمی کی طبیعت سے بخل جاتا رہے اسلیے کہ بخل ایک مہلک چیز ہے چنانچہ حدیث شریف مین تین مہلک چیزون مین بخل مطاع بھی داخل ہے اور صورت مفروضہ مین اوس شخص کا فعل موجب بخل کی اطاعت کا ہے پہلے سے ایسا نتھا پس جس چیز کو اسنے باعث اپنی نجات کا سمجھا کہ زکوۃ نہ دینی پڑے وہی باعث اسکی بربادی کا ہوا خدای تعالی کو اسکے دل کا حال معلوم ہے

اوسکو مہر معاف کردیتی ہے کہ کسیطرح عذاب سے چھٹی پاؤن تو اگرچہ اوسنے معاف تو کردیا مگر
بخوشی خاطر معاف نہین کیا اور خدای تعالی فرماتا ہے فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا
معلوم ہوا کہ نفس کی رضامندی معاف کرنے مین شرط ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جو بات آدمی
دل سے کرے اوسمین نفس راضی بھی ہو مثلاً دل سے خون نکلوانا چاہتا ہے لیکن نفس کو برا معلوم ہوتا ہی
اسیطرح عورت کے معاف کرنے مین رضامندی نفس کی جب ہوتی کہ کوئی ضرورت معاف
کرنے کی مقابل نہوتی اور یہ صورت کہ جب دو باتون مین اوسکو تردد ہوا تو آسان بات کو اختیار
کرلیا یہ واقع مین ڈانڈ ہے کہ اپنے نفس پر جبر کرلیا ہان اتنی بات ہے کہ دنیا کا قاضی دلون کے
حال کو اور غرض کو نہین جان سکتا اسیلیے ظاہر کے معاف کرنے کو دیکھتا ہے اور عورت پر ظاہر مین
کوئی زبردستی نہین ہوئی اور باطن کے جبر پر خلق کو اطلاع نہین لیکن جب قاضی اکبر خداوند کریم
قیامت کے میدان مین حکم کے واسطے درپی ہوگا اوسوقت یہ امر محسوب اور مفید نہ پڑیگا اسیطرح
جائز نہین کہ کسی انسان کا مال بدون رضای نفس لیا جاوے پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے
مجمع مین کچھ مانگے اور وہ دوسرا لوگون کی شرم کے مارے دینے سے انکار نکرسکے اور اوسکی دلمین
یہ ہو کہ اگر یہ شخص تنہائی مین مانگتا تو دینا نہ پڑتا لیکن لوگون کی مذمت کا خوف اور مال کے جانے کا رنج
دونون موجود ہین اور نفس نے ان دونون مین متردد ہوکر دونون مین سے آسان کو اختیار کرلیا
یعنی رنج مال کے دینے کا آسان معلوم ہوا اسیکو اختیار کیا اور مال حوالہ کیا تو ہم پوچھتے ہین کہ اسمین
اور ڈانڈ مین کیا فرق ہی کیونکہ ڈانڈ مین یہی ہوتا ہے کہ اگر دل مال کے دینے مین پس و پیش کرے تو بدن
کو ضرب سے ایذا پہونچے تو بدن کی ایذا مال کی نسبت سخت معلوم ہوتی ہے اسواسطے مال دیدیا جاتا ہے
اسیطرح جہان حیا اور ریا کا شبہہ ہو اوس جگہ سوال کرنا گویا دل پر کوڑا لگانا ہے تو بہرحال اسمین
باطن کی ضرب ہے اور ڈانڈ مین ظاہر کی ضرب خدا کے نزدیک دونون مین کچھ فرق نہین وہان
باطن و ظاہر ایک ہین اور حاکم ظاہری صرف آدمی کے ظاہر قول ہبہ کو دیکھکر حکم ملک کا کردیتا ہے
اسلیے کہ اوسکو دل کا حال معلوم نہین اسیطرح اگر کوئی شخص اسوجہ سے کسیکو کچھ دیوے کہ اوسکی
زبان کی شرارت سے محفوظ رہے یا اوسکی چغلی سے بچا رہے تو یہ مال لینا حرام ہے اسطرح پر جو
مال لیا جاوے سب حرام ہے دیکھو حضرت داؤد علیہ السلام کے قصے مین کیا مذکور ہے کہ بعد اسکے
کہ خدای تعالے نے اونکا قصور معاف فرمایا اونھون نے عرض کیا کہ میرا معاملہ طرف ثانی سے کسطرح
بنے گا حکم ہوا کہ اوس سے معاف کرالے وہ شخص مرگیا تھا حکم ہوا کہ بیت المقدس کے پتھر مین اوسکو

ف پھر اگر وہ اوسمین سے کچھ چھوڑ دین تمکو دل کی خوشی سے تو وہ کھاؤ چنا پچتا ۱۲

بمنزلہ پوست کے ہے اور یہ بھی باعتبار اور چیز کے جو اسکے اوپر ہے مغز ہے یعنی معرفت عمل کے اوپر کا پوست الفاظ کا سننا اور بعد اوسیطرح یاد کرنا ہے اور یہ بھی باعتبار اپنے اوپر کی چیز کی مغز ہے اور اپنے اندر کی چیز کے پوست ہے اسکے اوپر کی چیز معرفت علم لغت و نحو ہے اور سب سے اوپر کا پوست مخارج حروف ہین اور جو شخص کہ ان پوستون مین سے کسی پر قانع ہے وہ مغرور ہے لیکن اگر ان پوستون کو ذریعہ اور سیڑھی نیل مرام کی سمجھے اور ہر ڈنڈے پر بقدر حاجت چڑھکر آگے بڑھجاوے یہان تک کہ مغز عمل اور اصل مقصود کو پہونچ جاوے تو ایسا شخص اپنے دل اور جوارح سے واقع مین حقیقت عمل کا طالب ہے اور نفس سے بھی یہی کام لیتا ہے اور اعمال کی درستی اور اونکو آمیزش آفات سے صاف کرنے مین عمر بسر کرتا ہے اور تمام علوم شرعیہ مین مخدوم اور مقصود بھی یہی بات ہے اور سب علوم اوسکے خادم اور وسیلے اور پوست اور منازل ہین اور جو شخص مقصد تک نہین پونچا وہ نقصان مین ہے خواہ پاس کی منزل مین ہو یا دور کی اور چونکہ یہ علوم متعلق علوم شرعیہ سے ہین اسواسطے جو انکو سیکھتا ہے اوسکو مغالطہ ہوجاتا ہے مگر علم طب اور حساب اور دوسرے علوم جو علوم شرعیہ سے بظاہر متعلق معلوم نہین ہوتے تو اونکے عالمون کو یہ اعتقاد تو نہین ہوتا کہ انسے ہماری مغفرت ہوگی کیونکہ ہمنے علم سیکھا ہے اسی نظر سے ایسے علوم سے غرور بھی کمتر ہوتا ہے بہ نسبت اوس غرور کے جو علوم شرعی کی تحصیل سے ہوتا ہے اسلیے کہ علوم شرعی اچھے بھی ہوتے ہین جیسے پوست مغز کی شرکت مین اچھا کہا جاتا ہے لیکن عمدہ تر بالذات وہی ہے جو سب سے اعلی ہے اور دوسرے کو جو اچھا کہتے ہین تو اسوجہ سے کہ اوس سے اول قسم تک پہونچ سکتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی پوست ہی کو مقصود سمجھکر اوسمین تفوق حاصل کرے وہ مغرور ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو فن فقہ مین بڑا مغالطہ کھاتے ہین وہ یہ گمان کرتے ہین کہ جو کچھ پیشگاہ قاضی سے حکم ہوتا ہے ویسا ہی حکم خدای تعالی کے یہان بھی ہوگا اسی لحاظ سے لوگون کے حق ندینے کے لیے حیلے بنانے اور الفاظ مبہم کی بڑی بڑی تاویلین کرنے اور ظاہر نصوص پر فریفتہ ہوکر اوسمین خطائین کرنے اور یہ امر از قبیل خطا فی الفتوی ہے جو اکثر واقع ہوتی ہے مگر یہ قسم ایسی ہے کہ سوای دانا ؤن کے اور سب پر پھیلگئی ہے ہم انکی توہمات کی کچھ مثالین لکھے دیتے ہین مثلاً یہ لوگ فتوے دیتے ہین کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو مہر معاف کردے تو شوہر پر خدا کے یہان بھی مواخذہ نہوگا حالانکہ یہ کلیہ غلط ہے کیونکہ بعض اوقات شوہر اپنی منکوحہ سے برائی کرتا ہے یہان تک کہ وہ سب باتون مین تنگ ہوکر اوسکی بدخلقی سے نجات چاہتی ہے کیونکہ

مغرور ہین اسلیے کہ صرف حدیث کی نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہین اور روایات کے جمع کرنے مین
عمر ضائع کرکے ضروریات دین اور معرفت معانی حدیث سے غافل رہتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ مقصود علم
حدیث سے بھی سلوک راہ آخرت ہے اور کیا عجب ہے کہ اسکے لیے ایک ہی حدیث عمر بھر کو کافی ہو چنانچہ
بعض اکابر سے مروی ہے کہ وہ ایک مجلس حدیث مین حاضر ہوے اول حدیث جو شیخ نے پڑھی یہ تھی
مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ وہ بزرگ اس حدیث کو سنکر اوٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ
مجھے اسیقدر کافی ہے پہلے اتنا ہولون تو دوسری سنونگا پس جو لوگ غرور سے بھاگتے ہین اونکا سننا
ایسا ہوتا ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو علم نحو اور شعر اور لغت مین مشغول ہوکر مغالطے مین پڑے اور
اپنی دانست مین مغفور ہین اور دلیل یہ پیش کرتے ہین کہ دین کا مدار کتاب اللہ اور حدیث پر ہے اور ان
دونون کا مدار علم لغت اور نحو پر ہے اسیوجہ سے اپنی عمر دقائق نحو اور فن شعر اور معرفت لغت مین
تلف کرتے ہین اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی تمام عمر خوشخطی کی تحصیل مین ضائع کرے اور
کہے کہ علوم چونکہ بدون لکھے یاد نہین رہتے اسواسطے لکھنا اچھی طرح سیکھنا اور خوشخط ہونا ضروری ہے اور
اگر عقل ہوجانے کہ اصل خط اور املا ضروریکا سیکھنا کافی ہے اسقدر چاہیے کہ پڑھا جاے اور زیادہ مقدار کافی سے
تجاوز کرنا ہے اسیطرح ادیب بھی اگر تامل کرے تو جان لے کہ لغت عربی مثل لغت ترکی کے ہے جو
اپنی عمر لغت عربی کی تحقیق مین ضائع کرے وہ ایسا ہے جیسے وہ شخص جو لغت ترکی خواہ ہندی
کی تحقیق مین دن تلف کرے فرق صرف اتنا ہے کہ احکام شریعت زبان عربی مین ہین تو عربی کے
لغت کا اتنا ہی علم کافی ہے جس سے احادیث و قرآن کے الفاظ معلوم ہوجاوین اور اسیقدر نحو کا
سیکھنا بھی کافی ہے جس سے حدیث و قرآن کے معنی کو تعلق ہو الا اگر اوسمین اتنا تعمق اور مشغولی
کرے کہ کسی حد پر بس نکرے تو محض فضول ہے جسکی کچھ حاجت نہین۔ پھر اگر انھین علوم پر اکتفا کرکے
معانی و احکام شرعی سے باز رہے اور عمل نہ کرے تو شدت سے مغرور ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی شخص اپنی عمر صرف قرآن کے مخارج حروف کی تصحیح مین بسر کرے اور اسی پر کفایت
کرے تو ظاہر ہے کہ یہ غلطی ہی ہے اسلیے کہ مقصود حروف سے معانی ہین حروف بمنزلہ ظروف اور
آلہ کے ہین پس جس شخص کو دفع صفرا کے لیے سکنجبین پینے کی حاجت ہو اور وہ اپنی عمر اوس پیالی
کی درستی مین صرف کرے جسمین پینا منظور ہے تو ایسا شخص مغرور و جاہل ہے اسیطرح اہل نحو اور
لغت دانون اور ادیبون اور قاریون کا غرور سمجھنا چاہیے اگر وہ ان علوم مین ایسے مستغرق ہون
کہ جو علوم اونپر فرض عین ہین اونکو نہ سیکھین خلاصہ یہ کہ سب مین عمدہ مغز تو عمل ہے اور عمل کا جاننا

ح آدمی کے اسلام کی خوبی مین سے ہے چھوڑنا ایسی چیز کا جو اوسکو مفید نہو" ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رضی و مالک بروایت امام زین العابدین مرسلاً

سب کے سب پڑھنے مین داخل گنے جاوین تو یہ بھی درست ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شیر خوار یا مجنون
مجلس حدیث مین ہو تو اوسکا سننا بھی معتبر چاہیے بالغ ہونے کے بعد خواہ ہوش مین آنے کے پیچھے
اوسنے اور لوگ سند کرین حالانکہ یہ امر سب کے نزدیک ناجائز ہے اسکا جواب اگر کوئی یہ کہے کہ شیر خوار
تو بات کو سمجھتا ہے اور نہ یاد کرتا ہے اسلیے اوسکا سننا بھی معتبر نہین تو ہم کہتے ہین کہ جو لڑکا
کھیل رہا ہے اور غافل آدمی جو لکھنے مین مشغول ہے وہ کب سمجھتا اور یاد کرتا ہے اور اگر کوئی جاہل جرأت
کرکے کہے کہ شیر خوار لڑکے کا سننا بھی جائز ہے تو اوسکے الزام کو کہنا چاہیے کہ پھر پیٹ کے بچے کا
سننا بھی معتبر ہونا چاہیے اور اگر وہ یہ فرق بتائے کہ پیٹ کا بچہ آواز نہین سنتا اور شیر خوار سنتا ہے
تو یہ فرق مفید نہین ہوا سطے کہ غرض تو بیان حدیث سے ہے کچھ آواز کے سننے سے نہین
دوسرون سے جب کہیگا جب حدیث نقل کریگا آواز کی سماعت سے کچھ سروکار نہین اسطرح کے
سننے والے کو چاہیے کہ جب بالغ ہو تو اتنی ہی بات کہے کہ مین نے بڑا ہوکر یون سنا ہے کہ لڑکپن مین
ایک ایسی مجلس مین حاضر ہوا تھا جسمین حدیث ہوا کرتی تھی اور اوسکی آواز مجکو پہونچتی تھی مگر مین نہین
جانتا کہ وہ کیا تھی تو اسمین تو شک نہین کہ سب کے نزدیک اسطرح کی روایت ناجائز ہے اور جسقدر اسمین
کچھ زیادتی کریگا وہ صریح جھوٹ ہوگا۔ اور اگر بالفرض کسی ترکی شخص کا حدیث سننا جائز ہو جو عربی سے
محض ناواقف ہے تب البتہ سننا طفل شیر خوار کا بھی معتبر ہوسکتا ہے کہ صوت مبہم دونون کو پہونچتی ہے
اور یہ نہایت جہل ہے علاوہ ازین باخذ سماع کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آپ فرماتے ہین
نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا فَأَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا اب ہم پوچھتے ہین کہ جس شخص کو یہ خبر نہین
کہ کیا سنا ہے وہ اد اکسطرح کریگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ بڑی غلطی ہے اور اسمین اس زمانے کے لوگ
مبتلا ہین اگر لوگ احتیاط اور جستجو کرین تو ایسے ہی شیخ ملینگے جنھون نے لڑکپن مین ایسی ہی غفلت کے
ساتھ حدیث کو سنا ہوگا مگر چونکہ محدثین کو جاہ و قبول اسمین حاصل ہے اسواسطے بیچارون کو یہ ڈر ہے
کہ سننے مین یہ شرط لگانے سے کہین حلقہ کم نہو جاوے اور جاہ مین خلل پڑے اور نیز وہ حدیثین جو اس
شرط سے سنی ہونگی وہ بھی کم ہو جاوینگی بلکہ کیا عجب ہے کہ اسطرح کی کوئی بھی نکلے تو فضیحت ہونا پڑے
اسواسطے یہ اصطلاح ٹھہرالی کہ حدیث کے سننے مین صرف یہی شرط ہے کہ آواز سنے گو یہ نہ سمجھتا ہو کہ اسمین
کیا بیان ہے حالانکہ اس باب مین اونکا قول معتبر نہین کیونکہ سماع کی تعریف داخل اونکے علم مین نہین
یہ امر متعلق علماے اصول فقہ سے ہے ہمنے جو شرائط لکھے ہین وہ اصول فقہ کے قانون کے بموجب صحیح ہین
غرض یہ کہ ان لوگون کا مغالطہ یہ ہے اور اگر بالفرض احادیث کو شرائط کے ساتھ ہی سیکھین تب بھی

تازہ فرمائش ۱۲ منہ
تحفۃ کو بخیر مری
گفتگو سنی اور اوسکو یاد
کیا اور صحیح سنی جیسی
بیان کی ۱۲
اصحاب سنن و ابن جارود
بروایت زید بن ثابت
و ترمذی و ابن ماجہ
بروایت ابن مسعود ۱۲

یاد ہوا وسیطرح روایت کرے یعنی روایت بعد حفظ کے ہوتی ہے اور حفظ بعد سننے کے اور اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا نہو سکے تو صحابہ یا تابعین سے سنے انسے سننا بھی ایسا ہے جیسا آنحضرت
سے یعنی غرض سننے سے یاد کرنا ہے تاکہ جون کی تون دوسرون سے بیان کرے اور یاد کرنا بھی اوسی
طور پر ہو کہ جیسا سنا ویسا ہی یاد کیا یہان تک ایک حرف کی تبدیل نہونے پاوے اور اگر کوئی شخص دوسرا
اوسمین کچھ تبدیل کرتے یا خطا کرے تو حفظ کرنے والے کو اوسکی غلطی معلوم ہو جاوے پھر حفظ حدیث
کے دو طور ہین ایک قویہ کہ دل ہی دل مین ہمیشہ یاد کرے اور دوہرا لیا کرے جیسے اپنے اور روزمرہ
کے حالات مین کان پڑی باتین یاد کر لیتے ہین دوسرے یہ کہ جیسا سنے ویسا لکھ لیوے اور نہایت
صحت کے ساتھ لکھے اور اس نوشتے کی حفاظت کرے کہ کسی دوسرے کا ہاتھ اسکو نہ لگے اور حفاظت
خواہ اپنے ساتھ رکھنے سے یا اپنی تحویل مین رکھنے سے کرے کیونکہ اگر دوسرے کے ہاتھ وہ کتاب
پڑیگی کیا عجب ہے کہ اوسمین کچھ تغیر ہو جاوے اور چونکہ خود اوسکی حفاظت نہین کی تھی تو یہ معلوم بھی
نہوگا کہ کسی دوسرے نے اسمین کچھ بدل دیا غرضکہ حفظ حدیث کی یہی دو صورتین ہین یا تو دل مین
محفوظ ہو یا کتاب مین لکھی ہوئی ہو کہ جب اوسکو دیکھین تو جو کچھ اوستاد سے سنا ہے اوسکا دھیان
آجاوے اور اوسمین تبدیل و تحریف کا خوف نہ رہے پس جس صورت مین کہ مثلاً تم نے حدیث نہ دلمین
یاد کی نہ کتاب مین لکھی اور صرف ایک مبہم آواز کان مین ڈالکر اوستاد کے پاس سے مفارقت کی اور
اتفاقاً اوسی اوستاد کی وہی کتاب حدیث کہین نظر پڑی جسمین احتمال ہے کہ شاید کچھ تبدیل ہو گئی ہو یا
تمنے اور روایت سنی ہو اور اوسمین دوسری طرح ہو تو تم یہ نہین کہہ سکتے کہ ہمنے یہ کتاب اوستاد سے
پڑھی ہے کیونکہ تمکو یہ تو معلوم ہی نہین کہ جو کچھ تم نے سنا ہے وہ اس کتاب کے موافق ہی یا مخالف
شاید تمھارا سننا اوس سے ایک ہی دو کلمے مین مختلف ہو بہرصورت تمھارے پاس کوئی قطعی دلیل
نہین جس سے اختلاف پہچان سکو یا قطعی پڑھنا ثابت کرو کیونکہ نہ خود تمکو دل مین یاد ہے نہ تم نے
اوستاد کا مقولہ صحیح صحیح لکھ رکھا ہے تو بدون ان دونون باتون کے کیسے کہہ سکتے ہو کہ مین نے
بھی سنا ہے حالانکہ خدا ی تعالے فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اس سے معلوم ہوا
کہ جو لوگ اس زمانے مین مدعی ہین کہ ہمنے فلانی کتاب فلان اوستاد سے پڑھی ہے اگر اونمین یہ
شرط مذکورہ بالا موجود نہین تو اونکا دعوی جھوٹ ہے اور کمترین درجہ سننے کی شرط کا یہ ہے کہ تمام و
کمال کتاب کان پر ایسی طرح گذرے جو کچھ یاد بھی ہوتی جاوے کہ اگر بالفرض اوسمین کچھ تبدیل
ہو تو فوراً معلوم کر لے اور جب یہ صورت جواز کی نکلی کہ خواہ لڑکا ہو یا غافل یا سوتا یا لکھتا

نہین جو کچھ لکھا ہو اوسکی صحت کی تحقیق کرے

بھی مامون رہینگے گو اپنے ظاہر و باطن کو گناہ سے نہ بچاوین غرضکہ نجات کیواسطے انکے نزدیک یاد
کرنا کلام اہل دین کا کافی ہے اور اس فرقے کا غرور اس سے پہلے فرقے کی نسبت بھی ظاہر تر ہے
اور ایک فرقہ اور ہے جو اپنے اوقات علم حدیث کے سننے اور بہت سے روایات کے جمع کرنے
اور اونچے اونچے اسناد کی جستجو کرنے مین بسر کرتے ہین ایسے عالم کی ہمت اسیمین مصروف رہتی ہے
کہ شہرون مین گشت کرے اور بہت سے محدثین سے استفادہ کرے تاکہ یہ کہہ سکے کہ مجکو روایت
فلان فلان شخص سے ہے اور جو سند میرے پاس ہے وہ اور کسیکے پاس نہین ان لوگون کا مغالطہ
کئی وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ ان لوگون کا حال ایسا ہے جیسا کہ کوئی کتابین اپنی بغل مین لیے پھرے
لیے پھرنے سے کچھ عالم نہین ہو جاتا اسیطرح یہ لوگ بھی معانی سنت کیطرف اپنی توجہ نہین کرتے
بجز نقل کے اور کچھ نہین جانتے اور بزعم خود اسیقدر کافی سمجھتے ہین حالانکہ اونکا علم ناقص ہے
دوسری وجہ یہ کہ جب معانی حدیث کے نہ سمجھینگے تو اوسپر عمل کیسے کرینگے اور بعضی احادیث کو سمجھتے بھی
ہین اور عمل نہین کرتے تیسری وجہ یہ کہ اس بہانے سے وہ علم جو اوپر فرض عین ہے یعنی معرفت علاج
قلب کی اوسکو چھوڑ دیتے ہین اور سندون کی کثرت کرنے اور اونمین سے اونچی سند کی تحصیل مین
مصروف رہتے ہین حالانکہ انمین سے اونکو کسی چیز کی حاجت نہین چوتھی وجہ جسپر کہ اس زمانے کے
لوگ گرتے ہین یہ ہے کہ حدیث شریف کے سننے کے لیے جو جو شرط چاہیے اوسکو بھی بجا نہین لاتے
اور یہ امر ضروری ہے اسواسطے کہ صرف سننے سے اور کوئی فائدہ نہین تو الفاظ حدیث کے
معین ہونے کا تو فائدہ ہے جب الفاظ معین ہو جاوین تب اوسکے معنی سمجھ مین آتے ہین اور
سمجھنے کے بعد عمل ہوتا ہے اسیطرح بترتیب پانچ چیزین ہوتی ہین اول سننا پھر سمجھنا پھر یاد کرنا پھر عمل کرنا
پھر اوسکو دوسرون مین منتشر کرنا۔ ان لوگون نے ان پانچ باتون مین سے صرف سننے پر قناعت کی
اور سننا بھی جیسا چاہیے ویسا نہ کیا مثلاً کوئی لڑکا کسی شیخ کی مجلس مین حاضر ہو کہ وہان درس حدیث کا
ہو رہا ہے اور اوستاد تو سوتے ہین لڑکا جدا کھیل مین مصروف ہے باوجود اسکے اوس لڑکے کو
سند حدیث کے سننے کی ملجاتی ہے جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اس بات کے درپی ہوتا ہے کہ کوئی مجھسے اگر سنے
اور اگر کوئی بالغ مجلس حدیث مین جاتا ہے تو وہ بھی اکثر غافل ہو کر کان نہین دھرتا خواہ باتین کرنے لگتا ہے
یا لکھنے مین مشغول ہو تا ہے یہان تک کہ اوستاد جو حدیث بیان کر رہا ہے اگر کچھ الفاظ مین تغیر یا تصحیف
کر دے تو اسکو خبر بھی نہو اور نہ اوسکو پہچانے اور یہ باتین غرور و جہالت کی ہین اسلیے کہ اصل حدیث
کے باب مین یہ ہے کہ اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے اور جیسا سنے ویسا یاد رکھے اور جسطرح

مرض اور دوا کے بیان کر سکین یہ سب کچھ کہہ سکتا ہے تو اس کہنے سے بیماری مین کیا فرق ہوگا
جیسے اور بیمار ہین ویسا ہی یہ بھی ہے فرق صرف علم مین ہے کہ اصطلاحات طبی سے واقف ہے
پس صرف صحت کی تعریف جانکر اپنے آپ کو تندرست سمجھنا عین جہالت ہے اسیطرح محبت و
خوف الٰہی اور توکل اور زہد اور سب صفات کا جاننا اور چیز ہے اور ان کے ساتھ متصف ہونا اور چیز
جو ان دونون کو ایک سمجھے وہ بڑی غلطی مین ہے۔ یہ حال ان واعظون کا ہے جنکے بیان مین کچھ
عیب نہین یعنی طریق اونکے وعظ کا ایسا ہی ہے جیسا قرآن و حدیث اور حضرت حسن بصری رح وغیرہم کے
وعظ کا ڈھنگ ہے اور ایک فرقہ اور ہے جنھون نے وعظ کے طریق وجہی سے عدول کیا ہے
اور اب کے سب واعظ اسیطرح کے ہین شاید شاذ و نادر جنکو خدای تعالی نے بچایا ہو ایسے نہون مگر ہم کیسکو
نہین جانتے شاید اطراف بلاد مین کہین ہون اس قسم کے واعظون کا یہ دستور ہے کہ لوگون کو اجنبی باتین
سنانے کے واسطے بہت سی جھوٹی سچی باتین بے سروپا اور ایسے کلمات جو قانون عقل و شرع سے خارج
ہون بیان کرتے ہین اور بعض لوگ الفاظ مزین اور مسجع کہتے ہین اور دلیل مین اشعار وصال اور
فراق کے پڑھتے ہین اس غرض سے کہ اونکی وعظ مین لوگ بہت سا چیخین اور حال کرین گو اغراض
فاسدہ ہی کے لیے ہو تو ایسے لوگ انسانون مین شیطان ہین خود بھی گمراہ ہوے اور اورونکو بھی گمراہ کیا
سیدھا راستہ چھوڑ دیا پہلے فرقے نے گو اپنے نفسونکی اصلاح نہ کی تھی اورونکی تو اصلاح کی تھی وعظ اور کلام صحیح صحیح بیان
کیا تھا یہ لوگ تو خلق کی راہ مارتے ہین کہ اونکو بھی اللہ پر مغرور کیے دیتے ہین اور اسکا نام رجا بتلاتے ہین
اونکے وعظ سے خلق کو زیادہ تر جرات گناہون کی ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بڑھتی ہے خصوص
اوس حال مین کہ واعظ اچھے کپڑے اور سواری وغیرہ سے آراستہ ہو کیونکہ اس صورت مین اسکی
ہئیت سرتاپا دلیل ہے اس بات کی کہ شدت سے حرص دنیا وی رکھتا ہے تو یہ مغرور جتنی خرابی اپنی وعظ
سے کرتا ہے وہ اصلاح کی بہ نسبت زیادہ ہے بلکہ تامل دیکھو تو اصلاح کچھ بھی نہین بہتون کو گمراہ ہی کرتا ہے
اور وجہ اسکے مغرور ہونے کی ظاہر ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو صرف زاہدون کے کلام اور اونکے
اقوال مذمت دنیا مین جون کے تون یاد کر لیتے ہین اور بدون اونکے معنی سمجھنے کے اورونسے کہتے ہین
بعضے تو منبرون پر چڑھکر بیان کرتے ہین اور بعضے مسجدون مین اور بعضے بازارون مین اپنے
ساتھیون کو سناتے ہین اور اونمین سے ہر ایک کو یہی گمان ہے کہ جب ہم مین اور بازاریون اور
سپاہیون مین اتنا فرق ہو گیا کہ ہمکو یہ اقوال زاہدون اور اہل دین کے یاد ہین اور ان دونونکو
نہین تو اسقدر سے ہمارا مطلب حاصل ہے اور مغفرت الٰہی ہمارے حال کے شامل اور عذاب اخروی سے

کہ اوسپر اپنے نفسونکا تجربہ کرلین وہ یہ ہے کہ مثلا اونکو دعوی محبت الٰہی کا ہے تو سوچین کہ ہم نے
خدا کی محبت کے باعث کونسی دنیا کی محبوب چیزین چھوڑ دی ہین اور خوف الٰہی کا جو دعوی ہے اس
خوف سے کونسی چیزون سے باز رہے ہین اور زہد کا جو دعوی ہے تو قدرت پاکر کونسی چیز خدا کیواسطے
ترک کی ہے اور خدا کے ساتھ انس کا دعوی ہے تو بتاوین کہ تنہائی کبھی اچھی معلوم ہوئی ہے اور
خلق کے دیکھنے سے نفرت ہوئی ہے ان امور مین سے کچھ بھی نہین ہوا بلکہ جب مریدون کو حلقہ باندھے
گرد دیکھتے ہین تو دل مین حلاوت کامل پاتے ہین اور اگر تنہا ہو کر خدا کے واسطے بیٹھین تو وحشت
ہوتی ہے اب ہم پوچھتے ہین کہ کہین محب کو اپنے محبوب سے بھی وحشت ہوتی ہے اور اوسکے سوا
دوسرون سے الفت حاصل یہ کہ دانا لوگ تو اپنے نفسون کا امتحان ان صفات سے کرتے ہین اور
طالب صفات حقیقی کے ہوتے ہین یہ نہین کہ صرف ظاہر کی بناوٹ پر قانع ہو جاوین بلکہ خدا سے عہد مستحکم
کرتے ہین اور ظاہر و باطن یکسان کرتے ہین اور جو لوگ مغالطے مین ہین وہ اپنے نفسون کو اچھا
جانتے ہین مگر قیامت کو حال کھلے گا تب فضیحت ہونگے بلکہ دوزخ مین ڈالے جاوینگے اور اونکی آنتین
نکل پڑینگی اور اونکو ایسی طرح چکر دینگے جیسا گدھا چکی پھراتا ہے چنانچہ اس
مضمون کی حدیث اوپر گذری اور یہ حال اسلیے ہوگا کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت کو اپنا دستور العمل
کیا تھا اور وجہ ان لوگون کے مغالطے کی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دلون مین کسیقدر اصول ان اشیا یعنی
محبت و خوف خدا اور رضا بقضا کے پاتے ہین اور پھر اون امور مین منازل عالیہ کے بیان کرنے کی
قوت بیانیہ انمین ہوتے ہے تو انکو یہی گمان ہوتا ہے کہ ہم جو مدارج محبت و خوف الٰہی کے بیان
کر سکتے ہین اور ہمکو خدای تعالی نے انکا علم دیا ہے اور لوگون کو ہمارے کہنے سے نفع ہوتا ہے
یہ سب اسی جہت سے ہین کہ ہم ان اوصاف سے موصوف ہین اور اونھون نے یہ نہ سمجھا کہ ماننا
کلام کا ہوتا ہے اور کلام معرفت اور زبان کے جاری ہونے سے ہوتا ہے اور معرفت سیکھنے سے
ہوتی ہے تو ان باتون مین سے کسی سے یہ نہین لازم آتا کہ بولنے والا اون صفات کے ساتھ
موصوف بھی ہو اور عام مسلمانون مین اور اسطرح کے عالم مین کیا فرق ہے محبت و خوف نہ اوسمین ہے
نہ اسمین صرف قدرت بیانی البتہ اس عالم مین ہے اوس سے کام نہین چلتا بلکہ کیا عجب ہے کہ اس قدرت کی
باعث زیادہ تر بیخوف ہو اور خلق کیطرف میل ظاہر کرے اور دل مین محبت الٰہی برای نام رہجاوے اوسکی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار مرض کو اور دوا کو اور صحت اور شفا کو بہت فصاحت سے بیان کر سکے
کہ دوسرے مریض نہ کر سکین اور نہ اسباب و علامات صحت و مرض کے اور نہ درجات و اصناف

اوتنی ہی وہ چیز ہم مین باعث کمال ہوئی مثلاً ہمنے محبت مین تجربہ پیدا کیا تو محبت الٰہی ہم مین ہوئی اور اخلاص کے دقائق کو سمجھا تو مخلص ہو گئے اور خفیہ عیب نفس کے پہچانے تو اونسے بری ہوے اور اگر ہم مقرب الٰہی نہوتے تو خدای تعالی ہمکو معنی قرب و بعد کے کیون بتاتا اور علم سلوک الی اللہ اور کیفیت اس راستے کے منازل طے کرنے کی ہمکو کیون معلوم ہوتی غرض اسطرح کا عالم بیچارہ ایسے ایسے خیالات خام سے جانتا ہے کہ مین خائف ہون حالانکہ درصل بیخوف ہے اور جانتا ہے کہ مین رجا رکھتا ہون اور اصل مین غرور رکھتا ہے اور اپنی دانست مین اضی بقضای الٰہی ہے مگر حقیقت مین نہین اور بزعم خود متوکل ہے لیکن واقع مین عزت و جاہ و مال و اسباب پر تکیہ رکھتا ہے اور اپنے گمان مین مخلص ہے اور درواقع ریاکار ہے بلکہ اگر اخلاص کا وصف بیان کرتا ہے تو اثنای بیان مین اخلاص نہین کرتا اسطرح ریاکا ذکر کرتا ہے تو وہ بھی خالی از ریا نہین ہوتا اسواسطے کہ اوسکی مراد یہی ہے کہ لوگونکا میری طرف یہ اعتقاد ہوجاوے کہ اگر یہ شخص مخلص نہوتا تو اتنے دقائق ریا کے کہان سے سوجھتے اور زہد دنیا کا بیان بھی اسلیے کرتا ہے کہ اپنے آپ شدت سے اوسکا حریص ہے غرضکہ بظاہر لوگون کو اللہ کیطرف بلاتا ہے اور خود اوس سے بھاگتا ہے اور اونکو خوف خدا دلاتا ہے آپ بامون ہے دوسرونکو یاد الٰہی کو کہتا ہے خود بھولا ہوا ہے غیرونکو خدا سے قریب کرتا ہے اور اپنے آپ دور ہوتا ہے ترغیب اخلاص کی دیتا ہے اور خود غیر مخلص ہے صفات مذمومہ کی مذمت کرتا ہے اور اپنے آپ اونسے موصوف ہے لوگون کو خلق سے روگردان کرتا ہے اور آپ سب سے زیادہ اوسکا حریص ہے جس جگہ بیٹھکر لوگون کو خدا کیطرف بلاتا ہے اگر وہان کوئی نہ بیٹھنے دے تو وہان اوسپر باوجود وسعت کے تنگ ہوجاوے کہتا ہے کہ میری غرض خلق کی اصلاح ہے لیکن اگر کوئی اوسکا ہمسر ایسا ہو کہ خلق اوسکے پاس جاوے اور اوسکے ہاتھون بہتری کو پہونچے تو غم اور حسد کے مارے جلجاوے اور اگر اوسکے سامنے کوئی شخص اوسکے ہمسر و ہمنین سے تعریف کرے تو تمام خدائی سے اوسکو برا سمجھے تو اس قسم کے لوگون کو بڑا غرور ہے اور انکا آگاہ ہونا اور راہ راست پر آنا بھی دشوار ہے کیونکہ اچھے اخلاق کی ترغیب اور اخلاق بد کی نفرت جب ہوتی ہے جب اون اخلاق کے آفات اور فوائد سے واقفیت ہو اور ان لوگون کو اگرچہ اوپر وقوف ہوا مگر مفید نہوا کیونکہ خلق کو راہ راست بتلانے کی محبت نے اونکو عمل سے روکدیا پھر کس چیز سے اونکا علاج کیا جاوے اور کونسی چیز سے اونکو ڈرایا جاوے ڈرانے والی باتین تو وہ خود لوگون کے سامنے ذکر کرتے ہین مگر خود خوف نہین کرتے ہان اتنی بات ہوسکتی ہے کہ اونکو جو دعوی ہے کہ ہم سب عمدہ اخلاق سے موصوف ہین تو اسکا امتحان اونکو بتلا دیا جاوے

الزام دیجیے یا ساکت کیجیے یا کسی حجت کی تحقیق یا کسی اعتراض کا جواب یا خود اپنی طرف سے اعتراض کیجیے البتہ اونسے مجادلہ صرف تلاوت قرآن سے فرمایا جو اون لوگون پر نازل ہوا تھا زیادہ بحث نہین کی کیونکہ زیادہ گفتگو سے اونکا دل پریشان ہوتا اور طرح طرح کے اعتراضات و شک واقع ہوتے کہ پھر دل سے محو نہین ہو سکتے تھے اور یہ بات نہین کہ خدانخواستہ آپ اونکے مجادلے سے عاجز تھے اور قیاس کے دقائق سے ناواقف یا اپنے اصحاب رض کو کیفیت جدل و الزام کی تعلیم نکر سکتے تھے مگر اصل یہ ہے کہ دانا اور اہل احتیاط مجادلے پر رفیقیہ نہین ہوتے اونکا یہ قول تھا کہ اگر تمام روی زمین کے لوگ نجات پاوین اور ہم ہلاک ہون تو اونکی نجات سے ہمین کیا فائدہ اور اگر ہم نجات پاوین اور وہ ہلاک ہو جائین تو ہمکو اونکے ہلاک ہونے سے کچھ ضرر نہین اور ہم پر مجادلہ اتنا چاہیے جتنا صحابہ رض کو یہود و نصاریٰ سے اور دوسری علت والون سے ہوا اونھون نے کچھ اپنی تمام عمر اونکی مجادلات کی تحریر مین ضائع نہین کی کہ ہم بھی ویسا ہی کرین اور اوس بات سے غافل رہین جو ہمارے فقر و فاقہ کے دن کام آوے علاوہ ازین جس بات مین کہ ہم سے غلطی کا بھی امکان ہے اور خطا سے مامون نہین اوسمین ہم کیون خوض کرین پھر ہم دیکھتے ہین کہ بدعتی کے ساتھ اگر بحث کرو تو وہ بحث کے باعث بدعت نہین چھوڑتا بلکہ تعصب اور خصومت سے اوسکی بدعت اور زیادہ بڑھجاتی ہے اس صورت مین ہمکو اون مخالفون کے ساتھ بحث و تکرار کی نسبت یہی بہتر ہے کہ اپنے نفس پر کوشش کرین اور اوسی سے بحث و تکرار رکھین تاکہ وہ دنیا کو آخرت کیواسطے چھوڑ دے اور یہ ایسے حال مین ہے کہ فرض کرلین کہ ہمکو جدل و خصومت سے ممانعت نہین ہوئی اور جس حال مین کہ ممانعت اس سے وارد ہے تو جدال سے کسیکو سنت کیطرف بلانا گویا ایک سنت کا تارک ہو کر دوسرے کا طالب ہونا ہے تو بطریق اولی ہمارے حق مین یہی بہتر ہے کہ اپنے نفس کے درپے ہو کر اوسکے صفات کو دیکھین کہ کونسے کو اللہ پسند کرتا ہے اور کسکو ناپسند پھر اوسکے محبوب صفات کو اختیار کرین اور مبغوض کے گرد نہ پھرین اور ایک فرقہ اور ہے جو وعظ و نصیحت مین مصروف رہتے ہین اور اون سب مین اعلے رتبہ اون لوگونکا ہے جو اخلاق نفس اور صفات قلبی یعنی خوف و رجا اور صبر و شکر اور توکل اور زہد اور یقین و اخلاص و صدق وغیرہ کی خوبیان لوگون کو سناتے ہین اور اونکو یہ دھوکا ہے کہ ازانجا کہ ہم ان صفات کو بیان کرتے ہین اور لوگون کو انکی تعلیم کرتے ہین تو ہم اول ان صفات سے متصف ہین حالانکہ حق کے نزدیک اونمین ان صفات کا وجود نہین ہوتا اور اگر تھوڑی بہت کوئی صفت ہو تو ہر ایک عام مسلمان مین بھی کچھ نہ کچھ تو ہوتی ہی ہے انکو کیا ترجیح ہے مگر غرور انکا بڑا سخت ہے کیونکہ یہ اپنے نفس پر بہت عجب کرتے ہین اونکو یہ گمان ہے کہ جتنا ہمنے جس علم مین تبحر اور استعداد پیدا کی

جو دلیل واقع مین تھی اوسکو شبہہ سمجھ لیا اور جو اصل مین شبہہ تھا اوسکو دلیل مان لیا۔ اور فرقہ محق کا
غرور اس لحاظ سے ہے کہ اونھون نے جدل اور بحث کو نہایت ضروری اور دین کی عمدہ ثواب کی
چیزون مین سے جانا اور اس بات کے قائل ہوئے کہ جب تک کوئی بحث و تلاش ہماری سی نہین کریگا
تب تک اوسکا دین پورا نہوگا اور یہ کہ جو شخص خدا اور رسول کو بدون کسی بحث و دلیل کے سچا جانے
وہ مومن یا کامل الایمان نہین نہ خدا کے نزدیک مقرب اور اسی گمان فاسد سے اونھون نے اپنی
تمام عمر تحصیل جدل اور مقالات اور مزخرفات اور اعتراضات اہل بدعت مین بسر کی اور نفسون اور دلونکی
خبر نہ لی یہان تک کہ وہ ایسے اندھے ہوگئے کہ گناہ ظاہری اور خطای باطنی کو نہ دیکھ سکے سبحان اللہ اونکا
یہ قول ہے کہ جدل و بحث مین مصروف رہنا افضل اور اولی ہے موجب قرب الٰہی ہے مگر چونکہ علیہ اور
ریا کی لذت اور مخالف کے الزام دینے کا مزا اور اپنی دانست مین حمایت دین خدا کی بڑائی دل مین
سمائی ہوئی ہے تو اسیواسطے چشم بصیرت نہین ورنہ قرن اول کا حال دیکھتے کہ جنکی شان مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین[1] کہ یہ لوگ تمام خلق سے بہتر ہین اونھون نے بہت سے اہل بدعت
اور ہوا دیکھے مگر اپنی عمر اور دین کو نشانہ تیر خصومت و جدال نہ بنایا اور اپنے دلون اور اعضا کی تجسس ہی
سے اس بحث و تکرار کی فرصت نہ ملی بلکہ کبھی گفتگو تک کی ہان جس جگہ حاجت یا آثار قبول کے دیکھے
وہان کچھ بقدر حاجت کہدیا جس سے گمراہ کو اپنی گمراہی معلوم ہوجاوے اور جب کسی گمراہ کو گمراہی پر
اصرار کرتے دیکھا تو اوس سے روگردانی کی اور چھوڑ دیا اور خدا کے لیے اوس سے بغض رکھا یہ نہ کیا
کہ اوس سے تمام عمر وحشت مشت رکھی ہو بلکہ اکابر سلف کا قول ہے کہ سنت کیطرف بلانا امر حق ہے اور
یہ بھی مسنون ہے کہ اس بلانے مین جدل نکیا جاوے چنانچہ ابو امامہ باہلی رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہین[2] کہ آپ نے فرمایا کہ جس قوم کو ہدایت عنایت ہوتی ہے وہ گمراہ نہین ہوتی
جب تک کہ جدل اونمین نہ پیدا ہو۔ اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رض کے پاس
تشریف لائے تو[3] وہ جھگڑے اور خصومت مین مصروف تھے آپ کو اسقدر غصہ ہوا کہ مارے غصے کے
منہ سرخ ہوگیا گویا چہرہ مبارک مین انار کے دانون کی سرخی دمکتی تھی اور اوسوقت یہ فرمایا[4]
اَلِهٰذَا بُعِثْتُمْ اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَنْ تَضْرِبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اِلٰى مَا اُمِرْتُمْ بِهٖ فَاعْمَلُوْا
وَمَا نُهِيْتُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا غرضکہ صحابہ رض کو جدال سے منع فرمایا حالانکہ حجت اور جدال مین سب سے
زیادہ بہتر تھے پھر اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ باوجودیکہ تمام اہل ملت والونپر
مبعوث ہوے تھے مگر کبھی کسی ملت والون کے پاس مجلس مجادلہ مین اسواسطے نہین بیٹھے کہ کسیکو

[1] بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود ۱۲
[2] باب العلم اور آفات اللسان مین گذری ۱۲
[3] پہلے گذری ۱۲
[4] کیا اسیواسطے تم بھیجے گئے ہو کیا اسیکا تمکو حکم ہوا ہے کہ کتاب اللہ مین سے بعض کو بعض سے بھڑاؤ یہ جو کچھ تمکو حکم ہوا ہے اوسکو دیکھو اور عمل کرو اور جس چیز سے منع کیے گئے ہو اوس سے باز رہو ۱۲

ارباب مذاہب کے جھگڑون اور اپنے ہمسرون کے عیوب کی تلاش رہتی ہے اور طرح طرح کی جملے
اور فقرے ایذارسان ڈھونڈھتے رہتے ہین اس قسم کے لوگون کو انسان ہین سے درندہ تصور کرنا چاہیے
انکا مقصود حماقت ہے اور علم کا قصد صرف اسلیے کرتے ہین کہ اقران و امثال پر فخر کے لیے کام آئے
اور جس علم کی حاجت مباہات مین نہین ہوتی ہین مثلاً علم قلب اور صفات مذمومہ کو مٹا کر اونکی عوض
صفات محمدہ کو حاصل کرکے راہ خدا پر چلنا ایسے علمون کو حقیر جانتے ہین اور انکا نام حکمی باتین اور
واعظون کی گفتگو رکھ چھوڑا ہے علم تحقیق اونکے نزدیک وہی ہے جس سے دو بخشنے والون کے
جدال کی تفصیل معلوم ہو۔ یہ لوگ پہلے فرقۂ اہل فتوی سے بھی کچھ بڑھ چڑھکر ہین اسلیے کہ وہ فرض
کفایہ تو کرتے تھے یہ لوگ جس علم مین مصروف ہین وہ تو فرض کفایہ بھی نہین بلکہ سب دقائق جدال
کی فقہ مین بدعت ہین اکابر سلف سے منقول نہین باقی رہین دلیلین احکام کی سو وہ کتاب اللہ اور
حدیث مین موجود ہین طریق مناظرہ اور اوسکے حیلے سب بدعت ہین اور صرف اظہار غلبہ اور
مخالف کے ساکت کرنے کے لیے ایجاد کیے گئے ہین تاکہ اسطرح بحث ہوا کرے حاصل یہ کہ یہ فرقہ
بھی مغرور ہے اور اسکا غرور اہل فتوی کی نسبت شدید اور قبیح ہے اور ایک فرقہ اور ہے جو علم
کلام اور مناظرہ اسلیے پڑھتے ہین کہ اہل بدعت سے لڑتے جھگڑتے رہین اور مخالفون کے
جواب مین یہ لوگ ہمہ تن آسمین لگے رہتے ہین کہ مخالفین کے اعتراضات کو ڈھونڈھیے اور طریق
مناظرے کا اور اونکے ساکت کرنے کا سیکھے اسی غرض کیواسطے بہت سے اقوال مختلف یاد کرلیتے ہین
اور ایسے لوگون کے بہت سے فرقے ہین اونکا اعتقاد یہ ہے کہ آدمی کا کوئی عمل بدون ایمان
کے نہین ہوتا اور جب تک آدمی ہمارا مناظرہ نہ سیکھ لے اور علم کلام کی دلیلین ہر عقیدون کی
نہ جان لے جب تک ایمان صحیح نہین ہوتا اور اونکو یہ بھی گمان ہے کہ کوئی شخص ہمسے زیادہ خدا تعالے
کو نہین پہچانتا نہ اوسکے صفات کا عارف ہے اور جو شخص ہمارے مذہب کا معتقد نہین اور ہمارا علم
نہین جانتا وہ بے ایمان ہے اور اونمین کا ہر ایک فرقہ اپنی ہی طرف بلاتا ہے بہرحال اس قسم کے
لوگ دو طرح کے ہین ایک گمراہ اور ایک حق پر گمراہ فرقہ تو وہ ہے جو خلاف حدیث کیطرف بلاتا ہے
اور فرقۂ محق وہ ہے جو سنت و حدیث کیطرف داعی ہے مگر غرور و مغالطہ دونون مین ہے
فرقۂ گمراہ مین تو اس جہت سے کہ اپنی گمراہی سے غافل ہے اور اپنے نفس کی نجات اوسمین
سمجھے رہے اور اسطرح کی بہت جماعتین ہین کہ ایک دوسرے کو کافر کہتی ہین اور وجہ انکی گمراہی کی یہ ہوئی
کہ انھون نے اپنی رای کو متہم نہ جانا اور دلیلون کی شرائط اور اونکا طریق اول معلوم نہ کیا اسی جہت سے

نیت بھی درست ہو اور جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہو تب بھی فرض کفایہ مین مشغول ہونا اور فرض عین کو
ادا نکرنا گناہ ہے اگر فقہ کو خدا ہی کیواسطے سیکھتا ہے تب بھی اپنے اعضاے ظاہری اور دل کے باطن
جو امور فرض عین ہین اونسے غافل ہے اور غرور باعتبار علم کے یہ ہے کہ اسنے صرف علم فتاوی
تحصیل کیا اور اسیکو علم دین جانا علم قرآن وحدیث کو نہ سیکھا بلکہ بعض اوقات محدثین پر اعتراض کرتا ہے
کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہین اخبار کے ناقل ہین روایات کو یاد کر لیتے ہین اور نیز علم تہذیب اخلاق اور
علم معرفت جن سے خدا کی جلال وعظمت معلوم ہوتی ہے اور مورث خوف وہیبت اور خشوع و
مسکنت کا ہوتا ہے اور تقوی اور احتیاط کا باعث اوسکو بھی ترک کر دیا اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ
بیخوف ومطمئن ہو کر خدا پر تکیہ ہے کہ خدا ہم پر ضرور ہی رحم کریگا کیونکہ ہم اوسکے دین کی ستون ہین
اور اگر ہم علم فتاوی نہ سیکھین تو حرام حلال کیسے معلوم ہون غرضکہ ایسا شخص علم مقصود وضروری کو
چھوڑ دیتا ہے اور غلطی مین رہتا ہے وجہ اوسکی غلطی کی یہ ہے کہ شرع مین تعریف اور تعظیم فقہ کی
سنی یہ نہ جانا کہ یہ کونسا فقہ ہے جس فقہ کی تعریف شرع مین ہے وہ وہ علم ہے جس سے خدا تعالے
اور اوسکی صفات کی جو باعث خوف ورجا ہین معرفت ہو اور اوسکی علت غائی یہ ہے کہ دل ہمیشہ خائف رہے
اور تقوی کیا کرے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ اس سے معلوم ہوا کہ فقہ سے وہی
علم مراد ہے جس سے خوف حاصل ہو اور وہ یہ علم نہین ہو سکتا جسکو یہ مغرور فقہ سمجھا ہے اسواسطے کہ
اس علم کا مقصود مالونکا بچانا اور شروط معاملات بجالانا اور مالون سے بدنون کا محفوظ رکھنا اور قتل و
ضرب کا وقوع کرنا ہے حالانکہ مال خدا کی راہ مین صرف ذریعہ ہے اور بدن سواری اور علم مقصود یہ ہے
کہ راہ سلوک کی معرفت ہو اور دل کی گھاٹیان جنکو صفات مذمومہ کہتے ہین طی ہو جاوین کیونکہ
بندے کے اور خدا کے درمیان یہی صفات حاجب ہین اگر انھین مین ملوث مرجاویگا تو خدا تعالے
سے محجوب رہیگا۔ پس جو شخص صرف فقہ ہی پر اقتصار کرے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی
راہ حج مین چلنے کی عوض مشک اور موزہ سینے پر اکتفا کرے۔ ہر چند اگر یہ چیزین نہون تو حج
نہایت دشوار ہے مگر صرف اونھین پر اکتفا کرنے سے تو نہ حاجی ہو سکتا ہے نہ راہ حج مین ہو سکتا ہے
اور ہمنے اسکی تفصیل باب علم مین لکھی ہے اور بعض لوگ ایسے عالمون مین سے صرف فقہ کے
وہ مسائل جنمین خلاف ہے سیکھتے ہین اور سواے تحصیل طریق مجادلہ اور الزام طرف مقابل اور سبقت
کرنے مخالف کے اور غلبہ وفخر کے لیے امر حق کو نہ ماننے کی اور کوئی بات نہین سیکھتے اونکو ان دین

احسان جتاوے اور گمان کرے کہ سب لوگون سے بہتر مین ہی ہون خدای تعالی ہمکو غفلت و غرور سے
پناہ سے مین رکھے اور اس بات سے بھی بچاوے کہ خفیہ عیوب کو پہچانکر اونکی اصلاح نکرین یہان تک بیان
مغالطہ اون لوگون کا تھا جنھون نے علوم ضروری کو حاصل کیا الا علم کی جہت سے عمل مین کوتاہی کی
اب ہم اون لوگون کا غرور لکھتے ہین جو علوم مین سے ایسے ہی علوم پر قانع ہین جو ضروری نہین اور
علوم ضروریہ کو چھوڑکر غیر ضروریہ ہی پر مغرور ہین یا تو اس نظر سے کہ علم ضروری سے اپنے آپ کو بے پروا
سمجھتے ہین یا اس لحاظ سے کہ جو کچھ جانتے ہین وہ اسی علم غیر ضروری مین جانتے ہین اونمین سے
ایک فرقہ تو وہ ہے جو علم فتوی حکومات اور خصومات کا اور تفصیل معاملات دنیوی کی جو خلق مین
جاری ہوتے ہین اوسیکو سیکھتے ہین اور فقہ کا نام خاص اسی علم کو دیتے ہین اور اوسکو علم مذہب جانتے ہین
اور اسکی تحصیل مین اکثر اعمال ظاہری اور باطنی کو ضائع کر دیتے ہین تو اعضاے ظاہری کے درپی ہون
کہ اونکی حفاظت کرین مثلاً زبان کو غیبت سے روکین اور پیٹ کو حرام سے اور پانون کو بادشاہون کے
یہان جانے سے اسیطرح سب اعضا کو اونکے اعمال بد سے بچا دین اور نہ دل کی حفاظت کرین کہ اوسکو کبر
و حسد اور ریا اور تمام مہلکات سے علیحدہ کرین تو ایسے لوگ دو وجہ سے مغرور ہین اول باعتبار عمل کے
دوم باعتبار علم کے عمل کے اعتبار سے تو وجہ غرور کی ہم پہلے لکھ چکے ہین اور یہ کہ ایسے لوگون کی مثال
ایسی ہے جیسے کوئی بیمار نسخہ مرض کا لکھکر اوسکو پڑھنا اور لوگون کو بتانا شروع کرے بلکہ اونکی مثال
ایسی ہے جسکو علت بواسیر یا ہذیان کا روگ ہوا اور اوسکے باعث قریب مرگ ہوجاوے اور حاجت اس
مرض کے علاج اور دوا سیکھنے کی ہو اوسکی جگہ علاج استحاضہ کا سیکھے اور رات دن اوسیکو پڑھتا رہے باوجودیکہ
جانتا ہے کہ مین مرد ہون مجکو کبھی حیض یا استحاضہ نہوگا لیکن یہ خیال کرتا ہے کہ یہ بیماری اکثر عورتون کو
ہوا کرتی ہے شاید کوئی مجھسے علاج پوچھے اور یہ بڑی غلطی ہے اسیطرح فقیہ بیچارے پر بھی محبت دنیا
اور اتباع شہوات اور حسد اور کبر اور ریا و تمام مہلکات غالب ہین اور کیا بعید ہے کہ موت توبہ سے
پہلے ہی آدبا وے اور اوسکی تلافی نکرنے پاوے اور خدا سے ایسے حال مین ملے کہ وہ اوسپر ناراض ہو
پھر اگر یہ شخص انکا علاج تو نکرے اور مسائل سلم اور اجارہ اور ظہار اور لعان اور جراحات اور دیات
اور دعوی اور گواہ اور حیض کے سیکھے جنکی طرف کبھی اوسکو حاجت نہو اور اگر کسی دوسرے کو حاجت بھی
ہو تو اور مفتی بہت ہین تو باوجود اسکے پھر ان مسائل کا سیکھنا اسی نظر سے ہے کہ اسمین جاہ و ریاست
اور مال حاصل ہوتا ہے اور شیطان نے اسکو مغالطہ دے رکھا ہے مگر اسکو خبر نہین کیونکہ یہ اپنے دل مین
یہ گمان کرتا ہے کہ مین اپنے دین کے فرض مین مشغول ہون اور یہ نہین جانتا کہ اگر بالفرض اوسکی

حالانکہ اوسکو یہ خبر نہین کہ بعض حکمانے تین سو ساٹھ جلدین حکمت مین لکھی تھین اوسوقت کے نبی کو حکم الٰہی ہوا کہ اوس سے کہدو کہ تونے اس کلام فضول سے تمام زمین بھر دی مین اسمین سے کچھ بھی قبول نہین کرتا۔ اور بعض اوقات اس قسم کے مغرور اگر جمع ہوتے ہین تو ہر ایک کو یہی گمان ہوتا ہے کہ میرا نفس عیوب قلبی اور خفیہ برائیون سے بچا ہوا ہے اور جب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہین اور ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ساتھیون کا ہو لیتا ہے تو ہر ایک اس بات کو تاکتا ہے کہ میرے ساتھ آدمی بہت ہین یا دوسرے کے ساتھ اگر اپنے ساتھ والے بہت پاتا ہے تو خوش ہوتا ہے گو جانتا ہو کہ دوسرا شخص مجھسے زیادہ مستحق کثرت جماعت کا ہے پھر جدا ہو کر جب لوگون کو تعلیم کرنی شروع کرتا ہے تو غیرت و حسد آپسمین ہونے لگتی ہے اور اگر کوئی طالب علم مثلاً ایک عالم کے پاس آتا جاتا تھا اور اوس سے جدا ہو کر دوسرے کے پاس پڑھنے کو جانے لگا تو اول کے دل پر نہایت شاق گذریگا پھر دیسے اوسکی کبھی خاطر نکریگا نہ اوسکی حاجت روائی کے لیے آمادہ ہوگا جیسا پہلے ہوتا تھا نہ اوسکی ثنا کہے گا باوجودیکہ معلوم ہے کہ دوسرے عالم کے پاس بھی یہ طالب علم استفادہ ہی کے لیے جاتا ہے شاید اوس عالم کی جماعت مین رہنے سے اوسکا دینی نفع بہ نسبت جماعت پہلے عالم کے زیادہ ہو پہلے عالم کی جماعت مین کوئی آفت اوسکو معلوم ہوئی ہو غرضکہ نفرت اوس عالم کے دل سے نہین جاتی۔ اور جب یکو اوپنے سے حسد شروع ہوتی ہے اور اوسکو ظاہر نہین کرسکتا تو بہانہ کرکے اوسکے دین اور ورع مین طعن اور اعتراض کرتا ہے کہ کسیطرح اوسپر غصہ آئے اور جانتا ہے کہ یہ غصہ مین خدا کے دین کیواسطے کرتا ہون نہ اپنے نفس کے لیے۔ اور اگر محسود کے عیب اسکے سامنے ذکر ہون تو اونسے خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی تعریف کرے تو اوس سے ناخوش ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اوسکی برائی سننے سے تر شرو ہوتا ہے کہ کوئی جانے کہ مسلمانون کی غیبت اسکو اچھی نہین معلوم ہوتی اور باطن مین اوسکے عیب سننے سے راضی اور خواہش مند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ حاصل یہ کہ اسطرح کی باتین خفیہ عیب مین داخل ہین جنکو بجز دانا لوگون کے اور کوئی نہین دریافت کرسکتا اور نہ بدون بڑی بردستون کے اونسے کوئی بچ سکے ہم جیسے ضعیفون کو اونسے بچنا بہت دشوار ہے مگر اتنی بات ہے کہ ادنی درجہ آدمی کے لیے یہ ہے کہ اپنے عیوب کو پہچانے اور اونکو برا سمجھکر اونکی اصلاح مین کوشش کرے جب خدا تعالیٰ کسی انسان کی بہتری چاہتا ہے تو اوسکو اوسکے نفس کے عیب سوجھا دیتا ہے اور جو شخص اپنی نیکی سے خوش ہوا اور بدی کو برا جانے توقع ہے کہ اوسکا حال اچھا ہوا اور اوسکی اصلاح جلد ممکن ہے بہ نسبت اوس مغرور کے جو اپنے نفس کو پاک سمجھے اور اپنے علم و عمل سے خدا پر

ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے اور اوسکی وجہ یہ جانتا ہے کہ چونکہ اسکو فضل و ورع زیادہ ہے اسلیے اوسکی زیادہ تعظیم کرتا ہون حالانکہ وجہ اوسکی درحقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص اطاعت اور فرمان برداری زیادہ کرتا ہے اور اوس سے کام بہت نکلتا ہے اور تعریف و توصیف زیادہ کرتا ہے خدمت کا زیادہ حریص ہوتا ہے بہین وجہ اوسکی تعظیم زیادہ ہوتی ہے - اور بعض اوقات جو آدمی عالم سے استفادہ کرتے ہین اور عمل کی رغبت پیدا ہوتی ہے تو عالم کو یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ تاثیر میرے اخلاص و صدق کی اور حق علم کے ادا کرنے کی ہے اور اسی گمان سے خدا کا شکر کرتا ہے کہ اوسنے میری زبان سے لوگون کو یہ فائدہ پہونچایا اور اس امر کو باعث عفو گناہ اور کفارہ سئیات سمجھتا ہے اور ابھی تک اپنی نیت کی خبر نہین کہ درست ہے یا نہین اور ہو سکتا ہے کہ اگر ایسے ہی ثواب کا وعدہ اوسکو سنایا جاوے بشرطیکہ گمنامی اور گوشہ نشینی اور علم کا پوشیدہ رکھنا اختیار کرے تو اوسکی خواہش نکرے گا کیونکہ اس صورت مین لذت قبول اور لذت ریاست مفقود ہے اور شاید شیطان کا قول ایسے ہی شخصون پر درست ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ بنی آدم مین سے جو اس بات کا مدعی ہو کہ مین اپنے علم کے سبب شیطان سے پناہ مین ہو گیا تو وہ اپنی نادانی کے باعث میرے جال مین پڑ گیا - اور کبھی عالم شخص تصنیف کتاب مین بہت کوشش کرتا ہے اور اس خیال مین ہے کہ مین خدای تعالی کا علم جمع کرتا ہون تاکہ لوگونکو اوس سے فائدہ ہو حالانکہ واقع مین منظور یہ ہوتا ہے کہ تصنیف عمدہ کی جہت سے میرا نام پھیل جاویگا اگر یہ غرض نہین تو پھر جو کوئی دوسرا شخص اوس کتاب مین سے اصل مصنف کا نام مٹا دے اور اپنا نام اوسکی جگہ لکھدے تو مصنف پر ناگوار کیون گذرتا ہے باوجودیکہ اوسکو یہ معلوم ہے کہ ثواب اس سے استفادہ کا مجھی کو ہوگا اور خدا کے نزدیک بھی مین ہی مصنف ہون شخص مدعی اسکا مصنف نہین ہے اور کبھی تصنیف مین آدمی اپنی تعریف صراحۃ بڑی لمبی چوڑی دعوی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اور کبھی ضمنا تعریف اپنی کرتا ہے اسطرح کہ کسی دوسرے پر طعن و اعتراض کرتا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اسکا مرتبہ دوسرے سے بڑھکر ہے حالانکہ اعتراض اور طعن کی کچھ حاجت نہ تھی اور بعض اوقات اگر کسی عبارت مین کچھ غلطی فاحش پاتا ہے تو اپنی کتابت مین اوس عبارت کو مع نام عبارت لکھنے والے کے لکھتا ہے اور اگر عمدہ عبارت ہوئی تو بے نام لکھتا ہے تاکہ کوئی سمجھے کہ یہ عبارت خود مصنف کی ہے یا تو سب عبارت بعینہ چرا کر درج کر دیتا ہے یا اوسمین کچھ تصرف و تبدل کر کے نقل کرتا ہے جیسے کوئی شخص کرتہ چرا کر اوسکی قبا بنوالے کہ چوری کا نہ معلوم ہو - اور کبھی اس باب مین کوشش کرتا ہے کہ الفاظ کتاب کے مزین اور مسجع ہون اور ترتیب بہت عمدہ ہو تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ عبارت پوچ ہے اور اپنے گمان مین یہ سمجھتا ہے کہ اس سے میری غرض حکمت کا رواج دینا اور اوسکا بنانا ہے تاکہ لوگون کو جلد نافع ہو

ایسے رہگئے جنکا معلوم کرنا بہت مشکل و دقیق تھا اونکو اونکی اطلاع نہوئی اسواسطے اونکو ویسا ہی چھوڑ دیا اور ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیت نولانا چاہے اور اوسمین جابجا پھر کر جہان جہان کھاس نظر آئے اوسکو جڑسے اوکھاڑدے مگر جن روئیدگی کے سرابھی تک زمین سے نکلے ہی نتھے اور اسنے خیال کرلیا کہ سب نکل آئے یا بعضے بہت ذرا ذرا سی سوئیان تھین کہ وہ گھاس کی جڑون مین پھوٹ کر زمین کے اندر ہی اندر پھیلگئی تھین اسکی نظر مین نہ آئین تو اسکو تو یہی خیال ہوگا کہ مین نے سب گھاس اوکھاڑڈالی حالانکہ وہان غفلت ہی غفلت مین نیچے نیچے اون جڑون نے پھیلکر کھیتی کی جڑون کو بگاڑدیا۔ اسیطرح عالم بھی کبھی سب باتین کرتا ہے مگر خفیہ دقائق کیطرف توجہ نہین کرتا پس بعض عالمون رات جاگتے ہین اور علوم کی جمع و ترتیب اور تحسین الفاظ اور تصنیفات کے لکھنے مین بسر اوقات کرتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ اس سے ہماری غرض دین خدا کو ظاہر کرنا اور اوسکی شریعت کو پھیلانا ہے اور خفیہ باعث شاید یہ ہوتا ہے کہ اطراف مین ہمارا نام مشہور ہو اور لوگ سب طرف سے آکر بہت سے رجوع ہون اور زہد و ورع اور علم کی مدح و ثنا مین ہمارے بانین کھلین اور حاجات و اغراض مین لوگ ہمکو اپنے اوپر ترجیح دین اور استفتا دے کیواسطے گرد جمع رہین اور جب ہم اچھی طرح کسی بات کو بیان کرین تو وہ دل لگاکر سنین اور ہمکو مزا ملے یا جب ہماری گفتگو سنین تو اوسکی تصدیق کے واسطے سر ہلادین یا رقت کرین یا اچنبھے مین ہوجاوین اور اس بات سے خوش ہونا کہ ہمارے توابع اور ساتھی اور مستفیدین بہت ہین اور سب ہمسرون مین ہمین کو یہ خاصیت حاصل ہے کہ علم و ورع اور زہد ظاہری سب ہم مین موجود ہین اور عامہ خلائق پر زبان طعن دراز کرنا نہ اس نظر سے کہ کچھ دین کی جہت سے درد کیا ہو بلکہ اپنے آپ کو خاص اور تمیز وار سمجھکر عوام کے عیب بیان کرنے اور سوای انکے اور ایسی ہی باتین اسباب خفیہ اونکے علم و عمل کی ہوسکتی ہین اور ظاہر از زندگی اوس بیچارے مغرور کی در پردہ اوسی حکومت و امارت اور توقیر اور لوگون کے تعریف پر منحصر ہے اگر آدمیون کے دل اس سے پھر جاوین اور اوسکو کسی عمل کے ظاہر ہونے سے زاہد نہ سمجھین تو کیا عجب ہے کہ اوسکا دل تشویش مین پڑے اور اوس سے درد و وظیفہ بھی کچھ نہ بن پڑے اور ہر ایک طرح کے حیلے اور بہانے سے اپنے نفس کا عذر بیان کرے اور اپنے عیب چھپانے کیواسطے جھوٹ بھی بولدے۔ اور کچھ بعید نہین کہ جو شخص اسکے زہد و تقوی کا معتقد ہو اوسکی تعظیم و توقیر زیادہ کرے جو جتنا اوسکا اعتقاد ہے اوتنا خود مین نہو اور اگر کوئی ذرا کم و کاست جسقدر تقوی ہے اوسیقدر کا معتقد ہو تو اس سے دلتنگ ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات اپنے یار و نمین سے

تو یہ شخص اوس سے نہ جلتا بلکہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جاوے تو کچھ عجب نہین کہ یہ شخص بادشاہ کے سامنے اوسپر چھوٹ لگاوے اور اوسکے عیب بتاوے اور کیا کیا نہ کر گذرے اور بعضون کا غرور اسدرجے کو پہونچتا ہے کہ بادشاہون کا مال لیتا ہے اور جب دھیان آتا ہے کہ یہ مال حرام ہے تو شیطان یہ سوجھاتا ہے کہ یہ مال لاوارث ہے اور وہ مسلمانون کی بہتری کے لیے ہوتا ہے اور تو مسلمانون کا امام اور عالم ہے تجھسے دین قائم ہے تجکو مقدار حاجت اسمین سے لے لینا درست ہے تو اس مغالطے سے تین باتون مین دھوکا کھاتا ہے اول تو اسمین کہ یہ مال لاوارث ہے اسلیے کہ صریح اوسکو معلوم ہے کہ بادشاہ بطور خراج مال مسلمانون اور اپنی قلمرو سے لیتا ہے اور جن لوگون سے لیا ہے وہ خود زندہ ہین یا اونکی اولاد و ورثہ موجود ہین غایت یہ کہ شلاً دس آدمیون سے سو دینار لیے تھے وہ سب غلط ملط ہو گئے ہین تو اس مال کی حرمت مین کیا شبہہ ہے اوسکو یہ سمجھنا کہ مال لاوارث ہے نہایت بیجا ہے بلکہ واجب ہے کہ اونکے مالون کو دیدے گو ایک چیز دوسری مین ملگئی ہو دوسرا دھوکا اسمین ہے کہ اپنے آپ کو دین کی بہتری اور قیام کا موجب سمجھا اسلیے کہ جو لوگ بادشاہون کے مال کو حلال جانتے ہین اور طلب دنیا کے راغب ہین اور ریاست متوجہ ہین اور آخرت سے روگردان وہ لوگ دین کے بگاڑنے والے ہین اور ایسے لوگون کی نسبت بہت زیادہ ہین جو دنیا مین زہد کرکے متوجہ الی اللہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ ایسے عالم دین کے دجال اور باعث استحکام مذہب شیاطین ہین نہ امام و قوام دین متین اسلیے کہ دین کا امام وہی گنا جاتا ہے جسکی پیروی سے دنیا سے روگردانی حاصل ہو اور اللہ کیطرف توجہ کامل جیسے انبیا علیہم السلام اور صحابہ رض اور علماے سلف تھے اور دجال اوسکو کہتے ہین جس سے سب معاملات مذکورۂ بالا الٹی ہون تو ایسا شخص جو خدا سے روگردان اور دنیا پر متوجہ ہو اگر دجال نہین تو کون ہے وہ اپنی دانست مین اپنے آپ کو دین کا ستون سمجھتا ہے اور شاید اوسکے مرنے سے لوگون کو زیادہ نفع ہو بہ نسبت حیات کے اور اوسکی مثال حضرت عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمائی ہے کہ برا عالم ایسا ہے جیسے بہتے پانی کے منہ پر پتھر کہ نہ خود پانی جذب کرے نہ بہنے دے کہ اور کھیتون کو نفع ہو اور ہر چند اقسام غرور اہل علم کے اس آخر زمانے مین خارج از حد شمار ہین الا شتے نمونہ از خروارے ہمنے تھوڑے سے لکھدیے اور ایک فرقہ اور ہے جنھون نے علم بھی خوب پڑھا اور اعضا کو پاک و صاف کیا اور طاعات کو ادا کیا اور معصیت ظاہری سے بھی بچے اور اخلاق نفس اور اوصفات قلبی یعنی ریا اور حسد اور کبر وغیرہ کے درپی ہو کر اسمین کوشش کی کہ نفس ان اخلاق سے بری ہو جاوے اور اسلیے دل مین سے ان چیزونکی جڑین ظاہر کی کاٹ ڈالین مگر باوجود اسکے مغرور ہے یعنی دل کے کونون مین خفیہ مکر شیطانی اور فریب نفسانی

اور سنکر کا جواب یہ ہے جو عداوت اور ظلم سے امر حق کو نہین مانتا اور اپنے نفس پر حسد کا تو گمان ہی نہین کرتا تا کہ یہ بات بھی سوچے کہ اگر وہ عداوت والا کسی اور عالم کی برائی کرے یا اور کسیطرح کی اوسکے ساتھ ریاست وغیرہ مین مزاحمت کرے تب بھی مجھ ایسا ہی غصہ اور عداوت ہو جیسا اب ہے یا نہین تا کہ حسد اور غصے کا حال معلوم ہو کہ خدا کے واسطے ہے یا اپنے نفس کیواسطے لیکن اکثر یہی ہوتا ہے کہ جب کسی دوسرے عالم پر طعن ہوتا ہے تو اپنے آپ خوش ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اوسکا غصہ اور حسد جنبش باطنی کی جہت سے ہے نہ خدا کے واسطے۔ اسیطرح جو شخص اپنے اعمال و علوم سے ریا کرتا ہے اور اوسکو وسوسہ ریا کا دل مین گذرتا ہے تو کہتا ہے کہ مین ریا تھوڑا ہی کرتا ہون میری غرض اظہار علم و عمل سے یہ ہے کہ لوگ میری اقتدا کرین اور اونکو دین کی راہ ملے اور عذاب الٰہی سے چھوٹ جاوین اور اس مغرور کو یہ نہین سوجھتا کہ اگر واقع مین ایسا ہی ہوتا تو لوگ اگر کسی دوسرے عالم کی اقتدا کرین تب بھی مجکو ایسا ہی خوش ہونا چاہیے جیسا اپنی اقتدا سے ہوتا ہون کیونکہ غرض تو لوگون کی بہتری سے ہے کسیکے ہاتھ پر ہو جیسے کسیکے بہت سے خادم بیمار ہون اور اوسکو اونکا علاج کرانا منظور ہو تو اسمین کچھ فرق نہین ہوگا کہ اونکا علاج یہ شخص کرے یا کوئی دوسرا کرے اور اوسمین بھی شیطان ایک اور پیچ لگاتا ہے اور یون سوجھاتا ہے کہ جب لوگ میری سبب سے ہدایت پاوینگے تو ثواب مجکو ہوگا تو مین خوش ہون تو اپنے ثواب کی جہت سے خوش ہوتا ہون اسلیے نہین ہوتا کہ لوگ مجھے مانتے ہین یہ مغصوبے اپنے نفس مین کر لیتا ہے حالانکہ خدای تعالی کو دل کا حال خوب معلوم ہے کہ اگر اوس سے بالفرض کوئی نبی کہہ جاوے کہ تجکو خاموش رہنے اور علم کے خفیہ رکھنے مین بہ نسبت اظہار علم کے زیادہ تر ثواب ہے اور اسکے ساتھ ہی اوسکو قید کرکے زنجیر و بیڑی جکڑ دیا جاوے تو ضرور ایسے بہانے کر یگا کہ قید خانے کو کسیطرح ڈھا کر اور زنجیرین توڑا کر اوسی جگہ جاوے جہان اسکی وعظ و تدریس کے باعث اسکی ریاست چمکے۔ اسیطرح جو شخص بادشاہون کے پاس جاکر اونسے دوستی پیدا کرتا ہے اور اونکی ثنا کرتا ہے اور تواضع اور انکسار بجا لاتا ہے جب اوسکو یہ بات دل مین گذرتی ہے کہ ظالم بادشاہون کے واسطے فروتنی حرام ہے تو شیطان اوسکو مغالطہ دیتا ہے کہ تیری تواضع اس قسم کی نہین یہ صورت تو جب ہے جب تجھے اونکے مال کی طمع ہو تیری غرض تو یہ ہے کہ مسلمانون کی سفارش بادشاہ سے کرکے اونپر سے ضرر دور کرے اور شر اعدا سے تو بھی بچاوے اور خدا کو اوسکے دل کا حال خوب معلوم ہے کہ اسکا مقصد یہ نہین جو دعوی کرتا ہے اگر یہی مراد ہوتی تو کوئی دوسرا شخص اگر بادشاہ کا مقرب ہو کر تمام مسلمانون کی سفارش کرتا اور اوسکی سفارش منظور ہوتی

اوسکو کہا گیا کہ اگر تو کھیت نولاویگا اور اس گھاس کو جڑ سے اوکھاڑ دیگا تو کھیت درست ہوجاویگا
اسنے جڑ سے تو نہ اوکھاڑا گھاس کی پتیان اور سر نوچنا شروع کیا اور جڑین مضبوط ہوتی گئین اور
پھوٹتی گئین یہان تک کہ کھیت مین کچھ واجبی ہی پیدا ہوا اسیطرح گناہون کی جڑین اخلاق ذمیمہ ہین
جو دل کے اندر ہین اگر آدمی دل کو اونسے صاف نہ کرے تو طاعات ظاہری سے پھل کیسے پاوے گا
بہت سی آفتون مین سے کچھ بچ رہے تو بچ رہے بلکہ ایسے شخص کی مثال یہ ہے کہ جیسے کسیکو خارش ہو
اور طبیب نے اوسکو دوا ملنے کی اور پینے کی بتائی کہ ملنے کے باعث جلد کو فائدہ ہوگا اور پینے سے اوسکی جڑ
جاتی رہیگی مریض نے صرف لگانے کی دوا پر قناعت کی اور پینے کی دوا نہ پی اور ایسی چیزین کھاتا رہا
جس سے مادۂ خارش زیادہ ہو تو اوسکی خارش کبھی نہ جاویگی گو کتنی ہی دوا ہر روز لگایا کرے کیونکہ جڑ تو اندر
موجود ہے جب وہ جاوے تو یہ بھی جاوے اور ایک فرقہ اور ہے جو ان اخلاق باطنی کا علم بھی رکھتے ہین اور
جانتے ہین کہ شریعت کی رو سے یہ بری ہین مگر چونکہ اپنے نفسون کو بڑا سمجھتے ہین اسلیے گمان کرتے ہین
کہ ہم مین یہ باتین نہین اور ہم اللہ تعالی کے نزدیک ایسا رتبہ رکھتے ہین جو ہمکو ایسی چیزون سے آزاد کرے
یہ چیزین عوام کے امتحان کی ہین نہ ہم جیسے عالمون کے امتحان کی پھر اگر ان لوگون سے آثار کبر
اور ریاست اور شیخی اور شرف کے ظاہر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ کبر نہین بلکہ دین کی عزت کی
خواہش اور شرف علم کا ظاہر کرنا اور خدا کے دین کو مدد دینی اور مخالفون کو اور بدعتیون کو
زک دینی ہے اسلیے کہ اگر ہم گھٹیا کپڑا پہنین اور مجالس مین نیچی جگہ بیٹھین تو اعدای دین ہمسے لگے اور
بدگوئی کرینگے اور ہماری ذلت کیا ہوگی گویا اسلام کی ہوگی اور اون مغرورون کو یہ معلوم نہین کہ اونکا
دشمن تو واقع مین شیطان ہے جس سے خدای تعالی نے ڈرایا ہے اور وہ انکی ان حرکات پر خوب
ہنستا ہے اور انکو مسخرہ بناتا ہے اور یہ بھی معلوم نہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی نصرت
کیسی کی تھی اور کافرون کو کیسی زک دی تھی اور آپ کے اصحاب کیا درجہ تواضع اور فروتنی کا رکھتے تھے
اور فقر اور مسکنت پر کیسے قائم تھے یہان تک کہ جب شام مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گھٹیا لباس کا اعتراض
لوگون نے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہم لوگون کو خدای تعالی نے اسلام سے عزت دی ہے ہم دوسری
چیز مین اپنی عزت کی خواہش نہین رکھتے پھر یہ فرقۂ مغرور دین کی عزت عمدہ لباس اور باریک و
حریری و ریشمی کپڑون مین جو حرام ہین اور سواریون اور گھوڑون مین کہان سے طلب کرتا ہے
اسیطرح اگر کسیکو اپنے ہمسرون مین سے یا اپنے مقابل کو جو اوسکی ادنی بات نہ مانے براہ حسد کچھ
کہتا ہے تو یہ نہین جانتا ہے کہ براہ حسد کہتا ہون بلکہ تاویل یون کرتا ہے کہ یہ غصہ خدا کیواسطے ہے

حضرت حسن رح سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اوسکا جواب دیا اوسنے کہا کہ فقہا اسطرح نہین بیان کرتے آپنے فرمایا کہ تونے کبھی کوئی فقیہ دیکھا ہے فقیہ اوسکا نام ہے جو رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور دنیا کا تارک ہوا اور ایک قول آپ ہی کا یہ بھی ہے کہ فقیہ وہ ہے کہ مدارات کرے اور کسی سے خصومت نکرے اور اللہ تعالی کی حکمت کو پھیلاوے اگر کوئی اوسکی مانے تب بھی شکر کرے اور نمانے تب بھی شکر کرے اس سے معلوم ہوا کہ فقیہ وہی ہے جو اللہ تعالی کے اوامر و نواہی کو سیکھے اور اوسکے صفات مین سے یہ جانے کہ کونسی چیز اوسکو محبوب ہے اور کونسی اوسکے نزدیک مکروہ اور اوسیکا نام عالم ہے جسکو خدا بہتری دینا چاہتا ہے اوسکو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور جو ایسا نہوا اوسکو مغرور سمجھنا چاہیے اور ایک فرقہ اور ہے جو علم و عمل دونون کرتے ہین یعنی ظاہر کی طاعات ادا کرتے ہین اور گناہون کے تارک ہین مگر اپنے دلون کو نہین ٹٹولتے کہ اوسنے وہ صفات جو خدا کے نزدیک مذموم ہین مثل کبر و حسد اور ریا اور طلب ریاست اور علو اور اپنے ہمسر ونکو ایذا دینی اور شہرون اور بندون کے درمیان شہرت طلب کرنی وغیرہ نیست و نابود کرین اور بعضون کو تو اتنی بھی خبر نہین ہوتی کہ یہ صفات بُرے ہین اسیواسطے انکے مرتکب ہوتے ہین اور کنارہ نہین کرتے اور ان احادیث پر دھیان نہین دیتے کہ آپنے فرمایا کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور جس شخص کے دل مین ذرہ بھر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نہ جاویگا اور حسد نیکیون کو ایسا کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو اور محبت شرف اور مال کی نفاق ایسا بڑھاتی ہین جیسا پانی ساگ کو اور سوای ان روایات کے اور بہت سی احادیث اخلاق مذمومہ کے باب مین وارد ہین جو ابواب مہلکات مین اوپر مذکور ہوئی ہین ان لوگون نے اپنے ظاہر کو تو بنا لیا مگر باطن کو بالکل بھولا ویسا ہی رہنے دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو یاد نکیا ہو خدای تعالی تمھاری صورتون اور مالون کو نہین دیکھتا بلکہ دلون اور اعمال کو دیکھتا ہے صرف اعمال کی تو خبرداری کی دلونکی نہ کی حالانکہ اصل دل ہی ہے اور نجات اسیکی سلامتی پر منحصر ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اور ان لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے گھورے کے اندر پختہ کنوان ہو کہ ظاہر مین تو چونہ وغیرہ سے آراستہ ہو مگر باطن مین بدبو ہو یا جیسے مردون کی قبرین کہ ظاہر مین خوب آراستہ رہتی ہین اور اونکے اندر مردار ہین یا اندھیری کوٹھڑی جسکی چھت پر چراغ رکھا ہو کہ اوپر اوپر بہت چاندنا ہے مگر اندر کچھ نہین یا کوئی شخص بادشاہ کی ضیافت کے لیے دروازہ مکان کا تو خوب مزین کردے اور گھر کے اندر خس و خاشاک بھرا رکھے تو ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑی غلطی ہے اور اس سے بھی زیادہ قریب کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے کھیت بویا اور کھیتی کے ساتھ گھاس بھی اُگ آیا جس سے کھیت بگڑ جاوے

برائی بھی کہی ہے اور یہ کہ اوسکا حال خدا کے نزدیک جاہلون کے حال سے بھی ابتر ہے تو پھر اس امر کا معتقد ہونا کہ مین خیر پر ہون باوجودیکہ باز پرس خدای تعالی کی بھی مجھی سے زیادہ ہے مین غرور ہے اور جو شخص علم مکاشفہ کا مدعی ہے کہ خدای تعالی اور اوسکے صفات و اسما کا علم رکھتا ہے اور علم کا تارک ہے اور اوامر فضولہی کو بجا نہین لاتا اوسکو بہت سخت مغالطہ ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کی خدمت کرنی چاہے اور بادشاہ کو اور اوسکے اخلاق و اوصاف و رنگ و شکل اور طول و عرض اور عادت و نشست کو جانے مگر یہ نہ معلوم کرے کہ بادشاہ کو کونسی چیز محبوب ہے اور کونسی مبغوض اور کس چیز سے خوش ہوتا ہے اور کس سے ناخوش یا ان باتون کو بھی جان لیا مگر اوسکی ملازمت و خدمت کا جو ارادہ کیا تو ایسی باتین کین جو موجب اوسکے غصے کا ہوتی ہین اور لباس اور ہیئت اور حرکات و سکنات و گفتگو جو اوسکو محبوب ہین اون سب سے عاری رہا جب بادشاہ کے سامنے گیا اور اوسکا مقرب اور خاص ہونا چاہا اس ذریعے سے کہ مین بادشاہ کے نسب اور نام اور شہر اور صورت و شکل و عادت اور سیاست اور معاملہ رعیت سے واقف ہون لیکن جو باتین کہ بادشاہ کو ناپسند تھین اونمین الودہ رہا اور اوسکی محبوب چیزون سے عاری تو مقرب و خاص بننا خیال خام ہے ہان اگر بالفرض یہ سب باتین نجانتا اور صرف بادشاہ کو اور اوسکے محبوب اور مبغوض چیزون ہی کو پہچانتا تو البتہ مقرب و خاص ہوجاتا اسیطرح جو شخص کہ تقوی مین کوتاہی کرتا ہے اور شہوات کی پیروی معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے خدا کی معرفت صرف برای نام جانی ہے پوست ہی پر التفات ہوا مغز کو چھوڑ دیا اسلیے کہ اگر خدا کو حق معرفت جانتا تو بیشک خوف خدا دلمین ہوتا اور تقوی کرتا۔ یہ نہین ہوسکتا کہ کوئی عاقل آدمی شیر کو پہچانے اور پھر اوس سے نڈرے اور اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ مجھے ایسا ڈر جیسا درندہ ضرر رسان سے ڈرتا ہے۔ البتہ بعض اوقات آدمی شیر کا نام اور رنگ اور شکل ہی جانتا ہے اور ڈرتا نہین تو اوسنے اب تک گویا شیر کو پہچانا ہی نہین پس جو شخص کہ خدای تعالی کو پہچانتا ہے وہ یہ بھی جان لیتا ہے کہ اوسکی صفت یہ بھی ہے کہ عالم کے لوگون کو تباہ کردے اور کچھ پروا نہ کرے اور یہ کہ اوسکے قبضۂ قدرت مین انسان بھی ہے کہ اگر اوسکو اور اوس جیسے ہزارونکو ہلاک کردے یا ابدالآباد عذاب مین رکھے تو اوسکی شان مین اس سے کچھ اثر نہوگا اور اوسکو کچھ رحم آویگا اور نہ افسوس ہوگا اور اسی لحاظ سے اوسنے فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور شروع کتاب آسمانی زبور کا ہے کہ خوف خدا سب حکمتون کی جڑ ہے اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ خوف خدا کے لیے علم کافی ہے اور اوسمین مغالطہ کھانے کے لیے جہل بس ہے اور ایک شخص نے

اوسنے ڈرسے ڈرسکتا ہی ہان اوسکا عبدون مین قبول ہونا سمجھ سے باہر ہے

کرتا رہے اور وقت معینہ پر سب شرطون کے ساتھ کھاتا رہے تب توقع شفا کی ہوسکتی ہو اور اوسمین
بھی احتمال ہے کہ شفا نہوا ور جب بالکل دوا نہ کھاوے اور سمجھے کہ شفا ہوجاویگی تو خام خیالی ہے سیطرح
جو عالم کہ علم فقہ اور احکام عبادات سیکھے اور خود عمل نکرے اور گناہون کو جان لے اور اجتناب نکرے
اور اخلاق مذمومہ کا علم خوب پڑھے اور اپنے نفس کا تزکیہ نکرے اور علم عمدہ اخلاق کا تحصیل کرے
اور اونکے ساتھ متصف نہو تو وہ مغرور ہے کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا
یہ نہین فرمایا کہ فلاح اوس شخص کو ہے جو نفس کے تزکیہ سے واقف ہوا ور اوسکو لکھکر لوگون کو سکھلاوے
یہان شیطان ایک اور دھوکا پیش کرتا ہے کہ اس مثال سے اور تحصیل علم سے کچھ سروکار نہین یہ تو
صحیح ہے کہ دوا کا جاننا مرض کو دور نہین کرتا مگر علم کی تحصیل قرب الٰہی اور ثواب کے لیے ہوتی ہے
وہ علم سے حاصل ہے چنانچہ فضائل علم مین اخبار وارد ہین پس اگر آدمی بیچارہ بیہوش ہوا تو اس دھوکے مین
آجاتا ہے کیونکہ یہ نفس کی مراد کے موافق ہے اور عمل چھوڑ بیٹھتا ہے اور اگر دانا صاحب تمیز ہوتا ہے
تو شیطان کو یہ جواب دیتا ہے کہ تو مجھے فضائل علم کے یاد دلاتا ہے اور جو وعید کہ بدکار عالمون کی باب مین
وارد ہے جو اپنے علم پر نہین کرتے اوسکو بھولائے دیتا ہے دیکھ تو خدا ی تعالی فرماتا ہے فَمَثَلُهٗ
كَمَثَلِ الْكَلْبِ اور مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا تو کتے اور گدھے کے مثال
ہونے سے اور کونسی رسوائی بڑھکر ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ جسکو علم زیادہ ہوا اور ہدایت زیادہ نہو
وہ خدا ی تعالی سے دور ہی ہوتا جاتا ہے اور فرمایا کہ عالم دوزخ مین ڈالا جاویگا اور اوسکی آنتین نکل
پڑینگی اور جیسے گدھا چکی گھماتا ہے اسطرح اونکو آگ مین چکر دیگا اور فرمایا سب مین برے لوگ عالم
بے عمل ہین اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ جاہل کو تو ایک ہی بار خرابی ہے کہ اوسنے نہ پڑھا اگر
خدا کی مرضی ہوتی تو پڑھجاتا مگر عالم کی سات بار خرابی ہے یعنی اس جہت سے کہ اوسکا علم اوسپر حجت
ہوگا اور یہ کہا جاویگا کہ اپنے علم سے کیا عمل کیا اور اللہ کی نعمت کا شکر کیسے ادا کیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب لوگون سے زیادہ عذاب قیامت مین اوس عالم کو ہوگا جسکو اپنے علم سے
نفع نہوا ہو یعنی عمل نکیا ہو تو یہ روایات اور اور روایتین جو باب علم مین علماے آخرت کی علامات کے
بیان مین ہمنے لکھے ہین حد شمار سے زیادہ ہین مگر اتنی بات ہے کہ یہ روایتین عالم بدکار کی مرضی کے
موافق نہین اور فضائل علم اوسکے مطلب کے ہین اسلیے شیطان اونکو اونھین کیطرف جھکاتا ہے اور
یہ نہایت مغالطہ ہے کیونکہ اگر عقل سے غور کرے تب تو اوسکی مثال یہی ہے جو ہمنے لکھی ہے اور اگر
ایمان کی راہ سے غور کرے تو جس شخص نے فضائل علم کی خبر دی ہے اوسی نے علماے بے عمل کی

اور مغرور ہوتے ہین تو جو شخص مضامین قرآنی کو سچ جانتا ہے اوسکے یہ عمل نہین ہوتے ہمکو خدای تعالی
ناشکری اور کفران سے بچاوے اوسکی ذات اس قابل ہے کہ اوس سے خوف اور حذر کیا جاوے جو دلپر
ایسی غفلت و غرور کو مسلط کرنے پر قادر ہے کہ باوجود قرآن جیسے احکام واضح کے ہم لوگون کو تنبیہ
اور عبرت نہین ہوتی اور جھوٹی آرزوون اور شیطان و نفس کے بہانون پر تکیہ کرکے مغرور بن رہے ہین

دوسرا بیان مغرورون کی چارون صفتون کے فرقون کا حال اور اسمین چار فصلین ہین

فصل اول صنف اول یعنی اہل علم کے فرقون کا حال اونمین سے ایک فرقہ وہ ہے جو علوم شرعی اور
عقلی کو خوب سیکھتے ہین اور اونمین تعمق اور شغل اتنا کرتے ہین کہ اعضای ظاہری کے درپے مطلق نہین
ہوتے ہین اور نہ اونکو گناہون سے روکتے ہین اور نہ طاعت بجا لاتے ہین اونکو اپنے علم کے باعث مغالطہ
پڑگیا ہے اور اس خیال مین ہین کہ ہم خدای تعالی کے نزدیک بڑی رتبہ ہین اور علم کے باعث ہم ایسے ہوگئے ہین
کہ خدای تعالی ہم جیسون کو عذاب نہ دیگا بلکہ لوگون کے حق مین ہماری شفاعت سنے گا اور ہمسے ہماری
بزرگی کی جہت سے باز پرس گناہون اور خطایا کی نکریگا اور واقع مین اونکو دھوکا ہے اسلیے کہ اگر نظر بصیرت
دیکھین تو معلوم کرین کہ علم دو طرح کے ہین ایک علم مکاشفہ یعنی خدا کو اور اوسکی صفات کو پہچاننا جسکا نام
اصطلاح مین معرفت ہے اور دوسرا علم معاملہ یعنی پہچاننا حلال اور حرام کا اور نفس کے اخلاق مذموم اور
عمدہ کا اور کیفیت اونکے علاج کی اور برے اخلاق سے بھاگنے کی تدبیر وغیرہ تو یہ دوسری قسم علم کی
یعنی علم معاملہ اسلیے تحصیل کرتے ہین کہ عمل ہو اور اگر ان علوم کی علت غائی عمل نہوتی تو یہ نکمے ہوتے
اور جس علم سے کہ مقصود عمل ہوتا ہے وہ عمل ہی اوسکی قیمت ہے اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی مرض مین
مبتلا ہے اور اوسکی دوا ایک معجون مرکب چند اجزا سے ہے جسکو بجز طبیب حاذق کے اور کوئی نہین جانتا
اور یہ شخص اپنے گھر سے طبیب کی تلاش مین نکلا اور اوسکو تلاش کرکے اوسکے پاس گیا طبیب نے اوسکو
دوا بتلائی اور اوسکے سب اجزا کی قسم اور مقدار اور پیدا ہونے کی جگہ اور جہان سے ملتی ہے وہ مقام اور
کیفیت اونکے کوٹنے اور چھاننے کی اور ترکیب ملانے اور معجون بنانے کی سب مفصل بیان کردی مریض نے
اوسکو سیکھکر خوشخط نسخہ لکھ لیا اور اپنے گھر چلا آیا اور ہر روز اوسکو دیکھنا اور پڑھنا شروع کیا اور دوسرے
بیمارونکو دیا مگر آپ کبھی بناکر نہ کھایا تو بھلا اس امر سے اوسکی بیماری کچھ کم ہوجاویگی بلکہ اگر ہزار نسخے روز
لکھے اور ہزار آدمیون کو بتلاوے جو سب کے سب شفا پاوین اور ایک رات مین ہزار بار پڑھ لیا کرے
تب بھی کچھ اثر نہوگا اور بیماری مین کمی نہ پڑیگی ہان اگر کچھ پیسا خرچ کرکے دوا مول لے اور اوسکا
معجون بنالے اور جسطرح استعمال سیکھا تھا ویسا ہی استعمال کرے اور اوسکی تلخی پر صبر کرکے پرہیز مضر چیزون سے

یہان تک وہ جملے مذکور ہوے جو اللہ کے باب مین غرور و مغالطے کے لیے لوگ کہتے ہین اور رجا اور غرور کا فرق بھی بیان کر دیا گیا اور اسکے قریب غرور اون لوگون کا ہے جو طاعت و معصیت دونون کرتے ہین مگر معصیت زیادہ کرتے ہین اور توقع مغفرت کی رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ ہمارا نیکیون کا پلہ جھکیگا گو بدی کے پلہ مین بدیان زیادہ ہون اور یہ نہایت جہالت ہے۔ بعض لوگ چند درم حلال و حرام کے خیرات کرتے ہین اور جو کچھ مال مسلمانون کا اور شبہات کا لیتے ہین وہ اس خیرات سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور شاید یہ خیرات بھی مسلمانون کے مال ہی مین سے ہو مگر اونکو اسپر تکیہ ہوتا ہے اور یہ گمان ہے کہ اگر ہزار درم حرام کے پیدا کرین اور دس درم حرام سے یا حلال سے خیرات کر دین تو یہ نیکی اور وہ بدی مساوی ہین اور یہ کیسی بڑی جہالت ہے اگر ایک پلے مین دس درم رکھین اور دوسرے مین ہزار اور دونون برابر ہو جاوین یا ہلکا پلہ بھاری کو اوٹھا دے تو اونکا قول بھی درست ہو سکتا ہے اور بعض یہ تصور کرتے ہین کہ ہماری نیکیان گناہون سے زیادہ ہین اور اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگ برائیون کی تو شمار نہین کرتے اور نہ اونکی تلاش کرین مگر نیکی کرنے کو یاد رکھتے ہین مثلاً ایک شخص دن مین سو بار استغفر اللہ یا سبحان اللہ کہتا ہے پھر مسلمانون کی غیبت و ہتک کرتا ہے اور تمام دن ایسی ہی باتین بکتا رہتا ہے جنسے خدای تعالی خوش نہین اور ان باتون کو شمار نہین کرتا تو جب کہیگا یہی کہیگا کہ مین ایک تسبیح استغفار یا اور کلمے کی پڑھتا ہون اس بات سے غافل ہیگا کہ دن بھر کیا بکتا رہتا ہون اور اگر دن بھر کی اور لغو باتون کو لکھے تو ایک تسبیح سو گنی یا ہزار گنی ہو جاوین حالانکہ کرام کاتبین نے وہ سب لکھ لی ہین اور اللہ تعالی نے ہر کلمہ لغو کے پیچھے عذاب کا وعید فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ اس شخص کو ہمیشہ اپنے تسبیح و تہلیل کے ثواب کی سوجھ رہتی ہے اور اسپر التفات نہین کرتا کہ غیبت کرنے والون اور جھوٹون اور چغل خورون اور منافقون کے عذاب مین کیا کچھ وارد ہے اور آفات زبان کے باعث کتنی خرابی بھگتنی پڑیگی یہ مغالطہ نہین تو کیا ہے اور یاد رکھو کہ کرام کاتبین اگر آدمی سے اپنے لکھنے کی مزدوری لیا کرتے اور تسبیح و تہلیل پر کچھ نہ لیتے تو وہ سوقت اپنی ضروری باتون کو بھی نہ بولتا اور اب جن باتون کو مساوی تسبیح کے سمجھتا ہے اونسے بھی زبان بند کر لیتا ہے اس نظر سے کہ کہین مزدوری زیادہ نہ دینی پڑے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ آدمی ایک دو پیسے کے بچاو کیواسطے تو احتیاط کرے اور جنت فردوس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کے خوف سے کچھ احتیاط نہ کرے اگر سوچو تو بڑی ہی مصیبت ہے کیونکہ ہمکو وہ کام کرنا پڑا کہ اگر اوسمین شک کرین تو کافر منکر ٹھہرتے ہین اور اگر اوسکی تصدیق کرتے ہین تو احمق

ایک راہ کو بھی نہین بولتا ایک بات جو نہین اور سے بھی

خوف بھرا رہتا تھا باوجودیکہ رات بھر اللہ کی طاعت مین کاٹ دیتے اور تقوی اور شبہات سے احتیاط اور شہوات سے کنارہ حد سے زیادہ کرتے پھر بھی تنہائی مین اپنے نفسون کے لیے روتے اور اس زمانے کا حال دیکھو تو ہر زمان ہر لحظہ رنگے دیگر ست کا مضمون ہے کہ گوگناہون پر پڑے ہوے ہین اور دنیا مین ڈوبے ہوے اور خدا سے اعراض کیے ہوے تپسر بھی خوش اور بیخوف اور مطمئن ہین کہتے ہین کہ ہم اللہ تعالی کے کرم پر اعتماد رکھتے ہین اور اوسکے فضل اور عفو ومغفرت کے متوقع ہین گویا اوسکا دعوی یہ ہے کہ ہمکو خدا کا فضل وکرم اس درجے کا معلوم ہوا ہے کہ اوس قدر انبیا اور صحابہ اور سلف کے اکابر صلحا کو بھی معلوم نہوا یہ نہین سمجھتے کہ اگر صرف تمنا سے کاربراری ہوتی اور ادنی سی بات سے حاجت پوری ہوجاتی تو یہ لوگ کیون اتنا ڈرتے اور خوف وحزن مین پڑے رہتے

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	✤	صد سال مے توان بتمنا گریستن

وہان تو رونے کے سوا کچھ اور بھی چیز ضرور ہے اور ہمنے اسکی تحقیق باب خوف ورجا مین لکھی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت معقل بن یسار رضہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ جیسا بدن پر کپڑے پرانے ہوجاتے ہین اسیطرح اوسوقت مین قرآن پرانا ہوجاویگا سب باتین لوگون کی سرا سر طمع ہونگی اور اوسکے ساتھ خوف بالکل نہوگا اگر کوئی کچھ نیکی کریگا تو کہیگا کہ یہ مقبول ہوگی اور اگر بدی کریگا تو کہے گا کہ یہ مجھسے معاف کردی جاویگی اس حدیث مین آپنے یہ ارشاد فرمایا کہ لوگ خوف کی جگہ طمع استعمال کرینگے اسلیے کہ قرآن مجید کی خوف دلانے والی آیتون سے جاہل ہونگے اور یہی حال خدای تعالی نے نصاری کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد کیا فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا اور اسکے معنی یہ ہین کہ وہ لوگ وارث کتاب یعنی عالم ہین اور اس ادنی چیز کی متاع لیتے ہین یعنی اپنے شہوات دنیا کے طالب ہین خواہ حلال ہون یا حرام اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ اور فرماتا ہے ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ قرآن مجید مین اول سے آخر تک تحذیر وتخویف بھری ہے اگر فکر کرنے والا جو قرآن پر اعتقاد رکھتا ہو اوسمین تامل کرے تو بجز اسکے کہ اوسکا غم بڑھجاوے اور خوف زیادہ ہوجاوے اور کچھ متصور نہین مگر لوگون کا یہ حال ہے کہ گھاس سی کاٹتے چلے جاتے ہین خیال کرتے ہین تو مخارج حروف اور کسرہ اور ضمہ اور نصب پر کرتے ہین اور اشعار کیطرح پڑھتے ہین معانی کیطرف التفات کا قصد کبھی نہین کرتے نہ اوسکے مضامین پر عمل کرین عالم کیواسطے اس سے زیادہ غرور اور خام خیالی کیا ہوگی

دیر کریگا یا کسی دوسرے کیواسطے متوسط وقت تک ٹھہرا رہیگا یا کسی اور سبب سے توقف کریگا تو ایسا شخص مغرور کہلائیگا دوسری صورت رجا کی یہ ہے کہ نوافل اور فضائل سے اسکا نفس قاصر ہے اور صرف فرائض پر اکتفا کرتا ہے اور اپنے نفس کیواسطے متوقع نعمت الٰہی کا ہے اور اون اشیا کا جنکا وعدہ خدا تعالیٰ نے نیک بندون کے لیے کیا ہے یہان تک کہ اس توقع کے سرور سے ایک مزہ عبادت کا خوش کرے اور اسکو نوافل پر متوجہ کرے اور یہ مضمون یاد آوے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ اس آیت تک کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تو ایسی صورت مین پہلے رجا سے تو نا امیدی جو مانع توبہ ہے ٹوٹ جاتی ہے اور دوسری رجا سے سستی جو مانع نشاط اور تہیۂ عبادت ہے جاتی رہتی ہے حاصل یہ کہ جو توقع کہ توبہ پر یا تہیۂ عبادت پر انگیختہ کرے اوسکو رجا کہتے ہین اور جو رجا کہ موجب سستی کا عبادت مین یا باعث میل طبیعت کا طرف ناحق کے ہو تو وہ غرور اور خیال خام ہے مثلاً آدمی کے دل مین آیا کہ گناہ کو ترک کرکے عمل مین مشغول ہو اوسوقت شیطان نے یہ سوجھایا کہ تو اپنے نفس کو کیون عذاب دیتا ہے اور ایذا اوٹھاتا ہے تیرا رب تو کریم اور غفور ہے اور اس شخص نے اس وسوسے سے توبہ اور عبادت مین سستی کی تو یہ غرور مین داخل ہے ایسے حال مین بندے پر واجب ہے کہ خوف کا استعمال کرے اور اپنے نفس کو خدا کے غضب اور نہایت درجے کے عذاب سے ڈراوے اور کہے کہ اگرچہ خدا تعالیٰ گناہون کا بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے مگر اوسکا عذاب بھی بہت سخت ہے اور باوجودیکہ وہ کریم ہے لیکن کافرون کو ابدالاباد تک دوزخ مین رکھیگا گو اونکے کفر سے کچھ اوسکا ضرر نہین بلکہ عذاب و محنت اور مرض و علت اور فقر و فاقہ جو اوسنے اپنے بندون پر دنیا مین مسلط کیا ہے اوسکو قدرت ہے کہ ان چیزون کو اونپر سے دور کردے جس ذات کا دستور اپنے بندون مین یون جاری ہے اور اوسنے حکم اپنے عذاب سے ڈرنے کا بھی کیا ہے تو پھر کیسے خوف نکیا جاوے اطمینان کی صورت کیا ہے غرضکہ خوف و رجا دونون سے آدمی عمل پر آمادہ ہوتا ہے جو آرزو ایسی ہو کہ اوس سے عمل پر اشتعالک نہوتی ہو اوسکو تمنا اور غرور کہنا چاہیے اور اکثر لوگ جو اعمال مین سستی کرتے ہین اور دنیا کیطرف متوجہ ہین اور خدا تعالیٰ کیطرف سے مونہہ پھیرے ہین اور آخرت کے لیے سعی نہین کرتے تو یہی وجہ ہے کہ اونکو تمنا اور غرور ہے جسکو رجا سمجھے ہوے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف مین جو خبر دی ہے کہ اس امت کے آخر زمانے مین غرور غالب ہوگا وہ نہایت درست ہے ایسا ہی دیکھا جاتا ہے پہلے زمانے کے لوگ تو عبادتون پر مداومت کرتے تھے اور جو عمل کرتے تھے دلمین

توقع ہو کہ خدای تعالی قول ثابت پر قائم رکھے اور دین کو موت کے وقت بچاوے اور خاتمہ توحید پر ہو
اور دل کو خواہش شہوات سے تمام عمر حفاظت مین رکھے حتی کہ گناہون کیطرف اوسکا میلان ہی نہو
تو ایسا شخص دانا و ہوشیار ہے اور انکے سوا سب لوگ خیال خام مین پڑے ہین قیامت کے دن جب
عذاب آگھیریگا تب معلوم کرینگے کہ گمراہ کون تھا اور اوسوقت کہینگے رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ یعنی ہمنے یقین کر لیا کہ جیسے لڑکا بدون نکاح وصحبت کے نہین ہوتا اور کھیتی
بدون جوتنے بونے کے نہین ہوتی اسیطرح ثواب اخروی بھی بدون عمل صالح کے نہین ملتا
تو ہمکو اب دنیا مین بھیجدے کہ ہم نیک عمل کرین ہمکو تیرے کہنے کا یقین اب ہوا ہے جو تو نے
کہہ رکھا تھا کہ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى اور اوراسی مضمون کے آیات
یہ بھی ہین كُلَّمَا اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ یعنی کیا تمکو پیغمبر نے سنا نہین دیا تھا
کہ اللہ کا طریق بندون مین اسطرح جاری ہے اور ہر ایک نفس کو اوسکے کردار کا بدلہ ملیگا تو پھر کیا
وجہ ہوئی کہ تم اللہ تعالی کے باب مین مغالطہ کھا گئے سننے سمجھنے کے بعد کیسے دھوکے مین رہے
اوسوقت جواب دینگے لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ فَاعْتَرَفُوْا
بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ اب یہ جاننا چاہیے کہ رجا دو جگہ مین کرنی عمدہ بھی ہے ایک صورت تو
یہ ہے کہ جو گناہگار کہ سرتاپا گناہ ہو جب اوسکے دل مین توبہ کا خطرہ گذرے تو شیطان بہکاتا ہے
کہ تیری توبہ مقبول نہوگی اور اوسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ رحمت الہی سے مایوس ہو جاوے تو ایسے
حال مین واجب ہے کہ مایوسی کو دور کرکے رجا کرے اور یاد کرے کہ خدای تعالی کریم ہے توبہ قبول
کرتا ہے اور توبہ ایک طاعت ہے جس سے گناہ دور ہو جاتے ہین چنانچہ اسکی تصدیق قرآن شریف
مین ہے اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ یہان انابت کا حکم بندون کو فرمایا اور دوسری جگہ
ارشاد ہے وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى پس جب آدمی توقع مغفرت توبہ کے
ساتھ کرے تو اوسکو راجی اور متوقع کہنا چاہیے ورنہ توقع مغفرت کی باوجود گناہون پر اصرار کرنے کی
رکھنی سراسر خام خیالی ہے مثلاً ایک شخص بازار مین ہے اور اوسپر جمعہ کا وقت تنگ ہو گیا اور اوسکے
دلمین آیا کہ جمعہ کو چلیے اور شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ جمعہ تو اب ملنے کا نہین تو کیون کہین جاتا ہے
لیکن اسنے شیطان کا قول نمانا اور جمعے کیواسطے دوڑ گیا اور اوسکو امید ہے کہ جمعہ ملے گا تو
بیشک یہ شخص راجی اور متوقع ہے اور اگر اپنے کاروبار مین مصروف رہا اور یہ تمنا کی کہ امام سیر واسطے

حدیث مذکور ہوئی کہ دانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو فرمان بردار کرکے مابعد موت کے لیے عمل کرے اور احمق وہ ہے جو ہوای نفسانی کے پیچھے پڑا رہے اور پھر اللہ پر آرزوین کرے تو واقع مین یہ صورت تمنا اور آرزوی بے عمل کی ہے جسکو شیطان نے نام بدلکر رجا اور توقع کہدیا اور اوس سے جاہلون کو فریب دیدیا حالانکہ رجا کی شرح خدای تعالے یون فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یعنی رجا کرنے کے لائق یہ لوگ ہین کیونکہ کلام مجید مین ثواب اجرت کو آخرت اور جزاے اعمال قرار دیا ہے جیسے کہ فرمایا اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کریم ہوا اور وعدے کا پورا اور مزدوری جتنی ٹھہرائے اوس سے زیادہ دیوے وہ اگر کسی مزدور کو برتن مانجنے کیواسطے مقرر کرے اور مزدور سب برتنون کو توڑتا ڑ برابر کرے پھر اسبات کا منتظر ہوکر بیٹھ رہے کہ اجرت دینے والا کریم ہے وہ اجرت دے ہی دیگا تو ایسے شخص کو عاقل لوگ بجز اسکے کہ مغرور اور متمنی کہین اور کیا کہینگے اور وجہ اس غلطی کی جہال کو یہ ہے کہ وہ لوگ توقع اور غرور کے معنون مین تمیز نہین کرتے۔ حضرت حسن رح سے کسیںنے پوچھا کہ کچھ لوگ کہتے ہین کہ ہم اللہ سے توقع رکھتے ہین اور عمل نہین کرتے آپنے فرمایا کہ یہ اونکا خیال خام ہے جو شخص کسی چیز کی توقع رکھتا ہے اوسکی جستجو کرتا ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اوس سے بھاگا کرتا ہے اور مسلم بن یسار رح فرماتے ہین کہ ایک رات مین سجدے مین اس زور سے گیا کہ میرے دونون آگے کے دانت ٹوٹ گئے کسی نے مجھسے کہا کہ ہم تو اللہ سے توقع مغفرت رکھتے ہین یعنی اسلیے عمل نہین کرتے مسلم رح نے جواب دیا کہ رجا یہ ہرگز نہین جس چیز کی رجا ہوتی ہے آدمی اوسکو ڈھونڈھتا ہے اور جس سے ڈرتا ہے اوس سے بھاگتا ہے اور ایک مثال یہ ہے کہ کسیکو توقع اولاد کی ہے حالانکہ ابھی تک نکاح نہین ہوا یا نکاح ہوا مگر نوبت ہم بستری کی نہین آئی تو ایسے شخص کو اولاد کی توقع کرنی خام خیالی ہے اسیطرح جو شخص اللہ تعالی کی رحمت کا متوقع ہو اور ایمان ہی نرکھتا ہو یا ایمان تو ہو اعمال صالح نیکے ہون یا اعمال صالح بھی کرتا ہو مگر اعمال بد بھی نہ چھوڑے ہون تو وہ بھی خیال خام مین مبتلا ہے ہان جسطرح نکاح کرنے کے بعد اور صحبت وغیرہ کے بعد اگر خوف و رجا دونون ہون کہ خدای تعالے لڑکے کے پیدا ہونے مین اپنا فضل رکھے اور رحم مادر سے آفات دور رکھے اور مان بھی سلامت رہے تو یہ دانائی کی بات ہے ایسا ہی اگر ایمان لاوے اور نیک کام کرے اور برائیون کو چھوڑ دے اور قبول نہونے کا خوف کرے اور یہ کہ کہین عمل نیک کو دوام نہو یا کہین خاتمہ برا نہو اور اس بات کی

پہلا فریب ہی لگ گیا ۱۲

جو لوگ ایمان لائے اور جنھون نے ہجرت کی اور راہ خدا مین لڑے وہ امید وار ہین اللہ کی رحمت کے ۱۲

اور تمکو پورا پورا بدلا قیامت کے دن ملیگا ۱۲

برا لاوبالا کرتے ہین ۱۲

باپ دادون کی نسبت کر بھی بزرگ ہین کیونکہ اونکے آبا تو باوجود ورع اور تقوی کے خائف رہتے تھے
اور یہ لوگ باوجود فسق و فجور کے بیخوف ہین اور نہایت درجے کا دھوکا ہے انکے دلون مین شیطان نے
یہ مغالطہ ڈالا ہے کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اوسکی اولاد سے بھی محبت رکھتا ہے اور چونکہ
اللہ تعالی تمھارے اکابر کو محبوب جانتا تھا تو تمکو بھی جانیگا پھر تمکو طاعت کی کیا حاجت ہے حالانکہ
ان لوگون کو یہ یاد نہین آتا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے یہ چاہا تھا کہ اپنے لڑکے کو کشتی مین ساتھ سوار
کرین اور دعا مانگی کہ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَھْلِیْ ارشاد ہوا یَا نُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے واسطے دعا مانگی مگر نامنظور ہوئی اور ہمارے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی کہ اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرین اور اونکے لیے استغفار کرین
زیارت کا حکم ہو گیا مگر مغفرت چاہنے کی اجازت نہوئی آپ جب قبر پر تشریف لے گئے تو محبت
مادری کی جہت سے بیٹھے ہوئے روتے رہے غرضکہ ان لوگون کو ایک دھوکا ہی دھوکا خدا کے ساتھ ہے
کیونکہ اللہ تعالی مطیع سے ساتھ محبت کرتا ہے اور گناہگار کو برا جانتا ہے تو جیسا باپ اگر مطیع ہو اوسکی
اولاد گناہگار کے باعث اوسکو برا نہین جانتا ایسا ہی باپ کی محبت کے باعث اوسکے گناہگار
بیٹے سے بھی محبت نہین رکھتا اور اگر محبت باپ کی بیٹے تک چلی آوے تو بغض بھی بیشک پہونچے گا
مگر اصل یہی ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور جس شخص کو یہ خیال ہے کہ باپ کے تقوی کی
جہت سے مجھے نجات ہو جاویگی وہ ایسا ہے جیسا کوئی خیال کرے کہ باپ کے شکم سیر ہونے سے
میرا پیٹ بھی بھر جاویگا اور اوسکے پانی پینے سے میری پیاس بجھ جاویگی اور اوسکے عالم ہونے سے
مین بھی عالم ہو جاؤنگا اور اوسکے حج کرنے سے مجھے بھی کعبے کی زیارت میسر ہو جاویگی حالانکہ یہ
کوئی امر متصور نہین ہو سکتا اس سے معلوم ہوا کہ تقوی فرض عین ہے اوسمین بیٹے کی عوض باپ
کافی نہوگا اور خدا کے یہان ثواب تقوی ہی پر ملیگا اوس روز کہ آدمی اپنے بھائی اور مان باپ سے
بھاگیگا البتہ جس شخص پر غضب الٰہی زیادہ نہوگا اور اوسکے لیے سفارش کی اجازت بھی ہو جاویگی
تب سفارش کے طور پر کوئی کچھ کام آوے تو آوے جیسا باب کبر و عجب مین گذرا اب اگر یہ کہو کہ
گناہگار جو یہ کہتے ہین کہ خدا کریم ہے اور ہم اوسکی رحمت کے متوقع ہین تو اسمین غلطی کیا ہے
یہ دونون جملے صحیح ہین اور دلون پر لگتے ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ شیطان انسان کو ایسے ہی
کلام سے بہکاتا ہے جو ظاہر مین مقبول ہو اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر کلام بھی اچھا نہوتا تو دل
فریب مین کیون آجاتے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے اس قول کی قلعی کھول دی ہے جیسا کہ اوپر

ف۱ اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والون مین ۱۲

ف۲ اے نوح وہ نہین تیرے گھر والون مین اوسکے کام ہین ناکارہ ۱۲

ف۳ مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲

ف۴ اوٹھاتا نہین اوٹھانیوالا بوجھ کسی دوسرے کا ۱۲

بہت سی آیات قرآنی واحادیث مین اونکا حال موجود ہے پس جو شخص ان آیات کا معتقد ہوگا اوسکو دھوکا نہوگا اسواسطے کہ منشاء اس غلطی کا یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اوسکی صفات سے مغرور آدمی جاہل ہے اور جو شخص اللہ تعالی کو پہچان لیتا ہے وہ اوسکے عذاب سے بیخوف نہین ہوتا اور نہ اسطرح کے خیالات فاسدہ سے دھوکا کھاوے وہ اپنے مدنظر حالات فرعون وہامان وقارون اور سلاطین روی زمین کے رکھتا ہے کہ اونکو اللہ تعالے نے ابتدا مین کسطرح کا عروج دیا پھر سب کو تباہ وبرباد کردیا اور خود اپنے عذاب سے کلام مجید مین جابجا ڈرایا ہے چنانچہ فرمایا فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ اور فرمایا وَمَكَرُوا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ اور فرمایا وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ اور فرمایا إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا پس جیسا کہ وہ غلام جسکو آقا نے چھوڑ رکھا ہے اس چھوڑ رکھنے سے اس بات پر استدلال نہین کرسکتا کہ میرا آقا مجھی کو زیادہ چاہتا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آقا نے یہ امر اوسکی تخریب وتعذیب کے لیے کیا ہو باوجود اسکے کہ آقا نے اوس غلام کو اپنے عذاب کرنے کی اطلاع بھی نہین دی تو اسطرح کا وسوسہ خدا کے باب مین کب درست ہوگا اوسنے تو جابجا اپنے کلام مین ارشاد بھی فرمادیا ہے کہ ہمارا چھوڑے رکھنا اور نعمت دینا اور عذاب کرنا ان لوگون کے حق مین اچھا نہین پھر اگر کوئی خدا کے عذاب سے بیخوف ہوجاوے تو بجز مغالطے کے اور کیا متصور ہوسکتا ہے اور اس دھوکا کا منشا یہی ہوا کہ دنیا کے نعمت کے ملنے سے مغرور کو یہ معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک میرا بڑا رتبہ ہے حالانکہ احتمال یہ بھی ہے کہ یہ نعمت دنیا دلیل ذلت کی ہو مگر چونکہ یہ احتمال ہوای نفسانی کے موافق نہ تھا اسواسطے اسکو نہ مانا جو اوسکے مطابق پایا شیطان نے دل کو اوسی طرف جھکایا یعنی یہی احتمال دل مین رہا کہ دنیا مین نعمت ملنی دلیل بزرگی کی ہے اور یہ نہایت درجے کا دھوکا ہے دوسری مثال مغالطہ عاصی ایماندار ونکا ہے کہ کہتے ہین خدای تعالی کریم ہے اور ہمکو اوسکے عفو کی توقع ہے اور اسپر اعتماد کرکے اعمال بھی چھوڑ دیتے ہین اور اس اپنی تمنا اور غرور کا نام توقع اور رجا رکھ لیا ہے اور جانتے ہین کہ رجا کرنی دین مین عمدہ بات ہے خدا کی نعمت وسیع ہے اور اوسکی رحمت سبکو پہونچے گی اوسکا کرم عمیم ہے بھلا اوسکے دریای رحمت کے سامنے بندون کے گناہ کی کیا حقیقت ہے ہم موحد اور ایماندار ہین بذریعۂ ایمان اوس سے توقع رکھتے ہین اور بعض اوقات اونکے رجا کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ ہمارے آبا واجداد نیکبخت اور عالی رتبہ تھے جیسے سید کہ اپنے نسب پر مغرور ہین اور خوف وتقوی وورع مین اپنے آبا کے مخالف اور شاید یہ تصور کرتے ہین کہ ہم خدا کے نزدیک اپنے

محبوب و بزرگ ہون اسلیے کہ مجکو تمام شہوات و لذات و اغراض پر اختیار دیدیا ہے تو یہ محض حماقت ہی اور مغالطہ ہے اسیطرح چونکہ لذات دنیاوی سب کے سب مہلکات ہین اور اللہ سے دور کرتے ہین تو خدای تعالی اپنے محبوب بندے کو اونسے بچا لیتا ہے جیسے بیمار کو اوسکے گھر والے محبت ہی کی راہ کھانا پینا بعض اوقات نہین دیتے اور یہ روایتین آثار کی اول گذر چکین کہ ارباب بصیرت سلف مین ایسے تھے کہ جب اونپر دنیا آتی تو غم کرتے اور کہتے کہ کوئی گناہ ہوگیا ہے جسکا عذاب ہمکو جلد پہونچا اور دنیا کو موجب غضب الہی اور اوسکی بڑا عتنائی کا اپنے اوپر سمجھتے تھے اور جب فقر آتا تو کہتے کہ خوب ہوا یہ صلحا کا شعار ہمارے پاس آیا اور مغرور پر جب دنیا آتی ہے تو جانتا ہے کہ مین خدا کے نزدیک بڑا ہون اور جب چلی جاتی ہے تو جانتا ہے کہ مین خدا کے نزدیک حقیر ہون چنانچہ قرآن مجید مین ارشاد ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ كَلَّا اسمین یہ ارشاد فرمایا کہ یہ اوسکا گمان غلط ہے حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ خدای تعالی نے لفظ کلا سے دونون کو جھوٹا کر دیا یعنی جسکو اکرام سمجھا ہے نہ وہ میرا اکرام ہے اور جسکو اہانت سمجھی ہے نہ وہ میری اہانت بلکہ کریم وہ شخص ہے جسکو طاعت کے باعث مین بزرگی دون خواہ وہ غنی ہو یا فقیر اور ذلیل وہ ہے جسکو مین گناہ کے باعث حقیر کرون خواہ دولت ور ہو یا گدا اگر اور اس مغالطے کا علاج یہ ہے کہ کرامت اور ذلت کے دلائل کو بصیرت سے یا تقلید سے پہچانے اسطرح اسطرح کہ یہ معلوم کرے کہ شہوات دنیوی کیطرف ملتفت ہونا کیسے خدای تعالے سے دور کر دیتا ہے اور اونسے علیحدہ رہنے سے کیونکر تقرب الی اللہ ہوتا ہے اور یہ بات مقامات اولیای عارفین مین الہام سے معلوم ہوتی ہے اسکا اگر بیان کیا جاوے تو ذکر مکاشفہ مین جاپڑتا ہے جو علم معاملہ کے مناسب حال نہین اور تقلید کے طور پر معلوم کرنا یون ہے کہ اللہ تعالی کی کتاب پر ایمان لاوے اور اوسکے رسول کو سچا جانے اور خدای تعالے ایسے لوگون کا یہ حال بیان فرماتا ہے يَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ اور فرمایا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ اور اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ جتنا وہ گناہ کرتے ہین ہم اونکو نعمت زیادہ دیتے ہین تاکہ اونکا مغالطہ اور زیادہ ہو اور فرمایا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ اور فرمایا اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا اور فرمایا وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ اور انکے سوا اور

دیدہ دلیر کا ہے آیت اوپر کی آفرأیت الذی کفر بآیاتنا وقال لأوتین مالا وولدا اور دوسری آیت مین ارشاد ہے ولئن اذقناہ رحمۃ منا من بعد ضراء مسستہ لیقولن ھذا لی وما أظن الساعۃ قائمۃ ولئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی غرض اسطرح کی باتین اوس مغالطے کی ہین جو اللہ تعالے سے متعلق ہے اور وجہ اس دھوکے کی یہ ہے کہ شیطان یہان بھی ایک قیاس اپنے قیاسون مین سے لاکھڑا کرتا ہے مثلاً اول وہ لوگ اپنے اوپر دنیاوی نعمتین دیکھتے ہین تو اسی پر آخرت کی نعمتون کو قیاس کر لیتے ہین اور کبھی دیکھتے ہین کہ عذاب مین تاخیر ہوئی یعنی جو ظلم وزیادتی کہ دنیا مین ہوئی اوسکا کوئی جلد پرسان نہوا اسی پر عذاب آخرت کو بھی قیاس کر لیتے ہین جیسا کہ خدا نے اونکا قول نقل فرمایا ویقولون فی أنفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول اوسکے جواب مین ارشاد ہوا حسبہم جہنم یصلونہا فبئس المصیر بعض اوقات ایمان والون کو دیکھتے ہین کہ وہ لوگ فقر اے خستہ حال گرد آلود ہین تو اونکو حقیر جانتے اور کہتے ہین کہ یہی لوگ ہین جنپر خدا نے احسان کیا اور ہم پر نہین کیا اور نیز کہتے ہین کہ اگر ایمان کوئی عمدہ شی ہوتی تو ان حقیر لوگون کو ہم سے پہلے نہ ملتی غرض جو قیاس کہ شیطان اونکے دل مین ڈالتا ہے اوسکے جملے یون ہوتے ہین کہ اللہ تعالے نے دنیا مین ہم پر احسان کیا اور جو شخص محسن ہوتا ہے اوسکو محبت ضرور ہوتی ہے اور جسکو محبت ہوتی ہے وہ آگے کو بھی احسان کریگا اور مستقبل کو زمان گذشتہ پر قیاس کرنے کی وجہ یہی ہے کہ خدا ے تعالے احسان کو اپنی بزرگی اور محبت کی وجہ سے جانتا ہے یعنی یہ تصور کرتا ہے کہ اگر مین خدا کے نزدیک ذی رتبہ اور محبوب نہین تو مجھپر احسان کیون کیا اور مغالطہ اس جملے مین ہے کہ جو محسن ہے وہ محبت رکھتا ہی نہین بلکہ اس جملے مین ہے کہ انعام خداوندی دنیا مین جہان ہے اسی مغالطے کے باعث دھوکا ہوگیا اور اسنے جانا کہ مین خدا کے نزدیک بزرگ وذی رتبہ ہون اور اوسکی دلیل ایسی چیز کو سمجھ لی کہ جو بزرگی پر دلالت نہین کرتی بلکہ ارباب بصیرت کے نزدیک دلیل ذلت وخواری کی ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کے دو غلام صغیر ہون اور وہ ایک سے تو محبت رکھتا ہے اور دوسرے سے نہین جس سے محبت کرتا ہے اوسکو کھیلنے سے منع کردے اور مکتب مین بٹھلائے رکھے اور وہان سے اوٹھنے نہ دے تاکہ ادب وقاعدہ اوسکو خوب معلوم ہوجاوے اور میوجات ولذیذ کھانے جو اوسکو مضر ہون اونکو اوسکے پاس نہ آنے دے بلکہ جو دوائین کہ اوسکو نافع ہون اونکو پلادے اور دوسرے غلام کو جس سے محبت نہین مہمل چھوڑ دے کہ جہان چاہے وہان کھیلے کودے مکتب مین نہ جاوے جو چاہے سو کھاوے پس یہ دوسرا غلام اگر یہ تصور کرے کہ مین اپنے آقا کے نزدیک

بجائے ہی انکو رویت کی ہے
بھلا تو نے دیکھا وہ جو منکر ہیں اور کہا کہ ہمکو ملتا ہی مال اور اولاد اور اگر ہم پھیر لیجاوین اونکو اپنی طرف پیچھے ایک تکلیف سے جو اونکو پہنچی تھی تو کہنے لگیگا یہی ہے ہم اسکے لائق اور مین نہین سمجھتا کہ قیامت اوٹھیگی اور اگر مین پھر گیا اپنے رب کیطرف بیشک مجھکو
اوسکے لئے ہے
اور کہتے ہین کہ اگر ہم
کیون نہین عذاب کرتا ہمکو اوسکے سبب جو کہتے ہین
ہمکو اور اونکو دوزخ
جو کچھ کہ ہم کرتے تھے

تاہم اونکے مغرور ہونے مین کچھ شبہہ نہین اسواسطے کہ گو اونکو اعتراف ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے مگر چونکہ میل دنیا کیطرف کیا اور اوسکو اختیار کیا اسلیے صرف ایمان فلاح ابدی کے لیے کافی نہین جب تک کہ عمل نہو چنانچہ قرآن شریف اسکا شاہد ہے اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ اور احسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ اور ایک آیت یہ ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ غرضکہ تمام کتاب اللہ مین وعدۂ مغفرت متعلق ایمان اور عمل صالح دونون سے ہے صرف ایمان ہی پر نہین تو جو لوگ کہ دنیا پر مطمئن ہو کر خوش ہوتے ہین اور اوسکی لذات مین ڈوبے رہتے ہین اور مرنے کو بُرا جانتے ہین اس نظر سے کہ یہ سب لذتین چھوٹ جائینگی نہ اسوجہ سے کہ آگے کو ہم پر کیا معاملہ گذریگا ایسے لوگ دنیا کے مغالطے مین ہین خواہ کافر ہون یا مسلمان اب ہم دو باتین کافرون اور گناہگارون کی مغالطے کی جو اللہ کی نسبت کہتے ہین لکھتے ہین کافرون کا مغالطہ تو خدا سے یہ ہے کہ اونمین سے کچھ لوگ اپنے دلون مین خواہ زبان سے کہتے ہین کہ اگر واقع مین خدا ہی تعالے قیامت برپا فرماویگا تو غیرونکی نسبت ہم زیادہ مستحق ہونگے جیسا کہ خدا ہی تعالے نے دو شخصون کے سوال و جواب مین ایک کا قول نقل فرمایا وَمَا اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا اور خلاصہ اس قصے کا بموجب تفسیر کے یہ ہے کہ اون دونون شخصون مین سے کافر آدمی نے ایک مخمل ہزار دینار کو بنایا اور ایک باغ ہزار دینار کو لیا اور خادم بھی ہزار دینار کو لیے اور ایک عورت سے ہزار دینار لگا کر شادی کی اور دوسرا شخص ایماندار اوسکو ہر ایکپر نصیحت کرتا گیا اور کہتا گیا کہ تو نے ایسا مکان مول لیا جو جاتا رہیگا جنت کا مکان مول کیون نہ لیا جو کبھی نہ فنا ہوتا تیرا یہ باغ بھی فنا ہو جاوے گا باغ جنت پائدار تھا وہی مول لیا ہوتا اور یہ نوکر چاکر بی بی سب مر جاوینگے اور جنت کی حورین اور غلمان فنا پذیر نہین وہ کافر ہر ایک بات مین یون جواب دیتا کہ جنت ہے کہان جو کچھ اوسکا حال لوگ کہتے ہین وہ سب جھوٹ ہے اور اگر بالفرض جنت ہو گی تو مجھے جنت مین اس سے بہتر ملیگا اسیطرح قول عاص بن وائل کا بھی قرآن مجید مین منقول ہے لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اوسکے جواب مین ارشاد ہوا اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا اور جناب ابن ارث کہتے ہین کہ میرا کچھ قرض عاص بن وائل پر تھا مین تقاضا کرنے کو گیا مگر اوسنے ندیا مین نے کہا کہ مین آخرت مین لونگا اوسنے جواب دیا کہ میری بھی وہان مال و اولاد ہو گی اوسمین سے تیرا قرض بھی

اور جب بیٹھا ہوا ہو تو اوسکی بخشش ہی ہو سکتی ہے اور ایک جملہ کا اضافہ کیا ہے اور یقین الاہی ہے

احسان کے اسطرح کے معنی ہونیکی روایت بخاری و مسلم مین ہے

اور جب کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اوسکو پورا کرے اور اگر اوسکے پاس جاوے تو اوسکو اوس جگہ پاوے جہان اوسنے وعدہ کیا تھا

اور جب جھگڑے تو گالی نہ بکے

اور جب کسی سے کچھ لے تو اچھی طرح ادا کرے

اور جب کسی سے کچھ لینا ہے تو اوسکے مال و اولاد کا خیال نہ کرے

اور جب کسی سے کچھ لینا ہے تو اوسکے مال و اولاد کا خیال نہ کرے

اور اوسکو سر روح یعنی راز روح سے تعبیر کرتے ہین اور اوسکے ذکر کی اجازت نہین اسلیے کہ اوسکے
سننے سے اکثر خلق کو نقصان ہوتا ہے جیسے راز شب قدر کا افشا نہ کیا گیا تو جو اس راز روح کو پہچان
لیتا ہے وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہی اور جب نفس کو پہچان لیتا ہی تو خدا کو پہچان لیتا ہی اور نفس اور خدا کی معرفت
سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہی کہ روح انسانی اپنی طبیعت اور سرشت کی رو سے امر ربانی ہی اور اوسکا عالم جسمانی مین ہونا ایک امر
عجیب ہے اس عالم مین اوسکا اوترنا اوسکی مقتضای طبیعت اور ذات سے نہین ہوا بلکہ ایک امر عارضی اجنبی سے
جو اوسکی ذات مین داخل نہین اور یہ امر عارض وہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کو پیش ہو کر معصیت
کہلایا اور اونکو جنت سے اوتارا حالانکہ جنت اونکی ذات کے مقتضا کے بموجب اونھین کو سزاوار تھی
کیونکہ جنت قرب الٰہی مین ہے اور آدم باعتبار روح کے امر ربانی تھے تو امر ربانی کا شوق بمقتضاے
طبع اور ذات کے قرب ربانی کیطرف ہونا چاہیے بشرطیکہ اس عالم اجنبی کا کوئی امر عارضی اوسکو مقتضاے
طبع سے مانع نہو ورنہ اپنے نفس اور خدای تعالے کو دونون کو بھول جاویگا اور اپنے نفس پر ظالم
ٹھہریگا کیونکہ ایسے لوگون کو یہ حکم ہوتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ فاسقون کے معنی یہ ہین کہ جو اونکا مقتضای طبع اور گمان استحقاق تھا
اوس سے خارج ہو جاتے ہین یہ لفظ مشتق ہے فسق سے جسکے معنی لغت مین اصل سرشت سے تجاوز
کرنے کے بھی آتے ہین اور یہ باتین گلدستۂ گلزار اسرار مین عارفون ہی کے دماغ سے انکی خوشبو
کے شائق ہین اور کم ہمتون کو تو اونکے الفاظ سننے سے جاڑا چڑھتا ہے اسلیے کہ یہ باتین اونکو مضر
پڑتی ہین جیسے گلاب کی خوشبو گوبر کے کیڑے کو بری معلوم ہوتی ہے یا آفتاب کی روشنی شپرونکو
بری لگتی ہے۔ اور سر قلبی سے عالم ملکوت تک کا منکشف ہونا معرفت اور ولایت کہلاتا ہے اور جسکو
یہ راز کھلے اوسکو ولی اور عارف کہتے ہین اور یہ رتبہ آغاز مقامات انبیا کا ہے اور مقامات اولیا
کا انتہاے رتبہ ہے تو اولیا کے مقامات کی انتہا انبیا کے مقامات کی ابتدا ہوتی ہے اب ہم
اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین کہ شیطان کا مغالطہ یعنی یہ جملہ کہ آخرت مشکوک ہے اوسکو یا تو
یقین تقلیدی سے دفع کرنا چاہیے یا بصیرت و مشاہدۂ باطن سے دور کرنا چاہیے اور اہل ایمان
جب اپنی گفتگو اور عقائد سے خدای تعالے کے احکام تلف کر دیتے ہین اور شہوات و معاصی
مین مبتلا ہو کر اعمال صالحہ ترک کر دیتے ہین تو وہ بھی اس مغالطے مین کافرون کے شریک
ہو جاتے ہین کیونکہ اونھون نے بھی زندگی دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہان اتنی بات ہے کہ
اصل ایمان کے باعث عذاب ابدی سے بچ جاوینگے اور دوزخ سے کچھ عرصے بعد نکل آوینگے

ف ۱ اور مت ہو ویسے جنھون نے بھلا دیا اللہ کو پھر اوسنے بھلا دیے اونکو اونکے جی وہ لوگ وہی ہین بے حکم

جو آخرت کے مقر اور مخبر ہین کہ یہ فرماتے ہین کہ سعادت اخروی کے حاصل ہونے کے لیے دوائے نافع
تقوی ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ یہ لوگ تمام خلق مین سے بہتر ہین اور بصیرت و معرفت و عقل مین
سب سے اعلی رتبہ رکھتے ہین یعنی انبیا اور علما اور اولیا اور حکما اور اس امر مین تمام اقسام خلق کی انھین
لوگون کا کہنا مانتے ہین البتہ جن لوگون کے اوپر شہوات کا غلبہ ہے اور اونکے نفس تمتع دنیاوی پر
مرتے ہین وہ اونکا کہنا نہین مانتے اس نظر سے کہ اونکو شہوات کا چھوڑنا بہت شاق ہے اور اپنے
منہ سے کیسے کہین کہ ہم دوزخی ہین اسواسطے آخرت کے منکر ہوے اور انبیا کو جھٹلایا تو جس طرح
بچے کے کہنے یا کسی مدہوش کے کہنے سے اطمینان قلبی قول اطبا پر دور نہین ہوتا تھا اسیطرح ایسے
غبی لوگون اور بندۂ شہوات کا انکار بھی انبیا اور اولیا اور علما کے قول کے سچا ہونے مین کچھ
خلل انداز نہوگا اور اتنا ایمان خلق کے لیے کافی ہے یعنی اس سے غرور بھی دفع ہوتا ہے اور ایسا
پکا یقین ہے کہ عمل پر بھی برانگیختہ کرتا ہے اور آخرت کے یقینی معلوم ہونے کی دوسری چیز انبیا
کیواسطے تو وحی ہے اور اولیا کے لیے الہام اور یہ نہ گمان کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو امر آخرت کو جانایا اور امور دین کو پہچانا تو صرف حضرت جبریل علیہ السلام سے سنکر بطور تقلید جان لیا
جیسا کہ ہم لوگون نے آنحضرت صلعم سے سنکر جان لیا ہے اور اس سے یہ لازم آئے کہ ہم نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور آپ نے حضرت جبریل ع سے سنا فرق کچھ نہین جیسے معرفت آپ کی تھی
ویسی ہی ہماری ہے حالانکہ یہ بات نہین تقلید کو معرفت نہین کہتے تقلید تو ایک اعتقاد درست کا نام ہے
اور انبیا جو عارف کہلاتے ہین اونکی معرفت اسطرح ہے کہ اونکے لیے حقیقت اشیا کی جس طرح وہ
اصل مین ہین جون کے تون کھول دیجاتی ہے اور وہ اون اشیا کو چشم بصیرت سے ایسا دیکھ لیتے ہین
جیسے ہم لوگ کسی محسوس چیز کو چشم ظاہر سے دیکھتے ہین تو وہ جو کچھ خبر دیتے ہین دیکھکر بیان فرماتے ہین
صرف سننے اور تقلید کی خبر نہین ہوتی مثلا اون پر حقیقت روح کی منکشف ہوتی ہے کہ وہ امر
الٰہی ہے اور امر الٰہی سے وہ غرض نہین جو مقابل نہی کے ہے اسلیے کہ وہ کلام کے اقسام مین سے ہے
اور روح کلام نہین اور امر سے غرض شان بھی نہین تاکہ اوس سے یہ لازم آئے کہ روح مخلوق خدائے تعالی
کی ہے کیونکہ مخلوق ہونا تو تمام مخلوق مین پایا جاتا ہے روح کی تخصیص کیا ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے
کہ عالم کی دو قسمین ہین عالم امر اور عالم خلق اور یہ دونون اللہ ہی کے ہین الا جو چیزین کہ مقدار و کمیت
رکھتی ہین وہ تو عالم خلق مین داخل ہین اسواسطے کہ باعتبار لغت کے خلق کے معنی اندازہ کرنے کے ہین
جو مقدار پر صحیح بن سکتے ہین اور جو چیز موجود کہ کمیت اور مقدار سے مبرا و پاک ہے وہ عالم امر مین داخل ہے

گشت یقینا کرتا ہے اور شکار کا ملنا امر مشکوک ہے اور بیمار بدمزہ دوا کا ذائقہ تو یقینا پاتا ہے اور
شفا مین شک ہوتا ہے غرض جتنے امور عقلا کے نزدیک احتیاط مین داخل ہین وہ سب اسیطرح کے ہین
کہ امر مشکوک کے لیے یقین کو چھوڑنا پڑتا ہے تاجر کہتا ہے کہ اگر مین تجارت نکرون اور مصیبت نہ اوٹھاون
تو بڑا نقصان ہو اور بھوکا رہون سوداگری سے محنت تھوڑی ہوتی ہے اور فائدہ بہت ہے اسیطرح مریض
کہتا ہے کہ ضرر تلخی و بدمزگی دوا کا تھوڑا ہے بہ نسبت اوس خوف کے جو مجکو مرض سے ہی کہ اوسکا انجام موت ہی پس اس بنا پر
جو شخص آخرت مین شک ہی رکھتا ہے اوسپر بحکم احتیاط واجب ہے کہ یون کہے کہ زندگی کے چند روز صبر کر لینا
میرے حق مین اچھا ہے اون امور کی نسبت جو آخرت مین لوگ کہتے ہین کیونکہ اگر بالفرض آخرت کی
معاملات جھوٹ ہوے تو مجھے کیا نقصان ہوا ایک چند روز زندگی کی عیش جاتی رہیگی ازل سے اب تک
بھی تو مین ایسا ہی تھا کہ عیش نہ کرتا تھا مین جانونگا کہ معدوم ہی رہا اور اگر معاملات اخروی سچ ہوے
تو ابدالاباد تک آگ مین جلونگا اسکی برداشت نہین ہو سکے گی چنانچہ حضرت علی رض نے کسی ملحد سے ارشاد
فرمایا تھا کہ جو کچھ تو کہتا ہے اگر یہ سچ ہے تو ہمارا اور تیرا دونون کا کچھ ضرر نہین اور اگر ہمارا قول درست ہے
تو ہم نجات پاوینگے اور تو ہلاک ہوگا اور یہ قول آپنے اسلیے نہین کہا تھا کہ معاذ اللہ کچھ آپ کو آخرت مین
شک تھا بلکہ اوس ملحد کی فہم کے موافق تقریر فرمائی تھی اور اوسکو سمجھا دیا کہ اگر تجکو آخرت کا یقین نہین تو
بڑے مغالطے مین ہے - اور دوسرا جملہ قیاس مذکور کا یہ ہے کہ آخرت مشکوک ہے یہ بھی غلط ہے بلکہ
آخرت ایمان والون کے نزدیک یقینی چیز ہے اور اوسکا یقینی ہونا دو چیزون سے معلوم ہوتا ہے ایک تو
ایمان اور تصدیق اور انبیا اور علما کی تقلید سے کہ اس سے بھی یہ مغالطہ جاتا رہتا ہے اور یقین آخرت کا
آجاتا ہے اور عوام اور اکثر خواص کا یقین اسیطرح کا ہوتا ہے اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار
اپنے مرض کی دوا نہین جانتا اور تمام طبیب و معالج اسبات پر متفق ہین کہ اسکی دوا فلانی بوٹی ہے تو بیمار کو
سنتے ہی اطمینان ہو جاویگا اور اونکو سچا جانیگا اونسے اس باب مین دلیل طبی نہین پوچھیگا بلکہ اونکے
صرف کہنے کا یقین و اعتماد کرکے وہی دوا شروع کریگا اور اگر کوئی سودائی یا مدہوش اطبا کے قول کو
جھوٹا بتاوے حالانکہ مریض خود قرائن حال سے جانتا ہے کہ اطبا اول تو گنتی مین اس مدہوش سے زیادہ ہین
دوسرے فضل و علم مین بڑھکر ہین تیسرے تجربۂ طبی اونکو حاصل ہے اور یہ شخص علم طب خاک نہین جانتا تو
ظاہر ہے کہ اطبا کے قول کے سامنے اوسکا قول نمانیگا اور نہ اونکے قول کو اوسکے بہکانے سے جھوٹا
جانیگا اور نہ اپنے اعتقاد کو اوسکی جہت سے سست کریگا اور اگر بالفرض اوسکے قول کا اعتماد کرکے
اطبا کے قول کو چھوڑ دیگا تو بیشک خود بھی مدہوش اور مغرور ہو جاویگا - اسیطرح جو شخص اون لوگونکو دیکھتا ہے

ملتوی کا جانا بہتر ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وجہ اوس قیاس کے فاسد ہونے کی معلوم ہوجاوے جو شیطان نے گڑھکر دل مین جادیا ہے کیونکہ ہر ایک مغرور کے غرور کا ایک سبب ہوتا ہے اور اوسی سبب کو دلیل جانتا ہے اور کل دلیلین ایک قسم کی قیاس ہوتی ہین جو نفس مین آتی ہین اور باعث اطمینان نفس ہوتی ہین گو اوس شخص کو معلوم نہو اور نہ اس بات کی قدرت رکھتا ہو کہ اوسکو علما کے طور پر بیان کیجیے اب اس مثال مین جو قیاس مذکور ہے اوسمین دو جملے ہین ایک تو یہ ہے کہ دنیا نقد اور آخرت اودھار ہے یہ جملہ تو درست ہے مگر دوسرا جملہ کہ نقد بہ نسبت اودھار کے بہتر ہے اسمین دھوکا ہے یہ جملہ درست نہین بلکہ اگر نقد اور اودھار مقدار اور مقصود مین برابر ہون تب البتہ یہ جملہ درست ہے اور اگر نقد بہ نسبت اودھار کے کم ہے تو اودھار ہی بہتر ہے دیکھو یہی مغرور کافر تجارت مین ایک روپیہ نقد اسلیے لگاتا ہے کہ اوس سے دس اودھار ملینگے تب نہین کہتا کہ نقد بہ نسبت اودھار کے بہتر ہے مین اس ایک کو کیون ضائع کرون اسیطرح اگر مرض مین طبیب عمدہ کھانون اور میوون سے منع کردے تو اوسیوقت مرض کے خوف سے چھوڑ دیگا حالانکہ اونکی لذت نقد ہے اور تکلیف مرض کبھی زمانہ آیندہ مین ہوگی اور سودا گر خشکی اور تری مین مصیبتین سر دست اوٹھاتے ہین تاکہ آیندہ کو راحت اور نفع ملے اور کسکے خیال مین نہین آتا کہ نقد بہ نسبت اودھار کے بہتر ہی حاصل یہ کہ فی الحال مین اگر دس ملین تو ایک نقد کی نسبت بہتر ہونگے اب اگر مدت دنیا اور مدت آخرت مین بہ نسبت دیکھو تو کچھ پتا ہی نہین مثلاً انسان زیادہ سے زیادہ سو برس جیتا ہے اور اس عمر کو اگر مدت آخرت سے نسبت کرو تو آخرت کے کروروین حصے کے برابر بھی نہین ہوتی تو اگر ایک دنیا کو چھوڑے تو آخرت مین لاکھ بلکہ بے انتہا پاویگا اور اگر باعتبار نوع کے لحاظ کیا جاوے تو دنیا کی لذت مین سب طرح کی کدورت اور رنج و مصیبت ہین اور آخرت کی لذت صاف و پاک حلوائے بیدودھی بہرصورت یہ کہنا کہ نقد اودھار سے بہتر ہے یہی غلطی کا مقام اور دھوکا ہے اور اس غلطی کی وجہ یہی ہوئی کہ جیسا لوگون سے سنا ویسا ہی یقین کرلیا یہ نہ سمجھا کہ اس جملے کے معنی یہ ہین کہ نقد و اودھار اگر مقدار و مقصود مین برابر ہون تب نقد بہتر ہوتا ہے اور اوسوقت شیطان ایک اور قیاس جماتا ہے کہ یقین شک سے بہتر ہوتا ہے اور آخرت مشکوک ہے یہ قیاس پہلے کی نسبت سے بھی زیادہ نکما ہے کیونکہ اوسکے دونون جملے بے اصل ہین مثلاً جملہ اول یقین بہتر ہے شک سے یہ جبھی ہے جب دونون مساوی ہون ورنہ ظاہر ہے کہ سوداگر مشقت تو یقینا کرتے ہین اور نفع مشکوک ہوتا ہے اور طالب علم تحصیل علم مین محنت یقینا کرتا ہے اور فضل و علم کو مرتبے پر پہونچنا امر مشکوک ہے اور شکاری تلاش شکار مین

غرور کی یہ ہوئی کہ شیطان کے شبہہ اور مکر کے باعث نفس ایسی چیز پر جم جاوے جو ہوا ی نفسانی کے موافق اور خواہش طبع کے مطابق ہو اس سے یہ لازم آیا کہ جو شخص کسی نکمے شبہے سے حال یا مآل مین خیر کا معتقد ہو وہ مغرور ہے اور اکثر آدمیون کا یہی حال ہے کہ اپنے نفسون کے لیے بہتری کا گمان رکھتے ہین حالانکہ اونکا گمان بہتری غلط ہے اس سے معلوم ہوا کہ اکثر لوگ مغرور ہین گو اونکے اقسام غرور جدا ہین اور درجات بھی مختلف یہان تک کہ بعضون کا غرور بعض کی نسبت ظاہر تر اور شدید تر ہوتا ہے اور سب مین سخت تر وہ غرور ہین ایک تو کافرون کا اور ایک گناہگارون اور بدکارون کا اب ہم ان دونون کی مثالین لکھتے ہین جس سے انکے غرور کی حقیقت معلوم ہو

مثال اول کافرون کے غرور کی اونمین سے بعض تو ایسے ہین جنکو حیات دنیا نے مغرور کر رکھا ہے اور بعضون کو شیطان نے حیات دنیا وی نے جنکو مغرور کر رکھا ہے اونکا قول یہ ہے کہ نقد بہ نسبت ادھار کے بہتر ہے اور دنیا نقد ہے اور آخرت ادھار تو اس سے دنیا ہی بہتر ٹھہری اوسکو اختیار کرنا چاہیے اور اونکا یہ بھی قول ہے کہ دنیا یقینی ہے اور آخرت موہوم اور یقین شک سے بہتر ہوتا ہے شک کیواسطے یقین کو چھوڑنا نچاہیے یہ شعر انھین کے حسب حال ہے

اب تو آرام سے گذرتی ہے	عاقبت کی خبر خدا جانے

اسطرح کی دلیلین سب نکمی ہین اور مشابہ دلیل شیطانی کے ہین جسنے کہا تھا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اور ان لوگون کا حال خدا ی تعالی فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اور اسطرح کے غرور کا علاج یا تو سچے ایمان ہی سے ہوتا ہے یا دلیل وحجت کی ضرورت ہوتی ہے پہلی صورت تو یہ ہے کہ خدا تعالی کے ان اقوال کو سچا جانے مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى اور وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى اور وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو انکی خبر بہت سی جماعتون کو کفار سے پہونچائی تو معاً زمرۂ اسلام مین داخل ہوے اور آپ کو سچا جانا اور ایمان لائے کوئی دلیل نہ مانگی اور بعض لوگ عرض کرتے کہ ہم آپ سے خدا کی قسم دیکر پوچھتے ہین کہ کیا خدا ی تعالی نے آپ کو رسول کر کے بھیجا ہے آپ فرماتے کہ ہان وہ لوگ ایمان لے آتے یہ ایمان عوام کا ہے غرور کے حیطے سے خارج ہے بلکہ اونکی تصدیق ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کا قول سچ جانتا ہے یعنی جب وہ کہتا ہے کہ مکتب کا جانا کھیل کی جگہ جانے سے بہتر ہے تو لڑکا سچ جانتا ہے گو وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کسوجہ سے

ظاہر امور کو اچھا جانکر اونکے باطن سے غافل رہتے ہین اور اثناے بیان مین وجہ اونکی غفلت کی بھی
بیان کرتے جاوینگے اور اگرچہ یہ امر زائد از حد شمار ہے الا مثالون سے ایسی تنبیہ ہوسکتی ہے کہ سبکی
حاجت نرہے اور گروہ مغرور غافلونکے اگرچہ بہت ہین مگر چار اصناف مین سب آجاتے ہین صنف اول علما
صنف دوم عابد صنف سوم صوفی صنف چہارم ارباب دولت اور ان اصناف کے پھر بہت سے
فرقے ہین اور اونکی غفلت و غرور کی وجہین بھی مختلف ہین مثلاً بعض لوگ امر منکر کو اچھا سمجھتے ہین
جیسے بعض لوگ مال حرام سے مسجدین بناکر اونپر زیب و زینت کرتے ہین اور اوسکو کار ثواب جانتے ہین
اور بعض لوگ اس باب مین تمیز نہین کرتے کہ اپنے نفس کے واسطے کوشش کرتے ہین یا خدا کیواسطے
جیسے واعظ جنکی غرض خلق کے نزدیک قبول اور جاہ کی ہوتی ہے اور بعض لوگ امر مہم کو چھوڑکر دوسرے
کام مین مصروف ہوتے ہین اور بعض اشخاص فرض کو ترک کرکے نفل مین مشغول ہوتے ہین اور بعض
آدمی مغز کو چھوڑکر پوست کیطرف متوجہ ہوتے ہین جیسے نماز پڑھنے والا جسکی ہمت صرف مخارج
حروف ہی کیطرف ہو غرض اسیطرح کی بہت سی وجہین ہین کہ بدون تفصیل فرقون اور بیان کرنے
مثالون کے توضیح اونکی نہین ہوسکتی اول ہم مذمت غرور کی اور اوسکی حقیقت و تعریف اور مثالین
بیان کرینگے بعد علما کا غرور بیان کرینگے یہ باب مشتمل ہے دو بیانون پر

بیان اول غرور کی مذمت اور اوسکی حقیقت اور مثالین واضح ہو کہ یہ دو آیتین مذمت غرور
کے لیے کافی ہین اول فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ دوسری
وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ حَبَّذَا نَوْمُ الْاَكْيَاسِ وَنَظَرُهُمْ كَيْفَ يَغْبِنُوْنَ سَهَرَ الْحُمْقٰى وَاجْتِهَادُهُمْ لِمِثْقَالِ
ذَرَّةٍ مِّنْ صَاحِبِ تَقْوٰى وَيَقِيْنٍ اَفْضَلَ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِنَ الْمُغْتَرِّيْنَ
اور ایک حدیث مین فرمایا اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ
نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ غرضکہ جو کچھ علم کی فضیلت اور جہل کی مذمت مین وارد ہے وہ غرور
کی مذمت پر دلیل ہے اسواسطے کہ غرور بھی ایک قسم کی جہالت کا نام ہے کیونکہ جہالت اسکا نام ہی
کہ کسی چیز کو جیسی وہ ہے ویسی نہ جانے اور غرور بھی ایک جہل ہے مگر ہر ایک جہل غرور نہین بلکہ
غرور کے لیے مغرور فیہ اور مغرور بہ بھی چاہیے پس جبکہ اعتقاد کی شے موافق مرضی نفسانی کے ہو
اور کسی شبہہ یا خیال فاسد کو بزعم خود دلیل سمجھکر اپنی جہالت پر اڑ جاوے اور واقع مین وہ شبہہ
یا خیال دلیل نہو تو جو جہل کہ اس وہمی دلیل سے حاصل ہوگا اوسکو غرور کہتے ہین پس تعریف

مسلمانون سے بشفقت پیش آوے اور اگر مذاہب اور بدعتون مین خوض کریگا اور عقائد مین تعصب کا پابند ہوگا تو ایسی طرح ہلاک ہوجاویگا کہ اوسکو خبر بھی نہوگی یہ تو اوسکا حال ہوا جو شخص علم کے سوا اور چیز مین اپنی زندگی مین مصروف ہو لیکن جو شخص کہ عزم کرے کہ صرف علم ہی کا ہو رہونگا تو اوسکے لیے اول مہم دلیل اور شروط دلیل کو پہچاننا ہے اور اسمین طول بہت کھنچ جاتا ہے اکثر مطالب مین یقین اور معرفت کو پہونچنا بہت دشوار ہے سوائے زبردست لوگون کے جو نور الٰہی سے موید ہوتے ہین اور کی قدرت نہین کہ امر یقینی کو معلوم کرے اور ایسے لوگ اب بہت کمیاب ہین خدائے تعالے ہر گمراہی سے بچاوے اور جہال کے خیالات سے بھی پناہ دے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَّآخِرًا وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

دسوان باب غرور یعنی مغالطے کی مذمت مین

رباعی

ہین جو کہ حیات دنیوی پر مغرور	بے شک ہے دماغ عقل مین اونکے فتور
مرنے پہ کھلے گا اونکو یہ راز نہان	چکھینگے مزا جبکہ بپا داش قصور

جاننا چاہیے کہ آدمی کیواسطے ہوشیار و چوکنا رہنا مفتاح سعادت ہے اور غرور و غفلت مین رہنا کلید شقاوت بندون پر خدائے تعالی کی نعمت ایمان و معرفت سے زیادہ نہین اور نہ کشادگی سینہ کے سوا کوئی اور چیز اوسکی طرف وسیلہ اور کفر و معصیت سے بڑھکر کوئی برائی نہین اور نہ کوئی سبب سوائے نابینائی دل اور جہالت کے اونکی طرف داعی ارباب بصیرت کو دل ایسا عنایت ہوا ہے جسکی شان مین یہ آیت ہے كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ اور غفلت والون کے دل کی کیفیت ہے كَظُلُمَاتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ہوشیارون کو جو خدا ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اسلام کے واسطے اونکے دل کھولدیتا ہے اور غافل اور مغرورون کو بصیرت نہین دیتا کہ وہ اپنے نفس کی ہدایت کے کفیل ہون وہ لوگ ہوائے نفسانی اور شیطان ہی کو اپنا رہبر اور دلیل سمجھتے ہین بہرحال چونکہ غرور سب شقاوتون کی اصل اور منبع مہلکات ہے اسلیے بیان کرنا اوسکی راہون کا اور تفصیل اون حالات کی جنمین غرور بکثرت سے آتا ہے ضروری ہے تاکہ مرید بعد اوسکے پہچاننے کے اونسے احتراز کرے اسلیواسطے ہم اقسام غرور و غفلت اور اصناف مغرورین کی قاضیون اور علما و صلحا سے بیان کرتے ہین جو

عجب کرے چنانچہ اللہ تعالی ایسے ہی شخص کے حال مین فرماتا ہے اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا
اور دوسری جا ارشاد ہے يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
غلط راہی پر عجب کرنا اس امت کے آخر زمانے مین ہوگا اور یہ ایسی بلا ہے کہ اس سے پہلی قومین
برباد ہوگئین کیونکہ اسی سے ہر ایک فرقہ جدا جدا ہوگیا ہر ایک یہی جانتا ہے کہ مین ہی خوب جانتا ہون
اور اپنے ہی اعتقاد پر خوش ہے اور جتنے اہل بدعت وضلالت ہین سب اپنی بدعت وضلالت پر
اسلیے مصر ہین کہ اپنی راے پر عجب کرتے ہین اور بدعت پر عجب کرنے کے یہ معنی ہین کہ جس بات
کیطرف آدمی کی خواہش اور شہوۃ اغلب ہوا وسکو اچھا جانے اور اپنے گمان مین اوسکو برحق سمجھے
اور اس عجب کا علاج اور دنکی نسبت سخت تر ہے اسلیے کہ جسکی راے غلط ہے وہ اپنی راے کی غلطی
سے ناواقف ہے اگر واقف ہو تو اوسکو ترک کرے پس جس بیماری ہی کو نہین جانتا اوسکا علاج کیسے
کریگا اسلیے اسکا علاج بہت مشکل ہے مگر عارف آدمی اس بات پر قادر ہے کہ جاہل کو اوسکی جہل سے
مطلع کرکے اوس سے دور کردے ہان اگر وہ اپنی جہالت پر بھی معجب ہوگا تو عارف کی کب سنے گا بلکہ
اوسکو بھی الزام لگاویگا کیونکہ اوسپر خدای تعالی نے ایک بلا کو مسلط کردیا ہے جو موجب اوسکی بربادی
کی ہے اور وہ اوسکو نعمت جانتا ہے تو اسکا علاج کیسے ہوسکتا ہے اور جس چیز کو وہ اپنے اعتقاد
مین سبب سعادت جانتا ہے اوس سے وہ نفرت کیسے کریگا تاہم علاج مجمل یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی راے کو متہم
جانے یعنی غلطی کی تہمت سے خالی نہ سمجھے اور اوسکے دھوکے مین نہ آوے جب تک کہ کوئی دلیل
کتاب اللہ اور حدیث سے یا کوئی دلیل عقلی صحیح جسمین سب شرطین دلیلون کی ہون اسکی ممد ومعاون
بنادے اور دلائل شرعی اور عقلی کا جاننا اور اونکی شرطین اور مواقع غلطی کو پہچاننا ہر شخص کا کام نہین
اسکے واسطے طبیعت کامل اور عقل تیز اور تلاش اور استعداد قوی اور کلام مجید وحدیث کا روزمرہ
مطالعہ اور اہل علم کے پاس ہمیشہ بیٹھنا اور مدام درس وتدریس کا شغل رکھنا چاہیے اور ان امور کے
ہوتے بھی بعض امور مین انسان سے غلطی کا خوف موجود ہے اسلیے جو شخص اپنی تمام عمر تحصیل علم مین
مستغرق نکرسکے اوسکے لیے یہ بہتر ہے کہ مذاہب کی باتون پر کان نہ دھرے اور نہ اومین خوض کرے
صرف یہ اعتقاد کرے کہ خدای تعالی ایک ہے اوسکا کوئی شریک نہین اور نہ کوئی اوسکے مانند ہے وہی
ستادیکھتا ہے اور اوسکا رسول مقبول برحق ہے جو کچھ اوسنے خبر دی وہ سچ ہے اور طریقہ سلف کو
ختیار کرے اور جو کچھ احکام کتاب اللہ اور حدیث مین ہون بے بحث وتکرار اور بدون سوال تفصیل کے
ن لے آوراسنا وصدقنا کہکر معصیتون سے پرہیز وتقوی کرے اور طاعتون کو بجالاوے اور سب

ذلیل و خوار جا پڑیگا نہ کوئی رفیق ہوگا نہ آشنا نہ باپ نہ بیٹا نہ بیگانہ نہ بیگانہ بلکہ وہ خود ہی جا کر اپنی نعش کو
خاک مین سانپ اور بچھو اور کیڑون کے حوالہ کرینگے اور ایسے اڑے وقت مین اوسنے کچھ کام نہ نکلیگا
اور اسیطرح قیامت کے میدان مین بھی پاس سے کھسک جاوینگے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ
اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ پس ایسے لوگون سے کیا فائدہ ہے کہ جب شدت کی
حاجت اونکی طرف ہوگی جبھی جدا ہو جاوینگے اور اپنی اپنی راہ لگینگے اور اوپر عجب کیسے آتا ہے
قبر مین اور قیامت مین اور پل صراط پر بجز اپنے عمل اور اللہ کے فضل کے اور کچھ کام نہ آویگا تو تعجب ہے
کہ آدمی ایسی چیز پر تکیہ کرے جو کام نہ آوے اور جو ذات کہ اوسکے نفع و ضرر اور موت و حیات کی مالک ہو
اوسکو بھول جاوے ساتوین یہ کہ مال سے عجب کرے جیسا خداوند کریم دو باغ والے کا قول نقل فرماتا ہے
اَنَا اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غنی کے پاس
ایک فقیر آکر بیٹھا اوسنے اپنے کپڑے سمیٹ لیے اور سکڑ گیا آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس بات سے ڈرتا ہے
کہ اوسکا افلاس تجھے لگ جاویگا غرضکہ یہ عجب بال کا ہے اور علاج اوسکا یہ ہے کہ مال کی آفتون کو اور
اوسکے حقوق کی کثرت کو اور فقرا کی فضیلت کو اور جنت کیطرف اونکی سبقت کو سوچے اور یہ کہ مال
صبح آتا ہے شام جاتا ہے اسکی کچھ اصل نہین بہت سے کفار بھی مال و دولت زیادہ رکھتے ہین اور
اس حدیث کے مضمون پر غور کرے کہ اس اثنا مین کہ آدمی لباس پہنکر تبختر کرتا ہے اور دلمین خوش
ہوتا ہے یکایک امر الٰہی زمین کو ہوتا ہے وہ اوسکو نگل جاتی ہے اور قیامت تک دھنستا چلا جاتا ہے
اسمین اشارہ ہے کہ مال و نفس پر عجب کرنے کا ایسا عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابو ذر رضہ روایت کرتے
ہین کہ مین ہمراہ رکاب جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد شریف مین داخل ہوا آپنے فرمایا کہ
اے ابو ذر اپنا سر اوٹھا مین نے سر اوٹھا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص بہت عمدہ کپڑے پہنے ہے
تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا کہ اپنا سر اوٹھا پھر جو مین نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص پرانے کپڑے
پہنے ہوے ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابو ذر یہ شخص خدا کے نزدیک تمام زمین سے بہتر ہے۔ حاصل یہ
کہ ایسی روایتین اور وہ باتین جو ہم نے باب زہد اور باب ذم دنیا اور باب ذم مال مین لکھی ہین اونسے
حقارت اغنیا کی اور شرف فقرا کا خدا کے نزدیک صاف ظاہر ہے پس ایماندار سے کسطرح ہو سکتا ہے
کہ اپنی ثروت پر عجب کرے بلکہ اوسکو تو یہی خوف لگا رہتا ہے کہ حقوق مال کے ادا کرنے مین کہین
قصور نہوا ہو حلال وجہ سے لیا ہے کہ نہین موقع پر صرف کیا ہے کہ نہین اور جو ایسا نہین کرتا وہ
عجب کیا کرتا ہے اوسکا مآل تو بجز ذلت اور وبال کے اور کچھ نہین آٹھوین یہ کہ اپنی رای غلط پر

ہر وقت اثر نہین ہوتا اسیطرح سمجھنا چاہیے کہ عنایت شفاعت کرنے والون کی خواہ انبیا ہون یا صلحا
قریبون اور اجنبیون کے حق مین ایسی ہی ہے کہ کبھی منظور ہوا اور کبھی نہوا اس سے بیخوف وحذر ہونا نچاہیے
دیکھو سب خلق سے بہتر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اونکا خوف کے مارے یہ حال تھا کہ تمنا
کرتے تھے کہ ہم چوپائے ہوتے تو خوب تھا باوجودیکہ تقوی بھی کامل رکھتے تھے اور حسن اعمال اور صفائے
دلی بھی حاصل تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص اپنے واسطے وعدۂ جنت سن چکے تھے
اور شفاعت آپکی سب اہل اسلام کے لیے عموماً جانتے تھے مگر کسی بات پر تکیہ نکیا اور نہ خوف وخشوع
اونکے دل سے جدا ہوا تو جس شخص کو اونمین سے کوئی بات بھی میسر نہو نہ معلوم کہ وہ کیسے عجب کرتا ہے
پانچوین یہ کہ ظالم سلاطین کے نسب سے عجب کرے یا اپنے آپ کو اونکے اعوان مین سمجھکر عجب کرے
اور دین اور علم کے نسب سے نہ کرے تو یہ عجب بھی نہایت درجے کی جہالت ہے اور اوسکا علاج یہ ہے
کہ اونکی رسوائی کو سوچے کہ جو کچھ اون ظالمون نے اللہ کے بندون پر ظلم کیا اور اللہ کے دین مین فساد
مچایا اوسکے باعث وہ لوگ خدا کے نزدیک مغضوب ہین اور اگر دوزخ مین اونکی صورت نظر پڑے
اور اونکی بدبو اور پلیدی سوجھائی دے تو پھر دیکھنے والا اونکو ایسا برا سمجھے کہ کبھی اونکی طرف نسبت
اپنے آپ کو نہ کرے بلکہ جو اونکی طرف اوسکو منسوب کرے اوسکو بھی برا جانے ایسے اوسکی نظر مین ذلیل وحقیر
ہوجاوین اور اگر قیامت کے روز کا اونکا حال اوسپر کھلجاوے کہ جن جن پر اونھون نے ظلم کیا تھا وہ لوگ
اونکو لپٹے ہوے ہین اور فرشتے اونکے سر کے بال پکڑے ہوے اوندھے منہ جہنم مین لیے جاتے ہین
اور بندون پر ظلم کرنے کی جہت سے طرح طرح کی ذلت ورسوائی مین مبتلا ہین تو خدا سے پناہ مانگے
اور کہے کہ مجھے سور اور کتے کی قرابت منظور ہے ان لوگون کی منظور نہین غرضکہ ظالمون کی اولاد کو
چاہیے کہ اگر خدای تعالی اونکو ظلم سے بچاوے تو اوسکا شکر کرین کہ ہمارا دین سلامت رکھا اور اگر
اونکے آبا مسلمان تھے تو اونکے لیے استغفار پڑھین ایسے لوگون کے نسب سے عجب کرنا محض جہالت ہے
چھٹے یہ کہ آدمی اسوجہ سے عجب کرے کہ میری اولاد یا خادم یا غلام یا اقربا یا یار ومددگار بہت ہین جیسے
کفار نے کہا تھا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا یا جیسا اہل اسلام نے غزوۂ حنین مین کیا کیا تھا کہ آج
کمی کے باعث ہم مغلوب نہونگے اور اسکا علاج وہی ہے جو ہم کہ چکے ہین کہ اپنا ضعف اور
اونکا دھیان کرے اور جانے کہ سب کے سب بندہاے عاجز ہین اپنی جانون کیواسطے کچھ نفع
وضرر کا اختیار نہین رکھتے اور خدای تعالی فرماتا ہے كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ
علاوہ اسکے اسنے عجب کرنے سے کیا فائدہ یہ لوگ تو بعد موت کے سب جدا ہوجاوینگے قبر مین تنہا

کیونکہ منسوب تو اچھے لوگون کیطرف ہوگا اور تواضع اور تقوی اور خوف مین اون جیسا نہوگا تو گویا فرع کے برا ہونے سے اصل کی برائی ظاہر کریگا اب اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اس قول کے کہ مین تمکو خدا سے کچھ نہ بچاونگا حضرت فاطمہ رض اور حضرت صفیہ رض سے یہ بھی کہا تھا کہ لیکن تم دونون کو مجھسے قرابت ہے اوسکا حق بنا ہونگا اور قوم سلیم کو فرمایا کہ کیا تم میری شفاعت کی توقع رکھتے ہو اور عبد المطلب کی اولاد توقع شفاعت نہ کرین تو ان دونون حدیثون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت مین اپنے قرابت والون کو خاص کرینگے اور بہمین لحاظ سیدون کو بھی توقع سفارش ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا متوقع ہی اور کہتا ہے

ے لب بجنبان پے شفاعت ما	منگر بر گناہ و طاعت ما

اور سید بھی بشرطیکہ خدا کے غضب سے ڈرتا ہے اسی بات کا سزاوار ہے کہ آپکی شفاعت کا متوقع ہو لیکن خدا کے غضب مین اگر مبتلا ہوا تو پھر کسیکو اوسکی شفاعت کی اجازت نہین شفاعت کے اعتبار سے گناہ کی دو قسمین ہین ایک تو ایسے گناہ جو موجب غضب الٰہی کے ہون اونکی شفاعت کے لیے اجازت نہوگی اور ایک اوس قسم کے گناہ ہین جو شفاعت کے سبب معاف ہونگے جیسے دنیوی پادشاہون کے یہان ہوتا ہے کہ بعض خطا مجرم کی ایسی ہوتی ہے کہ اوسپر پادشاہ کو نہایت غصہ ہوتا ہے اوسوقت جتنے مقربین درگاہ ہین اونکو مجال سفارش نہین ہوتی اسیطرح بادشاہ حقیقی کے یہان بھی بعض گناہون سے شفاعت کی باعث چھٹکارا نملیگا بلکہ خود شفاعت ہی بے اذن نہو سکے گی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ اور فرمایا مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ اور فرمایا وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ اور فرمایا فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ اور جب گناہ دو قسم کے ٹھہرے کہ کسی مین شفاعت منظور ہوگی اور کسی مین نہوگی تو خوف کرنا واجب ہوا اور اگر سب گناہون کی شفاعت ہو سکتی تو آپ قریش کو طاعت کے لیے امر نہ فرماتے اور حضرت فاطمہ زہرا اپنے لخت جگر رض کو گناہ سے منع نفرماتے بلکہ اونکو اجازت دیدیتے کہ دنیا مین جتنا چاہو لذات و شہوات سے بہرہ اوٹھالو پھر آخرت مین اونکی شفاعت کرکے لذت آخرت بھی کامل دلواتے خلاصہ یہ کہ تقوی کو چھوڑ کر بتوقع شفاعت گناہون مین دوبارہ رہنا ایسا ہی جیسا کوئی مریض پیٹ بھر کر بد پرہیزی کرے اور جانے کہ میرا معالج بڑا طبیب نامی اور نہایت مہربان باپ بھائی سے بھی زیادہ میرے حال کا نگران ہے اور یہ محض جہالت ہے اسواسطے کہ طبیب کی کوشش و ہمت سے بعض امراض دور ہو سکتے ہین کل نہین ہو سکتے تو اوسکی بھروسے پر پرہیز کا چھوڑنا نچاہیے طب کا اثر صرف امراض خفیفہ اور غلبہ مرض کے وقت کارگر ہوتا ہے

اور خیال کرتے ہین کہ شرف نسب اور آباء کے طفیل کے باعث ہماری مغفرت ہوجاویگی اور بعض یہ خیال کرتے ہین کہ تمام خلق ہمارے لونڈی غلام ہین اور اوسکا علاج یہ ہے کہ یون جانے کہ جب مین نے افعال و اخلاق مین اپنے بڑون کی مخالفت کی اور گمان کیا کہ مین اونکے درجے کو پہونچ گیا تو یہ جہالت ہے اور اگر اونکی پیروی کا دعوی ہے تو اونمین عجب کہان تھا اونمین تو خوف اور اپنے آپ کو حقیر جاننا اور خلق کو بڑا سمجھنا اور نفس کی مذمت کرنی وغیرہ باتین تھین اور اونکو شرف طاعت اور علم اور عمدہ خصلتون سے ہوا تھا نہ نسب کی جہت سے تو تمکو بھی وہی شرف حاصل کرنا چاہیے جو اونمین تھا اور نسب مین تو آخر جنکی اولاد مین رہے اکابر تھے اونکی اولاد مین بہت سے قبائل ایسے ہین جو ایمان خدا اور روز جزا پر نہین رکھتے اور خدا کے نزدیک وہ کتے اور سور سے بھی بُرے ہین چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی یعنی تمھارے نسبون مین کچھ فرق نہین سب کی اصل ایک ہی ہے پھر فائدہ نسب کا ذکر فرمایا وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا پھر فرمایا کہ شرف تقوی سے ہے نہ نسب سے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ لوگون مین سب سے بزرگ اور سب سے دانا کون ہے تو آپنے یہ جواب ارشاد فرمایا کہ جو میری نسل مین ہو بلکہ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ موت کو یاد کرے اور سب سے زیادہ اوسکی تیاری کرے اور اس آیت کی شان نزول یہ تھی کہ حضرت بلال رض نے فتح مکہ کے روز جب اذان دی تو حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو اور خالد بن اسید نے کہا کہ یہ غلام حبشی اذان دیتا ہے اوسوقت یہ حکم ہوا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالی نے تم لوگون کا کبر دور کر دیا تم سب اولاد آدم ہو اور آدم خاک سے بنا ہے۔ اور ایک حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای جماعت قریش قیامت مین اور اعمال تو لوگ نہین لاوینگے تم لوگ دنیا کو اپنی گردنون پر لاد کر لاؤگے اور محمد محمد پکارو گے مین بھی ایسا ہی جواب دونگا یعنی تم سے مونہہ پھیر لونگا اس حدیث سے یہ غرض ہے کہ اگر دنیا کی طرف میل کروگے تو تمکو نسب قریش مفید نہوگا اور جب یہ آیت اوتری وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ آپ نے سب کو ایک ایک کرکے پکارا یہان تک کہ فرمایا اے فاطمہ محمد کی بیٹی اور اے صفیہ عبد المطلب کی بیٹی اور محمد کی پھوپھی تم اپنے واسطے آپ عمل کرو یہ مت جانیو کہ مین تمکو کچھ خدا سے بچا دونگا تو جو شخص ان باتون کو جانیگا اور تصور کریگا کہ جسقدر تقوی کرونگا اوسیقدر شرف پاؤنگا اور میرے بزرگون کی عادت بھی تواضع کی تھی تو ضرور تواضع اور تقوی مین اونھون کی اقتدا کریگا ورنہ اپنے نسب کو اپنی زبان حال سے بُرا کہے گا۔

حکم سے چند ہزار دون نے جنکی چونچ نرم ہوتی ہے اوس پہاڑ مین اسطرح سوراخ کیا کہ وہ پہاڑ اوسکی گردن کا طوق بنگیا۔ اور کبھی ایماندار بھی اپنی قوت پر تکیہ کرتا ہے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ مین ایک رات مین سو عورتون کے پاس جاؤنگا اور لفظ انشاء اللہ نکہا اسکے پاداش مین جو انکا ارادہ تھا یعنی لڑکے کا ہونا اوس سے محروم رہے اسیطرح قول حضرت داؤد علیہ السلام کا کہ الٰہی اگر تو میرا امتحان لیگا تو صبر کرونگا قوت پر بھروسا ہونے کے باعث تھا اور قوت پر عجب کے باعث آدمی لڑائیون مین گھس جاتا ہے اور اپنی جان کو خرابی مین ڈالدیتا ہے اور جو شخص اوسکی ایذا کے درپے ہوتا ہے مارپیٹ مین سبقت کرتا ہے اور اس عجب کا علاج وہی ہے جو ذکر ہوا یعنی یہ سمجھے کہ ایکدن کی بخار سے آدمی کی طاقت ڈھیلی ہوجاتی ہے اور کیا عجب ہے کہ خدا تعالی عجب کے باعث کوئی ادنی آفت مجھپر مسلط کردے اور زور دور کردے تیسرے یہ کہ اپنی عقل و کیاست پر عجب کرے کہ بہت دقیقہ رس اور دنیا و دین کی مصلحتون کو خوب سمجھتا ہون اور اسکا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ اپنی راے پر اصرار کرنے لگتا ہے اور جو شخص اوسکی راے کے خلاف کہے اوسکو جاہل تصور کرتا ہے اور کسی سے مشورہ نہین لیتا اور اہل علم کی بات کم سنتا ہے اسوجہ سے کہ اپنی راے کے سامنے اونکی حاجت نہین سمجھتا ہے بلکہ حقیر اور ذلیل جانتا ہے اور اسکا علاج یہ ہے کہ جو کچھ مبدا فیاض سے اسکو عقل عطا ہوئی ہے اوسپر خدا کا شکر کرے اور سوچے کہ اگر ادنی مرض میرے دماغ مین ہوجاوے تو وسواس و جنون ایسا ہوجاویگا جس سے لڑکے ہنسینگے اگر مین عقل پر عجب کرون اور شکر خدا بجا نہ لاؤن تو کیا بعید ہے کہ عقل سلب ہوجاوے اور چاہیے کہ اپنی عقل اور علم کو کم نہ سمجھے کہ مجھکو کچھ تھوڑا ہی آتا ہے گو زیادہ ہی پڑھا ہو اور یہ جانے کہ جتنا لوگون کو معلوم ہے اوسقدر مجھے معلوم نہین تو جو بات اور لوگون کو بھی نہین معلوم ہے اوس سے تو بطریق اولی جاہل ہونگا اور اپنی عقل کو بیوقوفی اور نقصان کی تہمت لگائے اور احمقون کا حال دیکھے کہ اپنی عقلون پر کیسے عجب کرتے ہین اور لوگ اونپر ہنستے ہین تو خوف کرے کہ کہین مین بھی ویسا ہی نہون اور مجھے نہ معلوم ہو اسواسطے کہ جس شخص کی عقل مین قصور ہوتا ہے اوسکو اپنا قصور کبھی نہین معلوم ہوتا اسلیے ضرور ہوا کہ اپنی مقدار عقل کو پہچانے اور یہ بات دوسرے کے کہنے سے معلوم ہوگی اپنے آپ کو معلوم نہین ہوسکتی اور دشمنون سے معلوم ہوگی نہ دوستون سے کیونکہ جو شخص موبہ دیکھی بات کہتے ہین وہ تعریف کرینگے اس جہت سے عجب اور زیادہ ہوگا اور اوسکے گمان مین یہ بات اوسکے نفس مین بہتر ہوگی اور عجب کے باعث نفس کی جہالت بجائے گا چوتھے یہ کہ نسب کے باعث عجب کرے جیسے بعض سیدون کو عجب ہوتا ہے

سر پر ڈالکر عرض کیا کہ الٰہی تجھی سے عنایت ہوئی تجھی سے عنایت ہوئی اول بھولے ہوے تھے
پھر رجوع کرکے اپنے صبر کو منسوب خدای تعالی کیطرف کیا اور اسی سے خدای تعالی فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَى مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا اور حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
اصحاب رض کو جو سب لوگون سے افضل تھے فرمایا کہ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا
أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض
باوجود صفای اعمال و قلوب کے اس حدیث سننے کے بعد اس بات کی تمنا کرتے تھے کہ ہم خاک یا گھاس
یا پرند ہوتے تو خوب تھا پس بصیرت والے سے اپنے عمل پر عجب کرنا اور نفس پر خائف نہونا بہت
بعید ہے یہ ہے علاج عجب کا جس سے بالکل مادہ عجب کا دل سے اوکھڑ جاتا ہی اور جب یہ دل پر غالب ہو جاتا ہے تو خوف سلب
نعمت کا اوسکو عجب نہین کرنے دیتا بلکہ جب کافرون اور فاسقون کو دیکھتا ہے کہ بلا کسی گناہ سابق کے
اونسے نعمت ایمان و طاعت چھین لی گئی تو اپنے نفس پر خوف کرکے کہتا ہے کہ جس ذات کو یہ پروا نہین
کہ بے گناہ محروم کردے اور بدون وسیلہ عنایت کرے اوسکو اسکی کہان پروا ہے کہ دیکر لے لیوے ایسا
اکثر ہوا ہی کہ مومن مرتد ہو گیا اور مطیع شخص فاسق ہو کر خاتمہ اچھا نہوا اسطرح کے خیالات کی طرح اوسکے دل مین عجب نہ آنی دینگی واللہ اعلم

پانچوان بیان اون چیزون کے اقسام کا جنسے عجب ہوتا ہے اور جدا جدا ہر ایک کا علاج
واضح ہو کہ جن اسباب سے تکبر ہوتا تھا اونھین سے عجب بھی ہوتا ہے جیسا پہلے مذکور ہوا اور کبھی عجب
ایسی چیز سے بھی ہوتا ہے جس سے تکبر نہین ہوتا مثلاً اپنی رای خطا سے عجب کرنا جو جہل کے سبب اچھی
معلوم ہوتی ہے اس لحاظ سے جن چیزون سے عجب ہوتا ہے وہ آٹھ قسم ہین اول یہ کہ اپنے جمال اور
صورت اور صحت اور قوت اور تناسب اعضا یا اور متعلقات بدن سے عجب کرے اور صرف اپنی خوبصورتی
پر التفات کرکے بھول جاوے کہ یہ خدا کی نعمت اور معرض زوال مین ہے اور علاج اوسکا وہی ہے جو ہم نے
جمال کے باعث کبر ہونے کے باب مین لکھا ہے یعنی اپنی ابتدا اور انتہای امر کی ناپاکیون کو سوچے اور
سمجھے کہ پہلے کیسے کیسے خوبصورت اس خاک کے پیوند ہوے اور قبر مین اونکے بدن ایسے بدبو ہو گئے
کہ طبیعت کو اونسے نفرت ہو گئی ؎

خاک اونھون کا بستر ہی اور سر کے نیچے پتھر ہے	آہ وہ شکلین پیاری پیاری کیسے چاو سی پلیان تھین

دوسرے یہ کہ اپنے زور کے باعث عجب کرے جیسے عاد کی قوم نے کہا تھا جنکا حال قرآن مجید مین
خدای تعالی فرماتا ہے مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اور جسطرح عوج اپنی قوت پر اعتماد کرکے ایک پہاڑ کو
اوٹھا کر چاہا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے لشکر پر رکھدے کہ سب اوسکے تلے دب رہین مگر خدای تعالی کی

کہ بندہ اور اوسکے عمل اور اوصاف سب من جانب اللہ نعمت ہین اور بے استحقاق ملے ہین اس علم سے
عجب اور ادلال جاتا رہتا ہے اور خضوع اور شکر اور خوف نعمت کے زائل ہونے کا دل مین سماتا ہے
اور جو اسطرح سمجھے گا وہ اپنے علم و عمل پر عجب نکریگا اسواسطے کہ جانے گا کہ یہ سب من جانب اللہ ہین اور
اسیواسطے جب حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب الٰہی مین فخریہ عرض کیا کہ الٰہی کوئی رات ایسی
نہین آتی کہ کوئی آدمی آل داؤد مین سے شب بیدار نہو اور نہ کوئی روز ایسا آتا ہے کہ کوئی اونمین سے
روزہ دار نہو اور ایک روایت مین یہ ہے کہ کوئی ساعت رات دن کی ایسی نہین گذرتی کہ کوئی عابد
آل داؤد کا تیری عبادت نماز یا روزہ یا ذکر نہ کرتا ہو خدای تعالے نے اونپر وحی بھیجی کہ یہ باتین اونمین
کہان سے ہین یہ تو صرف میرے ہی سبب سے ہین اگر میری مدد تیرے اوپر نہوتی تو تجھکو کچھ طاقت نہوتی
اور دیکھ مین تجھکو تیرے نفس پر چھوڑونگا حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ حضرت داؤد پر جو معاملہ
گذرا وہ عمل پر عجب کرنے کی جہت سے تھا کیونکہ عمل کو آل داؤد کیطرف نسبت کرکے فخریہ بیان کیا یہان تک
کہ خدای تعالی نے اونکو اونکے نفس پر چھوڑدیا اور ایسا گناہ کیا جو موجب غم اور ندامت کا ہوا اور ایک
روایت مین ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی بنی اسرائیل تجھسے
دعا مانگتے ہین طفیل حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کا کیون کرتے ہین ارشاد ہوا اسلیے کہ مین نے
اونکو جانچا تو اونھون نے صبر کیا عرض کیا کہ الٰہی اگر تو میرا امتحان لے تو مین بھی صبر کرونگا اسمین ضمناً
ادلال قبل الوقت پایا جاتا ہے حکم ہوا کہ مین نے اونکا امتحان جو لیا تھا تو یہ نہین بتایا تھا کہ کس
چیز مین امتحان لونگا اور نہ یہ کہ کونسے مہینے اور کونسے دن مین لونگا اور تجھسے کہے دیتا ہون کہ اسی
برس اور اسی مہینے مین کل کو تیرا امتحان ایک عورت کے باب مین لونگا بچا رہنا پھر جو کچھ اس معاملے
مین آپ سے سرزد ہوا وہ معلوم ہی ہے۔ اسیطرح جب حنین کی لڑائی مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی قوت و کثرت پر تکیہ کیا اور خدا کے فضل کو بھول گئے اور کہنے لگے کہ آج قلت اور کمی
کے باعث مغلوب نہونگے تو اپنے نفسون پر چھوڑ دیے گئے اور انجام یہ ہوا جیسا کہ قرآن مجید مین
ارشاد ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ اور ابن عیینہ رح روایت کرتے ہین کہ حضرت ایوب علیہ السلام
نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ الٰہی تو نے مجھکو اس بلا سے امتحان کیا ہے میرے اوپر جب کوئی
واقعہ گذرا ہے تو مین نے تیری رضا کو اپنی خواہش پر مقدم رکھا ہے پس ایک ابر مین سے دس ہزار
آواز سے سنائی دیا کہ یہ بات تجھکو کہان سے حاصل ہوئی حضرت ایوب علیہ السلام نے خاک اپنے

ح ابن مردویہ در تفسیر اور اوسکی سند مین ایک راوی ضعیف ۱۲

ت اور حنین کے دن جب اترائے تم اپنی بہتایت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور تنگ ہو گئی تم پر زمین ساتھ اتنی فراخی کے اور پھر ہٹے تم پیٹھ دے کر ۱۲

کسی فعل کا فاعل ہے تو گویا مضطر ہو کر اوس فعل کو کرتا ہے اسی جہت سے شکر و احسان اوسیکو
سزاوار ہے جسنے انسان مین شوق اوس فعل کا پیدا کیا انسان نے کیا کیا جو عجب کرے اور
باب توحید و توکل مین بیان کیا جاویگا کہ اسباب اور مسبب متسلسل ہین اور اونسے معلوم ہوتا ہے کہ
فاعل و خالق سوا خدا کے کوئی نہین اور ایک طرفہ بات یہ ہے کہ جس شخص کو خدای تعالی نے عقل
مرحمت فرمائی اور مفلس رکھا وہ بے علم تونگر کے حال سے تعجب کر کے کہتا ہے کہ باوجودیکہ مین
عاقل و فاضل ہون خدا نے مجکو ایک دن کی غذا بھی اچھی طرح نہین دی اور یہ شخص باوجودیکہ غافل
و جاہل ہے اسکو اتنی نعمت دنیا کی عنایت کی اور یہ اوسکا تعجب اس بات کے قریب پہونچ جاتا ہے
کہ اس فعل خداوندی کو ظلم تصور کرے اور اوس مغرور کو یہ معلوم نہین کہ اگر خدای تعالی اسکو رزق اور
مال دونون دیتا تو یہ فعل ظاہر مین زیادہ تر ظلم کے مشابہ ہوتا اسواسطے کہ تب فقیر جاہل کہتا کہ الٰہی تو نے
اوسکو دونون چیزین دین مجھکو دونون سے محروم رکھا مجکو بھی دونون خواہ ایک دی ہوتی اور اسکی
طرف اشارہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول مین جب اونسے کسینے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ عاقل
مفلس رہتے ہین آپ نے فرمایا کہ عقل بھی رزق مین شمار ہو جاتی ہے اور زیادہ تر عجب یہ ہے کہ فقیر
عاقل جو کسی جاہل کو اپنے آپ سے زیادہ بہتر حال دیکھتا ہے اگر اوس سے کہا جاوے کہ تیرا دل چاہے تو
اپنی عقل و مفلسی کا اوسکی جہل و تونگری سے عوض کرلے تو اسکو ہرگز نہ مانے گا اس سے معلوم ہوا
کہ خدای تعالی کی نعمت اوسی پر زیادہ ہے پھر تعجب کیون کرتا ہے اسطرح جو عورت خوبصورت مفلس ہو
وہ اگر کسی بدصورت عورت کو زیور و جواہر سے آراستہ دیکھتی ہے تو تعجب کی راہ سے کہتی ہے کہ میرا
ایسا جمال تو بے زینت رہے اور یہ بھونڈی صورت یون آراستہ و پیراستہ ہو حالانکہ یہ نہین جانتی کہ
مال کے عوض اوسکو خوبصورتی عنایت ہوئی اور اگر اوس سے کہا جاوے کہ خواہ جمال اور افلاس کو اختیار کر
یا بدصورتی اور تونگری کو تو جمال ہی کو پسند کرے گی اس سے معلوم ہوا کہ نعمت الٰہی اوسپر بڑھکر ہے
اور جو شخص مفلس دانا و عاقل ہو کر اپنے دل مین کہے کہ الٰہی تو نے دنیا سے مجھے کیون محروم رکھا اور
جاہلون کی مرحمت کی تو اوسکا یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی بادشاہ کسیکو گھوڑا عنایت کرے تو وہ کہنے لگے
کہ جہان پناہ مجکو آپ غلام کیون نہین دیتے میرے پاس تو گھوڑا ہے بادشاہ جواب دے کہ اگر مین گھوڑا
تجھے نہ دیتا تب تو تو غلام کے نہ ملنے سے تعجب نہ کرتا فرض کرلے کہ مین نے تجھے گھوڑا اندیا کیا میری
ایک نعمت کو دوسری کا ذریعہ کرتا ہے کہ میری ہی نعمت کو دوسری کیواسطے حجت گردانتا ہے اسطرح کے
اوہام جاہلون کو ہوا کرتے ہین اور اون سب کا منشا جہل ہے اور یہ وہم اسطرح جاتا ہے کہ یقینا جان لے

لکھتے ہین وہ یہ ہے کہ آدمی اگر یہ جانے کہ عمل میری قدرت سے ہوا تو خیال کرے کہ قدرت کہانسے آئی
عمل کا ہونا بدون وجود عامل اور خود عمل اور ارادہ اور قدرت اور دوسرے لوازم عمل کے نہین ہوسکتا اور یہ سب چیزین
خدای تعالی کی طرف سے ہین آدمی کی جانب سے نہین اگر عمل قدرت ہی سے ہوا ہے تو قدرت صرف
بطور کنجی کے ہے اور وہ خدا کے قبضے مین ہے جب تک کنجی نہین ملے گی انسان عمل کسطرح کریگا کیونکہ
عبادات سعادت کے خزانے ہین اور اونکی کنجیان قدرت اور ارادہ اور علم مین جو خدای تعالے کے اختیار
مین ہین فرض کرو کہ تمکو تمام دنیا کے خزانے ایک مضبوط قلعہ مین نظر پڑین جسکی کنجی کسی محافظ کے
پاس ہے پس اگر اوسکے دروازے پر یا دیوار کے گرد ہزار برس پڑے رہوگے تو لینا تو کیا معنی اشرفی
وغیرہ کا دیکھنا بھی نصیب نہوگا اور اگر محافظ تمکو کنجی حوالہ کردے تو بہت سہولت سے اشرفیان لیسکتے ہو
کہ قفل کھولتے ہی ہاتھ بڑھایا اور لی اب ہم پوچھتے ہین کہ محافظ نے جو تمکو کنجی حوالہ کی اور قفل پر
مسلط کردیا اور اختیار مین چھوڑ دیا تب تم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر دولت لی تو تم محافظ کے کنجی دینے پر
عجب کروگے یا اپنے ہاتھ بڑھا کر لینے کا عجب کروگے اسمین تو شک نہین کہ محافظ کے ممنون احسان
ہوگے کیونکہ ہاتھ ہلانے کی تو محنت چندان نہین سب معاملہ کنجی ملنے پر تھا - اسیطرح جب قدرت
دی گئی اور پکا ارادہ مسلط کیا گیا اور تمام دواعی عمل کے حرکت مین آئے اور موانع اور عوائق دور
ہوے یہانتک کہ کوئی مانع دور ہونے سے نہ رہا اور نہ کوئی باعث فروگذاشت کیا گیا تب مطیع کو
عمل کرنا آسان ہوا اور بواعث کا حرکت مین آنا اور عوائق کا دور ہونا اور اسباب کا مہیا ہونا سب
من جانب اللہ ہوا کوئی چیز اپنی اختیاری نہ تھی پس تعجب ہے کہ آدمی اپنے نفس پر عجب کرے اور جسکے
سبب سے یہ سب کچھ ہوا اوسکے فضل و جود پر عجب نکرے کہ اوسنے کسطرح اوسکو فاسقون پر ترجیح دی
کہ اونپر تو سلطان فساد کو مسلط کردیا اور اس سے دور رکھا اونکے لیے دوست اور صحبتی برے برے
ٹھہرائے اور اس سے دور رکھے اونکے واسطے اسباب شہوات و لذات مہیا کیے اور اس سے
علحدہ رکھے اونسے خیر کے بواعث علحدہ رکھے اور اسکے لیے مہیا کیے یہان تک کہ اونکو شر کی سوجھی
اور اسکو خیر کی اور با اینمہ یہ باتین جو کین تو کوئی وسیلہ سابقہ اسکی طرف سے اور کوئی پہلا جرم
فاسقون کیطرف سے نہ تھا بلکہ مطیع کو جو ترجیح و تقدم عنایت ہوا وہ بھی اوسکے فضل سے ہے
اور گناہگار کو جو بعد اور شقاوت ملی وہ بھی اوسکے عدل سے تو جب آدمی اس حال کو جانکر عجب
کرے تو بڑے تعجب کی بات ہے پھر جس عمل پر کہ آدمی کی قدرت کارگر ہوتی ہے اوسکے لیے بھی
خدای تعالی ایک ایسا شوق اوسمین پیدا کردیتا ہے کہ اوسکے خلاف نہین کرسکتا تو اگر واقع مین انسان ہی

مقابل نہین بن سکتی وہ تو سب چیزون کا پیدا کرنے والا ہے موصوف و صفت سب اوسکی ایجاد سے
ہین مثلاً اگر آدمی عبادت پر اسوجہ سے عجب کرے کہ خدا نے مجھکو توفیق عبادت اسوجہ سے دی کہ
مجھکو محبت الٰہی تھی تو ہم پوچھتے ہین کہ تیرے دل مین محبت کس نے پیدا کی ہے تو ضرور یہی کہے گا کہ
خدا نے پیدا کی ہے تو ہم کہینگے کہ محبت اور عبادت دونون خدا کی نعمتین ہین کہ تجھکو بے استحقاق اور بیوسیلہ
عنایت فرمائین تو عجب اوسکی نعمتون پر چاہیے کہ اول اپنے فضل سے تجھکو وجود عنایت فرمایا اور اوسمین
صفات اور اسباب اعمال پیدا کیے اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پر اور عالم کو علم پر اور خوبصورت
کو جمال پر اور توانگر کو مال پر عجب کرنا بیمعنی ہے کیونکہ سب نعمتین اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہین اور اوسکا وجود
صرف ان نعمتون کا محل ہے اور وہ بھی اوسیکے فضل و جود سے ہے اب اگر کوئی یہ کہے کہ جو کام ہم کرتے ہین
اوسپر توقع ثواب کی رکھتے ہین تو اگر وہ کام ہمارا نہین تو ثواب کی توقع کسلیے ہے اگر وہ کام بر سبیل اختراع
خدا کا مخلوق ہے تو ہمکو ثواب کیون ملتا ہے اور اگر وہ ہمارا ہے اور ہماری قدرت سے ہوا تو اوسپر
ہم عجب کیون نہ کرین اوسے کیسے بھول جائین تو اسکا جواب دو طرح پر ہے ایک جواب تو حق صریح ہی
اور دوسرے مین کچھ مسامحت ہی حق صریح تو یہ ہے کہ آدمی اور اوسکی قدرت و حرکت اور ارادہ اور سب
چیزین خدا کی مخلوق اور اختراع کی ہوئی ہین تو جب کبھی جو عمل کرتا ہے خواہ نماز پڑھتا ہے یا خاک پھینکتا ہی
تو وہ نہین کرتا بلکہ خدا کرتا ہے چنانچہ اسکی تصدیق وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ
مین موجود ہے اور یہی بات درست ہے اہل دل کو اسکا ایسا مشاہدہ ہوا ہے کہ آنکھ کے دیکھنے سے
بھی زیادہ ہے اول خدای تعالے نے آدمی کو پیدا کیا پھر اوسکے اعضا کو پھر اعضا مین قوت اور قدرت
اور صحت پیدا کی پھر عقل اور علم اوسکے لیے پیدا کیے اور ارادے کو پیدا کیا اگر آدمی چاہے کہ ان چیزون
مین سے کوئی خود اپنے نفس مین سے دور کر دے تو نہین کر سکتا پھر اعضا مین جو حرکات پیدا کین وہ
بھی اپنے اختراع سے بنائین اونمین کچھ شرکت انسان کی نہین مگر اتنی بات ہے کہ خداوند کریم نے ان اشیا کو
بترتیب پیدا کیا مثلاً حرکت جب پیدا کی جب عضو مین قوت پیدا کر چکا اور دل مین ارادہ اور ارادہ جب
پیدا کیا جب پہلے علم مراد کا پیدا کیا اور علم اوسوقت پیدا کیا جب اوسکا محل یعنی دل پیدا کر لیا تو یہ ترتیب
جو خدای تعالیٰ نے پیدایش کے باب مین رکھی کہ ایک چیز کو دوسرے کے بعد بنایا اس سے آدمی کو خیال
ہوتا ہے کہ مین خود موجد اپنے عمل کا ہون اور حالانکہ یہ غلطی ہے اور اسکی توضیح اور یہ بات کہ خدا کے
پیدا کیے ہوے عمل پر آدمی کو ثواب کیسے ہوتا ہے باب الشکر مین لکھی ہے اسلیے کہ یہ مضمون اوسی جگہ کی
مناسب تھا جسکی طبیعت چاہے وہان دیکھ لے اب ہم دوسرے جواب کو جسمین تھوڑی سی مسامحت ہی

یعنی تو نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی ہے لیکن اللہ نے پھینکی ۱۲

زیادہ عجب ہوا کرتا ہے بہ نسبت دوسری کے اسلیے ہم اوسکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ آدمی جو ورع اور تقوی اور عبادت اور دوسرے اعمال سے عجب کرتا ہے تو دو اعتبار سے یہ عجب ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ معجب اوس عبادت وغیرہ کا محل ہے اور ایک اس اعتبار سے کہ وہ عمل اوسنے کیا ہے اور اوسکی قدرت و اختیار سے ظہور مین آیا ہے پس اگر اعتبار اول سے عجب ہے تو محض جہالت ہے اسواسطے کہ محل اور مکان کو کچھہ دخل ایجاد اور تحصیل عمل مین نہین وہ ایک مطیع و مسخر چیز ہے کہ دوسرے کے قابو مین رہتی ہے تو ایسی چیز پر کسطرح عجب کرتا ہے جسکا اختیار اپنے اپکو نہین اور اگر دوسرے اعتبار سے عجب کرتا ہے یعنی اس جہت سے کہ عمل میرے ارادے پر منحصر تھا اور میرے اختیار و قدرت سے کمال کو پہونچا تو یہ سوچنا چاہیے کہ قدرت اور اختیار اور ارادہ اور اعضا اور تمام اسباب جنسے عمل پورا ہوا کہان سے میرے پاس آئے پس اگر یہ سب چیزین خدا کی نعمت سے ہین کہ بلا کسی سابقہ حق اور وسیلے کے عنایت ہوئی ہین تو چاہیے کہ عجب خدا کے کرم اور بخشش اور فضل پر ہو جسنے ایسا انعام کیا جسکا یہ مستحق نہ تھا اور بلا ذریعہ وسابقہ کے دوسرے بندون پر اوسکو ترجیح دے مثلا اگر بادشاہ اپنے غلامون کو دیکھے اور اونمین سے ایک کو خلعت دے اور اوسمین نہ کوئی وصف ہو نہ جمال نہ کوئی خدمت نہ وسیلہ تو اوس غلام کو چاہیے کہ اس بات کا تعجب کرے کہ بادشاہ نے جو یہ سرفرازی مجھکو بخشی اور اورون پر ترجیح دی اور بے استحقاق نوازا کمال بندہ پروری ہے اور اپنے نفس پر عجب کرنا بے معنی ہے اوسکو ہرگز نہ چاہیے ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وہ غلام عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ بڑا عادل ہے ظلم نہین کرتا نہ بے سبب تقدیم و تاخیر کسیکی کرتا ہے اگر اوسنے مجھہ مین کوئی صفت اچھی نہین سمجھی تو خلعت کیسے عنایت فرمایا تو اوسکو یون کہنا چاہیے کہ وہ صفت جو مجھہ مین ہے وہ بادشاہ کی عطا سے ہے کہ مجھی کو عنایت کی اور کسیکو نہین دی یا کسی اور شخص کیطرف سے ہی اگر وہ عطای سلطانی ہی ہے تو تجکو عجب کرنا نچاہیے بلکہ اوسکی صورت ایسی ہوگی کہ مثلا پہلے تجھکو گھوڑا دیا تو تو نے عجب کیا جب اوسنے مثلا غلام دیا تو عجب کرنے لگا اور کہنے لگا کہ میرے پاس چونکہ گھوڑا تھا اسواسطے بادشاہ نے مجھے غلام دیا دوسرے لوگون کے پاس گھوڑا تھا اسواسطے اونکو نہ دیا تو تجھکو یہی کہا جاویگا کہ گھوڑا بھی تو اوسی نے دیا ہے اسمین کیا فرق ہوا کہ دونون اکٹھے دیدیتا یا ایک پہلے دیا ایک پیچھے جب ہر ایک اوسکی دہش ہے تو تجھکو چاہیے کہ اوسکے فضل و کرم کا عجب کرے نہ اپنے نفس کا اور اگر وہ وصف دوسرے کی عطا ہے تو البتہ ہوسکتا ہے کہ اوسپر عجب کرے کیونکہ وہ بادشاہ کی عطامین سے نہین مگر یہ بات دنیا کے بادشاہون مین ہوسکتی ہے بادشاہ حقیقی کی

اطمینان و فرحت ہو کہ یہ کمال میری طرف منسوب ہے اور میرا ہی وصف ہے اور مین نے ہی اسکو پیدا کیا ہی
ایسی حالت مین جب دل پر یہ بات غالب ہو کہ یہ نعمت من جانب اللہ ہے جب وہ چاہیگا چھین لے گا
تو اس سے عجب جاتا رہیگا اس بیان سے تعریف عجب کی معلوم ہوئی کہ عجب یہ ہے کہ نعمت کو بڑا جانے
اور اوسپر مطمئن ہو اور اوسکا منعم کیطرف منسوب ہونا یاد نرکھے اور اگر عجب پر اتنی بات اور زیادہ
کرے کہ نفس مین یہ جمادے کہ خدا پر میرا حق ہے اور اوسکے نزدیک میرا ایسا رتبہ ہے کہ اتنے عمل کی
پاداش مین مجھے دنیا ہی مین توقع بڑائی کی ہے اور بعید ہے کہ مجھے کوئی آسیب پونہچے جیسا اور
بدکارونکو ہوتا ہے تو اس حالت کا نام ادلال بالعمل یعنی اپنے عمل پر ناز کہلاتا ہے گویا عمل کیا کرتا ہی
اپنے نفس کا ناز بردار خدا کو سمجھتا ہے اور دنیا مین بھی یہ صورت ہوتی ہے کہ آدمی کسیکو کچھ چیز دیتا ہی
اور اوسکو بڑا کام سمجھتا ہے اور اوسپر احسان کرتا ہے اس بات سے تو صرف معجب ہوتا ہے لیکن اگر
اس سلوک کے بدلے مین اوس سے خواستگار خدمت کا ہو یا اوس سے کچھ سوال کرے یا وہ اگر
اوسکی حاجتون مین تندہی نکرے تو اس بات کو بعید جانے تو اسکو ناز کہتے ہین حضرت قتادہ رض نے
اس آیت کی تفسیر مین وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ فرمایا ہے کہ اپنے عمل سے ناز مت کر اور ایک حدیث مین وارد ہی
کہ نماز ناز کرنے والے کی اوسکے سر سے اونچی نہین اوٹھتی اور اگر آئی ہنسے اور اپنی خطا کا مقر ہو
تو اس بات سے بہتر ہی کہ روے اور عمل پر ناز بیجا کرے خلاصہ یہ کہ ادلال کا مرتبہ عجب کے بعد ہے
ادلال وہی کریگا جو عجب کریگا اور بعضے عجب والے ناز نہین کرتے اسواسطے کہ عجب تو صرف
نعمت کے بڑے جاننے اور منعم کے بھولنے سے ہوتا ہے اسمین یہ شرط نہین کہ توقع جزا کی
بھی ہو اور ادلال بے توقع جزا کے نہین ہوتا پس اگر اپنی دعا کے قبول ہونے کی توقع کی اور جب
قبول نہوئی تو دل مین برا جانا اور تعجب کیا تو عمل پر ادلال کرنے والون مین ہوگا کیونکہ فاسق کی
دعا نہ قبول ہونے سے تعجب نہین کرتا اپنی دعا غیر مقبول ہونے سے تعجب کرتا ہے یہ ہے بیان
عجب اور ادلال کا اور یہ مقدمہ اور سبب کبر کا ہے

چوتھا بیان عجب کے مجمل علاج مین جاننا چاہیے کہ علاج ہر بیماری کا یہ ہے کہ جو اوسکا سبب ہو
اوسکی ضد سبب کے مقابل کیجاوے اور چونکہ سبب عجب کا جہالت محض ہے اسلیے اوسکا علاج
وہ معرفت ہوگی جو اوس جہالت کی ضد ہو اور عجب یا تو ایسے فعل سے ہوتا ہے جو بندے کے
اختیار مین ہو جیسے عبادت اور صدقہ اور عزت اور خلق کی سیاست و اصلاح یا ایسی چیزون سے
ہوتا ہے جنمین اوسکو اختیار نہو جیسے جمال اور قوت اور نسب وغیرہ اور از انجا کہ صورت اول مین

ف اور نہ کر کہ احسان کرے اور چاہے بہت ۱۲

ح اسکی اصل مجھے نہین ملی ۱۲

خوش ہونا اور اونکے کرنے سے خدا پر احسان کرنا اور خدا کی نعمت کو بھول جانا کہ اوسی کی توفیق و
قدرت سے یہ عمل کیا ہے پھر جب آدمی اپنے اعمال پر عجب کرتا ہے تو اوسکی آفات سے اندھا
ہو جاتا ہے اور جو شخص آفات اعمال کو نجانے اوسکی اکثر سعی ضائع ہو جاتی ہے مثلاً اعمال ظاہری
اگر پاک و صاف و خالص از آمیزش نہون تو بہت کم نفع دینگے اور آفات کی جستجو اوسیکو ہوتی ہے
جسپر خوف غالب ہو عجب والا تو اپنے نفس پر اور اپنے رب پر مغرور ہوتا ہے اور عذاب الٰہی سے مامون
جانتا ہے کہ خدا کے نزدیک میرا ایک رتبہ ہے اور گویا خدا پر میرا حق اور احسان ہے یعنی وہ عمل کہ
خدای تعالی کی نعمتون اور عطایا مین سے ہین اونکے کرنے سے اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے اور اسی
عجب کے باعث اپنے نفس کی حمد و ثنا و تزکیہ کرتا ہے اور جب اپنی رای اور عمل اور عقل پر عجب ہوتا ہے
تو استفادہ اور مشورہ لینے اور پوچھنے سے محروم رہتا ہے اپنی ہی رای پر اصرار کرتا ہے اپنے سے
زیادہ عالم سے سوال کرنا برا جانتا ہے اور اکثر رای خطا ہی پر عجب کرکے اسوجہ سے خوش ہوتا ہے
کہ یہ بات ہمارے دل مین گذری اور اگر دوسرے کے دل مین آتی تو خوش نہ ہوتا اسیوجہ سے اصرار
اوسپر کرتا ہے اور کسی نصیحت و وعظ والے کی بات نہین سنتا بلکہ دوسرون کو جاہل کیطرح دیکھتا ہے
اور اپنی خطاؤن پر مصر ہوتا ہے اگر یہ رای امر دنیاوی مین ہوتی ہے تو نیل مرام سے محروم رہتا ہے
اور اگر امر دینی مین خصوصاً عقائد مین ہو تو اوس سے ہمیشہ کیواسطے تباہ ہوتا ہے اور اگر اپنی رای پر
اعتماد نہ کرتا اور نور قرآنی سے اقتباس کیواسطے علمای دین کی مدد لیتا اور درس علم پر مواظبت کرتا اور
اہل بصیرت سے پیاپی پوچھتا تو حق تک پہونچ جاتا غرض اسطرح کی خرابیان عجب سے ہوتی ہین اور اسلیے
عجب کو مہلکات مین سے جانتے ہین اور سب مین بڑی آفت عجب کی یہ ہے کہ آدمی اس گمان سے
کہ مین مطلب کو پہونچ گیا اور بی پروا ہو گیا سعی مین سستی کرتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ یہ امر عین بربادی ہے خدا بچاوے

تیسرا بیان عجب اور ناز کی حقیقت اور اوسکی تعریف واضح ہو کہ عجب ایسے ہی وصف مین ہوتا ہے
جو یقینا کمال ہو اور جو شخص کہ اپنے نفس کا کمال کسی علم یا عمل یا مال مین جانتا ہے اوسکی دو حالتین ہین
اول تو یہ کہ اوس کمال کے جاتے رہنے خواہ چھن جانے یا متغیر ہونے کا خوف اوسکو لگا ہو تو ایسی حالت
مین آدمی معجب نہ کہلاویگا دوسرے یہ کہ اوسکے زوال کا تو خائف نہین مگر چونکہ اوسکو نعمت من جانب اللہ
جانتا ہے اسوجہ سے خوش ہوتا ہے نہ اس جہت سے کہ یہ کمال میری طرف منسوب ہے تو ایسا شخص
بھی معجب نہین اور ایک تیسری حالت اور ہوتی ہے جسکا نام عجب ہے وہ یہ ہے کہ نہ تو خوف زوال ہو
اور نہ خوشی اسوجہ سے ہو کہ یہ کمال و رفعت خدای تعالی کی نعمت و عطا ہے بلکہ اس وجہ سے

جب آدمی کوئی امر نیک کرے تو یون نہ کہے کہ مین نے کیا۔ اور زید بن اسلم یہ فرماتے ہین کہ اپنے نفسون کو یہ اعتقاد مت کرو کہ نیکوکار ہین اور یہی معنی عجب کے ہین۔ جنگ احد مین حضرت طلحہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بچانے کے واسطے گر پڑے کہ آپ محفوظ رہین اور میری ضرب لگے یہان تک حضرت طلحہ کی ہتیلی زخمی ہوئی چونکہ اونسے یہ کام بہت عمدہ سرزد ہوا تھا کہ اپنی جان کو حضرت پر فدا کر دیا تھا اس نظر سے اونکی نظرون مین بھی اس فعل کی عظمت تھی اونکے اس عجب کو حضرت عمر رض نے فراست سے معلوم کر کے فرمایا کہ جب سے طلحہ رض کی اونگلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زخمی ہوئی ہے تب سے اونمین عجب معلوم ہوتا ہے اور شوری کے وقت جب حضرت ابن عباس رض نے حضرت عمر رض سے ذکر حضرت طلحہ رض کا کیا تو آپ نے فرمایا کہ اوس شخص مین بوی نخوت ہے تو مقام غور ہی کہ جب ایسے لوگ عجب سے نہ بچے تو ضعیفون کا بدون احتیاط کہان پتا ہے۔ مطرف رح فرماتے ہین کہ اگر مین رات بھر سونے مین کاٹون اور صبح کو اس خواب غفلت سے نادم ہون تو اس بات سے بہتر جانتا ہون کہ تہجد پڑھون اور صبح کو عجب کرون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ح لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَخَشِيتُ عَلَيْكُمْ مَا هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ الْعُجْبُ الْعُجْبُ اس حدیث مین آپ نے عجب کو سب گناہون سے بڑا فرمایا اور بشر بن منصور رح چونکہ عبادت پر مواظبت رکھتے تھے اسلیے انکا حال ایسا ہو گیا تھا کہ انکو دیکھنے سے خدا اور روز جزا یاد آتا تھا ایک روز نماز بہت طویل پڑھی اور ایک آدمی آپکے پیچھے دیکھتا رہا آپنے سلام پھیر کر اوس سے فرمایا کہ جو کچھ حال تو نے میرا دیکھا اس سے تعجب مت کرنا کیونکہ ابلیس خبیث نے فرشتون کے ساتھ بہت مدت عبادت کی تھی اوسکا مآل جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اور حضرت عایشہ رض سے کسی نے پوچھا کہ آدمی برا کب ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب وہ خود گمان کرے کہ مین اچھا ہون اور اللہ تعالی فرماتا ہے ۳۰ لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذٰى من یعنی احسان جتانا نتیجہ صدقے کے بڑے جاننے کا ہے اور کسی عمل کا بڑا جاننا یہی عجب ہے اس سے معلوم ہوا کہ عجب قطعاً برا ہے

دوسرا بیان عجب کی آفت کے ذکر مین۔ ازانجا کہ حسب مذکورہ بالا عجب بھی ایک کبر کے اسباب مین سے ہے اسلیے عجب سے کبر پیدا ہو کر اوس سے بہت سی آفتین پیدا ہوتی ہین اور یہ آفتین تو بندون کے ساتھ ہین اور اگر خدا کے ساتھ دیکھے تو عجب سے اتنی خرابیان ہوتی ہین گناہونکا بھول جانا کہ بعض کو کبھی یاد و تلاش نہین کرتا اس گمان سے کہ مجھے اب کچھ پروا نہین رہی کہ اوسکی تلاش کرون تو نسیاً منسیا کر دیتا ہے اور اگر کسی گناہ کو یاد کرتا ہے تو اوسکو صغیرہ جانتا ہے اوسکے تدارک مین کوشش نہین کرتا بلکہ جانتا ہے کہ یہ تو معاف ہو جاویگا۔ اور عبادات و اعمال کا بڑا جاننا اور اونپر

ح بخاری بروایت قیس بن ابی حازم ۱۲

ح اگر تم گناہ نہ کرو تو مجکو تم پر اس سے بڑھکر چیز کا خوف ہے وہ عجب ہے ۱۲

و ابن حبان و بیہقی در شعب بروایت انس اور اسکی سند مین سلام بن ابی جعدہ ضعیف ہے ۱۲

ت ۳ مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر ۱۲

اگر سہولت اس درجے کو پہونچے کہ اپنے قدر کی رعایت مشکل پڑجاوے اور نوبت خوشامد اور ذلت کی پہونچ جاوے تو یہ بھی حد سے تجاوز کرنا ہے اس صورت مین کچھ ایک اپنے نفس کو برتری دینی چاہیے یہان تک کہ درجہ وسط حاصل ہو اسلیے کہ ایماندار کو اپنے نفس کا ذلیل رکھنا درست نہین اور درجہ وسط جسکو صراط مستقیم سمجھنا چاہیے اس خلق اور اخلاق مین بہت باریک ہے مگر مائل ہونا کمی کیطرف یعنے خوشامد کیطرف بہ نسبت زیادتی یعنی تکبر کے جانب کے آسان ہی جیسے مال مین اسراف کیطرف مائل ہونا بخل کی نسبت لوگون کے نزدیک اچھا ہی حد سے زیادہ اسراف اور حد سے زیادہ بخل دونون مذموم ہین اور ایک دوسرے سے برائی مین بڑھکر ہین اسیطرح نہایت درجے کا تکبر اور نہایت درجے کی ذلت بھی مذموم ہین اور ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ برا ہے اور بہتر میانہ روی ہی اور سب امور کو اونکے واجبی جگہ مین رکھنا جیسا کہ شریعت و عادت حکم دے اب اخلاق کبر و تواضع کو اسیقدر پر کفایت کرتے ہین

فصل دوم بیان عجب مین اس فصل مین پانچ بیان ہین **بیان اول** عجب کی مذمت عجب کی برائی کتاب اللہ اور حدیث سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا اسکو بسبیل انکار ذکر فرمایا ہے کہ یہ تعجب اچھا نہ تھا اور فرمایا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا اس آیت مین کفار پر قلعون اور شوکت سے عجب کرنے کا انکار ہے اور فرمایا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا اس آیت کا مآل بھی عجب کرنے کیطرف رجوع کرتا ہے اور انسان سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس عمل مین خطا ہے اوسپر عجب کرتا ہے جیسے کہ صواب کے عمل سے عجب کیا کرتا ہے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اور حضرت ابو ثعلبہ رضہ سے اثنار ذکر آخر اس امت مین ارشاد فرمایا کہ جب تو بخل کی پیروی اور ہوای نفسانی کا اتباع اور اہل رائے کی خودرائی دیکھے تو اپنے آپ علیحدہ ہوجائیو - اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ دو باتون مین تباہی ہے ایک ناامید ہونا اور دوسرے عجب - اور یہ اسلیے فرمایا کہ سعادت دو ہی باتون سے ملتی ہی ایک طلب و کوشش دوسرے مستعد ہونا اور نا امید آدمی سعی و طلب نہین کرتا اور معجب کو یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ مین سعید ہون اور اپنے مطلب کو پہونچ چکا اور تحصیل حاصل اور امر محال کو کوئی طلب نہین کرتا عجب والے کے نزدیک سعادت حاصل ہے اسلیے اوسکی تحصیل سے باز رہتا ہے اور نا امید کے نزدیک سعادت کا ملنا محال ہے اسلیے عاجز ہے اسلیے حضرت ابن مسعود رضہ نے ان دونون کو ہلاک بتایا اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ ابن جریج اسکے معنی یون فرماتے ہین کہ

ف اور جس کو اپنی قدر کی رعایت مشکل پڑجاوے اور نوبت خوشامد اور ذلت کی پہونچ جاوے

ف اور وہ خیال رکھتا ہے کہ اونچا بیچا وہی اونکے قلعے اللہ سے ہاتھ سے پھر پہونچا اور نہ اللہ پہنچا نے اونکو خیال نہ تھا

ف اور وہ بہت بخل کرنے کو عجب بتلاتے ہین کلام

ف اور خواہش نفس کی پیروی کرنے کو

ف بعد اور حضرت ابو ثعلبہ رضہ سے اثنار

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو کوئی اونٹ کو باندھے اور اون کا کپڑا پہنے وہ کبر سے بری ہے اور فرمایا کہ مین بندہ ہون زمین پر کھانا کھاتا ہون اور اون کا کپڑا پہنتا ہون اور اونٹ کو باندھتا ہون اور کھانے کے بعد انگلیان چاٹتا ہون اور غلام کی دعوت منظور کرتا ہون جو میرے طریق سے پھرے وہ مجھسے نہین اور روایت ہے کہ حضرت ابو موسی اشعری رضہ سے کسی نے عرض کیا کہ بعض لوگ جمعہ مین اسواسطے حاضر نہین ہوتے کہ اونکے پاس کپڑے ویسے نہین آپنے صرف ایک عبا پہنکر لوگونکو نماز پڑھائی - غرض یہ کہ یہ جگہ ایسی ہوتی ہین کہ انمین ریا اور کبر دونون اکٹھے ہوجاتے ہین جو خاص مجمع سے ہے اوسکا نام ریا ہے اور جو تنہائی مین ہو اوسکا نام کبر ہے اسکو خوب جان لینا چاہیے اسواسطے کہ جو شر کو نہین جانے گا اوس سے نہین بچے گا اور مرض کو نہ پاویگا اوسکا علاج مین نہ آویگا

دسوان بیان تواضع مین نہایت درجے کی ریاضت کا - جاننا چاہیے کہ مثل اور اخلاق کے اس خلق کے بھی تین درجے ہین ایک درجہ زیادتی کیطرف کو جھکتا ہوا ہے اوسکا نام تکبر ہے اور ایک درجہ کمی کیطرف کو مائل ہے اوسکا نام خست و ذلت ہے اور درجۂ اوسط کا نام تواضع ہے اور عمدہ یہ بات ہے کہ درجۂ اوسط یعنی تواضع کو اختیار کرنا چاہیے جسمین ذلت اور خست کی نوبت نہ پہونچے کیونکہ خدای تعالی کی نزدیک اوسط امور محبوب ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے ہمسرون پر بڑھنا چاہے وہ متکبر ہے اور جو اونسے پیچھے رہنا چاہے وہ متواضع ہے متواضع مشتق وضع بمعنی رکھنے سے ہے یعنی اپنی قدر و اپنی کسیقدر رکھدینے والا اور عالم اگر کسی موچی کیواسطے اپنی جگہ چھوڑدے پھر اوٹھتے وقت اوسکی جوتیان سیدھی کرے اور دروازے تک ساتھ پہونچانے جاوے تو اوسکے حق مین یہ کام ذلت اور خست کا ہے یہ بھی اچھا نہین بلکہ میانہ روی خدا کے نزدیک عمدہ بات ہے ہر ایک ذی حق کو اوسکا حق دینا چاہیے اسطرح کی تواضع اپنے ہمسرون کے لیے زیبا ہے یا جو شخص اپنے رتبے کے قریب ہو اور بازاری کے لیے عالم کی تواضع اسیقدر چاہیے کہ خندہ پیشانی ہوکر گفتگو کرے جو بات پوچھے نرمی سے پوچھے اور اگر وہ دعوت کرے تو قبول کرے اوسکی حاجت مین حتی الوسع سعی کرے اوسکے لیے کھڑا ہوجاوے اپنے آپکو اوس سے بہتر نہ سمجھے بلکہ اپنے نفس پر اوسکی نسبت زیادہ خائف رہے اوسکو بنظر حقارت نہ دیکھے کیونکہ اپنا اور اوسکا خاتمہ معلوم نہین - حاصل یہ کہ تواضع حاصل کرنے کے لیے اپنے برابرون اور کمتر رتبہ والون سے تواضع کیا کرے تاکہ عمدہ تواضع کا عادی ہونا آسان ہوجاوے اور کبر جاتا رہے جب یہ امر آسان معلوم ہوگا تب خلق تواضع اسمین ہوجاویگا اور اگر شاق گذریگا اور تکلف یہ افعال کریگا تو تکلف کہلاویگا متواضع نہین ہوگا کیونکہ خلق وہی ہوتا ہے جسکے باعث فعل بسہولت بے دشواری اور تامل صادر ہو اور

کیونکہ دونون مرض مہلک ہین دوسرا امتحان یہ ہے کہ اپنے ہمسرون اور برابر والون کے ساتھ محفلون مین جمع ہو اور اونکو اپنے اوپر ترجیح دے اور اونکے پیچھے پیچھے چلے اور صدر جگہہ مین اونسے نیچے بیٹھے اگر یہ بات نفس پر شاق ہو تو متکبر ہے اسپر مواظبت بتکلف کرے یہان تک کہ اس امر کی گرانی دل سے جاتی رہے اس سے کبر بھی جاتا رہیگا۔ اور ایسی صورت مین ایک شیطان کا فریب بھی ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی جو تونگر کے پاس بیٹھتا ہے یا اپنے ہمسرون اور اپنے درمیان مین کسی ارذل قوم کو بٹھلا دیتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نے تواضع کی حالانکہ اصل مین یہ کبر ہوتا ہے اسلیے کہ متکبرون کے نفس پر یہ بات آسان معلوم ہوتی ہے اور وہم کرتے ہین کہ ہمنے باوجود استحقاق کے اپنی جگہہ چھوڑدی تو واقع مین تکبر کرتے ہین مگر اظہار تواضع سے تکبر کرتے ہین بلکہ یون چاہیے کہ اپنے ہمسرون کے پاس ہی بیٹھے مگر اونسے دبا ہوا بیٹھے اسطرح کا بیٹھنا کبر کی برائی دل سے نکالڈالتا ہے تیسرا امتحان یہ ہے کہ اگر کوئی فقیر دعوت کرے تو اوسکو قبول کرے اور رفقا اور اقارب کی حاجات کے لیے بازار مین جاوے اگر یہ امر شاق ہو تو کبر ہے کیونکہ یہ افعال مکارم اخلاق مین سے ہین اور اونپر بہت بڑا ثواب ہے پھر جو نفس انسے نفرت کرتا ہے تو بجز اسکے کہ خبث باطنی ہے اور کوئی وجہ نہین ہے ایسی صورت مین اوسکے دور کرنے مین مشغول ہو اور جو معارف کہ ہمنے کبر کے مرض کے دور کرنے مین ذکر کیے ہین اون سب کو یاد کرے چوتھا امتحان یہ ہے کہ اپنی اور اپنے گھر والون اور دوستون کے کام کی چیز بازار سے گھر لے آوے اگر نفس اس بات کو نمانے تو کبر ہے پھر اگر تنہائی مین شاق نہ گذرے تو ریا ہے بہرصورت کبر اور ریا دونون امراض دلی مہلک ہین اگر اونکا تدارک نکیا جاوے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگون نے دل کا علاج تو بالکل چھوڑدیا اور بدن کا علاج بہت کرتے ہین باوجودیکہ بدن کا علاج کرین یا نکرین اونکو موت بیشک آویگی اور دلون کو بدون سلامتی کے سعادت نہین مل سکتی چنانچہ خدای تعالی فرماتا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضہ نے ایکبار ایک لکڑیون کا بوجھہ اوٹھایا لوگون نے اونکی خدمت مین عرض کیا کہ آپ کے یہان تو غلام اور چاکر تھے جو یہ کام کرتے آپنے فرمایا کہ البتہ مگر مین نے اپنے نفس کا امتحان چاہا کہ اسکو برا تو نہین جانتا۔ تو آپ کی ہمت کو دیکھنا چاہیے کہ اپنے نفس کے صرف عزم پر کفایت نہین کی بلکہ امتحان بھی کرلیا کہ سچا ہے یا جھوٹا اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی میوہ یا انجیر وغیرہ اپنے آپ لے آوے وہ کبر سے بری ہے پانچوان امتحان یہ ہے کہ کپڑے گھٹیا پہنے اگر تنہائی مین نفس اونپر راضی نہو تو کبر ہوگا اور اگر مجمع مین ایسا لباس پہننے سے نفرت کرے تو ریا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ رات کو ٹاٹ پہنتے تھے

پس یکبارگی دل چھوڑنا

۲۲ بیہقی و شعب بروایت ابوامامہ و ابن مبارک و ابونعیم

جاتا رہتا ہے جبھی کبر سوجھتا ہے اور خاتمہ کے وقت غلبہ بیخوفی کا آپ کھل جاتا ہی کبر کرنا ہی دلیل بیخوفی کی
ہے اور کبر اور بیخوف ہونا دونون مہلک ہین اور تواضع دلیل خوف کی ہے جو باعث نجات ہے اس سے
معلوم ہوا کہ عابد جو اپنے دل مین کبر رکھتا ہوا اور لوگون کو حقارت کی آنکھ سے دیکھتا ہوا اور ظاہر مین اعمال
صالح بھی کرتا ہو تو جتنی برائی کہ کبر سے ہوگی اوتنی بھلائی اعمال سے نہوگی یہ باتین ایسی ہین کہ انکا جاننا فرض
کبر کو دل سے دور کرتا ہے انکے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا مگر یہ کہ نفس بعد اس معرفت کی تواضع پوشیدہ
رکھتا ہے اور جھوٹا دعوی برائت کا کبر سے کرتا ہے جب کوئی بات آپڑتی ہے تو اپنی طبیعت ہی پر آجاتا ہی
اور اپنے وعدے کو بھول جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ صرف پہچان لینا کبر کا علاج کے لیے کافی نہین بلکہ
اوسکا پورا کرنا عمل سے چاہیے اور پہچان کبر کی مواضع مین متواضعون کے افعال سے نفس کا امتحان لینا چاہیے
ہرچند امتحان بہت سے ہین مگر پانچ امتحانون سے اوسکے باطن کا حال معلوم ہوجاتا ہے پہلا امتحان
یہ ہے کہ کسی اپنے ہمسر سے کسی مسئلہ مین مناظرہ ہو اور اوسوقت طرف مقابل کی زبان پر امر حق جاری ہو
پس اگر اسپر امر حق کو ماننا اور طرف مقابل کا شکور ہونا اور بیان حق پر اوسکی تعریف کرنی گران گذرے
تو معلوم کرنا چاہیے کہ ابھی مجھ مین کبر چھپا ہوا ہے اوسوقت چاہیے کہ خدا کا خوف کرے اور اس کبر کے
علاج مین مشغول ہو اول علمی علاج کرے کہ اپنے نفس کو اوسکی خست یاد دلاوے اور حماقت کا تردد یاد کرے
اور یہ کہ کبر سوا خدای تعالی کے اور کسی کی شان کے شایان نہین اور علاج عملی اسطرح کرے کہ قبول حق کا
اقرار جو نفس پر گران ہے اوسکو بزور قبول کرے اور بتکلف زبان سے حمد و ثنا طرف مقابل کی کرے
اور اوسکا شکر گزار ہو کہ آپ نے خوب بات نکالی مین اس سے غافل تھا خدای تعالی آپ کو جزای خیر دیوے
غرضکہ دانائی کی بات مومن کی گم ہوئی چیز ہے جب اوسکو ملجاوے تو جس شخص کے بتلانے سے ملے
اوسکا شکر گزار ہو جب اسیطرح چند مرتبہ مواظبت کریگا تو یہ بات اوسکی سرشت ہوجاویگی اور دل پر امر
حق کا قبول کرنا گران نرہیگا۔ اور جب تک آدمی کو اپنے ہمسرون کی تعریف گران گذرے جب تک
کبر موجود ہے اور اگر تنہائی مین تو گران نہین معلوم ہوتی مجمع مین تعریف کرنا شاق ہوتا ہے تو اس
صورت مین کبر تو نہین مگر ریا ہے اوسوقت ریا کا علاج کرے جیسا ہمنے پہلے لکھا ہے کہ لوگون سے
طمع منقطع کردے اور دلکو یہ بات یاد دلاوے کہ اوسکا نفع اسمین ہے کہ خود اوسمین کوئی کمال ایسا ہو
جو خدا کے نزدیک اچھا ہو نہ خلق کے نزدیک اسیطرح کی اور باتین جو ہمنے ریا کے علاج مین لکھی ہین سوچے
اور اگر تنہائی اور مجمع مین دونون مین شاق معلوم ہو تو کبر اور ریا دونون ہونگے اور صرف ایک چیز سے
نجات ہوجانے سے کچھ فائدہ نہین جب تک کہ دوسرے سے بھی نہ بچے اسلیے دونونکا علاج چاہیے

جب اوسمین دس خصلتین ہوتی ہین اونمین سے نو بیان کرکے دسوین کو نہ بیان کرے کہ دسوین خصلت سے بزرگی کی پشتی ہوجاتی ہے اور بول بالا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ سب آدمیون کو اپنے آپ سے بہتر سمجھے اور اوسکے نزدیک آدمی دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو اوس سے افضل اور اعلی ہین اور ایک وہ جو اوس سے کمتر و ادنی ہین تو اوسکو دونون فرقون کے ساتھ تواضع چاہیے اگر اپنے آپ سے کسی بہتر کو دیکھے تو خوش ہو اور تمنا کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہوجاؤن اور اگر کسی برے کو دیکھے تو کہے کہ شاید یہ نجات پاوے اور مین ہلاک ہوجاؤن اور شاید یہ کچھ باطن مین خیر کرتا ہو جو اوسکے حق مین اچھی ہے اور مین نجانتا ہون یا کوئی اور عمدہ عادت ہو کہ جسکے باعث اللہ تعالی اسپر رحم کرے اور توبہ قبول فرماوے اور اسکا خاتمہ اچھا ہو اور میری نیکی ظاہری ہے یہ میرے حق مین اچھی نہین اور جو طاعت کہ مین نے ظاہر مین کی ہے اوسمین ہوسکتا ہے کہ کوئی آفت آگئی ہو جس سے اوسکا ثواب جاتا رہا ہو جب دونون فریق سے اسطرح پیش آویگا تب اوسکی عقل پوری ہوگی اور اپنے وقت کا سردار ہوگا انتہی پس جو شخص کہ خدا کے نزدیک بدبخت ہوسکتا ہے اور قلم تقدیر بھی اوسکی شقاوت پر چل چکا ہے اوسکو تو کسی حال مین تکبر کرنا نہی چاہیے اگر کسیکو غلبۂ خوف ہوتا ہے تو ہر ایک شخص کو اپنے آپ سے بہتر جانتا ہے اور فضیلت اسیکا نام ہے چنانچہ روایت ہے کہ ایک عابد ایک پہاڑ پر جارہا اوسکو خواب مین یون حکم ہوا کہ فلانے موچی سے جاکر اپنے لیے دعا کرا عابد اوسکے پاس آیا اور پوچھا کہ تمھارا عمل کیا ہے اوسنے کہا کہ مین دن کو روزہ رکھکر مزدوری کرتا ہون اور اوسمین سے کچھ خیرات کرتا ہون اور کچھ بال بچون کو کھلاتا ہون عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہے مگر ایسا تو نہین جیسا صرف خدا کی طاعت کے سوا اور کچھ نکرے دوسری بار پھر خواب مین اوسکو حکم ہوا کہ موچی سے جاکر پوچھ کہ تیرا رنگ زرد کیون ہے جب اوسنے دریافت کیا تو اوسنے کہا کہ جو آدمی مجھے نظر پڑتا ہے مین یہی تصور کرتا ہون کہ یہ تو نجات پاویگا اور مین ہلاک ہوجاونگا تب عابد نے کہا کہ اسیوجہ سے یہ شخص مقبول ہے۔ اور اس خصلت یعنی خوف کی فضیلت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَىٰ رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ یعنی طاعات تو بجالاتے ہین مگر اونکے قبول ہونے کا بڑا خوف رکھتے ہین اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ هُم مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ اور فرمایا إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ اور باوجودیکہ فرشتے گناہون سے پاک ہین اور ہمیشہ عبادت مین مصروف اونکا وصف بھی خوف سے فرمایا جیسا کہ اس آیت مین ہے يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ پس جب خوف اور حذر

(۱) الیتہ جو لوگ اسکے خوف سے ڈرتے ہین (۲) رکھتے ہین (۳) دوست رکھتے ہین (۴) اور وہ اوسکے خوف سے ڈرتے ہین

اعتبار سے کہ خاتمے کا حال مشکوک ہے اس امر کا بھی احتمال ہے کہ عالم مرنے کے وقت ایسا ہو جاوے
کہ ایک ہی گناہ کے سبب اوسکا حال خدا کے نزدیک جاہل فاسق سے بھی بُرا ہو اور یہ اوس گناہ کو
خفیف سمجھتا ہو مگر خدا کے نزدیک وہ بڑا گناہ ہو اور جب یہ حال ممکن ہوا تو عالم کو ہمیشہ اپنے نفس کا
خوف چاہیے غرضکہ عالم ہو خواہ عابد ہر ایک کو اپنے اپنے نفس کا خوف ضرور ہے اور اسکا اونکو حکم ہی
دوسرے کے نفس پر خوف کرنے کا مامور نہین اپنے نفس پر ہمیشہ خوف کرتا ہے اور دوسرے کیواسطے
رجا اور انھین باتون سے تکبر سے بچا رہیگا۔ یہ حال عابد کا عالم کے ساتھ ہے اور غیر عالم کی دو قسمین ہین
ایک تو مستور الحال اور ایک ظاہر حال جن لوگون کا حال اسپر منکشف نہین اونپر بھی تکبر نچاہیے کیونکہ
شاید وہ لوگ عابد کی نسبت کم گناہگار ہون اور عبادت زیادہ کرتے ہون اور خدا کے ساتھ محبت
زیادہ رکھتے ہون اور جن لوگون کا حال کہ عابد پر ظاہر ہو پس اون پر تکبر بھی کر سکتا ہے جب یہ معلوم ہو
کہ اوسنے تمام عمر مین اون لوگون کی نسبت گناہ کم کیے ہین اور چونکہ تعداد تمام عمر کے گناہون کی نہ
اپنے گناہون کی معلوم ہو سکتی ہے نہ غیر کی تو یہ معلوم ہونا کہ ہمارے گناہ دوسرے کی نسبت کم ہین
غیر ممکن ہے اور اسیلیے تکبر کرنا بھی بیجا ہے۔ ہان یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ فلان شخص نے ہماری نسبت
گناہ کبیرہ زیادہ کیے ہین مثلاً اگر کسیکو دیکھا کہ اوسنے قتل ناحق کیا یا زنا کیا یا شراب پی تو معلوم ہوا کہ
اوسکا گناہ سخت ہے مگر باوجود اسکے تکبر نچاہیے اسواسطے کہ دل کے گناہ مثلاً کبر اور حسد اور ریا اور
خیانت اور اعتقاد باطل اور وسوسہ خدا کی صفات مین یا اور اسیطرح کا گناہ سب خدا کے نزدیک
بہت سخت ہین تو ایسا ہو سکتا ہے کہ عابد آدمی کے باطن مین کوئی ایسا گناہ ہو جاوے جس سے
وہ خدا کے نزدیک مستحق غضب ہو اور فاسق معلن سے کوئی ایسی اطاعت قلبی مثل اخلاص یا محبت
للّٰہی یا خوف یا تعظیم کے برروی کار آوے جو عابد مین نپائی جاوے اور خدای تعالی اوس طاعت کے
بدلے اوسکے گناہ معاف فرماوے اور اسکا حال قیامت کو کھلے جب کہ عابد اوس فاسق کو اپنے نفس سے
بدرجہا اوپر دیکھے بہرحال فاسق کے بہتر ہو جانے مین امکان پایا جاتا ہے اور عابد کا بُرا ہو جانا
ایک احتمال ضعیف و بعید ہے لیکن احتمالات بعید جو اپنے مضر ہون اونکو احتمال قریب ہی سمجھنا چاہیے
بشرطیکہ خوف اپنے نفس کا ہو اسیلیے دوسرے کے حال کا فکر نہ چاہیے بلکہ جو چیز اپنے حق مین خوفناک ہی
اوسیکا فکر چاہیے کیونکہ اپنا گناہ دوسرا تو کوئی اوٹھانے سے رہا اور نہ دوسرے کے عذاب سے اپنا
عذاب ہلکا پڑیگا۔ ایسی باتین سوچنے سے طبیعت تکبر کیطرف سے ہٹ جاتی ہے اور اپنے نفس کو
دوسرے سے بہتر نہین سمجھتی۔ وہب بن منبہ رح فرماتے ہین کہ آدمی کی عقل جب پوری ہوتی ہے

اوسپر غصہ ہوگا اور منع کریگا اور مارریگا اور یہ غصہ صرف اپنے آقا کی جہت سے کرتا ہے کہ اوسنے حکم کیا تھا اور اوسکی فرمانبرداری موجب فلاح وتقرب ہے اور غصہ ایسی بات پر کیا جو آقا کو بُری لگتی ہے یہ سب کچھ ہے مگر اوسپر تکبر نہین کرتا بلکہ متواضع ہی رہتا ہے اسلیے کہ جانتا ہے کہ آقا کے سامنے جو اسکا رتبہ ہے وہ میرا کہان ہے اس سے معلوم ہوا کہ غصہ کرنا اور چیز ہے اور تکبر اور چیز غصے کے لیے تکبر اور ترک تواضع ضروری نہین اسیطرح جب آدمی کسی بدعتی یا فاسق کو دیکھے تو خیال کرے کہ شاید آخرت مین خدا کے نزدیک اونھین کی قدر زیادہ ہو اگر تقدیر مین اونکا خاتمہ اچھا لکھا ہے اور میری تقدیر مین بُرا خاتمہ ہے جسکی مجھے خبر نہین ہان غصہ اوپر کرنا چاہیے اس نظر سے کہ خدای تعالی کا حکم ہے اور محبت الٰہی اسیکی مقتضی کہ جو فعل اوسکی مرضی کے خلاف جس کسی سے سرزد ہوا اوسپر غصہ کرے اور چونکہ اون شخصون کا خدا کے نزدیک آخرت مین اپنے آپ سے اقرب ہونا ممکن ہے تو اس نظر سے اونکے ساتھ تواضع کرے۔ دانا عالمون کا بغض اسیطرح ہوتا ہے کہ اوسمین خوف اور تواضع ملے رہتے ہین اور مغرور اسکے برعکس ہین وہ اپنے نفس کو اسطے دوسرون کی نسبت کر زیادہ توقع رکھتے ہین اور انجام کا حال معلوم نہین واقع مین اونکو بڑی غلطی ہوئی ہے۔ تو جو لوگ گناہگار یا معتقد بدعت ہین اونسے تواضع کرنی اور غصہ کرنے اور علیحدہ رہنے کا یہ طریق ہے۔ ساتوان سبب عبادت اور ورع پر تکبر کرنا اور یہ بھی بندون پر بڑے امتحان کی چیز ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ اپنے دل مین تمام خلق کے ساتھ متواضع ہونا لازم کرلے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ سے علم زیادہ رکھتا ہو اوسپر تو کسی صورت سے تکبر کرنا نہین چاہیے اسلیے کہ علم کی فضیلت بہت ہے چنانچہ خدای تعالی فرماتا ہے هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي اسیطرح بہت روایات اسباب مین ہین پس اگر عابدون کے کہ اس سے فضیلت علمای باعمل کی ہو عالم فاجر کی فضیلت نہین پائی جاتی تو اوسکا جواب یہ ہے کہ تمکو معلوم نہین إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ اور جسطرح یہ ہوسکتا ہے کہ علم کے سبب عالم سے بازپرس ہو اسیطرح یہ بھی ممکن ہے کہ علم عالم کی نجات کا وسیلہ اور اوسکے گناہون کا کفارہ ہوا اور یہ دونون باتین اخبار سے ثابت ہین اور چونکہ یہ امر عابد آدمی سے پوشیدہ ہے اوسکو معلوم نہین ہوسکتا ہے کہ عالم کا علم اوسکے حق مین کیسا ہوگا لہذا اوسکو حقارت عالم کی نہ چاہیے بلکہ تواضع ہی چاہیے اور اس تقریر سے کوئی عالم بھی اپنے نفس کو عابد سے اچھا نجانے اسواسطے کہ گو باعتبار حدیث فضیلت عالم کی اوسکو فضیلت ہے مگر اس

کیا برابر ہوسکتے ہین
بھی فضیلت عابد پر
عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی میری ادنی شخص پر
فضیلت ایک ادنی شخص کو دوسرے پر
بعض اصحاب مین سے
ابوالدرداء
بروایت بیہقی
اور کرتی ہین
بروایت بیہقی
الجنہ بیان
اور
کو"

ورع کا غرور بھی شامل ہوجاتا ہے بہت سے جاہل عابد اور مغرور عالم ایسے ہوتے ہین کہ جہان
اونکے برابر کوئی فاسق بیٹھا اوسکو اپنے پاس سے ہٹا دیتے ہین اور کنارہ کشی کرتے ہین اور یہ گمان
کرتے ہین کہ ہم نے غصہ خدا کے واسطے کیا حالانکہ واقع مین یہ امر کبر باطن کی جہت سے سرزد ہوا
جیسا کہ ابھی قصہ عابد بنی اسرائیل اور فسادی کا گذر چکا ہے اور وجہ شبہ ہونے کی یہی ہے کہ مطیع آدمی پر تکبر
کرنا تو ظاہر ہے کہ برا ہے اور اوس سے بچنا بھی ممکن اور سہل ہے مگر بدعتی اور فاسق پر تکبر کرنا ایسا
معلوم پڑتا ہے کہ گویا خدا کیواسطے غصہ کیا ہے اور چونکہ غصہ خدا کیواسطے کرنا بہتر ہے اسواسطے بدعتی
اور فاسق پر کبر بادی النظر مین بہتر معلوم ہوتا ہے علاوہ ازین غصہ کرنے والا جس شخص پر غصہ کرتا ہے
اوسپر تکبر بھی کرتا ہے اور تکبر کرنے والا غصہ کرتا ہے پس کبر اور غضب ایکدوسرے کے موجب ہوتے ہین
اور ایسے باہم مختلط ہین کہ انمین تمیز سوای توفیق یافتگون کے اور کسیکو نہین ہوسکتی پس اس مخمصے سے
نجات کی صورت یہ ہے کہ جب آدمی کسی بدعتی یا فاسق کو دیکھے یا اونکو امر معروف اور نہی عن المنکر سے
منع کرے تو تین باتین دل مین اوسوقت موجود ہونی چاہیین اول یہ کہ جو خطائین اپنے آپ سے سرزد
ہوئی ہون وہ پیش نظر کرے تاکہ اپنا نفس اپنی آنکھون مین حقیر ہوجائے دوسرے یہ کہ جس بات سے
اپنے آپ کو فضیلت ہے یعنی علم یا عمل صالح یا امر حق کا عادی ہونا وغیرہ اوسکو یہ لحاظ کرے کہ خدای تعالے
کے انعام اور احسان سے مجھ مین یہ باتین ہین میرے اختیار و قدرت سے نہین ہین کہ اپنے نفس کو اونکے
باعث بڑا سمجھون اور دوسرے پر تکبر کرون تیسرے یہ کہ اپنا اور دوسرے کا خاتمہ معلوم نہین ہوسکتا ہے
کہ میرا خاتمہ برا ہو اور اوس بدعتی یا فاسق کا خاتمہ اچھا ہو غرض ان تینون باتون کے پیش نظر رہنے سے تکبر سے
محفوظ رہیگا باقی رہا یہ کہ ان تینون باتون کے ہوتے غصہ کیسے ہوگا تو معلوم کرنا چاہیے کہ غصہ اپنے مولی
اور آقا کے لیے چاہیے اپنے نفس کی خاطر نچاہیے کیونکہ اوسکا حکم ہے کہ غصہ میرے واسطے کرو اپنے نفسون
کے لیے مت کرو پھر غصے مین یہ نہ سمجھے کہ مین بچ جاؤنگا اور یہ بدعتی ہلاک ہوجاویگا بلکہ اپنے نفس پر خوف
خفیہ گناہون کا جو خدای تعالی کو معلوم ہین دوسرے کی نسبت زیادہ تر چاہیے اور معہذا خاتمے کا حال
بھی معلوم نہین - اب ہم ایک مثال لکھتے ہین جس سے یہ معلوم ہو کہ کچھ ضرور نہین کہ جو شخص خدا کیواسطے
غصہ کرے وہ اوسپر تکبر بھی کرے یا اپنا رتبہ اوسکی نسبت سے بڑھکر سمجھے فرض کرو کہ ایک بادشاہ کے
ایک لڑکا اور ایک غلام ہے بادشاہ نے غلام کو لڑکے پر متعین کردیا ہے کہ اسکی حفاظت کرنا اور
جو حرکت خلاف ادب کرے اوسپر مارنا اور نامناسب افعال پر جھڑک دینا پس اگر غلام کو اپنے
آقا کی محبت اور اطاعت منظور ہوگی تو ضرور ہے کہ جب وہ لڑکا کچھ بے ادبی یا نالائق کام کرے گا

نزدیک دوزخی ہو اور اوسکو معلوم نہو اوس سے رتبے مین کتا اور سور بہتر ہین دیکھو حضرت عمر رضہ
کو قبل اسلام کے بہت مسلمان حقیر جانتے تھے اور کفر کے باعث نفرت کرتے تھے مگر آخر مین
اللہ تعالی نے اونکو ایسا اسلام عنایت فرمایا کہ سوای حضرت ابوبکر رضہ کے اور سب سے بہتر ہوے پس ہمدونکو
انجام کار پر نظر نہین ہوتی اور دانا آدمی ہمیشہ خاتمے ہی کا لحاظ کرتے ہین اور تمام فضائل دنیا و
خاتمے ہی کے واسطے مطلوب ہوتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو یہی شایان ہے کہ کبھی
تکبر نکرے بلکہ اگر جاہل کو دیکھے تو دل مین یہ کہے کہ اسنے تو جہالت کے باعث خدای تعالی کی نافرمانی
کی اور مین نے جان بوجھکر نافرمانی کی تو یہ شخص میری نسبت معذور تر ہے اور اگر عالم کو دیکھے تو
یون کہے کہ یہ مجھسے زیادہ جانتا ہے مین اسکے برابر کیسے ہو سکتا ہون اور اگر عمر مین بڑے کو
دیکھے تو یہ خیال کرے کہ اسنے مجھسے پہلے اللہ کی اطاعت کی مین اسکی برابر نہین ہو سکتا اور اگر
چھوٹے کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ مین نے اس سے پہلے خدا کی نافرمانی کی اسکے برابر کیسے ہو سکتا ہون
اور اگر بدعتی یا کافر کو دیکھے تو یہ سوچے کہ مجھے معلوم نہین شاید انکا خاتمہ اسلام پر ہو اور میرا خاتمہ
کفر و بدعت پر ہو کیونکہ ہدایت ہمیشہ کچھ میرے اختیار مین تو نہین جیسے کہ ابتدای ہدایت
میرے قبضے مین نہ تھی غرض فکر خاتمہ سے کبر اپنے نفس کا دور کرنا چاہیے یعنی یہ جاننا چاہیے کہ کمال آدمی کا
اسی مین ہے کہ سعادت اخروی اور قرب الی اللہ سے بہرہ اندوز ہو یہ چیزین جو دنیا مین ہین اور
جنکو کچھ قیام نہین انمین کچھ کمال نہین اور ہر چند خطر خاتمہ کا متکبر مین اور جسپر تکبر کرتا ہے اوسمین
مشترک ہے مگر ہر ایک پر یہی لازم ہے کہ تمام ہمت اپنے نفس کیطرف مشغول ہو اور اپنے خاتمے کا
خوف کرے دوسرے کے خوف مین مشغول ہونا نچاہیے اسواسطے کہ خائف آدمی نہایت ہی
بدظن ہوتا ہے اور ہر ایک شخص کو اپنی ہی جان کا زیادہ خوف ہوتا ہے مثلا اگر بہت سے لوگ
قید مین ہون اور اونسے کوئی قصور ایسا ہوا ہو کہ سب کے واسطے گردن مارنے کا حکم ہوا ہو
تو اونکو اس بات کی مہلت نہوگی کہ ایک دوسرے پر تکبر کرین گو تردد مین سب یکسان ہین بلکہ
ہر ایک کو اپنی جان کا رنج دوسرے کے حال پر متوجہ نہین ہونے دیتا گویا ساری مصیبت
اور خطر ایک ہی کے سر ہے پھر اگر کوئی یہ کہے کہ تمکو حکم ہے کہ بدعتی اور فاسق سے بغض للہ رکھو
اور تمھاری تقریر سے اونکے ساتھ تواضع کرنی پائی جاتی ہے تو ان دونون باتون کا جمع
ہونا ضدین کا جمع ہونا ہے پس جاننا چاہیے کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اکثر لوگون پر مشتبہ
ہو جاتی ہے کیونکہ بدعت و فسق پر خدا کے لیے غصہ کرنے مین کبر نفس اور علم و

دروازے کے باہر دھوپ کی گرمی مین بہت دیر تک کھڑے رکھیگا اور جب تیرا خون بالکل مین دم آجاویگا تب تیرا حساب دیکھیگا اور سب کام تھوڑے اور بہت کی بازپرس ہوگی بعد اوسکے تجکو حکم ایک تنگ قیدخانے مین قید کرنے کا دیا جاویگا کہ ہمیشہ عذاب مین رہے اور ایک دم راحت نپاوے اور اوس غلام کو بھی معلوم ہے کہ میرے آقا نے اپنے بہت سے غلامون کے ساتھہ ایسا ہی معاملہ کیا ہے اور بعضون کو معاف بھی کردیا ہے مگر معلوم نہین کہ مین کونسے فریق مین ہون پس جب اوسکے سر پر یہ اندیشہ سوار ہوگا تو نفس بالکل پژمردہ اور ذلیل ہوجاویگا اور غم اور خوف کریگا عزت وکبر بالکل جاتا رہیگا کسی پر تکبر کرنا تو کیا معنی سب کے ساتھہ تواضع سے پیش آویگا کہ شاید میری سفارش تکلیف کے وقت کرین یہی حال عالم کا ہے کہ جب تامل کرے کہ مین نے کتنے حکم خدا کے تلف کردیے اور اعضاے ظاہری سے جدے گناہ کیے اور باطن مین حسد وحقد وریا وعجب ونفاق وغیرہ جدا موجود ہے اور آیندہ نہ معلوم کہ انجام کیا ہوگا اور بازپرس کے وقت کسطرح صورت رستگاری ہوگی تو بیشک کبر جاتا رہیگا دوسری بات عالم کے سوچنے کی یہ ہے کہ اوسکو معلوم ہے کہ کبر خدا کے سوا اور کسیکو زیبا نہین اور اگر مین تکبر کرونگا تو خدا کے نزدیک مغضوب ٹھہرونگا خدای تعالی میری تواضع ہی محبوب جانتا ہے چنانچہ اوسکا ارشاد حدیث قدسی مین ہے کہ بندے کی قدر میرے نزدیک جبھی تک ہے جب تک کہ اپنے نفس کی قدر بجانے دا اور اگر اپنے نفس کی قدر جانے گا تو میرے یہان اوسکی قدر نہین تو ضرور ہوا کہ نفس سے ایسا ہی کام لیا جاوے جو خدای تعالی کو پسند ہو اور اس بات کا تامل کرنا تکبر کو کھودیگا گو اوسکو یقین ہو کہ مین نے کوئی خطا نہین کی مثلا اگر ممکن ہو کہ آدمی گناہ نکرے تب بھی یہ تامل کرنا تکبر کو کھودیگا اسی تامل سے انبیا علیہم السلام کا تکبر زائل ہوا کیونکہ اونکو یقین تھا کہ جو شخص خدای تعالی سے کبریائی مین نزاع کرتا ہے خدای تعالی اوسکو توڑدیتا ہے اور خداوند کریم کا حکم ہے کہ اپنے نفسون کو حقیر جانو تو تمھاری عزت ہمارے یہان ہو غرضکہ یہ تامل بھی آدمی کے لیے بے شک باعث تواضع ہے۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ جو شخص عالم اور عابد ہو وہ فاسق اور بدعتی کے لیے تواضع کیسے کرے اور اپنے نفس کو اوسکی نسبت کمتر کیسے سمجھے خدا کے نزدیک جو مرتبہ علم وعبادت کا ہے اوسکا انکار کیسے ہوسکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ علم کا خطر تو اوسکے دل پر گذرے اور فسق وبدعت کا جو قطعی زیادہ ہے وہ دل پر نگذرے تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکا امکان خاتمہ کی فکر کرنے سے ہوسکتا ہے بلکہ اس لحاظ سے اگر کافر کو دیکھے تو اوسپر بھی تکبر نہین ہوسکتا اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ایمان لاوے اور ایمان ہی پر اوسکا خاتمہ ہو اور عالم گمراہ ہوکر کافر مرے اور بڑا وہی ہے جو آخرت مین خدا کے نزدیک بڑا ہو اور جو شخص خدا کے

جیسا گدھا چکی پھرتا ہے دوزخی اوسکے گرد جمع ہوکر پوچھینگے کہ تیرا کیا حال ہے کہیگا کہ مین دوسرون کو نیکی کا امر کرتا تھا اور خود نیکی نہ کرتا تھا اور بدی سے دوسرون کو منع کرتا تھا اور خود اوسکا مرتکب تھا اور خداوند کریم نے عالم بی عمل کو گدھے اور کتے سے مشابہت دی ہے چنانچہ فرمایا مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا اس آیت سے علماء یہود مراد ہین اور بلعم بن باعورا کے حال مین فرمایا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا یہانتک کہ فرمایا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ بلعم کو کتاب عنایت ہوئی تھی اوسنے شہوات زمین کو پسند کرکے ہمیشہ اوسپر رہنا چاہا اور اوسکے لیے حکمت کا دیا جانا یا نہ دیا جانا برابر ہے وہ کسی صورت مین شہوت نچھوڑیگا - پس عالم کو یہی خطر کافی ہے کہ ونسا عالم ہے جسنے اتباع شہوت نہ کیا ہو اور کونسا عالم ہے جسنے ایسی نیکی کا امر نہ کیا ہو جسکا عامل خود نہ ہوا ہو تو جس عالم کے دل مین بہ نسبت جاہل کے اپنی قدر زیادہ معلوم اوسکو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ جیسے میری قدر بڑی ہے ویسی ہی دوسرونکی نسبت مجھے اندیشہ بھی بہت زیادہ ہے دونون باتین ایک دوسرے کا بدلہ ہوگئین اور عالم کی مثال ایسی ہے جیسے کسی بادشاہ کو دشمنون کی کثرت سے اپنے جان کا اندیشہ ہو کہ ایسا شخص اگر گرفتار ہوجاوے اور سیاست کیا جاوے تو اوسوقت یہی تمنا کرتا ہے کہ اگر فقیر ہوتا تو خوب ہوتا اسیطرح بہت عالم قیامت مین اسی بات کی آرزو کرینگے کہ کیسطرح جاہلون ہی کی طرح بچ جاوین معاذ اللہ منہا غرض یہ خطر مانع تکبر ہے اسلیے کہ اگر دوزخی ہے تب تو سور بھی اوس سے بہتر ہے تو تکبر کس بات کا کرتا ہے عالم کو نچاہیے کہ اپنے جی مین صحابہ رض سے بھی بڑھکر ہو دیکھو اونمین سے بعض فرماتے تھے کہ کاش میری مان مجھے نہ جنتی اور بعض ایک گھاس کا تنکا اوٹھاتے اور کہتے کہ اگر مین یہ تنکا ہوتا تو خوب ہوتا اور بعض فرماتے کہ اگر مین پرند ہوتا اور لوگ کھاجاتے تو اچھا تھا اور بعض ارشاد کرتے کہ کیا خوب ہوتا جو میرا ذکر ہی دنیا مین نہوتا یہ سب اقوال انجام کے خوف کے سبب تھے اپنے آپ کو پرند اور خاک سے برا سمجھتے تھے اور جب عالم خطر عاقبت کا فکر زیادہ کریگا تو بالکل کبر جاتا رہیگا اور اپنے نفس کو سب خلق سے برا جانیگا اور اوسکی مثال ایسی ہوگی کہ مثلاً کسی غلام کو اوسکے آقا نے چند باتون کا حکم دیا اوسنے اونکو کرنا شروع کیا مگر بعض امور ترک کردیے اور بعضونمین نقصان کردیا اور بعضون مین شک ہے کہ آقا کی مرضی کے موافق ادا ہوے یا نہین پھر اوسکو ایک خبر رسان نے خبر دی کہ تیرے آقا نے ایک ایلچی بھیجا ہے اور تجکو اس مال و متاع سے ننگا اور ذلیل کرکے بلایا ہے کہ اپنے

کسی منصف حاکم کے سامنے گواہی دی کہ یہ شخص فلانے کا غلام ہے کیونکہ اسکے مان باپ اوسکے مملوک تھے
اور حاکم نے بفور اطلاع مالک کو خبر کردی اور مالک نے آکر اوسپر بھی قبضہ کرلیا اور تمام اوسکا مال لے لیا
اور وہ باجود مال جانے کے یہ بھی خوف رکھتا ہے کہ کہین ان اموال مین افراط و تفریط کرنے اور اصل مالک کو
اطلاع ندینے کی سزا نہ ملے کہ مالک کی جستجو مین تقصیر کیون کی اور اسپر اور مصیبت یہ کہ وہ شخص ایسے
گھر مین بند کیا جاوے کہ جہان سانپ بچھو اور حشرات الارض بہت سے ہون کہ ہر دم ہر ایک سے ڈرے
اب اوسکا حال یہ ہوگیا کہ نہ تو اپنی جان کا مالک ہے نہ مال کا اور نہ کوئی تدبیر نجات کی جانتا ہے تو بھلا
ایسا شخص جسکا یہ حال ہو وہ اپنی قدرت و ثروت اور قوت و کمال کا فخر کریگا یا اپنے دل مین ذلیل و
خفیف ہوگا یہی حال عاقل بصیر کا ہوتا ہی کہ وہ بھی اپنے نفس کو ایسا ہی جانتا ہے کہ نہ مین مالک اپنی
گردن کا ہون نہ بدن کا نہ اعضا اور مال کا اور باوجود اسکے آفات اور شہوات اور امراض کو اپنے لیے
سانپ بچھو سمجھتا ہے کہ ہر دم اونسے خوف ہلاک ہونے کا ہے پس جسکا یہ حال ہو وہ اپنی قوت و قدرت پر تکبر
نہین کرنے کا کیونکہ اوسکو تو معلوم ہے کہ نہ مجھے کچھ قدرت ہے نہ قوت تو جو اسباب تکبر کے آدمی
کی ذات سے خارج ہون اونکے علاج کا طریق یہی ہے اور یہ طریق علم اور عمل پر تکبر کرنے کے علاج کی
بہ نسبت آسان ہے اسلیے کہ علم و عمل نفس کے دو کمال ہین اور نفس کا خوش ہونا اونسے زیبا ہے مگر اونسے
تکبر کرنے مین ایک طرح کی خفیہ جہالت ہے جسکا ہم ذکر کرتے ہین چھٹا سبب تکبر کا علم ہے اور وہ بڑی آفت
اور بڑے امراض مین سے جنکا علاج سہل نہین بلکہ نہایت محنت و شدت سے ہوتا ہے اسواسطے کہ
علم کی قدر خداے تعالی کے نزدیک اور بندونکے نزدیک بڑی ہے اور اسکی قدر مال و جمال سے اور سب
چیزون سے بڑھکر ہے بلکہ مال و جمال کو کچھ بھی رتبہ نہین اگر علم اور عمل اونکے ساتھ نہون اور اسی جہت سے
حضرت کعب احبار رض فرماتے ہین کہ علم کی طغیانی مثل مال کی طغیانی کے ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین
کہ جب عالم لغزش کھاتا ہے تو اوسکی لغزش سے ایک عالم لغزش کھاتا ہے پس چونکہ فضائل علم کے
شریعت مین اس کثرت سے ہین اسلیے عالم آدمی سے نہین ہوسکتا کہ اپنے آپ کو جاہل سے بڑھکر
نجانے اور اس کبر کے دور کرنے کے لیے اوسکو دو باتون کا جاننا چاہیے اول تو یہ کہ اللہ تعالی کی
حجت اہل علم پر مستحکم تر ہے اور جاہل سے اتنا برداشت کیا جاتا ہے کہ عالم سے اوسکا دسوان حصہ
بھی برداشت نہین کیا جاتا کیونکہ جو شخص جان بوجھکر خداے تعالی کی نافرمانی کرے اور علم کا حق نعمت ادا
نکرے اوس سے زیادہ کیا گناہ ہوگا اور بہمین لحاظ حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے روز
عالم بلایا جاویگا اور دوزخ مین ڈال دیا جاویگا اوسکی انتڑیان نکل پڑینگی اور اوسکو ایسا چکر دینگی

ح بخاری و مسلم بروایت اسامہ بن زید باب العلم مین گذری

کھس جاوے یا چیونٹی کان میں چلی جاوے تو باعث ہلاک ہو اور اگر کانٹا پانوں میں لگ جاوے
تو عاجز کر دے ایک دن کے بخار میں مدت کا زور جاتا رہتا ہے پس جس شخص سے تحمل کانٹے کا
نہو سکے اور مچھر اور چیونٹی کی تاب نلاوے اور مکھی کو اپنے اوپر سے نہ ٹال سکے اوسکو چاہیے کہ اپنی
قوت کا فخر نکرے اور اگر بالفرض انسان طاقت ور بھی ہو تو گدھے اور گائے اور ہاتھی گھوڑے سے
زبردست نہوگا پھر ایسی صفت میں کیا فخر رہا جسمیں بہائم بڑھکر ہوں چوتھا سبب توانگری اور
کثرت مال ہے اور اسی میں کثرت یار و مددگار اور بادشاہوں کیطرف سے حکومت پانے پر تکبر
کرنا بھی شامل ہے اور انمیں سے ہر ایک چیز پر تکبر کرنا جمال و قوت وغیرہ کے تکبر کے مانند نہیں
اسواسطے کہ جمال وغیرہ تو داخل انسان تھا یہ چیزیں تو اوسکی ذات سے خارج ہیں اور یہ قسم تکبر کی
سب سے بُری ہے اسلیے کہ جو اپنے مال کا تکبر کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کوئی اپنے گھوڑے یا گھر کا
تکبر کرتا ہے تو اب اگر گھوڑا مر جاوے یا گھر مسمار ہو جاوے تو ذلیل کا ذلیل رہجاویگا اور جو شخص
بادشاہوں کیطرف سے حکومت پانے پر متکبر ہے اور اپنے آپ میں کوئی وصف نہیں رکھتا
اوسنے اپنے کام کی بنیاد اوس دل پر رکھی ہے جو ہنڈیا سے بھی زیادہ جوش رکھتا ہے یعنے
بادشاہوں کا دل ہمیشہ متغیر رہتا ہے گاہ بسلامے برنجند و گاہ بدشنامے خلعت دہند اگر ذرا سی
بات میں بگڑ جاویں تو جو لوگ اپنے آپ کو ذی عزت سمجھتے تھے وہ سب سے ذلیل ہو جاتے ہیں
اور جو شخص ایسی چیز سے تکبر کرے جو اوسکی ذات میں نہو وہ کھلا جاہل ہے مثلاً جو توانگری کا تکبر
رکھتے ہیں اگر تامل کریں تو کفار میں اونسے زیادہ زیادہ ثروت والے ہیں پس تف ہے ایسے
شرف پر کہ جسمیں کفار بڑھکر ہوں اور تف ہے ایسے فضل پر کہ جسکو چور ایک لحظے میں چوراسے
اور مالک ذلیل و مفلس رہجاوے غرضکہ یہ اسباب ایسے ہیں کہ آدمی کی ذات میں داخل نہیں
اور جو ذات میں داخل ہیں اونکا ہمیشہ قائم رکھنا آدمی کے اختیار میں نہیں اور آخرت میں
وبال و مصیبت کے باعث ہونگے پس اونپر فخر کرنا عین جہالت ہے اور یہ بھی بات قابل غور ہے
کہ جس چیز پر آدمی کو اختیار نہیں وہ اوسکی ملک نہیں ہو سکتی اور یہ سب چیزیں ایسی ہی ہیں کہ آدمی
کے اختیار میں نہیں بلکہ مالک حقیقی کے اختیار میں ہیں اگر وہ چاہے تو پاس رہ سکتی ہیں اور نہ چاہے
تو نہیں رہ سکتیں آدمی تو ایک غلام مملوک ہے کہ کسی چیز پر اسکا قابو نہیں تو جسکو یہ حال معلوم ہو جاوے
اوسکا کبر ضرور ہی دور ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص عاقل اپنی قوت و جمال و مال و دولت اور حریت اور
استقلال اور زیادتی مکانات اور کثرت جاہ و حشم کا فخر کرتا ہے اسی اثنا میں دو عادل گواہوں نے

پیٹ اور بغل مین بدبو ہے اور باوجود اسکے دن مین ایک بار یا دو بار پاخانہ اپنے ہاتھ سے دھوتا ہو اور ہر روز ایک یا دو بار پیٹ کی بلا ٹالنے کو پاخانے مین جاتا ہے اور وہ ایسی چیز ہے کہ اوسکا دیکھنا بھی مکروہ معلوم ہوتا ہے چھونا اور سونگھنا درکنار اور یہ سب اسیواسطے ہے تاکہ ہر وقت اسکو درمیان اپنی ناپاکی اور ذلت کا بنا رہے یہ حال تو حیات کا ہے اور ابتدای خلقت جس سے ہوئی ہے وہ معلوم ہی ہے کہ نطفہ اور خون حیض سے ہے اور دو بار پیشاب کے راستے سے نکلا ایک بار باپکی پشت سے جب ماکے پیٹ مین گیا اور رحم مین جو خون حیض کی جگہ ہے رہا اور ایک بار جب ماکے پیٹ سے دنیا مین آیا چنانچہ حضرت انس رض فرماتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رض ہمکو خطبے مین ہمارے نفسون کی ناپاکی ظاہر کرنے کو فرماتے کہ تم لوگ پیشاب کی جگہ سے دو بار نکلے ہو اور اسی بنا پر طاؤس رح نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رح سے کہا تھا کہ یہ چال اوس شخص کی نہین جسکے پیٹ مین غلیظ ہو جیسا کہ یہ قصہ اوپر گذرا یہ ابتدا و وسط کا حال ہے۔ اور اگر ایام حیات مین ایک روز بھی اپنے بدن کی صفائی اور غسل نکرے تو بدبو اور پلیدی ایسی ہو جاوے جیسے چوپایون مین ہوتی ہے کہ وہ کبھی اپنے آپ کفیل اپنے صفائی کے نہین ہوتے۔ پس جب آدمی تامل کرے کہ مین پلید یونسے پیدا ہوا اور پلیدیون ہی مین رہا اور مرنے کے بعد بھی مردار پلید ہی ہو جاونگا تو اپنے جمال کو باعث فخر نسمجھے گا وہ تو گھورے پر کا سبزہ ہے کہ ظاہر مین ہرا ہرا معلوم ہوتا ہے اور اصل ناپاک ہے یا جنگل کا گلزار ہے کہ ابھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور کچھ دنون بعد تنکا تنکا ہوا مین ہارا پھرتا ہے۔ اور اگر بالفرض حسین آدمی کا جمال دیرپا ہوتا اور ان سب خرابیون سے مبرا تب بھی اوسپر واجب تھا کہ اپنے جمال سے بدصورت پر تکبر نکرتا اسلیے کہ بدصورتی کی بدصورتی اوسکے اختیار مین نہ تھی کہ اوس سے بچ رہتا اور نہ خوبصورت کی خوبصورتی اوسکے اختیار مین ہے کہ اوسکی تعریف کیجاوے اور اب تو جمال کو کچھ قیام ہی نہین ہر دم یہ خوف لگا ہوا ہے کہ جاتا رہے ذرا سے مرض یا چیچک یا زخم یا کسی اور سبب سے زائل ہو جاتا ہے اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ خوبصورت آدمی انھین اسباب سے بدصورت ہو گئے ہین تو ان باتون کو جاننا اور اکثر سوچنا دل مین سے جمال کے کبر کو اوکھاڑ دیتا ہے تیسرا سبب تکبر کا زور و قوت ہے اسکا علاج یہ ہے کہ جو مرض اور بیماریان آدمی پر مسلط ہین اونکو تامل کرے کہ اگر ایک رگ مین بھی درد ہو جاتا ہے تو سب عاجزون سے بدتر ہو جاتا ہے اور سب سے زیادہ ذلیل بنجاتا ہے

چو عضوے بدرد آورد روزگار	دگر عضوہا را نماند قرار

اور یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر کوئی مکھی کچھ چھین لے تو اوس سے نہین لے سکتا اور اگر مچھر ناک مین

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ

پس جسکی اصل خاک ذلیل ہو جو پامال ہوتی رہتی ہے اور پھر اوسکی مٹی کا خمیر کیا گیا ہو یہان تک کہ سیاہ اور بودار ہو گئی ہو وہ تکبر کیسے کرتا ہے جسکی طرف اوسکی نسبت ہے وہ تو سب مین ذلیل ہی جیسا کہ کہتے ہین کہ فلانا خاک سے زیادہ ذلیل ہے اور کالی کیچڑ سے زیادہ بدبودار اور پیشاب سے زیادہ ناپاک ہے پس اگر خاک کیطرف آدمی کی نسبت بعید ہے تو قریب ہی چیز کی نسبت کو دیکھنا چاہیے کہ وہ نطفہ یا مضغہ ہے اوسکے لحاظ سے بھی اپنے آپ کو حقیر ہی جاننا چاہیے اور اگر اوسکے لحاظ سے رفعت ہی ہوتی ہو تو جو اوسکی اصل ہے وہ خاک ہے اوسکو بھی رفعت نہین جب باپ مین رفعت نہ دادے مین تو اولاد مین کہان سے آئی اس سے معلوم ہوا کہ جب اصل آدمی کی خاک سے ٹھہری اور علیحدہ نطفے سے ہوا تو نہایت درجے کا برا نسب ہے اسلیے کہ جو اسکی اصل ہے وہ تو پانون تلے ملی جاتی ہی اور جس سے جدا ہوا ہی وہ اگر بدن کو لگ جاوے تو دھویا جاتا ہی پس جو شخص اس نسب حقیقی کو پہچانیگا وہ تکبر نکریگا

زخاک آفریدت خداوند پاک		پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک	

اور بعد اس معرفت اصل اور امر واقعی کے کھلنے سے متکبر بالنسب کی ایسی مثال ہوگی کہ ایک شخص اپنے آپ کو ہمیشہ سید جانتا ہے اور اوسکے باپ نے اوس سے کہدیا تھا کہ ہم سید ہین اسی جہت سے اوسکو تکبر شرافت نسب کا تھا اسی حال مین چند سچے لوگون نے کہ جنکے قول مین جھوٹ کا شک نہین یہ بیان کیا کہ یہ شخص حجام کا لڑکا ہے اور اس دعوی کو خوب برہان و حجت سے اوسکو سمجھا دیا کہ اوسکے دلمین کچھہ شبہہ باقی نرہا اور جان لیا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین تو اب اوس شخص کو کچھہ غرور نسب کا نرہے گا بلکہ اپنے جیمین سب آدمیون سے حقیر ہو جاویگا اور اس اپنی ذلت کا ایسا دھیان دلمین جمے گا کہ دوسرون پر تکبر کرنا سب بالای طاق ہو گا یہی حال دانا و بصیر شخص کا ہے جب اپنی اصل کو سوچتا ہی اور جانتا ہے کہ مٹی اور نطفے سے بنا ہوا ہون تو تکبر نہین کرتا اسلیے کہ مثلا اگر اسکا باپ بھنگی یا حجام یا کوئی اور ذلیل کام والا ہوتا تو یہ شخص اپنے آپ کو کمینہ سمجھتا اسوجہ سے کہ باپ کوڑا اور مٹی اوٹھاتا تھا یا خون مین ہاتھہ تر رکھتا تھا تو جب یہ معلوم ہو گا کہ خود مین ہی خاک اور خون سے بنا ہون تو بطریق اولی اپنا کمینہ ہونا سمجھے گا دوسرا سبب کبر کا جمال ہے اور اوسکی دوا یہ ہے کہ اپنے باطن کو عاقلون کیطرح دیکھے اور بہائم کیطرح ظاہر حال کو معاینہ نہ کرے اور جب باطن کو دیکھیگا تو ایسی فضیحتین سوجھینگی جنسے جمال کا کبر گرد ہو جاویگا مثلاً تمام اعضا مین آدمی کی پلیدی پر ہے پیٹ مین براز ہے اور مثانی مین پیشاب اور ناک مین رینٹھہ اور مونہہ مین تھوک اور کانون مین میل اور رگون مین خون اور جلد مین

جسنے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کیا انسان کی پیدایش کو ایک گارے سے پھر بنائی اوسکی اولاد نچڑے پانی بیقدر سے ۱۲

بن حرام رضہ نے اول اول بیعت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرط کی تھی کہ مین رکوع وسجدہ کھڑے کھڑے کیا کرونگا آپ نے منظور فرمایا تھا پھر آخر کو وہ سمجھ گئے اور بڑے پکے عابد اور کامل ہوے غرضکہ اہل عرب کے نزدیک سجدہ کرنا اور جھکنا کمال ذلت اور پستی کی علامت تھی اسلیے نماز کا حکم ہوا تاکہ اونکا تکبر ٹوٹے اور دلون مین تواضع گھر کرے کیونکہ نماز مین شدت سے تواضع پائی جاتی ہی کہ رکوع اور سجدہ اور سامنے کھڑا رہنا سب کچھ آثار فروتنی کے موجود ہین اور نماز کو جو دین کا ستون کہتے ہین اسکی بہت سی وجہین ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہے کہ اسمین حد درجہ کی تواضع موجود ہے اور نماز کا حکم تمام خلق کو بھی اسیلیے ہوا ہے کہ اسکے افعال مقتضی تواضع کے ہین تو حاصل یہ ہوا کہ آدمی کو چاہیے کہ جب اپنے نفس کی حقیقت پہچان لی تو جو فعل کہ اونکا مقتضی کبر ہو ہمیشہ اوسکے خلاف کرے یہان تک کہ تواضع کا عادی ہو جاوے اسیلیے دل مین اچھے اخلاق جبھی آتے ہین جب علم وعمل دونون ہون اور چونکہ اعضا عالم ظاہری سے ہین اور دل عالم ملکوت سے اور ان دونون مین ایک علاقہ پوشیدہ اور ارتباط مخفی ہے اسیلیے اعضا کے عمل سے دل پر تاثیر ضرور ہوتی ہو۔ دوسری صورت اوس تکبر کا بیان جو سات سببون مذکورۂ سابق سے ہوتا ہے باب ذم جاہ مین ہم لکھہ چکے ہین کہ کمال حقیقی علم اور عمل کا نام ہے اور جو چیز انکے سوا اور موت پر فنا ہونے والی ہے وہ کمال وہمی ہے اس لحاظ سے عالم کو تکبر نہ کرنا دشوار ہے اسیلیے فی الجملہ کمال حقیقی اوسکو علم کا موجود ہے مگر ہم طریق علاج علمی وعملی ساتون سبب کا ذکر یہان کیے دیتے ہین اول نسب کا تکبر نسب کے باعث جسکو تکبر ہو اوسکو دو باتین جاننی چاہیین اول تو یہ کہ نسب پر فخر کرنا محض جہالت ہے اسیلیے کہ دوسرے کے کمال سے اپنی عزت ہونی ہمینی ہے نہو گر ذات مین جوہر تو کیا حاصل ہی یون کہنا ✤ کہ آبا تھے ہمارے اشرف وافضل خدا ہی سے

پس جو شخص نسب کا فخر کرتا ہے اگر خود صفات خسیس رکھتا ہے تو اونکی خست کو دوسرے کا کمال کسطرح تدارک کریگا بلکہ جس شخص کی نسب سے تکبر کرتا ہے اگر وہ زندہ ہوتا تو کہتا کہ فضیلت مجھہ مین ہے اور تو میری پیشاب کا کیڑا ہے تجھے شرف کہان سے آیا اب ہم پوچھتے ہین کہ جو کیڑا انسان کے پیشاب سے پیدا ہو اور جو گھوڑے کے پیشاب سے پیدا ہو تو انسان کے پیشاب کا کیڑا دوسرے سے بہتر کہلاویگا نہین بلکہ دونون یکسان ہونگے شرف انسان ہی کو ہے اوسکے پیشاب کے کیڑے کو کچھہ شرف دوسرے کیڑون پر نہین دوسری بات یہ ہے کہ اپنا نسب حقیقی پہچانے اور باپ اور دادے کو خیال کرے اوسکا باپ تو ایک نطفۂ ناپاک ہے اور دادا مٹی اور خاک ذلیل ہے چنانچہ خدای تعالے نے اس نسب کو قرآن مجید مین بتلا دیا ہے جیسا کہ فرمایا

حساب و عذاب سے علیحدہ رہیگا علاوہ ازین کتا اور سور اگر لوگون کو نظر پڑین تو کوئی اونسے
بھاگتا نہین اور اگر دنیا دار کسی بندۂ گناہگار کو دوزخ مین دیکھہ پاوین تو اوسکی صورت ہیبتناک
اور وحشت دیکھکر چیخ مارین اور اگر اوسکی ہوا اونکو لگ جاوے تو بدبو سے ہلاک ہو جاوین اور
اگر اوسکے پینے کے پانی کا ایک قطرہ دنیا کے سمندرون مین گر جاوے تو مردار سے زیادہ سڑ جاوین
پس جس شخص کا انجام کار یہ ہو وہ تکبر کسطرح کرتا ہے اور اپنے نفس کو کچھہ شے فرض کرکے اوسکی
فضیلت کا معتقد کیسے ہوتا ہے یون اگر خدا معاف کردے اور یہ نوبت نہونے پاوے تو
اور بات ہے الا تاہم معاف کرنے مین تو شک ہی ہے اور گناہگار ہونا یقینی ہے کونسا بندہ
ایسا ہے جسنے گناہ نہ کیا ہو اور مستحق عقوبت اوسکے سبب نہو مگر یہ کہ خدای تعالی معاف فرماوے
اور حسن ظن اوسکے فضل و کرم پر اسی بات کا مقتضی ہے کہ وہ اپنی رحمت سے معاف کرے۔
فرض کرو کہ کسی شخص نے پادشاہ کا ایسا قصور کیا جس سے مستحق ہزار کوڑون کا ہے اور حکم
سلطانی سے قید خانے مین مقید کر دیا گیا اور وہ شخص منتظر ہے کہ میری روبکاری ہوگی اور سب
لوگون کے سامنے سزا ملے گی اور اس بات مین شک ہے کہ میرا قصور معاف ہوگا کہ نہین
اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ شخص قیدیون پر تکبر کریگا یا حالت ذلت مین اپنی جان کی فکر مین ڈوبا رہیگا یہی حال بندونکا
ہے کہ گناہگار اور مستحق عقوبت تو سب ہین اور دنیا اونکے لیے قید خانہ اور حوالات ہے اور یہ معلوم
نہین کہ روبکاری کے روز کیسی بنے گی تو جو شخص اسطرح تامل کریگا اوسکو یہی رنج و خوف اور ذلت
کافی ہے اور یہ علاج علمی ایسی تدبیر ہے کہ جس سے کبر کی جڑ اوکھڑ جاتی ہے۔ اور علاج عملی یہ ہے کہ
علانیہ تواضع خدا کیواسطے کرے اور سب لوگون کے ساتھہ تواضع کرنے والون کے سے اخلاق
برتے جیسے کہ ہم نے صلحا کا حال اوپر بیان کیا ہے یا جسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور
شریف تھا یہان تک کہ روایت ہے کہ آپ زمین پر کھانا کھاتے اور فرماتے کہ مین بندہ ہون
بندون ہی کیطرح کھانا کھاتا ہون۔ اور حضرت سلمان فارسی رض سے کسینی پوچھا کہ آپ نیا کپڑا کیون
نہین پہنتے آپ نے فرمایا کہ مین غلام ہون جسدن آزاد ہونگا اوس روز نیا کپڑا پہنونگا اس
آزادی سے مراد آزادی روز قیامت ہے اور تواضع کے معلوم ہونے کے بعد اوسکے تمامی عمل سے
ہوتی ہے اسی جہت سے عرب کی قوم کہ اللہ و رسول پر تکبر کرتے تھے اونکو ایمان اور نماز دونونکا
حکم ہوا اسلیے کہ اونکو تواضع اور فروتنی بُری معلوم ہوتی تھی حتی کہ اگر کسیکے ہاتھہ مین سے کوڑا گرتا تو
اوٹھانے کیواسطے نہ جھکتا اور اگر جوتے کا تسمہ کھلجاتا تو اوسکو نہ باندھتا کہ جھکنا پڑیگا چنانچہ حکیم

آداب معیشت جلد دوم مین گذری ۱۲

اور حس و ادراک و حرکت سب سلب کیے جاوینگے تو جیسا ابتدا مین جماد تھا ویسا ہی انجام کو ہو جاویگا
اعضا کی شکل کے سوا کچھ حس و حرکت باقی نرہے گی پھر مٹی مین رکھا جائیگا تو ایک مردار بدبو اور ناپاک
ہو جاویگا جیسا اول مین نطفۂ ناپاک تھا پھر اعضا گلینگے اور اونکے اجزا بکھرینگے ہڈیان سڑ کر ریش پاش
ہو جاوینگی کیڑے بدن کو کھا جاوینگے آنکھون کے ڈھیلون سے کھانا شروع کرینگے جب وہ ہو چکینگے
تو رخسار کو چاٹینگے اسیطرح سب کی صفائی بتائینگے تو سارا بدن کیڑون کے پیٹ مین جائیگا اور اوسوقت
مردے کا یہ حال ہوگا کہ کوئی حیوان پاس نہ پھٹکے آدمی اوسکو ناپاک سمجھے اور بدبو کی شدت سے دور بھاگے
اور سب سے بہتر اوسکے احوال مین سے یہ کہ جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاوے تو اب گلنے اور سڑنے کے
بعد خاک ہو جاویگا جس سے برتن بنینگے اور عمارت بنائی جاویگی اور موجود ہونے کے بعد پھر نابود ہوگا کہ
گویا کبھی ہوا ہی نہ تھا جیسا پہلے مدتون تک نابود رہا تھا اور کیا اچھا ہوتا جو اسی حال پر خاک ہونے کے بعد
چھوٹ جاتا بلکہ یہان تو ایک اور شامت لگی ہے کہ پھر زندہ ہوگا اور اجزاء متفرق سب جمع ہو کر پھر قبر سے
نکلے گا تو دیکھے گا کہ قیامت کھڑی ہے اور مصیبت سر پر پڑی آسمان پھٹے ہوے ہین اور زمین بدلگئی ہے
پہاڑ ادھر سے اودھر مارے پھرتے ہین ستارے اندھے ہین آفتاب کو گہن لگا ہوا ہے سب جا اندھیرا
اور کڑے فرشتون نے آگھیرا ہے دوزخ جدا چلاتی ہے جنت کو دیکھکر مجرمون کو حسرت آتی ہے نامۂ اعمال
کھلے ہین اور حکم ہے کہ اپنا نامہ پڑھ اوسوقت پوچھیگا کہ یہ نامہ کیسا ہے کہا جاویگا کہ تیرے ایام حیات مین
جسپر تو راضی اور نازان اور متکبر تھا تجھپر دو فرشتے محافظ مقرر تھے کہ جو کچھ تو بولتا اور عمل کرتا تھا وہ اسمین
لکھتے جاتے تھے تیرا عمل تھوڑا اور بہت چھوٹا اور بڑا اور کھانا اور پینا اور نشست و برخاست سب کچھ
اسمین موجود ہے تو بھولگیا تو کیا ہوا خدای تعالے نے تو سب لکھ رکھا ہے اب چل حساب دے اور اپنے
کیے کا جواب دے ورنہ عذاب کے لیے تیار ہو اس خطاب کے سنتے ہی دل بیتاب ہوگا اور خوف کے مارے
زہرہ آب ہوگا حالانکہ ابھی نامۂ اعمال کو دیکھا نہ ہوگا جب اوسکو دیکھیگا تو کہیگا ہای افسوس اس کتاب مین تو
چھوٹا اور بڑا گناہ سب کچھ موجود ہے پس آخر امر انسان کا یہ ہے جو اس آیت سے مراد ہے ثُمَّ اِذَا شَآءَ
اَنْشَرَهٗ اب غور کا مقام ہے کہ جسکا یہ حال ہوا اوسکو تکبر سے کیا سروکار ہے اوسکو ایک لحظہ خوشی کرنی
بھی نہ چاہیے اترانا اور جبر کرنا تو درکنار ہے انسان پر اول اور درمیان کا حال تو کھلا ہے اگر بمعاذاللہ آخر کا
حال کھلجاوے تو اوسوقت عجب نہین کہ اپنے تئین گدھا یا سور بنجانا پسند کرے کہ اونکے ساتھ خاک ہو کر
نہ خطاب سنے نہ عذاب سہے اور واقع مین اگر انسان خدا کے نزدیک مستحق دوزخ ہے تو سور بھی
اس سے کہین اشرف اور طیب ہے اسواسطے کہ وہ اول مین بھی خاک تھا اور آخر کو بھی خاک ہو جاویگا

اَلَمْ یَکُ نُطْفَۃً مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً پھر اپنا احسان ذکر فرمایا کہ فَخَلَقَ فَسَوّٰی فَجَعَلَ مِنْہُ الزَّوْجَیْنِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی تاکہ اوسکا وجود ہمیشہ کو تناسل سے قائم رہے جیسا اول مین صرف ایجاد سے موجود ہو گیا پس جس شخص کا حال یہ ہو اور اوسکی ابتداے پیدایش اسطرح اوسکو اترانا اور کبریا اور فخر و تکبر کیسے جائز ہے وہ تو واقع مین سب سے کمترین چیز اور سب کم زورون سے کم زور تر ہے ہان اگر انسان کو کامل بنایا ہوتا اور اوسکے سب کام اسیکے سپرد رہتے اور اپنے اختیار سے ہمیشہ کو زندہ رہتا تب بھی مضائقہ نہ تھا کہ سرکش ہو جاتا اور اپنے آغاز و انجام کو بھول جاتا لیکن اب تو معاملہ اور طرح ہے کہ اتنی ہی زندگی مین امراض مہلک اور بڑی بڑی بیماریان اور مختلف آفتین مسلط کر دی ہین اور اسیکے چار اجزا صفرا بلغم سودا اور خون ایک دوسرے کی ضد ہین اور ایک سے دوسرے کو نقصان پہونچتا ہے خواہ انسان چاہے یا نچاہے راضی ہو یا ناخوش مثلاً بھوک پیاس مرض اور موت سب کے سب خواہ مخواہ لاحق ہوتے ہین آدمی کو کچھہ اپنے نفس کے نفع اور ضرر کا اختیار نہین نہ خیر و شر کا اختیار ہے بہت سی چیزونکو چاہتا ہے کہ مجھے معلوم ہون مگر اونسے جاہل رہتا ہے اور کسی چیز کا یاد رکھنا چاہتا ہے تو بھول جاتا ہے بعض چیزون کو بھولنا چاہتا ہے تو نہین بھولتا اگر اپنے دل کو کسی امر مہم مین مصروف کرنا چاہتا ہے تو تو بے اختیار وسواس و فکر کے میدان مین جولانیان کرتا ہے خلاصہ یہ کہ انسان کا دل خود اپنے اوپر نہین اختیار رکھتا اور نہ اوسکا نفس اپنے قابو مین ہے ایسی چیز کا آرزومند ہوتا ہے کہ اوسمین ہلاک ہو جاوے اور بعض اشیا کو برا سمجھتا ہے لیکن اوسیمین زندگی ہوتی ہے کھانون کو لذیذ جانتا ہے حالانکہ وہی باعث سوء ہضمی ہو کر ہلاک کرتے ہین اور دوا کو بدمزہ جانتا ہے اور وہ اوسکو نافع ہوتی ہین اور زندہ رکھتی ہین اور رات اور دن مین کوئی لحظہ اس بات کا امن نہین کہ کان اور آنکھہ چھن جاوین یا اعضا کو فالج مار دے یا عقل جاتی رہے اور جان نکلجاوے اور سب آرزوئین بالای طاق رہجاوین پس آدمی بیچارہ مجبور ہے اگر کوئی چھوڑے تو رہے اور اوچک لے تو جاتا رہے غلام مملوک ہے کہ نہ اپنے اوپر قابو ہے نہ غیر پر تو اگر اپنے نفس کو پہچانے تب معلوم ہو کہ انسان سے زیادہ ذلیل کیا چیز ہوگی اور ایسے حال مین کبر کا کرنا محض جہالت ہے یہ درمیان کا حال ہوا اسکو تامل کرنا چاہیے اور انجام اور فرودگاہ آخری موت ہے جسکی طرف ان کلمات مین اشارہ ہے ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ یعنی انسان سے روح چھینی جاوے گی اور سننا اور دیکھنا اور علم و قدرت

ف۱ بھلا نہ تھا ایک بوند منی کی جو ٹپکی پھر تھا لوہو کی پھٹکی ۱۲

ف۲ پھر اوسنے بنایا اور ٹھیک کر اوٹھایا پھر کیا اوسمین جوڑا نر اور مادہ ۱۲

ضعف کی اور علم سے پہلے جہل کی اور بینائی سے پہلے اندھے ہونے کی کیفیت اور شنوائی سے پہلے بہرا ہونے کی اور گویائی سے پہلے گونگا ہونے کی اور ہدایت سے پہلے ضلالت کی اور توانگری سے پہلے افلاس کی اور قدرت سے پہلے عاجزی کی حالت رکھتا تھا یعنی ہوے اتنی آیت کے مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ اور دوسری جگہ جو ارشاد فرماتا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ اسکے بھی یہی معنی ہین - پھر پیدا کرنے کے بعد اوسپر احسان فرمایا کہ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ اسمین اشارہ ہے اون اشیا کیطرف جو آدمی کو مدت حیات مین موت تک حاصل ہوتی ہین اور اسلیے فرمایا مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا یعنی خدای تعالے نے انسان کو زندہ کیا اور بیشتر وہ مردہ اور پتھر تھا کہ ابتدا مین مٹی تھا پھر نطفہ اور بعد زندگی کے اوسکو بہریسے شنوا کیا اور اندھے سے بینا کیا اور ضعف کے بعد قوی کیا اور جاہل سے عالم بنایا اور اوسکو ایسے اعضا عنایت کیے جسمین عجائبات اور آیات ہین پہلے اوسکو کہان تھے اور مفلس سے توانگر کیا اور بھوکے سے شکم سیر کیا اور ننگے سے لباس پہنایا اور گمراہ سے ہدایت یاب کیا تو دیکھنا چاہیے کہ خدای تعالے نے تو کس کس تدبیر اور صورت سے اوسکو بنا کر سب راستے کیسے آسان کیے اور انسان کی سرکشی بھی دیکھنی چاہیے کہ کتنا بڑا ناشکرہ ہے اور کیسا کھلا جاہل ہے خدای تعالی تو فرماتا ہے اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ اور دوسری جگہ فرماتا ہے وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ یعنی اللہ تعالی کی نعمت انسان پر قابل دیکھنے کے ہے کہ اوس ذلت اور قلت اور خست اور ناپاکی سے اس بلندی اور بزرگی پر پہونچایا کہ نیست سے ہست کیا اور مردے سے زندہ اور گونگے سے ناطق وغیرہ اور پہلے لاشے محض تھا ایسی کوئی چیز نہین جو لاشے سے بھی کم ہو پھر خدای تعالے نے جو پردہ عدم سے وجود عنایت فرمایا تو ذلیل مٹی اور ناپاک نطفے سے بنایا تاکہ اوسکو اپنے نفس کی خست معلوم ہو اور اپنی ذات پہچانے اور نعمتین جو اوسکو عنایت فرمائین وہ اسلیے کہ اونسے رب کو پہچانے اور اوسکی عظمت و جلال کو دریافت کرے کہ بڑائی اور کبریائی اوسکی شان کو زیبا ہے اسیواسطے احسان کے مقام مین ان نعمتون کا ذکر موجود ہے چنانچہ فرمایا اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَیْنِ وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ اور دوسری جگہ اول اوسکی خست کو ارشاد فرمایا

اور کوئی آدمی اس سے خالی نہین اور اسکا دور کرنا فرض عین ہے صرف تمنا سے نہین جاتا بلکہ علاج سے اور اون دواؤن کے استعمال سے جو اسکی جڑ کھوتی ہین جاتا ہے اور اسکے علاج کی دو صورتین ہین اول تو یہ کہ دل مین جو اسکی جڑ ہے اوسکو بیخ و بنیاد سے نکالڈالنا دوسرے یہ کہ جن اسباب سے کہ آدمی دوسرے پر تکبر کرتا ہے اونکو دور کرنا صورت اول کبر کی جڑ او کھاڑنی ہین اور علاج اسکا علمی ہے اور عملی اور بدون دونون علاجون کے شفای کامل نہین ہوتی علمی علاج تو یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس کو اور خدای تعالی کو پہچانے اسی سے انشاء اللہ کبر زائل ہوجاوے گا اسلیے کہ جب انسان اپنے نفس کی حقیقت کما ینبغی پہچانے گا تو یقین کرے گا کہ نفس سب ذلیلون سے ذلیل تر اور قلیل چیزون سے کمتر ہے اور اوسکے حال کے مناسب سوای تواضع اور ذلت و خواری کے اور کچھ نہین اور جب خدای تعالے کو پہچانے گا تو جان لیگا کہ کبریا اور عظمت سوای اسکے اور کسیکو شایان نہین پھر معرفت خدای تعالی کی اور اوسکی عظمت و مجد کی طوالت کلام چاہتی ہے کیونکہ علم مکاشفہ کی انتہا وہی ہے اور ہر چند کہ معرفت نفس بھی بہت طویل ہے مگر ہم اوسمین سے اوسقدر لکھے دیتے ہین جو تواضع کے اختیار کرنے مین کارآمد ہو اور اوسکے لیے یہی کافی ہے کہ انسان قرآن مجید کی صرف ایک آیت کے معنی جان لے قرآن مجید مین علم اولین و آخرین موجود ہے بشرطیکہ آدمی کو بصیرت ہو وہ آیت شریف یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ

اس آیت مین انسان کی اول پیدایش اور انجام اور درمیان کا حال مذکور ہے اگر آدمی ان حالات کو سوچے تو معنی آیت سمجھ مین آوین مثلاً ابتدای حال مین اسکا ذکر ہی نہ تھا اور نیستی کے پردے مین نہان تھا بہت دنون ایسا ہی رہا نیستی کا شروع بھی نہین معلوم کہ کب سے نیست تھا اور جو چیز معدوم و نابود ہو اوس سے زیادہ کمتر اور حقیر کیا چیز ہوگی اور انسان پیدایش سے پہلے ایسا ہی تھا پھر اوسکو اللہ تعالی نے ایک رذیل چیز سے بنایا پھر ناپاک چیز سے پیدا کیا کیونکہ اول مٹی سے بنایا پھر نطفے سے خون اور خون سے لوتھڑا کیا پھر ہڈیان بنائین اور اونپر گوشت و پوست چڑھایا تو ابتدای پیدایش کی تو یہ صورت ہے جس سے دنیا مین اسکا ذکر ہوا اور پھر بھی پیدایش کے بعد وہی کمینے اوصاف اوسمین موجود رہے یعنی پیدا ہوتے ہی کامل نہین ہوگیا بلکہ اوسکو اول پتھر جیسا پیدا کیا کہ نہ سنے نہ دیکھے نہ کچھ سمجھے نہ بولے نہ کسی چیز کو پکڑے نہ جانے نہ بوجھے تو گویا زندگی سے پہلے موت کی صورت موجود تھی اور قوت سے پہلے

ما اجاد فی وصف الانسان کیسا ناشاکر ہے کس چیز سے بنایا اور کیا ایک بوند سے بنایا پھر اندازہ رکھا اور کیا

صلی اللہ علیہ وسلم سے اونکے قائم مقام کر دیا ہے وہ لوگ کچھ اورون سے زیادہ روزہ ونماز مین نہین ہوتے نہ سب سے خوبصورت ہین بلکہ صدق ورع اور نیک نیتی اور سلامتی قلب ہر ایک مسلمان کے ساتھ اور اونکی خیرخواہی صرف خدای تعالے کی رضاجوئی کے واسطے کرتے ہین حالت صبر مین جزع وفریاد نہین کرتے تواضع کرتے ہین وہ بھی ذلت کے ساتھ نہین اون لوگونکو خدای تعالی نے چھانٹ کر اپنا بنا لیا ہے گنتی مین تیس یا چالیس ہوتے ہین اونکے دلون مین یقین ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھا اونمین سے کوئی جب مرتا ہے جب خدای تعالی اوسکا نائب پیدا کر لیتا ہے اور یہ بھی یاد کر لینا چاہیے کہ وہ لوگ کسی چیز کو برا نہین کہتے نہ کسیکو ایذا دین نہ حقارت کرین نہ دست درازی اور حسد اور حرص دنیاوی کرین سب لوگون سے زیادہ تجربہ کار اور سب سے زیادہ نرم طبع اور سخی ہوتے ہین سخاوت اونکی پہچان ہے اور بشاش رہنا اونکی عادت اور راست روی اونکی صفت ایسے نہین کہ آج تو خوف خدا کرین اور دوسرے روز غفلت مین رہین بلکہ ظاہر مین ہمیشہ ایک حال پر رہتے ہین اور اونکا معاملہ جو خدا سے ہے اوسمین اونکو نہ ہوای تند پا سکے اور نہ تیز قدم بادرفتار اونکے دل خدا کے اشتیاق مین اور اوسکے پاس کی راحت کی طلب مین ترقی کرتے رہتے ہین اور اونکے قدم خیرات کیطرف اٹھتے رہتے ہین غرض اونکا حال یہ ہوتا ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ راوی کہتے ہین کہ مین نے جب حضرت ابودرداء سے یہ حال سنا تو عرض کیا کہ مین نے آج تک کوئی وصف جو اس سے زیادہ سخت مجکو معلوم ہو نہین سنا اور مین کسطرح اس وصف کو پہونچون آپ نے فرمایا کہ اگر تو اس وصف کو اچھی طرح حاصل کیا چاہتا ہے تو اتنی ہی بات کرنی پڑے گی کہ دنیا سے بغض رکھے اسواسطے کہ جب دنیا کو برا جانیگا تو آخرت کی محبت پیدا ہوگی اور جسقدر آخرت کی محبت ہوگی اوسیقدر دنیا مین زہد کریگا اور اوسیقدر وہ باتین تجکو سوجھینگی جو تیرے کام آوین اور جب خدای تعالی کو حسن طلب بندے کیطرف سے معلوم ہوتی ہے تو راستی و درستی اوسکے ساتھ کر دیتا ہے اور کنار عصمت مین جگہ عنایت فرماتا ہے چنانچہ خود کلام مجید مین ارشاد فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ یحیی بن کثیر رح فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسمین غور کیا تو معلوم ہوا کہ لذت حاصل کرنے والون کو جو لذت کہ اللہ تعالی کی محبت اور اوسکی رضاجوئی مین ہوتی ہے ایسی اور کسی چیز مین نہین ہوتی ہم بھی خدا سے چاہتے ہین کہ اپنے دوستون کی محبت ہمکو عنایت فرماوے

نوان بیان طریق علاج کبر کا اور تواضع کے حاصل کرنے کا۔ یہ معلوم ہو چکا کہ کبر مہلکات مین سے ہے

اور سخاوت بے اسراف کی کرتے ہر رشتہ دار اور مسلمان پر رحم فرماتے دل کے رفیق تھے ہمیشہ گردن نیچی رکھتے شکم سیری سے کبھی بدہضمی کی نوبت نہ آنے دیتے دست مبارک طمع کیطرف دراز نکرتے حضرت ابوسلمہ کہتے ہین کہ مین حضرت عایشہ رضہ کی خدمت مین گیا اور جو کچھہ حضرت ابوسعید نے مجھسے کہا تھا وہ سب مین نے کہا حضرت عایشہ رضہ نے فرمایا کہ ابوسعید رضہ نے کسی بات مین خطا نہین کی البتہ اتنی بات کوتاہی کی کہ تم سے یہ نکہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہ کھایا اور نہ کسی سے اس بات کا شکوہ کیا بلکہ فاقہ آپ کو بہ نسبت توانگری کے زیادہ محبوب تھا اور کبھی بھوکے ہی آپ رات گذار دیتے اور پھر صبح کو روزہ رکھتے اگر آپ خدا سے مانگتے کہ خزانے زمین کے اور پھل اور تمام پورب و پچھم کی وسعت عیش ملجاوے تو ایسا ہی ہوجاتا اور اکثر مین آپ کی بھوک پر رحم کرکے روتی اور آپ کے پیٹ پر ہاتھہ پھیر کر کہتی کہ آپ پر میری جان فدا ہو دنیا سے اسقدر تو نفع لیجیے کہ آپ کی غذا کو کافی ہو اور بھوکے نہ رہین آپ جواب مین ارشاد فرماتے کہ ای عایشہ میرے بھائی رسول اولوالعزم اس سے بھی زیادہ سختیان سہکر اسی حال مین گذر گئے اور جب خدا کے سامنے پہونچے تو انکی تواضع اور تکریم ہوئی اور بہت سا ثواب حاصل کیا مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اگر مین آرام مین بسر کرون تو کہین اونسے کم نہ جاؤن اسلیے تھوڑے دن صبر کرنا مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ آخرت مین میرا درجہ ناقص ہو اور سب سے بہتر بات مجھے یہی معلوم ہوتی ہے کہ اپنے بھائیون اور دوستون سے ملون حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ بخدا اس کلام کے بعد آپ کو ایک ہفتہ بھی پورا نہوا کہ وفات پائی پس جو کچھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات نقل ہوے اونمین سب عادات متواضع لوگون کے جمع ہین جسکو تواضع کی طلب ہو اوسکو چاہیے کہ آپ کا اقتدا کرے اور جو شخص کہ اپنا رتبہ آپ کے رتبے سے زیادہ سمجھکر اون اعمال پر جو آپ کو پسند تھے راضی نہو تو وہ سخت جاہل ہے آپ کو دین و دنیا کا منصب تمام خلق سے زیادہ تھا اسیلیے عزت اور رفعت بدون آپ کی اقتدا کے ممکن نہین اسی جہت سے حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ ہم وہ لوگ ہین کہ خدای تعالے نے ہمکو اسلام سے عزت دی ہے ہم اوسکے سوا کسی اور چیز سے عزت کے طالب نہین اور یہ قول آپ نے جب فرمایا تھا جب شام مین داخل ہونے کے وقت کسی نے آپ کی ہیئت ظاہری پر اعتراض کیا تھا۔ اور حضرت ابودرداء فرماتے ہین کہ اللہ تعالی کے کچھہ بندے ایسے ہین جنکو ابدال کہتے ہین وہ لوگ انبیاء کے خلیفہ ہین اور زمین کے قطب جب نبوت منقطع ہوئی تو خدای تعالے نے ایک گروہ کو امت محمدی

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ کھاؤ اور پیو اور پہنو اور صدقہ دو نہ اسراف کے ساتھ اور نہ تکبر کے اور خدای تعالے کو اپنے بندے پر اثر اپنی نعمت کا اچھا معلوم ہوتا ہے - اور بکر بن عبد اللہ مزنی فرماتے ہین کپڑے چاہو پادشاہونکے سے پہنو مگر دلونمین خوف خدا سے نرم رکھو

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	✣	درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

اور یہ اون لوگون کیواسطے فرمایا کہ پارساؤن کا کپڑا پہنکر تکبر کے طالب ہین اور حضرت عیسے علیہ السلام فرماتے ہین کہ تم لوگون کو کیا ہوا ہے کہ میرے پاس کپڑے تو راہبون کے سے پہنکر آتے ہو اور تمھارے دل بھیڑیون کے سے ہین کپڑے پادشاہون کے سے پہنو مگر دلونکو خوف الٰہی سے نرم کرو - اور ایک عادت یہ ہے کہ جب کوئی گالی یا ایذا دے یا حق چھین لے تو اوسکی برداشت کرے اور یہی اصل ہے ہم نے باب غضب و حسد مین حکایات سلف کی ایذا کی برداشت مین نقل کی ہین یہان اسقدر معلوم کر لینا چاہیے کہ مجموعہ حسن اخلاق و تواضع کا سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اوسیکو دستور العمل کرنا چاہیے اور اوسی سے سیکھنا چاہیے - اور ابن ابی سلمہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابو سعید خدری رض سے پوچھا کہ اب جو لوگون نے لباس اور کھانا پینا اور سواری ایجاد کی ہے اسمین آپکی کیا رای ہے اونھون نے فرمایا کہ بھتیجے اپنا کھانا اور پینا اور لباس وغیرہ سب اللہ کیواسطے کر اور جس چیز مین ان اشیا سے کبر یا مباہات یا ریا و شہرت آجاویگی وہ معصیت و اسراف ہے اور اپنے گھر مین وہ کام کیا کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر مین کرتے تھے آپ کا دستور تھا کہ اونٹ کو گھاس ڈالتے اور اپنے ہاتھ سے باندھتے گھر مین جھاڑو دیتے دودھ نکالتے جوتا ٹانکتے کپڑے مین پیوند لگاتے اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے اور اگر وہ تھک جاتا تو اوسکی عوض پیستے اور بازار سے چیز مول لیتے اور اس بات کی حیا نکرتے کہ اوسکو ہاتھ مین لٹکا کر یا کپڑے کے کونے مین باندھکر گھر لی آوین توانگر اور مفلس اور بڑے چھوٹے سے سب سے مصافحہ کرتے جو ادنی اعلی نمازی سامنے آتا اوسکو اول سلام کرتے خواہ کالا ہوتا یا گورا بندہ ہوتا یا آزاد گھر کا اور باہر کا جدا لباس نرکھتے اس بات سے حیا نکرتے کہ کوئی دعوت کرے تو قبول کرین گو کیسا ہی پریشان حال ہو اور دعوت کی چیز کو کبھی برا نکہتے اگرچہ سڑا چھوہارا ہی کیون نہو صبح کا کھانا شام کو نرکھتے اور نہ شام کا صبح کو بہت سہل کارخانہ رکھتے اور با این ہمہ نرم خلق کریم الطبیعت ملنسار کشادہ پیشانی تھے بے خندہ کا تبسم کرتے غم کرتے تو ترش رو نہوتے شدت کرتے تو نہایت سختی نہ برتتے تواضع بے ذلت کی اور

نسائی و ابن ماجہ بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲

ترمذی بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ۱۲

اسکی سند مجھے نہین ملی ۱۲

جو سب مراتب دنیاوی سے اعلے ہے تو اب متشاق اللہ تعالے کے نزدیک کے مراتب کا ہوا
اور سعید بن سوید رح روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے ہمکو نماز جمعہ کی پڑھائی اور
بیٹھ گئے اوسوقت آپ ایک کرتہ پہنے ہوے تھے جسکے گریبان مین سامنے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا
ایک شخص نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا امیر المومنین اللہ تعالے نے آپکو سب کچھ دیا ہے
آپ پہنتے کیون نہین آپ نے بڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر سر اوٹھا کر فرمایا کہ بہتر میانہ روی
تونگری مین ہوتی ہے اور عفو مین افضل وہی ہے جو قدرت کے وقت ہو اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زینت کو خدا کے واسطے چھوڑ دے اور خدا کے لیے تواضع کی
راہ سے اچھے کپڑے پہننے ترک کرے تو اللہ تعالے بالضرور اوسکے لیے سب سے عمدہ لباس
جنت کا جمع فرماویگا۔ یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام تو فرماتے ہین کہ اچھے
کپڑے سامان دل کے تکبر کے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب عرض کیا گیا کہ کپڑونکا
نفیس رکھنا کبر مین داخل ہے یا نہین تو آپ نے فرمایا کہ کبر نہین بلکہ کبر اسکا نام ہے کہ امر حق سے
جاہل رہے اور لوگون کے عیب نکالے تو بظاہر ان دونون مین تناقض معلوم ہوتا ہے انکی
تطبیق کسطرح ہے تو جاننا چاہیے کہ عمدہ کپڑے کچھ ضرور نہین کہ سب لوگون کے حق مین ہر حال مین
داخل تکبر ہون اور حدیث مین اسکی طرف اشارہ ہے اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ثابت بن قیس رضہ کے قول سے سمجھی تھی یعنی جب اونھون نے پوچھا کہ مین ایک آدمی نظافت دوست
ہون تو آپ نے جانا کہ انکا میل نظافت اور خوش لباسی کی طرف ہے اسواسطے نہین کہ دوسرون پر
تکبر کرین کیونکہ یہ تو ضروری ہی نہین کہ لباس کی عمدگی کبر مین داخل ہو گو کبھی کبر کے واسطے بھی
ہوتی ہے اور یہ کچھ مختص عمدہ پر نہین ادنی لباس سے بھی کبر ہوتا ہے اور تواضع بھی ہوتی ہے اور لباس
متکبر کی پہچان یہ ہے کہ جب لوگ دیکھین تب تو پر تکلف بنے اور اگر اکیلا ہو تو کچھ پروا نکرے کہ
کسطرح ہون اور طالب نفاست کی علامت یہ ہے کہ ہر ایک شے مین اوسکو خوبصورتی پسند ہو
اگرچہ تنہا ہی ہو یہان تک کہ گھر کے پردون مین بھی خوش وضعی ملحوظ رکھے پس جب حال مختلف
ہوے تو حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمانا بھی درست ہے کہ بعض احوال مین خوش وضعی اور خوش لباسی
مورث دل کے تکبر کا ہوتی ہے اور حدیث شریف بھی درست ہے کہ کبر کو خوش لباسی ضرور نہین
اور نہ خوش لباسی ہمیشہ موجب کبر ہو گو کبھی مورث کبر ہوتی ہو حاصل یہ کہ اس باب مین احوال مختلف ہین
اور سب سے اچھی پوشاک وسط درجے کی ہے جسمین نہ شہرت عمدگی کی ہو نہ خرابی کی اور آنحضرت

جو اللہ کے نزدیک متواضع ہو۔ اور ایک عادت یہ ہے کہ اپنے گھر کی کوئی چیز اپنے ہاتھ مین اوٹھا کر نہ لاوے متواضع آدمی ایسا نہین کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر بنفس نفیس چیزین لے آتے تھے اور حضرت علی رضہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے عیال کے واسطے کچھ اوٹھالاوے تو اوسکے کمال مین کچھ بٹہ نہین لگتا حضرت ابوعبیدہ جراح جسوقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام مین لیجاتے تھے اور ثابت بن ابی مالک روایت کرتے ہین کہ جن دنون حضرت ابوہریرہ رضہ مروان کیطرف سے خلیفہ تھے مین نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیون کا گٹھا اوٹھائے لاتے ہین اور مجھے فرماتے ہین کہ امیر کو راستہ دو اور اصبغ بن نباتہ تابعی فرماتے ہین کہ اب تک میری آنکھون مین گویا تصویر بندھ رہی ہے کہ حضرت عمر رضہ بائین ہاتھ مین گوشت اور داہنے مین درہ لیے بازار مین گشت کرتے ہوے اپنے گھر مین داخل ہوے اور بعض تابعین سے روایت ہے کہ مین نے دیکھا کہ حضرت علی رضہ نے ایک درم کا گوشت خرید کر اپنی چادر مین رکھ لیا مین نے عرض کیا کہ لائیے مین لیے چلون آپ نے فرمایا کہ عیالدار ہی کو اسکا لے چلنا زیبا تر ہے۔ اور ایک عادت لباس پہننے کی ہے کہ اس سے بھی تکبر اور تواضع ظاہر ہوتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْبَذَاذَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ ہارون راوی حدیث کہتے ہین کہ مین نے حضرت معن رضہ سے بذاذت کے معنی پوچھے اونھون نے فرمایا کہ اس سے مراد گھٹیا لباس ہے۔ اور زید بن وہب رح راوی ہین کہ مین نے حضرت عمر رضہ کو دیکھا کہ درہ لیکر بازار مین نکلے جو چادر کہ اوسوقت پہنے تھے اوسمین چودہ پیوند تھے جنمین سے بعضے چمڑے کے بھی تھے۔ اور حضرت علی رضہ پر جو بعضے شخصون نے پیوند لگے چادر کے باعث اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دلمین خشوع ہوتا ہے اور لوگ اقتدا کرتے ہین۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اچھا ہونا کپڑون کا دل کے لیے اترانے کا سامان ہے۔ اور طاؤس رح کہتے ہین کہ باوجودیکہ مین اپنے انھین دو کپڑونکو دھو لیتا ہون پھر بھی جب تک اوجلے رہتے ہین مین اپنے دل کو نہین پہچانتا۔ اور روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے لیے قبل خلافت لباس ہزار دینار کا لیا جاتا تھا تو فرماتے تھے کہ ہمین اگر سختی سنوتی تو بہت عمدہ تھا خلافت کے بعد اونکا لباس پانچ درم کو مول آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اسمین یہی عیب ہے کہ نرم ہے ورنہ بہت خوب تھا لوگون نے پوچھا کہ حضرت آپ کا لباس اور سواری اور عطر سابق کا کہان گیا آپ نے فرمایا کہ مجکو خدای تعالے نے نفس زینت پسند اور شائق عنایت کیا ہے دنیا مین جو مرتبہ آتا گیا اوس سے اعلی مرتبے کی خواہش کرتا گیا یہان تک کہ جب سلطنت کا مزہ اونسے چکھا

ح بروایت ابوہریرہ رضہ

ح ادنی لباس ایمان مین سے ہے ۱۲ ابوداؤد ابن ماجہ بروایت ابوامامہ بن ثعلبہ ۱۲

وجھون مین سے ایک کی جہت سے پرانا پہن لیا تھا - اور ایک عادت یہ ہے کہ دوسرے سے ملنے نجاوے گو اوسکے ملنے سے خیر و برکت دینی دوسرے کو ہوتی ہے یہ بھی تواضع کے خلاف ہے - روایت ہے کہ سفیان ثوری رح رملہ مین تشریف لائے اونکے پاس ابراہیم بن ادہم نے آدمی بھیجا کہ میرے پاس تشریف لاکر کچھ حدیث سنایئے حضرت سفیان رح تشریف لائے لیکن لوگون نے ابراہیم بن ادہم رح سے کہا کہ آپ ان جیسے لوگون کو بھی بلواتے ہین یعنی خود جانا چاہیے تھا اونھون نے جواب دیا کہ مین اونکی تواضع کا امتحان کیا چاہتا تھا - اور ایک عادت یہ ہے کہ دوسرا شخص آکر اپنے پاس بیٹھے تو برا معلوم ہو سامنے بیٹھے تو مضائقہ نہین اور تواضع اسکے برعکس ہے چنانچہ ابن وہب روایت کرتے ہین کہ مین ایک بار عبدالعزیز بن ابی رواد کے پاس بیٹھا اور میرا زانو اونکے زانو سے لگ گیا مین ذرا کنارے کو ہوا اونھون نے میرا کپڑا پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ تم لوگ وہ معاملات کیون کرتے ہو جو جابرون کے ساتھ کیا کرتے ہین مین اپنے آپ سے برا تم مین سے کسیکو نہین جانتا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ مدینہ منورہ کی لونڈیون مین سے ایک لونڈی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہان چاہتی لیے پھرتی آپ اپنا ہاتھ اوس سے نہ چھڑاتے

ے الا خوش باش کان محبوب جان را	بدرویشان و مسکینان سرے ہست

اور ایک عادت یہ ہے کہ بیمارون کے پاس نہ بیٹھے اور اونسے احتراز کرے یہ بھی تکبر مین داخل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک آدمی آیا کہ اوسکے چیچک نکلی تھی اور اوسمین سے پانی بہتا تھا آپ اوسوقت مع اصحاب رض کھانا تناول فرماتے تھے وہ شخص جسکے پاس بیٹھا وہی اوسکے پاس سے علیحدہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے پاس بٹھلایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رض اپنے کھانے سے کسی کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دسترخوان پر بٹھلاتے اور ایک عادت یہ ہے کہ گھر مین اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کرے اور تواضع اسکے خلاف ہے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے یہان ایک مہمان رات کو آیا اوسوقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ مین تیل نہ تھا گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ آپ فرماوین تو مین اسکو درست کردون آپ نے فرمایا کہ مہمان سے خدمت لینی اچھی بات نہین اونسے کہا کہ خادم کو جگا دون آپ نے فرمایا کہ وہ ابھی کچی نیند مین ہے یہ کہکر آپ ہی اوٹھے اور کپی لیکر چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ ہی نے تکلیف کی فرمایا کہ جب مین تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا اب پھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہون مجھہ مین سے کچھہ کم نہین ہو گیا اور لوگون مین سے بہتر وہی ہے

ہم جھوٹے ہین پس ان افعال متکبرین کے جو وہ لوگ مرتکب ہوتے ہین صرف ریا کی جہت سے ہوتے ہین اور متکبر کا لفظ جو بولا جاتا ہے تو اکثر اوس شخص پر بولا جاتا ہے جو مرتکب ان افعال کا اس جہت سے ہو کہ باطن مین کبر و عجب ہے اور لوگون کو حقارت کی نظر سے دیکھنا چاہتا ہی اور اس قسم کے ریا والے کو متکبر کہنا صرف اسواسطے ہے کہ اوسکے افعال مشابہ کبر کے افعال کے ہین

آٹھوان بیان تواضع والون کے اخلاق کا اور تفصیل اون افعال کی جنمین اثر تواضع اور تکبر کا ظاہر ہو جاننا چاہیے کہ تکبر آدمی کی وضع مین ہوتا ہے جیسے چہرہ پھلانا اور کن انکھیون دیکھنا اور گردن ڈالنا اور چار زانو خواہ تکیہ لگا کر بیٹھنا اور گفتگو مین بھی ہوتا ہے حتی کہ آواز مین اور بیان کرنیکی صنعت مین پایا جاتا ہے اور نیز چال اور نشست و برخاست مین اور افعال کرتے وقت کی حرکات و سکنات مین غرض جب ایک حال سے دوسرے مین بدلتا ہے ہر ایک مین ظاہر ہوا کرتا ہے پس بعض متکبر تو ایسے ہوتے ہین کہ ان سب باتون مین تکبر کرتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ چند چیزون مذکورہ بالا مین تکبر کرتے ہین اور چند مین تواضع کچھہ ایک عادات کا بیان کر دیا جاتا ہے مثلا بعضون کی یہ عادت ہوتی ہی کہ لوگ ہمارے سامنے کھڑے رہین یا ہماری تعظیم کو کھڑے ہو جایا کرین تو یہ عادت متکبرین کی ہی حضرت علی رض فرماتے ہین کہ جسکو یہ منظور ہو کہ دوزخی آدمی کو دیکھے تو وہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہو اور لوگ اوسکے سامنے کھڑے ہون۔ اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ صحابہ کرام رض کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی نہ تھا اور باوجود اسکے جب آپ کو دیکھتے تھے تو تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آپ کو یہ کھڑا ہونا پسند نہین اور بعضون کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جب تک کوئی پیچھے پیچھے ساتھہ کا آدمی نہو تب تک نہین چلتے یہ بھی بری عادت ہے۔ حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ بندہ اللہ تعالے سے دور ہو جاتا ہے جب تک کہ اوسکے پیچھے لوگ چلتے ہین۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف اپنے غلامون سے پہچانے نہ پڑتے کیونکہ صورت ظاہری یعنی لباس وغیرہ مین کچھہ فرق نہین کرتے تھے انکا اور اپنا ایک سا حال رکھتے تھے اور کچھہ لوگ حضرت حسن بصری رح کے پیچھے چلے تو آپ نے اونکو روک دیا اور کہا کہ اس سے بندہ کے دل مین کچھہ رہتا نہین۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اصحاب رض کے ساتھہ چلتے تو اونکو آگے بڑھنے کو فرماتے اور آپ بیچ مین چلتے یہ امر یا تو دوسرون کی تعلیم کے لیے تھا یا اپنے نفس مبارک سے وسواس شیطانی کبر و عجب کا دفع کرنا منظور تھا جسطرح نئے کپڑے کو بدن مبارک سے اثناء نماز مین اوتار کر انھین دونون

آداب صحبت جلد دوم مین گذری ۱۲

ابو منصور دیلمی نے فردوس مین بروایت ابو امامہ یہ نقل کی ہے مگر اوسکی سند مین بہت سے ضعیف راوی ہین ۱۲

باب الصلوۃ مین گذری ۱۲

سمجھتا ہے مگر کسی سبب سے اوسپر غصے ہو گیا ہے تو غصے کے باعث اوسکی طرف سے دل مین کینہ
جمگیا ہے اسلیے اوسکا نفس اس بات کو نہین چاہتا کہ اوسکے سامنے تواضع کیجیے گو اوسکے نزدیک
وہ شخص مستحق تواضع ہے جیسے اکثر رذیل آدمی حقد کے مارے کسی خاص بزرگ کے لیے تواضع نہین
کرتا اور اسی بغض سے یہ بات بھی ہوتی ہے کہ اگر امر حق اوس بزرگ کیطرف سے آوے تو نہ مانے
یا وہ نصیحت کرے تو نہ سنے اور کوشش کرتا پھرے کہ کسیطرح اوس سے آگے بڑھجاؤن گو یہ جانتا ہو
کہ مجھے استحقاق نہین اور اگر اوس بزرگ پر کچھ ظلم کرے تو نہ اوس سے معاف کرانے جاوے اور نہ عذر
پیش کرے اور جو بات اپنے آپ کو نہ آتی ہو اوسکے دریافت کرنے کے لیے اوسکے پاس نہ جاوے
اور حسد کا بھی یہی حال ہے کہ اس سے بھی محسود کے ساتھ بغض ہوتا ہے گو اوسکی طرف سے کچھ ایذا
نہ پہونچی ہو اور نہ کوئی ایسا سبب ہوا ہو کہ جس سے نوبت غصے اور کینے کی پہونچے حسد کے مارے
بھی امر حق کا منکر ہو جاتا ہے اور نصیحت کو نہین مانتا اور علم تحصیل نہین کرتا بہت سے جاہل ایسے
ہین کہ علم کے مشتاق ہین مگر جاہل کے جاہل رہتے ہین اسلیے کہ اپنے شہر کے عالم سے خواہ اپنے
کسی رشتہ دار سے بباعث حسد نہین پڑھتے اوس سے پھرے رہتے ہین اور اوسپر تکبر کرتے ہین
باوجودیکہ جانتے ہین کہ وہ شخص علم کی جہت سے مستحق تواضع ہے مگر حسد اونکو اس بات پر اوبھارتی
ہے کہ اوس سے معاملہ متکبرون کا سا کرتے ہین اگرچہ باطن مین اوسکے نفس کو اپنے آپ سے زیادہ
سمجھتے ہین۔ اور ریا بھی مقتضی متکبرون کے اخلاق کی ہے یہان تک کہ آدمی ایسے شخص سے
مناظرہ کرتا ہے جسکو جانتا ہے کہ قطعاً مجھسے بہتر ہے اور پہلے سے کچھ معرفت یا حسد یا بغض بھی
نہین ہوتا مگر اوسکی حق بات اسلیے نہین مانتا اور اس سے استفادہ اسلیے نہین کرتا کہ لوگ یہ
نہ کہین کہ دوسرا شخص اس سے افضل ہے اس صورت مین باعث تکبر صرف ریا ہی ہے اور اگر بالفرض
تنہائی مین اوس شخص کے پاس ہوتا تو تکبر نکرتا بخلاف اوس تکبر کے جو عجب اور حسد و بغض سے
ہوتا ہے کہ وہ خلوت مین بھی یکسان ہے اگر حاسد و محسود کے ساتھ تیسرا کوئی اور نہو جب بھی
حاسد کو اوسپر تکبر ہوگا۔ اسیطرح بعض لوگ ریا کے لیے اپنا نسب شریف کر لیتے ہین اور جانتے ہین
کہ ہم اس دعوی مین جھوٹے ہین مگر تاہم ایسے جھوٹے نسب سے دوسرون پر تکبر کرتے ہین
جو اوس نسب کے نہون اور مجالس مین اونسے ترفع اور راستون مین تقدم کے خواہان ہوتے ہین
اور اگر کوئی شخص غیر کی تعظیم و توقیر انکی برابر کرے تو ناخوش ہوتے ہین حالانکہ باطن مین جانتے ہین
کہ ہم مستحق اس تعظیم کے نہین اور نہ کبر باطن مین ہے کیونکہ یہ تو خود اونکو معلوم ہے کہ دعوی نسب مین

شخص کا قول مال اور اولاد کے تکبر کی جہت سے تھا پھر انجام اوسکا یہ ہوا کہ کہنے لگا یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّیْٓ اَحَدًا اور اسی قبیل سے تکبر قارون کا تھا کہ جب بن سنور کر اپنی قوم مین نکلا تو لوگ کہنے لگے کہ کیا خوب ہو جو ہمکو بھی قارون کا مال ملے چھٹا امر تکبر کا قوت و زور ہے جس سے کم زورون پر تکبر کیا کرتے ہین ساتوان امر تکبر کا کثرت تابعین و مددگارون اور شاگردون اور غلامون اور کنبے اور رشتہ والون کی ہے بادشاہ تو کثرت لشکر سے تکبر کرتے اور علما کثرت شاگردون سے - اور حاصل ان سب امور کا یہ ہے کہ جو نعمت کہ اوسکا کمال ہونا متصور ہوسکی گو واقع مین وہ کمال نہو اوس سے تکبر کرنا ممکن ہے یہان تک کہ مخنث بھی اپنے ہمسرون پر تکبر کرنے لگتا ہے کہ مین اس صنعت سے زیادہ ماہر ہون تو چونکہ وہ اسکو بھی کمال جانتا ہے اسلیے فخر کرتا ہے کہ اوسکا فعل موجب بربادی و عذاب کا ہے اسیطرح فاسق کبھی کثرت شراب خواری اور کثرت جماع و اغلام کا فخر کرتا ہے کیونکہ اپنے گمان مین اسیکو کمال جانتا ہے حالانکہ اوسمین غلطی کرتا ہے یہ باتین ہین کہ جنسے آدمی ایک دوسرے پر کبر کیا کرتے ہین جسکو کوئی چیز حاصل ہے وہ اوسپر تکبر کرتا ہے جسکو کہ وہ چیز نہین حاصل ہے یا اوسکی دانست مین اوسکی نسبت کم ہے گو خدا کے نزدیک بعض اوقات اوسکے برابر یا زیادہ ہی ہو مثلاً عالم جو اپنے علم کا تکبر ایسے شخص پر کرے جو اوس سے زیادہ جانتا ہو تو اسلیے کرتا ہے کہ اپنی دانست مین اپنے آپکو زیادہ فاضل سمجھتا ہے

ساتوان بیان اون اسباب کا جنسے تکبر پہچان مین آتا ہے یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ کبر خلق باطن کا نام ہے اور جو کچھ اوس سے اخلاق و افعال ظاہر ہوتے ہین وہ اوسکا ثمرہ اور نتیجہ ہوتے ہین اون اخلاق و اعمال کو تکبر کہنا مناسب ہے اور کبر صرف امر باطن ہی کا نام ہے یعنی اپنے نفس کا بڑا جاننا اور اوسکی قدر کو دوسرے کے نفس کی قدر سے زیادہ سمجھنا اور اس امر باطن کا صرف ایک ہی سبب ہے جسکو عُجب کہتے ہین جسکے معنی آگے آتے ہین کیونکہ آدمی جب اپنے نفس خواہ علم یا عمل یا کسی اور سبب سے عجب کریگا تو اپنے نفس کو بڑا جانکر تکبر کریگا اور تکبر ظاہری کے تین سبب ہین ایک تو تکبر والے مین ہوتا ہے اور دوسرا اوسمین جسپر تکبر ہو اور تیسرا سبب ایسا ہوتا ہے جو ان دونون کے سوا اور کسی سے متعلق ہو جو سبب کہ متکبر مین ہوتا ہے وہ تو وہی ہے جو کبر باطنی کا سبب ہے یعنی عجب اور جو متعلق اوس شخص سے ہے جسپر تکبر ہوتا ہے وہ حقد اور حسد ہے اور جو سبب کہ متعلق غیر سے ہے وہ ریا ہے پس اس اعتبار سے چار سبب ہوے عجب اور کینہ اور حسد اور ریا - عجب سے تو ظاہر ہے کہ کبر باطنی پیدا ہوتا ہے اور کبر باطنی سے تکبر ظاہری اعمال اور اقوال و احوال مین سرایت کرتا ہے اور کینہ بعض اوقات بے عجب بھی تکبر پر لے ڈالتا ہے مثلاً کوئی شخص دوسرے کو اپنے برابر یا زیادہ

اور اوس شخص سے کہا کہ تو میرے رخسار کو پامال کر تو اب دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضؓ کو کسطرح آگاہ کیا جب معلوم کیا کہ یہ اپنے آپکو بہتر سمجھتے ہین اس نظر سے کہ گوری عورت سے پیدا ہوئے ہین اور یہ اونکی خطا اور زنا والی ہے اوسیواسطے ہی اسکے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے کیسی توبہ کی اور اپنے نفس سے کبر کی جڑ کس طرح اکھاڑی کہ جسپر تکبر کیا تھا اوسی سے کہا کہ اپنا تلوا میری رخسار پر رکھ کیونکہ اونھون نے جان لیا کہ عزت کی جڑ بدون ذلت کے نہین جاتی اور اسی قبیل سے یہ بھی روایت ہے کہ دو شخصون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باہم فخر کیا ایک نے دوسرے کو کہا کہ مین فلان شخص فلانے کا بیٹا ہو تو بتلا تو کون ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام کے سامنے دو شخصون نے اسی طرح فخر کیا تھا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین فلانے کا بیٹا اور فلانے کا پوتا اور فلانے کا پڑپوتا ہون اسی طرح نو پیڑھی گن گیا اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ جو شخص فخر کرتا ہے اوس سے کہدو کہ وہ نو کے نو دوزخ مین جاوینگے اور تو دسوان ہے۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اپنے باپ دادون کا فخر کرتے ہین حالانکہ وہ جہنم کے کوئلے ہوگئے ہین یا خدا ے تعالے کے نزدیک گبروٹے سے بھی ذلیل ہین جو دن بھر اپنی ناک سے غلیظ کریدتا رہتا ہے۔ چوتھی چیز تکبر کی جمال ہے اور یہ اکثر عورتون مین ہوتا ہے اس سے بھی یہی ثمرہ ہوتا ہے کہ دوسرے کے نقصان و عیب و غیبت زبان پر آتی ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ روایت کرتی ہین کہ ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی مین نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ بونی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اوسکی غیبت کی۔ اور اسکا منشا بھی کبر پوشیدہ تھا اسلیے کہ اگر مثلاً خود چھوٹے قد کی ہوتین تو اوسکو بونی نہ کہتین تو گویا اپنے قد کو اچھا جانا اور اوسکے مقابل دوسری عورت کو جھوٹا سمجھکر بونی کہدیا۔ پانچوان امر تکبر کا مال ہے یہ بادشاہون مین خزانے کے باب مین ہوتا ہے اور سوداگرون مین مال تجارت مین اور گاون والون مین انہی کے باب مین اور آرائش والون مین لباس اور سواری کے باب مین۔ پس جو غنی ہوتا ہے وہ فقیر پر تکبر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو بھیک منگا اور مسکین ہے مین چاہون تو تجھ جیسے کو خرید لون اور تجھسے اچھے اچھون سے خدمت لون اور تیری اصل کیا ہے میرے گھر کا سامان تیرے سارے مال سے بڑھکر ہے جتنا تو سال بھر مین کھاتا ہے اتنا مین ایک روز مین دے ڈالتا ہون غرض اس طرح کی باتین اسی لیے کرتا ہے کہ تونگری کو بڑا اور مفلسی کو حقیر جانتا ہے اسلیے کہ آفت تونگری اور فضیلت مفلسی سے جاہل ہے جسکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا دوسرے نے جواب دیا اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا اور پہلے

بروایت ابن ماجہ عن ابن عمر رضؓ ۱۲ ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان بروایت ابوہریرہ رضؓ ۱۲ باب اثبات الملائکہ مین قشیری ۱۲ پھر بولا تو دوسرے جن تیرے منہ پر تھوکے گا اوس سے مجھ پاس زیادہ مال اور آبرو کے لوگ ۱۲ الٰہی تو دیکھتا ہے مجکو کہ مین اوسکو تجھسے مال اور اولاد مین قیامت سے کہ یہ بونی مجھ سے بہتر ہے اور مجھکو اپنی عزت و آبرو کا خیال ہے اور اپنے جیسا ایک بھیجکر اوسکو ہلاک کرنا چاہتا ہے ۱۲

مین ہر ایک فن جانتا ہون اور حقائق سے آگاہ اور استادون مین سے فلان فلانکو مین نے دیکھا تم کون ہو اور کیا تمھاری فضیلت ہے حدیث مین کیا سنا ہی یہ سب باتین اسلیے کہتا ہے کہ اپنی بڑائی اور دوسرے کی حقارت ہو۔ اور یہ بات اس طرح ہے کہ مناظری مین کوشش کرے کہ دوسرے کو ہرادون آپ نہ ہارون اور رات دن ایسی ہی علوم کی تحصیل مین بسر کرے جو علم مجلس مین کام آوین مثلاً مناظرہ اور مجادلہ اور انشا پردازی اور سجع طرازی اور فنون عجیبہ کا یاد کرنا اور احادیث کے الفاظ اور اسناد یاد کرنے تاکہ ہمسرون پر عظمت و عزت حاصل ہو اور اگر کسی ہی غلطی الفاظ و اسناد ہو تو اوسکو گرفت کرے اسلیے کہ دوسرے کا نقصان ظاہر ہو ایسا شخص جب دوسری ہی غلطی ہوتی ہی تو خوش ہوتا ہے کہ مجکو موقع غلطی بتانے کا مل گیا اور اگر کوئی صحیح بیان کرتا ہے تو برا معلوم ہوتا ہے اس خوف سے کہ کہین لوگ اوسکو میری نسبت بڑا نجانین یہ سب باتین اخلاق اور آثار کبر کے ہین جو علم اور عمل کے سبب پیدا ہوتے ہین اور ایسا شخص کہان ہے جو ان سب سے یا بعض سے خالی ہو اب کوئی یہ بتلاوے کہ جو شخص ان اخلاق کا پابند ہے اور یہ حدیث شریف بھی اوسکو معلوم ہے کہ جنت مین ایسا شخص نہ جاوے گا جسکے دل مین رائی کے دانہ کے برابر کبر ہو تو وہ کس طرح اپنے نفس کو بڑا جانتا ہی اور دوسرے پر تکبر کرتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو اوسکو دوزخی بتلاتے ہین بڑا تو وہ ہے جس مین یہ صفت نہو اور جس مین یہ صفت نہوگی اوسمین عزت و کبر نہوگا۔ عالم اوسکو کہنا چاہیے جو یہ سمجھے کہ خدای تعالے کا بندہ کو یہ ارشاد ہے کہ تیری قدر ہمارے یہان جبھی تک ہی جبتک تو اپنے نفس کی قدر نہ سمجھے اور اگر نفس کی کچھ قدر سمجھے گا تو تیری قدر ہمارے یہان نہوگی اور جو یہ بات نجانتا ہو اوسکو عالم کہنا جھوٹ ہے اور جو اسکو دین کی بات سمجھتا ہے اوسکو تکبر نکرنا اور اپنے آپکو ہیچ سمجھنا لازم ہے یہ اوس کبر کا حال تھا جو علم و عمل کے سبب سے ہو تیسری چیز تکبر کی حسب و نسب ہے پس جسکا نسب شریف ہی وہ ایسی شخص کو حقیر جانتا ہے جسکا ویسا نسب نہو گو اوس سے علم و عمل مین بڑھکر ہو۔ اور بعض آدمی ایسا تکبر نسب کا کرتے ہین کہ گویا دوسرونکو اپنا غلام تصور کرتے ہین اور اونکے ملنے جلنے اور پاس بیٹھنے سے نفرت کرتے ہین اور فخر نسب کا اونکی زبان پر رہتا ہے دوسرونکو کہتے ہین کہ تو کیا اصل رکھتا ہے تیرا باپ کون تھا مین فلانی کا بیٹا فلانے کا پوتا ہون تجھ جیسے کی کیا طاقت کہ میرے سامنے بولے یا میری طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھے اور تو ہم جیسون سے بولتا ہے وغیرہ اور یہ ایک ایسی چھپی رگ نفس مین ہے کہ نسب والے اس سے خالی نہین ہوتے اگرچہ نیکبخت اور عاقل ہون مگر بعض دفعہ اعتدال احوال کے وقت اون سے یہ امر ظاہر نہین ہوتا لیکن غلبۂ غضب مین تو عقل تاریک پڑ جاتا ہی اوسوقت یہ بات ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ حضرت ابوذر رضہ سے مروی ہی کہ اونھون نے فرمایا کہ مجھسے اور ایک شخص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تکرار ہوئی مین اوسکو کہہ بیٹھا کہ او کالی عورت کے بچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر طَفِ الصَّاعَ طَفِ الصَّاعَ لَيْسَ لِابْنِ الْبَيْضَاءِ عَلَى ابْنِ السَّوْدَاءِ فَضْلٌ یعنے دونون پلہ برابر ہین گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کچھ زیادتی نہین حضرت ابوذر رضہ فرماتے ہین کہ یہ سنکر مین لیٹ گیا اور

۱ ابوذر غفاری ۲ ابن سمیہ (ابن عم رسول صلعم) ۳ اصل میں ابن الاسود ہے

بہتر سمجھتا ہے مگر کوشش کرکے تواضع کرتا ہے اور ایسے افعال بجالاتا ہی جیسے وہ لوگ کرتے ہین جو دوسرونکو اپنی نسبت بہتر سمجھتے ہین تو ایسے شخص کے دل مین درخت کبر کا تو جما ہوا ہی مگر اوسنے اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالین ہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ کبر کو افعال مین بھی ظاہر کرے مثلاً اونچا بیٹھے اور ہمسرون سے آگے بڑھنا چاہے اور جو کوئی اسکے حق مین قصور کرے اوسکو بُرا جانے اور صالمہ مین ادنی بات یہ ہوتی ہے کہ ایسا رخ بدلتا ہے گویا منہ پھیر لیا اور عابد روی ترش ہوتا ہے اور ماتھے پر شکن ڈالتا ہے گویا لوگون سے کنارہ کش اور اونکو حقیر جانتا ہے یا اونپر غصہ ہے اور بیچارہ کو یہ خبر نہین کہ تقوے ماتھے مین نہین کہ اوسپر شکن ڈالا جاوی نہ بھوں مین ہے کہ اوسکو ترش کیا جاوی نہ رخسار مین ہے کہ اوسکو پھیرا جاوے نہ گردن مین ہی کہ اوسکو جھکایا جاوی نہ دامن مین ہے کہ اوسکو اٹھا کیا جاوی تقوی تو دلون مین ہے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا یعنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تقوی یہان ہے اور یہ ظاہر ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب مخلوق سے زیادہ بزرگ و متقی تھے اور باوجود اسکے سب سے زیادہ خلیق اور کثرت سے کشادہ پیشانی اور متبسم اور ملنسار تھے اسی لیے حارث بن جزء زبیدی صحابی رضہ فرماتے ہین کہ مجھے پڑھنے والون مین سے کشادہ رو اور خندہ پیشانی اچھے معلوم ہوتے ہین مگر جو لوگ ایسے ہین کہ تم اونکے ساتھ کشادہ پیشانی ہوکر ملو اور وہ تم سے ناک بھون چڑھاکر ملین اور اپنے اعمال کا تمپر احسان کرین تو ایسونکی خدای تعالے مسلمانون مین کثرت نکرے اور اگر اللہ تعالی کو یہی بات پسند ہوتی تو اپنے نبی کو یہ ارشاد کیون فرماتا کہ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ تیسرا مرتبہ اون لوگون کا ہی کہ کبر اونکی زبان پر اسقدر ظاہر ہو کہ اوسکے مارے دعوی اور مفاخرت و مباہات اور تزکیہ نفس اور احوال و مقامات کا ذکر اور دوسرون پر علم و عمل مین غالب ہونا اختیار کرے اس فرقہ کی نسبت دوسری مرتبہ کے لوگون کی عادت و احوال مین اتنا کبر کا کم ظاہر ہوتا ہے انمین بہت ظاہر ہوتا ہے مثلاً عابد تفاخر کے مقام مین دوسرے عابد کو کہتا ہے کہ وہ کون ہے اور اوسکا عمل کیا ہے اور زہد اوسکو کہان سے ہوا تھا غرض دوسرے کے بہت سے عیب بیان کرکے پھر اپنی تعریف کرتا ہے کہ مین نے اتنے دنون سے روزہ نہین افطار کیا اور رات کو سوتا نہین اور ہر ایک ختم قرآن مجید کا ہر روز کرتا ہون اور فلان شخص صبح کو سو رہتا ہی اور بہت تلاوت نہین کرتا یا جو اسی قسم کی باتین ہون۔ اور کبھی اپنی نفس کے تزکیہ کا دعوی کسی اور کلام کی لپیٹ مین ہوتا ہے مثلاً کہتا ہی کہ فلان شخص نے ہمکو تکلیف دینی چاہی تھی تو اوسکا بیٹا مر گیا یا مال لُٹ گیا یا بیمار ہو گیا وغیرہ کہ ہمین اپنی کرامت کا دعوی ہی کہ ہم ایسے ہین اور مباہات اسطرح ہی کہ مثلاً عابد کو کسی ایسی قوم مین جا پڑی جو تہجد گزار ہون وہان جو شب بیدار رہی اور جتنی نماز پڑھا کرتا تھا اوس سے زیادہ پڑھے اور اگر وہ لوگ بھوکھ کے عادی ہون تو خود بھی صبر کرے یہانتک کہ اونپر غالب آجاوے اور اونکو معلوم ہو جاوی کہ ہم سے زیادہ قوی ہی ہم عاجز ہین اسی طرح عبادت مین زیادتی اسی خوف سے کرتا ہی کہ کوئی یہ نہ کہے کہ اسکی نسبت تو فلان شخص زیادہ عابد ہی اور دین مین قوی تر ہی۔ اور عالم کا تفاخر اس طرح ہوتا ہے کہ اپنی مخاطب کو کہتا ہی کہ

۱ مسلم بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲
۲ جلد دوم اخلاق نبوت مین گذری ۱۲
۳ اور آپکے بلند رتبہ اور اونچے درجہ اور اونکے واسطے جو خاص صفات مین ایمان لاوے

مذکور اوسکی مغفرت دشوار جانتا ہو اور سبات مین تو کچھ شک ہی نہین کہ خدا کی نزدیک وہ مغضوب ہو گیا اور اگر وہی شخص کسی دوسرے مسلمان کو ایذا دی تو عابد کو اتنا برا نہ معلوم ہوا سکی وجہ یہی ہے کہ اپنے نفس کی قدر زیادہ سمجھتا ہے حالانکہ اس مین کئی خرابیان ہین جہالت اور کبر اور عجب اور مغرور ہونا اسد پر اور کبھی بیوقوفی ایسے لوگون کی یہانتک بڑھتی ہی کہ کہنے لگتے ہین کہ دیکھو اوسکا کیا حال ہوتا ہے اور اگر اتفاقاً موذی پر کوئی رنج ومصیبت آتی ہے تو اپنی کرامت سمجھتے ہین کہ خدا نے ہمارا بدلہ لیا اور یہ نہین دیکھتے کہ بہت سے گروہ کفار کے اسد ورسول کو گالیان دیتے ہین اور بہتون نے انبیا کو ایذا دی بلکہ بعضونکو تو مار ہی ڈالا اور بعضونکو اور تکلیفین دین مگر خدا تعالے نے کافرون کو دنیا مین مہلت دی اور عذاب نکیا بلکہ بعضے اون مین سے مسلمان ہو گئے اور اونکو دنیا مین کچھ تکلیف ہوئی نہ آخرت مین ۔ پس یہ جاہل متکبر سمجھتے ہین کہ ہم اسد کے نزدیک اوسکے انبیا سے زیادہ ہین کہ اپنی انبیا کا انتقام نہ لیا اور ہمارا عوض لیا اور یہ نہین معلوم کہ شاید اس کبر وعجب کی وجہ سے وہ لوگ خدا کے نزدیک مغضوب ہون اور اپنے نفس کے ہلاک ہونے کی خبر نرکھتے ہون یہ اعتقاد تو کبر والون کا ہوتا ہے اور دانا عابد یون کہا کرتے ہین جیسے عطاء سلمی سے آندھی چلتی یا بجلی گرنے کے وقت کہا کرتے تھے کہ جو کچھ خلق کو مصیبت پہونچتی ہی وہ میری سبب سے ہے اگر عطاء سلمی مرجاوے تو لوگ چھٹی پاوین یا ایک اور شخص نے عرفات سے پھرتے ہوئے کہا تھا کہ مجکو توقع تھی کہ اگر مین نہوتا تو سب پر رحمت ہوتی ۔ پس دو قولون مین فرق دیکھنا چاہیے کہ دانا تو اسد سے ظاہر و باطن مین ڈرتا ہی اور اپنے نفس پر خائف ہے عمل کو ناچیز جانتا ہے اور احمق دل مین ریا اور کبر اور حسد اور عداوت آنی رکھتا ہے کہ شیطان اوسکو مسخر بنائی رکھتا ہے پھر اوپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عمل کا خدا پر احسان رکھتا ہے خلاصہ یہ کہ جس کا اعتقاد یقینی اسبات پر ہو کہ مین کسی بندے سے بہتر ہون تو اوسنے اپنے سب عمل برباد کیا یسلیے کہ جہالت سب مین بڑا گناہ ہے اور خدا سے دور کرنے کے لیے بڑی چیز ہے اور اپنے نفس پر حکم بہتری کا دوسرے کی نسبت کرنا محض جہالت اور بیخوف ہونا عذاب الہی سے ہے فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ اسی لیے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر خیر کسی شخص کا ہوا ایک روز وہ شخص آیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہی شخص ہے کہ جسکا ذکر ہم نے آپ کی خدمت مین کیا تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے تو اوسکے چہرہ مین نشان شیطان کا معلوم ہوتا ہی پس جب اوس شخص نے آکر سلام کیا اور آپ کے اور اصحابؓ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اوس سے فرمایا کہ مین تجھسے بقسم پوچھتا ہون کہ تیرے جی مین یہ بات ہے کہ نہین کہ قوم مین مجھسے افضل اور کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ بیشک میرے دل مین یہی بات ہے دیکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اوسکے دل کی بات کو چہرہ پر آثار شیطانی کی شکل مین دیکھ لیا بہرصورت یہ آفت ایسی ہے کہ اس سے کوئی عابد خالی نہین ہوتا مگر جسکو خدا بچاوے ۔ اب معلوم کرنا چاہیے کہ آفت کبر کی اعتبار سے عالم اور عابد تین مراتب پر ہین اول درجہ تو یہ ہے کہ کبر دل مین موجود ہی کہ اپنی نفس کو دوسرے سے

جو لوگ خواب مین ہوتے ہین اسد سے ڈرتے نہین ۔ اسد سے ڈرنا جو ہوشیار ہین اونکا کام ہی ۔ دوا ر محمد مصطفی عفی عنہ ۱۲ انس

اونکا کبر یون ہے کہ اپنے نفس کو ناجی خیال کرین اور لوگونکو تباہ کار اور ہلاک شدہ تصور کرین اور واقع مین ہلاک شدہ
وہی ہین اگر یہی صورت ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو سنو
کہ لوگون کو کہتا ہے کہ سب ہلاک ہوئے تو معلوم کرلو کہ سب سے زیادہ ہلاک وہ ہوگا اور یہ آپ نے اسواسطے فرمایا کہ اوسکا یہ
کہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ خلق اللہ کو حقیر جانتا ہے اور اللہ پر مغرور ہوکر اوسکے عذاب و سطوت سے نڈر ہے
اور نہ معلوم کہ اوسکو خوف کیون نہین لوگون کے حقیر جاننے کی برائی کیا اوسکے ذمہ کم ہے وہی کافی ہی چنانچہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد کو اتنی ہی شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمانکو حقیر جانے اور جو شخص کہ عابد کو خدا کے
واسطے محبوب جانے اور خدا کی عبادت کے سبب اوسکی تعظیم کرے اور بڑا جانے اور ایسے درجات کا اوسکے لیے متوقع ہو
جنکا اپنے نفس کے لیے نہو تو اوس شخص مین اور عابد مین بہت فرق ہی اسلیے کہ ایسا شخص تو اس وجہ سی کہ اوسنے خدا کے
واسطے عابد کی تعظیم کی نجات پاویگا اور اللہ کا مقرب ہوگا اور عابد چونکہ لوگون سی محترز رہا اور انکے پاس بیٹھنے سے متنفر
غضب الٰہی کا مستحق ہوگا پس کیا تماشے کی بات ہے کہ لوگ تو عابد کی محبت کے سبب اوسکے عمل کا درجہ پاوین
اور وہ خود اونکی حقارت کے باعث مہمل ہوجاوی کہ گویا کوئی عمل ہی نہین کیا۔ چنانچہ روایت ہے کہ بنی اسرائیل مین
ایک شخص تھا کثرت فساد کی باعث اوسکا نام فسادی ہوگیا تھا اور ایک عابد بنی اسرائیل مین کثرت عبادت سے عابد مشہور
ہوگیا تھا اور یہانتک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اوسپر سایہ کیے رہتا تھا وہ شخص فسادی ایک روز اوسکی پاس
گذرا اور دل مین سوچا کہ یہ عابد عبادت مین مشہور ہے اور مین فسادی ہون اگر مین اسکے پاس بیٹھ جاؤن
تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالے مجھپر رحم کرے یہ سوچکر اوسکے پاس جا بیٹھا اور عابد نے سوچا کہ مین تو عابد ہون اور
یہ فسادی ہے میرے پاس کیون بیٹھا اوس سے ننگ کیا اور کہا کہ یہان سی اوٹھ جا خدا تعالے نے اوسوقت کے
نبی کو وحی کی کہ ان دونون سے کہدو کہ عمل از سر نو کرین پہلے اعمال کا یہ حال ہی کہ مین نے فسادی کو بخشدیا
اور عابد کے عمل باطل کردیے۔ اور ایک روایت مین ہے کہ ابر کا سایہ بھی فسادی کے سر پر ہوگیا اس سے معلوم ہوا
کہ خدا تعالے کو بندون سے صرف دل کا قصد مراد ہے پس جاہل گناہگار جب خدا سے ڈر کر تواضع کرے گا تو اپنی
دل سے خدا کا مطیع ہے وہ عالم متکبر اور عابد کبر والے کی نسبت زیادہ مطیع ہوگا۔ اسی طرح روایت ہے کہ ایک
شخص بنی اسرائیل مین کا ایک عابد کے پاس آیا وہ اوسوقت سجدہ مین تھا اوسنے عابد کی گردن پر پاون رکھا
اور کہا کہ اپنا سر اوٹھا بخدا کہ تجکو اللہ نہین بخشے گا خدا تعالے نے اوسپر وحی کی کہ او میری قسم کھانے والے
اسکی نہین بلکہ تیری مغفرت نہین ہوگی اور اسی لیے حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ اون کا پہننے والا کبر مین بہ نسبت حریر پوش
کے زیادہ ہوتا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ حریر پوش گلیم پوش کے سامنے فروتنی کرتا ہے اور افضل اوسیکو سمجھتا ہے
اور گلیم پوش اپنی آپکو افضل سمجھتا اور یہ آفت بھی ایسی ہے کہ کم عابد ہونگے جن مین یہ بات نہو یعنی اگر عابد کی کسی نے سبکی کی یا کچھ ایذا دی تو عابد

۱ مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
۲ مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲
۳ ابو داؤد و حاکم بروایت ابو ہریرہ رض ۱۲

گلون سے تجاوز نکرے گا اور دعوی کرینگے کہ ہمنے قرآن پڑھا ہے ہم سے زیادہ پڑھا ہوا اور عالم کون ہی پھر
آپ نے اصحاب رض کیطرف توجہ فرماکر فرمایا کہ اے امت کے لوگو وہ لوگ تمھین مین سے ہونگے اور سب دوزخ کے گندے
ہونگے۔ اور حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ای لوگو تم عالم جابر مت ہو کہ تمام عمل تمھارے بہل کے برابر نہون۔ اور تمیم داری نے
حضرت عمر رض سے اجازت قصون کی چاہی تو آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ یہ امر مثل ذبح کے ہے۔ اور ایک شخص نے
آپ سے بعد نماز صبح وعظ کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تو پھولکر ثریا تک نہ پہونچ جاوی۔ اور حضرت
حذیفہ رض نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے سوا کوئی اور امام تلاش کر لو یا اکیلے پڑھلیا کرو
اسلیے کہ تمھاری امامت سے میرے جی مین یہ بات گذری کہ مجھسے افضل انمین کوئی نہین۔ مقام غور ہے کہ جب
حضرت حذیفہ رض اس بات سے نہ بچے تو ضعیف آخری زمانہ کے لوگ کیسے بچینگے حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے پردہ پر
ایسے شخص کا وجود کمیاب ہے کہ اوسکو لوگ عالم کہین اور اوسکی رگ عزت حرکت مین نہ آوے اور اگر کوئی ایسا
شخص موجود ہو تو وہ اپنے عہد کا صدیق ہے اوسکو چھوڑنا نچاہیے قطع نظر استفادہ سے اوسکا دیکھنا ہی عبادتمین
داخل ہے ہمکو تو اگر اسطرح کا شخص چین مین بھی سنائی دے تو وہان ہی اوسکے پاس چلدین کہ اوسکی برکت اور سیرت
اور خصلت سے بہرہ اندوز ہون مگر افسوس کہ اس آخری زمانے مین ایسا عالم کہان وہ لوگ اقبال و دولت والے
تھے قرن اول و دوم مین ختم ہو چکے اس زمانے مین تو ایسے لوگ بھی کم ہین جو اس خصلت کے نمونے پر افسوس ہی کرین
اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آپنے قول مبارک سے بشارت ندی جاتے کہ سیاتی علی الناس زمان کالمدھن
تمسک فیہ بعشر ما انتم علیہ نجا تو ہماری اعمال بد تو اسی کی مقتضی تھے کہ ہم دریای یاس و نا امیدی مین
ڈوب جاتے اور اب بھی دسوان حصہ اصحاب رض کے اعمال کا کون کرتا ہے کاش اگر سوان حصہ ہی ہم سے ادا ہوتا ہو
تو غنیمت جانین ف مترجم یہان اشک ندامت گرا کر عرض کرتا ہے کہ مصنف رح یہ حال اپنے وقت کا لکھتے ہین
اور اونکے فضل و کمال اور جاہ و جلال مین کسی کو کلام نہین ہم لوگ کہ انکے زمانے سے ہمارے زمانہ کو وہی نسبت ہی جو
انکے زمانے کو قرن اول سے نہ معلوم کہ ہمارا کیا حال ہوگا خدا ہی اپنے فضل و کرم سے بیڑا پار کرے اور ہم سے وہ
سلوک فرماوے جو اوسکی رحمت کے شایان ہو بمنہ وجاہ محمد و آلہ۔ دوسری چیز تکبر کی عمل اور عبادت ہے اور زاہد و عابد
کبر اور عزت اور لوگون کے دلون کو مائل کرنے سے خالی نہین ہوتے اون سے بھی دنیا اور دین دونون مین ترشح ہوتا ہے
دنیا مین تو اسطرح کہ دوسرون کا آنا اپنے پاس اونکو اچھا معلوم ہوتا ہے بہ نسبت اپنے جانے کے غیرون کے پاس اور
لوگون سے متوقع رہتے ہین کہ ہماری حاجتین پوری کرین اور توقیر کرین مجالس مین صدر جگہہ مین بٹھلاوین
اور ورع اور تقوی سے یاد کرین اور سب امور مین ہمکو مقدم جانین غرض کہ جو باتین کبر کی معاملات دنیا مین علما
کے حال مین مجھنے لکھی ہین وہان مین بھی ہوتی ہین گویا عبادت کیا کرتے ہین خلق پر احسان کرتے ہین یا دین مین

مذکور ہوگا اس علم سے البتہ خوف اور تواضع اور خشوع زیادہ ہوتا ہے اور یہ علم اس بات کا مقتضی ہے کہ سب آدمیوں کو اپنے آپ سے بہتر جانے اسواسطے کہ مواخذہ الٰہی علم کے باعث زیادہ تر ہے اور نعمت علم کا شکر عالم سے کم ادا ہوتا ہے اسی واسطے حضرت ابو درداء رضؓ نے فرمایا کہ جو شخص علم میں زیادہ ہوتا ہے اوسکو درد بھی زیادہ ہوگا اور واقع میں اونھوں نے درست فرمایا اب اگر یہ پوچھو کہ بعض اشخاص کو علم کے باعث کبر اور بیخوفی کیوں ہوتی ہے تو اوسکی دو وجہیں ہیں اول تو یہ کہ وہ شخص کسی ایسے علم میں مشغول ہو جو کہ برائے نام علم ہو مگر علم حقیقی نہو یعنی وہ علم نہو جس سے خدائے تعالےٰ اور اپنے نفس کو اور خدائے تعالےٰ سے ملنے کے وقت کے خطرہ کو اور اوس سے حجاب ہونے کو سمجھے اسلیے کہ ایسے علم سے تو خوف خدا ہی ہوتا ہے نہ خوف ہونا اور متکبر ہونا اس علم کی شان نہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو علوم کہ اس علم کے سوا ہیں جیسے طب اور حساب اور لغت اور شعر اور نحو اور اصوات کا فیصل کرنا اور مناظرہ کا طریق وغیرہ تو جب آدمی صرف انھیں علوم کو سیکھتا ہے تو البتہ نفاق و کبر سے بھر جاتا ہے اور ان علوم کو علوم نکہنا چاہیے بلکہ فنون و صناعات کہنا مناسب ہے علم وہی ہے جس سے بندگی اور ربوبیت اور عبادت کا طریق معلوم ہو اور اوس سے اکثر تواضع ہی پیدا ہوتی ہے دوسرا سبب کبر کا علم یہ ہے کہ جب آدمی علم شروع کرتا ہے اوسوقت اسکا باطن اچھا نہیں ہوتا نفس نکما اخلاق بدساتھ ہوتے ہیں کیونکہ اول تہذیب نفس اور تزکیہ قلب کیطرف متوجہ نہیں ہوتا اور عبادت میں مجاہدہ و ریاض نہیں کرتا غرض علم کے شروع تک وہ بدجوہر رہتا ہے پھر جب علم میں داخل ہوا کوئی سا علم کیوں نہو تو اسکے دل میں علم کو اچھی جگہ نہ ملی اوسی خبیث جگہ میں علم رہا اسی واسطے اوسکا ثمرہ کبھی اچھا نہوا نہ خیر میں کچھ اثر اوسکا ظاہر ہوا۔ اور وہب رح نے اسکی ایک مثال کہی ہے کہ علم کا حال ایسا ہے جیسا آسمان کا پانی کہ صاف اور شیریں ہوتا ہے مگر درخت اوسکو اپنی رگوں سے جذب کرتے ہیں تو جیسا جس درخت کا ذائقہ ہے ویسا ہی اوس پانی کو بھی بدل لیتے ہیں تلخ درخت کی تلخی زیادہ ہو جاتی ہے اور شیریں کی شیرینی یہی حال علم کا ہے کہ لوگ جو اسکو پڑھتے ہیں جو جیسی اونکی ہمت اور خواہش ہوتی ہے ویسا ہی یہ علم اونکے حق میں ہو جاتا ہے متکبر کا کبر بڑھاتا ہے اور متواضع کی تواضع زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جس شخص کی ہمت مثلاً کبر کے لیے تھی اور وہ جاہل تھا جب اوسنے علم پڑھا تو سبب کبر اوسکے پاس آگیا اور زیادہ کبر کرنے لگا اور جب حالت جہالت میں مثلاً خائف تھا اور علم تحصیل کیا تو اور زیادہ خوف ہوگا اسلیے کہ اب حجت خوف کی زیادہ مضبوط ہو گئی بہرصورت علم کبر کے بڑے اسباب میں سے ہے اسواسطے خداوند کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فرمایا وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ اور اپنے اولیا کی وصف میں فرمایا اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور اسی جہت سے حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک لوگ ایسے ہونگے کہ قرآن کو پڑھینگے اور اونکے

ق ۱۲ منہ
وہی ایمان لوسکے بندوں میں جنکو
سمجھے ۱۲
ق ۱۲ منہ
اور اپنے نیاز و پریشانی
لکھ اور اسکے واسطے
وہ تمہارا ساتھ ہیون
اور ان کا ساتھ ۱۲
ق ۱۲ منہ اور اگر تو
ہوتا تخت کو اور
سخت مثل تو منتشر
ہو جاتے تری مار
سے ۱۲ ق ۱۲ منہ
دل میں معلما کا فون
اور بری دوست ہیں
کا فون ہے ۱۲
ق ۱۲ ابن مسعود کی روایت
ورفائق ۱۲

نہین آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ کبر یہ ہے کہ امر حق سے غفلت کرے اور لوگون کی عیب جوئی اور تحقیر کرے یعنے کبر سے دو خرابیان ہین اول تو لوگون کی حقارت کرنی جو کبر والے کے مساوی خواہ بہتر ہین اور دوم رد کرنا امر حق کا پس جو شخص یہ تصور کرے کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اور دوسرے بھائی مسلمان کو حقیر جانے اور حقارت کی نظر سے اوسکی طرف دیکھے اور امر حق کو عمد جانکر انکار کرے تو خلق کے معاملات مین متکبر ہوگا اور جسکو اس بات کی غیرت ہو کہ خدائے تعالے کے لیے خضوع کرے اور طاعت اوسکی بجالاوے اور اتباع رسل کرکے فروتنی ظاہر کرے تو ایسا شخص اللہ تعالے کے اور اوسکے رسولون کے معاملات مین متکبر کہلاوے گا

چھٹا بیان لون چیزون کا جنسے تکبر ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ تکبر وہی شخص کیا کرتا ہے جو اپنے نفس کو بڑا سمجھے اور نفس کو بڑا وہی سمجھتا ہے جو یہ جانے کہ اسمین کوئی صفت صفات کمال سے ہے اور کمال یا دینی ہوتا ہے یا دنیاوی دینی کی دو قسمین ہین علم اور عمل اور دنیوی کمال پانچ طرح پر ہین نسب اور جمال اور قوت اور مال اور کثرت یارون کی اور رسانہ والون کی تو یہ سب سات سبب ہوئے ہر ایک کا بیان جدا جدا سننا چاہیے اول چیز تکبر کی علم ہے اور علما کو بہت جلد کبر آتا ہے اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آفۃ العلم الخیلاء یعنی علم کی آفت تکبر ہے عالم بہت جلد علم کی جہت متعزز بنتا ہے اور اپنے جی مین جمال و کمال علم سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بڑا اور لوگونکو حقیر و جاہل جانتا ہے اور انکی طرف ایسے دیکھتا ہے گویا جانورونکو دیکھتا ہے اور اسبات کا متوقع ہوتا ہے کہ مجھے پہلے سلام کرین اور اگر اتفاقاً کسیکو آپ پہلے سلام کر لیا یا خوشی سے کسی کے سلام کا جواب دیا یا تعظیم کو اوٹھکھڑا ہوا یا دعوت منظور کرلی تو ان باتون کو اوس شخص پر اپنا احسان جانتا ہے اور اوسکا شکر گزار ہونا اوسپر لازم سمجھتا ہے اور اعتقاد کرتا ہے کہ مین نے اوسکو سرفراز کر دیا اور ایسا کام کیا جسکا وہ مستحق مجھ جیسے شخص سے نتھا تو اوسپر میری تو قیر و خدمت اس احسان کے عوض مین ضرور ہے بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگ عالم کے ساتھ سلوک کرتے ہین اور وہ خود کسی کے ساتھ سلوک نہین کرتا اور اوسکے پاس سب آتے ہین وہ کسی کے پاس نہین جاتا اوسکی بیمار پرسی سب کرتے ہین وہ کسیکی عیادت نہین کرتا اور اگر کوئی اون مین سے اسکے ساتھ زیادہ خلا ملا رکھتا ہے تو اوس سے اپنا کاروبار کراتا ہے اور اگر اوس سے کچھ خدمت مین قصور ہو جاوے تو برا جانتا ہے گویا اسکے غلام یا مزدور ہین اور لوگونکو سکھانا پڑھانا ایک احسان و سلوک ہے جس سے اسکا حق اوپر ہو گیا ہے یہ حال تو دنیا کے کاروبار مین ہے اور دین کے باب مین عالم کا تکبر لوگون پر اس طرح ہے کہ اپنے نفس کو خدا کے نزدیک لوگون کی بہ نسبت اعلی و افضل سمجھتا ہے اور لوگون کا زیادہ خوف ہوتا ہے اپنا اتنا خوف نہین کرتا اور اپنے واسطے توقع نجات کی بہ نسبت لوگون کے زیادہ کرتا ہے تو ایسے عالم کو جاہل کہنا مناسب ہے اسکو عالم کسنے کیا ہے علم حقیقی تو اوس علم کا نام ہے جس سے آدمی خدا کو اور اپنے نفس کو پہچانے اور خاتمہ کے خطرے کو جانے اور یہ سمجھے کہ زیادہ تر مواخذہ انہی علما ہی سے ہے اور علم کا خطرہ بہت بڑا ہے چنانچہ علاج کبر مین اسکا بیان

خواص اور غلامون کو اپنا غلام بنایا چاہتا تھا اور دوسرا اصل سلطنت ہی لیا چاہتا تھا۔ دوسری وجہ جس سے کہ کبر کا عیب برا ہے یہ ہے کہ اسکے باعث خدائے تعالے کے احکام کی مخالفت ہو جاتی ہے کیونکہ متکبر آدمی جب حق بات کسی بندے سے سنتا ہے تو تکبر کی جہت سے اوسکو مانتا نہین بلکہ انکار کے واسطے مستعد ہوتا ہے اسلیے جو لوگ مسائل دینی مین مناظرہ کرتے ہین تو دعوی تو یہی کرتے ہین کہ بحث صرف احقاق حق اور دریافت کے لیے ہے مگر پھر انکار متکبرون کا سا کرتے ہین اگر ایک کی زبان پر حق جاری ہوتا ہے تو دوسرا نہین مانتا اور اوسکے انکار و رد کا بہانہ تلاش کرتا ہے کہ کسی دھوکے سے اسکو طرف مقابل پر شتبہ کر دینا چاہیے اور یہ عادت کافرون اور مناظرون کی ہے چنانچہ اونکا یہ وصف کلام مجید مین موجود ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ پس جو شخص مناظرہ غلبہ کے لیے یا دوسرے کے الزام و سکوت کے لیے کرے اور تحقیق حق منظور نہو کہ اگر امر حق معلوم ہو جاوے تو غنیمت سمجھین تو ایسا شخص اس عادت مین منافقون کا شریک ہے اسی طرح کبر اور غیرت وعظ و نصیحت کو بھی نہین مانتے دیتے چنانچہ کلام مجید مین ارشاد ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ اور حضرت عمر رضہ سے روایت ہے کہ آپ نے اس آیت کو پڑھا اور فرمایا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ایک آدمی تو کھڑا ہو کر اچھی بات کہنے لگا اور مارا گیا دوسرا شخص یہ کہنے کھڑا ہوا کہ جو لوگ اچھی بات کو امر کرتے ہین اونکو کیون قتل کرتے ہو تو متکبر نے اسکو بھی پچھوڑا جسنے اچھی بات بتائی تھی اوسکو بھی مار ڈالا اور جسنے بری بات سے منع کیا تھا اوسکو بھی کبر کے مارے مار ڈالا۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ کہتے ہین کہ آدمی کو صرف یہی گناہ کافی ہے کہ جب اوس سے کوئی کہے کہ خدا سے ڈر تو وہ جواب دے کہ تم اپنے نفس کی تو حفاظت کرو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دہنے ہاتھ سے کھانا کھا اوسنے کبر سے کہا کہ مین دہنے سے نہین کھا سکتا آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا راوی کہتے ہین کہ اوسکو پھر کبھی دہنا ہاتھ اوٹھانا نصیب نہوا کسی روگ مین مبتلا ہو گیا۔ غرض کہ تکبر کرنا خلق پر بری بات ہے اسکے سبب سے خدا کے احکام پر تکبر ہو جاتا ہے اور ابلیس کا حال جو کلام مجید مین مذکور ہے اور تکبر مین مشہور وہ اسی لیے ہے کہ لوگ عبرت حاصل کرین اوسنے کہا تھا کہ مین انسان سے بہتر ہون اور اپنے نسب کا کبر کیا کہ مجکو آگ سے پیدا کیا اور انسان کو مٹی سے مگر اس کبر کا انجام یہ ہوا کہ خدائے تعالے نے جو حکم سجدہ کا کیا اوسکو بجا نہ لایا اور ابتدا مین کبر اور حسد آدم پر تھا مگر انتہا مین خدا کے امر پر ہو گیا اسی وجہ سے ابدالآباد کے واسطے ہلاک ہوا۔ تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + پس بندہ پر تکبر کرنے سے یہ آفت جو حکم الٰہی کے نماننے کی آتی ہے بڑی آفت ہے اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس کے سوال کے جواب مین فرمایا جب اونھون نے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ مجھے نفاست محبوب ہے تو یہ کبر تو

کیا اور خداوند کریم نے یہ ارشاد فرمایا وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ اور وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ اور کفار کا کبر یہانتک تھا کہ خدائے تعالے اونکے تعجب کی خبر اونکے جہنم مین داخل ہونے کے بعد دیتا ہے یعنے جب ان لوگونکو نہ دیکھین گے جنکو حقیر جانتے تھے تو کہین گے مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ اور انسے مراد اون کی حضرت عمار بن یاسر اور بلال اور صہیب اور مقداد رضی اللہ عنہم ہین - بہرحال قریش کے کافرونمین بعض تو ایسے تھے کہ کبر کے باعث فکر و معرفت سے باز رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برحق ہوتے ہوے جاہل - اور بعض ایسے تھے کہ اونکو برحق ہونا تو معلوم تھا مگر کبر کی جہت اقرار نکرتے تھے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہی فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ اور دوسری جگہہ فرمایا وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا اور یہ قسم تکبر کی اگرچہ پہلی قسم سے کم ہے لیکن اوسکے قریب قریب ہے اسلیے کہ تکبر خدا کے حکم ماننے پر اور اوسکے رسول کے منقاد ہونے کے لیے ہے - قسم تیسری بندونپر تکبر کرنا باین طور کہ اپنے نفس کو بڑا جانے اور دوسری کو حقیر اس وجہ سے کسی شخص کی فرمانبرداری نکرے بلکہ اوسنے اونچا ہونے کو جی چاہے اور اونکو حقیر جانکر مساوات سے ننگ آوے یہ قسم اگرچہ پہلی اور دوسری قسم سے کم ہے تاہم دو وجہ سے بہت بڑی ہے وجہ اول تو یہ ہے کہ کبر اور عظمت و عزت مالک برحق قادر مطلق کو ہی زیبا ہے - بندہ جو مملوک اور ضعیف و عاجز ہی اور کسی چیز کی قدرت نہین رکھتا اسکو کبر کیا چاہیے پس جب بندہ کبر کرے گا تو گویا وہ صفت جو خاص خدا کے واسطے تھی اوسمین خدا کا شریک ہونا چاہتا ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی غلام بادشاہی سلطان کا تاج سر پر رکھکر اوسکے تخت پر بیٹھ جاوے تو خیال کرنا چاہیے کہ بادشاہ اوسپر کتنا غصہ ہوگا اور کیسی کیسی رسوائی کا نشانہ بنے گا کیونکہ بڑی جرات و گستاخی برائی کی حرکت ہے جسکا یہ مرتکب ہوا اور اسی لیے حدیث قدسی وارد ہوئی ہے کہ عظمت و کبریا میری چادر ہے جو اوسمین مجھسے نزاع کرے گا مین اوسکو توڑ دون گا اس سے یہی مراد ہے کہ یہ صفت خاص میری ہی ہے میری سوا اور کسی کو زیبا نہین جو اسمین مجھسے نزاع کرے گا وہ میری ایک صفت مین نزاع کرے گا اور ازانجا کہ بندون پر بڑائی کرنی اوسی کو زیبا ہے تو جو کوئی اوسکے بندونپر کبر کرے گا وہ خدا کا گنہگار ہوگا کیونکہ جو کوئی بادشاہی غلامون اور خواص کو حقیر جانے اور اونسے خدمت لے اور اپنے آپکو اونسے برتر کرے اور جو معاملہ کہ بادشاہ اونکے ساتھ کرتا ہے وہی کرے تو یہ شخص بھی بعض باتون مین بادشاہ کے ساتھ نزاع و شرکت کرتا ہے گو ویسا تو نہین جیسا وہ شخص تھا جسنے تخت پر بیٹھنا چاہا تھا اور تنہا حکومت کیا چاہتا تھا مگر چونکہ تمام خلق اللہ تعالے کے بندے ہین اور اونپر کبر اور عظمت وہی کرتا ہی دوسرا شخص اگر کسی بندہ پر تکبر کرے گا تو البتہ خدائے تعالے سے نزاع ٹھہرے گا - ہان اس نزاع مین اور نمرود و فرعون کے نزاع مین اتنا فرق ہے جیسے اون دونون شخصون کے نزاع مین فرق تھا کہ ایک صرف بادشاہ کے

اور اس اعتبار سے تکبر کی تین قسمین ہین اول خدا پر تکبر کرنا یہ تکبر سب اقسام کبر سے نہایت برا ہی اور اسکا باعث صرف جہالت اور سرکشی ہوتی ہے جیسے نمرود مردود نے کی تھی اپنے دل مین ٹھان لی تھی کہ آسمان کے خدا سے لڑونگا یا اور جاہلون کی حکایتین اسی قسم کی ہین بلکہ جو شخص کہ مدعی دعوی خدائی کا ہوا مثلا فرعون ملعون وغیرہ اوسنے ایسا ہی کچھ بکا لوگون سے کہا کہ مین تمھارا پروردگار برتر ہون اس بات سے غیرت آئی کہ خدا کا بندہ ہو اور خدا تعالے فرماتا ہے لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا اور فرمایا کہ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ اور فرمایا وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا دوسری قسم تکبر کرنا رسولونپر کہ اپنے نفس کو عزت والا اور بلند سمجھکر نہین چاہتا کہ کسی ایسے شخص کا متبع ہو جو اور آدمیون جیسا ہو اور یہ امر کبھی تو فکر و تامل کا مانع ہوتا ہے یعنے رسالت وغیرہ کو سوچتا ہی نہین اسی جہت سے مدام کبر کے باعث تاریکی کی جہالت مین رہ کر فرمانبرداری نہین کرتا اور اپنے گمان مین خود حق پر ہوتا ہی اور کبھی تامل تو کرتا ہے مگر نفس اطاعت مرحق اور رسولون کی نہین کرتا جیسا کہ خدای تعالی نے کافرون کے اقوال کلام مجید مین نقل فرمائے ہین أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا اور إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا اور لَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ اور وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ اور وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ اور فرعون کا قول نقل فرمایا کہ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ اور پھر فرمایا وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اوسنے اسد رسول دونون پر تکبر کیا چنانچہ وہب فرماتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اوس سے فرمایا تھا کہ تو ایمان لا آیتری سلطنت تیری ہی باقی رہیگی اور اوسنے کہا کہ مین ہامان سے مشورہ کرلون جب اوس سے پوچھا تو اوسنے کہا کہ ابتو تو پروردگار ہی لوگ تیری عبادت کرتے ہین ایمان لانے پر تو بندہ ہوجائے گا دوسرے کی عبادت کریگا پس اوسنے خدائے تعالے کے بندہ ہونے اور حضرت موسی کی پیروی سے انکار کیا۔ اور قریش کا قول خدای تعالے نے بیان فرمایا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ وقتادہ رضہ کہتے ہین کہ یہ قول ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی کا تھا کہ انھون نے یہ کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک لڑکے یتیم تھے انکو خدا نے کیسے ہمارے اوپر نبی کیا انسے بڑھکر کوئی رئیس نبی کیون نہوا خدائے تعالے نے اونکے جواب مین ارشاد فرمایا أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ اور دوسری جگہہ اونکا قول نقل فرمایا لَيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِنَا یعنے ایمان والون کو حقیر جانتے تھے اور اونکا رتبہ مین بڑھہ جانا بہت بعید معلوم ہوتا تھا قریش نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ ہم آپ کی پاس کیسے بیٹھین یہان تو یہ لوگ رہتے ہین یعنے فقیر مسلمان جو آپکے پاس موجود رہتے تھے قریش نے اونکو حقیر جانا اور اونکے پاس بیٹھنے سے

کے واسطے محبوب نجانے گا اور اسی عزت کی جہت سے تواضع جو کہ متقیون کے اخلاق کی جڑ ہی نکر سکے گا۔ اور عزت کے ساتھ کینہ ترک نکر سکے گا صدق و راستی کی مداومت نکر سکے گا ترک غضب اور غصہ کے پینے پر قادر نہوگا نہ حسد ترک کرے گا نہ آپ کسیکو نرمی سی اچھی طرح نصیحت کرے گا نہ اورون کی نصیحت پر کان دھرے گا نہ لوگون کی غیبت اور حقارت سے بچے گا خلاصہ یہ کہ کوئی ایسی بری عادت نہین جو کبر و عزت والا اپنی عزت کے بچاو کے لیے اوسکی طرف مضطر نہو اور کوئی عمدہ عادت ایسی نہین جسکو متکبر بخوف اپنی عزت جانے کے چھوڑ ندے اسی لحاظ سی جسکے دل مین ذرہ بھر بھی کبر ہوگا داخل جنت نہوگا اور برے اخلاق کا حال یہ ہی کہ ایکدوسرے کے ساتھ موجود رہتے ہین ایک بری عادت ہو تو وہ مقتضی دوسرے کی ضرور ہوگی۔ اور کبر مین سب سے بری قسم وہ ہی جو علم سی استفادہ نکرنے دی اور امر حق کو نماننے دی اور نہ اوسکا منقاد ہونے دے ایسی ہی کبر اور متکبر کی شان مین آیات وارد ہین جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ پھر فرمایا ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دوزخیون مین سی سخت عذاب اونکو ملے گا جو سرکشی مین زیادہ گڑے تھے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا اور فرمایا فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ اور فرمایا وَيَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ اور فرمایا سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ بعضون نے اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ یون ارشاد ہے کہ ہم قرآن کی فہم اونکے دل سی اوٹھا لین گے اور بعض تفاسیر مین یہ ہے کہ اونکے دلون کو ملکوت سے روک دینگے اور ابن جریج سے روایت ہی کہ اس سے یہ غرض ہی کہ اونکو تامل کرنا اور عبرت پکڑنا نصیب نہوگا اسی جہت سی حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ کھیتی نرم زمین مین پیدا ہوتی ہے پتھر پر نہین ہوتی اسی طرح حکمت تواضع کرنے والے کی دل مین اثر کرتی ہے متکبر کے دل مین اثر نہین کرتی دیکھو اگر آدمی اپنا سر نہایت اونچا کرے اور چھت تک پہونچ جاوی تو اوسی کا سر ٹوٹے گا اور جو جھکا رہے گا تو چھت سے آرام اور سایہ دونون پاوی گا تو یہ مثل متکبرون کی اس بات کے واسطے بیان ہوئی کہ وہ لوگ حکمت سے کس طرح محروم رہتی ہین چنانچہ حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تعریف مین انکار کرنا امر حق کا مذکور فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ کبر والا وہ شخص ہے جو امر حق سے غافل ہو اور لوگونکی عیب بیان کرے

پانچوان بیان اس امر مین کہ جس شخص پر تکبر کیا جاتا ہے اوسکے کتنے درجات اور اقسام ہین اور نتیجہ کبر کا اونمین کیا ہے۔ ازانجا کہ انسان باعتبار سرشت کے ظالم و جاہل ہی اسی جہت سے کبھی خالق پر تکبر کرتا ہے اور کبھی مخلوق پر

نفس مین ایک عزت آتی ہے اس عزت و حرکت و میلان کو خلق کبر کہتے ہین اور اس پھونک کا ذکر حدیث شریف مین بھی ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِيَاءِ اور اسی طرح حضرت عمر رضؓ نے فرمایا تھا اوس شخص کو جسنے بعد نماز صبح وعظ کہنے کی اجازت مانگی تھی کہ مجھے یہ خوف ہو کہ تو پھولکر ثریا تک نہ پہونچ جاوے اس سے معلوم ہوا کہ انسان جب اپنے نفس کو اس نظر سے دیکھتا ہے یعنے اپنی بڑائی کے اعتقاد سے تو وہ تکبر کرتا ہے اور پھولتا ہے تو ثابت ہوا کہ کبر اوسی حالت کو کہتے ہین جو اون اعتقادات مذکورہ سے نفس مین حاصل ہوتی ہے اور اوسی کا نام عزت اور عظمت بھی ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تفسیر مین اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فرمایا ہے کہ اس سے مراد عظمت ہے کہ اونکو نہ ملیگی پس کبر کی تفسیر آپنے اوسی عظمت کو بیان فرمایا۔ پھر یہ عزت موجب اعمال ظاہری اور باطنی کا ہوتی ہے جو اوسکے ثمرات کہلاتے ہین اور اونکو تکبر کہتے ہین یعنے جب اوسکے نزدیک اپنا رتبہ دوسرے کی نسبت بڑا ٹھہرا تو اپنے سے کمتر کو حقیر جانے گا اور اوس سے دوری چاہے گا اوسکے ساتھ بیٹھنا اور کھانے مین شریک ہونا ناپسند کرے گا اور اگر کبر زیادہ ہوگا تو یہ تصور کرے گا کہ اس شخص کو میرے سامنے جھک کر کھڑا ہونا چاہیے یعنے غلامون کی طرح رہنا چاہیے اور اگر اس سے بھی زیادہ کبر ہوگا تو اوس سے خدمت لینا بھی برا سمجھے گا اور اگر اپنے سامنے کھڑا ہونے کے لائق بنجانے گا نہ ڈیوڑھی کی خدمت کے قابل سمجھے گا اور اگر کبر کچھ کم ہوا تو اوسکی مساوات کو اور تنگ راستون مین آگے چلنے کو اور محفلون مین اونچا بیٹھنے کو عار جانے گا اور ان باتون کا منتظر رہے گا کہ پہلے سلام کرے اور اگر کوئی اوسکے کام مین اوس سے قصور ہوجاوے گا تو بہت بعید جانے گا اور اگر وہ کچھ حجت و مناظرہ کر بیٹھے تو اوسکے جواب دینے کو ننگ جانے گا اور اگر کبر والے کو کوئی نصیحت کرے تو قبول نکرے اور اگر خود نصیحت دے وسرد نکو کرے تو نہایت تند مزاجی سے کرے اور اگر کوئی اوسکی کسی بات کا انکار کرے تو غصہ ہوجاوے اور کسی کو تعلیم کرے تو سیکھنے والے پر نرمی نہ برتے بلکہ شاگرد کو ذلیل و خوار سمجھے اور اوسپر احسان جتاوے اور اوس سے کار خدمت لے اور عوام کو ایسا جانے کہ گدھے ہین اونکو جاہل و حقیر تصور کرے غرض کہ جو اعمال کہ کبر سے صادر ہوتے ہین بیشمار ہین اونکی گنتی کی کچھ حاجت نہین معروف و مشہور ہین اسکا نام کبر ہے اور اسی کی آفت بڑی مہلک ہے کہ اوس سے خواص لوگ تباہ ہوجاتے ہین اور عابد و زاہد اور علما کم اس سے خالی ہوتے ہین عوام کا تو کیا ذکر ہے اور اسکی آفت کس طرح بڑی نہو جسکی شان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ اور وجہ اسکی حجاب ہونے کی جنت سے یہ ہے کہ اخلاق ایماندارون کے جنت کے دروازے ہین اور کبر و عزت کے باعث یہ سب دروازے بند ہوجاتے ہین بندہ کو کوئی خلق اہل ایمان کا اسکے باعث نصیب نہین ہوتا مثلاً جب تک آدمی مین کچھ بھی عزت و کبر ہوگا تب تک جو بات اپنے واسطے محبوب ہے وہ دوسرے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ
تکبر کی برائی کے بیان مین
صفحہ ۱۱۲ اسی باب
مین لکھا ہے ۱۲
ت ۲ اور کچھ
نہین ۱۲ منہ حجی
مین غور ہے
کہ کبھی ذہن مین
اوس تک ۱۲
ع ۳ نہین ۱۲ منہ
جنت مین جو شخص
کہ اوسکے دل مین
ذرہ بھر کبر ہو ۱۲
اور مرکذری ۱۲

کرتے تھے کہ جس زمانہ مین کہ مین فقیہ کوفہ کا ہوا ہون وہ برا زمانہ ہے کہ مجھسا شخص فقیہ گنا جاوے۔ اور عطائی رح جب عد کی آواز سنتے تو اوٹھتے بیٹھتے اور روزہ والی عورت کیطرح پیٹ پکڑتے اور کہتے کہ یہ بلا میرے سبب سے تمپر آوی گی اگر مین جاؤن تو لوگونکو راحت پونہچے۔ اور بشر حافی رح کہتے کہ دنیا داروں کے لیے یہی سلام ہے کہ اونکو سلام نکرو۔ اور ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن المبارک کے لیے دعا دی کہ جو تمکو توقع ہو خدائے تعالے عنایت فرماوی آپنے فرمایا کہ توقع بعد معرفت کے ہوتی ہے یہان سری سی معرفت ہی نہین۔ اور حضرت سلمان فارسی رضہ کے پاس ایک روز اہل قریش فخر کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ اگر میرا حال پوچھتے ہو تو ناپاک نطفہ سے پیدا ہوا ہون اور انجام کو مردار بدبودار ہوجاؤن گا پھر میزان مین اگر پلہ بھاری رہا تو مین اچھا ہون اور اگر ہلکا رہا تو برا ہون۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضہ فرماتے ہین کہ ہم نے کرم کو تقوی مین پایا اور غنا کو یقین مین اور شرف کو تواضع مین خداوند کریم سی امید ہے کہ ہمکو بھی توفیق تواضع اپنے کرم وفضل سی عنایت فرماوے +

چوتھا بیان کبر کی حقیقت اور اوسکی آفت کا۔ جاننا چاہیے کہ کبر دو قسم ہے ایک ظاہر اور ایک باطن کبر باطن تو نفس کی عادت کا نام ہے اور کبر ظاہر اعمال ہین جو اعضا سی سرزد ہوتے ہین اور واقع مین عادت باطنی ہی کا نام کبر کہنا ٹھیک ہے اعمال تو اوس عادت کے ثمرات ہین اور وہ عادت موجب اعمال کی ہوتی ہے اسی واسطے جب اعضا سے اوسکے آثار ظاہر ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ تکبر کیا اور جبتک ظاہر نہین ہوتے تب تک کہا جاتا ہے کہ اوسکے نفس مین کبر ہے غرض اصل ہی ہے کہ کبر وہی ہے جو نفس کے اخلاق مین سی ایک خلق کا نام ہی اور وہ یہ ہے کہ نفس اپنے آپ کو دوسرے پر فائق دیکھکر راحت پاوی اور اسی کی طرف مائل ہو اسلیے کہ کبر ایک امر اضافی ہے اسکے لیے کئی چیزین چاہیین اول تکبر کرنے والا دوم جسپر تکبر کرتا ہے سوم جس چیز سے تکبر کرتا ہے اور کبر اور عجب مین یہی فرق ہی کہ عجب مین صرف ایک شخص عجب کرنے والا ہوتا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا بلکہ اگر فرض کیا جاوی کہ انسان صرف اکیلا ہی پیدا ہو تو ہو سکتا ہے کہ عجب کرے مگر متکبر نہین ہو سکتا جب تک کہ غیر کے سامنہ نہو اور اپنے نفس کو صفات کمال مین اوس دوسرے سے برتر نجانے غرض کہ تکبر مین صرف اپنے نفس کا بڑا جاننا کافی نہین کیونکہ بعض اوقات آدمی اپنے نفس کو بڑا جانتا ہے مگر دوسرونکو اپنے آپ سے بڑھکر خواہ برابر سمجھتا ہے اوسپر تکبر نہین کرتا اور نہ دوسرے کا حقیر جاننا کافی ہے اسلیے کہ بعض اوقات دوسرے کو حقیر جانتا ہے مگر اپنے نفس کو اوس سے بھی زیادہ حقیر سمجھتا ہے تو تکبر نہوگا اور اگر دوسرے کو اپنے مثل ہی سمجھے تب بھی تکبر نہین بلکہ تکبر مین یہ ضرور ہے کہ ایک مرتبہ اپنے نفس کا سمجھے اور ایک غیر کا پھر اپنے مرتبے کو غیر کے مرتبے سے بہتر سمجھے جب یہ تین باتین اوسکے اعتقاد مین ہونگی تب کبر پیدا ہوگا صرف اپنے مرتبہ سمجھنے کا نام کبر نہین بلکہ اوس سمجھنے اور عقیدہ سے اندر مین ایسی بھونک پڑتی ہے جس سے دل مین سامان اور حرکت اور خوشی اور میل اپنے عقیدہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اور اس سبب سے

عرض کیا کہ آپ مجکو نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ فقیرونکی مجلس مین اگر تو انکو متوقع ثواب خدا تواضع کرین تو کتنا اچھا ہے اور اس سے زیادہ اچھی یہ بات ہی کہ فقرا خدای تعالے پر اعتماد کرکے تو انگرون پر تکبر کرین - اور ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ آدمی جبتک اپنی نفس کو نہین پہچانتا جب تک تواضع نہین کرتا - اور حضرت ابو یزید بسطامی رح فرماتے ہین کہ آدمی کو جبتک یہ گمان ہو کہ خلق مین کوئی مجھسے برا ہے تب تک وہ متکبر ہے لوگون نے پوچھا کہ پھر تواضع کب ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ جب اپنے نفس کے واسطے نہ کوئی مقام جانے اور نکوئی حال اور جسقدر آدمی خدائے تعالے کو اور اپنے نفس کو پہچانتا ہے اوسی قدر اوس مین تواضع ہوتی ہی - اور ابو سلیمان رح کا قول ہے کہ جتنا مین اپنے جی مین پست اور کم رتبہ ہون اگر تمام خلق مجکو وتنا کم رتبہ کرنا چاہین تو نہین کرسکینگے - اور عروہ بن الورد رح فرماتے ہین کہ تواضع حصول شرف کا ایک جال ہی اور آدمی سوائے تواضع کے سب نعمتونپر حسد کیا جاتا ہے اور اکابر کا قول ہے کہ تواضع سب قسم کے لوگون مین اچھی ہی اور تو انگرون مین سب سے بہتر ہے + تواضع گردن فرازان نکوست + گدا گر تواضع کند خوی اوست + اور تکبر تمام خلق مین برا ہے اور فقیرون مین سب سے زیادہ برا ہے - اور یہ بھی بعض اکابر کا قول ہی کہ عزت اوسی کو ہی جو خدا کے واسطے ذلیل ہو اور برتری اوسکو ہی جو اسد جل شانہ کے واسطے تواضع کرے اور مامون وہی ہے جو خدا سے ڈرے اور نفع اوسی کو ہے جو اپنے نفس کو خدا کے ہاتھ بیچ دے - اور ابو علی جرجانی رح کا قول ہے کہ نفس کا خمیر کبر اور حرص اور حسد سے ہے پس جس شخص کو خدائے تعالے ہلاک کرنا چاہتا ہے اوسکو تواضع اور خیر خواہی اور قناعت سے باز رکھتا ہے اور جسکے ساتھ بہتری کرنی ہوتی ہی اوسکو یہ باتین عنایت فرما دیتا ہے تو جب کبھی اوسکے دل مین کبر کی آگ بھڑکتی ہی اوسکو خدا کی توفیق تواضع فرو کردیتی ہی اور اگر حسد کی آگ او بھرتی ہی تو اسد کی توفیق سی خیر خواہی اوسکو بجھاتی ہی اور اگر حرص شعلہ زن ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے قناعت اوسکو فرو کردیتی ہے - اور حضرت جنید رح جمعہ کے روز اپنی مجلس مین کہتے کہ اگر یہ حدیث مروی نہوتی کہ پچھلے زمانے مین سردار قوم کا اون مین ارذل ہوگا تو مین ہرگز تمکو کچھہ نہ سناتا اور یہ بھی اونھین کا قول ہے کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع بھی تکبر ہے اور شاید اونکی مراد یہ ہے کہ متواضع اپنی نفس کو پہلے ٹھہرا لیتا ہے تب اوسکو پست خیال کرتا ہے اور موحد اپنے نفس کو کچھہ بھی نہین سمجھتا جب اوسکا وجود ہی نہین تو پستی اور رفعت کسکے لیے ثابت کرے - اور عمرو بن شعیب کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ مین صفا اور مروہ کے درمیان تھا دیکھا تو ایک شخص خچر پر سوار ہے اور اوسکے آگے بہت سے غلام لوگونکو دھکے دیتے اور سختی کرتے جاتے ہین پھر بعد چند مدت کے مین بغداد مین ہوا اور پل کے اوپر کھڑا تھا کہ ایک شخص ننگے پاؤن اور ننگے سر لمبے لمبے بال مرا سامنے آیا مین نے اوسکو بغور دیکھنا شروع کیا اوسنے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو مین نے کہا کہ تمھاری صورت کا ایک آدمی مین نے مکہ معظمہ مین دیکھا تھا اور سب حال بتلائے اوسنے کہا کہ مین وہی شخص ہون مین نے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہوگیا اوسنے جواب دیا کہ مین نے ایسی جگہہ بلندی ظاہر کی تھی جہان لوگ انکسار کرتے ہین اوسکے عوض مین خدائے تعالے مجکو ایسی جگہہ پست کردیا جہان لوگ رتبہ ظاہر کرتے ہین - اور منیرہ رح کہتے ہین کہ ہم ابراہیم رح سے اتنا ڈرتے تھے جیسے بادشاہ کا خوف ہوتا ہے اور وہ یہ فرمایا

حدیث مروی ہو اور کہا ہے کہ غریب ہے

اونکا قول نقل کیا۔ اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا دستور تھا کہ جب صبح ہوتی تو رئیس لوگ انکے دربار مین اور تمام شریف لوگ انکو دیکھا کرتے یہانتک کہ اون سے فارغ ہو کر مساکین مین آتے اور اونکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے کہ مسکین کا گذر مسکینون ہی مین ہے۔ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ جیسا آدمی کو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ تو انگر اوسکو بڑی کپڑے مین دیکھین ایسی طرح چاہیے کہ وہ اسبات کو بھی برا جانے کہ درویش اوسکو لباس فاخرہ مین دیکھین۔ اور روایت ہی کہ ایکبار یونس اور ایوب اور حسن بصری باہر نکلے اور تواضع کا ذکر ہوا تو حضرت حسن رح نے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ تواضع کیا ہے تواضع یہ ہی کہ جب آدمی گھر سے نکلے تو جو مسلمان راستے مین ملے اوسکو یہ سمجھے کہ مجھسے زیادہ ہے۔ اور حضرت مجاہد رح فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالے نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا تو پہاڑ آپس مین ایک دوسرے سے بڑا اور اونچا ہونے لگے اور جودی نے فروتنی کی اللہ تعالے نے اوسکو بلند مرتبہ کیا کہ حضرت نوح کی کشتی اوسی پر ٹھہری۔ اور حضرت ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالے نے جو لوگون کے دلون کا حال معلوم کیا تو کسی مین تواضع حضرت موسی علیہ السلام کے دل سے بڑھکر نپائی اسی لیے اونکو آدمیون مین سے کلام کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ اور یونس بن عبید رح جب عرفات سے پھرے تو کہنے لگے کہ اگر مین لوگون مین نہوتا تو یقینا اپنے رحمت ہوتی ہے اب مجھے خوف ہے کہ شاید میرے سبب سے رحمت سے محروم نہ رہے ہون۔ اور یہ جملہ متقدمین سے چلا آتا ہے کہ جسقدر آدمی ایماندار اپنے نفس مین فروتنی کرتا ہے اوسی قدر خدا تعالے کے نزدیک بلند مرتبہ ہوتا ہے اور جتنا اپنے نزدیک اونچا ہوتا ہے اتنا ہی خدا کے نزدیک پست ہوتا ہی۔ اور زیاد نمیری کا قول ہی کہ جس راہ مین تواضع نہو وہ درخت بے پھل ہے۔ اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ اگر کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارے کہ جو تم سب مین بڑا شخص ہو وہ باہر نکلے تو مجھسے آگے کوئی نجا سکے سب سے اول مین ہی دوڑون البتہ جسکے اندر طاقت دوڑنے کی ہو وہ بڑھجاوی تو بڑھجاوی راوی کہتا ہے کہ جب ابن مبارک کو حضرت مالک رح کا یہ کلام پونہچا تو اونھون نے فرمایا کہ مالک اسی جہت سے مالک ہوا ہی۔ اور حضرت فضیل رح کا قول ہے کہ جو شخص محبت یا ست رکھتا ہے اوسکو کبھی فلاح نہین ہوتی اور موسی بن القاسم کہتے ہین کہ ایک بار ہمارے یہان زلزلہ اور سرخ آندھی آئی تو مین محمد بن مقاتل رح کے پاس گیا اور کہا کہ ای ابو عبد اللہ آپ ہمارے امام ہین خدا ای تعالے سے دعا مانگیے آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرے سبب تم ہلاک نہو تو مین اسیکو غنیمت جانون محمد بن قاسم کہتے ہین کہ مین نے پھر خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ محمد بن مقاتل کی دعا سے خدا تعالے نے تمپر سے آندھی وغیرہ کو دور کر دیا۔ اور ایک شخص حضرت شبلی رح کے پاس آیا تو اونھون نے پوچھا کہ تو کیا پیشہ ہی اور اسطرح پوچھنا اپکی عادت مستمرہ تھی اوس شخص نے جواب دیا کہ مین حرف ب کی نیچے کا نقطہ ہون آپ نے فرمایا کہ یا تو اسکے موافق اپنے نفس کو کرنا چاہیے ورنہ تیری محبت خدا ای تعالے منقطع کر دیگا۔ اور بعض کلامون مین انکے یہ بھی منقول ہی کہ میری ذلت نے میری ذلت کو بیکار کر دیا۔ اور یہ جملہ اکابر سے منقول ہی کہ جو اپنے نفس کی کچھ بھی قدر جانتا ہے اوسکو تواضع سے کچھ بہرہ نہین۔ اور فتح بن شخرف رح روایت کرتے ہین کہ مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا اور

اور جریر بن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین ایکبار ایک درخت کے نیچے گیا دیکھا تو اوسکے تلے ایک شخص سوتا ہی اور چڑی کا سایہ اپنے اوپر کیا ہے چونکہ آفتاب چمڑے پر سے ہٹ گیا تھا مین نے اوسکو درست کر دیا اتنے مین وہ شخص جاگے تو معلوم ہوا کہ حضرت سلمان فارسی رض تھے مین نے جو کچھ کیا تھا آپ سے کہدیا آپ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ای جریر دنیا مین خدا کے واسطے فروتنی کر کیونکہ جو شخص دنیا مین خدا کے لیے تواضع کرتا ہے خدائے تعالے اوسکو قیامت مین بلند کرے گا ای جریر تجکو معلوم ہے کہ قیامت مین دوزخ کا اندھیرا کیا چیز ہوگا مین نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہین آپ نے فرمایا کہ دنیا مین جو لوگ ایک دوسرے پر ظلم اور اندھیر کرتے ہین یہی قیامت کو اندھیرا ہوگا۔ اور حضرت عائشہ رض فرمایا کہ تم افضل عبادت سی غافل ہو اور وہ تواضع ہے۔ اور یوسف بن اسباط رح کا قول ہے کہ بہت سے عمل سی تھوڑا ورع کافی ہی اور بہت سی کوشش اور مجاہدہ سے تھوڑی سی فروتنی بس ہے۔ اور حضرت فضیل رح سے جب کسی نے تواضع کو پوچھا کہ کیا چیز ہے تو اونھون نے فرمایا کہ امر حق کے لیے خضوع کرنا اور منقاد ہونا اگرچہ کسی لڑکے خواہ جاہل ہی سے سنے۔ اور ابن مبارک رح فرماتے ہین کہ اصل تواضع یہ ہے کہ اوس شخص کی بہ نسبت جو نعمت دنیاوی مین اپنے آپ سے کم ہے اپنے نفس کو کم سمجھنا یہانتک کہ یون جاننا کہ ہمکو دنیا کی راہ سے اوسپر کچھ زیادتی نہین اور اوس شخص کی نسبت جو نعمت دنیا مین اپنے آپ سی زیادہ ہی اپنے نفس کو برتر سمجھنا حتے کہ دنیا کی راہ سی اوسکو کچھ فضیلت نجاتی اور قتادہ رض فرماتے ہین کہ جس شخص کو مال یا جمال یا بیان یا علم عنایت ہوا اور وہ اوسمین تواضع نکرے تو قیامت کو اوسپر یہ چیز وبال ہونگی۔ اور ایک روایت مین ہے کہ خدائے تعالے نے حضرت عیسیٰ پر وحی بھیجی کہ جب مین کوئی نعمت سکو دون تو اوسکو انکسار کے ساتھ قبول کرو مین اوس نعمت کو تمپر پورا کرون گا۔ اور حضرت کعب رض کا قول ہی کہ اللہ تعالے بندی کو جو نعمت دنیا مین دیتا ہے اور وہ اوسکا شکر گزار ہوتا ہے اور خدا کے واسطے اوس نعمت سے فروتنی کرتا ہی تو اللہ تعالے اوسکا نفع اوسکو دنیا مین بھی عنایت فرماتا ہے اور آخرت مین اوسکا رتبہ بلند کرتا ہے اور اگر خدائے تعالے نے کسی بندے کو نعمت دی اور اوسنے نہ خدا کا شکر کیا نہ فروتنی کی تو اللہ تعالے دنیا مین بھی اوسکا فائدہ اوس سے روک لیتا ہی اور آخرت مین اوسکے لیے طبقۂ جہنم کھولدیتا ہے چاہے اوسکو عذاب دی یا درگذر فرماوی۔ اور عبد الملک بن مروان سے کسی نے پوچھا کہ مردون مین بہتر کون ہے اونھون نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے تواضع کرے اور باوجود رغبت کے زہد کری اور قابو پاکر انتقام نہ لے۔ اور ابن سماک رح ہارون رشید کی خدمت مین گئے اور فرمایا کہ اس بزرگی اور شرف کے ساتھ آپ کا تواضع کرنا آپ کے خود شرف سے بہتر ہے ہارون رشید نے کہا کہ کیا خوب آپ نے فرمایا۔ پھر اونھون نے کہا کہ ای امیر المومنین اگر خدائے تعالے کسی کو جمال اور شرافت حسب اور مال عنایت کرے اور وہ اپنے جمال مین عفیف رہے اور مال سے لوگون کے ساتھ سلوک کرے اور حسب مین فروتنی کرے تو اللہ تعالے کے دفتر مین اولیاء اللہ سے لکھا جائے گا ہارون رشید نے کاغذ و دوات و قلم منگا کر اپنے ہاتھ سے

اور رسول ہنون یا بادشاہ اور نبی ہون مگر مجکو معلوم نتھا کہ کونسی بات کو اختیار کرون اور فرشتونمین میرے دوست جبرئیل تھے مین نے اونکی طرف سر اوٹھایا اونھون نے فرمایا کہ خدا کے سامنے تواضع کر مین نے عرض کیا کہ بندہ اور رسول رہون گا۔ اور حضرت موسی علیہ السلام پر خدا تعالی نے وحی کی کہ مین نماز اسیشخص کی قبول کرتا ہون جو میری عظمت کے سامنے فروتنی کرے اور میرے بندونپر بڑائی نہ کرے اور اپنے دل مین میرا خوف رکھے اور دن بھر میرے ذکر مین مشغول رہے اور اپنے نفس کو شہوات سے میرے لیے روکے۔ اور ایک حدیث شریف مین آپنے فرمایا کہ اَلْکَرَمُ التَّقْوٰی وَالشَّرَفُ التَّوَاضُعُ وَالْیَقِیْنُ الْغِنٰی اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتی ہین کہ مژدہ ہو اون لوگونکو جو دنیا مین تواضع کرتے ہین کہ وہ قیامت کو منبرون پر بیٹھینگے اور مژدہ ہو اون لوگون کو جو دنیا مین لوگونکے درمیان صلح کراتے ہین کہ وہ قیامت مین جنت فردوس کے مالک ہونگے اور مژدہ ہو اون لوگونکو جو دنیا مین اپنے دل پاک کرتے ہین کہ وہ قیامت کو ایسے ہونگے جنکو دیدار الٰہی نصیب ہوگا۔ اور بعضونکا قول ہی کہ مجکو یہ روایت پونہچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدای تعالے کسی بندے کو اسلام کی ہدایت کرتا ہے اور اوسکی صورت اچھی بناتا ہے اور ایسی جگہ مین رکھتا ہی جو اوسکو زیبا نہین ہوتی اور باوجود اسکے اوسکو تواضع بھی عنایت فرماتا ہے تو ایسا شخص خدا ے تعالے کے خاص بندون مین سے ہوتا ہے اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ چار چیزین ایسی ہین کہ وہ اوسی کو ملتی ہین جسکو خدا دوست رکھتا ہی اوّل اسکو جو عبادت کا آغاز ہے دوم توکل خدا پر سوم تواضع چہارم دنیا مین زہد۔ اور حضرت ابن عباس رض سے حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی تواضع کرتا ہے خدا ے تعالے اوسکو ساتوین آسمان تک بلند کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ تواضع بندہ کو برتری ہی کرتی ہے پس تواضع کرو خدا تم پر رحم کرے گا۔ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کھانا تناول فرماتی تھے کہ اتنے مین ایک شخص کا لا آیا جسکے چپچک نکلی تھی اور اوس مین سے پانی جاتا تھا پس جسکے پاس وہ بیٹھتا وہی اوسکے پاس سے کھڑا ہو جاتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنے پہلو مین بٹھلایا اور فرمایا کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ مین ایسی چیز اوٹھاوی جو اوسکے گھر والون کے کام کی ہو اور اسسے مقصود اپنے نفس کا کبر دور کرنا ہو اور ایک روز آپ نے اصحاب رض کو فرمایا کہ مین تم مین صلاوت عبادت کی نہین پاتا یہ کیا بات ہی اونھون نے عرض کیا کہ عبادتکی صلاوت کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ فروتنی۔ اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہے کہ جب تم میری امت کے تواضع کرنے والون کو دیکھو تو اونکے ساتھ بتواضع پیش آؤ اور جب متکبرون کو دیکھو تو اونپر تکبر کرو کہ اون پر تکبر کرنا اونکے حق مین ذلت و خواری ہے۔ **آثار** حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ بندہ جب انکسار خدا کے واسطے کرتا ہے تو اللہ تعالے اوسکی حکمت کو بلند فرماتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ بلند ہو خدا نے تجکو بلند کیا اور جب تکبر اور تعدی کرتا ہے تو اوسکو زمین مین دھساتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ دور ہو خدا نے تجکو دور کر دیا پس ایسا شخص اپنی دانست مین بڑا ہے مگر لوگون کی نظرون مین حقیر ہے یہان تک کہ سور سے بھی زیادہ حقیر سمجھتے ہین

علاج کرو بندون سے خدا کی غرض اتنی ہی ہی کہ اونکے دل درست ہون - اور روایت ہی کہ ایکبار حضرت عمر بن عبد العزیز رح قبل خلافت حج کیا اونکو طاوس رح اونکے چچا نے دیکھا کہ چال مین تکبر پایا جاتا ہے تو اپنی اونگلی اونکی پہلو مین ماری اور کہا کہ جسکے پیٹ مین غلیظ بھرا ہو اوسکی چال یون نہین ہوتی آپ نے بطریق معذرت اوسسے فرمایا کہ چچا صاحب اس چال سے میرا ہر ایک عضو پیٹا گیا ہے جب مین نے اسکو سیکھا ہی - اور محمد بن واسع نے اپنی لڑکی کو اترا تی دیکھکر بلایا اور کہا کہ تجھی معلوم ہے کہ تو کون ہے تیری ما تو وہ تھی جسکو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہی کہ خدا تعالے مسلمانون مین ویسے بہت نکرے - اور حضرت ابن عمر رضہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے پاچے لٹکائے تھا آپ نے دو تین بار فرمایا کہ شیطان کے بھی بہت بھائی ہین - اور روایت ہی کہ مطرف بن عبد اللہ رح نے مہلب کو دیکھا کہ حریری جبہ پہنے تبختر کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ اے بندہ خدا اس چال کو خدا اور رسول بُرا جانتے ہین اوسنے جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو آپ نے فرمایا کہ ہان جانتا ہون اول میں تو نطفۂ خراب تھا اور انجام کو ایک مردار ناپاک ہوگا اور اب غلاظت کو لادی پھرتا ہے مہلب سنکر چلا گیا اور وہ چال چھوڑ دی - اور حضرت مجاہد رضہ نے یتمطے کے معنے اس آیت مین ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ یہی فرمائی ہین کہ تبختر کرتا ہی - اور از انجاکہ ہمنے کبر اور اترانے کی برائی لکھی تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تواضع کی فضیلت بھی لکھین

تیسرا بیان تواضع کی فضیلت مین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ مَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ اور ایک حدیث مین یون فرمایا ہی کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ دو فرشتے رہتے ہین اور اوسکو لگام سے روکے رہتے ہین پس اگر وہ اپنے نفس کو اونچا کرتا ہے تو وہ لگام تانتے ہین اور کہتے ہین کہ الٰہی اس شخص کو پست کر اور اگر فروتنی کرتا ہے تو دعا دیتے ہین کہ الٰہی اسکو بلند کر - اور فرمایا کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ مسکنت کی حالت مین نہو اور فروتنی کرے اور مال جو بی معصیت جمع کیا ہو اوسکو خرچ کرے اور اہل ذلت و مسکنت پر رحم کرے اور فقہ و حکمت والون سے ملے - اور ابو سلمہ مدینی اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مسجد قبا مین تشریف رکھتے تھے اور روزہ دار تھے افطار کے وقت ہم ایک پیالہ دودھ کا تھوڑا سا شہد ملا کر لائے جب آپ نے اوسکو اوٹھا کر چکھا اور شہد کا مزہ معلوم نہوا تو پوچھا کہ کیا چیز ہے ہمنے عرض کیا کہ ہمنے تھوڑا سا شہد اسمین ڈالدیا ہے آپ نے پیالہ رکھدیا اور فرمایا کہ مین اسکو حرام نہین کرتا ہون اور پھر یہ کلمات ارشاد فرمائے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ وَمَنِ اقْتَصَدَ أَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ بَذَّرَ افْتَقَرَهُ اللّٰهُ وَمَنْ أَكْثَرَ ذِكْرَ اللّٰهِ أَحَبَّهُ اللّٰهُ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اصحاب کے ساتھ اپنے گھر مین کھانا کھاتے تھے ایک سائل دروازہ پر آیا اور اوسکو ایسا مرض مین مبتلا کہ اوس سے گھن آتی تھی آپ نے اوسکو اجازت دی جب وہ اندر آیا تو آپ نے اوسکو اپنی برابر بٹھایا اور کہا کہ کھانا کھا ایک شخص قریش مین سے اوس سے رُکا اور گھن کی تو وہ شخص مرا جب تک کہ اوسی سائل کی موافق اپاہج نہو گیا اور ایک حدیث مین آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجکو میرے پروردگار نے فرمایا کہ دو باتون مین سے جو تمسے چاہون پسند کرلون یا تو بندہ

اگر تمام ہو کیا پیٹھ ہو ۱۲ منہ

نہین زیادہ کرتا اللہ کسی بندہ کو معاف کرتا ہے ۱۲ منہ

کسی سے عجب کرے ۱۲ منہ

اور نہین تو تواضع کی کسی سے ذکر کرے ۱۲ منہ

اوس کو اللہ ذلیل کرے ۱۲ منہ

ابو ہریرہ رضہ ۱۲ منہ

مسلم کی روایت سے ۱۲ منہ

درضعفا و بیہقی در شعب ۱۲ منہ

حلیتی

بروایت ابو ہریرہ رضہ مسند ۱۲ منہ

مشکوٰۃ ۱۲ منہ

بزار بروایت انس رضہ ۱۲ منہ

بزار بروایت علی رضہ ۱۲ منہ

یحییٰ بن علی بن عبید اللہ عن ابیہ عن جدہ مخضرم ۱۲ منہ

واحد و ابو یعلی بروایت ابو سعید اور ابو یعلی و بزار بروایت ابن عمر رضہ ۱۲ منہ

نہین ہے ۱۲ منہ

جس شخص نے فقر کے واسطے فروتنی کی ۱۲ منہ

اوسکو اسادی کرتا ہے اور جسنے مالداری کی اوسکو پست کرتا ہے ۱۲ منہ

اور جسنے میانہ روی کی اوسکو غنی کرتا ہے اور جسنے بیہودہ خرچ کیا اوسکو فقیر کرتا ہے ۱۲ منہ

اور جسنے خدا کا ذکر کیا اوسکو اسنے دوست رکھا ۱۲ منہ

کسی سند مین ہی ۱۲ منہ

مجذوم کے ساتھ کھانا کھاتا تھا ۱۲ منہ

فرمایا ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے بروایت جابر رضہ ۱۲ منہ

نقل کیا ہے ۱۲ منہ

بروایت عائشہ رضہ و طبرانی بمعجم اوسط ۱۲ منہ

بروایت ابن عباس اور دونون ضعیف ہین ۱۲ منہ

پاس بہت سی پونجی اور مال ہین منجملہ اوسکے پھندون اور جال کے خدا کی نعمتون پر اترانا اور اوسکی عطا پر فخر کرنا اور اوسکے بندون پر تکبر کرنا اور سوائے ذات خدا کے اور چیزون مین آرزو کا اتباع کرنا ہے خدائے تعالے ہمکو دین و دنیا مین اس سے بچاوے

دوسرا بیان اترانے کی برائی اور چلنے اور کپڑون کے لٹکانے سے اظہار تکبر کی مذمت مین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا ینظر اللہ الی رجل یجر ازارہ بطرا اور فرمایا بینما رجل یتبختر فی بردیہ اذا عجبتہ نفسہ فخسف اللہ بہ الارض فھو یتجلجل فیھا الی یوم القیامۃ اور فرمایا من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ اور زید بن اسلم رح روایت کرتے ہین کہ مین حضرت عبداللہ بن عمر رض کیخدمت مین گیا اوسوقت عبداللہ بن عقد نئے کپڑے پہنے اوسکے پاس کوگذرے آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے اپنی ازار اونچی کر مین نے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی ازار کو اترا کر کھینچے گا اوسکی طرف قیامت مین خدائے تعالے نہ دیکھے گا اور روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کف مبارک پر تھوکا اور اوسپر انگشت مبارک رکھکر فرمایا کہ خدائے تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ اے ابن آدم کیا تو مجھسے بچ جاوی گا مین نے تو تجھے اس جیسی چیز سے پیدا کیا ہے جب مین نے تجھے ہٹا کٹا کر دیا تو تو لباس مین ایسا چلتا ہے کہ زمین بھی فریاد کرتی ہی تو نی ناک چوڑا اور کسی کو نہ دیا جب روح چنبر گردن مین پہنچی تو کہنے لگا کہ مین صدقہ کرون گا وہ وقت صدقہ کا کہان ہے اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب میری امت تکبر سے چلنے لگے گی اور فارس اور روم اونکی خدمت کرنے لگینگے اوسوقت خدائے تعالے اونمین سے بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا - اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہی کہ جو شخص اپنے جی مین بڑا بنتا ہی اور چال مین اترا تا ہے وہ خدا کے سامنے ایسے حال مین جاویگا کہ خدائے تعالے اوسپر غصہ ہوتا ہے ابوبکر ہذلی روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت حسن بصری رح کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین وہان کو ابن اہتم کا گذر ہوا جو پاخانہ کو جاتا تھا اور کئی کرتے ریشمی پہنے تھا جو پنڈلی پر ایکدوسرے کے اوپر تہ بتہ کر رکھے تھے اور اونمین سے قبا کھل رہی تھی اور اوسکی چال مین تبختر پایا جاتا تھا حضرت حسن رح نے ایک نگاہ اوسکو دیکھا اور کہا کہ تف ہی اس ناک پھلانے کمر لچکانے گردن مروڑنے پر اپنی دونون طرف دیکھتا جاتا ہے ای بیوقوف اپنی دونون طرف کیا دیکھتا ہے دونون طرف نعمتین ہین جنکا تو نے شکر ادا کیا نہ اونکو بانپر لایا نہ اونکے باب مین جو کچھ خدائے تعالے نے حکم کیا تھا اوسکو مانا نہ جو حقوق خداوندی اونمین تھے اونکو ادا کیا بخدا کہ لوگ ایسا چلتے ہین کہ اونکی طبیعت یہ چاہتی ہی کہ بالگلون کی طرح جھک جھک پڑین یہ نہین معلوم کہ ہر عضو مین اعضا کے خدا کی ایک نعمت موجود ہے اور شیطان اوس سے کھیل بنانے کو تیار ابن اہتم یہ سنکر لوٹ آیا اور آپکی خدمت مین عذر کرنے لگا آپ نے فرمایا کہ مجھسے عذر کیا کرتے ہو خدا کے سامنے توبہ کرو خدائے تعالے کا ارشاد نہین سنا کہ فرماتا ہی ولا تمش فی الارض مرحا انک لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولا اور ایکبار آپکی پاس ایک جوان عمدہ لباس پہنے گذرا آپ نے اوسکو بلایا اور فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی اور جمال پر اترتا ہی یون سمجھنا چاہیے کہ قبر نے بدنکو چھپا لیا اور عمل سامنے آئی جاؤ اپنی دل کا

حلقہ کو توڑ دی گا اور دوسری بات جسکا امر کرتا ہون سبحان اللہ و بحمدہ ہے کہ یہ ہر ایک چیز کی نماز ہے اور اسی سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ خوشا حال اوس شخص کا جسکو خدا تعالیٰ اپنی کتاب کھلاوی اور وہ جبار ہو کر نہ مری۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ کُلُّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ جَمَّاعٍ مَنَّاعٍ وَاَهْلُ الْجَنَّةِ الضُّعَفَاءُ الْمَغْلُوبُوْنَ اور ایک حدیث مین فرمایا کہ تم مین ہمارا زیادہ محبوب اور قریب آخرت مین وہ ہوگا جسکے اخلاق بہت عمدہ ہون اور سب سے زیادہ مبغوض اور بعید وہ ہوگا جو فضول گو ہو اور فصاحت جتانے کو باچھین پھاڑ پھاڑ باتین کرے اور متکبر ہو اور ایک حدیث مین یہ روایت ہے کہ قیامت کو متکبر لوگ آدمیون کی سی صورت کی چونٹیان بنکر اوٹھینگے اور لوگ اونپر پاون رکھکر چلینگے ہر ایک طرح کی ذلت اونپر سوار ہوگی پھر جہنم کے قید خانہ مین جسکو بولس کہتے ہین مقید ہونگے اور سب آگونکی آگ اون کو آلے گی دوزخیون کے نچوڑ اور پیپ کا رہ پینے کو ملے گا۔ اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبار و متکبر قیامت مین چونٹیون کی صورت مین اوٹھینگے اور لوگ اونکو پامال کرینگے اسلیے کہ انھون نے خدا کو ذلیل سمجھا تھا۔ اور محمد بن واسع فرماتے ہین کہ مین بلال بن ابی برزہ کے پاس گیا اور کہا کہ تمھارے باپ نے مجھے ایک حدیث اپنے باپ کی بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی تھی کہ آپ نے فرمایا کہ دوزخ مین ایک جنگل ہے جسکو ہبہب کہتے ہین اور خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ اوسمین جبار لوگ رہین پس ای بلال تم اپنے آپ کو اوسمین رہنے سے محفوظ رکھنا۔ اور ایک حدیث مین یون آیا ہے کہ دوزخ مین ایک مکان ہے جس مین متکبر ونکو ڈالکر بند کر دینگے اور ایک حدیث مین فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِيَاءِ اور فرمایا کہ جو تین باتون سے بری ہو کر مرے گا جنت مین داخل ہوگا اول اون مین کبر ہے دوم قرض سوم خیانت اور آثار بھی کبر کی برائی مین منقول ہین مثلاً حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نجانے اسلیے کہ مسلمان مین جو صغیر ہے وہ خدا کے نزدیک بڑا ہے۔ اور وہب رح فرماتے ہین کہ جب خدا نے تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اوسکی طرف دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تو متکبر پر حرام ہے۔ اور احنف بن قیس رح مصعب بن زبیر کے برابر تخت پر بیٹھا کرتے ایک روز جو تشریف لائے تو وہ پاون پھیلائے ہوئے تھا اور اونکو اٹھانا نہ کیا وہ جو بیٹھے تو کہین پاون بڑھ گیا آپ نے اوسکے چہرے سے معلوم کیا کہ اسکو پاون کا دبنا برا معلوم ہوا تو فرمایا کہ تعجب ہے کہ آدم زاد تکبر کرے حالانکہ وہ پیشاب کی جگہ سے دو بار نکلا ہے یعنے ایک بار جب نطفہ تھا اور ایک بار پیدائش کے وقت۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ تعجب ہے آدمی سے ہر روز ایک یا دو بار اپنے ہاتھ سے پاخانہ دھوتا ہے پھر تکبر کرتا ہے اور آسمانون اور زمین کے جبار کا مقابلہ کرتا ہے اور اس آیت مین وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بعض مفسرین نے فرمایا کہ بول و براز کی راہ کی طرف اشارہ ہے اور حضرت محمد بن حسین بن علی علیہما السلام فرماتے ہین کہ جس شخص کے دلمین کسی قدر کبر آتا ہے اوسی قدر اوسکی عقل کم ہو جاتی ہے اگر کبر کم ہوگا تو عقل کا نقصان بھی کم ہوگا اور اگر زیادہ تو زیادہ اور حضرت سلمان رض سے کسی نے پوچھا کہ آدمی بدی کونسی ہے جسکے ہوتے نیکی مفید نہو آپ نے فرمایا کہ وہ کبر ہے۔ اور حضرت نعمان بن بشیر رض نے منبر پر فرمایا کہ شیطان

بعد اسکے اول صاحب تو تشریف لے گئے مگر دوسرے کھڑے ہوئے روتے رہے لوگون نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو نے مجھسے یون کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جسشخص کے دل مین ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا اوسکو خدائے تعالے اوندھے منہ دوزخ مین ڈال دیگا اور ایک حدیث مین یون وارد ہے کہ آدمی اپنے آپ کو یہانتک اونچا کرتا رہتا ہے کہ انجام کو جبارون کی فہرست مین درج ہوجاتا ہے اور جو عذاب کہ اونکو پہونچتا ہے وہی اوسکو بھی ہوتا ہے۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز انسانون اور جنون اور چرند پرند کو فرمایا کہ باہر چلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن وغیرہ باہر نکلے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اونچے اوٹھائے گئے یہانتک کہ آواز آسمان کے فرشتون کی تسبیح کی آپ نے سنی پھر آپ نیچے اوتاری گئے یہانتک کہ آپکے پاون سمندر سے لگ گئے وہان ایک آواز سنی کہ اگر تمھارے آقا یعنے حضرت سلیمان کے دل مین ذرہ برابر بھی کبر ہو تو اوسکو جتنا اونچا کیا تھا اوس سے زیادہ زمین مین اوتار دون۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ مین سے ایک گردن نکلے گی جس مین دو کان سننے والے اور دو آنکھین دیکھتی ہوئی اور ایک زبان بولتی ہوئی ہوگی وہ یہ کہے گی کہ مجکو تین قسم کے آدمی حوالہ ہوئے ہین اوّل جبار عنید دوم جو لوگ مشرک ہین سوم مصور اور یہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا لا یدخل الجنۃ بخیل ولا جبار ولا سیئ الملکۃ اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ جنت و دوزخ مین باہم گفتگو ہوئی دوزخ نے کہا کہ مجکو متکبرین اور جبارین ملین گے جنت نے کہا کہ پھر مین نے کیا کیا ہے جو مجکو ضعیف اور افتادی اور عاجز لوگ ملین گے اللہ تعالی نے جنت کو فرمایا کہ تو میری رحمت ہے تجھسے جسپر مین چاہون گا رحمت کرون گا اور دوزخ کو فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے تجھسے جسکو چاہون گا عذاب دون گا اور تم دونون کو لوگون سے بھر دون گا۔ اور ایک حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برا بندہ وہ ہے جو جبر و تعدی کرے اور سب سے بڑے جبار کو بھولجاوے اور برا بندہ وہ ہے کہ جبر کرے اور اتراوے اور کبیر متعال کا دھیان نہ رکھے اور برا بندہ وہ ہے کہ سہو اور لہو مین رہے اور قبرون اور خاک ہوجانے کی یاد بالائے طاق رکھے اور برا بندہ وہ ہے کہ سرکشی کرکے حد سے گذر جاوے اور مبدا اور منتہا کی اوسکو یاد نہ آوے۔ اور ثابت بن ضحاک فرماتے ہین کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص کیسا بڑا متکبر ہے آپنے فرمایا کہ اوسکے پیچھے کیا موت نہین ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی اونھون نے اپنے دو بیٹونکو بلایا اور فرمایا کہ مین تمکو دو چیزون سے منع کرتا ہون اور دو چیزون کا امر کرتا ہون شرک اور کبر سے تو منع کرتا ہون اور لا الہ الا اللہ کا حکم کرتا ہون کیونکہ زمین و آسمان معہ ما فیہما اگر ایک پلہ مین رکھے جاوین اور یہ کلمہ طیبہ دوسرے پلہ مین رکھا جاوے تو اسی کا پلہ بھاری ہوگا اور اگر بالفرض آسمان و زمین اور دونون کی چیزون کا ایک حلقہ ہو اور لا الہ الا اللہ اوسپر رکھدیا جاوے تو

اور اپنے محب کی آرزو سے محروم کرے وہ خود ارشاد فرماتا ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین وارد ہی کہ جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے مین اوسکی طرف ایک ہاتہ بڑھتا ہون اور فرماتا ہے کہ نیک بندون کا شوق میری ملاقات کی طرف زیادہ ہے اور مین اونکے ملنے کا اونسے بھی زیادہ شائق ہون سبحان اللہ بکر مہ بندہ کو چاہیے کہ شروع مین اپنی کوشش اور صدق و اخلاص کر گذرے اور پھر عنقریب جو کچھہ کہ خدا تعالے کے جود و کرم و رافت و رحمت کے لائق ہے اوسکا تماشا کری نظم

بر درش ساکن شو و بیخانہ باش	دعوی شمعی مکن پروانہ باش	تا بہ بینی چاشنی زندگی	سلطنت یابی نہان در بندگی

نوان باب کبر و عجب کی برائی مین

رباعی جبار و قدیم ہی وہ دارا جہان ٭ پس عجب اور کبر ہے اوسیکو شایان
انسان کے لیے نہین تکبر زیبا ٭ جب اوسکی سرشت ہے حدوث اور امکان

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِی وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِی فَمَنْ نَازَعَنِی فِیْھِمَا قَصَمْتُہٗ ایک حدیث مین وارد ہی ثَلٰثٌ مُھْلِکَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَھَوًی مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ پس کبر و عجب دو مرض مہلک ہین اور متکبر اور معجب رہی ہین اور خدا کی نزدیک دشمن اور مغضوب اور ازانجا کہ اس جلد مین ہمکو عزض بیان مہلکات سی ہے تو ضرور ہوا کہ کبر اور عجب کا بیان کیا جاوے کہ یہ دونون بڑے خراب مہلک ہین ہم اسباب کو دو فصلون پر منقسم کرکے ایک مین ذکر کبر کا اور دوسری مین عجب کا کرے ہین ٭

فصل اول کبر کے بیان مین متضمن بہ سہ بیانون پر

بیان اول کبر کی مذمت کا۔ کلام مجید مین خدا ے تعالے نے بہت جگہہ مذمت کبر کی اور جبار و متکبر کی فرمائی ہے مثلاً فرمایا سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیَاتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اور فرمایا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ اور فرمایا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ اور فرمایا لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا کَبِیْرًا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ غرض کہ مذمت کبر کی قرآن شریف مین کثرت سے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے یہ حدیث قدسی بانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مروی ہے کہ خدا ے تعالے فرماتا ہے کہ کبریا میری چادر ہے اور عظمت میرا تہمد ہے جو کوئی ان مین مجھسے نزاع کرے گا اوسکو مین دوزخ مین ڈال دون گا اور کچھہ پروا نکرون گا اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضہ روایت کرتے ہین کہ ایکبار حضرت عبد اللہ بن عمرو اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضہ مروہ پر ملے اور وہان کچھہ ٹھہرے

اور عظمت میرا تہمد ہے جو ۱۲ ان دونون مین کچھہ کہینچ کرے گا مین اوسکو دوزخ مین ڈال دون گا ۱۲ ذکر عظمت کا نہین ۱۲ ۲ بخل جسکا آدمی مطیع ہو اور رجحان نفس جسکا آدمی کا پیشوا نفس ہو ۱۲ ۳ ت یعنی بھروسا آدمی کا اپنے نفس پر ۱۲ ۴ ت ای طرف ۱۲ ۵ ت اور فیصلہ نہ کرے ۱۲ ۶ ت اسد نہین دوست کھتا ہو ۱۲ ۷ ت بہت بڑی ۱۲ ۸ ت بیشک جاہل ۱۲ ۹ نہین داخل ہوگا جنت مین وہ شخص کہ ہو ۱۲ ۱۰ نہین داخل ہوگا دوزخ مین وہ شخص کہ ہو ۱۲

یعنے کلام حکمت آمیز بہت کہتا ہون اوسنے جواب دیا کہ لالچ سے آپکی زبان تیز ہو جاتی ہی اور واقع مین اوسنے درست کہا تونگر کے سامنے زبان ایسی کھلتی ہے کہ ایسی فقیر کے سامنے نہین کھلتی اسی طرح خشوع بھی تونگر کے سامنے اتنا ہوتا ہے کہ فقیر کے سامنے نہین ہوتا۔ غرضکہ شیطان کے خفیہ مکر و فن اسباب مین بہت ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا اور انسان کو اون سے جبھی نجات ملتی ہی جب کہ ماسوا اللہ کو دل سہی نکالدے اور صرف نفس پر خوف مدت العمر کیا کرے۔ اور اوسکا اگ مین جلانا ایسی شہوات کی سبب جو جلد جلد بدلتے رہتے ہین اور چند روز مین صلحدہ ہو جائینگے پسند کرے اور دنیا مین ایسی طرح رہے جیسے کوئی بادشاہ شہوتون نے اوسکو گھیر رکھا ہو اور لذات سب طرح کے اوسکے پاس ہون مگر اوسکے بدن مین ایسا مرض ہو کہ اگر ذرا بھی شہوات مین قدم زیادہ دھرے تو مرجانی کا خوف ہو اور جانتا ہو کہ اگر مین پرہیز کرون گا اور اون شہوات سے بچون گا تو زندگی بنی رہیگی اور سلطنت بھی قائم رہیگی اور اس خیال سے طبیبون اور عطارون کی مجالست اختیار کرے اور نفس کو تلخ اور بدمزہ دواؤن کے پینے کا عادی کرے سب لذات کو ترک کرے تو ہر چند قلت غذا کی باعث اوسکا بدن ہمیشہ لاغر ہوتا جائے گا لیکن ویسی ہی بیماری بھی روز بروز شدت پرہیز کے باعث کم ہوتی جاوی گی پس جب کبھی نفس اوسکا کسی شہوت کی تمنا کریگا تو تمام درد و تکلیفین مرض کی خیال مین پھر جاوینگی جنکا انجام موت ہے، اور موت کے سبب سلطنت بھی جاتی رہیگی دشمن خوش ہونگے اور اگر دوا کی سختی نفس پر ناگوار ہوگی تو اوس سے جو شفا اور تندرستی آگے کو ہوتی ہی وہ درمیان مین آویگی کہ تندرست ہو کر سلطنت مین چین کرینگے اور فارغ البالی سے حکومت کرتے رہینگے اس تامل سے لذتون کو چھوڑنا اور مکروہات پر صبر کرنا ہلکا معلوم ہوگا یہی حال ایماندار کا ہے جو سلطنت آخرت کی تمنا رکھتا ہی وہ بھی ایسی چیزون سے جو آخرت مین مہلک ہین یعنی لذات دنیاوی سے احتراز کرتا ہی اور اونمین بھی قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہے اور لاغری اور پژمردگی اور وحشت اور حزن و خوف اور ترک موانست خلق سے اسلیے پسند کرتا ہے کہ اوسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں خدا کا غضب نازل ہو کر تباہ نہو جاؤن اور یہ توقع ہوتی ہی کہ عذاب الٰہی سے نجات پاؤن اسی لیے یہ سب باتین اوسپر آسان معلوم ہوتی ہین کیونکہ انجام کار کا یقین اور اعتقاد شدت سے ہوتا ہے اور اسبات کا بھی کہ میرے لیے دولت پایدار رضای الٰہی کی ابدالاباد کے واسطے مہیا ہے پھر یہ بھی اوسکو معلوم ہی کہ خدائے تعالے کریم و رحیم ہے جو لوگ اوسکی رضا جوئی کرتے ہین اونکو مدد دیتا ہی اور عطوفت و رافت فرماتا ہے اگر وہ چاہے تو اپنے بندونکو رنج و مشقت کی پروا نہ رکھے لیکن اپنی حکمت و عدل سے اونکا امتحان اور صدق ارادت کو معلوم کرنا منظور ہے اسی واسطے یہ حکم عبادت کا صادر فرمایا ہے پھر جب اول اول آدمی مشقت اختیار کرتا ہے تو خداوند کریم اوسکی طرف متوجہ ہو کر مدد عنایت فرماتا ہی اور کام کو آسان کر دیتا ہے گرانی اور کسل کو دور فرما کر صبر کرنا سہل اور طاعت کو محبوب کر دیتا ہے پھر طاعت اور مناجات کی وہ لذت عنایت فرماتا ہے جس سے تمام لذتین بھول جاتی ہین اور شہوات کی فنا کرنے کی طاقت دیتا ہی بلکہ خود اونکو برباد دینے کا کفیل ہو جاتا ہے اور مدد پر مدد پہنچا جاتا ہی اسلیے کہ کریم اپنے امیدوار کی کوشش ضائع نہین کیا کرتا

اوسکو حاصل ہو تو یہ اسبات کی دلیل ہے کہ ابھی ضعیف ہے لیکن اگر اوسکے رد کرنے کی قدرت عقل و ایمان کے زور سے رکھتا ہے
اور دفع کیطرف مبادرت کرکے اوسکو مانتا ہی نہین تو مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسکی سعی ضائع نجاوی گی اور اگر
لوگون کے دیکھنے کے وقت خشوع و پستگی اس نظر سے زیادہ کرے کہ لوگ زیادہ نہ کھل کھیلین اور تضیع اوقات نہ کرین
تو اسکا کچھ مضائقہ نہین لیکن اس صورت مین بھی دھوکا بھی ہے اسلیے کہ اظہار خشوع کے لیے نفس کی شہوت بعض اوقات
پوشیدہ ہوتی ہے مگر اوسکے اظہار کے لیے بہانہ یہ کرلیتا ہے کہ مجکو لوگون کے ساتھ زیادہ اختلاط منظور نہین اور اوسکے
اس دعوی کا آزمانا سہل ہے باینطور کہ تامل کرے کہ لوگون کی بندش تو اسطرح بھی ہوسکتی ہے کہ دوڑکر چلنے لگون
یا بہت ہنسا کرون یا بہت کھانے لگون پس اگر نفس بندش کے لیے ان باتونکو گوارا کرے تو سچا ہے اور اگر بندش
کے لیے عبادت ہی کو چاہے تو اس سے غالبا اوسکی مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اپنی منزلت لوگون کے دلون مین
چاہتا ہے اور اس سے وہی بچے گا جسکے دل مین جما ہوا ہے کہ سوائے خدا کے اور کوئی موجود نہین اور عمل ایسی طرح کرے کہ گویا
زمین کے پردہ پر اکیلا وہی ہے کوئی دیکھنے والا نہین تو ایسے شخص کے دل مین خلق کا خطرہ اول تو ہوتا ہی نہین
اور اگر ہوتا بھی ہے تو بہت ضعیف ہوتا ہے کہ اوسکا دور کرنا کچھ مشکل نہین ہوتا جب آدمی اس حال پر ہوتا ہے تو
لوگون کے دیکھنے سے کچھ متغیر نہین ہوتا اور اس حال کے ٹھیک ہونے کی یہ پہچان ہے کہ اگر بالفرض اوسکے دو یار ہون ایک
تونگر دوسرا مفلس تو تونگر کے آنے کے وقت نفس مین زیادہ خوشی اوسکی تعظیم کی بہ نسبت فقیر کے نہو بشرطیکہ اور کوئی
وجہ تعظیم کی سوا تونگری کے نہو مثلا اگر تونگر عالم ہو یا متقی ہو تو اسوقت البتہ اوسکی تعظیم اس وصف خاص کی
جہت سے کرسکتا ہے تونگری کو اسمین کچھ دخل نہین اور جو شخص کہ اغنیا کے دیکھنے سے زیادہ راحت پاتا ہو بہ نسبت فقرا کے
تو وہ ریاکار اور لالچی ہے ورنہ فقیرون کے دیکھنے سے تو رغبت آخرت زیادہ ہوتی ہے دل پر مسکنت کی محبت ہوتی ہے
اور اغنیا کا دیکھنا اسکے برعکس ہے تو کس طرح تونگرون کی ملاقات سے زیادہ راحت بہ نسبت فقرا کے ہوسکتی ہے
اور روایت ہے کہ جیسی دولت تونگرون کو حضرت سفیان ثوری رح کی مجلس مین ہوتی تھی ایسی اور جگہہ نہین ہوتی تھی
آپ کا دستور تھا کہ تونگرونکو پچھلی صف مین بٹھلاتے تھے اور اگلی صف مین فقرا ہوتے تھے یہانتک کہ تونگر اونکی
مجلس مین تمنا کرتے تھے کہ کاش ہم فقیر ہوتے ۔ ہان ایک اور صورت تعظیم غنی کی ہے کہ اوس سے قرابت ہو یا کوئی حق یا دوستی
سابقہ رکھتا ہو الا اس صورت مین بھی یہ شرط ہے کہ اگر یہی علاقہ کسی فقیر مین بھی پایا جاوے تو پھر غنی کو فقیر پر ترجیح نہ دے
اسلیے کہ فقیر کا رتبہ خدا کی نزدیک غنی سے زیادہ ہے اب اگر کوئی غنی ہی کو ترجیح دینے لگے تو معلوم ہوگا کہ اوسکی مال کی لالچ سے
اوسکے ساتھ ریا کرتا ہے ۔ پھر اگر پاس بٹھلانے مین مساوات غنی اور فقیر کے سمجھے تو یہ خوف ہے کہ کہین حکمت و خشوع غنی کے
سامنے بہ نسبت فقیر کے زیادہ ظاہر نکرے یہ امر ریائے خفی یا طمع خفی سے سرزد ہوا کرتا ہے جیسا کہ ابن سماک نے
اپنی لونڈی سے کہا تھا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے جب مین بغداد مین آتا ہون تو مجھپر حکمت کا دروازہ کھلجاتا ہے

دل کے ساتھ رہنا چاہیے اور خدا تعالے کے واقف ہونے پر قناعت کرنی چاہیے اوسکے دل مین یہ بات نگذری کہ میرے زہد کا
حال لوگون کو معلوم ہوجاوی اور وہ میری عظمت کرین اسلیے کہ اس سے تخم ریا مزرع سینہ مین بویا جاتا ہے یہان تک کہ
عبادات کا کرنا تنہائی مین آسان ہوجاتا ہے اور چونکہ لوگ اسکی تکریم کرتے ہین اور اسکی گوشہ نشینی سے واقف ہین
اسلیے بڑے اطمینان سے بیٹھا رہتا ہے اور اوسکو خبر نہین کہ اس وجہ سے عمل مجھپر ہلکے معلوم ہوتے ہین حضرت
ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے معرفت ایک راہب سے سیکھی جسکا نام سمعان تھا مین اوسکے پاس اوسکے
گرجا مین گیا اور اوس سے پوچھا کہ تم اس جگہہ کب سے ٹھہرے ہو اوس نے کہا کہ ستر برس سے مین نے پوچھا کہ آپ کی غذا
کیا ہے اوسنے کہا کہ اس سے تمھارا کیا مطلب ہے مین نے کہا کہ صرف پوچھنا منظور ہے اوسنے کہا کہ ہر شب ایک چنا
کھاتا ہون مین نے پوچھا کہ تمھارے دل مین ایسی کیا بات رہتی ہے کہ ایک چنا کافی ہوجاتا ہی اوسنے جواب دیا کہ یہ لوگ
جو تمھاری نظر کے سامنے ہین ہر سال مین ایک بار میرے پاس آتے ہین اور اس عبادتخانہ کو آراستہ کرتے ہین اور
اسکے گرد طواف کرتے ہین اور میری بڑی تعظیم کرتے ہین پس جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہے تو مین اوسکو
اوسی ایک ساعت کی عزت یاد دلاتا ہون تو ایک ساعت کی توقیر کے واسطے مین سال بھر مشقت اوٹھاتا ہون
پس اے موحد تو ایک ساعت کی مشقت سے عزت جاوید حاصل کر اوسکی اسباب سے میرے دل مین معرفت الہی کی وقعت
ہوئی پھر اوسنے کہا کہ اسقدر بس ہے یا اور زیادہ دیکھا چاہتے ہو مین نے کہا بہت بہتر کہا کہ اس عبادتخانہ سے نیچے اُترو
جب مین نیچے گیا تو اوسنے ایک پٹڑیا مین بیس چنے لٹکا کر مجھے دیے اور کہا کہ دیر مین چلے جاؤ وہان کے لوگون نے
مجھے لٹکاتے دیکھ لیا ہے مین دیر مین جو گیا تو سب بضاری میرے پاس جمع ہوگئے اور کہا کہ میان مع حدمرشد نے تمکو کیا دیا ہے
مین نے کہا کہ اپنی غذا دی ہے اونھون نے کہا کہ تم اوسکو کیا کروگے اوسکے مستحق ہم لوگ ہین ہماری ہاتہ بیچ ڈالو مین نے
کہا اچھا بیس اشرفی کو بیچتا ہون اونھون نے بیس اشرفیان دیکر چنے لیے مین پھر اوس راہب کے پاس آیا اوسنے
پوچھا کہ چنے کیا کیے مین نے کہا کہ اون لوگون کے ہاتہ بیچدیے اوسنے پوچھا کتنے کو مین نے کہا بیس اشرفیونکو اوسنے کہا کہ تم
چوک گئے اگر بیس ہزار اشرفیان مانگتے تو وہ تمھین دیتے میان مع حدیہ عزت اوس شخص کی ہی جو اوسکو عبادت نہین کرتا اور
جو خاص اوسکی عبادت کرتا ہی اوسکا کیا کہنا ہی اب تم اپنی رب کی طرف متوجہ ہوجاؤ اور چلنا پھرنا چھوڑو دو انتہی اور مقصود یہ ہے
کہ نفس کو جب اپنی عزت لوگون کے دلون مین معلوم ہوتی ہے تو تنہائی مین بھی سبب مجاہدہ ہوتی ہی مگر کبھی بندہ کو اسکی
اطلاع نہین ہوتی اسی لیے ضرور ہوا کہ اوس سے پرحذر رہنا چاہیے اور نشان سلامتی کا یہ ہے کہ آدمی اور بہائم عابد کے
نزدیک ایک سی معلوم ہون اگر بالفرض لوگونکا اعتقاد اس سے پھر جاوی تو دلتنگ نہو اور نہ واویلا کرے اور اگر تھوڑی سی
کراہت دل مین آوی بھی تو اوسکو فورًا اپنے عقل و ایمان سے دفع کرے حتے کہ اگر مثلاً یہ شخص عبادت مین ہو اور تمام لوگ
اوسپر مطلع ہوجاوین تو اونکی اطلاع سے نہ تو کچھہ خشوع اوسکا زیادہ ہو اور نہ دل پر سرور اور اگر کچھہ ایک سرور

مین تو آپ سے حدیث نہین پڑھتا ہون کہ آپ پھیرے دیتے ہین اونھون نے فرمایا کہ یہ تو مین بھی جانتا ہون
مگر تمھارا بھائی مجھسے حدیث پڑھتا ہے مجھے یہ خوف ہے کہ کہین اوسکے لیے میرا دل اورون کی نسبت زیادہ نرم
نہو جاوی۔ اور ایک بار ایک شخص اونھین کیخدمت مین ایک تھیلی یا دو تھیلیان لایا اور اوس شخص کا باپ آپ کا
بڑا دوست تھا آپ اکثر اوسکے پاس تشریف لیجاتے تھے اوس شخص نے عرض کیا کہ آپکے دل مین میرے باپ کیطرف سے
کوئی بات ہے آپنے فرمایا خدا اوسکو بخشے وہ ایسا اور ایسا تھا اوسکی مدح وثنا کی اوسنے عرض کیا کہ آپ تو جانتے
ہی ہین کہ یہ مال میرے قبضے مین اوسی کے ترکے سے آیا ہی تو مین اسقدر لایا ہون کہ آپ بھی اس سے اپنی عیال کی
پرداخت فرماوین پس حضرت سفیان نے قبول کرلیا مگر جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے بیٹے مبارک سے کہا کہ جلد جاؤ
اور اوس شخص کو میرے پاس بلا لاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب میری مرضی یہ ہے کہ اپنا مال لیجاؤ
اوسنے ہر چند اصرار کیا مگر آپنے نمانا اور واپس کردیا شاید اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اوسکے باپ سے محبت سدھی تو برا
جانا کہ اوسکے مال مین سے کچھ لیوین آپ کے بیٹے مبارک کہتے ہین کہ جب وہ شخص مال لیکر چلا گیا مین نہ رہسکا
اور آپ کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے یہ چند گنتی کے پتھر تھے اونکو واپس کیون کردیا ہمارے
یہان کیا کمنا نہین تمکو مجھپر رحم نہین آتا اپنے بھائیون پر رحم نہین کرتے نہ ہمارے عیال پر رحم کرتے ہو غرض جتنا
کہا گیا خوب کہا آپنے ارشاد فرمایا کہ مبارک خدا سے ڈرو کھاؤ اوڑاؤ تو تم اور اوسکی بازپرس ہو مجھسے۔ اس
بیان سے معلوم ہوا کہ عالم سے اگر کسی کو فیض ہو تو اوسکے ثواب کا طالب صرف خدا سے ہو اور شاگرد کو بھی واجب ہے
کہ وہ بھی ہمیشہ طالب حمد خدا اور اوسکے ثواب و منزلت کا رہے اوستاد کے نزدیک اور خلق کی نظرون مین
عزیز ہونے کا خیال دل سے دور رکھے اور کبھی شاگرد کو یہ سوجھتی ہے کہ اگر ظاہر مین طاعت الٰہی کرون گا تو اوسکی نظرون مین
رتبہ حاصل کرونگا اور اچھی طرح پڑھون گا مگر یہ خیال غلط ہے اسواسطے کہ طاعت الٰہی سے ارادۂ غیر اللہ کا
کرنے سے نقصان تو اوسی وقت ہوتا ہے اور علم کا مفید ہونا اور غیر مفید ہونا موہوم ہے پس عمل نقد کو اس وہمی
فائدہ کی عوض ضائع کرکے کیون نقصان اوٹھاوی یہ امر تو سراسر ناجائز ہے بلکہ یون چاہیے کہ اللہ ہی کے واسطے پڑھے
اور اوسی کے واسطے عبادت کرے اور اوسی کے لیے اوستاد کی خدمت کرے اسلیے نکرے کہ اوستاد کے دل مین جگہ ہوگی
اگر یہ منظور ہو کہ تحصیل علم طاعت مین متصور ہو اسلیے کہ بندون کو یہی حکم ہے کہ سوائے خدا کے اور کسی کی عبادت نکرین
اور نہ اپنی طاعت سے غیر خدا کو چاہین۔ اسی طرح جو اپنے باپ کی خدمت کرے وہ اس قصد سے کرے کہ باپ کی رضامندی
مین خلق اسکی رضامندی ہی اسلیے نکرے کہ خدمت کرنے سے میری جگہہ اونکے دل مین ہوجاوی اور اوسکو جائز نہین کہ
طاعت خدا سے ریا اسلیے کرے کہ باپ کے دلمین جگہہ پیدا ہو کیونکہ یہ امر گناہ ہے اور کیا عجب ہے کہ خداوند کریم اوسکا
ریا برطرف کردی اور باپ کی نظرون سے گرجاوی۔ اور زاہد جو لوگون سے کنارہ کش ہو تو اوسکو ہمیشہ خیال فکر الٰہی کا

حاجت ہوگی اور جبر نقصان فرض اور کفارہ گناہ بدون نوافل مین اخلاص کے نہین ہوسکتا اور متقی جو نوافل مین اخلاص کرتا ہے تو وہ ترقی درجات کا خواہان ہے ورنہ اگر نفل اوسکے پاس نہوگی تب بھی اتنے حسنات ضرور ہین کہ جنسے جنت ملجاوے اس سے معلوم ہوا کہ خوف اطلاع خدای تعالی کا ہر وقت دل کے ساتھ رہنا ضرور ہے تاکہ نوافل صحیح ہون - پھر بعد فراغ عمل کے بھی یہ خوف رہنا چاہیے تاکہ اوس عمل کو ظاہر نکرے اور لوگون سے نہ کہے جب یہ سبب باتین کر چکے تب اس بات کا خوف چاہیے کہ کہین ایسا نہوا ہو کہ ریای پوشیدہ اسمین داخل ہوگیا ہو اور مجکو اطلاع نہوئی ہو اس بنا پر اپنے عمل کے قبول اور عدم قبول مین شک کرنا ضرور ہے یعنے یہ سوچ کرے کہ ہوسکتا ہی کہ خدای تعالی نے میری نیت خفیہ لکھ لی ہو اور اوسکے سبب مجھسے ناراض ہو کر میرا عمل میرے سر مارے اور یہ شک اور خوف عمل کے وقت اور بعد عمل چاہیے ابتدائے نیت عمل مین نہیں ہی بلکہ ابتدا مین تو اسبات کا یقین کرے کہ مین مخلص ہون اور رسوای رضای خدا کے اور کچھ نہین چاہتا تاکہ عمل درست ہو اور جب عمل شروع کرنے پر ایک ایسا لحظہ گذر جاوے جس مین غفلت اور نسیان ہوسکتی ہو تو اسبات کا خوف مناسب حال ہے کہ اس غفلت مین شاید کوئی شائبہ ریا خواہ عجب کا آگیا ہو جس سے عمل باطل ہوگیا ہو مگر توقع قبول کی اغلب ہے اسواسطے کہ عمل کے اندر یا اخلاص یقینا داخل ہوا ہے اور اسبات مین شک ہی کہ ریا کے سبب عمل فاسد ہوگیا یا نہین تو یقینی بات کیطرف گمان غالب ہے اور اسبات کے معلوم کرنے سے مناجات وطاعات مین بڑی لذت ہوتی ہی اسلیے کہ اخلاص تو یقینی ہی اور ریا مین شک ہے اور یہ شخص جو اس شک سے بھی خوف کرتا ہے تو اسکا خوف اس قابل ہی کہ اگر وسوسہ ریا غفلت مین بھی ہوگیا ہو تو اوسکو دور کردے - اور جو شخص کہ لوگون کی کارروائی اور طلبہ کی تعلیم سے تقرب الی اللہ چاہے اوسکو بھی چاہیے کہ اپنے نفس پر توقع ثواب کی کرے اس نظر سے کہ جس آدمی کا کام نکل جاویگا اوسکے دل کو سرور ہوگا اور جو علم سیکھے گا اوسکے بموجب کام کرے گا یہ دونون صورتین ثواب کی اوسکے لیے ہین مگر صرف توقع ثواب ہی رکھنی چاہیے شکر اور مکافات اور ثنا خوانی کا خواہان نہو نہ طالب علم سے نہ جسکی ضرورت نکالی ہو اوس سے ورنہ عمل جاتا رہیگا مثلا اگر طالب علم سے توقع رکھی کہ پڑھائی کے عوض مین میرا کام خدمت کریگا یا راہ مین ساتھ چلیگا تاکہ جھاڑ زیادہ ہو یا اور کسی کام مین مدد کریگا تو یہ شخص اپنی اجرت لے چکا اسکی سوا اور کچھ ثواب نہ ملیگا - ہان اگر اسنے کچھ نیت نکی تھی صرف قصد کیا تھا کہ جب یہ پڑھکر علم کی بموجب کام کریگا تو مجکو بھی ثنا ہی ثواب ملا کریگا لیکن شاگرد نے خود بخود خدمت کی اور اوسنے اوسکو قبول کیا تو اس صورت مین ہمکو توقع ہی کہ اوسکا ثواب باطل نہو بشرطیکہ استاد کو انتظار خدمت ہو نہ ارادہ یہانتک کہ اگر شاگرد خدمت نہ کرتا تو کچھ بعید جانتا اور باوجود پائے جانے ان سب شرائط کے اگلے علما پھر بھی خدمت سے حذر کرتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ ایک عالم کنوئین مین گر پڑے لوگ اونکے نکالنے کو آئے اور رسی اندر ڈالی تو اونھون نے اندر سے قسم دلائی کہ جس شخص نے مجھسے ایک آیت بھی قرآن مجید کی پڑھی ہو یا حدیث سنی ہو وہ اس رسی کو ہاتھ نہ لگاوے اسی خوف سے کہ مبادا اتنی خدمت لینے سے ثواب نہ جاتا رہے - اور شقیق بلخی رح روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک کپڑا حضرت سفیان ثوری رح کے پاس بطور ہدیہ بھیجا اونھون نے مجکو واپس کردیا مین نے عرض کیا کہ یا حضرت

اور حفاظت کی معلوم نہین کر سکتا اور کوشش کی بعد بھی اگر معلوم ہو جاوے تو غنیمت ہے بے تلاش و جستجوی دل کے اور بدون امتحان نفس اور تفتیش اوسکے فریبون کے توقع اونپر مطلع ہونے کی رکھنی دشوار ہے خداے تعالے سب کو اپنے کرم و احسان سے اون آفات سے بچاوے

گیارھوان بیان اس امر مین کہ مرید پر قبل عمل اور بعد عمل اور عین عمل مین کیا کرنا چاہیے واضح ہو کہ سب سے بہتر مرید کے حق مین یہ ہے کہ تمام اوقات مین اپنی طاعتون پر خداے تعالے ہی کے علم پر قناعت کرے اور علم الٰہی پر اوسی کو قناعت ہوتی ہی جو خدای تعالی ہی سے خوف کرے اور اوسی سے توقع رکھے اور جو شخص غیر سے خوف و توقع رکھے گا وہ اوسکی اطلاع کا بھی خواہان ہوگا کہ میرے عمدہ احوال کی اوسکو اطلاع ہو پس جب یہ صورت کسی کی ہو تو چاہیے کہ دل مین عقل و ایمان کی جہت سے اس امر کی برائی کو لازم کرلے اسلیے کہ اسکے باعث یہ ڈر ہے کہ خداے تعالے ناراض نہو جاوے اور جب ایسی طاعتین بڑی اور شاق کرے جو اورون سے نہو سکین اوسوقت اپنی نفس کی حفاظت پر ضرور ہے اسلیے کہ ایسی حال مین نفس کو اونکے افشا کی کمال حرص ہوتی ہے اور کہتا ہے کہ تیرے اس بڑے عمل یا ایسے عظیم خوف یا اس جیسی رونے پر اگر خلق کو اطلاع ہوگی تو تجکو سجدہ کرنے لگین گے اسلیے کہ خلق مین اور کون ہے جو ایسا کر سکے تو ایسے عمل کے چھپانے پر کیسے راضی ہے لوگون کو تیرا مقام کیسے کھلے گا اور قدر کسطرح معلوم ہوگی اقتدا سے محروم رہین گے غرض جب یہ صورت پیش ہو تو عابد کو چاہیے کہ ثابت قدم رہے اور اپنے عمل کی بڑائی کے مقابلے مین عظمت ملک آخرت اور لذائذ جنت کے جو ابدالآباد رہین گے یاد کرے اور یہ بھی سوچے کہ خدا کی طاعت پر بندون سے ثواب لینے مین کیسا بڑا غصہ اور عذاب الٰہی ہوگا اور عمل کا ظاہر کرنا دوسرے پر گو اچھا معلوم ہوتا ہے مگر خدا کے نزدیک موجب تنزل ہی ثواب عمل کا بالکل کھو دیتا ہے اور پھر نفس کو یون سمجھا دے کہ ایسے عمل کو مین لوگون کی تعریف کے بدلے مین کس طرح دی ڈالون وہ لوگ تو خود عاجز ہین نہ میرے رزق پر قدرت رکھتے ہین نہ موت پر اسی بات کو دلمین جماوی ایسا نہو کہ یاس چھا جاوی اور کہنے لگی کہ اخلاص تو زبردستون کا کام ہے جو خلط ملط کر دیتے ہین اونکی شان ایسی کہان ہو سکتی ہے اور اس باعث سے اخلاص مین مجاہدہ نکری بلکہ یہ جان لینا چاہیے کہ متقیون کی نسبت کر غیر متقیون کو اخلاص کی حاجت زیادہ ہے اسلیے کہ متقیون کی اگر نفلین جاتی رہین گی تو فرائض تو کامل رہین گے غیر متقی کے تو فرائض مین بھی نقصان ہے اور اونکا نقصان نوافل ہی سے بھرا جای گا اگر نوافل درست نہوئین تو فرضون کے نقصان کے باعث تباہ ہو جاوی گا غرض کہ غیر متقی کو حاجت اخلاص کی زیادہ تر ہے اور تمیم داری رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ قیامت کو بندہ کے حساب کی وقت اگر فرضون مین کمی ہوگی تو حکم ہوگا کہ دیکھو اسکی نفل بھی کوئی ہی یا نہین اگر نفل نکلے گی تو اوس سے فرض کا نقصان پورا ہو جاوی گا ورنہ ہاتھ پاون پکڑ کر دوزخ مین ڈال دیا جاوی گا انتہی تو قیامت مین جو شخص خلط و ملط عمل مین کرتا ہی اوسی کو ضرورت فرضون کے پورا کرنے کی ہوگی کہ اوسکے فرض ناقص ہون گے اور گناہ کثرت سی اور گناہون کے کفارہ کی بھی

ابوداؤد وابن ماجہ ۱۲

ذوالنون مصری رح ایک بار کھڑے ہوے اور ٹھوکر کھانے لگے ایک پیر جیوا ونکے ساتھ کھڑے ہوے کہ اون مین اثر تکلف کا معلوم ہوتا تھا حضرت ذوالنون رح نے فرمایا کہ ای شیخ الذی یراک حین تقوم یعنی خدا تو تمھارے اس قیام کو دیکھتا ہے تکلف کی کیا ضرورت ہے پس وہ شیخ بیٹھ گیا خلاصہ یہ کہ اس طرح کے سب اعمال منافقون کے ہوتے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ نعوذ باللہ من خشوع النفاق اور نفاق کا خشوع یہ ہے کہ اعضا تو خشوع کرین اور دل مین خشوع نہو اور اسی قبیل سے ہے استغفار اور استعاذہ خدائے تعالے کے غضب اور عذاب سے کہ یہ بھی کبھی تو دل مین خوف سمائی اور گناہ یاد کرنے اور اوسپر ندامت کرنے سے ہوتا ہے اور کبھی ریا کے باعث ہوتا ہے پس ایسے وساوس دل پر قریب قریب ایک دوسرے کے بعد وارد ہو کر کام سے روکتے ہین اور ایک دوسرے مین ملتی جلتی بھی ہین اس لیے مناسب ہے کہ جب آدمی کو خطرہ ہو تو تامل کرے کہ یہ کیا ہے اور کہان سے آیا اگر خدا کے لیے ہے تو اوسی طرح کرے جیسا دل مین گذرا ہے مگر اوسکے ساتھ ہی ڈرتا بھی چاہیے کہ شاید کچھ ریای پوشیدہ اوسمین نملا ہو جسکی اطلاع نہوئی ہو اور عبادت کے قبول اور عدم قبول سے بھی ترسان رہنا چاہیے کہ اخلاص اوسمین ہوا ہے یا نہین اور جب اخلاص سے عمل کو شروع کیا ہے تو اسبات سے بھی احتراز چاہیے کہ وسوسہ خواہش لوگون کی تعریف کا پھر نہ آنے پاوے اسواسطے کہ یہ بہت دفعہ آتا ہے جب کبھی آدمی تو یہ دل مین سوچے کہ اللہ تعالے میرے حال کا دانا بینا ہے اگر مین اوسکی طاعت سے لوگون کی تعریف چاہونگا تو اوسکی غصہ مین پڑون گا اور وہ بات یاد کرے جو تین آدمیون مین سے ایک نے حضرت ایوب علیہ السلام کیخدمت مین عرض کی تھی جب وہ تینون آپکے پاس آئے تھے اوسنے کہا تھا کہ اے ایوب آپ کو معلوم نہین کہ بندہ کا عمل ظاہر جس سے نفس کیطرف سے فریب دیا کرتا ہے جاتا رہے گا اور امر باطن پر جزا دیا جاوے گا اور بعض اکابرون دعا مانگتے کہ الٰہی مین تجھسے اس بات کی پناہ مانگتا ہون کہ لوگ مجھے جانین کہ مین تجھسے ڈرتا ہون حالانکہ تو مجھسے ناراض ہو اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام یون دعا مانگتے کہ الٰہی مین تجھسے پناہ مانگتا ہون اس امر سے کہ لوگونکی نظر مین تو میرا ظاہر اچھا ہو اور تو مجھسے الگ ہو کر تیری لیے میرا باطن اہلوا اینی جی مین لوگون کو دکھلاوی کی تو محافظت تو کرون اور تو جو میرے حال سے مطلع ہو اوسکو برباد کرون لوگون کی واسطے تو اچھی عمل ظاہر کرون اور تیرے لیے بری عمل پیش کرون حسنات سے تو لوگونکا تقرب چاہون اور تیری طرف سیئات لیکر آؤن اور تیرے غصہ اور ناراضی کا باعث ہون اے پروردگار عالمیان سب باتون سے مجکو پناہ دی۔ اور حضرت ایوب کے پاس جو تین شخص آئے تھے اونمین سے ایک نے کہا کہ ای ایوب جو لوگ خدا سے حاجت مانگتی وقت اپنے ظاہر کی حفاظت اور باطن کی بربادی کرتی ہین اونکی مُنہ سیاہ ہونگے یہ ہین آفتین ریا کی بندہ کو چاہیے کہ دل کی خوب حفاظت کرے تاکہ آفات پر مطلع ہو جایا کرے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور معلوم ہو چکا ہے کہ اونمین سے بعض پوشیدہ تر بعض سے ہین یہان تک کہ کچھ چیونٹی کی چال کے موافق ہین اور کچھ اوس سے بھی پوشیدہ تر اور ظاہر ہے کہ جو ایسی خفی چیز ہو اوسکو بدون شدت تلاش

صورت بنتا یا نہین پس اگر لوگون سے پوشیدہ رہنے کی صورت مین یہ بات نہو تو معلوم ہوگا کہ یہ بسور نا صرف اس خوف سے ہے کہ کوئی یون نہ کہے کہ بڑا سنگدل ہے ایسا بسور نا ترک کرنے کے قابل ہے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ اپنا خوف خدا اس غرض سے لوگون کو مت دکھلا کہ تیری تعظیم کرین حالانکہ دل تیرا بدکار ہو۔ اسی طرح چیخنا اور لمبا سانس بھرنا اور رونا ذکر کے وقت یا تلاوت کے وقت یا اور کسی وقت کبھی بباعث صدق اور غم اور خوف و ندامت و حسرت کے ہوتا ہے اور کبھی دوسرے کا غم و اندوہ دیکھکر اور اپنی سنگدلی خیال کرکے بتکلف سانس بھرنی اور آہ آہ کرنے لگتا ہے اور یہ امر بہتر ہے مگر کبھی اسکے ساتھ یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ لوگ جانین کہ یہ شخص بہت غم مین رہتا ہے۔ اگر محض یہی باعث ہے تو اسکا نام ریا ہی اور اگر واقع مین حزن و ملال بھی ہے اور یہ باعث بھی تو اگر باعث ریا کو برا جانے گا اور انکار کرکے قبول نکرے تو اسکا رونا اور بسور نا درست ہے اور اگر دل سے میلان ریا کی طرف ہوگا تو اجر باطل اور کوشش لاحاصل ہوگی اور غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔ اور کبھی آہ آہ کرنا اصل مین غم کے باعث ہوتا ہے لیکن اونکو بڑھا بڑھا کر بلند آواز سے کہتا ہے تو یہی زیادتی ریا ممنوع ہے کیونکہ ابتدا صرف ریا کی ہی سے ہوئی اور کبھی آدمی پر خوف اتنا آتا ہے کہ اوس سے اپنا نفس قابو مین نہین رہتا اور اوسی وقت وسوسۂ ریا بھی پیش ہوتا ہے تو اوسکو قبول کرلیتا ہے اوسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ آواز کو زیادہ دردناک خواہ بلند کرتا ہے یا آنسوونکو مُنہ پر رہنے دیتا ہے کہ کوئی دیکھے آنسو خوف الٰہی ہی سے نکلے تھے مگر اوسکا نشان جو مُنہ پر قائم رکھا تو صرف ریا ہی کی جہت سے رکھا۔ اسی طرح کبھی ذکر سنتا ہے اور خوف کے مارے قوے ضعیف ہوجاتے ہین حتےٰ کہ گر پڑتا ہے پھر شرم کرتا ہے کہ کوئی یون نہ کہے کہ بدون حال اور حالت شدید کے کیسے گر گیا اس خیال سے تھرّانے لگتا ہے اور بتکلف وجد کرتا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ غشی باعث گرا تھا حالانکہ گرنے کی ابتدا درست تھی۔ اور کبھی عقل جاتی رہتی ہے اور گر پڑتا ہے مگر جلد افاقہ ہوجاتا ہے اوسوقت دل پر گذرتا ہے کہ لوگ یہ کہین گے کہ ایسا حال کیا ہے کہ ذرا دیر نہ ٹھہر بجلی کی طرح چمک گیا تو اس خیال سے بہت دیر تک تڑپتا رہتا ہے اور ناچتا ہے تاکہ اپنا حال دیر یا ظاہر کرے۔ اسی طرح کبھی ضعف کے بعد جو جلد افاقہ ہوجاتا ہے اور ضعف بھی جلد جاتا رہتا ہے تو اسبات کا خوف کرتا ہے کہ کوئی یہ نکہے کہ یہ بیہوشی اور حال ٹھیک نتھا ورنہ ضعف دیر تک رہتا پس اسکے باعث اظہار ضعف اور آہ کا دیر تک کرتا ہے کہین دیوار کے سہارے لگتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ضعف کے سبب کھڑا نہین رہ سکتا کہین چلنے مین جھک جھک پڑتا ہے اور قدم قریب قریب رکھتا ہے اسلیے کہ ظاہر ہو کہ تیز نہین چل سکتا۔ تو یہ سب باتین شیطان کی فریب اور نفس کے وسواس مین داخل ہین جب ایسے خطرے ہون تو اونکا علاج یہ ہے کہ خیال کرے کہ اگر آدمی میرے اس نفاق پر مطلع ہوجاوین اور دل کی بات پر آگاہ ہون تو بہت غصہ ہون اور اللہ تعالےٰ تو ہر وقت مطلع ہے اوسکا غصہ بڑا سخت ہے حضرت

ممکن ہے اور یہ سبب لوگون کو دیکھنے اور انکے ساتہ موافقت کرنے سے ہوتے ہین - اور کبھی ایسی وقت مین شیطان بھی عمل سے روکدیتا ہی اور کہتا ہے کہ عمل مت کرو ریا کار ہوگا بشرطیکہ آدمی گھر پر عمل نکرتا ہو اور نہ نماز معتاد سے زیادہ ادا کرتا ہو - اور کبھی رغبت زیادتی کی انسان کو لوگون کے دیکھنے سے اسلیے ہوتی ہے کہ برائیہین اور کاہلی کی طرف منسوب نکرین خصوصًا ایسی صورت مین کہ لوگونکو یہ گمان ہو کہ یہ شخص شب بیدار ہے تو آدمی کا دل نہین چاہتا کہ اونکا عقیدہ جیسا میری طرف ہی اوسکے خلاف ہو کر نظرون سے گر جاؤن اسی لیے اپنی منزلت کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے ایسے حال مین شیطان اور اشتعالک دیتا ہے کہ نماز بڑھ تو مخلص ہے خاص اللہ کے واسطے پڑھتا ہے انکی دکھلاوے کو نہین پڑھتا اور گھر پر جو ہر شب نہین پڑھتا تو کثرت موانع کی جہت سے نہین پڑھتا اون عوائق کا دور ہونا سبب تیرے عمل کرنے نکا ہے نہ لوگونکا مطلع ہونا پس یہ امر ارباب بصائر پر بھی مشتبہ رہتا ہے لیکن جب معلوم ہو جاوے کہ محرک ریا ہی ہی تو زائد از معتاد نہ ادا کرنی چاہیے گو ایک ہی رکعت کیون نہو واسطے کہ خدا کی طاعت پر لوگون کی تعریف کی خواہش سے گناہگار ہوتا ہے اور اگر باعث عمل دور ہونا عوائق کا اور غبطہ اور رغبت اون لوگون کی اعمال کی ہو تو موافقت کرنے مین مضائقہ نہین اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دل مین سوچے کہ اگر بالفرض مین انکو نماز پڑھتی ایسی طرح دیکھتا کہ یہ لوگ مجکو نہ دیکھتے مثلاً پردہ کی آڑ سے مین انکو دیکھتا رہتا اور اپنی جگہہ سے نہ ہلتا تو ایسی صورت مین بھی نماز پڑھنے کو نفس چاہتا یا نچاہتا پس اگر ایسے حال مین بھی لوگون کی نظرون سے غائب ہونے مین نفس نماز کا راغب پایا جاوے تو موافقت لوگون کی کرنی چاہیے اسلیے کہ باعث عمل ریا نہین صرف امر حق ہے اور اگر خود آڑ مین ہو کر نفس نماز کا پڑھنا دشوار جانے تو لوگون کے سامنے بھی ترک کرنا چاہیے اسلیے کہ اس عمل کا باعث ریا ہی ہی اسی طرح کبھی انسان جمعہ کے روز مسجد جامع کا اتنا شوق و نشاط کرتا ہے جتنا اور روز نہین کرتا اور ہو سکتا ہے کہ اوسکا باعث یا لوگونکی تعریف ہو یا اونکا شوق و نشاط اور توجہ الی اللہ سے اسکی غفلت دور ہو جاوے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لوگونکی دیکھا دیکھی باعث دینی متحرک ہوتا ہے مگر اوسکے ساتہ ہی نفس پر محبت حمد بھی آتی ہے تو ایسی صورت مین اگر یہ جانے کہ دلپر غالب ارادہ دینی ہے تو اتنی محبت حمد سے عمل کو چھوڑنا نچاہیے بلکہ محبت حمد کو برا جانکر عبادت مین مشغول ہو اسی طرح کبھی لوگ روتے ہین اور کوئی شخص اونکو دیکھکر رونے لگتا ہے یہ رونا ریا سے نہین ہوتا بلکہ خدا کے خوف سے ہوتا ہے اور اگر اکیلا وہ کلام سنتا تو نروتا مگر لوگون کے رونے کی جہت سے دل پر نرمی آجاتی ہے اور بعض دفعہ جو رونا نہین آتا تو رونے کی صورت بنا لیتا ہے کبھی تو ریا کی جہت سے اور کبھی صدق کی جہت سے یعنے جب لوگونکو روتا دیکھتا ہے اور اپنا آنسو بھی نہین نکلتا تو اپنے نفس پر سنگ دل ہونے کا خوف کرتا ہے اور بزور بسورنے لگتا ہے اور یہ بات اچھی ہے اور اسکی پہچان یہ ہے کہ تامل کرے کہ اگر مین لوگون کا رونا ایسی جگہہ سے سنتا کہ لوگ مجھے نہ دیکھتے تب بھی مین خوف اپنے دل کی سختی کا کر کے رونے کی

خدائے تعالے اپنے فضل سے ہمپر رحم کرے

وسوان بیان اس باب مین کہ عبادت کو لوگون کے دیکھنے سے جو نشاط بندہ کو حاصل ہوتا ہی اوسمین سے کونسا درست ہے اور کونسا نادرست جاننا چاہیے کہ آدمی کبھی ایسے لوگون مین شب باش ہوتا ہے کہ وہ سب تہجد کو اوٹھتے ہین یا اون مین کے بعض آدمی تمام رات نماز پڑھتے ہین اور اسکا دستور ہے اپنے گھر صرف ایک تھوڑی دیر جاگنے کا تھا جب اونکو دیکھا تو اسکا شوق بھی موافقت کے لیے اوبھرا اور جتنی عادت اسکو پہلے سے تھی اوس سے زیادہ ادا کی یا پہلے بالکل نہ پڑھتا تھا اوسی وقت صرف دیکھنے سے شریک نماز ہوا اسی طرح کبھی ایسی جگہہ مین جا پڑتا ہی کہ وہان کے سب لوگ روزہ دار ہوتے ہین تو اسکو بھی شوق روزہ کا ہوتا ہے اور اگر وہ لوگ نہوتے تو یہ شوق نہ اوبھرتا تو یہ صورت شوق و نشاط کی بگمان غالب یا معلوم ہوتی ہے اور اسمین واجب یہی ہی کہ موافقت نکرے حالانکہ یہ حکم مطلق نہین بلکہ اوسکی تفصیل ہے اسواسطے کہ ہر ایک مومن کو رغبت خدا کی عبادت اور شب بیداری اور روزہ کی ہوتی ہے مگر کسی مانع کی جہت سے اوسکو ادا نہین کر سکتا یا غلبۂ شہوات یا کثرت کاروبار یا غفلت کے باعث بھولا رہتا ہے تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جہان دوسرے کو وہ کام کرتے دیکھا بردۂ غفلت دور ہوا اور موانع برطرف ہوئی خواہ کثرت کاروبار دوسری جگہہ مین نرہے تو اوسوقت وہ رغبت و شوق اوبھر کھڑا ہوتا ہے مثلاً کبھی آدمی اپنے گھر مین رہتا ہے اور بعض اسباب سے تہجد نہین پڑھ سکتا مثلاً گدگدے بچھونے کے باعث نیند سر پر سوار ہے یا اپنی بیوی کے ساتھ مزے لے رہا ہے یا اہل و اقارب سے باتین کر رہا ہے یا بال بچون مین مصروف ہے یا اپنے دادستد والون کا حساب و کتاب دیکھ رہا ہے تو ایسا شخص جب کسی اور جگہہ جاوی گا تو یہ سب شغل اوس سے علیحدہ ہوجاوین گے جنسے اسکی رغبت الی الخیر ناقص تھی اور بعض سبب خیر کے مرتکب کرنے والے پیدا ہوجاوین گے جیسے دوسرے شخصونکو دیکھنا کہ متوجہ الی اللہ ہین اور دنیا سے منہ پھیر لیا ہے تو اونکو دیکھکر رغبت کریگا اور اوسپر نہایت شاق گذرے گا کہ خدا کی طاعت مین یہ لوگ مجھسے پیش قدم ہوئین اسی بنا پر باعث دینی حرکت مین آویگا کچھہ ریا کے سبب آمادۂ طاعت نہوگا۔ اور بعض اوقات اجنبی جگہہ مین جاکر آدمی کو نیند نہین آتی تو ایسی جگہہ نیند نہ آنا ہی غنیمت جانتا ہے اور گھر پر غلبۂ خواب کے سبب کچھہ نہین کر سکتا اور بعض اوقات گھر پر جو ہمیشہ رہتا ہے اسواسطے ہمیشہ تہجد پڑھنا نفس کو گوارا نہین ہوتا اور کبھی کبھی پڑھ لے تو ہوسکتا ہے تو اسی طرح کی باتین سبب شوق ہوجاتی ہین جبکہ موانع نہین رہتی اسی طرح اپنی گھر مین آدمی روزہ مشکل پڑتا ہی کیونکہ ہر طرح کی لذیذ چیزین کھانے کی عمدہ موجود رہتی ہین اونکو چھوڑنے پر صبر نہین کر سکتا اور جس جگہہ وہ چیزین نہین ملتی وہان کچھہ صبر و شوار نہین ہوتا اسی لیے باعث دینی ایسی جگہہ حرکت مین آکر روزہ رکھوا دیتا ہے کیونکہ شہوات موجودہ عوائق و موانع روزہ کی ہین اور باعث دینی پر غالب رہتی ہین جب آدمی اون سے محفوظ رہا تو وہی باعث دینی قوی ہوجاتا ہے۔ پس اس طرح کے اسباب کا واقع ہونا

لوگ تو خلق کے انتظام مین مبتلا ہو گئے ورنہ ان مجالس مین ہم سے زیادہ تم نہ بیٹھتے کیونکہ ہمکو ان مجالس کی خوبیان
زیادہ معلوم ہین بعد اسکے حجاج نے تبسم کرکے ایسی تقریر کی کہ حضرت حسن رح اور حاضرین جلسہ سب اوسکی بلاغت سے متعجب ہوئے
اور فارغ ہو کر اوٹھہ کھڑا ہوا تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی شام کا حضرت حسن رح کی مجلس مین آیا اور جس جگہہ حجاج کھڑا تھا
وہان ہی کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ ای مسلمانو خدا کے بندو تمکو تعجب نہین آتا کہ مین ایک شخص نہایت بوڑھا ہون اور جہاد کرتا ہون
گھوڑے خچر کی اور خیمہ کی مجھے تکلیف ہے اور میرے پاس تین سو درہم ہین جو لوگون نے دیے ہین اور میرے سات
لڑکیان ہین غرض یہانتک اپنی تنگدستی کی شکایت کی کہ حضرت حسن رح اور سب اونکے ساتھی رو پیٹ کر رحم کرنے لگے اور حضرت
حسن رح سر نیچے جھکائے تھے جب وہ شخص کلام سے فارغ ہوا تو آپ نے سر اوٹھایا اور فرمایا کہ خدا ان امر سے سمجھے انھون نے
اللہ کے بندونکو اپنا غلام تصور کیا ہی اور خدای تعالی کی مال کو اپنا مال سمجھ لیا ہے لوگون سے دینار و درم کے لیے لڑتے ہین جب
دشمن خدا جہاد کو جاتا ہے تو خود چکمی خیمون مین رہتے ہین اور تیز سواریون پر سوار ہوتے ہین اور اگر دوسرے کسی مسلمان بھائی کو
جہاد پر بھیجتے ہین تو بھوکا پیاسا پیادہ بھیجدیتے ہین اس طرح کی باتین بُری بُری آپ نے سلاطین کے حق مین کہین
اور اونکے عیبون مین سے کچھہ فروگذاشت نکیا ایک شخص اہل شام مین کا اوٹھا اور آپ کی چغلی حجاج سے جاکر کی اور بعینہ
آپ کا کلام نقل کر دیا تھوڑی ہی دیر کے بعد حجاج کا آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ امیر نے یاد کیا ہی حضرت حسن رح سنتے ہو یے
اور ہمکو خوف ہوا کہ دیکھیے اس سخت کلامی سے کیا نتیجہ ہو خدا دیر کے بعد آپ تبسم کرتے واپس آئے اور مین نے بہت کم آپ کو
ہنستے دیکھا آپ کا دستور ہمیشہ سے مسکرانے ہی کا تھا جب تشریف لاکر اپنی جگہہ بیٹھہ گئے تو امانت کی عظمت بیان
فرمائی اور فرمایا کہ اپسکے پاس بیٹھنے مین بھی امانت ہی شاید تمکو بھی خیال ہو گا کہ خیانت درم و دینار کے سوا اور کسی چیز مین
نہین حالانکہ اشد خیانت یہ ہی کہ تم لوگ ہمارے پاس بیٹھو اور ہم تمپر اعتبار کرکے کچھہ ذکر کرین پھر تم اوسکو ایک آگ کے
شعلہ کے پاس جاکر کہدو میرا حال یہ ہوا کہ جب اوس شخص کے سامنے یعنے حجاج کے گیا تو اوسنے کہا کہ آپ اپنی زبان کو
کوتاہ کرین یہ جو الفاظ کہے کہ جب دشمن خدا خود جہاد کرتا ہے تو ایسا ایسا ہوتا ہے اور جب دوسرے سے جہاد کراتا ہے تو چنین چنان
کرتا ہے یہ باتین مت کہو ہمین اسکی کچھہ پروا نہین کہ تم لوگونکو ہم پر انگیختہ کرو اور نہ ہم اس بات سے تمھاری نصیحت کو
لغو جانین مگر آپکے یہ باتین کم کرنی چاہییں پھر حضرت حسن رح نے فرمایا کہ اسطرح خدا نے اوسکو دفع کیا انتہی اور ایک بار
حضرت حسن رح سوار ہو کر گھر تشریف لیے جاتے تھے پیچھے پھر کر جو دیکھا تو بہت لوگ آپکے پیچھے چلتے تھے آپ ٹھہر گئے اور فرمایا
کہ تمکو کچھہ مجھسے حاجت ہی یا کچھہ پوچھنا چاہتے ہو جو ساتھ آتے ہو جمٹ جاؤ یہ صورت بندے کے دل مین کچھہ باقی
نہین چھوڑتی تو ان علامات اور انکے مانند اور نشانیون سے حال باطن کا معلوم ہو جاتا ہے اور جن
عالمون کا یہ حال ہو کہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہون اور جلتے ہون اور اُنس و اعانت کا باہم
نام بھی نہو تو معلوم کر لو کہ وہی لوگ ہین جنھون نے زندگی دنیا کو آخرت کے عوض مول لیا اور وہی نقصان مین بھی ہین

کم کرتا ہی گو بعض اوقات یہ بھی کچھہ بعید نہین یہ باتین ایسی ہین کہ انپر جدا جدا حکم نفی اور اثبات کا نہین ہو سکتا اسی لیے اونکو اجتہاد دلی پر حوالہ کیا جاتا ہے تاکہ جو بات دین کے لیے سنا سب سمجھی اور بے کھٹکے ہو اوسکو بجالاوے اور شکوک سے باز رہے۔ پھر بعض اوقات جاہل کو اس بیان سے دھوکا پڑ جاتا ہے تو مال کو تو جمع کرتا ہے مگر بخوف آفت خرچ نہین کرتا ہے اسکا نام بخل ہے اور اسمین کسیکو خلاف نہین کہ صدقات کا تو کیا ذکر ہی مباحات مین بھی مال کا خرچ کرنا ہی بہ نسبت جمع کرنے کے افضل ہے اور اختلاف اوس شخص کے حال مین ہے جسکو حاجت بچائی کی ہو کہ اوسکی حین مین کونسی بات بہتر ہے کسب اور انفاق کو ترک کرکے فکر خدا کرنا یا کسب حلال کرکے خیرات مین خرچ کرنا اور وجہ اختلاف کی یہ ہے کہ کسب مین بہت سی آفتین ہین لیکن جو مال کہ وجہ حلال سے حاصل ہو اہی اوسکو دیدینا ہی امساک سے بہتر حال افضل ہی۔ اب جن علامتون سے کہ واعظ کو معلوم ہو جاوے کہ اوسکو لوگون کا دکھلانا منظور نہین صدق و اخلاص ہی باعث وعظ ہے اونکا سننا چاہیے اول تو یہ پہچان ہے کہ اگر کوئی شخص اوس سے اچھا وعظ کہنے والا خواہ زیادہ علم والا ظاہر ہو اور لوگ اوسکو زیادہ تر مانین تو اوسکی حسد نکرے بلکہ خوش ہو ہان اگر غبطہ کرے یعنے یہ چاہے کہ جیسا علم اوسے ہے ویسا ہی مجھے ہو جاوے تو کچھہ مضائقہ نہین۔ دوسری یہ کہ اگر بڑے آدمی اوسکی مجلس مین آجاوین تو جیسا پہلے سے کہنا تھا ویسا ہی کہے جاوے کچھہ کلام مین تبدیل نکرے سب لوگون کو ایک نظر ہی دیکھے تیسری یہ کہ اس بات کو اچھا نہ سمجھے کہ بہت سے لوگ میرے ساتھ ہون اور بازار مین کوئی مجھسے آگے نہ بڑھے اور سوا اسکے بہت سی علامتین ہین جنکا شمار طویل ہے سعید بن ابی مروان سے روایت ہے کہ مین پہلو مین حضرت حسن بصری رح کے بیٹھا تھا اور آپ مسجد مین کچھہ فرماتے تھے اتنے مین دروازے سے حجاج بن یوسف مع اپنی اردلی کے زرد ہوادار پر سوار اندر آیا اور مسجد مین چہار طرف دیکھنے لگا جتنا اجتماع کہ حضرت حسن رح کے حلقہ مین تھا اور جگہہ بنایا اوسی طرف متوجہ ہوا جب قریب حلقے کے پونہچا تو سواری سے اوتر پڑا اور حضرت حسن رح کی طرف کو چلا جب آپ نے اوسکو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو تھوڑی سی جگہہ اپنی نشست مین سے چھوڑ دی سعید کہتے ہین کہ مین نے بھی تھوڑی سی جگہہ اپنی نشست مین سے چھوڑ دی تو مجھ مین اور حضرت حسن رح مین تھوڑا فاصلہ ہو گیا اوسقدر جگہہ مین حجاج آکر بیٹھہ گیا اور حضرت حسن رح جیسا کلام ہر روز کیا کرتے تھے ویسا ہی کہہ رہے تھے اوسوقت بھی کہتے رہے مین نے اپنے دل مین کہا کہ آج حسن رح ویسی کہان ہونگے دیکھون حجاج کی بیٹھنے سے کچھہ کلام زیادہ کرینگے جس سے اوسکی طرف تقرب پایا جاوے یا اوسکے رعب مین آکر کچھہ کلام کم کرتے ہین غرض حضرت حسن رح نے اور دونون کے مانند ایک ہی سی گفتگو کی یہانتک کہ کلام تمام کر دیا اور کچھہ پروا نکی کہ کون بیٹھا ہے جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو حجاج نے اپنا ہاتھہ اوٹھا کر آپ کے مونڈھی پر مارا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا اور خوب کہا لوگو ایسی ہی مجالس مین بیٹھا کرو اور جو کچھہ وہان سنو اوسکو اپنا خلق و عادت بنالو مجکو حدیث شریف پونہچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مَجَالِسَ الذِّکْرِ ہِیَ الرِّیَاضُ الْجَنَّۃِ اور ہم

جو لوگ کہ مجلسین جنت کی باغ ہین بالبداہت معلوم ہین گو ذکر نہ ہو ۱۲

دوسرے کی نسبت زیادہ پس نماز وغیرہ جن مین آفات کم ہین اوسکو تو چاہیے کہ نہ قوی لوگ ترک کرین نہ ضعیف بلکہ ریا کے وسوسونکو دفع کرین — اور ولایات ضعفا کو بالکل ترک کرنا چاہیے نہ قوی لوگون کو ہی مناصب علم وہ دونون فرقون مین مشترک رہنے چاہیین تاہم جس شخص نے منصب علم کو امتحان کیا ہے وہ جانتا ہے کہ عالم اور والی ایکدوسرے سے مشابہ ہین اور منصب علم سے حذر کرنا ضعیف کے حق مین بہت بہتر ہے — اور یہان ایک چوتھا رتبہ ہے یعنے مال کو جمع کرنا اور مستحقون مین تقسیم کرنا اس داد و دہش اور اظہار سخا سے بھی لوگ ثنا خوان ہوتے ہین اور لوگون کے دل خوش کرنے سے نفس کو مزہ ملتا ہے اسمین بھی آفات بہت ہین اسی لیے جب حسن بصری رح سے لوگون نے پوچھا کہ ایک آدمی تو مقدار قوت حاصل کرکے بیٹھ رہتا ہے اور دوسرا مقدار قوت سے زیادہ تلاش کرکے جسقدر قوت سے بچتا ہے خیرات کردیتا ہے ان دونون مین افضل کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ اول شخص افضل ہے کیونکہ آپ جیسے لوگون کو معلوم تھا کہ دنیا مین پھنسکر کوئی کم سلامت بچتا ہے اور زہد ہی کا نام ہے کہ دنیا کو تقرب الی اللہ کے لیے ترک کرے — اور حضرت ابو درداء رضہ فرماتے ہین کہ اگر مجکو بچاس دینار ہر روز آمدنی ہو اور اونکو مین دمشق کی سب کی سیڑھیون پر کھڑا ہوکر تقسیم کردیا کرون تو یہ امر مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ مین بیع و شرا کو حرام کرتا ہون بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ مین اونھین لوگون مین رہون کہ جنکی شان مین یہ آیت ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ — اور علما کا اس مسئلہ مین اختلاف ہی ایک فرقہ یہ فرماتا ہے کہ جب دنیا کو وجہ حلال سے کماوے اور اوس سے بچا رہے اور خیرات کردے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ عبادات و نوافل مین مشغول ہو اور ایک لوگون کا یہ قول ہی کہ ذکر الہی کی مداومت مین بیٹھا رہنا صدقہ سے افضل ہے اسلیے کہ لینے دینے مین خدا کا دھیان نہین رہتا اور اسی کے مؤید حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہی کہ فرمایا اے طالب دنیا سلوک و نیکی کے لیے تیرا ترک کرنا دنیا کو زیادہ نیک ہے — اور اونے بات مال کی یہ ہے کہ اوسکی اصلاح مین خدا کے ذکر کا شغل نہین رہتا حالانکہ ذکر الہی سب سے بڑا اور افضل ہے یہ تو اوس شخص کے حق مین ہے جو آفات سے محفوظ رہے اور جس شخص کو کہ آفت ریا لگ گئی ہو تو ظاہر ہے کہ اوسکے لیے ترک مال افضل اور عمدہ ہے اور بلا خلاف ایسے شخص کو ذکر مین مشغول ہونا بہتر ہے حاصل یہ کہ جو چیزین خلق سے متعلق ہین اور اوس مین نفس کو لذت ہے اون سے آفتون کا ہجوم ہوتا ہے ایسی صورتون مین مستحب یہ ہے کہ عمل کرے اور آفتون کو دفع کرے پس اگر دفع نکرسکے تو چاہیے کہ تامل و اجتہاد سے اپنے دل سے فتوے لے اور دل مین جس قدر خیر اور جس قدر شر ہو دونون کو تولے اور نور علم سے جو کچھ سمجھ مین آوے وہ کرے طبیعت کے میل کے نہ کرے اور اکثر تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز دل پر آسان معلوم ہوتی ہے اوسمین ضرر ہوتا ہے اسلیے کہ نفس سوائے شر کے اور کچھ مشورہ نہین دیتا اور امر خیر سے لذت کم پاتا ہے اور خیر کی طرف رغبت بھی

باقی صفحہ ۱۲ پر ہے

نفس مین جو کچھ خلاف کرنے کی رغبت ہو اوسکو ضرور کرے

کہ وہ تمام دنیا تمھارے لیے چھوڑ دین بس کرو بس کرو تم نہین جانتے کہ اگر چراغ چھت پر رکھدیا جاوے تو گھر کا اندھیرا کیا کیسا
فائدہ ہی اسی طرح اگر نور علم تمھارے منہ مین ہو اور دل ویسا ہی اوجڑ و تاریک رہین تو تمکو ایسے علوم سے کیا فائدہ اری
دنیا کے بندو تم متقی بندے نہین ہو نہ کریم آزادون کی طرح کیا عجب ہے کہ دنیا تمکو جڑ سے اوکھاڑ دے اور منہ کے بل
گرا دے پھر تمھارے ٹھنگون کے بل اوندھی ہو جاؤ اور تمھارے گناہ تمھارے ماتھے کے بال پکڑین اور پیچھے سے تمکو علم دھکا دے
اور اسی حال سے تمکو ننگے سر اور ننگے پاون بادشاہ حقیقی کے سامنے لیجاوین وہ بے نیاز تمکو خطاؤن پر واقف کرکے
تمھارے اعمال بد کی سزا دی انتہی اس حدیث کو حارث محاسبی رح نے اپنی کسی کتاب مین لکھکر کہا ہی کہ بڑی عالمون کا یہ حال ہے
وہ لوگ انسانون کے شیطان ہین اور لوگون کے حق مین فتنہ متاع دنیاوی اور رفعت شان مین رغبت کرکے اوسی کو
آخرت پر ترجیح دی ہے اور دین کو ذلیل کیا ہے یہ لوگ دنیا مین بھی باعث ننگ و عیب ہین اور آخرت مین تو زیادہ تر
وہی ہین اب اگر کوئی کہے کہ یہ آفات تو ظاہر ہین مگر علم اور وعظ کے باب مین بھی تو بہت سی رغبتین و اسباب دین ہین تب
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا خَيْرٌ لَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا اور فرمایا کہ
اَلْعُلَمَاءُ دُعَاةٌ اِلَى هُدًى وَاَتْبَاعُ عَلَيْهِ كَانَ لَهُ اَجْرُهُ وَاَجْرُ مَنِ اتَّبَعَهُ اسکے سوا اور بہت سی فضائل علم کے
ہین تو عالم کو یون کہنا چاہیے کہ علم مین مشغول ہو اور خلق کی ریا کو ترک کر جیسا اگر کسی شخص کو نماز مین ریا آجاتا ہی تو اوسکو
کہا جاتا ہے کہ عمل کو ترک مت کر بلکہ اوسکو تمام کر اور نفس پر مجاہدہ کر تو اسکا جواب یہ ہے کہ علم کی فضیلت بھی بہت ہے
اور اوسکا خطرہ بھی بہت بڑا ہے جیسے خلافت و امارت کا تھا اور کسی کو اللہ کے بندون مین سے یون نکلنا چاہیے کہ علم کو
ترک کردی اسواسطے کہ نفس علم مین تو کچھ آفت نہین آفت تو اسمین ہے کہ وعظ و تدریس و روایت حدیث سے دنیا اور اسکے
اظہار کے ہو اور جب تک بھی ترک علم کو نکلنا چاہیے جب تک کہ عالم اپنے نفس مین تحصیل علم کا باعث کوئی امر دینی ریا سے
مخلوط پاتا ہو لیکن جب اوسکا محرک سوائے ریا کے اور کچھ نہو تب البتہ اوسکے حق مین ترک اظہار مفید تر اور سالم تر ہے
جس طرح نفل نمازون مین اگر محرک صرف ریا ہی ہو تو اونکا ترک واجب ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ اثنای صلوۃ مین
وسوسے ریا کے خطور کرتے ہون اور وہ اونکو برا جانتا ہے تو عبادت کو ترک کرنا نچاہیے اسلیے کہ آفت ریا کی
عبادت مین ضعیف ہوتی ہی اور ولایات مین اور علم کے باعث مناصب عالیہ کے درپے ہونے مین بہت قوی ہے
غرض یہ کہ آفت کے اعتبار سے ان اشیا کے تین مرتبے ہین اول ولایات کہ اون مین بہت بڑے آفات ہین اور سلف کے
بہت سے لوگون نے اونکو بخوف آفت ترک کردیا ہے دوم نماز و روزہ و حج و جہاد اکو سلف کے زیر دست اور ضعیف
سب ادا کرتے رہے کسی سے ترک کرنا آفت کے خوف کے مارے منقول نہین اسلیے کہ ان مین آفات ضعیف ہین اور
ادنی قوت سے دور ہو سکتے ہین اور عمل صرف خدا کے لیے ہو سکتا ہے سوم ان دونون رتبون کے درمیان کا رتبہ ہے یعنے
درپے ہونا وعظ و فتوی و روایت حدیث و تدریس کے لیے اسمین جو آفتین ہین وہ اول رتبہ کی نسبت کم ہین اور

الجنۃ میں بہت سے
قضای تعالی تجھے کسی
آدمی کو راہ دکھاوے
دنیا اور اور سکے اندر کی
چیزون سے بہتر ہے ۱۲
بخاری و مسلم بروایت
سہل بن سعد بلفظ
قریب کلہ من فیہ لغوب ۱۲
ہدایت کیطرف بلانے والا
اور لوگ اوسکی دعوت
پر اوسی کے لیے اوسکا
اور اوسکا ثواب اور اوسکے
پیرون کا ثواب ان کا
ابن ماجہ بروایت
انس و مسلم بروایت
ابوہریرہ بالفاظ مختلفہ ۱۲

تب بھی لوگ زنجیرین توڑکر قید سی بھاگین اور راون علوم کی طالب ہون علاوہ ازین خداوند کریم نے وعدہ کیا ہی کہ اس دین کو ہمیشہ
لوگون سی تائید کری گا جنکو کچھہ بہرہ دین مین نہو تو کسی فرد خاص کو فکر لوگون کا نچا ہی اسلیے کہ خدائے تعالی اونکو تباہ
نکرے گا بلکہ اپنے نفس کا خیال چاہی۔ پھر ہم کہتی ہین کہ جب کسی شہر مین بہت سے واعظ وعظ کہتے ہون تو منع سی صرف
چند لوگ باز رہین گے سب گز نہین گے اور لذت ریاست کو نہ چھوڑین گے ہان اگر شہر بھر مین ایک ہی واعظ ہو اور
اوسکا وعظ لوگون کو مفید ہو باین لحاظ کہ وہ خوش بیان اور روضعدار ہو اور لوگونکو یہ خیال ہو کہ یہ شخص صرف خدا کے واسطے
کہتا ہی اور تارک دنیا ہی تو ایسے شخص کو ہم منع نہین کرتے بلکہ اوسکو کہتے ہین کہ وعظ بیان کر اور نفس پر مجاہدہ کر اور اگر وہ کہے
کہ میرا نفس قابو مین نہین تو بھی ہم یہی کہین گے کہ وعظ کہہ اور مجاہدہ کر اسلیے کہ ہم جانتے ہین کہ اگر وہ وعظ چھوڑ دی گا تو
آدمی سب تباہ ہو جاوینگے کوئی اوسکا قائم مقام نہین جو اونکو راہ نیک بتاوی اور بالفرض اگر وہ شخص مواظبت وعظ کی
اسی غرض سے کرتا ہی کہ جاہ حاصل ہو تو اسکا وبال صرف اوسی پر ہی پس سب کا دین سلامت رہنا ہم کو خاص اوسکے دین کی
سلامتی سی بہتر معلوم ہوتا ہے اوس شخص کو ہم اور رویہ تصدق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ شاید ایسے ہی شخص کے حق مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِاَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَھُمْ۔ پھر واعظ اوسکو
کہتے ہین کہ اپنی کلام اور ظاہر صورت سی دنیا کا زاہد ہو اور لوگونکو آخرت کی رغبت دلاوی اور جو امور کہ اس زمانے کے
واعظون نے ایجاد کیے ہین کہ چکنے چکنے کلمات اور مسجع الفاظ شعرون مین ملی ہوئی بولتے ہین جنسے نہ دین کی تعظیم متصور ہے
نہ مسلمانون کو خوف دلانا بلکہ اون سی جرات اور آرزو گناہون کی حاصل ہوتی ہین تو ایسے واعظون کو جلا وطن
کرنا واجب ہے اسلیے کہ وہ لوگ نائب دجال اور شیطان کے قائم مقام ہین اور ہم ایسے واعظون کا ذکر کرتے ہین جنکا وعظ اچھا ہو
خود بظاہر اچھے ہون مگر دل مین محبت جاہ کی سوا کچھہ اور مقصود نہو اور جو وعید کہ ہم نے باب العلم مین بری عالمون کے
حق مین لکھی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ علم کی فتنون سی پرحذر رہنا ضروری ہی۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے
یون ارشاد فرمایا ہی کہ اے بری عالمو تم روزہ نماز صدقہ بجالاتے ہو اور جس کام کو لوگون کو کہتے ہو خود نہین کرتے لوگون کو
نصیحت کرتے ہو اور خود عمل نہین کرتے یہ بات بڑی خراب ہی زبان سی توبہ توبہ کرتے ہو اور ہوای نفسانی کی بموجب
عامل ہو کہو تو اس سی کیا کام نکلی گا کہ بدن کو صاف کر لیا اور دل ناپاک رہا مین سچ کہتا ہون کہ تم چلنی کی موافق مت ہو کہ
اچھا آٹا نیچے گرپڑی اور بھوسی اندر رہجاوی یہی حال تمھارا ہی کہ منہ سی حکمت کی باتین نکالتے ہو اور سینون مین کدورت بھری ہے
اے دنیا کے بندو بھلا وہ شخص کیسے آخرت کو پاوی گا جس سے ندنیا کی شہوت منقطع ہو نہ اوسکی رغبت مین سچ کہتا ہون کہ تمھارے
دل تمھارے اعمال سے روتے ہین دنیا کو تمنی اپنی زبان مین رکھا ہی اور عمل کو باون تلی دنیا کی بہتری سے آخرت کو بگاڑا
تمھارے نزدیک دنیا کا سنورنا آخرت کی سنورنی سے مجبوب ہے اگر تامل کرو تو تم سی زیادہ کوئی کمینہ نہین تمھارا برا ہو تب اندھیر مین
چلنے والون کو رستہ بتاؤ گے اور خود حیرت والون کے محاہ مین کھڑے رہو گے گویا ارباب دنیا سے تمھاری یہ غرض ہے

جسکا دوسرا نام حدیث الدین ہے

کہنا چاہیے کہ عوام کو اچھا معلوم ہو گو باطل ہی ہو اور جس کلام کو عوام گران جانین گو حق ہی ہو اوس سے اعراض ہی پس ہمہ تن ہمت اسی پر مصروف کرتا ہے کہ عوام کے قلوب کی محرک باتین کرے جنسے اونکے دلون مین منزلت ہو اور جو حدیث و حکمت سنتا ہے اوس سے بدین لحاظ خوش ہوتا ہے کہ ابکے وعظ مین منبر پر اسکو بیان کرون گا حالانکہ خوشی اس بات پر مناسب تھی کہ طریق سعادت اور راہ سلوک مجکو معلوم ہوا اول مین عمل کرون پھر اس انعام خداوندی پر جس سے مجکو نفع ہوا اورون تک پونہچاؤن تاکہ میرے بھائی مسلمانون کو بھی اس سے فائدہ ہو غرض یہ وعظ و تدریس بھی ایسی چیز ہے جس مین خوف اور فتنہ زیادہ ہے اور اسکا حکم بھی ولایت کا سا ہے یعنی جو اس امر کو صرف طلب جاہ و منزلت اور تفاخر اور تکاثر کے باعث اختیار کرتا ہو اور دین کے بدلے دنیا کھانی منظور ہو تو اوسکو چاہیے کہ ہوائے نفسانی کا خلاف کرکے وعظ کو جبتک چھوڑ دے جبتک کہ نفس ریاضت کش ہو کر دین مین پکا ہو جائے اور اوسپر فتنہ کا خوف نرہے جب یہ حال حاصل ہو تو پھر کہنے لگے۔ اب اگر کوئی کہے کہ اہل علم پر جب یہ حکم ہوا تو سب علم بیکار ہو جائین گے اور چرچا جاتا رہے گا تمام خلق پر جہالت چھا جائے گی اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلب امارت سے منع فرماکر اوسپر وعید فرمایا ہے یہانتک کہ یہ ارشاد فرمایا انکم ستحرصون علی الامارۃ وانہا حسرۃ وندامۃ یوم القیامۃ الا من اخذہا بحقہا اور فرمایا نعمت المرضعۃ وبئست الفاطمۃ اور ظاہر ہے کہ سلطنت اور امارت اگر نہو تو دین و دنیا کے سب کام بند ہو جائین خلق مین کشت و خون پھیلجاوے امن جاتا رہے ملک اجڑ جاوین معیشتین خراب ہو جاوین پھر ایسی چیز سے آپ نے کیون منع فرمایا۔ اور حضرت عمر رضہ نے جب ابی بن کعب رضہ کے پیچھے بہت سے آدمی چلتے دیکھے تو اونکو مارا حالانکہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ابی بن کعب مسلمانون کے سردار ہین اور کلام مجید اونکو سنایا کرتے تھے مگر لوگون کے پیچھے چلنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسمین متبوع پر فتنہ ہے اور تابع کی ذلت اور خود حضرت عمر رضہ خطبہ پڑھتے اور وعظ کہتے اور اس سے انکار نکرتے مگر جب ایک شخص نے آپ سے اجازت چاہی کہ اگر آپ فرماوین تو مین بعد نماز صبح لوگونکو وعظ سنایا کرون تو آپ نے اوسکو منع کیا اوسنے عرض کیا کہ آپ لوگونکو نصیحت کرنے سے روکتے ہین آپنے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہین تو پھولکر آسمان پر نہ پہونچ جاوے اور یہ اسلیے فرمایا کہ آپ نے اوس شخص مین علامات رغبت جاہ اور قبول خلق کی دیکھین اور امارت اور خلافت و قضا کی لوگونکو دین مین حاجت ہوتی ہی جیسے وعظ و تدریس و فتوی کا کام پڑتا ہی مگر ہر ایک مین فتنہ و لذت بھی ہے تو دونون مین کچھ فرق نرہا باقی رہا یہ کہ اسکے منع سے علم کا چرچا جاتا رہیگا تو یہ ایک غلطی ہی اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو امارت سے منع فرمایا تو اس سے امارت تھوڑا ہی جاتی رہی بلکہ ریاست اور اوسکی محبت تو ایسی ہی ہے کہ خود لوگ ہزار تدبیرون سے اوسکی طلب و جستجو کرتے ہین اسی طرح ریاست کی محبت علوم کا چرچا بھی ضائع نہین ہونے دیگی بلکہ اگر بالفرض تمام خلق قید کیجاوے اور بیڑیان اور طوق ڈالدیے جاوین کہ وہ علوم جنسے قبول اور ریاست حاصل ہوتی ہی نہ سیکھنے پاوین

۱ اوپر لکھ آئے ہین ۱۲
۲ خوص کہتے ہین اماثل کی اور روضہ قلیلہ کے روضہ خضرا ہونے کی حدیث مسند احمد حنبل مین ہے اور بخاری نے بھی طبرانی نے اوسط مین ابن حبان اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے ۱۲
۳ دودھ پلانے والی اور دودھ چھوڑانے والی ۱۲
۴ یہ حدیث ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور ابوداؤد نے معلوم ہوتی ہے اور موطا مین بروایت ابوہریرہ ہونی چاہیے ۱۲ بگاڑی ہے۔ بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے اور یہ پہلی حدیث کا بقیہ ہے ۱۲

دل نہین چاہتا اگر زبردستی سے موقوف ہو جاوی تو ہو جاوی پھر موقوفی پر جنکو اس حکومت کے سایہ محبت ہوتی ہی اونکو کیسا عذاب و رنج ہوتا ہے - بہرصورت نفس اگر خود ولایت کا مائل ہو کر آدمی کو اوسکی جستجو پر برانگیختہ کرے تو یہ علامت شر کی ہے اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا لا نولی امرنا من سالہ و جب اختلاف حکم قوی اور ضعیف کا معلوم ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کا منع فرمانا حضرت ابوذر رضہ کو حکومت سے اور پھر خود اوسکو اختیار فرمانا ایک دوسرے کا متناقض نہین - اور عہدۂ قضا اگرچہ سلطنت سے کم ہے مگر ویسا ہی ہے اسلیے کہ اس مین بھی حکومت پائی جاتی ہے جو طبعا محبوب ہے اور اوسمین اگر اتباع حق ہو تو ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر عدول حق سے پایا جاوے تو عذاب بھی بہت ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ قاضی تین قسم کے ہین جن مین سے ایک جنت مین ہے اور دو دوزخ مین اور دوسری حدیث مین ہے کہ جو خود درخواست قاضی بننے کی کرتا ہے وہ بدون چھری کے ذبح ہوتا ہے حاصل یہ کہ اسکا حکم اور امارت کا ایک ہے جو لوگ کہ ضعیف ہین اور سونیا و مافیہا کو اونکی نظرون مین کچھ قدر ہے وہ اس سے احتراز کرین اور جو لوگ کہ زبردست ہین کہ امر الٰہی مین کسی کی طعن سے نہین ڈرتے وہ لوگ اس عہدے کو اختیار کرین - اور جب بادشاہ ظالم ہون اور یہ معلوم ہو کہ جو قاضی ہو گا اوسکو اپنے کام کی بجاآوری مین اونکی خاطر کرنی پڑے گی اور بعض حقوق کو اونسے خواہ اونکے متعلقین سے درگذر کرنا ہو گا یعنے یہ خوف ہو کہ اگر اپنے امر حق کا حکم ہو گا تو ہمارا عہدہ جاتا رہے گا یا کہنا نہ مانینگے تو ایسی صورت مین عہدۂ قضا کو ہرگز اختیار نکرنا چاہیے اور اگر کوئی اختیار کرے تو اوسکو چاہیے کہ حقوق کا مطالبہ سلاطین اور اونکے متعلقین سے اورون کی طرح ہو موقوفی کا عذر اس مین کارامد نہین کہ اپنے موقوف ہونے کے ڈر سے حقوق چھوڑ دے بلکہ اگر امر حق کی بجاآوری مین موقوف بھی ہو جاوے تو خوش ہونا چاہیے کہ خدا نے بلا ٹالی - اور اگر نفس پر موقوفی شاق گذرے اور اہمال حق مین کچھ مضائقہ نجانے تو یہ شخص متبع ہوائے نفس اور شیطان کا ہے پھر ثواب کی توقع تو کیا ہو گی زمرۂ ظالمون مین دوزخ کی طبقۂ اسفل مین جاوی گا اور وعظ و تدریس اور روایت حدیث اور سندون عالی کا بھی یہی حال ہی یعنے جن چیزون سے کہ جاہ اور قدر بڑھتی ہے اونکی آفت بھی مثل آفت ولایت بڑی ہے سلف کے لوگ جبتک اوس سے مفر دیکھتے تھے تب تک فتوی کو ٹالتے اور یہ فرماتے کہ حد ثنا منہ سے نکالنا دنیا کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی اور جو اس لفظ کو منہ سے کہتا ہی وہ یہ کہتا ہے کہ میری توقیر کرو - حضرت بشیر رضہ نے کئی الماریان حدیث کی دفن کر دین اور فرمایا کہ مین روایت حدیث اسلیے نہین کرتا کہ میرا دل تمنا حدیث کے بیان کی رکھتا ہی اگر تمنا یہ ہوتی کہ مین حدیث نکہون تو البتہ بیان کرتا - اور واعظ اپنے وعظ سے جو لوگونکے دلونپر تاثیر اور پیاگریہ اور اونکی توجہ اپنی طرف پاتا ہے تو اوس سے اوسکے دل پر وہ لذت ہوتی ہی جسکے برابر کوئی لذت نہین اور محبت لذت اوسپر غلبہ کرتی ہی تو طبیعت کو یہ میل ہوتا ہی کہ کلام ایسا کہنا

انتظام کا اور اوس مین مخلص نہین کرتا ہے
ذخیرہ آخرت کو جو موجب نجات ہے
بخاری کی حدیث ابوموسی ۱۲
ابوہریرہ سے بروایت بخاری ۱۲
ابوہریرہ سے بروایت بخاری ۱۲

مت کرنا۔ اسی طرح حضرت حسن رح روایت کرتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی کسی شخص کو والی کرنا چاہا تو
اوسنی عرض کیا کہ آپ ہی اسکو فرمائیے کہ میری لیے بہتر ہی یا نہین آپنے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ رہو۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے
روایت ہے کہ اونکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی ارشاد فرمایا کہ ای عبد الرحمن امارت کی درخواست مت کرنا اسلیے کہ اگر بے درخواست
ملے گی تو اوسکے لیے تجکو مدد غیبی ملیگی اور اگر درخواست سے ملے گی تو تو اوسی کا ہو رہے گا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رض نے
حضرت رافع بن عمر رض کو فرمایا کہ امارت دو شخصونپر بھی مت کرنا جب حضرت صدیق رض خود خلیفہ ہوئے تو حضرت رافع رض نے
کھڑی ہو کر اونکی خدمت مین عرض کیا کہ کیا آپ نے مجکو ارشاد نہین فرمایا تھا کہ امارت دو پر بھی مت کرنا آپکو تو اب
تمام امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت سپرد ہوئی آپ نی فرمایا کہ وہ قول میرا اب بھی ہی جو شخص امارت مین عدل نکری
اوسپر خدا کی لعنت ہے۔ اور شاید کم فہم لوگ وہ احادیث جو فضیلت امارت مین وارد ہین اور جو حدیثین کہ اوس سے منع کی باب مین
وارد ہین اونکو ایک دوسرے کے مخالف سمجھینگے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اس باب مین حق یہ ہی کہ خواص جو دین مین زبردست ہین
اونکو نہین چاہیے کہ امارت سی انکار کرین اور جو ضعیف ہین اونکو ضرور ہی کہ اوسکے گرد نہ پھرین ورنہ ہلاک ہو جاوینگے
اور زبردست دین مین وہ شخص ہے جسکو دنیا کسی طرف نہ پھیرے اور طمع غالب نہ آسکے اور خدا کے کام مین کسی
ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرے اور ایسے لوگ وہ ہین کہ دنیا مین زہد کرتے ہین اور خلق اونکی نظرون سے ساقط ہی دنیا و
مخلوق سی بیزار ہو کر اپنی نفسونپر بزور قابض ہین اور شیطان کی مکر کو بالکل مستاصل کر دیا ہے حتے کہ وہ اون سے نا امید ہو گیا
تو اس قسم کی لوگون کے حرکات و سکنات سب حق پر ہوتے ہین اگرچہ حق مین اونکی جان ہی جاتی رہی پس امارت و خلافت مین انھین لوگونکو
فضل حاصل ہوتا ہی اور جس شخص کو معلوم ہی کہ مین اس صفت کا نہین ہون اوسپر ولایت اختیار کرنا حرام ہی۔ اور جس شخص کو
امتحان کرنے سے معلوم کہ میرا نفس امر حق پر صابر ہی اور شہوات سے ممتنع مگر جبھی تک یہ بات ہے کہ ولایت پر منصوب نہو اور اگر ولایت
و حکومت کا مزہ چکھے گا اور جاہ کا ذائقہ اور اجرای حکم کی حلاوت پاوی گا تو اوسکے بگڑ جانی کا خوف ہی اور ان امور کے بعد اپنے
معطلی بھی اوس عہدی سی گوارا نکری گا بلکہ معطل ہونی کی خوف سی دین مین سستی کرنے لگے گا تو ایسے شخص کے حق مین علما کا اختلاف
ہی کہ اسکو ولایت کے اختیار کرنی سی گریز کرنا لازم ہے یا نہین بعض علما فرماتی ہین کہ ولایت سی احتراز واجب نہین اور وجہ یہ فرماتے ہین
کہ اسکو نفس کیطرف سی خوف کا ہونا ایک امر مستقل ہے اور سر دست وہ بجا آوری امر حق مین پکا ہی اور صحیح و تحقیق یہ ہے کہ احتراز
واجب ہے اسلیے کہ نفس مکار ہی خیر و حق کا دعوی اور وعدہ ہی کرتا ہی اسکا وفای وعدہ مشکل ہی اگر بالفرض وعدہ خیر یقینی
کرنی تب بھی ولایت کے وقت اوسکے بدلنی کا خوف رہتا ہی اور اس صورت مین تو پہلے ہی سی متردد ہے علاوہ ازین عہدہ سے
انکار کر دینا تو امر سہل ہے مگر مقرر ہو کر موقوف ہونا شاق ہے اسلیے موقوفی سی نہایت صدمہ ہوتا ہے جیسے کہ مثل مشہور ہے
کہ اوترا شحنہ مردک نام تو عہدہ کی بجا آوری کی بعد موقوف ہونے پر دل راضی نہین ہوتا بلکہ مداہنت اور امر حق کے
باطل کرنی کی طرف میل کرنی لگتا ہے اور اوسکے باعث قعر جہنم مین گرتا ہے مگر مرنے تک اوس عہدے کی چھوڑنے کو

۱ طبرانی بروایت ابن عمر اور اسکی سند مین ایک راوی مختلف فیہ ہے ۱۲
۲ بخاری و مسلم ۱۲

مباح سے ہو مثل فصاحت و خوش بیانی کے حکایات وغیرہ مین جس سے عجب پیدا ہوتا ہے اسی طرح سکوت مباح سے بھی عجب ممنوع ہے تو واقع مین بال اونکے قول کا یہ ہے کہ ایک مباح کو چھوڑ کر بخوف عجب دوسرے مباح کو اختیار کرنا چاہیے اور کلام حق مستحب کی تصریح نہین کہ اوسکو بھی نہ کہنا چاہیے علاوہ اسکے آفت جو کلام مین زیادہ ہوتی ہے وہ قسم ثانی مین واقع اور ہم اون عبادات کا بیان کرتے ہین جو خاص بدن انسان سے ہوتی ہو اور خلق کا تعلق اوسمین نہو اس قسم مین آفات زیادہ نہین ہین۔ پھر حضرت حسن بصری رح کا قول جو ترک گریہ اور دفع ایذا بخوف شہرت کے باب مین ہے ہو سکتا ہے کہ وہ احوال اون ضعیفون کا ہو جو افضل شی کو نہین جانتے اور ان فوائد کو نہین پہچانتے آپ نے اوسکو صرف آفت شہرت سے لوگونکو ڈرانے کے لیے مذکور فرمایا ہو کہ سنکر اوسکی طلب سے باز رہین دوسری قسم عبادات کی جو خلق سے متعلق ہے اوسمین آفتین اور خطرے زیادہ ہین سب مین زیادہ خلافت اور امارت ہے پھر حکومت قضا پھر تذکیر و تدریس و فتوی پھر مال کا دینا۔ اب ہر ایک کا حال بتفصیل سننا چاہیے خلافت جو عبارت اہل اسلام کے سردار سے ہے اگر عدل و اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل عبادات ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی لَیَوْمٌ مِنْ اِمَامٍ عَادِلٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ سِتِّیْنَ عَامًا تو اس سے زیادہ کونسی عبادت ہوگی جسکا ایک روز ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہو اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ ثَلٰثَةٌ اَلْاِمَامُ الْمُقْسِطُ اَحَدُهُمْ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے یہ حدیث مروی ہی ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الْاِمَامُ الْعَادِلُ اَحَدُهُمْ اور حضرت ابو سعید خدری رضہ سے یہ حدیث مروی ہے اَقْرَبُ النَّاسِ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ غرض کہ امارت اور خلافت اعظم عبادات مین ہی ہین اور چونکہ اسمین خطرہ بہت ہے اسی لیے متقی اس سے ہمیشہ کنارہ کرتے رہے کیونکہ اسکے باعث صفات باطنی حرکت کرتے ہین اور نفس پر محبت جاہ و لذت غلبہ اور اجرای حکومت کی جو لذائذ دنیاوی مین سے بڑھکر ہین غالب ہو جاتے ہین جب ولایت کی محبت ہوتی ہے تو والی اپنی حظ نفس مین کوشش کرتا ہی اور ہو سکتا ہی کہ اپنی ہوائے نفسانی کی پیروی مین جو امر کہ مخل جاہ و ولایت مین ہو گو امر حق ہی کیون نہو اوس سے درگذر کرے اور جسمین چیز سے کہ منزلت زیادہ ہو اگرچہ باطل ہو اوسکو بجالاوی اور تباہ ہو جاوی اور پھر ایک روز سلطان ظالم کا ساٹھ برس کی بدکاری سے بدتر ہو جاوی بمضمون اوس حدیث کی جو امام عادل کے بیان مین گذری اور اسی بڑے خطر کی جہت سے حضرت عمر رضہ فرماتے تھے کہ جب اس عہدے مین اتنی مصیبت ہے اسکو کون لے سکتا ہی اور آپکا ارشاد صحیح ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مَا مِنْ وَالٍ عَشَرَةٍ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَغْلُوْلَةً یَدُهٗ اِلٰی عُنُقِهٖ اَطْلَقَهٗ عَدْلُهٗ اَوْ اَوْبَقَهٗ جَوْرُهٗ اس روایت کو حضرت معقل بن یسار رضہ نے بیان کیا ہی اور حضرت عمر رضہ نے حضرت معقل بن یسار کو کسی جگہ کا والی کرنا چاہا تو اونھون نے عرض کیا کہ ای امیر المومنین آپ اس باب مین مجکو مشورہ بتلائے کہ قبول کرون یا نہین آپ نے فرمایا کہ اگر میری ہی صلاح پر رکھتے ہو تو میرے نزدیک بیٹھے رہو مگر میری مشورہ کا ذکر اور کسی سے

---

۱ یکدن امام عادل کی عبادت کرنا ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے ۱۲

۲ اول جنت مین جو تین شخص جائینگے ان مین امام عادل ہے ۱۲

۳ مسلسل روایت ہے اور فقط ابو ہریرہ رضہ سے ۱۲

۴ ان تین شخصون کی دعا رد نہین ہوتی ان مین امام عادل ہے ۱۲

۵ قیامت مین امام عادل سب سے نزدیک ہوگا ۱۲

۶ ظالم حاکم کی ساٹھ برس کی بدکاری سے بدتر ہے ۱۲

۷ ہر دس حاکم قیامت مین آوینگے ہاتھ گردن سے طوق ہوگا ایک کو عدل چھوڑ دیگا یا ہلاک کر دیگا ۱۲

۸ حضرت عمر رضہ کا ارشاد کہ حاکم کا ہلاک ہونا آسان ہے ۱۲

۹ حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے ۱۲

اپنے نفس کو سزا دینے کے لیے عمل زیادہ کرے تو کرنا چاہیے اور اگر شیطان اوسکو کہے کہ ریاکار ہے تو جان لینا چاہیے
کہ وہ جھوٹا ہے بشرطیکہ دل مین ریا کی اور اوسکے قبول کرنے کی بُرائی موجود ہو اور اوسکا خوف اور شرم خدا
حاصل اور اگر نہ دل مین برائی ریا کی ہو نہ خوف نہ شرم اور نہ عمل کا کوئی باعث دینی ہو صرف ریا ہی باعث عمل ہو
تو عمل نہ کرنا چاہیے مگر یہ امر نہایت بعید ہے اوس شخص سے جو خدا کے واسطے عمل کرتا ہے اسلیے کہ اوسکے ساتھ اصل
قصد ثواب تو رہتا ہے۔ یہان اگر کوئی کہے کہ شہرت کے خوف سے عمل کو ترک کرنا اکابر سلف سے منقول ہے
چنانچہ روایت ہے کہ ابراہیم نخعی تلاوت کرتے تھے کہ اس عرصہ مین اونکے پاس کوئی شخص آیا اونھون نے
کلام اللہ بند کرکے تلاوت موقوف کی اور کہا کہ اسکو معلوم نہو کہ ہم ہر گھڑی تلاوت کرتے ہین اسی طرح
ابراہیم تیمی سے روایت ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ جب آدمی کو اپنا بولنا اچھا معلوم ہو جب چپ ہو جاوے
اور جب سکوت خوش معلوم ہو تو کلام کرے۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ بعض اکابر راستہ کی ایذا کی
چیزین دیکھتے تھے مگر شہرت کی ڈر کے مارے اونکو نہین اوٹھاتے تھے اور بعض کو رونا آتا تھا مگر شہرت کے
خوف سے اوسکو مبدل بہ خندہ کر دیتے تھے اسی طرح بہت سے آثار اس باب مین وارد ہین تو اسکا جواب یہ ہے
کہ شہرت کے خوف سے تو ترک عمل کی صرف چند روایتین ہین اور اسکے مقابل اظہار طاعات کی بیشمار
شخصون سے موجود ہین علاوہ ازین جسقدر خوف شہرت رونے اور راستے کی ایذا کے دور کرنے مین ہے
اوس سے زیادہ حضرت حسن بصری رح کے اس کلام کے وعظ مین ظاہر کرنے مین ہی باوجود اسکے کہ خود بیان
فرمایا اور ان دونون باتون کو ترک نہین فرمایا۔ خلاصہ یہ کہ ترک کرنا نوافل کا جائز ہے اور ہمارا کلام
افضل مین ہے اور افضل پر زبردست قادر ہوتے ہین ضعیفون کا کام نہین افضل یہی ہے کہ عمل کو تمام
کرے اور اخلاص مین کوشش کرے اور درگذر نہ کرے۔ اور ارباب اعمال شدت خوف کے باعث کبھی
اپنے نفسون کا علاج افضل کے خلاف سے کر لیا کرتے ہین پس اقتدا زبردستون ہی کا چاہیے۔ اور رہا
کلام اللہ کا جو حضرت ابراہیم نخعی رح سے منقول ہی تو شاید اس غرض سے ہو کہ اوس شخص کے آنے پر موقوف
کرنا پڑے گا اور بعد چلے جانے کے پھر شروع کرنا ہوگا کیونکہ اوس سے باتین کرنی ہونگی تو یہ خیال کیا کہ آخر اوسکی
دلداری کی یہی باتین تو کرنی پڑینگی کہ پھر دوبارہ آوے اگر تلاوت بھی اسی طرح موقوف کیجاوے کہ وہ نہ دیکھے تو اسمین
ریا ہی بھی بچاؤ ہے۔ اور راستے کی ایذا کو نہ اوٹھانا اون لوگون ہی سے سرزد ہوتا ہے جو اپنی نفس پر آفت شہرت سے
ڈرتے ہین اور یہ خوف کرتے ہین کہ اگر ہمارے پاس ہجوم لوگون کا ہوگا تو اور عبادتین جو ایذا کے دور کرنے سے
بڑی ہین اونکے مانع ہونگے پس اس امر کو چھوڑنا اون عبادات کی محافظت کے باعث تھا نہ صرف خوف ریا سے
اور ابراہیم تیمی کا قول جو یہ ہے کہ جب کلام کرنا اچھا معلوم ہو تو چپ رہنا چاہیے اس سے شاید اونکی مراد کلام

عمل کو چھوڑنا مناسب نہین بلکہ بزور اپنے نفس کو اخلاص کیطرف رجوع کرے اور تمامی عمل تک اوسی پر روکے رہے
اور اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان اول تو یہی چاہتا ہے کہ آدمی عمل نکرے پس اگر نمانا اور عمل شروع کیا تو ریا کی طرف کھینچتا ہے
اگر اسکو بھی نمانا اور کام کیے گیا تو کہتا ہے کہ یہ عمل خالص نہین تو ریاکار ہے اور محنت تیری برباد جس عمل مین اخلاص نہین
اوس سے تجکو کیا فائدہ ہوگا اور یہی کہے جاوے گا یہان تک کہ آدمی عمل چھوڑ دے اور یہی اوسکی غرض ہوتی ہے
اور جو شخص کہ ریاکاری کی ڈر سے عمل چھوڑ دے اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی کے آقا نے اوسکو گیہون دیے جن مین
کچھ ملا تھا اور کہا کہ اونکو صاف کر لو اور خوب صاف کرنا کہ تنکا وغیرہ کچھ نرہے تو یہ شخص اوس سے کہ اگر مین صاف کرونگا
تو صاف اچھی طرح نہونگے بالکل اوس خدمت کو بجا نہ لاوے یہی حال ہی کہ اخلاص کے نہونے کے باعث اصل عمل ہی
چھوڑ دیا جاوے اور اسی طرح اگر عمل کو اس خوف سے چھوڑ دے کہ لوگ مجکو ریاکار کہنے سے گنہگار ہونگے اونکا وبال مجھپر
رہیگا تو یہ بھی شیطان کا فریب ہے اسلیے کہ اول تو مسلمانون پر بدظنی کی جو اسکے لیے شایان نہ تھی دوم یہ کہ اونکا
قول اسکو مضر نہین ثواب عبادت مفت کھوتا ہے سوم یہ کہ عمل کو اسلیے چھوڑنا کہ لوگ ریاکار کہینگے یہ عین ریا ہے
اگر اسکو اونکی مدح کی محبت اور خوف مذمت نہوتا تو اونکے قول کی کیا پروا تھی خواہ ریاکار کہین یا مخلص اور عمل کو
اس خوف سے چھوڑ دینا کہ لوگ ریاکار کہینگے یا اس سبب سے اچھی طرح بجالانا کہ لوگ یہ نہ کہین کہ غافل اور
کاہل ہے ان دونون مین کیا فرق ہوا بلکہ عمل کو چھوڑنا ہی بہت برا ہے غرض کہ یہ سب شیطان کی فریب ہین کہ
جاہل عابدون کے ساتھ کیا کرتا ہے پھر عمل چھوڑنے سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ شیطان سے بچ رہونگا وہ تو
پیچھا نہین چھوڑے گا بلکہ ترک عمل کے بعد یون کہے گا کہ اب لوگ تجکو تارک عمل کہینگے کہ یہ شخص شہرت کا طالب نہین
بڑا مخلص ہے ایسی ایسی باتون سے بیچاری آدمی کو شہر چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا پھر اگر بھاگ کر کسی بل مین گھس
جاوے گا تب بھی دل مین اس بات کا چسکا ڈالے گا کہ کسی طرح لوگونکو خبر ہو کہ فلان شخص زاہد ہو کر بھاگ گیا ہے
اور کنارہ کشی کی تاکہ اسبات سے اونکے دلون مین تعظیم ہوجاوے غرض اوسکے فریبون سے اور کوئی صورت
نجات کی نہین بجز اسکے کہ آفات ریا کو خوب جان لیا جاوے کہ اوسکے باعث آخرت مین ضرر ہی اور دنیا کا کوئی فائدہ نہین
اوسکو برائی جاننا چاہیے اور دل مین اوسکا انکار ہی بھرا رہے اسی طرح ہمیشہ عمل کرتا رہے اور کچھ پروا وساوس کی نکرے
اور اگر دشمن خواہ بطبیعت سے نزاع کرے گا تو انکی نزاع کی کچھ انتہا نہین اور اوسکے عمل چھوڑنا اپنے آپ کو بیکار کرنا
اور خیرات سے محروم رہنا ہے۔ حاصل یہ کہ جب تک آدمی مین عمل کا باعث دینی ہو تب تک عمل کو نچھوڑے بلکہ ریا
کے وسوسے کو ٹالے اور دل مین خدا سے شرم کرے کہ نفس جو یہ چاہتا ہے کہ خدا کی طاعت کے عوض مین مخلوق کی
حمد کو اختیار کرے تو خدا کی حمد کیا تھوڑی ہے وہ دلون کا حال خوب جانتا ہے اور اگر لوگونکو دل کا حال معلوم
ہوجاوے کہ ہمارے اچھا کہنے کے سبب سے عمل کرتا ہے تو بیشک بغض کرین اس صورت مین اگر آدمی سے یہ ہوسکے کہ خدا سے شرم کرکے

اچھی ہوتی ہے اور کبھی بری اچھی تو اوس صورت مین ہے کہ لوگون کی محبت کو اسلیے محبوب سمجھے کہ اوسکی جہت سے تصور محبت الٰہی کا اپنے ساتھ ہو اسلیے کہ جب اللہ تعالے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو بندون کے دلون مین اوسکو محبوب کر دیتا ہے اور مذموم وہ صورت ہی کہ یہ چاہے کہ نماز روزہ اور حج وجہاد یا کسی اور طاعت معین پر لوگ مدح وثنا کرین اور یہ اسلیے مذموم ہے کہ طاعت الٰہی پر سواے ثواب خدا کے دوسرے عوض کا خواستگار ہوتا ہے اور مباح یہ صورت ہے کہ لوگون کی محبت سوای طاعات اور صفات محمودہ کے سبب خواہان ہو اسبات کی محبت کا حکم مثل محبت مال کے ہے کیونکہ دلونکا مالک ہونا ایسا ہی ذریعہ غرضون کے حصول کا ہی جیسا مال کا مالک ہونا دونون مین کچھ فرق نہین

نوان بیان ریا اور آفات کے ڈر کے مارے عمل کو چھوڑ دینے کے ذکر مین بعضے اشخاص عمل کو اسی خوف سے ترک کر دیتے ہین کہ اوسکے سبب سے ریاکار ہو جائین گے اور یہ اونکی غلطی اور شیطان کا ساتھ دینا ہے بلکہ خوف آفات سے عمل کو چھوڑنا اور نچھوڑنا اس تفصیل سے ہے کہ طاعات کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جن مین خود مین کچھ لذت نہین مثلاً نماز و روزہ و حج وجہاد کہ انمین محنت و مجاہدہ ہی ہے اور لذیذ اس جہت سے ہو جاتی ہین کہ ذریعہ لوگون کی حمد کے حاصل کرنے کا ہین اور وہ ایک لذیذ چیز ہے اور لوگون کے مطلع ہونے پر حاصل ہوتی ہے اور ایک قسم طاعت کی وہ ہی جو خود لذیذ ہے اور وہ ایسے طاعات ہین جو اکثر بدن پر موقوف نہین بلکہ خلق سے متعلق ہین جیسے خلافت اور قضا اور ولایت اور محتسب ہونا اور امامت نماز اور تذکیر و تدریس اور لوگون کو مال دینا وغیرہ کہ انمین خلق کے تعلق اور لذت ہونے کی جہت سے آفت زیادہ ہے قسم اول یعنے جو طاعتین کہ بدن کو لازم ہین اور غیر سے متعلق نہین نہ خود اون مین لذت ہے مثل نماز و روزہ اور حج کے تو خطرات ریا اون مین تین طرح ہین اول وہ جو عمل سے پہلے آوے اور لوگون کو دکھلانے کو ابتدای عمل کا باعث ہو اور کوئی باعث دینی اوسکے ساتھ نہو تو ایسے عمل کو چھوڑ دینا چاہیے اسواسطے کہ وہ سراسر گناہ ہے اوسمین طاعت نہین بلکہ بلباس طاعت منزلت کی خواہش ہے پھر اگر آدمی سے یہ ہو سکے کہ اپنے نفس سے باعث ریا کو دور کرے اور کہے کہ تجھے خدا سے شرم نہین آتی کہ اوسکے بندون کے واسطے تو عمل کرتا ہے اور اوسکے لیے نہین کرتا اور اس فہمایش سی باعث ریا دور ہو جاوی اور نفس خدا کے واسطے عمل کرنے کو تیار ہو اور تدارک مافات کرے تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو دوسری یہ کہ عمل کرنے کے لیے تو خدا ہی کے واسطے آمادہ تھا لیکن درمیان مین عبادت کے ساتھ خواہ اوس سے اول ریا پیش ہو گیا تو اس صورت مین عمل چھوڑنا نچاہیے اسلیے کہ باعث دینی پایا گیا تو شروع عمل کرنا چاہیی اور اپنی نفس پر مجاہدہ کرکے ریا کو دفع کری اور اخلاص اچھی طرح کرے اون علاجات سی جنکا ذکر ہمنے کیا ہی کہ کراہت ریا کی اور اوسکے ماننی سی انکار کرنا اپنے نفس پر لازم کرلے تیسری یہ کہ نیت عبادت اخلاص پر ہو مگر پھر ریا اور اوسکی اسباب اثناے عبادت مین طاری ہو جاوین تو اس صورت مین بھی مجاہدہ دفع ریا کے لیے ضرور ہے اور

دینے والے کو نہ رغبت ثواب کی ہے نہ خوف قہر صنخواہ کی مذمت کا مہ محبت اوسکی تعریف کی اسلیے کہ انمین سے اگر کوئی بات ہوتی تو غیر کی زبانی کہلا بھیجنے پر بھی دیدیتا اور مفروض یہ ہے کہ اگر کوئی اور مانگنے آتا تو ندیتا پس اس صورت مین صرف صنخواہ کی شرم ہی سے دیا اگر اوسکی شرم نہوتی تو جواب دیدیتا یا کوئی ایسا شخص آتا جسکا لحاظ نکرنا پڑتا مثلاً کوئی اجنبی یا کمینہ مانگتا تو اوسکو ہٹا دیتا گو بہت سی تعریف یا ثواب کا موجب ہونا غرض کہ اسطرح کا دینا صرف حیا کی جہت سے ہے اور یہ صورت حیا کی بُری باتون ہی مین پیش آتی ہے جیسے بخل اور ارتکاب گناہون کا اور ریاکار مباحات مین بھی شرماتا ہے یہانتک کہ اگر دوڑا جاتا ہو تو لوگون کے دیکھنے سے ٹھہر جاتا ہے یا ہنس رہا ہو تو چپ ہوجاتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ مین حیا کرتا ہون حالانکہ یہ حیا نہین عین ریا ہے اور یہ جو قول مشہور ہے کہ بعض حیا اچھی نہین ہوتی بہت درست ہے اوس حیا سے وہ حیا مراد ہے جو ایسی چیزون سے ہو جو بری نہین مثلاً لوگون کو نصیحت کرنے سے حیا کرنی یا نماز پڑھانے سے حیا کرنی اس قسم کی حیا اگر عورتون اور لڑکون مین ہو تو اچھی ہے اور عقلا مین اچھی نہین ۔ اور کبھی آدمی کسی بوڑھے کو مرتکب کسی معصیت کا دیکھتا ہے مگر اوسکے بوڑھا ہونے کے لحاظ سے اوسکو منع کرتے شرم آتی ہے اسلیے کہ تعظیم کرنا بوڑھے مسلمان کا تعظیم کرنا خدا کا ہے یہ حیا اچھی ہے مگر اس سے بہتر یہ ہے کہ خدا سے شرم کرے اور امر بالمعروف کو فروگذشت نکرے زبردست لوگ تو یہی کرتے ہین کہ خدا کی شرم کو لوگون کی شرم پر ترجیح کرتے ہین اور کمزورون سے یہ نہین ہوسکتا آٹھوین یہ کہ گناہ کے ظاہر ہونے سے یہ خوف ہو کہ کوئی دوسرا شخص میری دیکھا دیکھی ایسا ہی کرے گا اور یہ وہ وجہ ہے کہ اظہار طاعت مین جاری ہے یعنے اظہار طاعت اسی وجہ سے جائز ہے کہ اوس سے ترغیب و اقتدا متصور ہے اور یہ وجہ ائمہ و مقتدایون سے مخصوص ہے مگر گناہ کے چھپانے مین یہ علت خاص نرہنی چاہیے عامی کو بھی اسکا پابند ہونا چاہیے اوسکو بھی نہین چاہیے کہ اپنا گناہ اپنے زن و فرزند پر ظاہر کرے ورنہ وہ لوگ بھی اسکی اقتدا کرکے ویسے ہی ہوجاوین گے پس گناہ کے چھپانے مین یہ آٹھ عذر اور سبب ہین اور اظہار طاعت مین بجز اس عذر ہشتم کے اور کوئی سبب نہین اور جب معصیت کے چھپانے سے یہ مقصود ہو کہ لوگون کے خیال مین متقی بنے تو ریاکار ہوگا جیسا کہ اظہار طاعت اسی غرض کے لیے کرنے سے ہوتا تھا اب اگر یہ پوچھو کہ پھر بندے کو جائز ہے کہ اپنے صالح ہونے کی جہت سے لوگون کی مدح کو محبوب جانے اور لوگ اوسکو اسی جہت سے محبوب سمجھین جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجکو ایسا عمل ارشاد فرمائیے جس سے مجکو خدائے تعالے محبوب جانے اور خلق بھی محبوب سمجھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا مین زہد کر خدائے تعالے تیرے ساتھ محبت کرے گا اور اس کے مال کو لوگون کی طرف پھینک دے وہ تیرے ساتھ محبت کرینگے تو اسکا جواب یہ ہے کہ لوگون کی محبت اپنے ساتھ محبوب جاننی کبھی مباح ہی اور کبھی

کوئی کسی طرح کی بدی نہ پونچاوے اور یہ بات صدمۂ مذمت کے علاوہ ہے اسواسطے مذمت کا صدمہ اس حیا سے
ہوتا ہے کہ آدمی کے دل کو اپنے نقصان اور خست کا شعور ہوتا ہے اگرچہ مذمت ایسا ہی شخص کرے جسکی شر سے
مامون ہو مگر بفضل وقلت خوف یہ ہوتا ہے کہ اگر گناہ پر کسی کو اطلاع ہوگی تو وہ کسی سبب سے شرارت کرے گا اس صورت میں
جائز ہے کہ اس شرارت کے خوف سے خفیہ رکھے ساتویں وجہ صرف حیا کا ہونا کہ یہ بھی ایک طرح کا الم ہے سوائے مذمت
اور شرارت کی تکلیف کے۔ اور حیا ایک عمدہ عادت ہے جو شروع لڑکپن میں سن تمیز کے وقت جب نور عقل چمکتا
ہے پیدا ہوتی ہے اوسی کے باعث اگر اوسکی بری باتون کو کوئی دیکھ لیتا ہے تو شرم کرتا ہے اور یہ ایک وصف
محمود ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ اور فرمایا اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ اور فرمایا
اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ اور فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْحَیِیَّ الْحَلِیْمَ پس جو شخص کہ فسق کرتا ہے اور اس بات کی پروا
نہیں کرتا کہ لوگون کو اسکا فسق معلوم ہوجاوے گا وہ فسق کے ساتھ پردہ دری اور بی شرمی کو زیادہ کرتا ہے
اور اوس شخص کی نسبت برا ہے جو فسق کو چھپاتا ہے اور شرم کرتا ہے مگر حیا ریا کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے
کم لوگ اوسکی تمیز کرتے ہین ہر ایک ریا کار یہی دعوے کرتا ہے کہ مین حیادار ہون اور عبادتون کو اچھی طرح
ادا کرتا ہون اوسکا سبب یہی ہے کہ لوگون سے شرم آتی ہے اور یہ جھوٹ ہے بلکہ حیا ایک عادت ہے کہ طبیعت
کریم سے پیدا ہوتی ہے اور اوسکے بعد سبب یا اور سبب اخلاص سیجان مین آتے ہین تو ممکن ہے کہ آدمی حیا
کے باعث اخلاص کرے یا ریا کرے مثلاً قرض کرو کہ ایک شخص اپنے دوست سے قرض مانگتا ہے اور اوسکا
دل قرض دینے کو نہین چاہتا مگر اوسکو جواب صاف دینے سے حیا کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگر وہ شخص کسی
دوسرے کی زبانی قرض کے لیے کہلا بھیجتا تو شرم نہ آتی اور نہ قرض دیتا نہ ریا کے باعث نہ ثواب کی باعث تو
اس دینے والے کے کئی حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ جواب صاف دیدے اور قلت حیا کی پروا نکرے تو یہ کام تو بیحیائی
ہے حیادار یا بہانہ کرتے ہین یا قرض دیتے ہین اور دینے کی صورت مین تین حال ہین اول تو یہ کہ ریا کار ساتھ
حیا کی آمیزش ہو مثلاً اول حیا آئی کہ جواب دینا برا ہے پھر ریا کا ہیجان ہوا اور دل مین کہنے لگا کہ دینا ہی چاہیے
تاکہ قرض خواہ تیری مدح وثنا کرے اور نام سخاوت مین مشہور ہو یا اس سبب دینا مناسب ہے کہ تجکو برا نکہے اور بخل
کیطرف منسوب نکرے اس صورت مین اگر دیوے گا تو ریا کے باعث دے گا مگر یہ ریا حیا کے ہیجان وجوش سے پیدا ہوا ہے
دوسری یہ کہ حیا کے سبب جواب صاف نہین دے سکتا اور نفس بخل کے مارے کچھ قرض بھی نہین دیتا اس حال مین بہ
سبب اخلاص کلی ہیجان ہوا اور کہنے لگا کہ صدقہ دینے کا تو ایک ہی ثواب ہے اور قرض کا اٹھارہ گنا ہے
اسمین بہت ثواب ہے اور دوست کا دل خوش کرنا اوسپر علاوہ ہے اور خدا کے نزدیک بہت اچھا ہے اس
ترغیب سے نفس دینے پر راضی ہوگیا تو یہ شخص مخلص ہے اور اسکا اخلاص حیا کے سبب پیدا ہوا ہے تیسری یہ کہ

۱ حیا جمال نجم ہاشمی مسلم بروایت عمران بن حصین ۱۲

۲ حیا یک شاخ ہست ایمان کی ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو مسعود بدری ۱۲

۳ حیا نہین لاتی مگر بہتری ۱۲ بخاری و مسلم بروایت عمران بن حصین ۱۲

۴ بہ تعلقے دوست رکھتے چیز ہا کہ بدان دوست را بد آید ۱۲ طبرانی بروایت فاطمہ رضی اللہ عنہا ۱۲

اور یہ بات قوت ایمان ہی سے ہوتی ہے اسلیے کہ ادائے طاعت کے لیے فراغ دل کی طرف رغبت کا درست ہونا
ایمان ہی سے ہوتا ہے چوتھی یہ کہ گناہون کا چھپانا اور اونکے چھپانے کی رغبت کرنی اس لیے ہوتی ہے
کہ آدمیون کی مذمت شاق معلوم ہوتی ہے اور اسی اعتبار سے رنج بھی ہوتا ہے کہ طبیعت کو ایذا پہونچتی ہے اسلیے
کہ مذمت دل کو ایسا ہی صدمہ دیتی ہے جیسا ضرب سے بدن کو پہونچتا ہی اور رنج کرنا دا کا مذمت کے سبب حرام نہین
نہ انسان اوسکی جہت سے گناہگار ہو البتہ گناہگار اوس صورت مین ہوتا ہی کہ نفس مذمت سے مضطر ہو کر اوسکے ڈر سے کسی ممنوع کا
مرتکب ہو بہرصورت انسان پر واجب نہین کہ خلق کی مذمت سے رنج والم نکرے مان بحال صدق ہی کہ خلق کی نمود اس سے جاتی رہی اور اسکے
نزدیک برا کہنے والا اور تعریف کرنے والا یکسان معلوم ہو باین لحاظ کہ اسکو معلوم ہی کہ نفع کرنے والا اور ضرر دینے والا خدائے تعالے ہی
اور بندے سبکے سب عاجز ہین مگر اس طرح کے لوگ بہت کم ہوتے ہین اکثر طبیعتون کو مذمت سے ایذا ہوتی ہے کیونکہ
مذمت کے باعث اپنے نقصان سے واقف ہوتے ہین اور بعض اوقات مذمت سے رنج ہونا اچھا بھی ہوتا ہے
خصوصًا جبکہ برا کہنے والا دیندار اہل بصیرت ہو کیونکہ وہ لوگ خدائے تعالے کے گواہ ہوتے ہین اونکی
مذمت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص خدا کے نزدیک بھی مذموم ہے اور دین مین ناقص تو کس طرح
غم نہو گا یہ بات تو رنج و غم ہی کی ہے البتہ غم جو برا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ میرے متقی ہونے کی تعریف کیون
نہین کرتے گویا اپنے تقوے پر تعریف چاہتا ہے اور خدائے تعالے کی طاعت پر حمد کا طالب ہونا جائز نہین
اسلیے کہ طاعت خدا پر ثواب دوسرے سے طلب کرنے کے کیا معنے پس اگر ایسا خطرہ دل مین آوے تو واجب
ہے کہ اوسکو مکروہ جانکر رد کرے لیکن گناہ پر لوگون کے برا کہنے سے کراہت کرنا شرعی امر ہے اور مذموم نہین
اسلیے گناہ کو درپردہ رکھنا اس خوف سے کہ لوگ برا نہ کہین جائز ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ آدمی محبت حمد تو
نہ رکھتا ہو الا مذمت کو برا جانتا ہو اور غرض اوسکی یہ ہو کہ لوگ مجکو نہ بھلا کہین نہ برا مثلاً اگر صابر لذت حمد سے
الم مذمت پر صبر نہین کرتے اسلیے کہ حمد لذت کے واسطے مطلوب ہوتی ہے اور لذت نہونے سے کچھ ضرر نہین ہوتا
مگر مذمت باعث درد ہے پس طاعت پر حمد کی خواہش کرنی اوس طاعت کا ثواب اوسی وقت کھو دیتا ہے
اور گناہ پر مذمت کو برا جاننے مین کوئی بات نہین صرف اتنا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ لوگون کے مطلع ہونے کے
رنج مین خدا کا مطلع ہونا بھول جاوے یہ نہایت درجہ کا دین مین نقصان ہے بلکہ یون مناسب ہے
کہ خدائے تعالے کے مطلع ہونے اور اوسکی مذمت کا زیادہ غم ہو پانچوین یہ کہ مذمت کو اس وجہ سے برا جانے
کہ مذمت کرنے والے نے خدائے تعالے کی نافرمانی کی اور یہ بات بھی ایمان کے باعث پیش آتی ہے
اور اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی مذمت سنے جب بھی اوتنا ہی رنج ہو جتنا اپنی مذمت سے ہوا ہے
کیونکہ علت رنج دونون صورت مین یکسان ہے چھٹی یہ کہ گناہ کو اسلیے پوشیدہ کرتا ہے تاکہ اطلاع ہونے پر

حدیث شریف مین وارد ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ وَبِاَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَھُمْ تو جن ریاکارون کو دیکھکر لوگ اعمال خیر پر متوجہ ہوتے ہین وہ مصداق اسی حدیث کے ہین

آٹھوان بیان گناہون کے چھپانے کے جواز مین اور لوگونکو گناہ پر مطلع کرنے اور اونکی مذمت سننے کی برائی مین — واضح ہو کہ اخلاص کے باب مین اصل یہ ہے کہ باطن و ظاہر یکسان ہوجاوین جیسا کہ حضرت عمر رضہ نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا تھا کہ ہمیشہ عمل علانیہ کو اپنے اوپر لازم کر اوسنے عرض کیا کہ عمل علانیہ کیا ہی آپ نے فرمایا کہ عمل علانیہ یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا اوسپر آگاہ ہوجاوے تو تو اوس سے شرم نکرے۔ اور ابو مسلم خولانی کا قول ہے کہ مین کوئی ایسا عمل نہین کرتا جسپر لوگون کا مطلع ہونا برا معلوم ہوتا ہو مگر اپنی منکوحہ سے ہمبستر ہونا اور بول و براز کرنے مین اطلاع خلق بری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ درجہ بہت بڑا ہے ہر کسی کو نہین مل سکتا انسانکا حال یہ ہے کہ دل سے اور اعضاے ظاہری سے گناہ کرکے چھپاتا ہے اور لوگون کا اوسپر مطلع ہونا برا جانتا ہے خصوص جب کہ پیرو ساوس شہوات کے گذرتے ہین حالانکہ خداے تعالے کو سب کچھہ معلوم ہے۔ پس بندے کا گناہ کو اپنے ہمجنس سے مخفی کرنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ریا ممنوع مین داخل ہے مگر واقع مین ایسا نہین واقع مین ممنوع یہ امر ہے کہ اپنے عیب اسلیے چھپاوے کہ لوگون کو معلوم ہو کہ متقی اور پرہیزگار ہے اور خود ویسا نہو ریاکار کا چھپانا اسی قسم کا ہوتا ہے اور جو شخص نیک بخت یا کار نہین اوسکو بھی اپنے عیب چھپانے چاہین اور اگر اونپر کوئی مطلع ہوجاوے تو اوسکو غم کرنا درست ہے اس پردہ پوشی و غم کی آٹھ وجہین ہین اول تو یہ کہ خداے تعالے نے جو اسکا پردہ چھپا رکھا تھا یہ اوس سے خوش تھا جب پردہ فاش فرمایا تو اسکو اسوجہ سے غم ہوا کہ قیامت مین بھی پردہ فاش ہوگا کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے مَنْ سَتَرَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا سَتَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرَۃِ اور یہ غم قوت ایمان کے باعث پیدا ہوتا ہے دوسری یہ کہ اسکو معلوم ہے کہ خداے تعالے کو ظاہر ہونا گناہون کا برا معلوم ہوتا ہے اور اونکی پردہ پوشی محبوب ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ مَنِ ارْتَکَبَ شَیْئًا مِنْ ھٰذِہِ الْقَاذُوْرَاتِ فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰہِ تو اگرچہ گناہ کے باعث اوسنے خداے تعالے کی نافرمانی کی مگر دل مین محبت اوس بات کی رہی جو خداے تعالے کو محبوب تھی۔ اور جو چیز اوسکو بری معلوم ہوتی ہے وہ اسنے بھی بری سمجھی اور اوسپر غم کیا اوسکا منشا یہی ہے کہ ظہور معاصی کو خداے تعالے کے بری جاننے پر ایمان قوی ہو اور اس ایمان کی علامت یہ ہے کہ اگر کسی دوسرے کا گناہ ظاہر ہوجاوے تو ایسا ہی غم ہو جیسا اپنے گناہ کے ظہور کا تیسری وجہ گناہ کے باعث لوگونکی مذمت سے رنج کرنے کی یہ ہے کہ مذمت کی جہت سے دل اور عقل کو غم ہوتا ہے اور اسی غم کے باعث دونون طاعت الٰہی سے باز رہتے ہین کیونکہ طبیعت مذمت سے ایذا پاتی ہے اور عقل سے نزاع کرکے اوسکو طاعت سے روک دیتی ہے مگر اس اعتبار سے چاہیے کہ جس تعریف سے کہ دل خدا کی یاد سے پھرتا ہو اوس تعریف کو بھی برا سمجھے اور رنج کرے کیونکہ جو علت مذمت مین ہے وہی یہان ہے

---

۱ اسد تعالے امد کرے کہ ہمارا اس قول کو ریاکاری سمجھکر اسسے اوگون سے جدا نہ ہو ۱۲

۲ دوسرا یعنی جس کو پہلی کو بخاری نے روایت کیا ہے نقل کیا ہے اور دوسرا لوگون کی ہدایت کے لیے ۱۲

۳ یعنی شخص کو چھپاوے اسکو اوپر دنیا مین کوئی گناہ چھپاوے گا اوسکو اوپر آخرت مین اوپر گذری ۱۲

۴ جو شخص ترک کرے ان چیزون مین سے کسی چیز کا تو چاہیے کہ پردہ پوشی کرے خدا کے پردہ سے حاکم نے مستدرک مین نقل کیا ہے ۱۲

نہین پڑھی جس مین نماز کے سوا نفس مین کسی اور چیز کا خطرہ ہوا ہو اور کسی ایسے جنازہ کے پیچھے نہین گیا جسمین اوسکے سوال و جواب کے سوا کچھہ اور دھیان گذرا ہو اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات سنی اوسکو یہی یقین کر لیا کہ حق ہے۔ اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ مجھے اس بات کی کچھہ بھی پروا نہین ہوتی کہ مین تونگر ہو گیا یا مفلس اسلیے کہ مجھے یہ تو معلوم ہی نہین کہ تونگری و مفلسی مین سے میرے حق مین کونسی بہتر ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہین کہ میرے اوپر ایسا کوئی حال نہین گذرا کہ مین نے یہ تمنا کی ہو کہ کوئی دوسرا حال ہوتا تو اچھا تھا۔ اور حضرت عثمان رضہ کا قول[1] ہے کہ جبسے مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تب سے نہ کبھی زنا کیا نہ جھوٹ بولا نہ داہنے ہاتھہ سے اپنی شرمگاہ کو چھوا۔ اور شداد بن اوس رضہ فرماتے ہین کہ مین نے شروع اسلام سے کوئی کلمہ بدون درستی و پرداخت کے مُنہ سے نہین نکالا سوائے اس کلمہ کے جو آج نکل گیا اور اوس روز غلام سے یہ کہا تھا کہ دسترخوان لے آؤ کہ اوسکو بھیجدین اور صبح کا کھانا منگا دین غرض یہ کہ بدون حاجت کبھی کلام زبان پر نہین گذرا مگر آج اتفاق ہو گیا اور حضرت ابو سفیان رحہ نے نزع کے وقت اپنے گھر والون کو فرمایا کہ مجھپر مت رونا اسلیے کہ مین نے شروع اسلام سے آج تک کوئی گناہ نہین کیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضہ نے فرمایا کہ مجھسے ایسا کبھی نہین ہوا کہ خدائے تعالے نے مجھپر کوئی حکم قضا جاری فرمایا ہو اور مین نے اسبات کو اچھا جانا ہو کہ کوئی اور امر ہوتا تو خوب تھا اور مجکو ہوائے نفسانی ہمیشہ ایسی ہی جگہہ ہوئی ہے جو خدا نے میرے مقدر مین لکھدی تھی۔ ان روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتین عمدہ احوال کے ظاہر کرنے مین منقول ہین اور ان مین نہایت ترغیب ہے بشرطے کہ کہنے والا مقتدا ہو اور پہلے سری کی ریاکاری ہے اگر کہنے والا ریاکار ہو۔ حاصل یہ کہ اس قسم کی باتون کا اظہار زبردستون کے لیے بقصد ترغیب جائز ہے اور اوس مین وہی شرطین ہین جو ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔ پس بالاظہار اعمال کو بالکل مسدود کرنا مناسب نہین اسلیے کہ طبیعتین تشبہ اور اقتدا کو بہت چاہتی ہین یہ بات سرشت انسانی مین داخل ہے بلکہ ریاکار بھی اگر اپنی عبادت ظاہر کرتا ہے اور لوگون کو معلوم نہین ہوتا کہ یہ ریا کے واسطے کرتا ہے تو اوس سے بھی لوگون کو بہت فائدہ ہو رہتا ہے مگر خاص اوسکے حق مین مضر ہے۔ بہت سے مخلصین ایسے ہین کہ اونکے اخلاص کا سبب یہی ہوا کہ اونھون نے اقتدا کسی ریاکار کی کی گو وہ خدا کے نزدیک ریاکار تھا مگر اوسکی اقتدا سے دوسرونکو فائدہ ہو گیا۔ بصرے کے کوچون مین نماز صبح کے وقت اگر کوئی گذرتا تو ایک روز ایسا تھا کہ تمام گھرون مین سے تلاوت کی آواز آتی تھی مگر جب ایک شخص نے ایک کتاب دقائق ریا کے باب مین لکھی تو سب لوگون نے تلاوت ترک کی اور اوسکی رغبت اورون کو بھی نہوئی پھر لوگ کہنے لگے کہ یہ کتاب نہ بنتی تو خوب ہوتا غرضکہ ریاکار کے اظہار سے بھی فائدہ ہوتا ہے بشرطے کہ یہ معلوم نہو کہ ریا کے باعث عمل کرتا ہے اور یہ تو خود

[1] ابو یعلی نے بروایت انس بسند ضعیف اسکو نقل کیا ہے ۱۲

نادانستگی مین تباہ کردے۔ ضعیف کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پانی مین ڈھبڈھبانا تھوڑا سا جانتا ہو اور لوگون کو ڈوبتا دیکھکر اونپر رحم کرے اور اونکو بچانا چاہے جب وہ سب اوسکو پکڑ لین تو آپ بھی ڈوبی لوردہ بھی ڈوبین اور پانی مین ڈوبنے کی تکلیف تو ایک گھڑی بھر کی ہوتی ہے کاش ریا سے تباہ ہونے کی بھی تکلیف ایسی ہی ہوتی تو کچھ غم نتھا اوسکا عذاب تو دائمی ہے مدتون تک رہے گا۔ اور یہ ریا ایسی بلا ہے کہ اسمین عابد اور عالم سب لغزش کھا جاتے ہین وہ یہ چاہتے ہین کہ جیسے زبردست لوگ اپنے اعمال کو ظاہر کرتے ہین ویسے ہی ہم بھی کرین حالانکہ اونکے دلون مین قوت اخلاص نہین تو ریا کے باعث اونکے اعمال برباد ہوجاتے ہین اور ریا کو سمجھنا بہت دشوار ہے اور اسکا امتحان یہ ہے کہ اپنے نفس پر یہ امر پیش کرے کہ اگر کوئی تجھسے کہے کہ عمل خفیہ کر لوگ اور کسی عابد کی اقتدا کرلین گے تجکو ثواب خفیہ اور ظاہر کا یکسان ہی ہوگا پس اگر اس سوال سے نفس اسی بات کو چاہے کہ اس عمل مین مقتدا مین ہی ہون اور مین ہی ظاہر کرون تو معلوم کرلینا چاہیے کہ باعث اس اظہار کا ریا ہے نہ طلب ثواب اور لوگون کی اقتدا و ترغیب خیر کیونکہ لوگون کو رغبت خیر تو دوسرے عابد کے دیکھنے سے بھی ہوسکتی ہے اور اسکا ثواب بھی اظہار کی نسبت خفیہ مین زیادہ ہوگا پھر اگر لوگون کا دکھلانا منظور نہین تو کیا وجہ ہے کہ اسکے دل کو میل اظہار عمل کا ہے۔ حاصل یہ کہ بندہ کو نفس کے فریب سے بہ حذر رہنا چاہیئے نفس بڑا مکار ہے اور شیطان جدا گھات مین ہے اور محبت جاہ دلپر غالب ہے اور اعمال ظاہری آفتون سے کم بچتے ہین اور سلامتی اعمال خفیہ ادا کرنے مین ہے عمل کے سالم رہنے کے برابر کوئی چیز نہین ظاہر کرنے مین ایسے خطرے ہین کہ ہم جیسے لوگون کو اونکی برداشت وطاقت نہین تو ہمارے لیے اور سب ضعیفون کے لیے اظہار سے خوف ہی اولے ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ عمل سے فارغ ہونے کے بعد اوسکو کہدے اوسکا حکم بھی مثل اظہار نفس عمل کے ہے اور خطرہ اسمین بہت ہے اس لیے کہ زبان سے کہدینا بہت سہل ہے زبان ہلاتے کچھ مشقت نہین معلوم ہوتی اور چونکہ آدمی کو بڑا بول ہمیشہ لذیذ معلوم ہوتا ہے اسواسطے بیان کرتے وقت کچھ زیادتی اور مبالغہ بھی ہوجاتا ہے مگر یہ اظہار قولی اگر ریا کے واسطے ہوگا تو اتنی بات ہے کہ عبادت گذشتہ کے فاسد کرنے مین اثر نہین کرے گا اس نظر سے البتہ قسم اول کی نسبت کم خفیف ہے اور اوسکا حکم یہ ہے کہ جس شخص کا دل قوی اور اخلاص کامل ہو اور آدمی اوسکی نظرون مین حقیر اور اونکی مدح وذم اوسکے نزدیک مساوی ہون اور اظہار بھی ایسے لوگون مین کرے جنسے توقع اقتدا کی اور رغبت خیر کی معلوم ہوتی ہو تو اظہار جائز بلکہ مستحب ہے بشرطے کہ نیت صاف اور سب آفات سے سالم ہو اسواسطے کہ اظہار مین خیر کی ترغیب ہے اور ترغیب خیر بھی ایک مرخیر ہے اور اکابر سلف سے اسطرح کا اظہار منقول ہے۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ رضہ کا قول ہے کہ مین نے شروع اسلام سے کوئی نماز ایسی

یہ افضل ہے اسلیے کہ غرا اصل مین اعمال ظاہر ہی سے ہے اوسکا خفیہ کرنا ممکن نہین تو اوسپر مبادرت کرنی کچھ اظہار کی غرض سے نہین بلکہ صرف تحریص کی غرض سے ہے اسی طرح آدمی بعض اوقات تہجد پکار کے پڑھتا ہے تاکہ اور گھر والے اور ہمسایے جاگ جاوین اور اوسکی پیروی کرین۔ حاصل یہ کہ جو عمل کہ اوسکا خفیہ بجالانا ممکن نہین مثل حج اور جہاد اور جمعہ کے تو افضل اوسمین سبقت کرنا ہے اور اظہار رغبت دیگرون کی تحریص کے لیے بشرطے کہ ریا کی آمیزش نہو اور جو اعمال کہ اونکا خفیہ ادا کرنا ممکن ہے مثلاً صدقہ اور نماز پس اگر صدقہ کے اظہار سے لوگونکو ترغیب صدقہ ہوتی ہو مگر مسکین کو ایذا ہوتی ہو تو خفیہ ادائے صدقہ افضل ہے یعنی کہ ایذا دینی حرام ہے اور اگر ایذا نہوتی ہو تو بعض لوگون کے نزدیک خفیہ ہی افضل ہے گو اظہار مین اقتدا اور ترغیب ہو اور بعضون کے نزدیک عمل خفیہ اوس اظہار کی نسبت افضل ہے جس مین ترغیب و اقتدا نہو مگر جس اظہار مین اقتدا اور لوگونکو ہوتی ہو اوس صورت مین اظہار ہی افضل ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خداوند کریم نے انبیا علیہم السلام کو اظہار عمل کا ارشاد فرمایا تاکہ لوگ اونکی اقتدا کرین اور پھر باوجود اسکے منصب نبوت عطا فرمایا اور اونکی طرف یہ گمان نہین ہوسکتا کہ دونون عمل سے جو بسا افضل تھا اوس سے محروم رہے اور نیز حدیث شریف لَکَ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا سے بھی افضلیت اظہار پائی جاتی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ عمل خفیہ کا ثواب بہ نسبت عمل ظاہر کے ستر گنا ہے مگر جس عمل ظاہر مین اور لوگ اقتدا کرین اوسکا ثواب بہ نسبت عمل خفیہ کے ستر گنا ہی اور یہ دلیل ایسی ہے کہ اوسمین خلاف کی گنجایش نہین اسواسطے کہ جب دل آمیزش ریا سے خالی ہو اور خفیہ و ظاہر مین ایک ہی صورت کے اخلاص پر عمل تمام ہوا ہو تو جس عمل سے اقتدا حاصل ہوتی ہو وہ بے شک افضل ہوگا عمل کے ظاہر ہونے سے صرف خوف ریا ہی ہے پس اگر ریا کی آمیزش حاصل ہوئی تو غیر کی اقتدا سے اسکو کیا فائدہ خود تباہ ہو جاوے گا اوس صورت مین بلا خلاف اظہار کی نسبت عمل خفیہ افضل ہے لیکن جو شخص عمل کو ظاہر کرنا چاہے تو اوسکو دو باتین سوچ لینی چاہییں اول تو یہ کہ اظہار ایسی جگہ کرے جہان یقین خواہ غلبۂ ظن لوگون کی اقتدا کا ہو کیونکہ بہت آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اونکی اقتدا اونکے گھر والے ہی کرتے ہین ہمسایے نہین کرتے اور بعضونکی اقتدا ہمسایے کرتے ہین محلہ والے نہین کرتے بعضون کی محلہ والے کرتے ہین بازاری نہین کرتے مگر عالم مشہور کی اقتدا سب لوگ کرتے ہین تو غیر عالم اگر بعض طاعات کو ظاہر کرے گا تو کیا عجب ہے کہ اوسکو لوگ ریا و نفاق کی طرف نسبت کرکے ہجو کرین اور اوسکی اقتدا نکرین تو اوسکے حق مین اظہار عمل بے فائدہ ہے اظہار بہ نیت اقتدا اوسی شخص کو چاہیے جو اقتدا کا رتبہ رکھتا ہو اور ایسے لوگون مین ہو جو اوسکی اقتدا کرین دوسری بات یہ ہے کہ اپنے دل کی نگاہبانی کرے ایسا نہو کہ اوسمین محبت ریا مخفی کی ہو اور اوسی کی جہت سے اقتدا کے بہانے سے اظہار کرتا ہو اور غرض یہ ہو کہ عمل سے آراستہ ہو کر مقتدا بنجاؤن اور اکثر عمل کے ظاہر کرنے والون کا یہی حال ہے بڑے زیردست مخلص ایسے نہین ہوتے اونکا وجود کم ہے تو چاہیے کہ کہین نفس سرکش بیچارۂ ضعیف کو فریب دیکر

اسکو کیا اوسکا تو اسے
اقتدا نہ ہو اسکے اوپر ۱۲
دونون جہان مین اوسکو
ہدایت اور مدد دار
دعا کرنے والے کیلیے
نفل کیا کیلیے
گمراہ اور اوسکے
تابعدار اور
دوسرے کو عبادت
بن جیسے صدق
سے ۱۲

ذکر مین مشغول ہونے سے یہ ضرور نہین بلکہ وسواس شیطانی کے وقت اسکو اطلاع نہو دیکھو اگر کوئی شخص سانپ کا خوف رکھتا ہو کہ کسی کام کے لیے بہت تڑکے اوٹھنا چاہیے نہین تو وہ ہاتھ سے جاتا رہیگا تو اس کھٹکے کی جہت سے رات کو چند بار چونک پڑتا ہے باوجودے کہ سونے مین غافل رہتا ہے مگر چونکہ کھٹکا دل مین رہتا ہے اس لیے چونکتا ہے تو خدائے تعالے کے ذکر مین مشغول ہونا بھی مانع اطلاع وسواس نہین - اور اسی طرح کا دل دشمن پر قادر ہوتا ہے جس مین صرف خدا کے ذکر مین مشغول ہونے سے ہوای نفسانی مرجاتی ہے اور تاریکی شہوات کی دور ہوکر نور علم و عقل کو فروغ ہوتا ہے غرض کہ ارباب بصیرت اپنے دلون کو شیطان کی عداوت اور گھات مین رہنے سے واقف کرکے اوسکا خوف لازم رکھتے ہین مگر یاد شیطان مین مشغول نہین ہوتے بلکہ یاد الٰہی کرتے ہین اور خدا کی یاد سے دشمن کی بدی ٹالتے ہین اور نور ذکر کی چاندنی مین دشمن کے وسوسے دیکھ لیتے ہین - دل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کنوان جسکا نجس پانی سے خالی کرنا منظور ہوتا کہ اوسمین سے صاف پانی نکل آوے تو جو شخص کہ ذکر شیطان مین مشغول ہے اوسنے تو نجس پانی کو کنوئین ہی مین چھوڑ دیا اور جسنے کہ ذکر شیطان اور ذکر خدا کو جمع کیا اوسنے ایک طرف سے تو نجس پانی نکالنا شروع کیا اور دوسری طرف سے اوسی کنوئین کے اندر جاری رکھا تو اب نے فائدہ بڑی مشقت بھی ہوگی اور نجس پانی سے کنوان خالی نہوگا اسلیے کہ ایک طرف سے پانی نکلتا جاوے گا اور دوسری طرف سے آتا جاوے گا اور جو شخص دانا و واقف ہے اوسنے نجس پانی کے لیے آڑ بنا دی اور کوئین مین صاف پانی بھر لیا جب نجس پانی آتا ہے ذرا سی دیر مین آڑ محنت و کلفت مٹھہ سے روک دیتا ہے +

ساتوان بیان اظہار طاعت کے قصد کے جواز مین

واضح ہو کہ جیسے اعمال کے خفیہ رکھنے مین اخلاص اور ریا سے بچنے کا فائدہ ہے ویسا ہی ظاہر کرنے مین یہ فائدہ ہے کہ لوگ پیروی کرین اور اوسکو رغبت خیر ہو مگر اس مین ریا کی آفت ہے حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ مسلمانون کو معلوم ہے کہ عمل خفیہ مین بہت احتیاط ہے مگر اظہار مین بھی فائدہ ہے چنانچہ اللہ تعالے خفیہ اور ظاہر دونون کی ثنا فرماتا ہے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اور اظہار کی دو قسمین ہین ایک تو نفس عمل کو ظاہر کرنا دوسرے عمل کرکے کہدینا قسم اول کی مثال جیسے صدقہ سب کے سامنے دینا تاکہ لوگ کو اوس مین ترغیب ہو جیسا کہ روایت ہے کہ ایک انصاری رض نے سب سے پہلے ایک کیسہ زر دیا اوسکے بعد اور لوگ دیکھا دیکھی لانے لگے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنِ اتَّبَعَهٗ اسی طرح سب اعمال مثلاً روزہ نماز حج و جہاد ہین لیکن صدقہ مین اقتدا کرنا طبیعتون پر غالب ہے ہان غازی جب قصد نکلنے کا کرے سب سے پہلے کمر باندھے اور سواری تیار کرے تاکہ اور لوگون کو نکلنے کی ترغیب ہو

ف اگر کہا جاوے کہ خیرات دینا اچھی بات ہے اور اچھا دکھاوا اور قسم دون کو پیروی کرنا چاہیے ف ۱ جو پیرو کسی طریق عمدہ اور ولایہ پر عمل کرے ہوگا اوسکو اوسکا ثواب اور ثواب اس شخص کا جو اوسکی پیروی کرے ۱۲ مسلم بروایت جریر بن عبد اللہ البجلی

مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ منافی توکل کے نہین بشرطیکہ دل مین یہ اعتقاد ہو کہ ضرر و نفع وحیات
وموت خدای تعالے کے اختیار مین ہے اسی طرح شیطان سے حذر کرے اور یہ اعتقاد کرے کہ ہدایت اور گمراہی
خدا کے اختیار مین ہے اور اسباب کو صرف ذریعہ سمجھے جیساکہ باب توکل مین ہم نے لکھا ہے یہی قول حارث محاسبی کا
بھی ہے اور یہی واقع مین صحیح ہے نور علم اسی کا شاہد ہے اور پہلے جو دو قول ہین معلوم ہوتا ہے کہ ایسے عابدون
کے ہین کہ جنکو علم زیادہ نہین اور اونکو یہ خیال ہے کہ بعض اوقات جو اونپر جوش استغراق کا آجاتا ہے ہمیشہ ایسا ہی
رہتا ہوگا حالانکہ یہ بہت دشوار ہے پھر جو لوگ کہ شیطان سے حذر کے قائل ہین کیفیت حذر مین تین طرح ہین
کچھ لوگ تو یہ کہتے ہین کہ جب خدای تعالے نے ہمکو دشمن سے ڈرایا ہے تو چاہیے کہ کوئی چیز ہمارے دلونپر اوس کے
خوف وانتظار سے زیادہ نہو کیونکہ اگر ہم ایک لحظہ بھی اوس سے غافل رہین گے تو عجب نہین کہ دشمن ہلاک کر ڈالے
اور بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اگر شیطان کی یاد ہم اس حد تک کرین گے تو ظاہر ہی ہے کہ خدا کی یاد سے دل خالی
ہو جاوے گا اور ساری ہمت و فکر شیطان ہی پر صرف ہوگی اور شیطان کا مقصود بھی یہی ہے کہ سوا خدا کے
اور کسی بکھیڑے مین مبتلا رہین تو اس لیے مناسب یہ ہے کہ عبادت مین مشغول رہین اور شیطان اور اوسکی عداوت کو
بھی نہ بھولین دونون باتین جمع کرین اسلیے کہ اگر اوسکو بالکل بھول جاوین تو شاید اسی طرح سامنے آوے کہ ہمکو گمان
بھی نہو اور اگر صرف اوسی کا دھیان رکھین تو خدا کی یاد جاتی ہے اسلیے دونون باتون کو جمع کرنا بہتر ہے اور اہل
تحقیق کا یہ قول ہے کہ یہ دونون فریق غلطی پر ہین پہلے فریق کی تو غلطی صاف ظاہر ہے کہ خدا کو بھول کر یاد شیطان
ہی کے ہو رہے ہین اور ہمکو حکم شیطان سے حذر کرنے کا اسلیے ہے کہ یاد الٰہی سے نروے تو اوسکی یاد سب چیزون سے
زیادہ دلپر کس طرح ہو سکتی ہے اسمین تو سراسر ضرر ہمارا ہے کیونکہ اسکا مآل یہ ہے کہ نور ذکر الٰہی سے دل خالی ہو
پس جب شیطان ایسے دل کا قصد کرے گا اور نور ذکر الٰہی اور قوت شغل نہ پاوے گا تو کچھ بعید نہین کہ جلد اپنے
قابو مین کر لے اور سالک سے کچھ نہ بن پڑے علاوہ ازین ہمکو حکم ہمیشہ اوسکی یاد کا نہین اور دوسرے فریق کی غلطی کی
وجہ یہ ہے کہ اسمین بھی شرکت ذکر الٰہی اور ذکر شیطان کی پائی جاتی ہے تو جسقدر آدمی شیطان کی یاد کرے گا اوسی
قدر یاد الٰہی مین نقصان ہوگا اور خدای تعالے کا حکم یون ہے کہ یاد صرف اللہ کی رہے اور اوسکے ماسوا کو خواہ
شیطان ہو یا کوئی اور بھولنا چاہیے جب دونون فریق کی غلطی معلوم ہو چکی تو اسباب مین قول فیصل یہ ہے کہ بندے کو
چاہیے کہ اول شیطان کا خوف اپنے دل کے ساتھ رکھے اور نفس پر اوسکی دشمنی جمائے جب اسکا خوب معتقد ہو جاوے
اور یقین عداوت کا ہو جاوے اور خوف بھی اوسکے اندر جاگزین ہو تو خدای تعالے کے ذکر مین مشغول ہو اور
بتمام ہمت اوسکی طرف متوجہ ہو اور دل مین شیطان کا ذرا بھی خیال نکرے کیونکہ جب عداوت کے پہچاننے کے بعد
ذکر مین مشغول ہوگا پھر اگر شیطان وسوسہ کرے گا تو اسکو خبر ہو جاوے گی اور اوسکو دفع کر دے گا اور خدا کے

مقام ہے اور حق تعالے نے نسبی فرمایا تھا کہ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى اور صرف ایک ہی درخت سے منع کیا تھا اور سب طرح کی نعمتون کے لیے اجازت دی تھی پس جب نبی اللہ جنت سے مقام مین آکر کید شیطانی سے مامون نرہے تو غیر نبی اس دار ناپایدار منبع فتن و محن اور معدن لذائذ و شہوات ممنوعہ مین رہ کر کیسے بچے گا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول خداوند کریم نقل فرماتا ہے هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ اسی جہت سے خدائے تعالے شیطان سے تمام خلق کو بچنے کا ارشاد فرماتا ہے جیسا کہ اس آیت مین ارشاد ہے يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اور اسکے آگے ارشاد ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ تمام قرآن مجید مین ابتدا سے آخر تک شیطان سے تحذیر مذکور ہے تو اوس سے مامون رہنے کا دعوی کس طرح ہو سکتا ہے اور جس چیز سے خدائے تعالے نے پرہیز رہنے کو ارشاد فرمایا ہے اوس سے حذر کرنا منافی شغل محبت الٰہی نہین اسلیے کہ اقتضائے محبت سے یہ بھی ہے کہ اوس کے حکم کو مانے اور اوسنے دشمن سے پرہیز رہنے کو ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ کفار سے پرہیز رہنے کو فرمایا وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ پس جب خدائے تعالے کے ارشاد کے بموجب دشمن کا ذر جو معلوم ہوتے ہین اونسے حذر کرنا اہل ایمان کو لازم آیا تو ایسے دشمن سے جو ایمان والونکو دیکھے اور خود معلوم نہو حذر کرنا بطریق اولی چاہیے اسی بنا پر ابن بحیر یہ رح فرماتے ہین کہ اگر شکار ایسا ہو کہ ہم اوسکو دیکھتے ہون اور وہ ہمکو نہ دیکھتا ہو تو غالبا ہاتھ آجاوے گا اور جو ایسا ہے کہ وہ ہمکو تو دیکھتا ہے اور ہم اوسکو نہین دیکھتے تو کیا عجب کہ وہ ہم پر غالب آجاوے اس سے اونکی مراد شیطان ہے علاوہ اسکے اگر دشمن سے غفلت کی جاوے تو اوس مین بھی نتیجہ ہے کہ وہ اگر مار ڈالے گا اوسکے مار ڈالنے سے شہادت ملتی ہے لیکن اگر شیطان سے حذر نکیا جاوے تو اپنے آپ کو دوزخ اور عقاب الیم مین ڈالنا پڑے گا غرض کہ اللہ تعالے کے ساتھ مشغول ہونے سے یہ نہین لازم آتا کہ جس چیز سے اوسنے پرہیز رہنے کو فرمایا ہو اوس سے اعراض کیا جاوے اس تقریر سے دوسرے فرقہ اہل شام کا مذہب باطل ہوا جو یہ گمان کرتے ہین کہ حذر کرنا توکل کے خلاف ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ڈھال و ہتھیار بھی لیے ہین اور لشکر بھی جمع کیا ہے خندق بھی کھودوائی ہے کسی بات سے آپ کے توکل مین خلل واقع نہین ہوا تو جس چیز سے خدائے تعالے خود خوف و حذر کرنے کو فرماتا ہے اوس سے خوف و حذر کرنے سے کیسے توکل مین خلل واقع ہوگا اور جن لوگون کا یہ قول ہے کہ توکل کے معنے اسباب سے بالکل علیحدہ ہونے کے ہین اونکی غلطی ہمنے باب توکل مین ثابت کی ہے اور ارشاد الٰہی وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

دوبارہ چھیڑے گا مگر چوتھے کے پاس نہ پھٹکے گا کہ مبادا میرے چھیڑنے سے اوسکا فائدہ زیادہ ہوجاوے۔ اب اگر
کوئی سوال کرے کہ جب شیطان کا یہ حال ہے کہ کوئی اوسکے وساوس سے خالی نہین تو قبل اوسکے آنے کے اوسکا
انتظار کرنا اور گھات مین لگا رہنا چاہیے یا خداے تعالے پر بھروسا کرنا چاہیے کہ وہی خود اوسکو دور فرماوی گا
یا عبادت مین مشغول ہونا اور شیطان کو بھول جانا چاہیے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ شیطان سے پرحذر ہونے مین
تین قول ہین بعض اہل بصرہ کہتے ہین کہ زبردست عابدون کو شیطان سے بچنے کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ
وہ لوگ بالکل خدا ہی کے ہو رہتے ہین اور اوسکی محبت مین مشغول اسی لیے شیطان اونسے کنارہ کرتا ہے
اور ناامید ہوجاتا ہی جیسی بوڑھی عابدون کو شرابخواری وزنا کی طرف بلانے سے ناامید ہے تو تمام دنیاوی
لذتین زبردستون کے نزدیک مثل شراب وزنا کے ہین گو مباح ہی ہون اور جب لذائذ دنیاوی کی محبت
بالکل اون مین نہین تو شیطان کو کوئی راہ اونکے پاس آنے کی نہین اسی لیے اونکو اوسکا کچھہ خوف بھی نکرنا چاہیے
اور بعض اہل شام کا یہ قول ہے کہ اوس سے بچنے کے واسطے گھات مین رہنا اوس شخص کو درکار ہے جسکا یقین
کم ہو اور توکل ناقص اور جو شخص یہ یقین کرے گا کہ خداے تعالے کی تدبیر مین اوسکا کوئی شریک نہین وہ دوسرے
سے کیون ڈرے گا وہ یہ جان لے گا کہ شیطان خدا کی مخلوق مین سے ایک ذلیل شخص ہے اوسپر کوئی امر موقوف
نہین جو کچھہ خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ضرر اور نفع دینا اوسی کا کام ہے عارف کو شرم آتی ہے کہ غیر خدا
سے ڈرے اسلیے کہ وحدانیت کا یقین اوسکو ڈر سے بے پروا کردیتا ہے اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ شیطان
سے ڈرنا ضرور چاہیے اور بصریون کا جو یہ قول ہے کہ زبردست عارف جو دنیا کی محبت سے خالی ہوتے ہین
اونکو حاجت خوف نہین تو یہ قول شیطان کا وسیلہ ہے کیا عجب ہے کہ آدمی دھوکا کھا جاوے کیونکہ انبیا
علیہم السلام تو وسواس شیطانی سے محفوظ ہی نہین رہے دوسرا شخص کیسی محفوظ رہ سکتا ہے اور یہ کچھہ
ضرور نہین کہ جتنے وسواس شیطانی ہون سب شہوات اور محبت دنیا کے باب مین ہون تاکہ محبت دنیا وشہوات کے
نہ رہنے سے وہ وسواس بھی نہ آوین بلکہ وسواس خداے تعالے کے صفات اور اسما اور بدعت وگمراہی کے اچھا جاننے
وغیرہ مین بھی ہوتے ہین اور اسکے خطرے سے کوئی نہین بچتا چنانچہ خداے تعالے فرماتا ہے وَمَا أَرْسَلْنَا
مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ
ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَىٰ قَلْبِي باوجودیکہ آپکا شیطان
مسلمان ہوگیا تھا اور سواے خیر کے اور کچھہ نکہتا تھا پس جو شخص اپنے آپ کو محبت الٰہی مین بہ نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیا علیہم السلام کے زیادہ مشغول سمجھے وہ دھوکے مین ہے اور اشتغال محبت الٰہی سے
انبیا علیہم السلام کید شیطانی سے مامون نرہے دیکھو حضرت آدم وحوا علیہما السلام جنت مین تھے کہ جو امن وسرور کا

اکتفا کرتے ہین اوسکے مجادلہ مین مشغول نہین ہوتے۔ تیسرے وہ لوگ کہ تکذیب مین بھی مشغول نہین ہوتے کیونکہ اوس مین بھی توقف ہوتا ہے گو تھوڑا ہی ہو بلکہ اپنے دل مین ریا کی کراہت اور شیطان کا دروغ بھی کر لیتے ہین اور اپنے کام سے غرض رکھتے ہین تکذیب و خصومت سے سروکار نہین رکھتے چوتھے وہ لوگ کہ جانتے ہین کہ جب اسباب ریا برروے کار آوین گے تو شیطان ہمارے حسد کے سبب ہمارے درپے ہوگا اس لیے عزم کر لیتے ہین کہ جب شیطان وسوسہ کرے تو اخلاص اور مناجات اور اخفاے صدقہ اور عبادت کو اور زیادہ کرین تاکہ شیطان جلے اس مرتبہ کے لوگ شیطان کو غصہ دلاتے رہتے ہین اور اوسکی بیخ کنی کرکے اوسکے پاس نا امیدی کر دیتے ہین کہ پھر اونکے پاس نہ پھٹکے۔ حضرت فضیل بن عزوان رح سے مروی ہے کہ کسی نے اونسے کہا کہ فلان شخص آپکو برا کہتا تھا آپ نے فرمایا کہ بخدا مین اوس شخص کو جلاؤن گا جسنے اوسکو امر کیا ہے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ شیطان ہے پھر فرمایا کہ الٰہی اوس شخص کو مغفرت کر جسنے مجکو برا کہا اور فرمایا کہ اس میرے کہنے سے بے شک شیطان جلتا ہوگا کہ مین نے اوس شخص کے باب مین خدا کی اطاعت کی۔ اور جب شیطان کو بندے کی یہ عادت معلوم ہو جاتی ہے تو اوس سے باز رہتا ہے کہ مبادا اوسکے حسنات اور زیادہ ہو جاوین۔ اور ابراہیم تیمی رح فرماتے ہین کہ شیطان بندہ کو کسی گناہ کی طرف بلاتا ہے پس اگر اوسکی اطاعت نہین کرتا اور اوسکے عوض کوئی خیر کیا کرتا ہے تو اوسکو ویسا ہی چھوڑ دیتا ہے اور فرمایا کہ جب شیطان انسان کو متردد دیکھتا ہے تو اوسمین طمع کرتا ہے اور جب کسی خیر کی مداومت کرتا پاتا ہے تو ملول ہو کر بغض کرتا ہے۔ اور حارث محاسبی رح نے ان چار مراتب کی بہت اچھی مثال کہی ہے کہ فرض کرو کہ چار شخص کسی مجلس علم یا حدیث مین جانا چاہتے ہین تاکہ فائدہ اور فضیلت حاصل کرین اور ہدایت و رشد پاوین اور اونپر کسی گمراہ بدعتی نے حسد کیا اور ڈرا کہ کہین ایسا نہو کہ انکو راہ حق بلجاوے پس ایک شخص کے پاس گیا اور اوسکو منع کیا اور کسی اور گمراہی کی مجلس کی طرف چلنے کو کہا اوسنے انکار کیا جب اوسنے اوسکا انکار دیکھا تو اوسکو لڑائی اور تقریر مین اوجھا دیا وہ شخص اس خیال سے کہ اسکی گمراہی کا دفع کرنا اور اس سے حجت کرنا مصلحت ہے لڑنے گیا حالانکہ مقصود گمراہ کا یہی تھا کہ جتنی دیر یہان لگے یہ شخص فائدہ سے محروم رہے جب دوسرا شخص اوس گمراہ کے پاس کو گذرا اوسنے اوسکو بھی منع کیا اور روکا وہ ٹھہرا تو سہی لیکن اوس گمراہ کو دھکا دے کر چلا گیا لڑائی جھگڑا نہ کیا تو گمراہ اوسکے اسقدر توقف سے بھی خوش ہوا اور جب تیسرا شخص گذرا اور اوسکو بہکایا تو اوسنے ہرگز التفات نکیا اور جس چال سے پہلے جاتا تھا اوسی طرح چلا گیا تو گمراہ کی آرزو اوس سے بالکل منقطع ہو گئی اور جسوقت چوتھا وہان کو گذرا اوسنے چاہا کہ گمراہ کو جلاوے تو جس چال سے پہلے جاتا تھا اوس سے تیز چلنا اوسکے سامنے شروع کیا اور سستی کو موقوف کیا اب اگر اتفاقا یہ چارون شخص پھر کبھی اسکے پاس کو گذرین تو یہ اور ونکو حسب دستور

اوس کراہت سے کرے جو اسکو انجام کی شناخت اور علم دین اور ایمان خدائے تعالے اور قیامت پر ہونے سے
حاصل ہی جب یہ بات کرے گا تو جتنا اسکو حکم تھا اوسکو ادا کرے گا اور اسکی دلیل وہ روایت ہے جو حدیث شریف مین
وارد ہے کہ اصحاب رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین شکایت کی کہ ہمارے دلون پر ایسے امور پیش
ہوتے ہین کہ اگر ہم آسمان سے گرائی جاوین اور پرندہ ہمکو اچک لین یا ہمکو آندھی اوٹھا کر کسی دور جگہہ پھینک دے
تو منظور ہے مگر اونکا کہنا اچھا نہین معلوم ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اون خواطر کو مکروہ بھی جانتے ہو عرض کیا
کہ البتہ آپ نے فرمایا کہ یہی صریح ایمان ہے۔ تو دیکھنا چاہیے کہ اصحاب رضہ کو صرف وسواس اور اوسکی کراہت پر گذرتی
تھی وسواس کی لیے تو صریح ایمان کہہ ہی نہین سکتے اسلیے ضرور ہوا کہ صریح ایمان آپ نے اوس کراہت ہی کو فرمایا
جو وسواس کے ساتھہ ہوتی تھی اور ریا کو برا ہے مگر خدائے تعالے پر وسواس کرنے کی نسبت بے شک کم ہے
تو جب کراہت کے باعث وسواس کا ضرر دفع ہو گیا تو ریا کا ضرر بطریق اولی دور ہونا چاہیے اور اسی طرح حضرت
ابن عباس رضہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ
اِلَی الْوَسْوَسَةِ اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لیے برا سمجھے تو وہ اگر دشمن کیطرف سے ہوگا
تو تجکو مضر نہین اور جو خطرہ کہ تیرا نفس اپنے لیے اچھا جانے اوسپر نفس کو عتاب کر اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کا
وسوسہ اور نزاع نفس مضر نہین بشرطیکہ مراد شیطان و نفس کی انکار و کراہت سے نہونے پاوے اور خواطر یعنی
تذکرات اور تخیلات اون اسباب کا جنسے ریا ہیجان مین آوے شیطان کی طرف سے ہوتے ہین اور ان
خواطر کے بعد رغبت اور میل نفس کیطرف سے اور کراہت ایمان اور آثار عقل مین سے ہے لیکن یہان شیطان
ایک اور چال مکر کی چلتا ہے کہ جب جانتا ہے کہ عابد قبول ریا کا منکر ہے اور اپنے آپ کو اوسکے قبول کرانے سے
عاجز تصور کرتا ہے تو اوسکے دل مین یہ خیال ڈالتا ہے کہ تیری صلاح و بہتری اس مین ہے کہ مجھسے مجادلہ مین
مشغول ہو اور رد و جدال بہت دیر تک ہے اور اس سے اوسکی غرض یہ ہوتی ہے کہ ثواب اخلاص اور حضور قلب کا
اوسکو نہ ملے کیونکہ شیطان کے مجادلہ اور مدافعت مین مشغول ہونا اللہ تعالی کی مناجات سے باز رہنا ہے
جس سے قرب الٰہی کی منزلت مین نقصان ہوتا ہے اور ریا کے خواطر کے دفع کرنے مین لوگ چار مراتب پر ہین
اول وہ لوگ کہ جو خطرہ پیش آیا اوسکو شیطان پر ہٹا دیا اور اوسکو جھٹلایا اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اوسکے ساتھہ
لڑائی شروع کی اور بہت دیر تک لڑائی برپا رکھی اس گمان سے کہ یہ امر دل کے لیے اچھا ہے اور واقع مین
نقصان ہے اسلیے کہ خدائے تعالے کی مناجات اور وہ خیر جسکے درپے ہونا منظور تھا جاتی رہی راہزنون سے
لڑائی لڑنے لگے اور ظاہر ہے کہ راہزنون کی لڑائی کے لیے توقف کرنا چلنے کے لیے مضر ہے۔ دوسرے وہ لوگ
جنکو معلوم ہے کہ جدال و قتال سے سلوک مین نقصان ہوتا ہے اسی لیے صرف شیطان کی تکذیب اور دفع ہی پر

ای درخت والو معا لوٹ آئے - یعنی چونکہ دلون مین خوف بھر گیا تھا اسلیے پہلا عمد یاد نرہا جب یاد دلایا تو یاد آیا - اور اکثر شہوات جو یکایک جوش زن ہوتی ہین اونکا حال ایسا ہی ہوتا ہے یعنے اون سے جو مضرت ایمان مین ہوتی ہے اوسکو جوش شہوت مین پہچاننا بھول جاتا ہے اور جب پہچان یاد نرہی تو نفرت جو کہ اوسکا نتیجہ تھی وہ بھی ظہور مین نہین آتی - اور کبھی یاد بھی کر لیتا ہے اور جان لیتا ہے کہ یہ خطرہ اوس یاکا ہے جسکے باعث خدا کا غضب ہوگا مگر اوسپر شدت شہوت کے باعث اصرار کیے جاتا ہے ہوائے نفسانی عقل پر غالب ہوجاتی ہے جو لذت اوسوقت ملتی ہے اوسکو چھوڑ نہین سکتا توبہ کے واسطے لیت لعل کرتا ہے یا ایسے کام کرتا ہے کہ جسکے شغل مین یہ سوچ ہی دلپر نہ آوے - بہت سے عالم ایسے ہین کہ جو کلام کرتے ہین خالی ریا سے نہین ہوتا اور وہ خود جانتے ہین مگر اصرار کیے جاتے ہین یہ اصرار اونپر زیادہ تر حجت ہوگا اسلیے کہ باوجود جاننے اس بات کے کہ یا مہلک ہے اور خدا کے نزدیک مذموم اوسنے ریا کو مان لیا اور صرف پہچاننا کافی نہین جبتک پہچاننے کے ساتھ اوس سے نفرت نہو - اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خطرہ ریا کو پہچان بھی لیتا ہے اور اوس سے نفرت بھی کرتا ہے مگر باوجود اسکے ریا کے تقاضے کو قبول کرتا ہے اور اوسکے بموجب عمل کرتا ہے اسلیے کہ شہوت کی قوت بہ نسبت نفرت کے بہت قوی ہوتی ہے اور نفرت بہت کمزور تو ایسا شخص بھی اپنی اس نفرت سے کچھ فائدہ نہ اوٹھاوے گا سوا اسکے کہ غرض کراہت سے یہ ہے کہ فعل سے باز رکھے نہ یہ کہ مَن بھاوے مُنڈیا ہلاوے - اس بیان سے معلوم ہوا کہ فائدہ بدون اجتماع تینون امور مذکورۂ سابق کے نہین ہے یعنے معرفت ریا اور اوسکو مکروہ سمجھنا اور اوس سے انکار کرنا ثمرہ کراہت کا ہوتا ہے اور کراہت ثمرہ معرفت کا یعنے شناخت اور معرفت کی قوت بقدر قوت ایمانی اور نور علم کے ہوتی ہے اور اوسکا ضعف بقدر غفلت اور حُب دنیا اور فراموشی آخرت اور قلت مبالات خدا کے پاس کی چیزون سے اور کم توجہی آفات حیات دنیاوی اور انعامات آخرت کے ہوتا ہے اور یہ سب ایکدوسرے سے پیدا ہوتی ہین اور ان سب کی اصل حب دنیا اور غلبۂ شہوات ہی ہی سب برائیون کی جڑ ہے اور ہر ایک گناہ کا منبع کیونکہ محبت جاہ و منزلت اور دنیاوی لذائذ کا جسکا وہ بلا ہے کہ آدمی کے دل کو لوٹ لیتا ہے اور فکر عاقبت اور اقتباس انوار کتاب اللہ اور حدیث اور علوم سے نہین کرنے دیتا - اب اگر کوئی سوال کرے کہ ایک شخص اپنے دل سے ریا کو مکروہ جانتا ہے اور اس کراہت کی جہت سے اوسکا مرتکب بھی نہین ہوتا لیکن باوجود اسکے اوسکی طبیعت مین میل اور محبت ریا کی پائی جاتی ہے مگر وہ اس میل و محبت کو بھی برا سمجھتا ہے اور اوسکے بموجب عمل نہین کرتا تو ایسا شخص بھی ریاکار ہے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ خداوند کریم زیادہ طاقت بشری سے تکلیف نہین دیتا اور بندہ کے اختیار مین نہین کہ شیطان کو وسوسہ نکرنے دے یا طبیعت کو ایسا کرلے کہ اوسمین میل شہوات نرہے اسکے قابو مین صرف اتنی بات ہے کہ اپنے شہوات کا مقابلہ

تا بود ہوا سلیے مستعد ہونا ریا کے خطرات کے دور کرنے کے لیے بہت ضرور ہے — اور خطرات ریا کے تین ہین بعض اوقات تو
سبکے سب ایکبار گی آتے ہین اور گویا ایک ہی خطرہ معلوم ہوتا ہے اور بعض اوقات بتدریج ایک دوسرے کے بعد
آتے ہین اول تو واقف ہونا لوگون کی اطلاع پر اور اونکی اطلاع کی آرزو کرنی اسکے بعد نفس کی رغبت اونکی مدح
کے لیے اور اونکے نزدیک منزلت ہونی کے لیے پیدا ہونی اسکے بعد نفس کا اوسکو قبول کرنا اور دل کا اوسکے ثبوت پر عقد کرنا ہمین سے
اول کا نام تو معرفت ہے اور دوم کا نام حالت جسکو شہوت و رغبت بھی کہتے ہین اور تیسرے کا نام عزم اور ارادہ کا
مضبوط کرنا ہے اور ان سب مین سے خطرۂ اول کے دفع کرنے کے لیے نہایت قوت چاہیے کہ پیشتر دوسرے خطرے
ہونے کے وہ دور ہو جاوے مثلاً جب عابد کو معرفت اطلاع خلق یا اونکے مطلع ہونے کی آرزو کا خطرہ ہو تو اوسکو
یون کہکر دفع کرے کہ مجکو خلق سے کیا غرض ہے وہ جانین یا نجانین خدائے تعالے تو جانتا ہی ہے دوسرے
کے جاننے سے کیا فائدہ ہوگا پس اگر رغبت لذت حمد کی جوش کرے تو جو آفتین ریا کی دل مین جمی ہین اونکو یاد کرے
کہ قیامت مین خدا کے نزدیک مبغوض ہونا پڑے گا اور جب اعمال کی زیادہ حاجت ہوگی اوسوقت اونسے
محروم رہیگا تو جس طرح کہ اطلاع خلق کے واقف ہونے سے شہوت اور رغبت پیدا ہوتی ہے اسی طرح آفت ریا کی
معرفت سے کراہت و نفرت اوسکے مقابل ہوتی ہے رغبت تو اس بات کو چاہتی ہے کہ اسکو قبول کرنا چاہیے
اور نفرت چاہتی ہے کہ انکار کرنا چاہیے پس جو ان مین سے غالب اور قوی زیادہ ہوگی نفس اوسی کی پیروی
کرے گا اس سے معلوم ہوا کہ خطرات ریا کے دفع کے لیے تین امور ضروری ہین اول معرفت ریا کی دوم اوسکی
شہوت سے نفرت کرنا سوم انکار کرنا اور آدمی کبھی عبادت بعزم اخلاص شروع کرتا ہے پھر اوسکو ریا کا خطرہ آتا ہے
تو اوسکو قبول کر لیتا ہی اوسوقت اوسکو معرفت اور نفرت شہوت جو دل مین تھی یاد نہین رہتی اور اسکا سبب یہ ہے کہ خوف
مذمت اور حب مدح اور ہیولاے حرص مدح پر دل مین اتنی بھر جاتی ہے کہ دوسری چیز کی اوسمین گنجایش نہین رہتی
پہلے سے جو آفات ریا کے اور اوسکے انجام بد ہونے کی معرفت تھی وہ ایک سو ہو جاتی ہے اسلیے کہ دل مین کوئی جگہ
خالی رغبت حمد اور خوف مذمت سے نہین رہتی اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنے جی مین حلم کو یاد
رکھتا ہے اور غصہ کو برا جانتا ہے اور اسباب غضب کے واقع ہونے پر قصد حلیم بننے کا کرتا ہی مگر بعض اوقات
ایسے اسباب جمع ہو جاتی ہین جنسے اوسکا غضب بھڑک اوٹھتا ہے اور اول کا قصد بھول جاتا ہے اور دل مین
ایسا غصہ بھرتا ہے کہ آفت غضب کو یاد نہین کرنے دیتا سارے دل مین پھیلجاتا ہے اسی طرح شہوت کی
حلاوت دل مین پر ہو کر نور معرفت کو نکال دیتی ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت جابر رضہ کے قول مین
کہ فرماتے ہین ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی تھی کہ جہاد ہی نہین بھاگینگے
کچھ موت پر نہین کی تھی مگر غزوۂ حنین مین اوس بیعت کو بھول کر بھاگ کھڑے ہوئے یہانتک کہ آواز آئی

حنین کا بیان کیا
عباس نے پہچان لیا

صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ارشاد فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے یہ شان اوس معبود کی ہے جسکے سوا کوئی معبود نہین یعنے خدا اگر تعریف کرے تو البتہ زینت ہے اور اوسکے برا کہنے سے بے شک عیب لگتا ہے آدمی کی تعریف و مذمت سے کچھہ نہین ہوتا مثلاً اگر آدمی خدا کے نزدیک برا اور دوزخی ہے تو لوگون کی تعریف سے کیا بہتری ہوجاوے گی اور اگر اوسکے نزدیک مقرب اور نیک ہے تو لوگون کی ہجو سے کون سی برائی ہوجاوے گی۔ غرضکہ جو شخص اپنے دل مین آخرت کو حاضر جانے گا اور وہان کی نعمتین بایدار اور خدا کے نزدیک بلند مراتب یاد کرے گا اوسکے نزدیک یہ اشیا خلق کی ہیچ معلوم ہون گی جن مین صدہا طرح کی کدورات ملی ہین اور ہمہ تن اوسکا دل متوجہ الی اللہ ہوجاوے گا اور ریا کی ذلت سے نجات پاوے گا اور اوسکے اخلاص سے ایسا نور دل پر پیدا ہوگا جس سے اوسکا سینہ کھل جاوے گا اور اوس سے ایسے لطیف مکاشفات معلوم ہونگے جنسے خدائے تعالے کے ساتھہ اُنس و محبت اور خلق کی ساتھہ وحشت و نفرت بڑھے اور دنیا کی حقارت اور آخرت کی عظمت نظرون مین جچے اور خلق کی جگہہ دل مین نرہے اور سبب ریا بالکل منقطع ہوا خلاص کی راہ طی کرنی آسان معلوم ہو یہ بیان اور وہ امور جو پہلی قسم مین اس باب کے ہم لکھہ چکے ہین علمی علاج ہی جس سے ریا کی جڑ جاتی رہتی ہے اور دوا ے عملی یہ ہے کہ اپنے نفس کو عبادات کے پوشیدہ ادا کرنے کا عادی کرے اور اونکو ایسا چھپاوے جیسا کہ برائیون کو چھپاتے ہین یہانتک کہ صرف خدائے تعالے کے علم و اطلاع پر قانع ہوجاوے غیر اللہ کی اطلاع کی طلب دل مین نرہے۔ روایت ہے کہ ابی حفص ہنگر رح کی مریدون مین سے کسی نے اونکے جلسے مین دنیا اور اہل دنیا کی مذمت کی اونھون نے فرمایا کہ تو نے وہ بات ظاہر کی جسکو خفیہ رکھنا چاہیے تھا اب سے بعد ہمارے پاس نہ بیٹھنا اس سے معلوم ہوا کہ اسقدر ظاہر کرنے کی بھی اجازت ندی اسی لیے کہ دنیا کی مذمت کے ضمن مین ہر کا دعوی پایا جاتا ہے بہرحال ریا کی دو امثال خفیہ رکھنے عبادات کے اور کوئی نہین اور شروع مجاہدہ مین یہ شاق معلوم ہوتا ہے لیکن جب اوسپر چند روز بزور صبر کرتا ہے تو اوسکی دشواری آسان ہوجاتی ہے اور خدا کی عنایت اور حسن توفیق جس سے وہ اپنے بندون کی تائید کرتا ہے اوسکے شامل حال ہوتی ہے دیکھو خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ اور وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا تو بندے کو مجاہدہ کرنا چاہیے ہدایت کرنا اوسکا کام ہے اور دروازے کا دستک دینا بندہ کا کام ہے اور اوسکا کھولنا خدا کا کام ہے اسی کا ہو رہنا چاہیے حتے کہ سرادقات جلال سے آواز آنے لگے ؎ قبولست گرچہ ہنر نیستش + کہ جز ما پناہی دگر نیستش + دوسری صورت یعنی جو خطرہ ریا کا کہ اثنائے عبادت مین آوے اوسکو دور کرنا بھی سیکھنا چاہیے کیونکہ جو شخص نفس پر جماو کرکے اپنے دل مین سے ریا کا استیصال کرتا ہے اس طرح کہ طمع کو قطع کرکے قانع ہوتا ہے اور اپنے آپکو لوگون کی نظرون سے گرا دیتا ہے اور اونکی تعریف و مذمت کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے تو اوسوقت شیطان اوسکو عبادت مین خالی اور بے فکر نہین چھوڑتا بلکہ ریا کے خطرات پیش کرتا ہے اور اوسکے وسوسے علیحدہ نہین ہوتے نہ ہوای نفسانی بالکل

ف ۱ البتہ ایسے ضائع نہین کرتا فوائد کی والون کا ہو قوی امکو دونا کرے اور دیوے اپنی پاس سے بڑا ثواب ۱۲

اور ریا کے سبب اونکے درجے سے اوتر کر اور اولیا کے درجے کی جوتیون کی صف مین جا پڑا یہ نقصان تو
دینی ہوا دنیا مین جدا دل پریشان ہا کہ لوگون کے قلوب کی عنایت کرنی پڑی اور اونکی رضامندی کی کوئی
حد نہین کیونکہ جو باتین ایسی ہین کہ ایک فریق اونسے خوش ہین دوسرا فریق ناخوش ہی بعضے لوگ جب راضی
ہوتے ہین جب دوسرے ناراض ہون اور جو شخص خلق کی رضا جوئی خدا کے غضب پر اختیار کرتا ہے خدا
تعالے خود بھی ناراض ہوتا ہے اور لوگون کو بھی اوس سے ناراض کر دیتا ہے پھر لوگون کی مدح کی جہت سے
خدا تعالے کو ناراض کرنے سے کیا فائدہ ہے کچھ اونکی تعریف سے رزق اور زندگی نہین بڑھتی بقیا
فقر و فاقہ مین اونکی تعریف کام آوے گی۔ اور لوگون کے پاس کی چیزون پر طمع رکھنے کا یہ علاج ہے کہ یون
جان لے کہ دینے اور نہ دینے پر دلون کا آمادہ کرنا خدا کے قبضے مین ہے لوگ اس مین بیبس ہین رازق
سوائے خدا تعالے کے کوئی نہین اور جو شخص خلق سے طمع رکھتا ہے وہ خالی ذلت اور حرمان سے نہین ہوتا
اور اگر بالفرض مراد کو بھی پہونچتا ہے تو احسان اوٹھانا پڑتا ہے اور دوسرون کی نظرون مین حقیر ہونا پڑتا ہے
تو ثواب الٰہی کو ایسی جھوٹی توقع اور وہم فاسد کے بدلہ مین کس طرح چھوڑین جو کبھی ملے کبھی نہ ملے اور اگر ملے تو
ملنے کی خوشی اتنی نہوگی جتنا احسان اوٹھانے اور ذلیل ہونے کا رنج ہوگا۔ اور لوگون کے برا کہنے کا خوف
کرنا بھی لاحاصل ہے اونکی مذمت سے کیا نقصان زیادہ ہوجاوے گا جو کچھ اللہ تعالے نے لکھدیا ہے وہی ہوگا
نہ موت جلدی آوے گی نہ رزق مین تاخیر ہوگی نہ دوزخی ہوگا اگر پہلے سے بہشتی ہے نہ خدا کے نزدیک برا ہوگا
اگر پہلے سے نیک ہے نہ اوسکا غصہ زیادہ ہوگا بندون کا حال تو یہ ہے لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا
وَّلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا پھر اونکی برائی سے کیا ہوتا ہے اونکے اختیار مین کچھ نہین
پس جب آفتان اسباب ریا کی اور اونکا ضرر دل مین ٹھن جاوے گا تو ریا کی رغبت بھی سست پڑجاوے گی
اور دل متوجہ الی اللہ ہوگا اسلیے کہ عاقل ایسی چیزون کی رغبت نہین کیا کرتا جن مین ضرر تو زیادہ ہو اور نفع
کم اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر لوگون کو ریاکار کے باطن کا حال معلوم ہوجاوے کہ دل مین ریا کرتا ہے
اور ظاہر مین اخلاص تو سب کے نزدیک برا ٹھہرے اور یہ بات چھپی نہین رہتی خدا تعالے کبھی نہ کبھی اوسکا
بھید کھول ہی دیتا ہے اسوقت لوگون کے نزدیک بھی مبغوض ہوجاتا ہے اللہ کے نزدیک تو پہلے ہی سے تھا
اور اگر خدا کے واسطے اخلاص کرے تو خدا تعالے اوسکے اخلاص کو لوگون پر ظاہر فرماوے انکو اوسکا مسخر کر دیتا ہے
کہ اسکو محبوب جاننے لگتے ہین اور مدح و ثنا کرتے ہین باوجودے کہ اونکی مدح سے کچھ فائدہ نہین نہ اونکی برائی سے
کچھ نقصان جیسے کہ بنی تمیم کے ایک شاعر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کیا تھا کہ اِنَّ مَدْحِیْ
زَیْنٌ وَاِنَّ ذَمِّیْ شَیْنٌ یعنے میری تعریف آدمی کی زینت ہے اور برا کہنا اوسکے حق مین معیوب آنحضرت

کیونکہ حملہ کرنے والے تو اور لوگ ہین لیکن جب حمد سے یا یوس ہوا تو مذمت ہی کو برا سمجھا یا کوئی شخص ایک ایسی جماعت مین رہے جو رات بھر نماز پڑھین تو وہ بھی تھوڑی سی رکعتین پڑھ لیتا ہے کہ کوئی کاہل نہ کہے حالانکہ حمد کی طمع نہین بعض اوقات آدمی لذت حمد پر تو صبر کر سکتا ہے مگر مذمت کے رنج پر صبر نہین کر سکتا اسی وجہ سے بعض شخص بے علم فتوے دیدیتے ہین اور باوجود حاجت کے دوسرے سے نہین پوچھتے اور دعوی حدیث دانی کا کرتے ہین حالانکہ خاک نہین جانتے یہ سب اسی لیے ہے کہ کوئی جاہل نہ کہے اسکی برداشت اون سے نہین ہو سکتی غرضکہ یہی تین امور مذکورۂ بالا ریاکار کو باعث ریا ہوتے ہین اور اسکا علاج اس باب کے قسم اول مین مجملاً ذکر ہو چکا ہے اب ہم ذکر اوس علاج کا کرتے ہین جو ریا کے لیے مخصوص ہے مخفی نرہے کہ انسان جو کسی شی کی خواہش کرتا ہے تو یہ گمان کر لیتا ہے کہ وہ شی اوسکے لیے حال مین یا مآل مین بہتر اور مفید لذیذ ہے پس اگر اوسکو یہ معلوم ہو جاوے کہ گو سر دست اس شی مین لذت ہی مگر آگے کو نقصان ہوگا تو اوسپر اوس شی کی رغبت نہ کرنی سہل ہو جاتی ہے مثلاً کسی شخص کو معلوم ہے کہ شہد مزہ دار ہے تو اوسکی رغبت کرتا ہے مگر جب یہ جان لے کہ اسمین زہر ملا ہی تو پھر اوسکی طرف رغبت نکرے گا اسی طرح ریا کی رغبت کے علیحدہ کرنے کا یہ طریق ہے کہ اسکی مضرت کو پہچاننا چاہیے جب بندہ کو اسکے ضرر معلوم ہون گے کہ اسکے سبب دل کی صلاحیت جاتی رہتی ہے اور دنیا مین توفیق اور آخرت مین منزلت سے محروم ہوتا ہے اور نہایت غصہ اور عذاب شدید کا مستحق ہوتا ہے اور قیامت مین کھلا کھلی رسوائی ہوگی جب پکارا جاوے گا او بدکار او مکار او ریاکار تجھے شرم نہ آئی خدا کی طاعت کے بدلے دنیا کا اسباب مول لیا بندون کے دلون کی حفاظت کی اور خدا کی عبادت سے استہزا کیا بندون کے نزدیک محبوب بنا اور خدا کے نزدیک مبغوض اونکے واسطے آرایش مین رہا اور خدا کے لیے آلایش مین اونکے پاس ہو تا گیا اور خدا سے دور اونکے نزدیک محمود بنا اور خدا کے نزدیک مردود اونکی رضا کا طالب ہوا اور خدا کے غصہ کا خواہان کیا تیرے نزدیک خدا سے زیادہ حقیر اور کوئی نتھا۔ پس جب آدمی اس رسوائی کو تامل کرے اور جو کچھ بندون سے اسکو حاصل ہوتا ہے مع زینت دنیاوی کے اوس نقصان کے مقابل کرے جو آخرت مین ہوگا کہ ثواب اعمال جاتا رہے گا تو اوسکے نزدیک یا نہایت حقیر ہو جاوے گا اعمال کے ثواب کا فوت ہو جانا کچھ تھوڑا ضرر نہین کیا عجب ہے کہ ایک ہی عمل خالص سے پلۂ حسنات جھک جاوے اور جب اوسکو ریا کے سبب فاسد کر دیا تو وہ بدی کے پلہ مین رکھدیا جاوے گا جسکے باعث بدی کا پلہ جھک جاوے گا اور دوزخ مین لے پڑے گا معاذ اللہ منہا اگر ریا سے ایک ہی عبادت بیکار ہو جاتی تب بھی ضرر بہت تھا کہ اور حسنات کے باعث پلہ جھکا ہی رہتا کیونکہ اگر عبادت بیکار نہوتی اور نیکی مین شمار ہوتی تو ایک نیکی سے خدا کے نزدیک علو رتبہ نبیین اور صدیقین کے زمرہ مین حاصل ہوتا

عقل و تمیز کم رکھتا ہے لوگون کو آنکھہ سے جیسا دیکھتا ہے ویسا ہی خود بھی کرنے کی طمع رکھتا ہے جب وہ لوگونکو دیکھتا ہے کہ آپس مین ایک دوسرے کے واسطے تصنع اور بناوٹ کرتے ہین تو اسکے دل مین اس تکلف کی محبت غلبہ پاکر مستحکم ہوجاتی ہے اور اس بناوٹ کا مہلک ہونا اوسکو جب معلوم ہوتا ہے جب عقل کمال کو پہونچتی ہے مگر اوسوقت تک ریا اوسکے دل مین ریشہ دوانی کرچکتی ہے اسلیے بدون محنت شاقہ اور مجاہدہ شدیدہ کے اوسکا قلع قمع نہین کرسکتا غرض کہ اس مجاہدہ سے کوئی شخص خالی نہین سبکو اسکی احتیاج ہے اور یہ اول اول شاق معلوم ہوتا ہے اور آخر کو خفیف و آسان ہوجاتا ہے اور اسکے علاج کی دو صورتین ہین اول تو یہ کہ اوسکے اصول اور عروق کی بیخ کنی کی جاوے جسسے کہ وہ پیدا ہوتا ہے دوسری صورت یہ کہ ریا سے جو سردست خطرہ ہوتا ہے اوسکو دور کیا جاوے صورت اول یعنی بیخ کنی ریا کی اصول و اسباب کی وہ اس بات پر موقوف ہے کہ اوسکے اصول و اسباب معلوم ہوو ین پس جاننا چاہیے کہ اصل ریا کی محبت جاہ و منزلت کی ہے اور اگر اوسکو مفصل بیان کیا جاوے تو تین اصل نکلتی ہین اول لذت تعریف کی محبت دوم رنج مذمت کی نفرت سوم طمع لوگون کے قبضہ مین کی چیزون کی یہی چیزین سبب ریا کا ہوتی ہین اور ریا کا کو اوبھارتی ہین چنانچہ حضرت ابو موسی اشعری رض کی حدیث اسکی شاہد ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ آدمی حمیت کے واسطے اور اپنے رتبے کے معلوم کرانے کے واسطے اور ذکر کے واسطے لڑتا ہے حمیت کے معنے یہ ہین کہ اوسکو اس بات کی غیرت آتی ہے کہ خود مغلوب ہوجاوے یا کوئی دوسرا مغلوب ہونے سے اسکو برا کہے اور رتبہ کے معلوم کرانے سے غرض یہ ہے کہ لذت جاہ اور دلونمین جگہ کرنی کی طلب کرتا ہے اور ذکر سے مراد زبانی تعریف کی خواہش ہے یعنے جہاد ان تین غرضون سے کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ جب دونو صفین جہاد مین بھڑتی ہین فرشتے اوترتے ہین اور لوگونکو اونکے مراتب کے بموجب لکھتے ہین کہ فلان شخص فخر کے واسطے جہاد کرتا ہے اور فلان شخص ملک کے لیے لڑتا ہے ملک کے لیے لڑنے مین اشارہ طمع دنیاوی پر ہے۔ اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ لوگ کہنے لگتے ہین کہ فلان شخص شہید ہے اور شاید اوسنے اپنے زین کی دونون تھیلیان چاندی سے بھری ہون۔ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ غَزَا لَا يَبْتَغِيْ اِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰى اس سے بھی اشارہ طمع کیطرف پایا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات آدمی کو خواہش حمد اور طمع نہین ہوتی الا رنج مذمت سے بچتا ہے مثلاً کوئی بخیل اگر سخی لوگون مین ہو جو بہت مال خیرات کر رہے ہون تو وہ بھی کچھہ تھوڑا سا دیدیتا ہے تاکہ کوئی بخیل نہ کہے اوسکو حمد کی طمع نہین ہے سوا اسطے کہ اوس سے بڑھکر تو اور لوگ ہین پس مذمت کے خوف سے اتنا دیتا ہے یا کوئی نامرد بہادرون مین ہو تو جماعت سے بھاگتا نہین تاکہ کوئی برا نہ کہے اور حمد کی طمع کرتا نہین

اوسکی نماز بھی صحیح ہے اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنی بھی درست ہے گو قصد ثواب کے ساتھ کوئی اور قصد بھی ہو جسکے سبب اوسکو گناہ ہوا ہو۔ اور اگر دو باعث نماز فرض مین جمع ہون اور دونون باعث جدا جدا مستقل نہون بلکہ دونون ملکر باعث عبادت ہوئے ہون تو اس صورت مین واجب اوسکے ذمہ سے ساقط نہوگا کیونکہ باعث وجوب کا اوسکے حق مین خالی اور بطور مستقل نہین پایا گیا اور اگر ہر ایک باعث مستقل ہو یعنی مثلاً اگر باعث یا نہوتا تب بھی فرض ادا کرتا اور اگر باعث فرض نہوتا تو ریا کے لیے نفل ادا کرتا یہ صورت محل تامل ہی اور اسمین کئی احتمال ہین ایک احتمال تو عدم جواز کا ہے کہ یون کہا جاوے کہ اسکے ذمہ واجب نماز خالص لوجہ اللہ تھی لیکن اسنے واجب خالص کا ارادہ نہین کیا اور ایک احتمال جواز ہے یعنے یہ کہین کہ واجب امتثال امر ایک باعث مستقل سے ہے اور وہ یہان موجود ہے دوسرے باعث کا اوسمین ملجانا اوسکے ذمہ سے سقوط فرض کا مانع نہین جیسے اگر نماز غصب کے گھر مین پڑھ لے کہ اس صورت مین البتہ اسبات کا گناہ ہے کہ غصب کے گھر مین پڑھی مگر چونکہ اصل نماز پڑھنے مین اطاعت پائی گئی اسلیے فرض ذمہ سے ساقط ہوا۔ غرض کہ اصل نماز کے اگر باعث مختلف ہونگے تو اوس مین احتمال بھی مختلف ہون گے لیکن جس صورت مین کہ اصل نماز مین تو ریا نہو صرف مبادرت مین ہو مثلاً کوئی شخص نماز جماعت کے واسطے اول سبقت کرے اور اگر اکیلا ہوتا تو اول وقت نہ پڑھتا اوسط وقت تک تاخیر کرتا یا اگر فرض نہوتے تو صرف ریا کی جہت سے نماز کی ابتدا نکرتا تو ایسی صورت مین یقینا نماز صحیح ہے اور فرض ذمہ پر نہین رہتا کیونکہ جو باعث اصل نماز کے ادا کا ہے اوسمین کوئی دوسری چیز مخالف نہین بلکہ وقت کی تعیین مین قصد ریا واقع ہوا اس سے نیت اصل نماز مین خلل واقع ہونا بہت بعید ہے یہ اوس ریا کا حکم ہے جو عمل کا باعث ہوا کرتا ہے لیکن سرور محض لوگون کے مطلع ہونے سے جبتک اوسکی تاثیر اتنی نہوگی کہ عمل مین اثر کر جاوے تو اوس سے نماز کا فاسد ہونا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ یہ بیان ہمارے نزدیک قانون فقہ کے موافق معلوم ہوتا ہے اور مسئلہ واقع مین دقیق ہے اسواسطے کہ فقہا نے تو فقہ مین اسکو کچھ لکھا نہین اور جن لوگون نے اس مین خوض کرکے کچھ تصرف کیا ہے اونھون نے صحت و فساد نماز مین قوانین فقہ اور فقہا کے اقوال کا لحاظ نہین کیا بلکہ تصفیہ قلوب اور طلب اخلاص کے سبب اپنے خطرون سے عبادتون کا فاسد ہونا لکھدیا اور ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ ہماری دانست مین قول فیصل ہے واللہ اعلم

چھٹا بیان ریا کی دوا کا اور وقت ریا دل کے علاج کا طریق۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ ریا بڑی مہلک چیز ہے اس سے اعمال باطل ہو جاتے ہین خدا کے نزدیک سبب غصہ کا ہوتا ہے تو جس چیز کا حال ایسا ہو اوسکے دور کرنے کے لیے مستعد ہونا مناسب و ضروری ہے اگرچہ کتنا ہی مجاہدہ اور مشقت پڑے اسلیے کہ مثل مشہور ہے کہ داروی تلخست دفع مرض* اور یہ ایسا مجاہدہ ہے کہ سب بندون کو اسکی حاجت ہوتی ہے کیونکہ لڑکا شروع مین

پھر حالت اصلی پر عود کرے گا اور چونکہ نماز مین رکوع وسجدہ غیر اللہ کے لیے نہین ہوتا اسواسطے اگر غیر کی واسطے سجدہ کرے گا تو کافر ہوجاوے گا بلکہ اوسپر ایک ریای عارضی آگیا تھا جو توبہ اور ندامت سے جاتا رہا اور ایسے حال مین ہوگیا کہ اب لوگون کی تعریف وندمت کی کچھہ پروا نہین تو اسی وجہ سے نماز درست ہوئی۔ اور ہمارے نزدیک یہ دونون پچھلے قول قیاس فقہی کے قطعا مخالف ہین خاصکر جو لوگ یہ کہتے ہین کہ صرف رکوع اور سجدونکو اعادہ کرنا چاہیے تکبیر تحریمہ کی از سر نو کرنی کی کچھہ ضرورت نہین اسواسطے کہ اگر مثلا رکوع اور سجدہ درست نہین ہوا تو نماز مین افعال زائد ہوگئے جو مفسد نماز ہین پھر نماز کا نہ فاسد ہونا کس طرح ہوسکتا ہے۔ اور جو لوگ کہتے ہین کہ اگر اخلاص پر تمامی نماز کی ہوئی ہے تو بلحاظ خاتمہ کے نماز صحیح ہونی چاہیے یہ بھی ضعیف ہے اسواسطے کہ ریا نیت کا مخل ہے اور احکام نیت کے مراعات شروع نماز مین بطریق اولی چاہیے پس جو صورت کہ بموجب قیاس فقہ درست ہوہے کہ اگر باعث اوس عبادت کا صرف ریا ہے طلب ثواب سے کچھہ غرض نہین نہ اطاعت امر الہی سے سروکار تو اس صورت مین شروع تحریمہ ہی ٹھیک نہین ہوا اوسکے بعد جو افعال کرے گا وہ بھی درست نہونگے مثلا فرض کرو کہ ایک شخص اگر اکیلا ہوتا تو نماز نہ پڑھتا الا جب لوگون کو دیکھا تو نیت باندھہ لی یا یہ کہ اوسکے کپڑے نجس ہین مگر لوگون کے خوف سے نماز پر کھڑا ہوگیا تو یہ ایسی نماز ہی کہ اس مین نیت ہی نہین کیونکہ نیت تو اسکا نام ہے کہ بباعث دین کے حکم کو مانے یہان باعث ہی ہی نہ قبول کرنا حکم کا پایا جاتا ہے ہان اگر ایسی صورت ہو کہ لوگ نہوتے تب بھی نماز تو پڑھتا مگر اونکے ہونے پر رغبت اونکے اچھا کہنے کی بھی ہوگئی تو یہان دو باعث جمع ہوئے ہین پس اگر ایسی صورت صدقہ اور تلاوت وغیرہ امور مین ہو جن مین تحریم اور تحلیل نہین ہوتی تب تو سننے باعث ریا کے اطاعت سے نافرمانی کی اور باعث ثواب کے اطاعت سے فرمان پذیری کی اور ازانجا کہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ واقع ہی تو اسی لیے جسقدر اسکی نیت صحیح ہوگی اوسقدر ثواب پاوے گا اور جسقدر نیت فاسد ہوگی اوسقدر عذاب اور ایک کے ہونے سے دوسری بیکار نہوگی اور اگر ایسی صورت نماز مین واقع ہوگی جو نیت کے خلل پڑنے سے فاسد ہوجاتی ہے تو اوسکی بھی دو صورتین ہین یا نفل مین ہوگی یا فرض مین نفل کا حال تو صدقہ کا سا ہے کہ ایک وجہ سے اطاعت اور ایک وجہ سے نافرمانی پائی جاتی ہے اسلیے کہ اوسکے دل مین دو باعث موجود ہین اور یہ کہہ نہین سکتے کہ اوسکی نماز درست نہین اور نہ اوسکا اقتدا درست ہے مثلا کسی شخص نے نماز تراویح ادا کی اور قرائن حال سے معلوم ہوا کہ اسکا قصد صرف حسن قرات کو ظاہر کرنے کے لیے تھا اگر لوگ جمع نہوتے اور یہ شخص اپنے گھر مین اکیلا ہوتا تو تراویح نہ پڑھتا تو نہین کہہ سکتے کہ ایسے کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہین اسلیے کہ ایسا گمان کرنا بعید ہے بلکہ مسلمان پر تو یہی گمان ہوگا کہ یہ نماز نفل سے قصد ثواب رکھتا ہے اور اسی قصد کے اعتبار سے

دو یا چھ رکعت کی دو یا چھ رکعت نفل نماز جو جماعت سے پڑھی جاوے

ثواب کا ارشاد فرمایا ہے اور محبت محمدت کے سرور پر کسی فرقہ کے نزدیک ثواب مترتب نہیں غایت یہ کہ اسطرح کا سرور معاف فرمایا جاوے اوسپر ثواب کا قائل کوئی نہین اور یہ ہو بھی نہین سکتا کہ مخلص کو تو ایک ثواب ہو اور ریاکار کو دو ہون تیسری یہ کہ راویان حدیث حضرت ابوہریرہ رضہ تک متصل نہین ہین اکثر اون مین سے اس حدیث کو ابو صالح پر موقوف کہتے ہین گو بعض لوگ مرفوع بھی بتلاتے ہین نظر برین عام حدیثین جو یا مین وارد ہین اونھین پر عمل کرنا بہتر ہے یہ قول حارث رح کا ہے غرض کہ اونھون نے یقینی حکم نہین لکھا بلکہ اپنا غلبہ ظن عمل کے باطل ہونے پر ظاہر کیا ہے۔ اور ہمارے نزدیک قرین قیاس یہ ہے کہ اس مقدار کا سرور کہ جسکی تاثیر عمل مین نہو بلکہ عمل تو صرف دین ہی کے باعث صادر ہوا ہو اور سرور محض اطلاع کے سبب ہو گیا ہو مفسد عمل نہین کیونکہ اوسکی جہت سے اصل نیت منعدم نہین ہوئی اور وہی نیت عمل پر باعث رہی اور اوسی کے سبب عمل تمام ہوا اور جو اخبار کہ ریا کے باب مین وارد ہین وہ اوسی صورت مین ہین کہ عمل سے صرف مخلوق ہی کا قصد کیا ہو اور جو شرکت مین وارد ہین اونسے یہ مراد ہے کہ قصد ریا مساوی قصد ثواب کے یا اوس سے غالب ہو مگر جس صورت مین کہ قصد ریا ضعیف ہو تو ثواب صدقہ اور تمام اعمال کا بالکلیہ باطل نہین ہوتا اور نہ نماز مین فساد آنا چاہیے لیکن اسمین یہ اعتراض ہو سکتا ہی کہ عابد پر نماز خالص لوجہ اللہ واجب ہوئی تھی اور خالص اوسکو کہتے ہین جسمین کسیطرح کی آمیزش نہو پس جب اس قسم کے ریا کی آمیزش ہو گی تو جو امر واجب تھا وہ ادا نہو گا واللہ اعلم اور باب الاخلاص مین ہمنے یہان سے زیادہ تقریر لکھی ہے جسکو منظور ہو وہان دیکھ لے یہ حال اوس ریا کا تھا جو بعد نیت عبادت خواہ قبل فراغ یا بعد فراغ عارض ہو۔ اب تیسری قسم کو سننا چاہیے یعنے جس مین عین نیت عبادت کے ساتھ ہی قصد ریا ہو پس اگر سلام پھیرنے تک اسی قصد پر جما رہے گا تو اس نماز کا کچھ اعتبار نہین سب کے نزدیک اسکو قضا کرنا چاہیے اور اگر عین نماز پڑھنے مین تمام ہونے سے پہلے نادم ہو کر استغفار کرے گا اور حالت اصلی پر رجوع کرے گا تو اسی صورت مین تین قول ہین بعض یہ کہتے ہین کہ چونکہ اس شخص نے بقصد ریا نماز کو شروع کیا تھا اسلیے وہ منعقد ہی نہین ہوئی تھی تو از سر نو نیت کرنی چاہیے۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ ایسے شخص کے افعال صحیح نہین ہوئے اصل نیت نماز کی باقی ہے اسلیے جتنے رکوع اور سجدے کیے ہین اونکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے کیونکہ نیت تحریمہ ایک عقد ہے اور ریا ایک خاطر قلبی کا نام ہے کہ اوس سے اصل نیت کا عقد ہونا معدوم نہین ہوتا اور بعض یہ کہتے ہین کہ اوس شخص کو کسی چیز کا دوبارہ ادا کرنا ضرور نہین بلکہ اپنے دل مین استغفار کرکے عبادت کو اخلاص پر تمام کرے اسلیے کہ اعتبار خاتمہ کا ہوتا ہے اگر اخلاص سے شروع کرتا اور ریا پر تمام کرتا تو عمل باطل ہو جاتا تھا اسی طرح یہان اوسکا عکس ہے کہ ریا سے شروع کیا اور اخلاص پر تمام تو باطل نہونا چاہیے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ سفید کپڑے پر نجاست عارضی لگ جاوے جب وہ نجاست عارضی دور کیجاتی

باطل ہوجاوین گے اور یہ روایت اس صورت مین نماز کے باب مین وارد ہے صدقہ اور قرارت پر صادق نہین اسلیے کہ صدقہ اور قرارت کی ہر ہر چیز ایک شی علٰحدہ ہے جس حصہ پر ریا واقع ہوگا اوسیمین کا باقی خراب ہوجاوے گا مگر گذشتہ باطل نہین ہوگا اور روزہ اور حج مثل نماز کے ہین ۔ اور اگر ریا ایسی طرح آیا ہے کہ ثواب کے لیے عمل کے پورا کرنے کا مانع نہین مثلاً اثنای نماز مین کچھ لوگ آئے اور یہ اونکے آنے سے خوش ہوا اور اونکے دیکھنے کے باعث نماز کو درستی سے ادا کرنے کا قصد کیا اور اگر لوگ نہ آتے تب بھی نماز کو پورا کرتا اس صورت مین ریا نے عمل مین اثر کیا کہ باعث حسن حرکات نماز کا ہوا لیکن یہ اثر اگر اتنا غالب ہوجاوے کہ اسکے غلبہ مین اوس عمل کا عبادت ہونا اور نیت ثواب پر ادا کرنا معلوم نہو بلکہ قصد عبادت و ثواب اوس قصد ریا مین چھپ جاوے تو اس قسم کا ریا بھی مفسد عبادت ہے بشرطیکہ عبادت کا کوئی رکن اسی حال مین ادا ہوجاوے اسواسطے کہ نیت سابقہ جو شروع کے وقت کی تھی اوسمین ہمارے نزدیک یہ شرط ہے کہ کوئی نیت ایسی نہ پیش آوے جو اوسپر غالب ہوکر اوسکو چھپاوے ۔ اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ عبادت فاسد نہوا اسلیے کہ پہلی نیت اور اصل قصد ثواب باقی ہے گو کسی دوسرے قصد کے ہجوم سے ضعیف ہوگیا ہو ۔ اور حارث محاسبی رح عبادت کا فاسد ہونا ایسے امر مین تجویز کرتے ہین کہ وہ اس سے بھی سہل ہے اونکا قول یہ ہے کہ جب عابد نے لوگون کی اطلاع سے صرف سرور کا قصد کیا یعنے ایسا سرور جو مثل محبت جاہ منزلت کے ہوتا ہے تو اس باب مین لوگون کا اختلاف ہے ایک گروہ تو اس طرف ہے کہ اس سے عمل باطل ہوگیا اسواسطے کہ اوسنے پہلے قصد یعنی اخلاص کو توڑکر مخلوق کی حمد کی طرف میلان کیا اور عمل کو اخلاص پر پورا نہ کیا عمل کی تمامی خاتمی ہی سے ہوتی ہے پھر حارث فرماتے ہین کہ مین نہ تو قطعی اس عمل کو باطل کہتا ہون اور نہ بالکل باطل ہونے سے مامون ہون لوگون کا اختلاف اس باب مین مجھے پہلے سے معلوم ہے الا میرے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ اگر عمل کو ریا پر تمام کیا ہے تو عمل باطل ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حسن بصری رح نے فرمایا ہے کہ دو رکعتون مین سے جب اول خدا کے واسطے ہوگئی تو دوسری ضرر نہ کرے گی اور ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یارسول اللہ مین عمل خفیہ کرتا ہون اور نہین چاہتا کہ لوگون کو اسکی اطلاع ہو مگر اونکو اطلاع ہوجاتی ہے تو مین خوش ہوتا ہون آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجکو دو ثواب ملینگے ایک خفیہ دوسرا علانیہ تو معلوم کرنا چاہیے کہ حضرت حسن بصری کی مراد ضرر سے یہ ہے کہ خطرہ مضر اور مفسد عمل کا نہین جب کسی طور کا خطرہ آجاوے تو اوس سے عمل کو ترک نکرے اونھون نے یون نہین فرمایا کہ اگر بعد عقد اخلاص کے عقد ریا ہوگا تب بھی ضرر نہین کرے گا اور حدیث کی تاویل مین حارث رح نے بڑی تقریر بیان کی ہے جسکا حاصل تین وجہون کی طرف رجوع کرتا ہے اول یہ کہ حدیث مین یہ مذکور نہین کہ عمل سے فارغ ہونے کے پیشتر سائل کو سرور ہوتا تھا تو احتمال ہے کہ بعد فراغت سرور ہوتا ہو دوسری یہ کہ سرور سے مراد وہ سرور ہے جو شرعاً محمود اور عمدہ ہین جنکا بیان اوپر گذرا محبت تعریف و منزلت کا سرور مراد نہین اسلیے کہ اس سرور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بروایت کسی کون اعمال کا مسوود اور قبولی کی نسبت کیا ہے مضمون اس طرح کی ہے اور کسی کے حق مین ثواب ہے ۱۲

اور کون سی صورت مین نہین - جاننا چاہیے کہ جب بندہ کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہے اور پھر اوسمین ریا آجاتا ہے تو تین حال سے خالی نہین یا اوس عمل سے فراغت ہونے کے بعد آتا ہے یا قبل فارغ ہونے کے یا اوسکے ساتھ ہی پس اگر بعد فراغ صرف سرور اوس عمل کے ظاہر ہونے کا ہے بدون خود ظاہر کرنے کے تو یہ سرور مفسد عمل نہین اسلیے کہ عمل تو اخلاص پر بدون ریا کے پورا ہو چکا اب جو ریا بعد کو ہوگا تو توقع ہے کہ اوسکا اثر عمل پر نہ پہنچے خصوص ایسی صورت مین کہ عامل نے اوسکے ظاہر کرنے مین تکلف نہ کیا ہو نہ کسی سے کہا ہو نہ تمنا اوسکے ظاہر ہونے یا ذکر کرنے کی کی ہو بلکہ اتفاقی خدائے تعالے کے ظاہر کرنے سے ظاہر ہو گیا ہو اور اس سبب سے اوسکے دل پر سوائے سرور محض اور کچھ اثر نہوا ہو - ہان اگر بدون قصد یا عمل اخلاص پر تمام ہوا ہو لیکن پھر عابد کو رغبت اوسکے اظہار کی ہوئی اور لوگون سے کہدیا اور ظاہر کردیا تو یہ صورت خوف کی ہے اور اخبار و آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مبطل بھی ہے چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ نے جب کسی شخص کو کہتے سنا کہ مین نے تمام رات سورہ بقر پڑھی تھی تو فرمایا کہ اس شخص کا حصہ وسمین سے یہی تھا - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے تمام عمر روزہ رکھا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے نہ روزہ ہی رکھا نہ افطار ہی کیا تو بعض لوگ اس ارشاد کی وجہ یہی بتاتے ہین کہ اوسنے ظاہر کردیا اور بعض یہ فرماتے ہین کہ اوسکی وجہ یہ تھی کہ تمام عمر کا روزہ رکھنا مکروہ ہے بہرصورت یہ احتمال ہے کہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابن مسعودؓ کا اس بات پر دال ہو کہ اوس شخص کا دل عبادت کے وقت نیت ریا سے خالی نتھا جسکے باعث اوسنے کہکر ظاہر کردیا ورنہ یہ امر بعید از قیاس ہے کہ جو چیز بعد عمل کے پائی جاوے اوس سے ثواب عمل جاتا رہے بلکہ قیاس کی رو سے یہ چاہیے کہ جو عمل کر چکا اوسکا ثواب پاوے اور بعد فراغت جو اوس عمل سے نمود کی اوسکا عذاب اوسکو ملے بخلاف اوس صورت کے کہ نماز یا عمل سے فارغ ہونے کے پیشتر ہی اسکی نیت ریا کی طرف مائل ہو گئی ہو کہ اس صورت مین البتہ ابطال نماز خواہ عمل ہو سکتا ہے لیکن جب عمل کو اخلاص کے ساتھ ادا کیا مگر اثنائے ادا مین کچھ ریا بھی ہو گیا تو اوسکی دو صورتین ہین یا تو صرف سرور ہی ہو جو عمل مین کچھ تاثیر نہین کرتا اور ریا ایسا ریا ہو جسکے باعث اوس عمل کو پورا کیا چاہتا ہے پس اگر دوسری قسم کا ہے تو ثواب باطل ہو جاوے گا مثلاً ایک شخص نفل ادا کرتا ہے اوسوقت اوسکے پاس تماشائیون کا گذر ہوا یا کوئی بادشاہ چلا آیا اور اسکو یہ خواہش ہوئی کہ میری طرف دیکھے یا اثنائے نماز مین کوئی چیز اپنے مال مین سے یاد آئی جسکو بھولا ہوا تھا اور اوسکی تلاش کی خواہش کی اور اگر آدمی نہوتے تو نماز توڑکر اوسکو ڈھونڈھتا لیکن اوسکی مذمت کے خوف سے نماز پوری کی تو ایسی صورت مین ثواب باطل ہو گیا اور یہ حال اگر فرض مین واقع ہو تو ایسی فرض کو از سر نو ادا کرنا چاہیے اور حدیث شریف مین ہے کہ اَلْعَمَلُ کَالْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اٰخِرُہٗ طَابَ اَوَّلُہٗ یعنے خاتمہ کے لحاظ ضروری ہے اور ایک روایت مین ہے کہ جو کوئی اپنے عمل سے ایک ساعت ریا کرے گا اوسکے عمل پیشتر کے

---

۱ مسلم ابوداؤد احمد بزار ابن ابی شیبہ طبرانی نے بروایت اسماء بنت یزید نقل کیا ہے کہ عامر مالک ہے نے فرمایا کہ ہم نے نہ دیکھا نہ سنا کہ کسی نے کیا جیسے خطاب کیمین شرکت ان نہین ہے ۱۲

۲ عمل مخلص تین کے جب اوسکا آخر اچھا ہوگا تو اول اچھا ہوگا ۱۲ ابن ابی یعلی بروایت معاذ بن ابی سفیان فیضی

۳ ان نفلون سے کسی کی سند نہین ملی ۱۲

اوسپر اطلاع ہوگئی تو اس نے یہ جانا کہ خداوند کریم لوگون پر ظاہر کردیا اور میرے احوال مین سے جو بات عمدہ تھی اوسکی اطلاع فرمادی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ خداوند کریم کو میرے حال پر نظر الطاف اور جس پہلو کو منظور ہے کہ گناہون کو چھپاتا ہے اور طاعت کو اظہار فرماتا ہے اور مین اسکے درپے تھا کہ طاعت و گناہ دونون خفیہ رہین پس اس سے بڑا کونسا لطف ہوگا کہ برائی کی پردہ پوشی کی اور اچھی بات کو ظاہر کردیا تو اس اعتبار سے کہ خدا تعالے نے فضل و رحمت کی نظر سے دیکھا عابد کو مسرور ہوا نہ اس جہت سے کہ لوگون نے تعریف کی اور اونکے دلون مین جگہہ ہوگئی اور اسطرح حکما سرور اچھا ہے جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا تو گویا اس سرور کی وجہ یہ ہوئی کہ عابد پر یہ ظاہر ہوا کہ مین خدا کے نزدیک مقبول ہون دوسری صورت یہ ہے کہ یہ تصور کرے کہ جیسا خدا تعالے نے دنیا مین میرے گناہ چھپائے اور نیکی ظاہر کی اسیطرح قیامت مین بھی کریگا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے مَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ ذَنْبًا فِي الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهٗ عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرَةِ تو یہ سرور اسوجہ سے ہوا کہ زمانۂ آیندہ مین مقبول متصور ہونگا تیسری صورت یہ ہے کہ اس طاعت کے ظاہر ہونے سے یہ گمان کرے کہ لوگ اس باب مین میری اقتدا کرینگے اور اسی طرح کی طاعت بجالاوینگے تو مجکو اوسکا ثواب بڑھتا جاوے گا کیونکہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص کوئی امر خیر کرتا ہے اور لوگ اوسکی اقتدا کرتے ہین تو اوسکو بھی انکے برابر ثواب ملتا جاتا ہے اور انکے ثواب مین سے کچھہ کم نہین کیا جاتا۔ اور ظاہر ہے کہ ثواب بڑھنے کی توقع قابل سرور کے ہے نفع کا ہونا بے شک لذیذ اور موجب سرور ہوا کرتا ہے تو اوسکو قصد افضا کا بھی ثواب ملے گا اور اب ظاہر ہونے سے بھی ثواب کا استحقاق ہوا چوتھی صورت یہ ہے کہ جن لوگون نے اوسکی طاعت پر مطلع ہوکر اوسکی تعریف کی تو یہ اس وجہ سے خوش ہوا کہ اونھون نے مدح کرنے مین خدا کی مرضی کے موافق کام کیا کہ اوسکے مطیع کو محبوب جانا معلوم ہوا کہ اونکے دل مائل بطاعت ہین ورنہ بعضے ایمان والے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جب اہل طاعت کو دیکھتے ہین تو اوسکی حسد و مذمت کرتے ہین اور بغض رکھتے ہین اور اوس سے تمسخر کرتے ہین ریاکار بتاتے ہین اچھا کبھی نہین کہتے تو اسکا سرور اسی وجہ سے ہے کہ تعریف کرنے سے لوگون کا حال معلوم ہوا کہ انکا ایمان درست ہے اور اس صورت مین اخلاص عابد کی علامت یہ ہے کہ اگر لوگ کسی دوسرے عابد کی تعریف کرین تو اوسکی تعریف سے بھی اتنا ہی خوش ہو جتنا اپنی تعریف سے ہوتا ہے اور قسم مذموم یعنے پانچوین صورت سرور کی یہ ہی کہ سرور اس خیال سے ہو کہ لوگون کی دلون مین منزلت ہوگئی کہ تعریف اور تعظیم کرنے لگے اور نشست و برخاست مین مجکو مقدم سمجھنے لگے اور میرے حاجات مین کام آنے لگے تو یہ صورت سرور کی مکروہ ہے واللہ اعلم

پانچوان بیان اس بات کا کہ ریاے خفی اور جلی مین سے کون کون سی صورت مین عمل باطل ہوتا ہی

پوچھا کہ تم کیسے ہو اوسنے جواب دیا کہ جیسے اور لوگ ہین اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے جواب مین کہا کہ خیریت سے ہون بادشاہ نے کہا کہ اس شخص مین کچھ خیر و برکت نہین اور یہ کہکر لوٹ گیا درویش نے کہا کہ الحمد سہ کہ تو مجکو برا کہتا پھرا مخلص لوگ ہمیشہ ریاے خفی سے ڈرتے رہتے ہین اور اسکے واسطے بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور لوگون کو دھوکا دیکر اپنے اعمال صالحہ سے ٹالدیتے ہین اور جسقدر کہ لوگ اپنی برائیان چھپانے کے حریص ہوتے ہین اوس سے زیادہ وہ لوگ اپنے اعمال صالحہ کی پوشیدگی مین حریص ہوتے ہین اور یہ سب اسی توقع پر کرتے ہین کہ اونکے اعمال صالحہ اخلاص کے ساتھ رہین اور قیامت کو خداے تعالے اس اخلاص کے عوض سب مجمع کے سامنے اونکو ثواب عنایت فرماوے کیونکہ اونکو یہ یقین ہے کہ خداے تعالے قیامت مین اعمال خالص قبول فرماوے گا - اور ہم لوگ اوس روز شدت سے محتاج اور بھوکے ہونگے اور اوس روز مال اور اولاد اور باپ بھائی کوئی کام نہ آوے گا صدیقین کو اپنی ہی پڑی ہوگی نفسی نفسی کہہ رہے ہونگے دوسرون کو کون پوچھتا ہے اور اس باب مین اونکی مثال ایسی ہے جیسے حج کرنے والے جب مکہ معظمہ کو جاتے ہین تو اپنے ساتھ کھرا سکہ غرض لے لیتے ہین کیونکہ وہان کے لوگون مین کھوٹا مال رائج نہین اور ضروریات کی حاجت ہر جگہہ ہوتی ہے اپنا وطن نہین نہ کوئی دوست آشنا کہ جسکے پاس پناہ لین بجز اسکے کہ اپنے پاس زر خالص ہو اور کوئی صورت دفع احتیاج کی نہین ہوتی یہی معاملہ اہل دل کو قیامت مین پیش آوے گا انکا توشہ جو اوسدن کام آوے گا تقوے اور اخلاص ہے - غرض کہ ریاے خفی کے شواب بے حد و شمار ہین جبتک آدمی اپنے دل مین انسان اور حیوان کے مطلع ہونے مین عبادات پر فرق سمجھیگا تب تک اوس مین ایک شاخ ریا کی موجود ہے کیونکہ جب آدمی نے بہائم سے قطع طمع کیا تو پھر اسکی پروا نہین کرتا کہ وہ موجود ہین یا غائب اسکے حال سے واقف ہین یا ناواقف پس اگر عمل مین مخلص ہوگا تو خدا کے علم پر قانع ہوکر بندون مین سے عقلا کو بھی حقیر جانے گا اور اونکی کچھہ پروا نکرے گا جیسا بچون اور دیوانون کی پروا نہین کرتا اور یہ تصور کرے گا کہ میرا رزق اور موت اور ثواب کا بڑھانا اور عذاب کا کم کرنا کچھہ بندون کے اختیار مین نہین جیسے کہ بہائم اور بچے اور دیوانے ان اشیا پر اختیار نہین رکھتے ویسے ہی عاقل شخص بھی ہین اگر یون نہ سمجھے گا تو آمیزش ریاے خفی سے خالی نہوگا مگر یہ بات نہین کہ ہر طرح کی آمیزش سے ثواب باطل ہوتا ہو اور عمل بیکار جاتا ہو بلکہ اوسمین تفصیل ہے - اب اگر کوئی یون پوچھے کہ ہم تو کسی کو نہین دیکھتے کہ اپنی طاعات کی اطلاع سے خوش نہوتا ہو تو سرور کسی طرح کا ہو سب مذموم ہے یا کچھہ اچھا ہے اور کچھہ برا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سرور سب قسم کا برا نہین ہے بلکہ اوسکی پانچ قسمین ہین چار قسمین تو اچھی ہین اور ایک بری اچھی چار صورتین یہ ہین اول یہ کہ عابد کو منظور تھا کہ طاعت مخفی اور ریا اخلاص رہے مگر جب خلق کو

اور کنایہ سے لوگونکو اطلاع ہوجاوے اگرچہ تصریح کے ساتھ اطلاع کی طالب نہین ہوتی اور بعض اوقات ایسی خفیہ ہوتی ہین کہ تعریض اور تصریح کلام سے دونون سے متقاضی نہین ہوتی بلکہ عادات وشمائل سے اطلاع کی خواہان ہوتی ہے مثلاً اظہار لاغری اور زردی رنگ اور پستی آواز اور خشکی لب اور تھوک اور آثار آنسو اور غلبۂ خواب کہ جنسے تہجد گزاری معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ جس مین خواہش اطلاع ہو نہ ظہور طاعت پر بسرور مگر باوجود اسکے یہ اچھا معلوم ہوتا ہو کہ جب لوگون کی نظر پڑے تو وہ اول سلام کرین اور کشادہ پیشانی اور توقیر پیش آوین اور ثنا خوان رہین اور ہمارا کام کرنے مین خوش ہون اور معاملات بیع وشرا مین ہمارے ساتھ رعایت کرین اور مجلس مین ہمکو عمدہ جگہہ دین پس اگر ان امور مین کسی سے کوتاہی ہوجاوے تو دل پر شاق گذرے اور نفس کو نہایت بعید معلوم ہو کہ ایسا کیون ہوا تو اس صورت مین گویا اونکا نفس اپنی حرمت وتعظیم اوسی طاعت پر جتا رہا ہے جسکو خفیہ ادا کیا اور اطلاع نہین کی اور اگر پہلے اوس طاعت کو نکیا ہوتا تو پھر لوگون کا اپنے حق مین کوتاہی کرنا بعید نہ معلوم ہوتا غرض چونکہ اس طرح کی عبادت مین صرف خدا کے علم پر قناعت نہین پائی گئی اسلیے اس مین ایک لگاو ریاے خفی کا رہا جو چونٹی کی چال سے بھی مخفی تر ہے اور عجب نہین کہ ثواب کو حبط کرے اور اس سے بجز صدیقین کے اور کوئی نہین بچتا اور ثواب کے باطل ہونے کی سند یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ قیامت کے روز خداے تعالے قاریون سے ارشاد فرماوے گا کہ کیا تمھارے واسطے لوگ نرخ ارزان نہین کرتے تھے کیا تمکو پہلے سلام نہین کرتے تھے کیا تمھاری حاجتین پوری نہین کرتے تھے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ لَا اَجْرَ لَكُمْ قَدِ اسْتَوْفَيْتُمْ اُجُورَكُمْ اور عبداللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ ایک سیاح درویش نے اپنے یارون سے کہا کہ بھائیو ہم نے سرکشی کی خوف کے مارے اپنا مال اور زن وفرزند تو چھوڑ دیا مگر ہمکو یہ خوف ہے کہ جسقدر مالدارونکو مال سے طغیان ہوتا ہے کہین اوس سے زیادہ ہمکو دین سے نہوجاوے دیکھو ہم مین سے اگر کوئی کسی سے ملتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ دینداری کے باعث ہماری تعظیم کرے اور اگر کچھہ کام کو کہین تو ہماری دینداری کے سبب اوسکو لازم ہے کہ تعمیل کرے اور اگر کوئی چیز خریدا چاہتا ہے تو یہ اچھا جانتا ہے کہ ہماری دینداری کی جہت سے نرخ مین ارزان ملے یہ حال وہان کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اپنے لشکر کو لے کر درویش کی زیارت کو چلا تمام جنگل اور پہاڑ آدمیون سے بھر گیا درویش نے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگون نے کہا کہ بادشاہ وقت آپ کی ملازمت کو آیا ہے درویش نے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ وہ ساگ اور زیتون کا تیل اور خرما کے شکوفے لے آیا درویش نے اپنے کلے خوب بھر بھر کر بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کیے اتنے مین بادشاہ نے آکر لوگون سے پوچھا کہ تمھارا مرشد کہان ہے اونھون نے درویش کی طرف اشارہ کردیا کہ یہ ہے بادشاہ نے

ہونے پر کافی جانتا ہے اور اوسی پر قناعت کرکے دوسرون کو اوسمین شریک نہین کرتا اور کبھی عابد کے دل مین
یہ خطرہ گذرتا ہے کہ اگر اس عبادت کو ظاہر کرون گا تو لوگ میرا اقتدا کرینگے اور اسکی طرف راغب ہونگے مگر اس مین
شیطان کا فریب ہے چنانچہ اسکا بیان مع شروط آگے آوے گا یہ ہے بیان درجات ریا اور ریاکارون کا اور سب
قسم کے ریاکار غضب الٰہی مین داخل ہین ۔ اور ریا بڑے سخت مہلکات مین سے ہے اور وجہ اسکی زیادہ سخت
ہونے کی ایک یہ بھی ہے کہ اسمین ایسی آمیزشین ہین کہ چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہین چنانچہ
حدیث شریف سے ثابت ہوا ہے اسی جہت سے بڑے بڑے عالم اسمین لغزش کھا جاتے ہین جو لوگ
نفس کی آفتون اور دل کے مہلکات سے ناواقف ہین اون کا تو کچھ ذکر ہی نہین

چوتھا بیان اوس ریاے خفی کا جو چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے ۔ واضح ہو کہ ریا کی دو قسمین ہین
ایک جلی اور ایک خفی ریاے جلی وہ ہے کہ جو آدمی کو باعث عمل کا ہو گو قصد ثواب نہو ایسا ریا سب اقسام سے
کھلا زیادہ ہے یعنے یہ جلد سمجھ مین آجاتا ہے ریاکار بھی جان لیتا ہے کہ مین نے ریا کیا اور اس سے ذرا پوشیدہ
وہ ریا ہے کہ اگر صرف وہی ریا ہو تو موجب عمل تو نہو لیکن جس عمل کو کہ بقصد ثواب کرتا ہے وہ اس ریا کے
سبب آسان معلوم ہوتا ہے مثلاً اگر کسی کی عادت روزمرہ تہجد پڑھنے کی ہے مگر کچھ گرانی اور کسل کے ساتھ
ادا کرتا ہے لیکن اگر گھر مین کوئی مہمان ہو تو ادائے تہجد سے خوشدلی اور پڑھنا آسان گذرے اور یہ جانے کہ اگر قوت
ثواب کی نہوتی تو صرف اس مہمان کے دکھلانے کو نہ پڑھتا تو یہ قسم بہ نسبت سابق کے خفی ہے اور اس سے
بھی زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ نہ موجب عمل ہو نہ عمل کو آسان کرے اور باوجود اسکے دل کے اندر چھپا ہوا ہو
اور چونکہ عمل مین اسکا کوئی اثر نہین اسلیے اسکا پہچاننا بھی نے علامتون کے ممکن نہین اور سب سے کھلی پہچان
اس قسم کی یہ ہے کہ اپنے عمل پر آدمیون کے مطلع ہونے سے خوش ہو مثلاً بہت عابد ایسے ہین کہ عمل مین
اخلاص کرتے ہین اور ریا کے معتقد نہین بلکہ اوسکو برا جانتے ہین اور اوس سے محترز ہوتے ہین اور اسیطرح
طاعت بجالاتے ہین لیکن جب اوس عمل پر لوگ مطلع ہوتے ہین تو اونکو سرور اور راحت معلوم ہوتی ہے
اور محنت عبادت دلپر سے بوجھ سا اوتر جاتا ہے تو یہ سرور ریاے خفی پر دلالت کرتا ہے جس سے کہ یہ سرور مترشح
ہوا ہے اسلیے کہ اگر دل کا التفات لوگون کی طرف نہوتا تو اونکے مطلع ہونے سے سرور ہرگز نہ آتا تو معلوم ہوا
کہ جیسے آگ پتھر مین پوشیدہ رہتی ہے اسی طرح یہ ریا بھی دل مین پوشیدہ تھا کہ لوگون کی اطلاع بمنزلہ اتفاق
ہوگئی اور اوسمین سے اثر فرحت و سرور کا ظاہر کردیا ۔ پھر اس اطلاع کے باعث جو سرور ہوا اگر اوسکی لذت
عابد کو معلوم ہوئی اور اوسکا مدار ک نفرت سے نکیا تو یہی سرور ریا کی رگ مخفی کے لیے قوت اور غذا ہوتی ہے
یہانتک کہ وہ رگ خفیہ نفس پر حرکت کرنے لگتی ہے اور خفیہ تقاضا کرتی ہے کہ کسی طرح کوئی سبب ایسا ہو جاوے کہ تعریض اور

اہو قشیری فرماتے ہین ریا دو قسم کی ہے ایک ریا اعتقادی دوسری ریا اعمال کی اعتقادی اس کو کہتے ہین کہ ۱۲ باب ۷

غرض ہے لیکن اظہار عبادت اسلیے ہے کہ کوئی حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور یہ نجانے کہ یہ شخص بھی مثل عوام کے ہے بلکہ خاص لوگون اور زاہدون مین تصور کیا جاوے مثلاً کوئی شخص تیز چلتا ہے اور جب آدمی اوسکو دیکھتے ہین تو رفتار کو خوبی کے ساتھ کر لیتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ اہل وقار سے نہین کچھ ایسا ہی ویسا ہے اسیطرح اگر کسیکو ہنسی آجاتی ہے یا دوسرے سے ہنسی کر بیٹھتا ہے پھر یہ خوف ہوتا ہے کہ کہین لوگ مجکو حقیر نجانین تو اس لیے پیچھے لمبی لمبی سانس لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے اور غم ظاہر کرکے کہتا ہے کہ آدمی کتنا غافل ہے اور خدا کو خوب معلوم ہے کہ اگر یہ شخص تنہا ہوتا تو اس بات کو برا نہ سمجھتا صرف لوگون مین توقیر بنی رہنے کے لیے حقارت کی ڈر سے ایسا کہتا ہے یا جیسے کوئی شخص اور لوگون کو تراویح یا تہجد پڑھتے یا دوشنبہ پنجشنبہ کا روزہ رکھتے یا صدقہ دیتے دیکھتا ہے تو آپ بھی اونکا ساتھ دیتا ہے تاکہ لوگ کاہل اور عامی نہ کہین اور اگر اکیلا ہوتا تو ان باتون مین سے کچھ بھی نکرتا یا مثلاً کوئی عرفہ کے روز یا عاشورہ کو یا حرام مہینون مین پیاسا ہو تو پانی نہین پیتا اس خوف سے کہ کہین لوگ یہ نہ سمجھین کہ یہ روزہ دار نہین جب لوگونکو گمان اوسکے روزہ کا ہوتا ہے تو اسی جہت سے کھانا بھی نہین کھاتا یا کوئی اگر تواضع کھانے کی ان ایام مین کرے تو نہین کھاتا تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے مگر زبان سے صریح نہین کہتا کہ میرا روزہ نہین بلکہ یون کہتا ہے کہ مجھے کچھ عذر ہے اور اس قول مین دو خباثت جمع ہین ایک تو اسبات کا اظہار کہ روزہ دار ہے دوسرے یہ کہ مین مخلص ہون ریا کار نہین اور مجکو اسبات سے احتراز ہے کہ اپنی عبادت لوگون سے بیان کرون کیونکہ منشا اس تحمل کا یہی ہوتا ہے کہ لوگ یہ کہین کہ اپنی عبادتون کو مخفی رکھتا ہے پھر بحالت اضطرار نوبت پانی پینے کی پونہچے تو پھر خواہ نخواہ کوئی عذر صراحۃً یا کنایۃً پیش کرتا ہے مثلاً کوئی ایسا مرض اپنے آپ کو بتاتا جس مین پیاس بہت لگتی ہے اور مانع صوم ہے یا یہ کہتا کہ مین نے فلان شخص کی خاطر سے روزہ افطار کر دیا اور یہ عذر پانی پینے کے ساتھ ہی نہین بیان کرتا کہ شاید لوگ سمجھ جاوین کہ فقط ریا کی جہت سے عذر کرتا ہے بلکہ کچھ دم لے کر اور باتون مین یہ عذر بھی سنا دیتا ہے مثلاً تھوڑی دیر بعد کہتا ہے کہ فلان شخص بڑا رفیق دوست ہے اوسکی کمال رغبت اسمین ہے کہ کوئی اوسکا کھانا کھاوے چنانچہ آج مجھسے بھی اصرار کیا اور مجھے اوسکی خاطر داری سے کھانا ہی پڑا یا یون کہے کہ میری والدہ ماجدہ نہایت ضعیف القلب ہین اونھین یہی خوف رہتا ہے کہ اگر مین ایک روز بھی روزہ رکھون گا تو بیمار پڑ جاؤن گا اسی لیے مجھے روزہ نہین رکھنے دیتین پس اس طرح کی باتین ریا کی علامتین ہین اسطرح کے مذکور جبھی زبان پر آتے ہین جب دل ریا اندر مستحکم ہوتی ہے اور مخلص آدمی کو اسکی پروا نہین ہوتی کہ لوگ میری طرف کس طرح دیکھتے ہین اگر اوسکا دل روزہ پر راغب نہین اور خدائے تعالے کو بھی اوسکا یہ حال معلوم ہے تو وہ یہ نہین چاہتا کہ جو علم خدا کو ہی اوسکے خلاف بندون کو ہو گو ملکر فریب ہی سے ہو اور اگر اوسکو رغبت روزہ کی ہے تو صرف خدا کا علم اپنے روزہ دار

مال کی جہت سے خواہ جاہ کے لیے یا کسی اور غرض کے واسطے ریا کرتا ہے اور اوسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ جو سب مین غلیظ اور برا ہے یہ ہے کہ ریا سے غرض کسی معصیت پر قابو پانا منظور ہو مثلاً کوئی شخص عبادات اور تقوے اور ورع اور کثرت نوافل و ریاضت مشتبہ کے نہ کھانے سے ریا اسواسطے کرے کہ لوگون مین امین مشہور ہو کر اوقاف یا ادائے وصیت یا یتیمون کے مال یا زکوۃ و صدقہ کی تقسیم پر مامور ہو جاوے تو جس شے پر قابو ہو اوسی کو رکھہ چھوڑے یا کوئی کچھہ امانت رکھدے تو اوسکو ہضم کر بیٹھے یا حج کے راستے مین جو مال تقسیم ہوتا ہے وہ حوالہ ہو جاوے تو اوسکے کل خواہ جزو کو اوڑا لے خواہ اوسکے ذریعہ سے اپنے مطالب فاسدہ پورے کرے جیسے بعض آدمی صوفیون کا لباس پہنتے ہین اور ظاہر مین بہت گریہ مسکین بنے رہتے ہین اور کلام خالی وعظ و نصیحت و حکمت سے نہین کرتے الا مقصود اونکا یہ ہوتا ہے کہ کوئی عورت یا لڑکا ہمپر فریفتہ ہو جاوے تو اوس سے بدکاری کرین اور بعض اوقات علم اور وعظ و قرآن کی مجالس مین آتے ہین اور ظاہر مین بڑے راغب ان چیزونکے معلوم ہوتے ہین مگر اصل غرض اونکی عورتون اور لڑکونکو تاکنا ہوتا ہے یا حج کو جاتے ہین مگر مقصود یہ ہے کہ قافلہ مین کوئی عورت یا لڑکا ملجاوے تو اسطرح کے ریاکار بہت ہی برے اسلیے کہ انھون نے خدا کی طاعت کو وسیلہ معصیت کا بنایا اور اوسکی عبادت کو اپنا آلہ اور بضاعت فسق قرار دیا۔ اور یہی فرقہ کے قریب وہ لوگ ہین جو کسی گناہ کے مرتکب ہوئے اور اوس مین تہمت اونکے اوپر لگی تو باوجودے کہ وہ گناہ پر مصر ہین مگر چاہتے ہین کہ وہ تہمت اپنے اوپر سے دور ہو جاوے مثلاً کسی شخص نے کسی کی امانت سے انکار کر دیا اور لوگون مین مشہور و متہم ہو گیا کہ یہ شخص امانت سے منکر ہو گیا تو وہ اس کلنک کے دور کرنے کے لیے مال خیرات کرتا ہے تاکہ لوگ یہ خیال کرین کہ جب یہ اپنا مال دیے دیتا ہے تو دوسرے کا کس طرح رکھہ لیا ہوگا اسی طرح اگر کوئی ناو غلام مین متہم ہو جاوے تو اس تہمت کو سکنت اور تقوے کے اظہار سے دور کرنا چاہتا ہے پس یہ لوگ بھی پہلے فرقہ کے مانند ہین گو اون سے کچھہ کم ہین۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ ریا سے مقصود دنیا کے لذات مین سے کوئی شے مباح ہو مثلاً کچھہ مال کا ملنا خواہ کسی عورت خوبصورت یا شریف کا نکاح مین آجانا وغیرہ جیسے بعض اشخاص اپنا غم اور گریہ ظاہر کرتے ہین اور وعظ و نصیحت مین مشغول رہتے ہین اسلیے کہ کوئی کچھہ خدمت مال کی کرے یا عورتون کو رغبت ہم سے نکاح کی ہو تو پھر کسی معین عورت سے نکاح کرلین یا کوئی شریف زادی نکاح مین آجاوے۔ یا جیسے کوئی اسبات کا خواہان ہو کہ کسی عالم و عابد کی لڑکی سے نکاح کرے تو اوسکی سامنے علم اور عبادت ظاہر کرتا ہے تاکہ وہ اپنی لڑکی بیاہ دے تو اسطرح کی صورتین بھی ممنوع ہین اس لیے کہ خدا کی طاعت سے لذائذ دنیاوی کا خواہان ہوتا ہے مگر یہ درجہ اول کی نسبت کم ہے اسلیے کہ اسمین جس چیز کا طالب ہے وہ مباح تو ہے **تیسرا** درجہ یہ ہے کہ ریا سے نہ کوئی معصیت مقصود ہے نہ مال کا لینا اور نکاح کرنا

اور ادھر اودھر ملتفت ہے تو ضرور برائی اور غیبت کرینگے پس انکو گناہ غیبت سے بچانے کے لیے مین انکے سامنے آہستہ اور وقار کے ساتھ پڑھتا ہون تو اوسکو یون کہنا چاہیے کہ یہ عذر تیرا شیطان کا فریب ہے واقع مین یون نہین ہے اسلیے کہ نماز ادا کرنی اپنے آقا کی خدمتگزاری سے اگر اسمین قصور کریگا تو یہ نقصان غیبت کے نقصان سے بڑھکر ہے پس اگر تجکو باعث ریا دینداری ہی ہوتی تو چاہیے تھا کہ اول اپنے نفس کا خوف زیادہ ہوتا اور اب تو تیری وہ مثل ہوئی کہ کوئی شخص ایک بادشاہ کے پاس لونڈی پیشکش کرنی چاہی تاکہ اوسکے عوض مین انعام کا مستحق ہو یا کوئی جاگیر ملجاوے مگر لونڈی اندھی بدصورت لنجی تجویز کرے اور اسپر طرّہ یہ کہ اگر بادشاہ اکیلا ہو تب تو ان عیبون کی کچھ پروا نکرے اور اگر اوسکے پاس اوسکا کوئی غلام وغیرہ موجود ہو تو اوس غلام کی مذمت کے خوف سے پیش نکرے ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے بلکہ یون چاہیے کہ جس شخص کو غلام کا اتنا پاس ہو وہ بادشاہ کا زیادہ تر پاس کرے ۔ ہان غایت مافی الباب ریاکار کی دو حالتین ہوسکتی ہین اول تو یہ کہ ریا سے صرف منزلت اور تعریف کا خواہان ہو یہ تو قطعاً حرام ہے دوم یہ کہ یون کہے کہ اگر مین رکوع وسجدہ اچھی طرح ادا کرتا ہون تو اخلاص کے ساتھ نہین ہوتا اور اگر اون مین تخفیف کرتا ہون تو خدا کے نزدیک نماز ناقص ہوتی ہے اور آدمی برائی اور غیبت سے ایذا دیتے ہین تو اچھی صورت بنانے سے مجھے توقع ثواب تو نہین الا لوگون کی مذمت سے نجات ہوجاتی ہے تو یہ امر اس سے بہتر ہے کہ نماز مین بھی نقصان ہو اور برائی بھی پلّے بندھے تو اس مین بھی گو نہ تامّل ہے الاصواب یہی ہے کہ اس صورت مین درستی افعال کے ساتھ اخلاص کرے اور اگر اوسکو اخلاص نہو تو چاہیے کہ تنہائی مین اسکی عادت ڈالے یہ نہین چاہیے کہ برائی دور کرنے کے لیے خدا کی طاعت مین ریا بجالاوے کیونکہ اسمین حسب مذکورۂ بالا ٹھٹھول پایا جاتا ہے درجۂ دوم یہ ہے کہ ایسے فعل مین ریا کرے جسکے چھوڑنے سے عبادت مین نقصان نہوتا ہو مگر اوسکے کرنے سے عبادت کا کمال اور پورا ہونا متصور ہو جیسے رکوع وسجدہ وقیام کو دراز کرنا اور ہاتھ اوٹھاتے وقت اچھی ہیئت بنانی اور تکبیر اولے کے لیے سبقت کرنی اور قومہ کو خوب ادا کرنا اور سورت معتاد سے زیادہ پڑھنا یا رمضان کے روزہ مین زیادہ خلوت مین بیٹھنا اور کثرت سے سکوت اختیار کرنا یا زکوٰۃ دینے مین سب سے بہتر مال چھانٹنا یا کفارہ مین بڑی قیمت کا بردہ آزاد کرنا وغیرہ باتین کہ اگر تنہا ہوتا تو ایسا نکرتا تیسرا درجہ یہ کہ ریا ایسے افعال مین کرے کہ نوافل سے بھی خارج ہون مثلاً جمعہ مین سب سے پہلے آنا اور اول صف کا قصد کرنا اور امام کے دہنی طرف بیٹھنا وغیرہ صورتین کہ جنکی تنہائی مین پروانہ کرتا پس یہ سب اقسام ریا کے بہ لحاظ رکن دوم کے ہین ان مین سے بعض صورتین بہ نسبت بعض کے زیادہ بُری ہین اور بُری سب کی سب ہین ✣

تیسرا رکن ریا کا جسکے واسطے ریا ہوتا ہے کیونکہ ریاکار کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے خواہ

مگر خدا کے غضب مین مبتلا ہونے کے لائق تر ہتے ہیں اور درجہ یہ ہے کہ نہ ایمان سے ریا کرے نہ فرائض سے بلکہ نوافل و مستحبات سے ریا کرے جنکے چھوڑنے سے گناہگار نہین ہوتا لیکن اگر تنہا ہو تو اون اشیاء کے ثواب کی رغبت نکرے اور کسل طبیعت کو ثواب پر ترجیح دے مگر ریا کے مارے اونکو بجا لاتا ہے مثلاً نماز جماعت مین شریک ہونا اور بیمار کی عیادت کرنی اور جنازہ کا شریک ہونا اور مردے کا غسل دینا اور رات کو تہجد پڑھنا اور عرفہ اور عاشورہ کا روزہ رکھنا یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ رکھنا یہ سب باتین ریاکار لوگون کی مذمت کے خوف سے اور اونکے اچھا کہنے کی غرض سے کیا کرتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ اگر اکیلا ہوتا ہے تو فرائض سے زیادہ کچھ نکرتا تو ہر چند اس درجے والا بھی برا ہے مگر پہلے کی نسبت کم ہے کیونکہ پہلے شخص نے خلق کی حمد کو خدائے تعالے کی حمد پر ترجیح دی اس بات مین تو یہ شخص بھی شریک ہے لیکن پہلے نے دوسری بات یہ کی کہ خلق کی مذمت سے اپنے آپکو بچایا خدائے تعالے کی مذمت سے نہ بچایا تو گویا خلق کی مذمت اوسکے نزدیک خدائے تعالے کے عذاب سے بڑھکر ہے اور چونکہ دوسرے شخص کو بباعث نقل ہونے عمل کے چھوڑنے پر عذاب کا خوف نتھا اسلیے اس بات مین پہلے کا شریک نہین اسی بنا پر اسکا عذاب بھی پہلے کی نسبت آدھا ہونا چاہیے یہانتک حال ریا کا اصول عبادات سے تھا

قسم دوم اوصاف عبادت سے ریا کرنے کی ہے اوسکے بھی تین درجے ہین **پہلا** درجہ تو یہ ہے کہ ایسے فعل مین ریا کرے جسکے چھوڑنے سے نقصان عبادت ہو مثلاً کوئی شخص قصد کرے کہ نماز جلد ادا کرے گا اور اس غرض سے رکوع اور سجدہ اور قرارت و قیام مین تخفیف کرے مگر جب لوگ دیکھتے ہون تو رکوع و سجدہ اچھی طرح کرے اور دونون سجدون مین بھی اچھی طرح بیٹھے اور التفات بھی موقوف کرے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اپنے رب کی حقارت کرتا ہے یعنے خلوت مین خدا کے مطلع ہونے کی کچھ پروا نہین کرتا جب آدمی اوسپر مطلع ہوتے ہین تو نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے سامنے چار زانو یا تکیہ لگائے بیٹھا ہے اتنے مین اوس دوسرے کا غلام آگیا تو یہ شخص تکیہ پر سے سیدھا ہو گیا ہے یا درستی سے بیٹھ گیا تو اسکی یہ حرکت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اسنے آقا پر غلام کو ترجیح دی اور آقا کی حقارت کی اسی طرح جو شخص لوگون کو تہ مین خراب اور کھوٹا مال یا جنس دینے کا عادی ہے مگر لوگ دیکھتے ہون تو اچھا مال نکالتا ہے کہ کوئی برا نہ کہے یا روزہ دار مذمت کی ڈر سے روزے مین غیبت اور فحش سے باز رہتا ہے تو اس طرح کا ریا بھی ممنوع ہے اسلیے کہ اسمین ترجیح مخلوق کی خالق پر پائی جاتی ہے مگر جیسا ریا اصول عبادت سے برا تھا ویسی برائی اسمین نہین۔ اگر ریاکار یہ عذر کرے کہ مین ریا اس جہت سے کرتا ہون کہ لوگون کی زبان غیبت پر نہ کھلے کیونکہ وہ مجکو جب دیکھین گے کہ رکوع اور سجدہ بہت جلد کرتا ہے

بہ چند جا کلام مجید مین ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہہ ارشاد ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ یعنی انکا قول اونکے باطن کے موافق نہین اور ایک جگہہ فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ اور ایک جا فرمایا وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ اور فرمایا يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ اسی طرح انکی شان مین بہت سی آیتین ہین اور نفاق شروع اسلام مین بہت تھا کہ اوسوقت بعض لوگ کسی غرض کے لیے ظاہر کے مسلمان بنجاتے تھے اور فی زمانہ یہ بات تو کم ہے مگر اس طرح کے نفاق اب بھی بہت ہین کہ مثلاً بعض لوگ ملحدون کے قول پر میل کرکے دوزخ اور جنت اور قیامت کا باطن مین انکار کرتے ہین یا شریعت و احکام شریعت کو رندون کے قول کے بموجب بالائے طاق سمجھتے ہین یا کسی اور کفر و بدعت کے معتقد ہوتے ہین حالانکہ ظاہر مین اوسکے خلاف بیان کرتے ہین تو اس قسم کے لوگ منافق و ریاکار ہین یہ لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے اور اس سے بڑھکر اور کوئی ریا نہین یہ لوگ کھلے کافرون سے بھی بڑھے ہین کیونکہ کافر ظاہر کے مخالف اور باطن کے کافر ہین یہ لوگ ظاہر کے موافق اور بغل کا گھونسا ہین دوسرا درجہ یہ ہے کہ اصل دین کی تصدیق ہے مگر اصول عبادات سے ریا منظور ہے یہ درجہ بھی خدا کی نزدیک بہت برا ہی گو پہلے درجہ کی نسبت بہت کم ہے اوسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کا مال دوسرے کے قبضے مین ہے اوسکو کہے کہ میرے مال کی زکوۃ دیدو اس خوف سے کہ کہین وہ شخص مجکو برا نہ کہے اور خدا کو معلوم ہے کہ اگر یہ مال اسی شخص کے قبضے مین ہوتا تو ہرگز زکوۃ نہ نکالتا یا یہ شخص لوگون مین موجود ہے اور وقت نماز آگیا تو نماز پڑھلی حالانکہ عادت یہ ہے کہ خلوت مین نماز نہین پڑھتا یا رمضان مین روزہ رکھا مگر لوگون سے علحدگی چاہتا ہے کہ روزہ نہ رکھنا پڑے یا جمعہ کے لیے حاضر ہوتا ہے لیکن اگر خوف لوگون کے برا کہنے کا نہو تو کبھی نہ آوے یا صلۂ رحم یا والدین سے سلوک یا جہاد یا حج صرف لوگون کے ڈر کے مارے کرتا ہے اپنی رغبت سے نہین کرتا تو اس طرح کے ریاکار کے ساتھ اصل ایمان قائم ہے کہ سوا خدا کے اور کسی کو معبود نہین جانتا اور اگر کوئی اوس سے غیر اللہ کی عبادت یا سجدہ کو کہے تو نکرے گا لیکن سستی کے سبب عبادت چھوڑتا ہے اور لوگون کے سامنے بجالانے سے خوش ہوتا ہی تو لوگونکی نزدیک اپنی منزلت ہونی اوسکو خدا کے نزدیک منزلت ہونے سے اچھی معلوم ہوتی ہے اور خلق کی برا کہنے کا خوف خدائے تعالے کے عذاب کے ڈر سے اوسکے نزدیک زیادہ ہے لوگون کی تعریف کی رغبت بہ نسبت ثواب الٰہی کی رغبت کے زیادہ سمجھتا ہے تو اسطرح کا اعتقاد نہایت جہل ہے اور ایسا شخص کو اصل ایمان کا معتقد ہے

ریا ہوتا ہے سوم جسکے واسطے کرتا ہے پھر قصد ریا وہ وحال سے خالی نہین ریا اوس مین یا ارادہ عبادت اور ثواب کا بھی ہے یا نہین اور اگر ارادۂ ثواب ہے تو قصد ریا کے برابر ہے یا اوس سے زیادہ یا کم پس بلحاظ رکن اول یعنی قصد ریا کے ریا کی چار صورتین ہین صورت اول جو سب مین سخت ہے یہ ہے کہ ارادۂ ثواب مطلقا نہو مثلا ایک شخص لوگون کے سامنے نماز پڑھتا ہے اگر تنہا ہو تو نہین پڑھتا بلکہ بعض اوقات بے وضو بھی لوگون کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کا قصد صرف ریا ہی ریا ہے اسلیے خدا کے نزدیک مغضوب ہے اسی طرح اگر کوئی زکوۃ لوگون کی مذمت کے خوف سے دیوے اور نیت ثواب نہو اور اگر تنہا ہو تو نہ ادا کرے اوسکا بھی یہی حال ہے یہ صورت بہت بری ہے دوسری صورت یہ ہے کہ ارادۂ ثواب تو ہو مگر ارادہ ضعیف ہو کہ اگر خلوت مین ہوتا تو یہ قصد ثواب اتنا نہ تھا کہ اوسکے باعث وہ عمل ضرور کرتا لیکن اگر قصد ثواب مثلا نہوتا تو قصد ریا ایسا قوی تھا کہ اوسکے سبب سے عمل ضرور کرتا تو ایسا شخص بھی پہلی صورت کے قریب قریب ہے اسلیے کہ گو اسکو قصد ثواب ہے الا ایسا تو نہین کہ اوسکے سبب سے عمل کر سکے تو ایسا قصد ہونا نہ ہوا برابر ہے غرض یہ شخص بھی غضب الہی اور گناہ سے خالی نہین تیسری صورت یہ ہے کہ قصد ثواب اور قصد ریا دونون مساوی ہون مثلا اگر دونون قصد جمع ہوتے ہین تو عمل کرتا ہے اور ایک قصد ہو اور ایک نہو تو عمل کی رغبت نہین کرتا یا مثلا اوسقدر قصد اگر اکیلا ہی اسمین ہوتا تو باعث عمل نہ تھا گو کوئی سا ہوتا تو اس شخص کا حال ایسا ہے کہ جتنا اسنے بگاڑا اوتنا ہی سنوارا توقع یہ ہے کہ نہ ثواب ہو نہ عذاب یا ثواب اوسی قدر ہو جسقدر عذاب ہوا اور ظاہر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص بھی نہین بچے گا چنانچہ اسکو ہم نے باب اخلاص مین لکھا ہے چوتھی صورت یہ کہ قصد ریا ضعیف ہو اور قصد ثواب قوی یعنے لوگون کے مطلع ہونے سے اسکو نشاط اور سرور کا غلبہ ہو جاتا ہے اور تنہائی مین بھی عبادت کا تارک نہین ہوتا اور اگر صرف قصد ریا اکیلا ہوتا تو اوس عمل کا مرتکب نہوتا تو ایسے شخص کا حال ہمارے گمان مین یہ ہے کہ اصل ثواب باطل نہو گا بلکہ اوسمین سے کچھ ناقص ہو جاوے گا یا ریا کی مقدار کے بموجب عذاب ہو گا اور بقدر ثواب کے قصد کے ثواب پاوے گا آگے خدا جانے اور یہ جو حدیث شریف مین ارشاد خداوندی وارد ہے اَنَا اَغْنَى الْاَغْنِيَاءِ عَنِ الشِّرْكِ اس سے مراد وہ صورت ہے کہ قصد ریا و ثواب دونون مساوی ہون یا قصد ریا غالب ہو دوسرا رکن ریا کا وہ اشیا ہین جنسے ریا ہوتا ہے اور وہ طاعات وعبادات ہین اور اس رکن کے لحاظ سے ریا کی دو قسمین ہین ایک اصول عبادات سے ریا کرنا اور ایک اوصاف عبادات سے ریا کرنا قسم اول انمین سے بہت بری ہے اور اوسکے تین درجے ہین درجۂ اول یہ ہے کہ اصل ایمان ہی سے ریا منظور ہو اور یہ صورت سب صورتون سے بری ہے اور ایسا ریاوالا ہمیشہ دوزخ مین رہے گا اور وہ وہ شخص ہے کہ ظاہر مین کلمہ شہادت کہتا ہے اور باطن مین اوسکی تکذیب بھری ہے الا ریا کی جہت سے ظاہر کا مسلمان بنتا ہے ایسے لوگون کا حال خدائے تعالی

من
بہت سے معاون
سے زیادہ وہ
سب ہوا ہون
شرک سے
پہلا درجہ ۱۲

کہ ادنے غلام کو شاہنشاہ کے برابر کردیا غرض کہ اس قسم کا ریا بڑی مہلک چیز ہے اسلیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکو شرک اصغر فرمایا ہے ورنہ ہر قسم کا ریا گناہ سے خالی نہین کسی مین زیادہ ہے کسی مین کم مگر بعض درجہ بہ نسبت
دوسرے کے سخت زیادہ ہوتا ہے چنانچہ آگے مفصل مذکور ہوگا اور اگر ریا مین اور کچھ نہین تو یہ بات کیا کم ہے
کہ دوسرے کے لیے سواے خدا کے رکوع وسجدہ کرتا ہے اگرچہ مقصود خداے تعالے کا تقرب نہین مگر غیر اللہ
تو مطلوب ہے علاوہ اسکے اگر غیر اللہ کی تعظیم سجدہ سے کرتا تو صاف کافر ہوجاتا مگر ریا سے کافر ظاہر مین نہین ہوتا
لیکن کفر خفی مین مبتلا ہوتا ہے اس لیے کہ ریاکار اپنے دل مین لوگون کی تعظیم کرتا ہے اور یہی تعظیم مقتضی اوسکے
رکوع وسجود کی ہے تو من وجہ اس رکوع وسجدہ سے اونکی تعظیم بھی نکلی اور چونکہ نیت مین تعظیم الٰہی موجود نہین اور تعظیم
خلق من وجہ ہے تو ایسی عبادت قریب شرک کے ہوگئی مگر چونکہ اسکی نیت اس عبادت سے یہ تھی کہ میرا رتبہ دیکھنے
والے کی نظر مین زیادہ ہوجاوے اور اپنی عظمت ڈالنے کو وہ حرکات ظاہر کین جنسے خدا کی عظمت معلوم ہوا
کرتی ہے اسلیے یہ شرک جلی نہوا بلکہ شرک خفی رہا اور یہ نہایت جہالت کی بات ہی اسپر ایسا ہی شخص ارتکاب کرسکتا ہے
جسکو شیطان دھوکا دیکر یہ سوجھاوے کہ نفع اور ضرر اور رزق وموت اور حال ومآل کی مصلحت خدا کی نسبت بندونکے
اختیار مین زیادہ ہے اسی واسطے خدا کی طرف سے منہ پھیر کر اونکی طرف دل سے متوجہ ہوجاتا ہے اور اونکا
دل اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ تعالے ایسے شخص کو دنیا وآخرت مین بندونکے ہی سپرد فرمادے
تو اوسکے فعل کا ایک ادنے تدارک ہوجاوے کیونکہ بندے اپنے لیے تو مالک نفع اور ضرر کے ہین ہی نہین
دوسرے کے لیے کیسے ہوسکتے ہین یہ حال تو دنیا مین ہے اسپر اوس روز کو قیاس کرنا چاہیے کہ وہان کیسا ہوگا
یَوْمًا لَا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِہٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ ھُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِہٖ شَیْئًا بلکہ وہان تو انبیا نفسی نفسی
کہینگے تو دیکھنا چاہیے کہ ریاکار کیسا جاہل ہے اپنے ثواب آخرت اور قرب الی اللہ کو دنیا کی جھوٹی طمع سے
کیسے بدلہ کرتا ہے اور اپنی یقینی ثواب کو لوگون پر وہی توقع کے عوض ضائع کیے دیتا ہے اس بیان سے
معلوم ہوا کہ جو شخص عبادت سے قصد ریا رکھتا ہے وہ عقلا اور نقلا خدا کے غضب مین ہے یہ اوس صورت کا
بیان ہے کہ جس مین عبادت سے مراد ریاکار کی ثواب نہوا لا جس صورت مین کہ ثواب اور مدح دونون مراد ہون
مثلا نماز وروزہ سے غرض حصول ثواب آخرت اور لوگون کی ثنا دونون ہون تو یہ وہ شرک ہی جو اخلاص کے
مقابل ہے اور اسکا حکم باب اخلاص مین آوے گا یہان اسقدر کافی ہے کہ حضرت سعید بن المسیب اور عبادہ
بن الصامت رضہ کے قول کے بموجب ایسی عبادت مین بھی مطلقا ثواب نہین ہوتا

تیسرا بیان ریا کے درجات مین۔ جاننا چاہیے کہ ریا کی بعض صورتین بعض سے شدید اور غلیظ تر ہین
اور ریا کا اختلاف اوسکے ارکان کے اختلاف پر منحصر ہے اور اوسکے ارکان تین ہین اول خود قصد ریا دوم جس چیز سے

سلم کی تھی اب اگر کوئی شخص لوگون کی نظرون مین آپ کو اچھا کرنا چاہے باین لحاظ کہ اونکی مذمت اور ملامت سے بچا رہے اور اونکی توقیر و حرمت سے راحت پاوے تو یہ امر مباح ہے اسلیے کہ انسان کو جائز ہے کہ مذمت سے بچے اور اپنے یارون کے ساتھ انس سے راحت پاوے تو جب اسکو کریہہ اور حقیر سمجھینگے تو اُنس کبھی نہ حاصل ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین عبادت نہین اون مین ریا کرنا کبھی مباح ہوتا ہے اور کبھی طاعت اور کبھی مذموم یعنے جیسے ریا سے غرض مطلوب ہوگی ویسا ہی حکم اوس ریا کا ہوگا اگر غرض مطلوب مباح یا طاعت ہوگی تو ریا بھی مباح ہوگا مثلاً کوئی شخص اپنا مال غنیون کی جماعت کو دیتا ہے نہ عبادت کے طور پر نہ صدقے کے طور پر بلکہ اسلیے کہ لوگ سخی جانین تو یہ نمود ہے اور حرام نہین اسی طرح اور مثالین ہین۔ اور جو ریا کہ عبادات سے ہوتا ہے مثلاً نماز و روزہ و حج و جہاد سے تو اوس مین ریا کار کے دو حال ہین اول تو یہ کہ اوسکا ارادہ سوای ریا کے اور کچھ نہین اجر و ثواب سے کچھ مطلب نہین تو ایسے شخص کی عبادت باطل ہے اس لیے کہ اعمال کا ثواب نیت سے ہوتا ہے اور یہ عمل نیت عبادت ادا نہین ہوا اور یہی نہین کہ صرف عبادت باطل ہوگئی اور جیسا قبل عبادت یہ شخص تھا ویسا ہی رہا بلکہ ایسی عبادت کرنے سے نافرمان اور گناہگار ہوتا ہے جیسا کہ اخبار و آیات سے ثابت ہوتا ہے اور وجہ گناہ کی دو باتین ہین اول تو بندون سے متعلق ہے یعنے فریب دینا کہ ریا کار نے اونکو یہ دھوکا دیا کہ وہ شخص دیندار اور مخلص خدائے تعالے کا ہے حالانکہ ایسا نہین اور فریب دینا تو دنیا کے امور مین بھی حرام ہے چہ جائے کہ دین مین مثلاً اگر کوئی شخص چند لوگون کا قرض ادا کرے اور لوگون سے یہ کہے کہ مین انکو خیرات دیتا ہون تاکہ لوگ سخی جانین تو چونکہ اس مین فریب دہی ہے اسلیے گناہگار ہوگا دوسرے متعلق خدائے تعالے سے ہے وہ یہ ہے کہ جب اسنے خدا کی عبادت سے قصد مخلوق کا کیا تو خدا سے ہنسی ہوئی اسی واسطے حضرت قتادہ رض کی روایت مین ہے کہ جب بندہ ریا کرتا ہے خداوند کریم اپنے فرشتون سے فرماتا ہے کہ اسکو دیکھو کیسے مجھسے ٹھٹھول کرتا ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص دن بھر حاضر رہے جیسا کہ عادت نوکرون چاکرون کی ہوتی ہے مگر اس نیت سے کھڑا ہو کہ بادشاہ کی لونڈی یا غلام گھورے مین آوے تو اس سے بادشاہ کے ساتھ ہنسی ہوگی کہ اوسکی نوکری و خدمت کے لیے مستعد نہین ہوا بلکہ غلام اور لونڈی کی تاک مین حاضر رہا تو اس سے زیادہ کیا حقارت ہوگی کہ آدمی خدا کی عبادت کو اوسکے ضعیف بندے کو دکھلاوے جس سے نہ کسی کا فائدہ ہو نہ ضرر اور ایسی بات سے یہی وہم ہوتا ہے کہ ایسا ریا کار بندے کو خدا کے نسبت اپنی غرضین پورا کرنے مین زیادہ قادر جانتا ہے یا اوسکے نزدیک مقرب ہونا خدائے تعالے کے نزدیک مقرب ہونے سے بہتر جانتا ہے ورنہ ایسے شخص پر دوسرے کو ترجیح کیون دیتا اور اپنی عبادت کا مقصود اوسکو کیون بناتا اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہوگی

یہانتک بیان حقیقت ریا اور اون چیزون کا جنسے ریا ہوتا ہے تھا اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بعض ریا حرام ہے اور بعض مکروہ اور بعض مباح اور اوسکی تفصیل یہ ہے کہ یہ یعنے طلب جاہ یا عبادات سے ہوتا ہے یا غیر عبادات سے اگر غیر عبادات سے ہو تو اوسکا حکم طلب مال کا سا ہے یعنے صرف طلب منزلت لوگون کے دلون مین ہونے کی جہت سے حرام نہین جیسے کہ طلب مال حرام نہین لیکن جیسے مال کے حاصل کرنے مین دغا اور فریب اور وجہین ناجائز ہوسکتی ہین اسی طرح جاہ مین بھی ہوسکتی ہین اور جس طرح تھوڑا مال یعنے بقدر یا محتاج انسانی حاصل کرنا اچھا ہے اسیطرح تھوڑا سا جاہ یعنے جسکے باعث آفات سے محفوظ رہے اوسقدر یہ بھی بہتر ہے اور یہ وہی جاہ ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے طلب کیا تھا اور فرمایا تھا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اور جس طرح کہ مال مین ہر اور تریاق دونون ہین اسی طرح جاہ مین بھی مضر اور نافع دونون ہین اور جسطرح کہ بہت سا مال لہو وطغیان مین ڈالتا ہے اور خدا کی یاد اور آخرت سے غافل کرتا ہے اسی طرح بہت سے جاہ کا بھی حال ہے بلکہ اوسکا فتنہ اشد اور بڑا ہی مال کے فتنہ سے۔ اور جس طرح کہ ہم یہ نہین کہتے کہ بہت سے مال کا ملکیت مین آجانا حرام ہے اسی طرح ہمارا یہ قول بھی نہین کہ بہت سے دلون کا ملکیت مین آنا حرام ہے جبتک کہ کثرت مال وکثرت جاہ موجب کسی چیز ناجائز کا نہو ہان یہ کہتے ہین کہ اپنی ہمت کا مصروف کرنا مال وجاہ کی کثرت کی طرف یہ اصل تمام برائیون کی ہے اور مال وجاہ کا محبت رکھنے والا دل وزبان کے گناہون کے چھوڑنے پر قادر نہین اور بدون طلب اور حرص کے جاہ کا زیادہ ہوجانا اور اگر وہ جاتا رہے تو اوسکا غم نہونا ایسے جاہ کا کچھ مضائقہ نہین دیکھو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین اور علماے دین کے جاہ سے بڑھکر اور کیا ہوگا مگر ہماری غرض یہ ہے کہ اپنی طرف سے اسمین ہمت کو مصروف کرنا دین کا نقصان ہے گو حرام نہین اس بناپر ہم کہتے ہین کہ جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے اور لوگون کے دکھلانے کے واسطے اچھے کپڑے پہنتا ہے یہ حرام نہین اسلیے کہ عبادت سے ریا نہین بلکہ دنیا کی چیز سے ہے اسی طرح تمام تجمل وزینت وتکلفات کو سمجھنا چاہیے اور دلیل اسکے حرام نہونے کی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ رضہ کے پاس جانا چاہا تو آپ نے پانی کے مشکے مین دیکھکر اپنا عمامہ اور بال درست کیے مین نے عرض کیا کہ یارسول آپ ایسا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان جو بندہ اپنے بھائیون کے پاس جانے کے وقت اپنے آپ کو بنا لیتا ہے اللہ اوسکو اچھا جانتا ہے۔ الا یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سرزد ہونی داخل عبادت ہے اسلیے کہ آپ کو حکم دعوت خلق اور اتباع کی ترغیب اور دلون کے مائل کرنے کا تھا اگر آپ اونکی نظرون سے گر جاتے تو آپ کے اتباع کی ترغیب نہ کرتے اسی جہت سے آپ پر واجب تھا کہ اپنے محاسن حوال اونپر ظاہر کرین تاکہ انکی نظرین آپ کو حقیر نجانین عام لوگون کی نظر ظاہر پر بہت پڑتی ہے باطن کو کوئی نہین دیکھتا یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ

مضمون ہوتا ہے کہ پہلے ریا لوگون کے سامنے ہی تھا اب خلوت مین بھی ہوا اسلیے کہ تنہائی مین جو اچھی رفتار اختیار کی ہے سو اسی واسطے ہے کہ مجمع مین بھی ویسی ہی ہو کچھ خدا کے خوف اور حیا سے اختیار نہین کی۔ اور دنیا والون کی نمودیون ہے کہ تبختر اور تکبر کے ساتھ چلنا اور ہاتھون کا ہلانا اور قدم قریب قریب رکھنا اور دامن کو تھامے رہنا اور دونون پہلو پر ہاتھ دھرنا وغیرہ امور جنسے جاہ وحشمت معلوم ہو **پانچوین قسم** یا رون اور ملاقاتیون سے نمود کرنی مثلاً کوئی شخص اس بات کا بتکلف خواہان ہو کہ فلان عالم یا عابد میری ملاقات کو آئے تاکہ لوگ یہ جانین کہ یہ شخص بڑا دیندار ہے کہ ایسے عالم اور عابد اسکے پاس آمد و شد رکھتے ہین یا کسی بادشاہ خواہ حاکم کا آنا چاہے باین غرض کہ لوگ یہ سمجھین کہ اسکا تعلق دین مین بڑا ہے کہ حاکم بھی برکت حاصل کرنے کو اوسکے پاس جاتے ہین۔ یا کوئی شخص بہت سے شیوخ و مرشدین کا ذکر کرے تاکہ معلوم ہو کہ اسکی ملاقات بہت سے اکابر سے ہے اور سب سے استفادہ کیا ہے اور ایسے شخص کا تفاخر اور ریا اوسکے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ کسی سے گفتگو کے وقت کہنے لگتا ہے کہ تمنے کسکو دیکھا ہے مین نے اتنے مرشدون کو دیکھا اور اتنے شہرون مین پھرا اور اتنے لوگون کی خدمت کی وغیرہ۔ پس جن چیزون سے لوگ ریا کرتے ہین وہ انھین پانچ قسمون مین سے ہوتی ہین اور ہر ایک کا مطلوب یہی ہوتا ہے کہ لوگون کے دلون مین جاہ و منزلت حاصل ہو۔ اور بعضے لوگ خلق کے حسن اعتقاد کو اپنے اوپر جانکر قانع ہو جاتے ہین مثلاً بہت سے راہب اپنے معبد مین سے برسون نہین نکلتے اور بہت سے عابد پہاڑون کی چوٹی پر مدتون عزلت نشین رہتے ہین اور اونکی زندگی اسی اعتبار سے ہے کہ ہمارا جاہ لوگون کے دلون مین قائم ہے اور اگر اونکو یہ معلوم ہو جاوے کہ لوگون کے نزدیک میری کوئی خطا ثابت ہو گئی کہ اس معبد یا گوشہ مین اونکے عندیہ مین صاحب تقصیر ٹھہرا تو پھر بہت گھبرا دی گا اور اسپر قانع نہوگا کہ خدا تو جانتا ہے کہ مین اس خطا سے بری ہون بلکہ اسکا شدت سے غم کرے گا اور لوگون کے دلون مین سے اوس شک کے رفع کرنے کے بیسیون حیلے تلاش کرے گا باوجودے کہ یہ شخص لوگون کے مال کا طامع نہین مگر جاہ کی محبت ایسی مزہ دار ہے کہ اوسکا چسکا اسکو موجود ہے اسلیے کہ جاہ ایک طرح کی قدرت و کمال ہی گو سریع الزوال ہو اکثر جاہل آدمی اوسکے دھوکے مین آجاتے ہین۔ اور بعض آدمی ریاکار ایسے ہوتے ہین کہ صرف دلون مین منزلت ہونے ہی پر قانع نہین ہوتے بلکہ اسکے ساتھ یہ بھی چاہتے ہین کہ لوگ ثنا و مدح کرین۔ اور بعضے اپنا شہرہ ملکون مین پھیلنا چاہتے ہین تاکہ اطراف و جوانب سے لوگ بہت سے رجوع ہون۔ اور بعضے بادشاہون اور حکام کے نزدیک شہرہ چاہتے تاکہ کسی کی سفارش اگر کرین تو قبول ہو جاوے اور لوگون کے کام اس ذریعہ سے اپنے اختیار مین آجاوین۔ اور عوام مین بہت اقتدار اور جاہ حاصل ہو جاوے اور بعض اشخاص ریا سے طالب مال ہوتے ہین کہ مال وقف اور یتیمون کا مال خواہ اور کوئی حرام مال ہو یہ طبقات ریاکارون کے سب مین برے ہین

چلے آوین تو بہت برا جانین جبتک نیت اچھی طرح نہین کر لیتے تبتک نہین نکلتے **تیسری قسم** قول مین نمود کرنے کی ہے۔ اسمین اہل دین کی نمود اسطرح ہے کہ ریا کے لیے وعظ و نصیحت کرنا اور حکمت و دانائی کی بات کہنی اور اخبار و آثار کا اسلیے یاد کرنا کہ روزمرہ کے محاورے مین کام آوے اور لوگون کو کثرت علم اور زیادتی توجہ حوال سلف پر معلوم ہو اور لوگون کے سامنے ذکر کے لیے ہونٹھ ہلاتے رہنا اور سبکے سامنے اچھی بات کو امر کرنا اور بری بات سے روکنا اور بری باتون پر غصہ کا ظاہر کرنا اور اگر لوگ معصیت کے مرتکب ہون تو اونپر افسوس ظاہر کرنا اور کلام کرنے مین آواز کو ضعیف کرنا اور تلاوت قرآن مجید مین پتلی آواز کرنی تاکہ معلوم ہو کہ اسکو خوف اور غم بہت ہے اور حدیث کی یاد کا مدعی ہونا اور بہت سے محدثون سے ملاقات ظاہر کرنی اور اگر کوئی حدیث بیان کرے تو اوس مین جلدی سے خلل اور عیب بتلانا خواہ یہ کہدینا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غیر صحیح تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ حدیث دان ہین اور اسباب مین فاضل ہین اور کسی کے الزام دینے کو مجادلہ اور تقریر ناحق کر بیٹھنا کہ لوگ جانین کہ علم دین مین بڑی دستگاہ ہے اسی طرح اہل دین کے قول سے ریا کرنے کے بہت سے اقسام ہین کہ اونکا شمار نہین ہو سکتا مگر دنیا کے لوگ قول سے نمود اسطرح کرتے ہین کہ اشعار اور امثال یاد کر لیتے ہین اور فصیح عبارتین اور شاذ و نادر جملے آپس مین بحث کے واسطے اور اہل علم کے سامنے ایک عجیب فقرہ پیش کرنے کے لیے حفظ کرتے ہین اور لوگون کے دلون کو اپنی طرف مائل کرنے کے واسطے ہر شخص سے دوستی ظاہر کرتے ہین **چوتھی قسم** عمل کی نمود ہے۔ مثلاً نماز مین ریا کے لیے دیر تک قیام کرنا اور سجدہ اور رکوع طویل کرنا اور گردن جھکانی اور التفات کا ترک کرنا اور سکون اور وقار کا ظاہر کرنا اور قدمون اور ہاتھون کو برابر رکھنا وغیرہ اسی طرح روزہ اور جہاد اور حج اور صدقہ اور کھانا کھلانے مین ریا ہوتا ہے اور چلنے مین ملاقات کے وقت فروتنی کرنی مثلاً آنکھین نیچی کرنی اور سر جھکانا اور کلام و وقار کے ساتھ کرنا۔ یہانتک کہ ریاکار کبھی اپنے کام کے لیے تیز چلتا ہے مگر جب کوئی دیندار اوسکے سامنے آجاتا ہے تو آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر ڈال لیتا ہے کہ ایسا نہو کہ دیکھنے والا اسکو جلد باز اور کم وقر جانے پھر جب وہ شخص غائب ہو جاتا ہے تو بدستور جلدی چلنے لگتا ہے پھر کوئی دیکھ لیتا ہے تو پھر خشوع کرتا ہے اور خدا کو یاد کر کے خشوع نہین کرتا صرف انسان کی اطلاع سے خشوع کرتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ وہ یہ جانے کہ یہ بندہ صالح نہین۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ علیحدگی مین چال مخالف اوس چال کے ہو جو لوگون کے سامنے ہوتی ہے تو اونکو شرم آتی ہے تو وہ تنہائی کی چال مین تکلف کرتے ہین اور بہت بنا کر چلتے ہین کہ اگر بالفرض تنہائی مین اونکو کوئی دیکھ لے تو چال مین تبدیل نہ کرنی پڑے یکسان رفتار رہے ایسے لوگون کو یہ گمان ہے کہ شاید اس حرکت سے ریا سے بچ جاتے ہین حالانکہ یہ شدد و

مندڑانا اور راہ مین کرون ڈالکر چلنا اور آہستہ آہستہ حرکت کرنا اور سجدہ کا نشان پیشانی پر باقی رکھنا اور موٹے کپڑے پہننا اور کمل کی عبا پہننا اور اوسکے دامن پنڈلیون کے قریب تک اونچے رکھنا اور آستینین چھوٹی کرنی اور کپڑے نہ دھلانے اور اونکو پھٹا ہوا رکھنا یہ سب باتین اس نمود کے لیے ہین کہ یہ معلوم ہو کہ یہ شخص تابع سنت اور پیرو اللہ کے نیک بندون کا ہے اور اسمین داخل ہے پیوند لگا ہوا کپڑا پہننا اور سجادہ پر نماز پڑھنی اور صوفیون کی طرح نیلے کپڑے پہننے حالانکہ باطن مین حقیقت تصوف خاک بھی نہین اور عمامہ کے اوپر چادر پہننی اور اوسکو آنکھون پر لٹکا لینا بھی داخل نمود ہے کہ اس تمیز کے باعث سبکی آنکھ اوسپر پڑے گی اور جانا جائے گا کہ بڑی محتاط ہے کہ راہ کے غبار سے بھی اپنی آنکھین بچاتے ہین اور اسی مین یہ بھی شامل ہے کہ بے علم آدمی عالمون کا خاص لباس پہنے تاکہ لوگ اوسکو عالم سمجھین۔ اور جو لوگ لباس سے نمود کرتے ہین اونکے کئی طبقات ہین بعض ایسے لوگ ہین کہ اہل صلاح کے نزدیک زہد کے اظہار سے منزلت کے خواہان ہوتے ہین اسی لیے کپڑے پھٹے پرانے میلے موٹے جھوٹے پہنتے ہین تاکہ یہ معلوم ہو کہ انکو دنیا کی کچھ پروا نہین ایسے لوگونکو اگر کوئی بتکلف متوسط درجہ کے کپڑے پہنا دے جیسے سلف کے اکابر پہنتے تھے تو اونکے نزدیک ایسا ہو کہ گویا ذبح کر ڈالا اور یہ صرف اس خوف سے ہوتا ہے کہ لوگ یون کہین گے کہ پہلے تو زاہد ہوئے تھے اب اوس طریق سے پھر گئے اور دنیا کے راغب ہوئے۔ اور بعض لوگ ایسے ہین کہ وہ اہل صلاح اور دنیا دارون یعنے بادشاہون اور امرا اور روسا اور بڑے تجارون دونون فریق مین مقبول ہوا چاہتے ہین پس اگر نہایت عمدہ لباس پہنین تو درویش اونکو برا سمجھین اور اگر حقیر لباس پہنین تو بادشاہون اور اہل دنیا کی نظرون مین نہ چڑھین اور اونکو منظور یہ ہے کہ دونون فریق کے نزدیک مقبول ہون اس لیے نہایت باریک عبا اور چادرین اور رنگین پیوند کار وغیرہ تلاش کرکے پہنتے ہین اور غالب ہے کہ اونکا لباس اور تو انگرون کا قیمت مین مساوی ہوتا ہوگا مگر رنگ اور ہیئت صلحا کے کپڑون کی سی ہوتی ہے اور اگر کوئی اونکو موٹا یا میلا کپڑا بزور پہنا دے تو مثل ذبح برا جانین اسلیے کہ بادشاہون کی نظرون سے اوتر جاوینگے ایسا ہی اگر ریشمین یا حریری طیلسان گلبدن وغیرہ پہنا دے گویہ کپڑا بہ نسبت اونکی پوشاک کے کم قیمت کا ہو مگر اونکو اسکا پہننا نہایت گران گذرے اسلیے کہ درویش اونکو یہ جانین گے کہ انھون نے دنیا دارون کا لباس پہن لیا حاصل یہ کہ جو فرقہ اپنی منزلت کسی خاص لباس مین جانتا ہے وہ اوس سے نہ کم پہنتا ہے نہ زیادہ اگرچہ کمی بیشی مباح ہو مگر وہ مذمت کے خوف کے مارے نہ اوس سے اعلے پہنین نہ ادنے اونکی نمود انھین نفیس کپڑون اور بڑھیا سواریون اور گھوڑون اور رنگین کپڑون اور نفیس چادرون اور اقسام لباس و مسکن و اثاث البیت مین بہتایت اور تجمل ظاہر کرنے مین ہے اور یہ بات سب آدمیون مین پائی جاتی ہے کہ اپنے گھر مین موٹے کپڑے پہنتے ہین اور اگر اوسی طرح باہر مجمع مین

ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین کہ جسنے مشہور رہونا چاہا اوسنے خدائے تعالے کی تصدیق نہین کی

دوسرا بیان ریا کی حقیقت اور جس چیز مین کہ ریا ہوتا ہی- واضح ہو کہ ریا مشتق رویت سے ہے جسکے معنے دیکھنے کے ہین اسی طرح سمعہ جو بمعنی شہرت مستعمل ہے مشتق سماع بمعنے سننے کے ہے اور ریا کی اصلی معنے یہ ہین کہ لوگون کو اچھی خصلتین دکھلاکر اونکے دلون مین منزلت حاصل کرنی لیکن چونکہ جاہ و منزلت کا دلون مین حاصل ہونا سوائے عبادات کے اور اعمال سے بھی ہوسکتا ہے اور عبادات سے بھی تو بحکم عادت یا خاص اسی صورت کا نام ہوگیا ہے جس مین طلب منزلت دلون مین عبادات کی جہت سے مقصود ہو پس اس سے تعریف ریا کی یہ ہوئی کہ خدا کی طاعت سے مخلوق کا ارادہ کرنا تو یہان چار چیزین ہین ایک ریا کرنے والا وہ تو عامل ہے ایک جسکے لیے ریا کرتا ہے وہ آدمی ہین کہ اونکو دکھلانا منظور ہے اور اونکے دلون مین منزلت مطلوب اور ایک جس چیز کو دکھلانا منظور ہے وہ خصلتین ہین جو ریاکار ظاہر کرنا چاہتا ہے اور ایک خود ریا ہے یعنے اون خصائل کے اظہار کا قصد اور جن چیزون مین کہ ریا کو دخل ہے وہ پانچ قسم ہین یعنی آدمی لوگون مین نمود پانچ چیزون مین کرسکتا ہے بدن اور ہیئت اور قول اور عمل اور ساتھ کے لوگ اور اشیاء خارجی- دنیادار بھی انھین پانچ قسمون سے نمود کرتے ہین مگر جاہ کا طلب کرنا اور ریا کا خواہان ہونا ایسے اعمال سے جو داخل طاعت نہین بہ نسبت طاعت کی ریا کے خفیف ہے **قسم اول** بدن کی نمود- دین کے باب مین تو اس طرح ہے کہ بدن پر لاغری اور زردی ظاہر کرے تاکہ لوگون کو یہ خیال ہو کہ یہ دین مین بہت محنت کرتا ہے اور دین کا خوف غالب ہے اور آخرت کا ڈر بہت ہے یا یہ کہ دبلا ہونے سے معلوم ہو کہ غذا بہت کم کھاتا ہے اور زردی رنگ سے وہم ہو کہ شب بیدار ہے اسی طرح بالون کا بکھرا رہنا اسپر دلالت کرتا ہے کہ دین کا فکر بہت ہے اوس سے فراغت کنگھی کی نہین ملتی پس یہ اسباب جب لوگون مین ظاہر ہوجاتے ہین تو لوگ انسے وہی باتین مذکورہ سمجھتے ہین اور نفس کو اونکے معلوم ہونے کی کمال خوشی ہوتی ہے اسی لیے اس خوشی کی چاو مین اون باتون کا اظہار چاہتا ہے اور اسی کے قریب ہے آواز کی پستی اور آنکھون کا اندر کو گڑ جانا اور لبون کا پژمردہ رہنا کہ انسے یہ پایا جاتا ہے کہ یہ شخص ہمیشہ روزہ دار ہے اور شرع کی تعظیم کی جہت سے آواز پست ہوگئی یا بھوکھ کی کمی سے طاقت کم ہوگئی ہے اسی بنا پر حضرت عیسی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین سے روزہ رکھے تو چاہیے کہ سر مین تیل ڈالے اور کنگھی کرے اور سرمہ لگاوے اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رض اور حضرت ابن مسعود رض سے بھی مروی ہی اور یہ سب معاملہ اسی لیے ہے کہ کہین شیطان ریا کی طرف مائل نہ کردے یہ طور بدن کی نمود کا اہل دین کرتے ہین مگر دنیادار اسکے برعکس فربہی اور صفای رنگ اور درستی قد اور خوبصورتی اور بدن کی پاکیزگی اور اعضا کی قوت اور اونکا تندرست ہونا ظاہر کرتے ہین **دوسری قسم** ہیئت اور لباس سے نمود کرنی مثلاً سر کے بالون کو پراگندہ رکھنا اور مونچھون

غضب تم پر ہو اوسنے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو جب عمل اللہ کے واسطے کرو اوسکو اخلاص کے ساتھ کرو۔ اور ضحاک رح فرماتے ہین کہ یہ نکہنا چاہیے کہ یہ عمل رضاے الٰہی اور تمھاری رضا کے واسطے ہے یا رضاے الٰہی اور رضاے اہل قرابت کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالے کا کوئی شریک نہین۔ اور حضرت عمر رض نے ایک شخص کے درہ مارا تھا پھر اوس سے فرمایا کہ تو مجھسے عوض لے اوسنے عرض کیا کہ مین نے خدا کے واسطے اور آپکی خاطر معاف کیا آپ نے فرمایا کہ یہ تو کچھ بھی نہوا یا تو میری ہی خاطر معاف کر کہ مجھپر احسان ہو یا خدا ہی کے واسطے چھوڑ دے اوسنے عرض کیا کہ مین نے صرف خدا کے واسطے چھوڑا آپ نے فرمایا کہ اب خوب ہوا۔ اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ مین ایسے لوگون کے ساتھ رہا ہون کہ اونکے دل مین حکمت کی ایسی باتین گذرتی تھین کہ اگر اونکو زبان پر لاتے تو اونکو اور اونکے ساتھیون کو مفید ہوتین مگر شہرت کی ڈر کے مارے نہین کہتے تھے اور جب تنہا ہوتے کوئی ایذا دہندہ چیز دیکھتے تو اوسکو مشہور ہو جانے کے خوف سے علیحدہ نکرتے۔ اور سنتے ہین کہ ریاکار قیامت کو چار نامون سے پکارا جاے گا ای ریاکار۔ او زیان کار۔ او مکار۔ او بدکار جاسکے تو عمل کیا ہے اوس سے اپنی اجرت لے ہمارے پاس تیرے واسطے کچھ اجر نہین۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رح فرماتے کہ پہلے ریا ایسے عملون سے کرتے تھے کہ بجا لاتے تھے اور آج ریا ایسے اعمال سے کرتے ہین کہ جنکے مرتکب نہین ہوتے۔ اور حضرت عکرمہ رض فرماتے ہین کہ خدا ے تعالے بندے کو نیت پر اتنا دیگا کہ اوتنا عمل پر نہدے گا اسلیے کہ نیت مین ریا نہین ہوتا۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ ریاکار یہ چاہتا ہے کہ خدا ے تعالے کی تقدیر پر غالب ہو جاوے وہ خراب آدمی ہے یون چاہتا ہے کہ آدمی اوسکو نیک بخت کہین اور وہ کس طرح کہہ سکتے ہین وہ تو خدا کے نزدیک نکے لوگون مین داخل ہے ایمانداروں کے دلونکو لازم ہے کہ اوسکو پہچان رکھین۔ اور حضرت قتادہ رض فرماتے ہین کہ جب بندہ ریا کرتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرے بندے کو دیکھو مجھسے ٹھٹھول کرتا ہے۔ اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ قاری تین قسم کے ہین ایک خدا کے قاری ایک دنیا کے قاری ایک بادشاہون کے قاری۔ محمد بن واسع خدا کے قاریون مین سے ہین اور حضرت فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ جو کوئی ریاکار کو دیکھا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ اور محمد بن المبارک صوری رح کا قول ہے کہ اہل خیر کی وضع رات کو اختیار کرنی چاہیے دنکو اہل خیر کی صورت اظہار کرنے سے وہ اشرف ہے اسلیے کہ دن کا معاملہ مخلوق کے لیے ہے اور رات کا خالق کے لیے۔ اور ابو سلیمان رح کا قول ہے کہ بہ نسبت عمل کے عمل کا بچانا بہت سخت ہے۔ اور ابن مبارک رح نے فرمایا کہ ایک آدمی طواف کعبہ کا کرتا ہے مگر ہے خراسان کے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اس بات کو محبوب جانے کہ مجکو لوگ یون کہین کہ یہ مکہ کا مجاور ہے حاصل یہ ہوا کہ طواف حصول شہرت کے لیے ضائع ہے اوسپر کچھ ثواب و اجر مترتب نہین۔ اور حضرت

نفس کا نگران ہون اوسنے اس عمل سے مجکو ارادہ نہین کیا میرے سوا کچھہ اور مراد تھی اوسپر میری لعنت ہے فرشتے کہین گے
کہ اوسپر تیری لعنت اور ہماری لعنت اور آسمان کہین گے کہ اوسپر خدا کی لعنت اور ہماری لعنت غرض اوسکو
سب آسمان اور زمین اور جو چیزین اون مین ہین لعنت کرینگی - حضرت معاذ رضہ فرماتے ہین کہ مین نے یہ حدیث شکر
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ تو رسول خدا ہین اور مین معاذ ہون
مین کیا کرون آپ نے فرمایا کہ میری پیروی کر اگرچہ تیری عمر تھوڑی سی ہو ای معاذ جو تیرے بھائی قرآن خوان ہین
اونکی غیبت مت کر اور اپنے گناہون کو خود اپنے اوپر رکھہ اونکے ذمہ مت لگا اور اونکو برا کہکر اپنا تزکیہ مت کر
اور نہ اپنے آپکو اونپر اونچا کر اور عمل آخرت مین دنیا کے کام کو داخل مت کر اور لوگون مین تکبر مت کر ورنہ لوگ
تیری بدخلقی سے ڈرین گے اور جب کوئی دوسرا تیرے پاس بیٹھا ہو کسی سے سرگوشی مت کر اور لوگون کو
اپنی عظمت مت جتا نہین تو تجھسے دنیا کی برکت جاتی رہے گی اور لوگون کی ہتک مت کر ورنہ قیامت مین
تجکو دوزخ کے کتے چیر ڈالین گے اللہ تعالے فرماتا ہے وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا اے معاذ تجکو معلوم ہے کہ
وے کیا ہین حضرت معاذ رضہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرماوین کہ وے کیا ہین آپ نے
فرمایا کہ وہ دوزخ کے کتے ہین کہ گوشت اور ہڈی کو دانتون سے نوچین گے مین نے عرض کیا کہ آپ پر میری
ما اور باپ فدا ہون یہ خصائل جو ارشاد ہوئے انکی بجاآوری کی کسکو طاقت ہے اور اون دوزخ کے
کتون سے کون بچے گا آپ نے فرمایا کہ اے معاذ جسپر خدا آسان کرے اوسکو یہ باتین کچھہ مشکل نہین - راوی
کہتے ہین کہ مین نے حضرت معاذ رضہ سے زیادہ کسی کو کلام اللہ کی تلاوت کرتے نہین دیکھا وہ اس حدیث کی ڈر سے
اکثر تلاوت مین مصروف رہتے تھے - اور روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے
دیکھا آپ نے فرمایا کہ او گردن والے اپنی گردن اوٹھا کہ خشوع گردنون مین نہین ہے بلکہ دلون مین ہے - اور
حضرت ابو امامہ باہلی رضہ نے ایک شخص کو مسجد مین سجدے کے درمیان روتے ہوئے دیکھکر فرمایا کہ تو یہ بات
اگر اپنے گھر کرتا تو بہت اچھا ہوتا - اور حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو
تو سست ہو اور جب مجمع مین ہو تو خوش ہو اور جب اوسکی کوئی تعریف کرے تو عمل زیادہ کرے اور اگر کوئی
مذمت کرے تو کم اور ایک شخص نے عبادہ بن الصامت رضہ سے پوچھا کہ اگر مین تلوار سے خدا کی راہ مین
لڑون اور نیت رضای الٰہی اور لوگون کی تعریف کی ہو تو کچھہ ثواب ہوگا آپنے فرمایا کہ تجھے کچھہ نہ ملے گا
اوس شخص نے تین بار پوچھا آپ نے یہی جواب دیا اور آخر کو فرمایا کہ خدا تعالے فرماتا ہے کہ مین شریکون کے سب
غنیون کا غنی ہون - اور ایک شخص نے حضرت سعید بن المسیب رضہ سے پوچھا کہ ہم مین سے بعض آدمی نیکی کرتے ہین
اور یہ چاہتے ہین کہ لوگ بھی تعریف کرین اور ثواب بھی پاوین آپ نے فرمایا کہ تمھین یہ منظور ہے کہ خدا کا

دیکھو اون کے قتل اور نہ پھوڑا

پھر محافظین بندے کا اور عمل صدقہ اور نماز روزہ جسمین ایسا نور ہو کہ محافظین بھی حیران ہین لیکر چڑھتے ہین اور
دونون آسمانون سے گذر جاتے ہین جب تیسرے پر پہونچتے ہین تو جو فرشتہ اوسپر موکل ہے وہ کہتا ہے کہ ٹھہر
اور اس عمل کو اوس بندے کے مُنہ پر مارو مین کبر کا فرشتہ ہون میرے مالک کا حکم ہے کہ جس عمل مین کبر ہو اوسکو اسکے
بجانے دو وہ شخص مجلسون مین تکبر کیا کرتا تھا پھر محافظین بندے کا کوئی اور عمل مثل حج و عمرہ نماز روزہ کے
لیکر اوپر جاتے ہین اور یہ عمل ستارے کے موافق چمکتا ہوتا ہے اور آواز کرتا ہے اوسکو لیکر جب چوتھے آسمان پر
پہونچتے ہین تو اوسکا دربان کہتا ہے کہ اس عمل کو اوسی کی پیٹھ اور پیٹ پر مارو مین فرشتۂ عُجب ہون میرے مالک کی
اجازت ہے کہ عُجب کے عمل کو آگے نہ بڑھنے دو یہ شخص جب عمل کرتا تھا تو اپنے عمل مین عُجب کو دخل دیتا تھا پھر
محافظین اور عمل بندے کا لیکر پانچوین آسمان تک چلے جاتے ہین اور یہ عمل دولھن کی طرح آراستہ ہوتا ہے
پانچوین آسمان کا موکل کہتا ہے کہ توقف کرو اور اس عمل کو عمل والے کے مُنہ پر مارو اور اوسی کی گردن پر
ڈالدو مین فرشتہ حسد کا ہون وہ لوگون سے حسد کیا کرتا تھا جو کوئی کچھ سیکھتا اور اوسی کے موافق کام کرتا
یا کوئی شخص نفل عبادت ادا کرتا یہ سبکی حسد کرتا اور اونکو برا کہتا مجھے حکم الٰہی ہے کہ اوسکے عمل کو آگے بجانے دون پھر
محافظین بندے کے اور نماز و زکوۃ و روزہ و حج لیکر اوپر جاتے ہین جب چھٹے آسمان پر پہونچتے ہین وہان کا
موکل کہتا ہے کہ ٹھہرو اور اسکو عامل کے مُنہ پر مارو وہ کبھی کسی انسان پر رحم نہین کرتا کیسی ہی کسی پر بلا یا ضرر
آوے بلکہ ہنسا کرتا ہے مین فرشتۂ رحمت ہون مجھے امر خداوندی ہے کہ ایسے کے عمل کو نہ بڑھنے دون پھر محافظین
بندہ کا اور عمل لیکر چڑھتے ہین اور اوس عمل روزہ نماز اور روزہ و اجتہاد وغیرہ مین عدد کی سی گنج ہوتی ہے اور
آفتاب کی چمک اور تین ہزار فرشتے اوسکے ساتھ ہوتے ہین اور چھوون آسمانون سے گذر کر جب ساتوین پر پہونچتے ہین
تو اوسکا دربان کہتا ہے کہ توقف کرو اور اس عمل کو اسکے عامل کے مُنہ پر مارو اور اوسکے اعضا پر پٹکو اور اوسکے
دل پر ڈالدو جس عمل کو کہ خاص خدا کے واسطے نہین کیا اوسکو مین پروردگار کے سامنے بجانے دون گا اس عامل کو بھی
اپنے عمل سے غیر اللہ مراد تھا اسکی مراد یہ تھی کہ فقہا مین رفعت ہو جاوے علما مین میرا ذکر ہو شہرون مین مشہور
ہو جاون میرے خدا کا حکم ہے کہ اوسکے عمل کو اپنے پاس سے آگے بجانے دون اور جو عمل کہ خدا کے واسطے
نہین وہ ریا ہے اور خدائے تعالے ریاکار کا عمل قبول نہین فرماتا۔ پھر محافظین بندے کا عمل نماز و زکوۃ
و روزہ و حج و عمرہ اور خلق اور حسن سکوت اور ذکر الٰہی جن مین کوئی عیب عیوب مذکورۂ بالا سے نہو لیکر اوپر
جاتے ہین اور اوسکے ساتھ تمام آسمانون اور زمین کے فرشتے ہوتے ہین یہانتک کہ سب پردون کو قطع کر کے
خداوند کریم کے سامنے جاکر کھڑے ہوتے ہین اور اوس شخص کے لیے عمل صالح کی گواہی دیتے ہین کہ خاص
خدا کے واسطے کیا ہے اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل نگران تھے اور مین اوسکے

کہ یا رسول اللہ آپ کس سبب سے روتے ہین آپ نے فرمایا اَمْرٌ تَخَوَّفْتُ عَلٰی اُمَّتِی الشِّرْکُ اَمَا اَنَّھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ صَنَمًا وَّلَا شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا حَجَرًا وَّلٰکِنَّھُمْ یُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِھِمْ اور ایک حدیث مین یون وارد ہے کہ جب اللہ تعالے نے زمین کو پیدا کیا تو اپنے اوپر کی اشیا کے ساتھ کانپنے لگی اللہ تعالے نے پہاڑون کو پیدا کرکے زمین کے لیے میخین بنادی فرشتون نے آپس مین کہا کہ خداے تعالے نے کوئی چیز پہاڑ سے زیادہ سخت نہین بنائی اللہ تعالے نے لوہا پیدا کیا اوسنے پہاڑون کو کاٹ ڈالا پھر آگ پیدا کی اوسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو حکم ہوا اوسنے آگ بجھادی پھر ہوا کو حکم ہوا اوسنے پانی کو تہ و بالا کردیا فرشتون نے یہ سب دیکھکر باہم اختلاف کیا کہ سب مین زیادہ سخت کون چیز ہے پھر کہا کہ اسکو اللہ جلشانہ سے پوچھنا چاہیے عرض کیا کہ الٰہی تو نے اپنی مخلوق مین سے سب مین زیادہ سخت کونسی چیز بنائی ہے ارشاد ہوا کہ میری نزدیک سب مین زیادہ سخت آدم زاد کا دل ہے کہ خیرات دہنے ہاتھ سے کرتا ہے اور بائین سے چھپاتا ہے اس سے زیادہ سخت کوئی مخلوق مین نے نہین پیدا کی۔ اور حضرت عبد اللہ بن المبارک رح ایک شخص سے راوی ہین کہ اوس شخص نے حضرت معاذ بن جبل رض کی خدمت مین عرض کیا کہ مجھسے کوئی حدیث بیان فرمائیے جسکو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو حضرت معاذ اتنا روئے کہ سائل کو گمان ہوا کہ آپ چپ نہون گے پھر چپ ہوئے اور کہا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے مجکو پکارا ای معاذ مین نے عرض کیا لَبَّیْکَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے فرمایا کہ مین تجھسے ایک حدیث کہتا ہون اگر تو یاد رکھے گا تو تجکو نافع ہوگی اور اگر یاد نہ رکھے گا اور ضائع کردے گا تو تیری حجت قیامت مین خداے تعالے کے سامنے کچھ نہ چلے گی اے معاذ اللہ تعالے نے قبل پیدائش زمین اور آسمانون کے سات فرشتون کو پیدا کیا پھر آسمانون کو پیدا کرکے ہر آسمان پر ایک فرشتہ دربان معین کردیا اور ہر آسمان کو بڑی عظمت عنایت فرمائی جب بندے کے صبح سے شام تک کے عمل فرشتے محافظ لیکر اوپر چڑھتے ہین اور عمل مین آفتاب کا سا نور ہوتا ہے فرشتے اپنے نزدیک اوسکو اچھا اور بہت سمجھتے ہین مگر جب آسمان دنیا پر پہونچتے ہین تو دربان اوس آسمان کا محافظون سے کہتا ہے کہ اس عمل کو عمل والے کے منہ پر مارو مین غیبت کا فرشتہ ہون میرے رب نے مجکو حکم کیا ہے کہ جس شخص نے لوگون کی غیبت کی ہو اوسکو اپنے آگے نہ بڑھنے دو پھر محافظین کوئی اور عمل صالح بندے کا لے کر جس مین غیبت نہو دربان اول سے گذر جاتے ہین اور اوس عمل کو پاک اور زیادہ جانتے ہین یہانتک کہ دوسرے آسمان پر پہونچتے ہین وہان کا دربان کہتا ہے کہ کھڑے رہو اور اس عمل کو اوسکے مرتکب کے منہ پر مارو اوسنے اس عمل سے متاع دنیا مراد لی تھی میرے پروردگار کا حکم ہے کہ ایسے عمل کو آگے نجانے دون وہ شخص مجلسون مین بیٹھکر فخر کیا کرتا تھا

خیرات نہین فی بلکہ سخی کہلانے کے واسطے اور تو نے خدا کے واسطے کلام اسد نہین پڑھا بلکہ قاری مشہور ہونے کے لیے۔ اس حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اونکو ثواب نملا اور اونکے ریاے سب اعمال بیکار کردیے۔ اور حضرت ابن عمر رض سے یہ حدیث مروی ہے کہ مَنْ رَاءَی رَاءَی اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ اور ایک حدیث طویل مین یون مذکور ہے کہ خداوند کریم فرشتون کو یون ارشاد فرماوی گا کہ اس شخص نے اپنے عمل سے مجکو ارادہ نہین کیا اسکو دوزخ مین ڈالدو اور ایک حدیث مین یون ارشاد ہے کہ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ لوگون نے عرض کیا کہ شرک صغر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ الریاء یعنے ریا ہے پھر فرمایا یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِذَا جَازَی الْعِبَادَ بِاَعْمَالِھِمْ اِذْھَبُوْا اِلَی الَّذِیْنَ کُنْتُمْ تُرَاءُوْنَ فِی الدُّنْیَا ھَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَھُمُ الْجَزَاءَ اور ایک حدیث مین فرمایا کہ اِشْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا وَادٍ فِیْ جَھَنَّمَ اُعِدَّ لِلْقُرَّاءِ الْمُرَاءِیْنَ اور ایک حدیث قدسی یون وارد ہے کہ مَنْ عَمِلَ لِیْ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ غَیْرِیْ فَھُوَ لَہٗ کُلُّہٗ وَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ وَاَنَا اَغْنَی الْاَغْنِیَاءِ عَنِ الشِّرْکِ اور حضرت عیسے علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ جب کوئی تم مین سے روزہ رکھے تو سر اور ڈاڑھی مین تیل ڈالے اور ہونٹھون پر بھی ہاتھ پھیر دے تاکہ لوگ نجانین کہ یہ روزہ دار ہے اور جب کوئی داہنے ہاتھ سے کچھ دیوے تو بائین کو خبر نہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ چھوڑ دے کیونکہ خداے تعالے ثنا بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح روزی بانٹتا ہے اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَمَلًا فِیْہِ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ رِّیَاءٍ اور حضرت عمر رض نے ایک بار حضرت معاذ رض کو روتے دیکھا اور سبب گریہ پوچھا اونھون نے کہا کہ مجکو ایک حدیث رولاتی ہے جسکو مین نے اس خبر والے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے اِنَّ اَدْنَی الرِّیَاءِ شِرْکٌ اور ایک حدیث مین یہ ارشاد ہے اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الرِّیَاءُ وَالشَّھْوَۃُ الْخَفِیَّۃُ اور شہوت خفیہ کا مآل ریا خفی اور ریاء دقیق پر پہونچتا ہے۔ اور ایک حدیث مین یہ فرمایا کہ جس روز خداے تعالے کی عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا عرش کے سایہ مین ایک ایسا شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے دیا اور بائین کو خبر نہوئی یعنی خیرات خفیہ کی اسی جہت سے وارد ہے کہ عمل خفیہ ظاہر کے عمل سے ستر گنی فضیلت رکھتا ہے اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے روز ریاکار تین نامون سے پکارا جاوے گا ای فاجر ای غادر ای مرائی تیرے عمل ضائع ہوئے اور ثواب جاتا رہا جسکے لیے تو عمل کیا کرتا تھا جا اوس سے اپنی اجرت لے۔ اور حضرت شداد بن اوس رض فرماتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ روتے ہین مین نے عرض کیا

خلاف وعدہ ہے بہت سے مکر و فریب و خبث رکھتا ہے اور اسی وجہ سے اوس سے ایسا بغض کرے جیسا دشمن سے ہوتا ہے اور چونکہ آدمی اپنے دشمن کی مذمت سننے سے خوش ہوا کرتا ہے اور اس شخص کا دشمن اسی کا نفس ہے تو جب اوسکی مذمت سنتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور مذمت والے کا مشکور رہوتا ہے اور اوسکو بڑا ذکی اور ہوشیار سمجھتا ہے کہ اوسنے خوب میرے نفس سرکش و دشمن کے عیب پہچانے اور یہ مذمت ایسے شخص کے حق مین ایک تشفی ہی ہوتی ہے اور اوسکے نزدیک غنیمت معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ مذمت کے باعث لوگون کی نظرون سے ساقط ہو کر جاہ کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے علاوہ اسکے سب طرح کے حسنات مین تو آدمی قائم نہین ہو سکتا تو کیا بعید ہے کہ یہ مذمت اوسکے ایسے عیبونکو جبر کردے کہ جنکا دور رہونا اس سے دشوار ہے۔ اور اگر کوئی مرید تمام عمر اپنے نفس پر اسی ایک خصلت کا مجاہدہ کرے کہ اوسکے نزدیک مادح اور مذمت والا برابر ہو جاوی۔ تو اوسکو ایک ایسا شغل ہو جاوے گا کہ اوسکو اور کام کی فرصت نہو اور مرید مین اور سعادت مین بہت سی گھاٹیان ہین جن مین سے ایک یہ مسادات کا حاصل کرنا ہے اور ہر ایک گھاٹی کا قطع کرنا بدون مجاہدۂ شدید کے تمام عمر طویل مین نہین ہو سکتا

دوسری فصل

ریا کے باب مین یعنے عبادات کی جہت سے جاہ و منزلت کے طلب کرنے مین اور اس مین گیارہ بیان ہین ٭

بیان اول

ریا کی مذمت مین۔ واضح ہو کہ ریا حرام ہے اور ریاکار خدا کے نزدیک مغضوب ہے اور یہ بات آیات و اخبار و آثار سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ اور فرمایا وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ حضرت مجاہد رضہ اسکی تفسیر مین فرماتے ہین کہ وے لوگ ریاکار ہین جو اس آیت مین مذکور ہوئے اور فرمایا إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا اسمین اخلاص والون کی مدح مذکور فرمائی کہ سوائے وجہ اللہ کے اور کوئی ارادہ نہین کرتے اور ریا اوسکی ضد ہے اور فرمایا فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یہ آیت ایسے لوگون کی شان مین اوتری ہے جو اپنے عبادات و اعمال پر مزدوری اور ثنا کے خواہان ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ نجات کس چیز مین ہے آپ نے ارشاد فرمایا أَنْ لَا يَعْمَلَ الْعَبْدُ بِطَاعَةِ اللَّهِ يُرِيدُ بِهَا النَّاسَ اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے تین شخصون کی یعنی شہید اور صدقہ دینے والے اور قاری کے احوال کی حدیث جو باب اخلاص مین مفصل مذکور ہے مروی ہی کہ خدا وند کریم ان مین سے ہر ایک کو ارشاد فرماوی گا کہ تو جھوٹا ہے تو اللہ کے واسطے نہین لڑا بلکہ اسلیے کہ لوگ کہین تو بڑا بہادر ہے اور تو نے خدا کے واسطے

مذمت والے کو ظاہر افعال مین برابر کرے اوسکو پیشوا جاننا چاہیے اگر کوئی ایسا شخص پایا جاوے تو اوسکا
حکم کبریت احمر کا ہے جس سے لوگ فیضیاب ہون مگر کوئی معلوم نہین ہوتا جب دوسرے مرتبہ کا شخص نہین سوجھتا
تو دو مرتبے جو اوسکے اوپر رہے اونکا متصف تو کہان ہوگا۔ اور ان مراتب مین سے بھی ہر ایک رتبہ مین
بہت درجے ہین مثلاً مدح مین یہ درجات ہین کہ بعض آدمی تمناے مدح وثنا اور اپنی شہرت کی رکھتے ہین اور
اس مطلب کے حاصل کرنے کے لیے جو کچھ اون سے بن سکتا ہے کرتے ہین یہان تک کہ عبادات بھی
ظاہرداری کے واسطے کرتے ہین اور ممنوعات کے ارتکاب کی بھی کچھ پروا نہین کرتے وہ بھی چاہتے ہین کہ لوگونکے
دل اپنی طرف رجوع ہون اور ہماری تعریف مین سب لوگ رطب اللسان ہو جاوین پس ایسے لوگ ہالکین
مین داخل ہین۔ اور بعض ایسے ہین کہ اس مطلب کو مباحات سے طالب ہوتے ہین عبادات کے کرنے سے
خواہ ممنوعات کے ارتکاب سے اوسکے خواہان نہین تو ایسے لوگ گرتے ہوئے کنارہ پر ہین اسلیے کہ جن باتون سے
یا اعمال سے لوگون کا دل اپنی طرف راغب ہوتا ہے اونکی کچھ حد مقرر نہین اسی لیے اونکا ضبط کرنا بھی نہین
ہو سکتا تو کیا عجب ہے کہ آدمی مدح وثنا کے حصول کے لیے ایسی بات یا عمل کرے جو حلال نہو اور اسکو اطلاع
نہو ایسے لوگ پہلے لوگون کے قریب قریب ہین یعنی یہ لوگ بھی گویا تباہ کار ہی ہین۔ اور کچھ لوگ ایسے ہین
کہ وہ مدح اور ثنا کے خواہان تو نہین نہ اوسکے لیے ساعی لیکن جب اونکی تعریف ہو تو اونکے دل پر سرور آجاتا ہے
پس اگر ایسے لوگ اس سرور کے آنے کو مجاہدہ سے نٹالین اور بزور اس تعریف کو برا نہ سمجھین تو کچھ دور نہین
کہ فرط سرور انکو اوس درجہ پر پونہچاوے جو اس سے پہلے تھا اور اگر نفس پر مجاہدہ کرکے اپنے دل مین بزور
وتکلف آفات مدح کو سوچکر اسکی کراہت اور برائی ڈالے تو ایسے لوگ مجاہدہ کے خطرہ مین رہتے ہین کبھی خود ہار
جاتے ہین کبھی جیتتے ہین۔ اور بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اپنی تعریف سنتے ہین نہ خوش ہوتے ہین نہ رنجیدہ
لیکن تعریف اون مین کچھ تاثیر کرتی ہی ایسے لوگ باوجودے کہ پوری اخلاص نہین رکھتے تاہم اچھے ہین۔ اور
بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اپنی تعریف سنتے ہین تو برا جانتے ہین مگر یہ نوبت نہین ہوتی کہ مادح پر
غصہ ہون یا منع کرین۔ اور سب مین اعلے درجہ یہ ہے کہ تعریف کو برا جانکر غصہ ہو اور اظہار غضب بھی
واقعی کرے نہ یہ کہ ظاہر مین تو غصہ ہو اور دل مین اوسکو اچھا جانتا ہو یہ صورت عین نفاق کی ہے
اسلیے کہ یہ یون چاہتا ہے کہ مین اخلاص اور صدق ظاہر کرون حالانکہ یہ دونون باتین اوس مین نہین
علے ہذا القیاس مدح کے برعکس ذم کے باب مین بھی درجات مختلف ہین ادنے درجہ یہ ہے کہ مذمت سننے پر
اظہار غصہ ہو اور اعلے درجہ یہ ہے کہ مذمت پر خوشی ظاہر کرے اور فرحت اور اظہار انبساط اوسی شخص سے
ہو سکے گا جو اپنے نفس کیطرف سے دل مین غصہ اور کینہ رکھتا ہوگا کہ یہ بڑا سرکش اور بہت عیب دار اور نہایت

تو جو مذمت والے کو برا جانتا ہے صرف دین کی جہت سے ہے پس یہ شیطان کا دھوکا ہے کیونکہ اگر عابد مذکور غائل کرے تو جان لے کہ جو خطا مذمت والے سے اوسکے مذمت کی باعث ہوئی لوگ اوس سے بھی زیادہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہین پھر اونکو برا کیون نہین جانتا اور اونسے نفرت کیون نہین کرتا علاوہ ازین جسنے اوسکی مدح کی ہے اوسنے قطعاً کسی دوسرے کی مذمت کی ہوگی تو اوسکو دوسرے کی مذمت کرنے پر برا کیون نہین جانتا اپنی برائی پر کیون برا سمجھتا ہے مذمت معصیت کے اعتبار سے برابر ہے کہ مذموم وہ خود ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو اس سے معلوم ہوا کہ عابد کا غصہ مذمت والے پر اپنے نفس کے باعث ہے اور یہ شیطانی فریب ہے کہ اوسکو سوجھا دیا کہ یہ دینی بات ہے حتے کہ اپنی ہوائے نفسانی کے باعث اسکو حسنات مین جاننے لگا اور اسی وجہ سے خدائے تعالے سے اور زیادہ بعید ہوگیا۔ اور جس شخص کو شیطان کے فریب اور نفس کے آفات معلوم نہین اوسکی اکثر عبادتین ضائع ہوتی ہین کہ دنیا بھی نہین ملتی اور آخرت کا بھی خسارہ رہتا ہے اونھین کی شان مین خدائے تعالے نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا چوتھی صورت جو صدق فی العبادۃ ہے یہ ہے کہ مدح کو برا جانے اور مادح سے ناخوش ہو اس وجہ سے کہ یہ معلوم ہے کہ مدح اسکے حق مین بڑا فتنہ کمر توڑنے والا ہے مین نقصان پہنچانے والا ہے اور مذمت والے کو دوست جانے کہ اوسنے اسکے عیب بتلا دیے اور جو بات ضروری تھی اوسکی طرف اسکو ہدایت کیا اور اپنی نیکیان اسکے لیے ہدیہ کین حدیث شریف مین ہے کہ رَأْسُ التَّوَاضُعِ أَنْ تَكْرَهَ أَنْ تُذْكَرَ بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى اور بعضی حدیثون مین یہ مضمون وارد ہے کہ بشرطے کہ صحیح ہو تو ہم جیسون کی حالت ابی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا وَيْلٌ لِلصَّائِمِ وَوَيْلٌ لِلْقَائِمِ وَوَيْلٌ لِصَاحِبِ الصُّوفِ الَّا یعنے روزہ دار اور شب بیدار اور گلیم پوش سبکی خرابی ہے مگر لوگون نے عرض کیا کہ اس استثنا سے کون لوگ مراد ہین آپ نے فرمایا کہ اِلَّا مَنْ تَنَزَّهَتْ نَفْسُهُ عَنِ الدُّنْيَا وَأَبْغَضَ الْمِدْحَةَ وَاسْتَحَبَّ الْمَذَمَّةَ یعنے مگر وہ شخص جسکا نفس دنیا سے پاک ہے اور مدح کو برا اور مذمت کو اچھا جانتا ہے یہ مرتبہ نہایت سخت و دشوار ہے ہم جیسے لوگون کی اوس سرے کی طمع صرف صورت دوم مین ہے کہ مذمت والے کی برائی اور مادح کی بھلائی دل مین ہو مگر اوسکا اظہار قول اور عمل مین نہو اور تیسری صورت یعنی مادح اور مذمت والے کو برابر جاننا تو اسکی طمع ہمکو نہین ہو سکتی پھر اگر ہم اپنے نفسون مین دوسری ہی صورت کی علامات تلاش کرین تو وہ بھی پوری نہین ہوتی کیونکہ یہ بات تو ضروری ہے کہ مادح کی تعظیم اور اوسکی قضائے حاجات کے لیے جلدی کرتے ہین اور مذمت والے کی تعظیم و قضائے حاجات اور اوسکی تعریف کرنی گران معلوم ہوتی ہے تو پھر فعل ظاہری مین بھی دونون مین برابری کرنے کے اوپر قادر نہین باطن مین تو قادر تھے اور جو شخص کہ اسوقت مین مادح اور

اور بدون استیصال دین کے یہ بات حاصل نہوگی خلاصہ یہ کہ طالب مال و جاہ اور محب مدح اور برا جاننے والے
مذمت کو دین کے سلامت رہنے کی توقع نکرنی چاہیے کہ ان امور کے ساتھ سلامتی دین کی بہت بعید ہے

بارھوان بیان مدح اور مذمت مین لوگون کے احوال کی مختلف ہونے کے باب مین۔ جاننا چاہیے
کہ اگر مادح اور مذمت ساز کی نسبت کر لوگون کو خیال کرین تو چار احوال پر پائے جاتے ہین صورت اول
یہ ہے کہ مدح سے خوش ہوکر مشکور ہون اور مذمت سے ناخوش ہوکر مذمت ساز سے کینہ رکھین اور اوس سے
انتقام لین یا انتقام لینے کو اچھا سمجھین یہ حال اکثر لوگون کا ہی اور اور درجات معصیت جو اس اعتبار سے
ہوتے ہین اون مین سے اعلے درجہ یہی ہے صورت دوم یہ کہ مذمت باطن مین تو شاق معلوم
ہوتی ہے مگر زبان اور اعضاے ظاہری پر اوسکے مکافات کی نوبت نہین آتی انکو روکے رکھتا ہے
اسی طرح مادح کی مدح سے باطن مین تو خوش ہوتا ہے مگر ظاہر کی حفاظت کرتا ہے کہ اظہار سرور بظاہر نہو یہ
صورت بھی ناقص ہے اگرچہ صورت اول کی نسبت کمال مین داخل ہی صورت سوم جو درجات کمال
مین سے اول و اعلے ہے یہ ہے کہ مدح اور ذم دونون مساوی معلوم ہون نہ مدح سے سرور ہو نہ مذمت
سے غم اور اس صورت سے بعض عابد اپنے گمان مین اپنے آپ کو متصف جانتے ہین لیکن اگر اوسکی علامات کا
امتحان نکرین تو دھوکا کھا جاتے ہین اور اوسکی علامتین یہ ہین اول یہ ہے کہ مذمت والے کا اپنی پاس زیادہ
بیٹھنا گران نہ معلوم ہو جتنا بہت دیر بیٹھنا مادح کا گران گذرے و تنا ہی مذمت والے کا گران ہو اوسکی
نسبت زیادہ نہو دوم یہ کہ جتنی خوشی اور فرحت مادح کی حاجتون کے پورا کرنے مین ہو و تنی ہی ہجو کرنے والے
کی قضای حاجات مین ہو اوس سے کم نہو سوم یہ کہ دونونکا مجلس سے چلا جانا یکسان ہو مذمت والے کا چلا جانا بہ نسبت مادح کی اچھا نہ معلوم
ہوتا ہو چہارم یہ کہ مادح کی موت کا زیادہ غم نہو بہ نسبت دوسرے کی موت کے پنجم یہ کہ مادح کے مصائب اور اوسکے
دشمنون کی ایذا رسانی پر زیادہ رنج نہو بہ نسبت دوسرے کے ششم یہ کہ مادح کی خطا بہ نسبت مذمت والے کے
دل پر اور نظرون مین خفیف نہ معلوم ہو جب مذمت والا مثل مادح کے سبک معلوم ہوگا اور ہر طرح سی دونون مین
مساوات معلوم ہوگی تب یہ رتبہ نصیب ہوگا مگر تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رتبہ نہایت سخت اور بہت بعید ہے
اکثر عابد لوگون کی تعریف سے دل مین خوش ہوتے ہین مگر چونکہ امتحان ان علامتون سے اپنے
دل کا نہین کرتے اس جہت سے اونکو اس خوشی کا حال معلوم نہین ہوتا۔ اور کبھی عابد کو اپنے دل کا
میلان مادح کیطرف معلوم ہو جاتا ہے کہ مذمت والے کی نسبت زیادہ ہے اور اسکی تقویت اور خوبی
شیطان اس طرح سوجھا دیتا ہے کہ مذمت والے نے جو تجکو برا کہا تو خداے تعالے کی نافرمانی کی
اور مادح نے اوسکے برعکس تیری تعریف کرنے سے خدا کی اطاعت کی تو دونون برابر کیسے ہو سکتے ہین

دشمن کا مقصود جو ایذا دہی ہے تو وہ اپنے دین کی خرابی کرتا ہے مگر تمھارے حق مین اوسکا قول نعمت ہے
تو تمکو اوسپر غصہ کی کیا وجہ ہے جسکے قول سے تمکو تو نفع ہوا اور اوسکو ضرر پونہچے۔ صورت تسیری یہ ہے کہ
کہ اوسکا قول تمھارے حق مین افترائے محض ہے یعنے جو عیب وہ تم مین بتلاتا ہے تم اوس سے خدا کے نزدیک
بری ہو تو اس حال مین بھی برا ماننا نچاہیے اور نہ اس کہنے والے کو برا کہنا چاہیے بلکہ تین باتون کا
فکر کرنا چاہیے اول تو یہ کہ اگر چہ وہ خاص عیب تم مین نہین پھر بھی اوس جیسے عیب اور رہون گے تو
خدائے تعالے کا شکر کرنا چاہیے کہ اوسکو اون عیبون کی اطلاع نہوی اور ایسی ہی بات کے کہنے سے ٹل گیا
جس سے بری ہو دوسرے یہ کہ اوسکا قول تمھارے باقی عیوب کا کفارہ ہے تو گویا اوسنے گویا ایک گناہ
تمھارے ذمہ لگایا مگر اورون سے پاک کردیا جن مین درحقیقت تم آلودہ تھے علاوہ ازین جو تمھاری
غیبت کرتا ہے وہ اپنی نیکیان تمھارے واسطے ہدیہ دیتا ہے اور جو مدح کرتا ہے وہ تمھاری کمر توڑتا ہے
تو یہ کیا بات ہے کہ تم کمر ٹوٹنے سے خوش ہوتے ہو اور نیکیان آنے سے رنجیدہ۔ نیکیان آنے سے تو
قرب الی اللہ میسر ہے جسکے تم خواہان رہتے ہو تیسرے یہ سوچنا چاہیے کہ اوس بیچارہ نے اپنے دین کی
خرابی کی کہ خدائے تعالے کی نظرون سے گر گیا اور اس افترا سے اپنے نفس کو ہلاک کردیا اور مستحق
عذاب الیم ہوا ایسی صورت مین غضب خداوندی کے سامنے تمکو اوسپر غصہ نچاہیے اور اوسکو بددعا دینی
نچاہیے کہ خدایا اوسکو ہلاک کر ورنہ شیطان کی خوشی ہوگی بلکہ یون کہنا چاہیے کہ الٰہی اوسکو صلاحیت
دے اور اوسپر رحم کر اور اوسکی توبہ قبول کر دیکھو جنگ اُحد مین جب کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دندان مبارک شہید کیے اور سر مبارک کو مجروح کیا اور آپ کے چچا حضرت امیر حمزہ رضہ کو شہید
کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے الٰہی میری قوم کو ہدایت کر
اسلیے کہ یہ نہین جانتے۔ اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے ایک شخص کے لیے دعائے خیر کی جس نے
اونکا سر مجروح کیا تھا لوگون نے پوچھا کہ دعائے خیر کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے یقینًا
معلوم ہے کہ اوسکے سبب سے مجھے اجر ملے گا تو مجھے یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ مجھے تو اوسکی جہت سے
ثواب ملے اور اوسکو میری جہت سے عذاب ہو۔ اور اون اشیا مین سے جنکے باعث سنت کی
نفرت شاق نہین معلوم ہوتی طمع کا قطع کرنا ہے پس جس شخص کی طرف تمکو کچھ طمع نیک و بد کی نہو اگر
وہ برائی کرے گا تو اوسکا اثر دل پر زیادہ گران نہ معلوم ہوگا اور اصل دین کی قناعت ہے اسی کے
ذریعہ سے طمع مال و جاہ کی جاتی رہتی ہے اور جبتک طمع بنی رہے گی تو جس سے طمع رکھوگے یہی چاہوگے
کہ اسکے دل مین میری منزلت ہو اور یہ میرا ثنا خوان رہے اور تمام ہمت اسی مین مصروف کروگے

ف یعنی جس کے حال پر رحم آنا چاہیے اوسکے حق مین بددعا کرنا
ف یعنی جس کے حال پر رحم آنا چاہیے اوسکے حق مین بددعا کرنا

اچھا وہی ہے جو خدائے تعالے سے قریب ہو اور مذموم وہ ہے جو خدا سے دور ہو کر بدون کے ساتھ دوزخ مین پڑے گا پس ممدوح دنیاوی اگر خدا کے نزدیک و زخی ہے تو غیر کی مدح سے اوسکا خوش ہونا کمال جہالت ہے اور اگر اہل جنت سے ہے تب بھی خدا کے فضل کی فرحت چاہیے اسکا کام خلق کے اختیار مین نہین اور جب بندہ کو یہ علم ہوگا کہ رزق و موت قبضۂ قدرت الٰہی مین ہے تو اسکی توجہ خلق کی مدح و ذم کی طرف نرہیگی اور دل سے محبت مدح کی دور ہو جائے گی اور ایسے امور مین مصروف ہوگا جو دین مین ضروری ہین اور اللہ تعالے کے ہاتھ توفیق ثواب ہے

گیارھوان بیان مذمت کی نفرت کے علاج مین

پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ مذمت کی نفرت کا باعث محبت مدح کے سبب کی ضد ہے تو اوسکا علاج بھی اسکے علاج سے سمجھ مین آسکتا ہے اور اسکا بیان مختصر یہ ہے کہ جو شخص مثلاً ہمکو برا کہتا ہے تین حال سے خالی نہین یا تو اپنے قول مین سچا ہے مگر صرف براہ خیر خواہی اور نصیحت کے برا کہتا ہے یا سچا ہے لیکن اوسکا قصد محض ایذا دہی اور رنج پونہچانا ہے یا جو بات اوسنے کہی ہے اوس مین جھوٹا ہے اگر اپنے قول مین سچا ہے اور براہ نصیحت برا کہتا ہے تو تمکو اوسپر غصہ کرنا اور اوس سے بہمین وجہ کینہ رکھنا اور برا بھلا کہنا نہین چاہیے بلکہ اوسکے کہنے کی بموجب اوسکے طریق کا اقتدا کرنا چاہیے اسلیے کہ جو شخص تمکو تمھارے عیب بتلاتا ہے وہ گویا ہلاک ہونے کے مقام بتلاتا ہے کہ تم اون سے بچو پس ایسے شخص سے خوش ہو کر اگر ہو سکے تو جو صفت برائی کی تم مین ہے اوسکے دور کرنے کی تجویز کرنی چاہیے اور اس برا کہنے کی عوض مین مُنہ چڑھانا اور ناصح کو بُرا جاننا اور جواب ترکی بترکی دینا نہایت نادانی ہے اور اگر اوسکا قصد رنج دینا ہو تب بھی تمکو اوسکے قول سے نفع ہی ہوا کہ اوسنے تمھارے وہ عیب سوجھا دیے جو تم نجانتے تھے خواہ وہ عیب یاد دلا دیے جنسے تم غافل تھے یا اگر تم اونکو اچھا سمجھتے تھے تو اسوجہ سے تمھاری نظرون مین اونکو برا ثابت کر دیا تاکہ تمکو اونکے دور کرنے کی حرص ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ سب باتین اسباب سعادت مین سے ہین جب مذمت سننے سے اسطرح اسباب سعادت ہاتھ لگے تو تم کو چاہیے کہ طلب سعادت مین مشغول ہو اسکی مثال ایسی ہے کہ تمھارا قصد کسی بادشاہ کی ملازمت کا ہے اور تمھارے کپڑون مین غلیظ لگا ہوا ہے جسکا علم تمکو نہین اگر اسی طرح بادشاہ کے یہان چلے جاؤ تو عجب نہین کہ گردن ماری جاؤ کیونکہ اوسکی مجلس آلودہ کروگی ایسے حال مین اگر کوئی تم سے کہے کہ میان تم آلودۂ نجاست ہو اپنے آپ کو پاک و صاف کرو تو تم کو چاہیے کہ اس کہنے سے خوش ہو کیونکہ اوسکے کہنے سے اطلاع ہو جانی غنیمت ہوئی - اسی طرح جتنے اخلاق بد ہین آخرت مین سب آدمی ہلاک ہین اور اونکو آدمی دشمنون کے قول سے پہچان لیتا ہے پس اونکے قول کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور

خوشی ہوئی جو اوپر مذکور ہوئی - خلاصہ یہ کہ مادح اگر سچ کہتا ہے تو چاہیے کہ ممدوح خدا کے فضل پر اظہار فرحت کرے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو رنج کرنا چاہیے کسی صورت مین اوسکی مدح پر خوش ہونا نچاہیے دوسرا سبب مدح پر خوشی کا یہ ہوتا ہے کہ اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ تعریف کرنے والے کا دل اپنا مسخر ہو گیا ہے اور اس سے اور دل بھی مسخر ہونگے اسکا مآل و محبت جاہ کا مآل ایک ہے جس کا علاج اوپر گذرا یعنے لوگون سے طمع قطع کرکے خدا تعالے کے نزدیک منزلت کا خواہان ہو اور جان لے کہ لوگون کے دلون مین منزلت کا خواہان ہونا اور اوسپر خوش ہونا خدا تعالے کے نزدیک رتبہ کم کرتا ہے پس خوشی کا کیا مقام ہے - تیسرا سبب خوشی کا اپنا رعب ہے کہ جسکے سبب مادح مضطر تعریف کا ہوا یہ بھی ایک قدرت عارضی ہے کہ جسکو کچھ قیام نہین اور نہ قابل خوشی کے ہے بلکہ مدح پر غم کرنا اور اوسکو برا سمجھنا اور اوسکے باعث غصہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ تعریف کی آفتین ممدوح پر بہت بڑی ہین جیسا کہ باب آفات زبان مین مذکور ہوئین - بعض اکابر کا قول ہے کہ جو شخص مدح سے خوش ہوتا ہے تو شیطان کو اپنے اندر جانے کی راہ دیتا ہے - اور بعض کا قول ہے کہ جب کوئی تجھے کہے کہ تو اچھا آدمی ہے اور یہ قول تجکو بہ نسبت اس قول کے کہ تو برا آدمی ہے اچھا معلوم ہو تو سمجھ لے کہ تو برا شخص ہے اور بعض احادیث مین روایت ہے کہ اگر وہ صحیح ہے تو کمر توڑتی ہے یعنے ایک شخص نے بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شخص کو اچھا کہا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص موجود ہوتا اور جو تو کہتا ہے اسپر راضی ہوتا اور اسی حال مین مرتا تو دوزخی ہوتا - اور ایک بار آپ نے کسی مادح کو ارشاد فرمایا کہ تیرا برا ہو تو نے اپنے ممدوح کی کمر توڑ دی وہ قیامت تک فلاح نہ پاوے گا - اور ایک روایت مین ہے کہ اِذَا رَأَيْتُمُ الْمَادِحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ اسی وجہ سے صحابہ رضہ مدح سے بہت خوف کیا کرتے تھے اور اوسکے فتنہ سے اور اوسکے باعث جو دلپر سرور عظیم ہوتا ہے اوس سے بہت ڈرتے یہانتک کہ بعض خلفاے راشدین رضہ نے کسی شخص سے کچھ پوچھا اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ مجھسے بہتر اور عالم تر ہین آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ مین نے تمکو یہ نہین کہا تھا کہ مجکو پاک و صاف بتلانا - اور بعض صحابہ رضہ کی خدمت مین کسی نے عرض کیا کہ جبتک آپ ان لوگون مین زندہ ہین جبتک لوگون مین خیر ہی آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو عراق کا رہنے والا ہے یعنے ہم لوگون کی عادت سے ناواقف ہی اور بعض صحابہ رضہ نے اپنی تعریف سنکر فرمایا کہ الٰہی تیرا بندہ میرے پاس تیرے غصہ کی چیز سے تقرب کرتا ہے مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ مین اوس سے ناراض ہون ان لوگون نے جو تعریف کو برا جانا تو یہی وجہ تھی کہ ایسا نہو کہ اس خوشی سے خدا تعالے ناراض ہو جاوے اور چونکہ اونکے دل اس بات مین مصروف تھے کہ ہمارا حال خدا کے نزدیک کیا ہوگا اسوجہ سے اونکو لوگون کی تعریف بری معلوم ہوتی تھی اس لیے کہ حقیقت مین

یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ کسی طرح سے لوگون کی مرضی کے موافق ہون تاکہ سب لوگ اچھا کہین اور خوف اونکی مذمت کا نہ ہے اور یہ امر مہلکات مین سے ہے اس بنا پر اوسکا علاج واجب ہے اور طریق اوسکے علاج کا یہ ہے کہ جن باعثون سے مدح کی محبت اور مذمت کی کراہت ہوتی ہے اونکو دیکھنا چاہیے مثلاً سبب اول قول مادح سے اپنے کمال پر مطلع ہوتا ہے تو اوسمین ممدوح کو یہ چاہیے کہ اپنی عقل کیطرف رجوع کرے اور دل مین سوچے کہ جس صفت سے اوسنے میری تعریف کی ہے اوس سے مین متصف ہون یا نہین اگر متصف ہون تو وہ صفت قابل خوشی ہے جیسے صفت علم و زہد وغیرہ یا مستحق فرحت نہین مثل ثروت و جاہ اور اسباب دنیوی کے پس اگر صفت مذکورہ اسباب دنیوی مین سے ہو تو اوسپر خوشی کرنی ایسی ہے جیسے زمین کی گھاس پات پر کہ تھوڑے دنون مین ہوا مین ماری ماری پھرے گی اس طرح کی خوشی قلت عقل سے ہوتی ہے عاقل شخص کا قول یہ ہے ؎ شدت غم مین سمجھتا ہون خوشی ایسی کہ جلد + انتقال اوس سے ضروری ہے بہر صورت مجھے + پس انسان کو نہین چاہیے کہ متاع دنیوی پر خوشی کرے اسلیے کہ یہ خوشی مادح کی تعریف کرنے کی تو ہے نہین بلکہ اوس شے کے اپنے پاس ہونے کی ہے اور وہ چیز کچھ مدح کی سبب نہین آئی کہ مدح پر فرحت کیجاوے - اور اگر صفت ایسی ہو جو مستحق فرحت ہو جیسے علم و زہد تب بھی خوش نہونا چاہیے اس لیے کہ خاتمہ کا حال معلوم نہین علم و زہد البتہ خدا سے نزدیکی کر دیتے ہین مگر خطرہ خاتمہ کا لگا ہوا ہے اگر آدمی کو خوف اپنے خاتمہ کے برا ہونے کا ہوگا تو کسی دنیاوی چیز کی خوشی پاس بھی نہ پھٹکے گی بلکہ یہ معلوم ہوگا کہ دنیا رنج و اندوہ کا مقام ہے خوشی کی جگہ نہین - پھر اگر علم و زہد سے اس لیے خوش ہوتا ہے کہ توقع حسن خاتمہ کی ہوگئی تو چاہیے کہ اس طرح خوش ہو کہ خدائے تعالے نے اپنا بڑا فضل و انعام کیا کہ علم و زہد و تقوی عنایت فرمایا مادح کی مدح پر خوشی کی کوئی وجہ نہین جس کمال کے واقف ہونے سے یہ خوش ہوتا ہے وہ اللہ تعالے کے فضل سے اس مین پایا جاتا ہے مدح کے باعث نہین پھر مدح پر خوشی کی کیا حاجت ہے مدح سے کوئی فضیلت نہین بڑھ جاتی - اور اگر صفت ایسی ہے جو ممدوح مین نہین پائی جاتی تو ایسی صفت پر ممدوح کا خوش ہونا نہایت دیوانہ پن ہے اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے سے بطریق ہنسی کہے کہ واہ آپ کے پیٹ کا مواد کتنا معطر ہے اور جب آپ پاخانہ پھرتے ہین تو مہک پر مہک خوشبو کی اوٹھتی ہے حالانکہ اوسکو معلوم ہے کہ میرے پیٹ مین نجاست ہے اور اوسمین نہایت بدبو ہوا کرتی ہے اور باوجود اسکے شخص اول کی تعریف سے خوش تو بجز جنون و جہل کے اور کیا تصور کیا جاوے گا اسی طرح جب ممدوح کو کسی مادح نے تعریف کیا اور اوس مین وہ صفات نہین اور باوجود اسکے خوش ہوا تو یہ خوشی بھی ایسی ہی

یہان تک کہ لوگون نے کپڑے پہچان لیے اور زدوکوب کے بعد وہ کپڑے ہٹا لیے اور کہنے لگے کہ یہ شخص جو رہا
اور پھر اوسکے پاس نہ گئے۔ اور سب مین عمدہ طریق جاہ کے قطع کرنے کا لوگون سے کنارہ کشی ہے اور
ایسی جگہہ چلا جانا جہان کوئی اپنے آپ کو نجانتا ہو اس لیے کہ اگر گھر مین بیٹھہ رہے گا اور جس شہر مین مشہور ہے
اوس مین رہے گا تو اسکی گوشہ نشینی سے لوگون کے دلون مین اور زیادہ اعتقاد اور رتبہ پیدا ہوگا
علاوہ ازین اسمین یہ بھی خیال ہے کہ یہ شخص اپنے جی مین گمان کرے کہ مجھے محبت جاہ نہین اور ہو سکتا ہے
کہ یہ ایک دھوکا ہی ہو اسواسطے کہ جب نفس کو اوسکا مقصود قرار واقعی مل گیا تو اوسکو اطمینان ہو گیا
اوس اطمینان کو یہ شخص جاننے لگا کہ زوال محبت ہے حالانکہ اگر لوگ معتقد نہ رہین اور اوسکو برا کہین یا کسی
نامناسب کو اوسکی طرف منسوب کرین تو اوسی وقت نفس مضطرب ہو اور رنج کرے اور کیا عجب ہے کہ کوئی
حیلہ اس بات کا تلاش کرے کہ کسی عذر سے یہ غبار لوگون کے دل سے دور ہونا چاہیے اور اسکے لیے کچھہ مکر و فریب
اور جھوٹ کا محتاج ہو اور اسکی پروا نکرے ایسی صورت مین ظاہر ہوگا کہ یہ ابھی تک جاہ و منزلت کا خواہان ہے
اور جو شخص جاہ و منزلت کو محبوب جانتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا مال کو محبوب جانتا ہے بلکہ اوس سے بھی برا اسلیے
کہ جاہ کا فتنہ بہت زیادہ ہے اور جب آدمی کو لوگون سے طمع رہے گی تب تک ممکن نہین کہ یہ سمجھے کہ
میری منزلت لوگون کے دل مین ہو جاوے۔ ہان اگر اپنی کمائی سے یا اور طرح پر مقدار بسر اوقات حاصل
کرکے لوگون سے بالکل طمع کاٹ دے گا تو البتہ تمام لوگ اوسکے نزدیک نکمی معلوم ہون گے اور اسبات کی کیا
نہوگی کہ ان لوگون کے دلون مین میری جگہہ ہے یا نہین جیسے اون لوگون کے دلون مین جگہہ نہونے کی
پروا نہین ہوتی جو اس سے نہایت مشرق یا مغرب مین رہتے ہین نہ اونکو دیکھتا ہی اور نہ اونسے طمع رکھتا ہے
بہرحال لوگون سے طمع جبھی منقطع ہوتی ہے جب آدمی قانع ہو۔ جو قانع ہوگا وہ لوگون سے بے پروا
رہے گا اور جو بے پروا رہے گا اوسکا دل لوگون مین مشغول نہ رہے گا اور نہ اونکے دلون مین اپنی جگہہ
ہونے کا کچھہ اوسکے نزدیک وزن ہوگا۔ اور ترک جاہ بدون قناعت اور قطع کرنے طمع کے نہین ہو سکتا
اور جتنے اخبار کہ جاہ کی مذمت اور گمنامی اور ذلت کی تعریف مین وارد ہین اون سے اسبات مین اعانت
ملتی ہے یہ قول مشہور ہے اَلْمُؤْمِنُ لَا یَخْلُوْ مِنْ ذِلَّۃٍ اَوْ قِلَّۃٍ اَوْ عِلَّۃٍ یعنے ایماندار ذلت یا قلت یا علت سے
خالی نہین رہتا اور بزرگان سلف کے احوال کو دیکھیے کہ انھون نے ذلت ہی کو عزت پر اختیار کیا

اور ثواب آخرت ہی کے طالب ہوئے

دسوان بیان مدح کی محبت کے علاج مین۔ واضح ہو کہ اکثر لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے ہین کہ اونکو
خوف لوگون کے برا کہنے کا اور محبت اونکی تعریف کی ہوتی ہے اسی وجہ سے لوگون کے تمام حرکات مین

اور لوگ اوسکی ایذا کے خواہان رہتے ہین اور اوسکو ہمیشہ اپنے جاہ کا خوف لگا رہتا ہے کہ کہین مرتبہ لوگون کے دل سے گر نجاوے اور دلون کا حال بدلنے مین ہنڈیا کے اُبال سے بھی سخت ہے کبھی کسی کی طرف ہوتے ہین کبھی اوس سے پھر جاتے ہین پس جو شخص لوگون کے دل پر اعتماد کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ سمندر کی موج پر بھروسہ رکھتا ہے اسلیے کہ جیسے اسکو قیام نہین ایسے ہی اوسکو بھی تو لوگون کے دلون کی رعایت مین لگا رہنا اور اپنے جاہ کی حفاظت کرنی اور حاسدون کے مکر اور دشمنون کی ایذا کو دور کرنا یہ سب آفتین دنیاوی ہین کہ جنسے لذت جاہ کی مکدر رہتی ہے سو دنیا ہی مین جسقدر اس سے آدمی توقع رکھتا ہے اوس سے زیادہ تردد ات ہوتے ہین اور آخرت کا فائدہ جو مقصود ہوتا ہے اوسکا تو کچھ ذکر ہی نہین - یہ علاج اوس شخص کے لیے جسکی نظر ضعیف ہے اور جو قوی بینائی رکھتے ہین اور ایمان زبردست اونکو حاصل ہے تو خدا کے فضل سے وہ دنیا کی طرف التفات ہی نہین کرتے یہ علاج تو باعتبار علم کے ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ ایسے کام کرے جن سے مستحق ملامت ہو اور لوگون کے دل سے اوتر جاوے اور اونکی نظرون سے گر جاوے اور اپنے مقبول ہونے مین جو مزایا تا تھا وہ اس سے چھوٹ جاوے اور گمنامی سے اور خلق کے نزدیک بُرا ٹھہرنے سے الفت ہو اور صرف خدائے تعالے کے قبول پر قناعت میسر ہو اور یہ طریق فرقۂ ملامتیہ کا ہے کہ ارتکاب معاصی اور بُری باتون کا یہان تک کرتے ہین کہ لوگون کی نظرون سے ساقط ہو جاوین اور آفت جاہ سے نجات پاوین مگر یہ صورت ایسے شخص کے لیے جائز نہین جو مقتدا اور پیشوا ہو کہ اوسکے حرکات بد سے مسلمانون کے دلون مین دین کی سستی آتی ہے اور جو شخص کہ مقتدا نہین اوسکو بھی فعل حرام خاص اس علاج کے لیے درست نہین بلکہ یہ جائز ہے کہ مباحات مین سے ایسے افعال کرے کہ جنسے اوسکی قدر لوگون مین گھٹ جاوے مثلاً روایت ہے کہ کسی بادشاہ نے کسی زاہد کے پاس جانے کا ارادہ کیا جب زاہد نے سنا کہ بادشاہ قریب پونہچا اپنا کھانا اور ساگ منگایا اور بیحسون کیطرح بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کیے جب بادشاہ نے اوسکو کھاتے دیکھا اوسکے دل سے اوتر گیا اور وہان سے لوٹ آیا زاہد نے کہا کہ خدای تعالے کا شکر ہے جسنے تجکو مجھسے ہٹا دیا - اور بعضے شخصون نے شربت ایسے رنگین پیالون مین پیا ہے کہ دیکھنے والون کو گمان ہو کہ یہ شخص شراب خوار ہے - اور اوس سے کنارہ کش رہین ہر چند یہ امر فقہ کی رو سے محل تامل ہے کہ ایسا کرنا جائز نہین مگر ہر ایک اپنے نفسون کا علاج ایسی باتون سے کرتے ہین کہ فقیہ فتوی اوسکے جواز کا نہین دیتا مگر وہ لوگ اپنے قلب کی اصلاح سوا اوسکے اور کسی چیز مین نہین پاتے اسواسطے ایسا کرتے ہین پھر اپنے اس افراط و تفریط کا تدارک کر لیتے ہین جیسے کسی بزرگ کی حکایت ہے کہ وہ زہد مین معروف ہو گئے اور لوگون نے اونکے پاس ہجوم کرنا شروع کیا تو وہ ایک روز حمام مین گئے اور ایک دوسرے شخص کے کپڑے پہنکر باہر نکل آئے اور عین راہ مین کھڑے ہو گئے

اوسکے باطن کے مخالف ہو۔ پس جو شخص کہ لوگون کے دلون مین اپنے رتبہ کا خواہان ہے وہ ضرور اون سے بنفاق پیش آوے گا اور بہ تکلف عمدہ خصلتین اونکے سامنے ظاہر کرے گا حالانکہ وہ اونسے خالی اسی کا نام نفاق ہے اس سے معلوم ہوا کہ محبت جاہ کی مہلکات مین سے ہے اسی لیے اسکا علاج بھی واجب ہے اور اسکا دور کرنا دل سے بس لازم کیونکہ یہ مرض ایسا ہے کہ دل کی سرشت مین داخل ہے جیسا کہ مال کی محبت امر جبلی ہے۔ پس محبت جاہ کا علاج مرکب ہے دو باتون سے علم اور عمل۔ علمی علاج تو یہ ہے کہ جس سبب سے جاہ کو محبوب جانتا ہے اوسکو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ سبب یہ ہے کہ لوگون کے اجسام اور قلوب پر کمال قدرت حاصل ہو اور پہلے ہم لکھ چکے ہین کہ اگر یہ بات آدمی کو میسر بھی ہو جاوے تو انتہا اسکی موت ہے یہ بات باقیات صالحات سے نہین بلکہ اگر مشرق سے مغرب تک سب لوگ ایک شخص کو سجدہ کرنے لگین اور پچاس برس تک تمام روے زمین کے لوگ اوسکے لیے اسی حال پر رہین تب بھی یہ سجدہ کرنے والے رہین گے نہ وہ خود رہے گا بلکہ اوسکا حال ایسا ہی ہوگا جیسے اور عظیم الشان صاحب جاہ لوگ زمین کے پیوند ہو گئے اور اونکے سامنے جو لوگ ذلیل و منقاد بنے رہتے تھے وہ بھی فنا ہو گئے تو ایسے امر فانی کے لیے نہین چاہیے کہ اپنے دین کو جس مین حیات ابدی ہے اور کبھی علیحدگی نہین چھوڑ دیا جاوے اور جس شخص نے کہ کمال حقیقی اور وہمی کو سمجھ لیا اوسکی آنکھون مین جاہ حقیر ہو جاتا ہے مگر اسکے لیے اوسی شخص کی بینائی کام کرتی ہے جو آخرت کو حاضر اور سامنے دیکھتا ہے اور دنیا کو حقیر سمجھتا ہے اور موت کو جانتا ہے کہ گویا آچکی اور اوسکا حال مثل حال حضرت حسن بصری رح کے ہوتا ہے کہ اونھون نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو خط لکھا تھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے یون معلوم کرنا چاہیے کہ موت نے گویا آخر کو یہ لکھدیا ہے کہ تم مر گئے مقام تامل ہے کہ اونھون نے کیسے زمانۂ آیندہ کو ماضی سمجھ لیا تھا اور یہی حال حضرت عمر بن عبد العزیز رح کا تھا کہ اونھون نے اس خط کا جواب یہ لکھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے یون تصور کرنا چاہیے کہ گویا تم دنیا مین کبھی آئے ہی نہ تھے ہمیشہ آخرت مین رہے ان لوگون کا التفات آخرت ہی پر تھا اور اسباب کا یقین کہ آخرت تقوی والون ہی کو ملے گی اسی نظر سے دنیا مین جاہ و مال کو حقیر سمجھا مگر اکثر لوگون مین بینائی ضعیف ہے اونکی نظر دنیا ہی پر پڑتی ہے انجام کا خیال نہین کرتے اسی جہت سے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور فرمایا كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ پس جسکا یہ حال ہو اوسکو چاہیے کہ اپنے دل کا علاج علمی مرض محبت جاہ سے کرے یعنے اوسکے آفات دنیاوی کو جانے اور جو خطرے کہ ارباب جاہ کو دنیا مین پیش ہوتے ہین اونکو سوچے کہ ہر ایک صاحب جاہ مسود ہوتا ہے

کہ اونھون نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو لکھا تھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے یون معلوم کرنا چاہیے کہ موت نے گویا آخر کو یہ لکھدیا ہے کہ تم مر گئے مقام تامل ہے کہ اونھون نے کیسے زمانۂ آیندہ کو ماضی سمجھ لیا تھا اور یہی حال حضرت عمر بن عبد العزیز رح کا تھا کہ اونھون نے اس خط کا جواب یہ لکھا کہ بعد حمد و صلوۃ کے یون تصور کرنا چاہیے کہ گویا تم دنیا مین کبھی آئے ہی نہ تھے ہمیشہ آخرت مین رہے ان لوگون کا التفات آخرت ہی پر تھا اور اسباب کا یقین کہ آخرت تقوی والون ہی کو ملے گی اسی نظر سے دنیا مین جاہ و مال کو حقیر سمجھا مگر اکثر لوگون مین بینائی ضعیف ہے اونکی نظر دنیا ہی پر پڑتی ہے انجام کا خیال نہین کرتے اسی جہت سے خداوند کریم نے ارشاد فرمایا بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور فرمایا كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ پس جسکا یہ حال ہو اوسکو چاہیے کہ اپنے دل کا علاج علمی مرض محبت جاہ سے کرے یعنے اوسکے آفات دنیاوی کو جانے اور جو خطرے کہ ارباب جاہ کو دنیا مین پیش ہوتے ہین اونکو سوچے کہ ہر ایک صاحب جاہ مسود ہوتا ہے

ممدوح کی معلوم ہوتی ہے اسی جہت سے ممدوح کو اس تعریف سے لذت ہوتی ہے گو تعریف کرنیوالا دل مین اون اوصاف کا ممدوح کے لیے معتقد نہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسقدر مادح قوی اور تواضع سے منکر ہوگا اوسی قدر اوسکی ثنا سے ممدوح کو لذت زیادہ ہوگی۔ اب اگر یہ چارون اسباب ایک ہی تعریف کرنے والے کی تعریف مین جمع ہوجاوین تو ظاہر ہے کہ نہایت درجہ کی لذت ہوگی اور اگر مختلف ہون تو اوسی قدر لذت بھی کم ہوگی۔ پہلا سبب یعنی اپنے کمال پر واقف ہونا یہ تو اسطرح دفع ہوسکتا ہے کہ ممدوح یہ جان لے کہ مادح اس قول مین سچا نہین مثلاً کسی شخص نے کسی کی تعریف کی کہ تم بڑے شریف یا سخی یا عالم خواہ پرہیزگار ہو اور ممدوح نے جان لیا کہ مجھہ مین ان باتون مین سے کوئی بھی نہین تو وہ لذت جو نفس کو کامل جاننے سے ہوتی وہ تو جاتی رہے گی اور باقی سببون کی لذتین باقی رہین گی اب اگر یہ جان لے کہ مادح صرف اوپر کے دل سے کہتا ہے اور اپنے قول کا معتقد نہین اور مین اس صفت سے خالی ہون تو دوسری سبب یعنی ملکیت دل سے جو لذت ہوتی وہ بھی نہوگی اور تیسرے سبب کی لذت تو اسی دوسرے کے تابع ہے وہ بطریق اولے نہوگی صرف چوتھی وجہ کی لذت یعنی بباعث حشمت ممدوح مضطر ہونا مادح کا مدح و ثنا مین سو اسکا علاج یہ ہی کہ یون سمجھی کہ تعریف کرنے والا میرے خوف سے ثنا نہین کرتا بلکہ مجکو بناتا ہے اور یہ تصور ایسا ہی کہ اسکے بعد کوئی لذت باقی نہین رہتی اسلیے کہ کوئی سبب لذت کا نہین رہتا۔ یہ بیان مشرح نفس کے خوش ہونے اور لذت پانے کا مدح سے اور صدمہ اوٹھانے کا مذمت سے ہے اور ہم نے اسکو اسلیے ذکر کیا کہ آدمی کو علاج محبت جاہ اور مدح کی محبت اور مذمت کے رنج کا معلوم ہوجاوی کیونکہ جس چیز کا سبب نہین معلوم ہوتا اوسکا علاج ممکن نہین اسلیے کہ علاج اسیکا نام ہی کہ مرض کی سب اسباب دور کیے جاوین

نوان بیان محبت جاہ کے علاج مین۔ واضح ہو کہ جس شخص کے دل پر محبت جاہ چھا جاتی ہے وہ بتمام ہمت اسی بات مین مصروف رہتا ہے کہ خلق کی مراعات نچھوٹے اونسے دوستی پیدا ہو انھین کی نمائش مقصود ہو اپنے افعال و اقوال و اعمال مین ہمیشہ اسبات کا خیال رکھتا ہے کہ جس سے خلق مین میرا مرتبہ بڑھے اور واقع مین یہ امر نفاق کا تخم اور فساد کی جڑ ہے ہوتے ہوتے عبادات مین سستی آنے لگتی ہے اور ریا کو دخل ہوتا ہے اور دلون کے راغب کرنے کے لیے منہیات مین مبتلا ہوجاتا ہے اسی لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شرف اور مال کی محبت کو اور اونسے دین کے جاتے رہنے کو دو بھیڑیون نقصان کرنے والون سے مشابہت دی جیسا کہ اوپر گذرا اور نیز فرمایا کہ حُبُّ الشَّرَفِ وَالْمَالِ یُنْبِتُ النِّفَاقَ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ اسلیے کہ نفاق اسی کا نام ہے کہ ظاہر آدمی قول اور فعل مین

[1] شرف اور مال کی محبت نفاق ایسا اگاتی ہے جیسے پانی ساگ کو ۱۲ اوپر گذری ۱۲

یہ شک مٹ جاوے اور یقینا معلوم ہو جاوے کہ مین اس وصف مین بینظیر ہون تا کہ اطمینان ہو اور پھر اوس وصف کے حاصل کرنے کی مشقت نکرنی پڑے پس جبکہ دوسرے کی زبان سے اپنے آپ مین وہ کمال سنتا ہے تو دل کو تسکین ہوتی ہے اور اپنے کمال پر وثوق ہو جاتا ہے اور نہایت لذت حاصل ہوتی ہے اور سب سے زیادہ تر لذت اس سبب سے اوسوقت ہوتی ہے جب مدح و ثنا کوئی ایسا شخص کرے جو اسطرح کے صفات سے واقف ہو اور کلام بھی بے تحقیق اور بیہودہ نکہتا ہو مثلا کوئی استاد اپنے کسی شاگرد کی ثنا کرے کہ تم بڑے ذکی اور دانا اور فاضل ہو تو اس سے شاگرد کو نہایت خوشی ہوتی ہے اور اگر کوئی بیہودہ اور لغو گو اسطرح کی ثنا کرے تو لذت کم ہوتی ہے اور ہجو اور مذمت کے برا معلوم ہونے کا بھی یہی سبب ہے کہ نفس کو اپنے نقصان کا شعور ہوتا ہے اور چونکہ نقصان کمال کی ضد ہے اور کمال محبوب ہوتا ہے تو بالضرور نقصان برا معلوم ہوگا اور جب اسپر اطلاع ہوگی جبھی رنج معلوم ہوگا خصوصا اوسوقت کہ کوئی دانا بینا معتمد آدمی مذمت کرے جیسا کہ مدح مین بیان ہوا۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والی کا دل ممدوح کا مملوک اور مسخر اور معتقد ہے اور دل کی ملکیت بہرصورت آدمی کو پسند ہے جب یہ معلوم ہوگا کہ مادح میرا معتقد اور اوسکا دل میری مشیت کے تابع ہے جبھی لذت حاصل ہوگی خصوصا جب ایسا شخص تعریف کرے کہ جسکو قدرت زیادہ اور اوسکے دل کے مسخر ہونے سے کام زیادہ نکلے تو اور بھی زیادہ خوشی اور لذت ہوگی مثلا حکام اور اکابر کے دل کی تسخیر سے۔ اور یہ لذت کم ہوتی ہے اگر کوئی ایسا شخص تعریف کرے جو بیقدر رہو اسلیے کہ اگر ایسے بیقدر کے دل کا مالک بھی ہوا تو کیا ہے ایک حقیر چیز ملکیت مین آئی اور ایسے کی تعریف ممدوح مین قدرت ناقص کا اظہار کرتی ہے اور اسی وجہ سے ہجو کو بھی برا جانتا ہے اور دلپر صدمہ ہوتا ہے اور جب کوئی اکابر مین سے ہجو کرتا ہے تو اور زیادہ رنج ہوتا ہے کہ اس صورت مین برا مطلب فوت ہوتا ہے۔ تیسرا سبب یہ ہے کہ ایک شخص کا تعریف کرنا اس بات کا موجب ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کا دل بھی اپنا معتقد ہو جاوے خصوصا جب ایسا شخص تعریف کرے کہ جسکے قول پر سب ملتفت ہون اور اوسکا اعتبار کرتے ہون مگر اسمین یہ شرط ہے کہ تعریف لوگون کے سامنے ہو پس جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اور تعریف کرنے والا لائق التفات زیادہ ہوگا مثلا میر مجلس یا حاکم ثنا کرے گا تو تعریف نہایت لذیذ معلوم ہوگی اور برائی اسکی برعکس نہایت شاق گذرے گی۔ چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح صاحب حشمت و رعب ہے کہ مادح اسکی ثنا مین رطب اللسان ہونے کو مضطر ہے خواہ برغبت دل یا بزور دباو۔ اپنا دباو بھی آدمی کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اسمین ایک طرح کا غلبہ پایا جاتا ہے اور چونکہ مادح خواہ مخواہ تعریف کرنے پر مضطر ہے اور اوسکے اضطرار سے ایک طرح کا غلبہ اور قدرت

خواہان ہوئے کہ مین حفیظ و علیم ہون اور ایسی شخص کی اوسکو ضرورت بھی تھی اور یہ قول آپکا درست اور صادق تھا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے کسی عیب یا گناہ کو مخفی رکھنا کہ جس سے دوسرے کی نظر تیز نہ گرجاوے یہ بھی مباح ہے کیونکہ گناہ کا مخفی رکھنا جائز ہے پردہ دری اور بری بات کو علانیہ کہنا جائز نہیں علاوہ ازین اسمین کچھ دھوکا دینا نہین بلکہ جس چیز کے جاننے سے کچھ فائدہ نہو اوسکی اطلاع نکرنی ہے مثلاً ایک شخص شراب خوار ہے مگر حاکم سے نہین کہتا کہ مین شراب پیتا ہون نہ یہ اظہار کرتا ہے کہ مین پرہیزگار ہون کیونکہ اگر پرہیزگار ظاہر کرے گا تو صریح جھوٹ اور فریب دہی ہوگی صرف شرابخواری کا اقرار نکرنے سے یہ ضرور نہین کہ حاکم اسکی پرہیزگاری کا اعتقاد کرے بلکہ اتنا ہے کہ اوسکو اسکی شرابخواری کا علم نہوگا۔ اور یہ امر بھی منجملہ ممنوعات ہے کہ دوسرے کے سامنے نماز بہت اچھی طرح پڑھے تاکہ وہ خوب معتقد ہوجاوے اسلیے کہ یہ سراسر ریا اور فریب دہی ہے کہ وہ تو یہ جانے کہ میان صاحب بہت اخلاص اور خشوع خدا کے ساتھ رکھتے ہین حالانکہ انکا فعل محض ریا ہے پس اس طور سے جاہ کا طلب کرنا حرام ہے اور اسی طرح مال کا پیدا کرنا بھی ناجائز ہے دونون مین کچھ فرق نہین اور جسطرح کہ دوسرے کا مال مکر و فریب سے مفت یا کسی چیز کے عوض مین لینا ناجائز ہے اسی طرح دوسرے کے دل کا بھی مکر و فریب سے مالک ہونا ناجائز ہے کیونکہ دلون کی ملکیت بہ نسبت مال کی ملکیت کے بڑھ کر ہے

آٹھوان بیان اسباب مین کہ نفس کو اپنی مدح و ثنا کی محبت اور خوشی کس سبب سے ہے اور ہجو سے نفرت اور بغض کس وجہ سے

جاننا چاہیے کہ قلب کو جو مدح سے خوشی اور لذت ہوتی ہے اوسکے چار سبب ہین۔ سبب اول جو سب مین زیادہ قوی ہے یہ ہے کہ مدح کے باعث نفس یہ جانتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون اور چونکہ حسب مذکورۂ بالا کمال ایک محبوب چیز ہے تو جب نفس کو اپنی کمال کی واقفیت ہوتی ہے خواہ مخواہ خوشی اور لذت پاتا ہے اور مدح سے ممدوح کے نفس کو اپنے کمال کا شعور ہو ہی جاتا ہے اسلیے کہ جس وصف سے تعریف کیجاتی ہے دو حال سے خالی نہین یا تو ظاہر ہوتا ہی یا مشکوک اگر وصف مذکور ظاہر اور محسوس ہے تب تو لذت کم ہوتی ہے جیسے کسی کی تعریف مین کہین کہ قد کا اونچا اور رنگ کا سفید ہے تو ہرچند یہ ایک طرح کا کمال ہے مگر نفس اس سے غافل نہتا ہے اسی جہت سے اوسکی چندان لذت بھی نہین مگر دوسرے کے جتانے سے جب اس کمال کا شعور ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ لذت حاصل ہوتی ہے اور اگر وصف مذکور ایسی چیزون مین سے ہو جن مین شک کو مجال ہے تو اوس سے لذت بہت زیادہ ہوتی ہے مثلاً کسی کی تعریف کمال علم اور کمال ورع یا حسن مطلق سے کرنی کہ یہ اوصاف ایسے ہین کہ آدمی کو اکثر انمین شک ہوتا ہے کہ میرا حسن یا علم یا ورع کامل ہے یا نہین اور ان سبات کا مشتاق ہوتا ہے کہ کسی طرح

دفع پر آمادہ ہو جاوے یہ مذموم نہین اس لیے کہ جاہ بھی ایک ذریعہ اغراض کا مثل مال کے ہے دونون مین کچھ فرق نہین — بیان تحقیق اس باب مین یہ ہے کہ خود مال و رجاہ کو محبوب بنانے بلکہ اونکی محبت کو ایسا سمجھے جیسا کسی کے گھر مین پاخانہ ہو اور قضاے حاجت کی جہت سے اوس پاخانے کا ہونا پسند کرتا ہو اور یہ چاہتا ہو اگر مجھے حاجت براز کی نہ ہے تو اس پاخانے سے بھی کچھ سروکار نہ ہے پس ایسا شخص واقع مین پاخانے سے محبت رکھنے والا نہ گنا جاوے گا بلکہ جو شی محبوب تک پہونچنے کا ذریعہ ہوتی ہے ان محبت صرف مقصود اصلی ہی سے ہوتی ہے ذریعہ سے صرف ذریعہ ہونے کی محبت ہوتی ہے فقط اب اسکو ایک مثال سے سمجھائے دیتے ہین مثلاً ایک شخص اپنی منکوحہ سے اسوجہ سے محبت رکھتا ہے کہ وقت ضرورت اوس سے صحبت کرتا ہے جس طرح پاخانے کو قضاے حاجت کے لیے اچھا سمجھتا ہے اور اگر اسکو ضرورت شہوت داعی نہو تو منکوحہ کو طلاق دیدے جیسے حاجت براز نہونے سے پاخانے مین نجاتا اور بعض اوقات منکوحہ کو خود چاہتا ہے اور اوسکی صورت پر فریفتہ رہتا ہے یہانتک کہ اگر کبھی اتفاق صحبت نہوتا ہم اوسکو نکاح سے باہر کرنا نہین چاہتا تو اس دوسری قسم کو محبت کہتے ہین اول قسم داخل محبت نہین علی ہذا القیاس جاہ و مال کا حال ہے کہ اگر انکے ساتھ اس وجہ سے محبت ہو کہ انسے اغراض بدن حاصل ہوتے ہین تو کچھ برائی نہین اور اگر خود انھین سے محبت ہے اس سے کچھ غرض نہین کہ یہ ذریعۂ اغراض ہین یا نہین یا مقدار ضرورت سے زائد کو مثلاً محبوب جانے تو مذموم ہے لیکن ایسا شخص جو خود مال و جاہ سے محبت رکھتا ہے فاسق اور عاصی نہوگا جبتک کہ اس محبت کے باعث کسی گناہ کا مرتکب نہو یا مال و جاہ کے حاصل کرنے کے لیے مکر و فریب و جھوٹ وغیرہ کو ذریعہ نہ بناوے یا اونکے حصول کے لیے کسی عبادت کو وسیلہ ٹھہراوے کیونکہ عبادت سے مال و جاہ پیدا کرنا دینی گناہ اور حرام ہے اور مال و ریا کا بھی وہی ہے جیساکہ آگے مذکور ہوگا — اب باقی رہی یہ بات کہ خادم و رفیق و استاد و حاکم کے دلون مین جگہہ کرنے کی کوئی حد مقرر ہے یا جسقدر چاہے اوس قدر کا اونکو معتقد کرلے تو اوسکی تشریح یہ ہے کہ دوسرے شخص کو معتقد کرنا تین طرح پر ہے دو صورتین تو مباح ہین اور ایک ممنوع جو صورت کہ ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ اونکو ایسی صفت کا معتقد کرے جو اپنے آپ مین نہو مثلاً اونکو اسبات کا معتقد کرے کہ مین عالم یا پرہیزگار یا سید ہون حالانکہ ایسا نہین تو یہ حرام ہے اسلیے کہ دروغ اور دھوکا دینا ہے خواہ قول مین یا معاملہ مین — اور مباح صورتون مین سے ایک یہ ہے کہ جس صفت کے ساتھ خود متصف ہو اوسی رتبہ کا خواہان ہو مثلاً حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے حاکم مصر سے فرمایا تھا اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ آپ حاکم کے دل مین اسبات کے

(۱۲ حاشیہ) بین جنکو اپنے اوپر اعتماد ہو اونکو اختیار کرے جنکو نہو اونکو نہ کرے منہ غفرلہ

ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا باقیات صالحات علم و حریت ہین کہ نفس مین ہمیشہ کو رہینگے اور مال و جاہ تو چند روز کے بعد فنا ہو جاوینگے انکی مثال اس آیت مین مذکور ہے اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَيْهَآ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اور دوسری جگہہ ارشاد فرمایا وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا اور جو چیزین کہ موت کے جھوکے سے فنا ہو جاتی ہین وہ زندگی کے مزے ہین اور جنپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور اوس سے فنا نہین ہوتی وہ باقیات صالحات ہین اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ مال و جاہ سے کمال قدرت کو کمال سمجھنا امر ظنی اور بے اصل ہے جو کوئی اسکی طلب مین اپنی عمر ضائع کرے اور اسیکو مقصود اصلی جانے وہ جاہل ہے کیا خوب کہا ہے کسی کہنے والے نے ع مال جنھون نے جمع کیا وہ ہاتھ پسارے جاتے ہین + یعنی مال اسلیے جمع کیا تھا کہ مفلس نہونگے مگر وقت مرگ محتاج اور خالی ہاتھ ہی جاتے ہین - ہان جو شخص انکو بمقدار ضرورت جس سے کمال حقیقی تک پہونچنے کا ذریعہ ہون حاصل کرے گا وہ چین سے رہے گا خدا تعالے ہمکو بھی ایسی ہی توفیق و ہدایت عنایت کرے +

ساتوان بیان اس امر مین کہ جاہ کی کونسی محبت اچھی ہے اور کونسی بری - جب یہ معلوم ہو چکا کہ جاہ کے معنے دلون کی ملکیت اور اونپر قدرت ہونے کی ہین تو جاننا چاہیے کہ اوسکا حکم بھی ملکیت اموال کا سا ہے اسلیے کہ جاہ بھی ایک غرض دنیاوی اغراض مین سے ہے موت پر منقطع ہو جاتا ہے اور از آنجا کہ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ واقع ہے تو جو چیز دنیا مین پیدا ہوئی ہے اوس سے زاد آخرت حاصل کرنا ممکن ہے پس جسطرح تھوڑا مال خورد و نوش و لباس کے لیے ضروری ہے اسی طرح تھوڑا سا جاہ بھی خلق کے ساتھ بسر اوقات کے لیے ضروری ہے اور جیسے کہ خوراک امر لابدی ہے اور جائز ہی کہ مقدار ضرورت کو اوس سے خواہ اوس مال کو جس سے خوراک خریدی جاوے محبوب جانے اسی طرح حاجت ایک خادم کی جو خدمت کرے اور ایک رفیق کی جو اعانت کرے اور ایک استاد کی جو راہ بتاوے اور ایک حاکم کی جو بدون کی شرارت و ظلم سے بچاوے ضروری ہے پس اسبات کو محبوب جاننا سالک کا کہ خادم کے دل مین میری ایسی وقعت ہو کہ وہ خدمتگزاری کیے جاوے یا رفیق کے دل مین ایسی منزلت ہو کہ وہ اعانت سے باز نرہے یا استاد کے دل مین ایسی جگہہ ہو کہ جس سے راہ اچھی طرح بتاوے یا حاکم کے دل مین ایسی عزت ہو کہ وہ شرارت کے

کہ بہت سے اجسام پر قدرت و بدبہ ہونی اور اموال سے توانگری ہونی اور لوگون کے دلون مین بباعث جاہ کے اپنی عظمت ہونی اسی کا نام کمال ہے جب یہ اعتقاد دلمین کر لیتے ہین تو اسی بات کو محبوب جانتے ہین اور اوسی کے طالب ہوتے ہین اور طلب مین ہمہ تن مشغول ہوکر تباہ ہوتے ہین کمال حقیقی جو موجب قرب اللہ ہے اور فرشتون سے قریب کرتا ہے اوس سے بالکل غافل ہین اور وہ کمال حقیقی علم اور حریت کا ہے کمال علم تو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ معرفت الٰہی کا نام ہے اور حریت یعنی آزادی سے غرض قید شہوات اور دنیا کے تردات سے آزاد ہونے سے ہے جس مین فرشتون کی مشابہت پائی جاتی ہے کہ اونکو نہ شہوت ڈگا سکتی ہے نہ غضب دیوانہ کر سکتا ہے غرض کہ دور کرنا آثار شہوت و غضب کا نفس سے وہ کمال ہے جو صفات ملائکہ مین داخل ہے اور یہ محال ہے کہ کوئی سی صفت کمالی خداوند پاک کی متغیر ہوسکے یا اوسپر کوئی شی اثر کر سکے۔ پس جو شخص کہ تغیر اور عوارض کے تاثر سے بعید ہوگا وہی اللہ سے قرب ہوگا اور فرشتون سے مشابہ اور خدای تعالے کے نزدیک بلند مرتبہ بھی وہی ہوگا اور یہ کمال کمال علم و قدرت سے علٰحدہ شے ہے اور ہمنے اسکو اسوجہ سے اوپر نہین بیان کیا کہ واقع مین اس کمال کا مآل نقصان کے نہونے کیطرف رجوع کرتا ہے اسلیے کہ بدلجانا بھی ایک نقصان ہے کیونکہ تغیر اوسی کو کہتے ہین کہ جو صفت پہلے سے موجود تھی وہ جاتی رہے اور جاتا رہنا ذات کے لیے بھی نقصان ہی اور جو صفات کمالی ذات کی ہین اونکے لیے بھی نقصان ہے باین لحاظ اب اگر شہوات سے نہ بدلنے اور اونکی نافرمانی کرنے کو جدا کمال قرار دین تو کمالات تین ہوتے ہین اوّل کمال علم دوّم کمال حریت یعنی شہوات کا غلام نہونا اور اسباب دنیوی کا نچاہنا سوّم کمال قدرت۔ اور بندہ کو کمال علم اور کمال حریت کی حاصل کرنے کا طریق تو مل سکتا ہے مگر تیسری قسم کمال قدرت کے حاصل کرنے کا طریق نہین مل سکتا کہ یہ کمال بھی بعد موت باقی رہے اس لیے کہ قدرت اموال پر خواہ اجسام پر جو قلوب ابدان کی تسخیر سے ہوتی ہے موت پر جاتی رہتی ہے اور معرفت اور آزادی موت سے فنا نہین ہوتین بلکہ باقی رہتی ہین اور وسیلہ قرب الٰہی ہوتی ہین۔ مقام غور ہے کہ جاہل کسطرح اندھے ہوکر معاملہ بالعکس کرتے ہین کہ مال و جاہ سے کمال قدرت کے طالب ہین جو فانی شی ہے اور کسی طرح اوسکو بقا نہین اور کمال علم و کمال حریت سے بالکل منہ پھیر لیا ہے اور یہ دونون ایسے ہین کہ اگر نصیب ہوجاوین تو ابدالآباد منقطع نہون یہی لوگ اس آیت کے مصداق ہین اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ان لوگون نے اللہ تعالے کا یہ ارشاد نہ سمجھا کہ فرماتا ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اس سے معلوم ہوا کہ سعادت صرف معرفت الٰہی مین ہے اور دوسری چیزون کی معرفت کا حال یہ ہے کہ بعض مین تو کچھ فائدہ ہی نہین جیسے شعر کی معرفت اور عرب کے نسب کا حال وغیرہ اور بعض ایسی اشیا ہین کہ اونسے معرفت الٰہی مین اعانت ہوتی ہے جیسے لغت عربی کی معرفت اور تفسیر وفقہ وحدیث کی معرفت کہ لغت کی معرفت سے تفسیر قرآن مجید کے جاننے پر اعانت ہوتی ہے اور علم تفسیر سے قرآن مجید کے مضامین اور کیفیت عبادات اور اعمال کی جنسے تزکیۂ نفس ہوتا ہے معلوم ہوتی ہے اور طریق تزکیۂ نفس کے جاننے سے لیاقت حصول معرفت الٰہی ہوتی ہے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا پس یہ سب چیزین گویا کہ ذریعہ ہین واسطے ثبوت معرفت الٰہی کے ہر چند کمال خدا کی معرفت اور اوسکے صفات و افعال کی معرفت مین ہے مگر اوسی مین یہ بھی شامل ہے کہ موجودات کی معرفت حاصل ہو اسلیے کہ موجودات سبکی سب اوسکے افعال مین سے ہین پس جو شخص کہ موجودات کو اس اعتبار سے معلوم کرے گا کہ وہ اللہ تعالے کے افعال مین سے ہین اور اوسی کی قدرت اور ارادہ اور حکمت کے ساتھ مرتبط ہین تو یہ جاننا بھی ضمیمۂ معرفت الٰہی مین سے ہوگا۔ یہ حکم کمال علم کا ہے جو ہمنے بیان کیا اگرچہ مناسب احکام جاہ وریا کے نتھا الا چونکہ کلام کو پورا ذکر کرنا منظور ہے اس لیے بیان کیا گیا۔ باقی رہا کمال قدرت پس بندے کو اوسمین کمال حقیقی نہین البتہ بندے کو علم حقیقی ہی قدرت حقیقی نہین قدرت حقیقی صرف خداے تعالے ہی کو ہے اور اشیا مین جو اثر بندے کی قدرت و ارادہ کا ظاہر ہوتا ہے یہ بھی خداے تعالے ہی کے پیدا کرنے سے ہے جیسا کہ ہمنے باب صبر و شکر اور باب توحید و توکل اور اور جگہون مین جلد چہارم سے ثابت کیا ہے خلاصہ یہ کہ کمال علم آدمی کے ساتھ بعد موت بھی باقی رہتا ہے اور اوسکو خدا تک پونہچاتا ہے مگر کمال قدرت مین ہم کوئی کمال بجہت قدرت نہین جانتے البتہ قوی کی قدرت کمال علم کا وسیلہ ہین مثلاً تندرستی اور ہاتھ مین قوت گرفت کا ہونا اور پاون مین قوت رفتار کا ہونا اور حواس مین قوت ادراک کا ہونا یہ سب ذریعہ اس بات کے ہین کہ کمال حقیقی علم کا ان سے حاصل ہو سکے اور بعض اوقات ان قوی کے پورا ہونے کے واسطے حاجت مال و جاہ کی قدرت کی ہوتی ہے تاکہ اوسکے سبب خورد و نوش و لباس و مسکن مل سکے اور ظاہر ہے کہ ان اشیا کے لیے ایک مقدار معین ہے پس اگر مال کو معرفت الٰہی تک پہونچنے کے لیے صرف نہ کرے گا تو اوسمین یقیناً کچھ خیر نہین صرف سردست کی لذت حاصل ہوگی جو عنقریب فنا ہو جاوے گی اور جو شخص اسی لذت کو کمال جانتا ہے وہ جاہل ہے مگر تمام خلقت اسی جہالت کے دام مین گرفتار ہے لوگ یہی تصور کرتے ہین

اوسپر ایک لہر اوسکے اوپر بدلی اندھیری ہین ایک پر ایک ۱۲

ت ۱ مراد کو پونہچا جسنے اوسکو سنوارا ۱۲

ت ۲ اور جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سود جھانکے اونکو اپنی راہین ۱۲

ایسا قائم رہتا ہے کہ اوسمین مجال تغیر و تبدیل کی نہین پس اگر بندے کے علم مین بھی تغیر و تبدیل واقع نہو تو وہ خدائے تعالے سے قریب ہوگا پھر معلومات کی دو قسمین ہین ایک تو متغیر ہونے والی اور ایک ازلی۔ متغیرات کی مثال یہ ہے کہ مثلاً اس جملہ کو جاننا کہ زید گھر مین ہے۔ پس ہوسکتا ہے کہ زید گھر مین سے چلا جاوے اور علم اوسکے گھر مین ہونے کا موجود ہے اس صورت مین یہ علم جہل ہوجاوے گا اور باعث نقصان ہوگا نہ باعث کمال۔ پس جن چیزون کے حالات مین انقلاب متصور ہے اگر اونکو کسی خاص حال پر اعتقاد کر لوگے تو اس امر کے درپے ہوگے کہ اپنے کمال کو نقصان سے بدل ڈالو اور علم کو جہل سے۔ اسی مین داخل ہین تمام جہان کے متغیرات مثلاً کسی پہاڑ کے ارتفاع کو جاننا اور پیمایش زمین اور شمار شہرون کے اور فاصلہ اونکے درمیان کا اور دوسری چیزین جو مسالک اور ممالک کے بیان مین مذکور ہوتی ہین اسی طرح علم لغت کو سمجھنا چاہیے کہ لغت بھی اصطلاح کا نام ہے جب مدت گذر جاتی ہے اور لوگ اور رعادتین بدل جاتی ہین تو اصطلاحات مین تبدیل ہوجاتی ہے غرضکہ یہ علوم ایسے ہین کہ انکے معلومات مثل پارہ کے ہین کہ ایک حال سے دوسرے حال پر بدلتے رہتے ہین تو ایسے علوم مین گو سرو دست کمال ہے مگر ایسا کمال نہین جو دل مین باقی رہے۔ دوسری قسم معلومات ازلی ہین مثلاً جائز ہونا ممکن اشیا کا یا واجب ہونا واجبات کا یا محال ہونا مستحیل چیزون کا یہ معلومات ازلی ہین کہ کبھی نہین بدلتے مثلاً محال ہے کہ واجب کبھی ممکن ہوجاے یا ممکن چیز محال ہو یا محال واجب ہوجاوے یہ اقسام داخل ہین خدا کی معرفت مین اور جو اشیا کہ اوسکے لیے واجب ہین اور جو چیزین کہ اوسکے صفات مین محال ہین اور اوسکے افعال مین جائز ہین تو اللہ تعالے اور اوسکے صفات اور افعال کا علم اور اوسکی حکمت کا جو آسمانون اور زمینون مین ہے اور جو ترتیب کہ اوسنے دنیا و آخرت مین رکھی ہے اور اونکے متعلقات کا علم کمال حقیقی ہے کہ جو اوس سے متصف ہوگا وہ خدای تعالے سے قریب ہوگا اور یہ کمال نفس کے لیے بعد موت بھی رہے گا اور یہ معرفت عارفین کے لیے مرنے کے بعد نور بنے گی یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا یعنے یہ معرفت ایسا راس المال ہوجاوے گی کہ اسکے ذریعہ سے جو چیز دنیا مین معلوم نہوئی تھی وہ معلوم ہوجاوے گی جیسے کسی کے پاس ایک چراغ دھندلا سا ہو تو ہوسکتا ہے کہ اوس سے دوسرا چراغ روشن کرکے نور کو زیادہ خواہ کامل کرلے اور جسکے پاس سرے سے چراغ ہی نہو اوسکو یہ بات حاصل نہین ہوسکتی اسی طرح جسکو اصل معرفت نہین اوسکو اس نور کی طمع نہین ہوسکتی وہ ایسا ہوگا کَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا بلکہ اوسکی تاریکی کی یہ مثال ہوگی ظُلُمٰتٌ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ

انسانی مین بھی ہے اور وہ ایسی شی ہے کہ نہ موت سے فنا ہو نہ خاک اوسکو کھاوے کیونکہ وہی محل ایمان اور معرفت ہے اور وہی دیدار خدا تک پونہچانے والی اور دیدار کی طرف سعی بھی اوسی سے ہوتی ہے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ جاہ کے معنے دلون کا مسخر ہونا ہے اور جس کسیکی تسخیر مین دل آجاتے ہین اوسکو اونپر استیلا و قدرت ہو جاتی ہے اور استیلا اور قدرت کمال مین داخل ہے جو کہ صفات ربوبیت سے ہے اسی وجہ سے دلکو کمال علم و قدرت طبعًا محبوب ہے اور مال و جاہ اسباب قدرت مین سے ہین اور چونکہ معلومات اور مقدورات کی کچھ انتہا نہین تو جبتک کوئی چیز علم و قدرت سے خارج رہے گی جبتک شوق کو تسکین نہو گی اور نقصان بھی باقی رہے گا اسی لیے حدیث مذکورۂ بالا مین وارد ہے کہ مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ غرض کہ ہر ایک دل کا مطلوب کمال ہے اور کمال علم و قدرت سے ہوتا ہے اور اسکے درجات کا فرق زائد از شمار ہے پس ہر ایک انسان اوسی قدر خوشی اور لذت پاتا ہے جسقدر کہ اوسکو کمال ہو۔ یہ وجہ ہے جس سے کہ علم و مال اور جاہ محبوب ہین اور ظاہر ہے کہ یہ وجہ دوسری ہی چیز ہے وجہ اول یعنے ذریعہ قضاے شہوت ہونا مال و جاہ کا علیحدہ بات ہے اسلیے کہ شوق حصول علم و مال و جاہ باوجود شہوت کے ساقط ہونے کے بھی باقی رہتا ہے بلکہ انسان ایسے علوم سے محبت رکھتا ہی کہ جن مین لیاقت حصول اغراض کی نہو بلکہ کبھی عجائب اور مشکلات کے جاننے مین طبیعت ایسی مصروف ہوتی ہے کہ تمام اغراض و شہوات سے دست بردار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ علم شی مین معلوم پر استیلا پایا جاتا ہے جو من وجہ کمال ہے اور صفات ربوبیت مین سے ہے جو طبعًا محبوب ہوتی ہین لیکن علم و قدرت کے کمال حاصل کرنے مین غلطی بھی واقع ہوتی ہے جسکا بیان بہت ضروری ہے

چھٹا بیان کمال حقیقی اور کمال وہمی بے اصل کا ذکر۔ یہ تو پہلے معلوم ہو چکا کہ بعد نہو سکنیگا نہ فی الوجود کے کوئی کمال علم و قدرت کے کمال کے برابر نہین اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کمال حقیقی علم و قدرت مین کمال وہمی سے ملا جلا ہے اور اسکو اسطرح سمجھنا چاہیے کہ کمال علم کا سواے خداے تعالے کے اور کسیکو نہین اور اسکی تین وجہین ہین اول تو کثرت معلومات کے باعث کہ خداوند کریم کا علم سب معلومات پر محیط ہے اس بنا پر جتنا کسی بندے کو معلومات زیادہ ہونگے وتنا ہی خدا سے قریب ہوگا دوسری معلوم چیز کی اصل حقیقت کے دریافت کرنے کے باعث کہ خداوند کریم کے علم کے سامنے سب معلومات کی اصل حقیقت کامل طور پر واضح ہے پس اگر کسی بندے کا علم بھی اسی صفت پر ہو کہ اشیا کی حقیقت کو جسطرح پر وہ ہین صدق و یقین و وضوح کے ساتھ مفصل جانے وہ خداے تعالے سے قریب ہوگا تیسری علم کی پایداری و قیام کے باعث کہ ابدالآباد تک تبدیل و زوال کو اوسمین دخل نہو خداے تعالے کا علم

علم کی جہت مستولی ہونا چاہے اور اوسکے اسرار و دقائق کو جاننا چاہے کہ یہ بھی ایک طرح کا غلبہ ہے
اسلیے کہ شے معلوم جسپر علم محیط ہوتا ہے وہ گویا کہ علم مین داخل ہوجاتی ہے اور عالم اوس علم پر حاوی
ہونے سے گویا غالب کہلاتا ہے اسی بنا پر انسان نے اسباب کو پسند کیا کہ اسد تعالے اور فرشتون
اور آسمانون اور ستارون کو جانے تمام عجائبات سماوی اور عجائب پہاڑون اور سمندرون کو
پہچانے کہ اسمین ایک طرح کا استیلا پایا جاتا ہے جو ایک شق کمال کی ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ
کوئی شخص اگر کسی صنعت عجیب سے عاجز ہو تو طرین صنعت ہی کا مشتاق بنے کہ کسی طرح اسکا طریق
ہی معلوم ہوجاوے مثلاً اگر کسیکو شطرنج کھیلنا نہ آتا ہو تو وہ اسی بات کا مشتاق ہوگا کہ اوسکی چالین ہی
معلوم ہوجاوین یا یہ کہ کوئی صنعت عجیب ہندسہ کی خواہ شعبدہ یا جر ثقیل وغیرہ کی دیکھی اور جان لیا
کہ مجکو نہ آوے گی یا نہ بن پڑے گی مگر یہ چاہا کہ اسکی کیفیت معلوم ہوجاوے کہ کیسے ہوتی ہے تو اگرچہ
اس شخص کو اپنے عاجزی کا اوس صنعت سے رنج ہوگا لیکن اگر اوسکو علم کیفیت ہی ہوجاوے گا
تو کمال علم سے لذت پاوے گا۔ مگر رہی دوسری قسم جسپر انسان کے تصرف کو دخل ہی یعنے زمین کی اشیا تو انسانکو
طبعاً محبوب ہے کہ اپنے تصرف و قدرت سے مستولی ہوجاوے کہ جو چاہے سو کرے اور زمین کی اشیا
کی دو قسمین ہین ایک اجسام دوسری ارواح اجسام جیسے روپیہ اشرفی اور اسباب وغیرہ ان چیزونمین
یہ بات محبوب ہے کہ جہان چاہے وہان رکھے جسکو چاہے دیوے جسکو چاہے نہ دیوے وغیرہ غرض انپر قدرت و تصرف کا
خواہان ہوتا ہے اسلیے کہ قدرت کمال گنا جاتا ہے اور کمال صفات ربوبیت سے ہے جو انسان کو طبعاً محبوب ہے اسی جہت سے
اموال کی محبت کرتا ہے کہ کھانے اور پینے اور لباس اور شہوات نفس کے لیے اونکا محتاج نہو اسی واسطے لوگون کو
بھی اپنا غلام بنایا چاہتا ہے کہ اونکے اجسام و اعضا پر تصرف و قدرت ہوجاوے گو جبراً قہراً ہی ہو اور دلکی
ملکیت بھی حاصل نہو کیونکہ دلون کی تسخیر تو بدون اعتقاد کمال کے نہین ہوتی یہ ضرور نہین کہ لونڈی غلامون کے
دل بھی آقا کے کمال کے معتقد ہون الا قہر و جبر کا خیال البتہ دلمین رہتا ہے اسی سے اپنے اجسام سے اطاعت
کرتے ہین اور یہی دبدبہ اور غلبہ اور قدرت حضرت انسان کو محبوب ہے۔ دوسری قسم آدمیون کے نفس اور اونکے
دل ہین کہ تمام روی زمین چیزون مین انفس و اعلی ہین انسانکو یہ محبوب ہے کہ اونپر بھی غلبہ و قدرت ہوجاوے
اس طرح کہ تمام قلوب مسخر ہوجاوین کہ اپنے ہی اشارہ اور ارادہ مین رہین اور وجہ اس امر کے محبوب ہونے کی یہ ہے
کہ اسمین کمال غلبہ متصور ہے اور صفات ربوبیت کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے الا قلوب کی تسخیر بدون
محبت نہین ہوتی اور دلون مین محبت بدون اعتقاد کمال نہین آتی اسلیے کہ کمال صفات الٰہی مین سے ہے
اور صفات الٰہی سب کے سب طبعاً انسان کو محبوب ہین کہ اون مین ربانی بات پائی جاتی ہے اور امر ربانی

آفتاب وجود حقیقی سے پرتو ہ پاکر اپنے اپنے وقت پر جلوہ گر ہین کوئی اوسکا سہیم و شریک نہین کہ اوس سے مستغنی ہو سے وجود ش آن فروزان آفتابست ہ کہ ذرہ ذرہ ازوی نور یابست ہ حاصل یہ کہ معنے ربوبیت کے یہ ہین کہ یگانہ ہونا وجود مین یعنی کمال مین اور ہر ایک انسان اپنی طبیعت سے یہ امر پسند کرتا ہی کہ کمال کے ساتہ یگانہ مین ہی ہوجاؤن اسی لحاظ سے بعض مشائخ صوفیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر ایک انسان کے باطن مین وہ بات موجود ہے جسکی تصریح فرعون نے اپنے قول اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی سے کی تھی مگر یہ کہ اوسکی مجال نہین پاتا یعنے متفرد بالکمال ہونے کو جی چاہتا ہے مگر ہو نہین ہوسکتا اور واقع مین جیسا اوس بزرگ نے فرمایا ویسا ہی ہے اسلیے کہ بندہ ہونا نفس پر شاق ہے اور ربوبیت طبعًا محبوب ہے کیونکہ منسوب بانیت کیطرف ہے جسکا اشارہ آیۂ کریمہ قل الروح من امر ربی مین ہے لیکن از آنجا کہ نفس منتہاے کمال کے حاصل کرنے سے عاجز ہے تو اوسکی آرزو تب بھی کرتا رہتا ہے اور کمال کا متمنی اور محب اور اوس سے لذت یاب رہتا ہے اور سواے آرزوی کمال کے اور کوئی وجہ لذت کی نہین غرضکہ جو موجود ہے وہ اپنی ذات کو اور اپنی ذات کے کمال کو پسند کرتا ہے اور مرنے کو جس سے فناے ذات یا فناے صفات کمال ذات سے متصور ہے ناپسند کرتا ہے۔ اور اگر یگانہ ہونا وجود مین نہ فرض کیا جاوے تب کمال اس طرح ہوگا کہ تمام موجودات پر غالب ہو اسلیے کہ زیادہ تر کمال انسان تو اس مین ہے کہ دوسرے شخصون کا وجود اوس سے ہو اگر یہ نہو تو اتنا تو ہو کہ سب پر غالب ہو اسوجہ سے سب پر غالب ہونا انسان کو طبعًا محبوب ہے کیونکہ اسمین بھی ایک وجہ کا کمال پایا جاتا ہے مگر یہ کہ غلبہ اشیاء پر جب ہوتا ہے جبکہ قدرت اون مین تاثیر اور تغیر کی اپنے ارادے سے حاصل ہو کہ جس طرح انکو چاہی اولٹ پھیر کرسکے تو انسانکو یہ بات محبوب ہوئی کہ جو چیزین اسکے ساتہ موجود ہین سب پر اپنا غلبہ اور تصرف کرے لیکن از انجا کہ موجودات کی تین قسمین ہین ایک تو ایسی ہین کہ جن مین کسی طرح کا تغیر نہین ہوسکتا مثل ذات و صفات الٰہی کے اور ایک ایسی ہین کہ تغیر ہوسکتا ہے لیکن خلق کا تصرف اونپر نہین ہوسکتا جیسے آسمان اور ستارے اور فرشتے اور جن اور شیاطین اور پہاڑ اور سمندر اور جو چیزین اونکے نیچے ہین تیسری قسم ایسی چیزین ہین جو بندے کے تصرف سے متغیر ہوسکتی ہین جیسے زمین کے اجزا اور معادن اور نباتات اور حیوانات اور اسی قسم مین سے آدمیون کے دل بھی ہین کہ قابل تاثیر اور تغیر کے مثل اجسام انسانون کے ہین پس جبکہ موجودات مین یہ تقسیم ہوئی کہ بعض مین تصرف انسان کا دخل ہو جیسے زمین کی اشیا اور بعض اسکے تصرف سے خارج ہوئے جیسے ذات الٰہی اور آسمان و فرشتے تو انسان نے اس بات کو محبوب سمجھا کہ فلکیات پر

ق
مین ہون ربکم الاعلی
بست و ہفتم

سمجھنا چاہیے یعنے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دور دراز ملکون کے لوگون کے دل مین میری جگہہ ہو وہ یہ فرض کر لیتا ہے کہ شاید کوئی ایسا سبب ہو کہ مین اپنے وطن سے اون لوگون مین جا پڑون یا وہ لوگ اس ملک مین آجاوین اور اون سے احتیاج استعانت کی ہو تو چونکہ یہ امر ممکن ہے اور حاجت ہونی دور کے ملک والون سے ظاہرا محال نہین تو ایسے لوگون کے دلون مین اپنی وقعت ہونے سے نفس کو کمال فرحت اور لذت ہوتی ہی ہے کیونکہ اسمین وہی خوف وہمی جاتا رہتا ہے۔ دوسرا سبب جو زیادہ قوی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک امر ربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے خود اوسکو اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا ہے وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي اور اوسکے ربانی ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ علوم مکاشفہ کے اسرار مین سے ہے اوسکے اظہار کی اجازت نہین اسواسطے کہ اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ظاہر نہین فرمایا مگر قبل اس امر کے پہچاننے کے یہ معلوم ہے کہ آدمی کے دل کو چار طرح کے صفات کی طرف رغبت ہوتی ہے اول صفات بہیمی کی طرف مثل خورد و نوش اور جماع کے دوم صفات سبعی کیطرف جیسے مار پیٹ اور ایذا سوم صفات شیطانی کی طرف مثل مکر و فریب اور بہکانے کے چہارم صفات ربوبیت کیطرف جیسے کبر اور عزت اور شیخی اور طلب علو وغیرہ اور ان چارون کیطرف میل ہونا اسوجہ سے ہے کہ انسان چند اصول مختلف سے مرکب ہے جنکی تفصیل کی شرح کرنی طویل ہے بہرحال انسان اسوجہ سے کہ اسمین امر ربانی بھی ہے اپنی طبیعت سے ربوبیت پسند ہے اور ربوبیت کے معنے یہ ہین کہ کمال مین یکتا ہونا اور وجود مستقل مین یگانہ ہونا۔ اور چونکہ کمال اوصاف الٰہی مین سے ہے اسی جہت سے انسان کا بھی محبوب بالطبع ہی باقی رہا کمال ہونے کا وہ منحصر ہے وجود پر مثلاً آفتاب کا کمال اسی مین ہے کہ تنہا موجود ہے اگر اوسکے ساتھ دوسرا آفتاب ہوتا تو اوسکے حق مین نقصان ہوتا اسلیے کہ اوسوقت یہ نہ کہہ سکتے کہ کمال آفتاب ہونے مین یگانہ ہے اور وجود مین یگانہ خداے تعالے ہی کہ اوسکے ساتھ کوئی وجود سوا اوسکے نہین بلکہ وجود ماسوا کا اوسی کے آثار قدرت کا ایک نشان ہے بذات خود اوسکو قیام نہین خداے تعالے ہی کے وجود کے باعث قائم ہے اسی جہت سے یہ نہین کہہ سکتے کہ ماسوا کا وجود خداے تعالے کے وجود کی معیت رکھتا ہے اسلیے کہ معیت یعنی ایک ساتھ ہونا اس بات کو چاہتا ہے کہ دونون رتبہ مین مساوی ہون اور رتبہ مین مساوات ہونے سے کمال مین نقصان ہے کامل وہی ہے جسکا مثل رتبہ مین نپایا جاوے جیسے آفتاب کے تمام جہان مین چمکنے سے کچھہ اوسمین نقصان نہین بلکہ یہ امر داخل اوسکے کمال مین ہے بلکہ آفتاب کا نقصان دوسرے آفتاب کے موجود ہونے سے ہے جو اوسکے رتبہ کے مساوی ہو اور اوسکی کچھہ پروا نرکھے اسی طرح وجود اشیای ماسوی اللہ کا سمجھنا چاہیے کہ یہ بھی

مال و جاہ کی محبت بے شک ہونی چاہیے اسلیے کہ جو چیز ذریعہ محبوب چیزون کے وصول کا ہوتی ہی اوسکو بھی آدمی کی طبیعت محبوب جانتی ہے مگر طرفہ اور عجب تر تو یہ ہے کہ کوئی حاجت بھی آدمی کو نہوتب بھی محبت مال کے جمع کرنے کی اور خزانون کے افراط کی اور دفینون کی کثرت کی ہوتی ہی یہانتک کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل سونے کے ہون تو تیسرے کا خواستگار ہوگا حالانکہ قطعًا معلوم ہی کہ اوسکی طرف کبھی حاجت نہ پڑے گی اسی طرح جاہ کے باب مین آدمی اپنا ذکر اور شہرت ایسی دور دراز ملکون مین چاہتا ہے کہ یقیناً جانتا ہے کہ مین وہان کبھی نجاؤن گا اور نہ کبھی وہان کے لوگون کی ملاقات ہوگی کہ اونکو تعظیم یا سلوک کی نوبت پونہچے یا کسی غرض مین ممد و معاون ہون اور باوجود اسکے ایسی جگہہ مین بھی انتشار ذکر سے نہایت خوشی ہوتی ہے اور اسکی محبت طبیعت مین پائی جاتی ہی ظاہر مین یہ ایک جہالت کی بات ہے کہ بے فائدہ چیز کی محبت کرے جس سے نہ فائدۂ دین ہو نہ فائدۂ دنیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ واقع مین یہ محبت ہر ایک دل مین ہے اور اسکے دو سبب ہین ایک سبب تو ظاہر ہے جو عوام بھی جانتے ہین اور دوسرا جو بڑا سبب ہے وہ پوشیدہ ہے اور نہایت دقیق کہ ذکی شخصون کے فہم سے بھی بعید ہے غفلتون کا تو کیا ذکر ہے کیونکہ اوس سبب کو نفس کی رگ باطنی اور طبیعت کے اقتضاے خفیہ سے مدد پہونچتی ہے جسکو بجز نہایت درجہ کے تامل والون کے اور کوئی نہین دریافت کرسکتا۔ سبب اول تو اس محبت جمعیت کا یہ ہے کہ رنج خوف کا دور کرنا منظور ہوتا ہے یہ بات ظاہر ہے کہ سوء ظن سے ڈرنے والا حریص ہوا کرتا ہی اور انسان کا بھی یہی حال ہے کہ اگرچہ اسکے پاس سردست مال بقدر کفایت موجود ہو مگر چونکہ طویل الامل ہے اس جہت سے یہ خیال کرتا ہے کہ شاید یہ مال جو مجکو کافی ہے تلف ہوجاوی اور دوسرے کا محتاج ہونا پڑے جب یہ خطرہ دل مین گذرتا ہے تو اوسکے دل مین سے خوف جوش زن ہوتا ہے اور یہ رنج خوف کا جبتک دور نہین ہوتا جبتک دوسرا مال اوسکے پاس نہو کہ جس سے اوسکا اطمینان ہو کہ اگر مال اول کو مصیبت آجاوی گی تو یہ دوسرا کام آوے گا پس اسی طرح ہمیشہ اپنے نفس پر خوف کرتا رہتا ہے اور زندگی کی محبت مین فرض کرلیتا ہے کہ بہت دنون جیون گا اور یہ بھی فرض کرلیتا ہی کہ بہت سی حاجات پیش آوین گے اور یہ بھی مان لیتا ہے کہ مال موجود پر بہت سی آفتین راہ پاوین گی انھین خیالات سے خوف اوبھرتا ہے اور دفع خوف کے لیے مال کی کثرت کرتا جاتا ہے کہ اگر بالفرض ایک مال پر آفت آوی تو دوسرا کام آوے اور یہ ایک ایسا خوف ہے کہ اسکے واسطے کوئی مقدار مخصوص مال کی نہین کہ وہان تک پہونچکر ٹھہر جاوے اسی واسطے مالکی طالب کی بھی کوئی حد معین نہین اور اسی بنا پر حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُومُ الْعِلْمِ وَمَنْهُومُ الْمَالِ۔ اور اسی جیسا سبب جاہ مین

* دو بھوکے ہیں ایک علم کا دوسرا مال کا ۱۲ قرآنی دعا و عطیہ جواہر ہدایت ابن عباس رضی اللہ عنہ یوسف ۱۲

اختیار مین ہین اور مال کا دنیا دل سے متعلق ہے جسکی طرف دل ہوگا اوسکے لیے مال دینا کچھ دریغ نہین اور
اگر کوئی خسیس جس مین کوئی وصف کمال نہین خزانہ پاوے اور اوسکو جاہ نہو اور چاہے کہ مال کی حفاظت سے
مجکو جاہ حاصل ہوجاوی تو نہایت دشوار ہی اس سے معلوم ہوا کہ جاہ ذریعہ مال کا ہوسکتا ہی جو صاحب جاہ ہوگا وہ صاحب مال پہلی ہے
اور جو مال ہی کا مالک ہی وہ کسی طرح مالک جاہ نہین اسی لیے جاہ زیادہ تر محبوب ہے دوم یہ کہ مال معرض تلف مین بھی آسکتا ہی کہ
چوری ہوجاوی یا چھن جاوی یا حکام وظالم اوسپر طمع کرین علاوہ ازین اوسکے لیے احتیاج پہری چوکی اور خزانہ وغیرہ
کی ہی غرضکہ بہت سی آفتین مال پر آتی ہین اور دل جب ملک مین آجاتی ہین تو ان آفات مین سی کوئی سی آفت بھی اوس ملکیت پر نہین
آتی تو واقع مین اصلی خزانہ یہی ہی کہ جسپر نہ چور قابو پاوین نہ غاصبون کے ہاتھ لگے اور مال مین سب سے زیادہ پایدار اشیا غیر منقول ہین اونمین
بھی خطرہ غصب اور ظلم کا موجود ہے اور خالی حفاظت اور نگاہبانی سے نہین مگر دلون کی خزانی مین
یہ سب باتین مفقود ہین وہ آپ ہی آپ محفوظ اور غصب و چوری سے مامون ہین ہان ایک آفت اس
خزانے مین یہ پہونچتی ہے کہ لوگون کو کوئی بہکا کر اور صاحب جاہ کی برائی بیان کرکے اونکے دل پھیر
سکتا ہے اور اعتقاد بدل سکتا ہے مگر اس شاذ و نادر بات کا دفع کرنا بہت آسان ہے اور اکثر تو جو کوئی
ایسا کرنا چاہے اوسکو بن ہی نہین پڑتا سوم یہ کہ دلون کی ملکیت بے رنج و مشقت بڑھتی جاتی ہے
اور ایک سے دوسرے مین سرایت کرتی جاتی ہے اسلیے کہ جب دل کسی کے وصف کمالی کے معتقد ہوتے ہین
کہ فلان شخص بڑا عالم یا عامل ہے تو زبان خود بخود اوسکی ثنا مین کھلتی ہے اور جس چیز کی خود معتقد ہوتے ہین
وہ دوسرے کے سامنے بیان کرتے ہین پس دوسرے شخص کا دل بھی اسی حال مین گرفتار ہوجاتا ہے۔ اور
آدمی کی طبیعت جو انتشار صیت و ذکر کو پسند کرتی ہے اوسمین بھی یہی بات ہے کیونکہ ذکر جب اطراف
مین پھیلتا ہے تو اوس سے اور دل معتقد ہوتے ہین اور اوس اہل کمال کو برا جاننے لگتے ہین
اسی طرح ایک سے دوسرے تک پھیلتا رہتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے اور اسکی کوئی حد معین نہین بخلاف
مال کے کہ وہ اگر کسی کی ملکیت مین آجاتا ہے تو جبتک اوسکے بڑھانے مین تعب و مشقت و رنج و محنت
نہ اوٹھائے گا وتنا ہی رہے گا خود بخود نہین بڑھنے کا اور جاہ خود بخود پھیلتا اور بڑھتا جاتا ہے
اور اسی جہت سے جب آدمی کا جاہ زیادہ ہوجاتا ہے اور شہرۂ خلق ہوجاتا ہے اور سب لوگ اوسکی تعریف
مین رطب اللسان رہتے ہین تو اوسکے مقابلہ مین مال اوسکی نظرون مین حقیر ہوجاتا ہے یہ مجمل
ترجیحات جاہ کی مال پر ہین اگر انکو مفصل لکھا جاوے تو ترجیح بھی زیادہ تر معلوم ہو۔ یہان ایک
سوال پیدا ہوتا ہے کہ آدمی کو مال اور جاہ سے غرض صرف حصول اغراض اور دفع مضار ہے مثلاً
حصول غذا و مسکن و پوشاک یا دفع مرض و عقوبت کہ بدون مال خواہ جاہ کے نہین ہوسکتی تو اسوجہ سے

اور جسقدر دلون کا انقیاد ہوگا اوسی قدر صاحب جاہ کو لوگون کے دلون پر اختیار ہوگا اور جسقدر اختیار ہوگا اوسی قدر اوسکو فرحت اور محبت جاہ سے ہوگی - یہانتک معنی اور حقیقت جاہ کے بیان ہوئے اب اسکے ثمرات اور نتیجے ہین مثلاً لوگون کا تعریف کرنا یا حد سے زیادہ بڑھانا یعنے جو شخص کسی کی طرف اعتقاد کسی کمال کا رکھتا ہے اپنے اعتقاد کی چیز سے چپ نہین رہتا اور معتقد علیہ کی ثنا اوس وصف مین کرتا ہے اور منجملہ نتائج جاہ کی خدمت اور اعانت ہے کہ اعتقاد والا اپنے اعتقاد کے موافق اپنے نفسکو معتقد علیہ کی خدمت و اعانت مین مصروف رکھتا ہے اور غلامون کی طرح اوسکا مسخر رہ کر کسی طرح دریغ نہین کرتا اور نیز نتائج جاہ سے معتقد علیہ کو مقدم سمجھنا اور اوسکے ساتھ کوئی خرخشہ نکرنا اور تعظیم کرنی اور اول ہی سلام کرنا اور سب مقصدون مین اوسکو مقدم جاننا اور محفلون مین عمدہ جگہہ پر بٹھانا ہی یہ باتین کسی کے جاہ کے دل مین سمانے سے پیدا ہوا کرتی ہین یعنے جب دلون مین صفات کمالیہ کسی شخص کا اعتقاد آجاتا ہے خواہ وہ صفات علمی ہون یا عبادت یا حسن عبادت یا نسب یا حسن صورت یا حکومت یا زور بدن خواہ اور کوئی چیز جسکو لوگ اچھا جانتے ہین تو دلون مین اوس شخص کے جاہ قائم ہونے کا سبب یہی اوصاف ہوتے ہین اور اسلیے وہ آثار مذکورہ ظہور مین آتے ہین

پانچوان بیان اس امر کا کہ جاہ کے محبوب ہونے کی کیا وجہ ہے کہ بدون مجاہدۂ سخت کے کسی قدر بشر کا دل اس سے خالی نہین ہوتا - جاننا چاہیے کہ جو سبب چاندی سونے کے اور دوسرے مال کے محبوب ہونے کا ہے وہی بعینہ جاہ کے محبوب ہونے کا ہے بلکہ سبب محبت جاہ اس بات کا مستدعی ہے کہ جاہ کی محبت بہ نسبت مال کے بہت زیادہ ہو جیسے چاندی اور سونا اگر وزن مین مساوی ہون تو محبت سونے کی زیادہ ہوتی ہے اور اسکو یون سمجھنا چاہیے کہ روپیہ اشرفی بذات خود نہ کھانے کی لیاقت رکھتے ہین نہ پینے کی نہ لباس اور نکاح کی اس اعتبار سے روپیہ اشرفی اور کنکر مین کچھہ فرق نہین بلکہ اونکی محبت اسلیے ہوتی ہے کہ اونکے ذریعہ سے اور محبوب چیزین حاصل ہوسکتی ہین اور حاجتین پوری ہوسکتی ہین یہی حال جاہ کا یعنے دلون کے مالک ہونے کا ہے کہ وہ بھی بذات خود کارآمد نہین بلکہ وسیلہ حصول اغراض کا ہوتا ہے پس چونکہ سبب محبت روپیہ اشرفی اور جاہ مین ایک ہی ہے اسلیے محبت بھی دونون سے ہونی چاہیے مگر چونکہ جاہ بہ نسبت مال کے ترجیح رکھتا ہے اسواسطے اوسکی محبت بھی بہ نسبت مال کے زیادہ ہونی چاہیے اور جاہ یعنی ملکیت قلوب کو ملکیت مال پر تین طرح کی فوقیت ہے اول یہ کہ جاہ سے مال کا ملنا بہت آسان ہے اور مال سے حصول جاہ دشوار مثلاً کوئی عالم یا زاہد جسکی جگہہ لوگون کے دلون مین ہے اگر مال پیدا کرنا چاہے تو اوسکو کچھہ وقت نہین ہوگی اس لیے کہ جو لوگ اوسمین صفت کے معتقد ہین اونکے دل اوسکے

اور حضرت علی رضہ کو ارشاد فرمایا اِنَّمَا هَلَاكُ النَّاسِ بِاتِّبَاعِ الْهَوٰى وَحُبِّ الثَّنَاءِ خدائے تعالے سے یہ دعا ہے کہ اپنے فضل و کرم و احسان سے اس بلا سے ہمکو عافیت مین رکھے

چوتھا بیان جاہ کے معنے اور اوسکی حقیقت کے ذکر مین - جاننا چاہیے کہ مال اور جاہ دنیا کے دو رکن ہین مال کے معنے تو یہ ہین کہ جن چیزون سے نفع ہوا اونکا مالک ہونا اور جاہ کے معنے یہ ہین کہ جن دلون سے اپنی تعظیم اور طاعت مطلوب ہے اونکا مالک ہوجانا - اور جس طرح کہ مالدار اور غنی وہ کہلاتا ہے جو روپیہ پیسے پر قدرت رکھتا ہو اور اون دونون کے ذریعہ سے اپنے تمام مقاصد اور شہوات اور حظوظ نفس پورا کرسکتا ہو اسی طرح صاحب جاہ وہ شخص کہلاتا ہے جو لوگون کے دلون کو ایسی طرح قابو مین رکھے کہ جو مطلب و حاجت اوسسے چاہے وہ حاصل کرسکے - اور جس طرح مال اقسام و انواع کے حرفون اور صناعتون سے پیدا کیا جاتا ہے ایسا ہی لوگون کے دل بھی اقسام معاملات سے اپنی طرف رجوع ہوتے ہین - اور دل مسخر جبھی ہوتے ہین جب کسیکو کسی بات مین معتقد علیہ جانین پس جس دل مین کسی شخص کی نسبت کسی وصف کمال کا اعتقاد ہوگا وہ اوسی اعتقاد کے موافق اوسکا مسخر ہوجائیگا اور یہ کچھ شرط نہین کہ وہ وصف فی نفسہ بھی کچھ کمال ہو بلکہ یہی کافی ہے کہ اوس شخص کے عندیہ مین اور اعتقاد مین وہ کمال ہو - بعض اوقات وہ ایسی چیز کو بھی کمال اعتقاد کرے گا جو واقع مین کمال نہو اور معتقد علیہ مین اوسکا دل اوس وصف کمالی کا یقین کرلیتا ہے اسی جہت سے دل ضرور ہی منقاد ہوجاتا ہے اسلیے کہ انقیاد دل کی ایک کیفیت کا نام ہے اور دل کی کیفیات تابع اوسکے اعتقادات اور علوم اور تخیلات کے ہوتے ہین پس جیسا اعتقاد ہوگا ویسی ہی کیفیت اوسپر طاری ہوگی - اور جیسے کہ مال کی محبت رکھنے والا یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس لونڈی غلام ہوجاوین ایسی ہی طالب جاہ یہ چاہتا ہے کہ سب لوگ میری غلامی کرین اور اونکے دلون پر مجکو اختیار کلی ہوجاوے بلکہ جو بات صاحب جاہ چاہتا ہے وہ بہت بڑھکر ہے اسلیے کہ مالدار تو لونڈی غلامون کا زبردستی مالک ہوتا ہے وہ لوگ اپنی طبیعت سے ہرگز نہین چاہتے کہ ہم کسی کے زرخرید ہون اور اگر اونکو قابو دیا جاوے تو ہرگز آقا کی متابعت نکرین بخلاف صاحب جاہ کے کہ اوسکی طاعت لوگ خوشی سے کرتے ہین اور آزاد شخص اپنی طبیعت کی خواہش سے اوسکے غلام بنتے ہین اور اس غلامی و طاعت کو فخر اور موجب خوشی سمجھتے ہین اب دونون مین فرق سمجھ لینا چاہیے کہ صاحب جاہ کا مطلوب مالک لونڈی غلام سے کتنا زیادہ ہے - اس سے معلوم ہوا کہ جاہ کے معنے یہی ہین کہ لوگون کے دلون مین جگہہ ہونی یعنی کسی شخص کی کسی وصف کمالی کا دلون مین اعتقاد آجانا پس جسقدر کہ اوسکے کمال کا لوگون کو اعتقاد ہوگا اوسی قدر دل بھی منقاد ہونگے اور

آدمی کی تعریف نفس کی تعریف ہے اور تعریف کی مذمت سے بالکل ہوجاتی ہے ان لفظون سے اوسکی مذمت مین مبالغہ ہوتا ہے اور صفون کے مترادف ہونے سے ۱۲

غرباء کے ساتھ صلاحیت پر اجاوے جو قوت اور کلیم پر صبر کرتے ہین - اور حضرت ابراہیم بن ادہم فرماتے ہین کہ دنیا مین مجکو جنکی چشم صرف ایکبار حاصل ہوئی ہے کہ ایک رات مین شام کے گانوون مین اسے ایک مسجد مین لیٹ رہا اور مجکو دست آتے تھے مؤذن نے میری ٹانگ پکڑ کے اتنا گھسیٹا کہ مجھے مسجد سے باہر نکال دیا اور حضرت فضیل رح فرماتے ہین کہ اگر تجھسے یہ ہوسکے کہ کوئی تجکو نجانے تو ایسا ہی کر اور اسمین کچھ حرج نہین کہ کوئی نہ پہچانے اور نہ اسمین کچھ مضائقہ ہے کہ کوئی تیری تعریف نکرے اور نہ اسمین کچھ برائی ہے کہ تو لوگون کے نزدیک برا ہو اور خدا کے نزدیک اچھا ہو - پس ان اخبار و آثار سے مذمت شہرت کی اور فضیلت گمنامی کی صاف عیان ہے اور شہرت اور تشارصیت سے غرض جاہ ہے یعنے لوگون کے دلون مین جگہہ کرنی اور جاہ کی محبت ہر ایک فساد کی جڑ ہے - یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ انبیا علیہم السلام اور خلفاء راشدین اور ائمہ علما تو سب سے زیادہ مشہور ہین انکی شہرت سے بڑھکر اور کوئی شہرت کیا ہوگی تو انکو فضیلت گمنامی کسطرح حاصل نہوئی اوسکا جواب یہ ہے کہ شہرت مذموم وہی ہے جو آدمی کی طلب سے ہو لیکن شہرت کا پایا جانا خدائے تعالے کی طرف سے بدون بندے کی پیروی کے برا نہین علاوہ اسکے شہرت سے نقصان ضعیفون کو ہوتا ہے زبردستون کو نہین ہوتا اور ضعیفون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پانی مین ہاتھ پاون مارنا جانتا ہو اور اتفاق سے اوسکے گرد بہت سے لوگ ڈوبتے ہون پس بہتر یہی ہے کہ اسکو کوئی نہ جانے ورنہ ڈوبتے لوگ اسکو چمٹینگے اور یہ بھی اونکے ساتھ ہلاک ہوجاویگا اور جو زبردست تیراک ہے اوسکی شان کے مناسب یہی ہے کہ اوسکو لوگ پہچانین تاکہ اگر ڈوبتے لوگ اوس سے التجا کرین تو وہ اونکو بچا سکے اور ثواب پاوے +

تیسرا بیان جاہ کی محبت کی برائی - اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا اس آیت مین دو ارادون کو اکٹھا فرمایا ہے یعنے ارادہ رفعت اور ارادہ فساد اور پھر بیان فرمایا کہ دار آخرت اوسی کے لیے ہے جو دونون ارادون سے خالی ہو اور دوسری جا ارشاد فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یہ آیت بھی اپنے عموم پر محبت جاہ کو شامل ہے اسلیے کہ یہ محبت تمام لذات حیات دنیاوی سے بڑھکر ہے اور سب زینتون سے یہ زینت زیادہ ہے - اور حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَالُ وَالْجَاهُ يُنْبِتَانِ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ اور فرمایا مَا ذِئْبَانِ ضَارِيَانِ أُرْسِلَا فِي زَرِيبَةِ غَنَمٍ بِأَكْثَرَ فَسَادًا مِنْ حُبِّ الشَّرَفِ وَالْمَالِ فِي دِينِ الرَّجُلِ

ف ۱ دہ کچھ بھلائی تم [illegible] اوسکو تو نہین پہچانتے ۱۲

ف ۲ جو کوئی ہو چاہتا ہے دنیا کا بھلا اور آدمی کے رو فق بھروسے ہم تجکو اوسی عمل اسمین اور اوسکو اوسکے نقصان نہین دیتے جتنا تجکو نہین پہنچتا ہے ۱۲

ف ۳ مین سو آگ اور [illegible] جو کیا تھا اوس علمہ اور خراب ہوا جو کمایا تھا ۱۲

ف ۴ مال و جاہ نفاق دل مین ایسا اوگاتے ہین جیسے پانی سبزی کو ۱۲

ف ۵ دو بھیڑیے نہین ہی ۱۲

ف ۶ جو جو دین مین تھوڑی جاوے اتنا ہی نقصان نہین کرتے جتنا شرف اور مال کی محبت مسلمان آدمی کے دین مین نقصان کرتی ہے ۱۲ منہ

جو پرانے کپڑے پہنے تھا اوسنے آکر دو مختصر رکعتین پڑھین اور ہاتہ اوٹھا کر دعا کی کہ الٰہی مین تجکو قسم دیتا ہون
کہ اسی وقت مینہ برساوے ابہی اس شخص نے اپنے ہاتہ نیچے نہین کیے تھے اور نہ دعا سے فارغ ہوا تھا
کہ آسمان بادلون سے ڈھک گیا اور اتنا مینہ برسا کہ مدینے کے لوگ ڈوبنے کے خوف سی فریاد کرنے لگے
پھر اوس شخص نے عرض کیا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ اسقدر پانی انکو بس ہے تو روکدے اوسی وقت
بارش تھم گئی اور پھر یہ شخص اوس مرد صالح کے پیچھے ہولیا اور اوسکا گھر معلوم کرکے صبح ہی اوسکی
خدمت مین گیا اور ملاقات کرکے کہا کہ مین ایک غرض سے آپ کی پاس آیا ہون اوسنے پوچھا
کہ کیا مطلب ہے کہا کہ یہ التجا ہے کہ آپ اپنی دعا مین مجکو بھی مخصوص کرین اوس مرد صالح نے فرمایا
سبحان اللہ تم مجسے کہتے ہو کہ مین اپنی دعا مین تمکو خاص کرون تمھارا حال تو کل معلوم ہی ہوگیا
یہ کہو کہ یہ رتبہ تمکو کیسے ملا اوسنے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالے نے مجکو امر و نہی کیا اوسکو مین نے مانا اور اطاعت
کی پس مین نے جو اللہ تعالے سے سوال کیا اوسنے میرا سوال مجکو عنایت کیا۔ اور حضرت ابن مسعود رض
فرماتے ہین کہ لوگو علم کے چشمے اور چراغ ہدایت بنو اپنے گھرون مین بیٹھے رہو رات کے چراغ اور تازہ دل
ہو جاؤ اور لباس پرانا پہنو کہ آسمان کے لوگ تمکو جانین اور زمین والے نہ پہچانین۔ اور حضرت
ابو امامہ رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث قدسی روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالے ارشاد
فرماتا ہے اِنَّ اَغْبَطَ اَوْلِیَائِیْ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ وَذُوْ حَظٍّ مِنْ صَلَاۃٍ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ
رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ ثُمَّ صَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ
راوی فرماتے ہین کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتہ کی پورون کو دوسری ہاتہ کی پورون پر
مارا اور یون ارشاد فرمایا کہ عَجَّلَتْ مَنِیَّتُہٗ وَقَلَّ تُرَاثُہٗ وَقَلَّتْ بَوَاکِیْہِ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رض
فرماتے ہین کہ اللہ کے نزدیک سب مین پیاری لوگ اوسکے غریب الوطن بندے ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت غریب الوطن
یعنے مسافر سے آپ کی کیا غرض ہے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنا دین لیکر لوگون سے علیحدہ ہوگئے ہین
اور قیامت کو حضرت عیسی علیہ السلام کے پاس جمع ہونگے۔ اور حضرت فضیل بن عیاض رض فرماتے ہین
کہ مجکو یہ روایت پونہچی ہے کہ اللہ تعالے اپنے انعامات مین بندے کے سامنے یہ بھی ذکر فرماوی گا
کہ مین نے تجپر انعام نہین کیا تھا تیری پردہ پوشی نہین کی تھی تیرا ذکر مخفی نہین رکھا تھا اور حضرت
خلیل بن احمد یون دعا مانگتے کہ الٰہی تو مجکو اپنے نزدیک خلق مین بلند تر رتبہ والون مین سی کردے
اور میرے نزدیک مجکو تمام خلق سے کم رتبہ بنادے اور گون کے نزدیک مجکو درجۂ اوسط عنایت فرما
اور حضرت ثوری رح فرماتے ہین کہ مین اپنے دل کو ایسا پاتا ہون کہ مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے

اور سکے پھٹے پرانے کپڑون کی اسلیے کہ آدمیون کی نظر دونون پر یکسان پڑتی ہے اور ایک شخص نے بشر بن حارث رح سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو اونھون نے فرمایا کہ اپنے ذکر کو بھلا دے اور غذا کو حلال و پاک بنا اور جو شب رح اس بات پر روئے کہ میرا نام جامع مسجد تک پہونچ گیا۔ اور بشر رح کا قول ہے کہ مین ایسا کوئی نہین جانتا جسنے اپنا مشہور ہونا پسند کیا ہو اور اوسکا دین تباہ اور خود رسوا نہوا اور یہ بھی اونھین کا قول ہے کہ جو شخص اپنی شہرت چاہتا ہے وہ آخرت کا مزہ نہین پاتا

دوسرا بیان گمنامی اور عدم شہرت کی فضیلت - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ مِنْھُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِکٍ اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا رُبَّ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَہُ لَہٗ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ لَوْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ لَاَعْطَاہُ الْجَنَّۃَ وَلَمْ یُعْطَہٖ مِنَ الدُّنْیَا شَیْئًا اور فرمایا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُسْتَضْعَفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ وَاَھْلُ النَّارِ کُلُّ مُسْتَکْبِرٍ جَوَّاظٍ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے یہ حدیث مروی ہے کہ اہل جنت وہ لوگ ہین کہ اونکے بال ژولیدہ ہون اور لباس دو چادرین بے حقیقت اگر امرا کے پاس جانا چاہین تو کوئی جانے نہ دے اور اگر عورتون سے منگنی چاہین تو کوئی اونکے ساتھ نکاح نکرے اور جب کچھ گفتگو کرین تو کوئی اونکے واسطے چپ نہو یعنے اونکے قول پر دھیان نہ دے اونکی حاجتین اونکے سینون مین پھرتی ہین اونکا نور اگر قیامت مین بانٹا جاوے تو سب لوگون کو کافی ہو۔ اور فرمایا کہ میری امت مین بعض لوگ ایسے ہین کہ اگر کسی سے ایک دینار خواہ ایک درم یا ایک پیسا مانگین تو کوئی نہ دے اگر وہ اللہ تعالی سے جنت کے خواستگار ہون تو انکو جنت عطا کرے اور اگر دنیا طلب کرین تو عنایت نہو اور اون سے دنیا اسلیے نہین روکی ہے کہ وہ ذلیل ہین کو اونپر دو چادرین بے حقیقت ہوتی ہین لیکن اگر خدا کو قسم کسی کام کے لیے دین تو خدا تعالے اونکو سچا کردے۔ اور روایت ہے کہ ایک بار حضرت عمر رض مسجد نبوی مین داخل ہوئے دیکھا کہ معاذ بن جبل رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس روتے ہین آپ نے سبب گریہ کا پوچھا اونھون نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ تھوڑا سا ریا بھی شرک ہے اور اللہ تعالے ایسے چھپے ہوئے متقیون کو دوست رکھتا ہے کہ اگر غائب ہو جاوین تو کوئی اونکی تلاش نکرے اور اگر سامنے آوین تو کوئی اونکو نہ پہچانے اونکے دل چراغ ہدایت ہین ہر زمین تاریک غبار آلود سے دوڑے آتے ہین اور محمد بن سوید رح سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ مین خشکسالی ہوئی ایک مرد صالح وہان تھا کہ مسجد شریف ہی مین رہتا اور دعا مانگا کرتا سب لوگ دعا مین تھے کہ اتنے مین ایک شخص آیا

---

۱ یعنی در حالیکہ وہ اوس کے سر کے بال پراگندہ ہون اور کپڑے میلے ہون ۱۲

۲ اس حدیث کو ابن ماجہ نے مختصر اسکو روایت کیا ہے اور اسکی سند ضعیف ہے ۱۲

۳ یعنی بہت پراگندہ سر ایسی پیمائش کے دو ٹکڑے کپڑے کے جو کسی کو کچھ نہین جانتا اگر وہ اللہ کو قسم دلادین تو اللہ اونکو سچا کرے ۱۲ ابن ماجہ ابن مالک بن ۱۲

۴ بہت سے دور رہنے والے جاہل و بیکار ایسے ہین کہ اگر اللہ کو قسم دلادین تو اللہ اونکو سچا کرے ۱۲ الی یہ ہم نے جنت سے نکالے ہین

۵ دنیا مین سے کچھ نہ دے ۱۲ ابن ابی الدنیا بسند ضعیف ۱۲

۶ کیا نہ بتاؤن مین تمکو جنت والے ہر ایک ضعیف جسکو لوگ حقیر جانین اگر قسم دے اللہ کو تو اللہ اوسکو سچا کرے کیا نہ بتاؤن مین تمکو دوزخ والے ہر سنگدل متکبر ۱۲ بخاری و مسلم بروایت حارثہ بن وہب ۱۲

۷ سچا کر دیا ۱۲

۸ جرانی اور اوسط طبرانی مین ۱۲

۹ قربان محمد جرانی و حاکم کو وہم ہوا ہے یعنی بن عبد الرحمن ضعیف ہے ۱۲

کہ جس شخص نے شہرت کو اچھا جانا اوسنے خدا کو نہین مانا اور حضرت ایوب سختیانی رح کا قول ہے کہ جب تک آدمی اس بات کو اچھا نہین جانتا کہ میرے مکان کی کسی کو خبر نہو تب تک خدا تعالی کی تصدیق نہین ہوتی اور خالد بن معدان رح کے حلقہ مین جب لوگ بہت ہوتے تو شہرت کی خوف سے حلقہ مین سے اوٹھ جاتے اور ابو العالیہ رح کے پاس جب تین آدمیون سے زیادہ بیٹھتے تو آپ چلے جاتے اور حضرت طلحہ رح نے دیکھا کہ اونکے ساتھ قریب دس آدمیون کے چلتے ہین آپ نے فرمایا کہ طمع کی مکھیان ہین اور دوزخ کے پروانے - اور حضرت سلیمان بن حنظلہ رح روایت کرتے ہین کہ حضرت ابی بن کعب کے ساتھ پیچھے پیچھے جاتے تھے کہ ناگاہ حضرت عمر رض کی نگاہ اونپر پڑی آپ درہ لے کر اونپر اوٹھے اونھون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کیا کرتے ہین ذرا تامل فرمائیے آپ نے فرمایا کہ جس صورت سے تم جاتے ہو یہ تابعین کے حق مین مقام لغزش ہے اور تمھارے حق مین آزمایش - اور حضرت حسن رح سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعود رض ایک روز اپنے گھر سے نکلے اونکے پیچھے بہت سے لوگ ہو لیے آپ نے اونکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میرے پیچھے کیون آتے ہو بخدا کہ جس سبب سے مین اپنا دروازہ بند رکھتا ہون اگر تمکو معلوم ہو جاوے تو دو شخص بھی میرے ساتھ نہون - اور حضرت حسن رح کا قول ہے کہ مردون کے پیچھے جو لوگون کی آواز ہوتی ہے اسپر احمقون کے دل کم توقف کرتے ہین یعنی بیوقوف جلد شیخی مین آجاتے ہین اور ایک روز آپ نکلے اور لوگ پیچھے ہوئے آپ نے پوچھا کہ مجھسے کچھ غرض ہے تو خیر ورنہ عجب نہین کہ یہ ساتھ چلنا ایماندارون کے دل مین کچھ باقی چھوڑے یعنی مشایعت سے خوف سلب معرفت کا ہے - اور روایت ہے کہ ایک شخص ابن محریز کے ساتھ سفر مین گیا جب اوسنے جدا ہونے لگا تو عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو آپ نے فرمایا کہ اگر تجھسے ہو سکے تو یہ بات کر کہ دوسرے کو جان لے اور تجکو کوئی نجانے چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہو دوسرے سے تو پوچھے اور تجھسے کوئی نہ پوچھے - اور حضرت ایوب رح منظم کے لیے نکلے اونکے ساتھ بہت سے لوگ ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر مجکو یہ علم نہوتا کہ خدا جانتا ہے کہ مین دل سے اس مشایعت کو برا جانتا ہون تو مجھے خوف غضب الہی تھا - اور معمر رح کہتے ہین کہ مین نے اونپر ایک روز بباعث طول قمیص کے عتاب کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگلے زمانے مین البتہ قمیص کے لنبا ہونے مین شہرت تھی مگر فی زماننا اوسکو اوپر چڑھانے مین ہے - اور بعض اکابر کا قول ہے کہ مین حضرت ابو قلابہ کے ساتھ تھا اتنے مین ایک شخص آیا کہ بہت سے کپڑے پہنے تھا آپ نے فرمایا کہ اس بولتے گدھے سے بچتے رہو یعنی طلب شہرت مت کیجو - اور حضرت ثوری رح فرماتے ہین کہ بزرگان سابق دو شہرتون کو برا جانتے تھے عمدہ کپڑے

بندون کے سامنے زینت و تکلف کے لیے بھری ہوئی ہے اور اوسی خوشی نے لیے جو منزلت و وقار کی اوسکو ہوتی ہے اسکے باعث ثواب طاعات کا اور اجر اعمال کا سب برباد ہو جاتا ہے وہ اس خیال مین ہے کہ مین اللہ کا مقرب ہون حالانکہ اوسکا نام دفتر منافقین مین لکھا جاتا ہے اور یہ ایسا نفس کا مکر ہے کہ اس سے بجز صدیقین اور مقربین کے اور کوئی بچ نہین سکتا اور اسی بنا پر یہ قول مشہور ہے کہ صدیقین کے مرتبہ سے سب سے آخر مین جب ریا ست دور ہوتی ہے۔ اور جب ریا ایسا مرض باطنی ٹھہرا اور اتنا بڑا اجال شیطان کا ہے تو اسکی حقیقت و درجات و اقسام و سبب و طریق علاج و حذر کرنا ضروری ہوا اسی لحاظ سے اس باب کی دو فصلین کی جاتی ہین ✣

فصل اول مشتمل بارہ بیانون پر اور ان بیانات مین ایسی باتین مذکور ہونگی جنسے ریا پیدا ہوتا ہے اور وہ سب متعلق جاہ سے ہین اسی واسطے اون کا ریا سے اول بیان کرنا ضروری ہے

بیان اول شہرت اور خلق مین نام ہونے کی برائی۔ جاننا چاہیے کہ جاہ حقیقت مین آوازہ منتشر ہونے کا نام ہے اور اسطرح کی شہرت اچھی نہین بلکہ گمنامی بہتر ہے مگر یہ کہ خداوند کریم اپنے دین کے پھیلانے کو شہرت عنایت فرماتا ہے اور اس مین اوس شخص کی تکلیف و پیروی کو کچھ دخل نہو تو ایسی بے تکلف شہرت کا مضائقہ نہین ورنہ شہرت خوب نہین چنانچہ حضرت انس رضؓ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا حَسْبُ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ اَنْ یُشِیْرَ النَّاسُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اور حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ نے بھی اسی مضمون کو کچھ ایک الفاظ کی تغییر سے مع کچھ زائد روایت فرمایا ہے اونکی روایت یون ہے حَسْبُ الْمَرْءِ مِنَ الشَّرِّ اِلَّا مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ مِنَ السُّوْءِ اَنْ یُشِیْرَ النَّاسُ اِلَیْهِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاِلٰی اَعْمَالِکُمْ اور حضرت حسن رحؒ نے جب اس حدیث کو روایت کیا تو لوگون نے اونسے کہا کہ اے ابوسعید جب لوگ آپ کو دیکھتے ہین تو آپ کی طرف اونگلیون سے اشارہ کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اس حدیث مین یہ اشارہ مراد نہین جو لوگ میری طرف کرتے ہین بلکہ مراد یہ ہے کہ دین مین کوئی بدعت نکالے اور اوسکے سبب مشار الیہ ہو یا دنیا کے فسوق و فجور کے باعث مشار الیہ ہو غرض کہ آپ نے اس حدیث کی تاویل ایسی فرمادی کہ اوسکا کچھ مضائقہ نہین ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ خرچ کر اور مشہور مت کر اور اپنے وجود کو بڑھا مت تاکہ لوگ تجکو پہچانین اور یاد کرین بلکہ اپنے آپ کو چھپا اور خاموش رہ کہ اس مین نجات ہے نیک بندے تجسے خوش رہین گے اور بدکار خون جگر کھاوین گے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح فرماتے ہین

---

۱ دنی کی تشریح یہی کافی ہے کہ جسکو خدا کی یاد سے روکدے وہ دنی ہے اور اوسکی طرف اونگلیون سے اشارہ کرین یا دین مین اونگلیون سے اشارہ کرین یہ بھی درست ہے مصنف

۲ آدمی کا اچھی کہنے سے بس ہے کہ جسکو خدا برائی سے بچاوے اور لوگ اوسکی طرف انگلیان اوٹھاوین اور دین کے باب مین اوسکو دیکھکے کہین اللہ تعالیٰ نہین دیکھتا ہے تمھاری صورتون کو بلکہ دیکھتا ہے تمھارے دلون اور اعمال کو ۱۲ یہ حدیث جابر بن عبداللہ سے مروی نہین بلکہ بروایت ابوہریرہ رضؓ مروی ہے جابر سے طبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے شعب مین اوسکو روایت کیا ہے فی دینہ تک اور ریا کو مسلم نے نقل کیا ہے ۱۲

الرِّیَاءُ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِیَّةُ اور ریا ایسی شہوت خفی مین سے ہے کہ اگر اندھیری رات مین سخت پتھر پر کالی
چیونٹی چلے تو جس طرح اوسکی چال کسی طرح محسوس نہین ہوتی اسی طرح یہ شہوت بھی محسوس نہین ہوتی
اسی واسطے اسکے آفات بڑے بڑے عالمونکو بھی معلوم نہین ہوتی ایسے ویسے عابدون اور متقیون کا
تو کیا ذکر ہے اور یہ نفس کے آخر مہلکات اور خفیہ مکرون مین سے ہے جو عالم و عابد کہ راہ آخرت کو طے
کرنا چاہتے ہین اور اسکے لیے خوب مستعد ہوتے ہین وہ ریا مین مبتلا کیے جاتے ہین یعنے وہ لوگ اپنے
نفس کو مجاہدے سے مغلوب کرکے شہوات سے علیحدہ کرتے ہین اور شبہات سے بچاتے ہین اور اقسام
عبادات اوس سے بزور لیتے ہین تو اونکے نفس اس بات سے تو عاجز ہو جاتے ہین کہ کسی گناہ
ظاہری کی طمع اعضاے ظاہری سے کرین اور مشقت مجاہدہ سے کوئی خلاصی کی صورت نہین
دیکھتے تو استراحت اور اس مشقت کے عوض کی خواہان رہتے ہین جب دنیا کے لوگ اونکو ماننے لگتے ہین
اور تعظیم و توقیر کرنے لگتے ہین تب نفس کو ایک لذت ہوتی ہے پھر اظہار علم و عمل و طاعت مین
بہت رغبت کرتا ہے اور خلق کے مطلع ہونے کے لیے حیلے وسیلے ڈھونڈھتا ہے خالق کے مطلع
ہونے پر قناعت نہین کرتا اور لوگون کے اچھا کہنے سے خوش ہوتا ہے صرف خدا کے اچھا کہنے پر
صابر نہین ہوتا اور اوسوقت یہ یقین ہو جاتا ہے کہ جب لوگون مین یہ مشہور ہو گیا کہ فلان شخص
تارک الشہوات اور شبہات سے مجتنب اور متحمل سخت عبادتون کا ہے بہت سے میری تعریف
و ثنا کرنے لگے اور بہت سا بڑھایا اور حرمت و توقیر سے دیکھنے لگے میرے دیدار و ملاقات کو تبرک
جاننے لگے اور مجھسے دعا منگوانے کی رغبت کرنے لگے اور میری راے پر چلنے کے حریص ہو گئے
اور جہان مجھے دیکھتے ہین اول سلام کرتے ہین اور مجلسون مین صدر مقام پر جگہہ دیتے ہین
اور خرید و فروخت مین مجھسے بمروت پیش آتے ہین اور کھانے و لباس وغیرہ مین اپنے اوپر مجکو ترجیح
دیتے ہین اور میرے سامنے تواضع اور انقیاد کے ساتھ رہتے ہین اور میری خدمت یا اور کسی
غرض مین اطاعت کرتے ہین تو اس سے نفس کو ایسی لذت و شہوت حاصل ہوتی ہی کہ سب
لذتون سے بڑھکر اور سب شہوات سے غالب ہو یہانتک کہ اس لذت کے مارے گناہونکا چھوڑنا
کچھہ گران نہین گذرتا اور مواظبت عبادتون پر بہت آسان معلوم ہوتی ہے وہ تو یہ تصور کرتا ہے
کہ میری زندگی اللہ کے واسطے ہے اور اوسکی مرضی کے موافق عبادت کے لیے اور درحقیقت اوسکی
زندگی ان شہوات مخفی کی سبب ہے جنکو سواے عقول سلیمہ قویہ کے اور کوئی نہین جانتا اوسکو یہ گمان ہے
کہ مین اللہ کی طاعت مین اخلاص کرتا ہون اور اوسکے محارم سے بچتا ہون حالانکہ نفس مین یہ شہوت

ریا اور پوشیدہ شہوت سے ۱۲
ابن ماجہ و حاکم بروایت شداد بن اوس اور اوسمین ریا کی جگہہ شرک ہے جسکی تفسیر اونھون نے ریا سے کی ہے ۱۲

نہین کھاتے اور سوار کیون نہین ہوتے اوسنے کہا کہ ہم اپنے پیٹ کو جانورون کی قبر نہین بناتے زمین کے ساگ پات مین بھی ضرورت دفع ہوجاتی ہے آدمی کی زندگی کو ادنیٰ چیز کافی ہے اور گلے سے اوترکر سب چیزین ایک سی ہوجاتی ہین پھر اوسنے ہانہ بڑھا کر ذوالقرنین رح کے پیچھے سے ایک کھوپری اوٹھائی اور پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ کون ہے آپ نے فرمایا کہ مین نہین جانتا اوسنے کہا کہ یہ ایک زمین کا پادشاہ تھا خداے تعالے نے اسکو زمین کا حاکم کیا تھا اسنے سرکشی اور ظلم وستم کیا جب خداے تعالے نے اسکا ظلم وستم دیکھا اسپر موت کو مسلط کیا اب ڈھیلے کیطرح پڑا پھرتا ہے اور اسکے سارے عمل خداے تعالے کو معلوم ہین قیامت کو اونکا بدلہ پاوے گا پھر اور ایک پرانی کھوپری اوٹھا کر پوچھا کہ اسکو جانتے ہو انھون نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہین اوسنے کہا کہ یہ بھی ایک پادشاہ کا سر ہے جو اوسکے بعد ہوا اور پہلے کا ظلم وستم اوسکو معلوم تھا اسنے لوگون کے ساتھ تواضع اور فروتنی کی اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے پیش آیا اب اس حال مین ہوگیا خداوند کریم نے اسکے عمل بھی گن رکھے ہین اونکا ثواب قیامت کو پاوے گا پھر ذوالقرنین کی کھوپری کی طرف جھک کر کہا کہ اے ذوالقرنین یہ کھوپری بھی انھین دونون کی طرح ہوجاوے گی تو جو کچھ کیا کرے تامل سے کیا کر آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے تو مین تجکو اپنا نائب اور وزیر مشیر اور شریک سلطنت کرون اوسنے عرض کیا کہ مین اور آپ ایک جگہہ نہین رہ سکتے نہ اکٹھا ہوسکین آپ نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے اوسنے کہا کہ اس وجہ سے کہ آدمی تمھارے سب دشمن ہین اور میرے سب دوست آپ نے فرمایا یہ کیون ہے اوسنے کہا اسلیے کہ آپ کے پاس ملک و دنیا ہے اوسی کے سبب سب آپ کے دشمن ہین اور چونکہ مین نے دنیا پر لات ماری ہے مجھسے عداوت کی وجہ کوئی نہین مین چونکہ خود محتاج و مفلس ہون میرا دشمن کوئی نہین یہ سنکر ذوالقرنین رح اوسکے پاس سے چلے آئے اور اوسکی باتون سے کمال حیرت کرتے تھے اور عبرت و نصیحت سمجھتے تھے۔ ان حکایتون سے بھی آفات تونگری معلوم ہوتی ہین اور پہلے بھی اس باب مین بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ باب ذم بخل و مال خدا کے فضل سے تمام ہوا

آٹھوان باب جاہ وریا کی مذمت کے بیان مین

رباعی

ہے گرچہ ظلوم اور جہول انسان آہ
رہتا ہے سدا جرم و گنہ کے ہمراہ
پر جاہ وریا کے مثل کوئی نہین عیب
یہ عالم و عابد ہی کو کرتے ہین تباہ

حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ

زیادہ تر خوف کی چیز جس سے مین اپنی امت پر ڈرتا ہون ۱۲۰۰

میرا ہے اور ایک تیرا اور ایک اوس شخص کا جسنے روٹی لی یہ سنتے ہی وہ بول اوٹھا کہ روٹی تو مین نے ہی لی تھی
آپ نے فرمایا کہ یہ سب تو ہی رکھہ اور اوس سے علیحدہ ہو گئے یہ شخص تنہا مال لیے جنگل مین تھا کہ اتنے مین دو شخص اسکے
پاس آئے اور چاہا کہ اسکو مار کر مال چھین لین اوسنے کہا کہ اسکو ہم آپس مین برابر تقسیم کر لینگے لڑنے کی ضرورت
کیا ہے اول ایک شخص گانو مین جاکر کھانا لے آوے کہ اوسکو کھاوین غرض ایک اون مین سے کھانا لینے گیا
اور دل مین کہا کہ اگر اس کھانے مین مین زہر ملا دون تو دونون شخص مر جاوینگے مال سارا مجکو ہی ملیگا
اسی خیال سے کھانے مین زہر ملا دیا اور ادھر ان دونون نے آپس مین مشورہ کیا کہ اگر تیسرا شخص مارا جاویگا
تو مال آدھا آدھا ہمارے حصہ مین آویگا جب وہ کھانا لیکر آوے اوسکو مار ڈالنا چاہیے چنانچہ جب وہ
کھانا لیکر گیا اون دونون نے اوسکو مار ڈالا اور کھانا کھا لیا زہر کے باعث خود بھی وہان ہی کھپ رہے
اور سونا جون کا تون جنگل مین پڑا رہا اور یہ تینون اوسکے گرد ڈھیر تھے اس حال مین گذر حضرت عیسی علیہ السلام کا
اونپر ہوا اپنے یارون سے ارشاد فرمایا کہ دیکھہ لو دنیا کا یہ حال ہے اور اس سے بچتے رہیو۔ اور روایت
ہے کہ حضرت ذوالقرنین رح ایک قوم پر گذرے کہ اونکے پاس دنیا کی چیزون مین سے کچھہ نہ تھا جیسے
لوگون کی غذا اور پوشاک وغیرہ ہوتی ہے اونکی معاش کا طور یہ تھا کہ قبرین کھود رکھی تھین صبح کو
اون مین جھاڑو دیتے اور صاف کرتے اور اونکے پاس نماز پڑھتے اور جانورون کی طرح ساگ چرتے
اور قدرت خدا سے ہر طرح کا ساگ اونکے لیے وہان موجود تھا حضرت ذوالقرنین نے اپنا ایلچی بھیجا کہ اونکے
سردار سے جاکر کہو کہ پادشاہ ذوالقرنین تمکو بلاتا ہے جب اوسنے اونکے حاکم سے پیغام کیا اوسنے جواب
دیا کہ مجھے کچھہ اوس سے غرض نہین اگر اوسکو کچھہ مطلب ہو تو میرے پاس چلا آوے حضرت ذوالقرنین
نے فرمایا کہ واقع مین سچ کہا اور خود اوسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مین نے تمھاری بلانے کو
آدمی بھیجا تھا تم نے انکار کیا اب مین خود آیا اوسنے عرض کیا کہ اگر کچھہ مجکو مطلب ہوتا تو مین خود آتا
آپ نے فرمایا کہ مین جو تمھارا حال دیکھتا ہون ایسا کسی کا حال نہین یہ کیا بات ہے کہ تمھاری پاس
دنیا کی شی کچھہ نہین تم نے کچھہ چاندی سونا کیون نہ پیدا کیا کہ اور لوگون کی طرح آسایش مین رہتے اوسنے
جواب دیا کہ ہمنے سونا چاندی اسواسطے برا جانا کہ جس کسیکو یہ ملتا ہے اوسکا نفس یہی چاہتا ہے کہ اس سے
افضل کوئی اور چیز ملے آپ نے فرمایا کہ پھر قبرین تم نے کس غرض سے کھودی ہین اور صبح ہی
اونکو صاف کرکے اونکے پاس نماز پڑھتے ہو اوسنے کہا کہ ان سے ہماری یہ مراد ہے کہ اگر بالفرض دنیا
کی طمع ہمکو ہو بھی تو قبرون کے دیکھنے سے اوس سے رک جاوین اور طول امل دل سے جاتی رہے
آپ نے فرمایا کہ پھر ساگ کسواسطے کھاتے ہو چوپایون کو پال کر اونکا دودھہ اور گوشت کیون

آپ رو پڑے اور فرمایا کہ ای لخت جگر تو مت گھبرا بخدا مین نے تین دن سے کھانا نہین چکھا اور تیری نسبت خدا کے پاس میرا زیادہ رتبہ ہے اگر مین خدا سے مانگتا تو مجکو کھلا دیتا مگر مین نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی اور پسند کیا پھر آپ نے اپنا ہاتہ اونکے مونڈھے پر مار کر کہا کہ تجکو بشارت ہو کہ تو جنت کی عورتون کی سردار ہے اونھون نے عرض کیا کہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم عمران کی بیٹی اور خدیجہ خویلد کی بیٹی کہان گئین آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے اپنے وقت کی عورتون کی سردار تھین تم اپنے عہد کے عورتون کی سردار ہو تم سب ایسے مکانون مین رہو گی جو زبرجد کے بنے یاقوت سے جڑے ہونگے اون مین کسی طرح کی ایذا اور شور و غل نہوگا بعد اوسکے ارشاد فرمایا کہ اپنے چچازاد کے ساتہ قناعت کر مین نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو دنیا مین بھی سردار ہے اور آخرت مین بھی سردار انتہی اب ذرا حال حضرت فاطمہ رضہ کا دیکھنا چاہیے یہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر پارہ ہین کیسے فقیری کو اختیار کیا اور مال کو چھوڑ دیا اور جو کوئی احوال انبیا اور اولیا کو اور اونکے اقوال کو لحاظ کرے اور اونکے اخبار اور آثار کو دیکھے وہ یقینا معلوم کرے گا کہ مال کا نہونا اوسکے وجود کی نسبت افضل ہے گو خیرات ہی مین کیون نہ خرچ ہو اسواسطے کہ ادنی بات مال مین باوجود ادای حقوق اور اجتناب شبہات اور صرف خیرات کے یہ ہے کہ نیت اوسی کی اصلاح مین مصروف رہتی ہے اور ذکر الٰہی نہین ہوتا کیونکہ ذکر اسدول کے فارغ ہونے سے بن پڑتا ہے اور مال کے شغل کے ساتہ فراغ خاطر ممکن نہین۔ اور جریر رح لیث رض سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتہ ہوا کہ مین آپ کی خدمت مین رہون گا حضرت نے اوسکو ساتہ لیا اور ایک ندی کے کنارے پر پہونچکر ناشتا کھایا آپ کے ساتہ تین روٹیان تھین دونون کھالین اور تیسری باقی رہی حضرت عیسی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نہر مین سے پانی پیکر پھر آئے اور وہ روٹی نپائی آپنے اوس شخص سے پوچھا کہ روٹی کتنی لی اوسنے عرض کیا کہ مجکو معلوم نہین آپنے اوسکو ساتہ لیا اور چلدیے راہ مین ایک ہرنی ملی جسکو ساتہ دو بچے تھے آپنے ایک کو بلایا وہ چلا آیا اوسکو ذبح کر کے بھونا اور آپ مع اوس شخص کے تناول فرمایا پھر اوس بچے کو ارشاد فرمایا کہ قم باذن اللہ یعنی خدا کی حکم سے کھڑا ہو جا وہ اوٹھکر چلا گیا پھر آپنے اوس شخص سے کہا کہ تجکو قسم ہے اوس ذات کی کہ جسنے تجکو یہ معجزہ دکھلایا بتلا دے کہ روٹی کتنی لی اوسنے جواب دیا کہ مین نہین جانتا پھر آپ اوسکو ساتہ لیچلے اور ایک چشمے پر پونہچے آپنے اوسکا ہاتہ پکڑ لیا اور پانی پر چلے گئے جب اوس سے پار ہوئے پوچھا کہ تجکو قسم ہے اوس معجزہ دکھانیوالے کی بتلا کہ روٹی کتنی لی اوسنے بدستور سابق عرض کیا کہ مجھے معلوم نہین۔ پھر ایک جنگل مین گئے وہان بیٹھکر حضرت عیسی علیہ السلام نے مٹی یا بالو جمع کرنا شروع کیا اور ڈھیر بنا کر فرمایا کہ خدا کی حکم سے سونا ہو جا وہ سونا ہو گیا آپنے اوسکے تین حصہ کیے اور فرمایا کہ ایک اسمین سے

ثعلبہ کے باب مین یہ آیت اوتری وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ
وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ فَلَمَّآ اٰتَاهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ
نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ
اوس وقت حضرت کی خدمت مین ایک شخص ثعلبہ کے رشتہ دارون مین سے بیٹھا ہوا تھا اوسنے
اس آیت کو سنا اور ثعلبہ کے پاس جاکر کہا کہ تیری مامرے خداے تعالے نے تیرے باب مین
ایسا ایسا حکم نازل فرمایا ہے پس ثعلبہ اوسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور ملتجی ہوا کہ
مین زکوۃ دیتا ہون پذیرا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے مجکو منع کردیا ہے مین قبول نہین کرسکتا
اوسنے اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کی آپ نے فرمایا کہ جیسا تو نے کیا ویسا پایا جو کچھ مین نے تجسے کہا تھا
تو نے میری اطاعت نکی جب اوسنے دیکھا کہ آپ قبول نفرماوینگے اپنے گھر واپس آیا اور آپ کی وفات
کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رض کی خدمت مین زکوۃ مال حاضر کی اونھون نے بھی نہ لی اونکی وفات
کے بعد حضرت عمر رض کے پاس لایا اونھون نے بھی انکار فرمایا پھر بعد آپکی خلافت کے وہ مرگیا پس مال کی
طغیانی اور بدبختی اس روایت سے معلوم کرنی چاہیے اور از آنجا کہ فقیری مین برکت ہوتی ہے
اور مالداری مین نحوست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنے اہل بیت کے لیے فقیری
ہی کو پسند فرمایا یہان تک کہ عمران بن حصین رض سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مجکو آپ
ذی منزلت جانتے تھے ایکبار مجسے ارشاد فرمایا کہ ای عمران تو ہمارے نزدیک ذی رتبہ اور ذی جاہ
ہے مرضی ہو تو فاطمہ رض کی عیادت کو چل مین نے عرض کیا کہ بہت بہتر پس آپ کھڑے ہوئے
اور مین ہمرکاب ہوا یہان تک کہ فاطمہ رض کے دروازے پر جاکر دستک دی اور ارشاد فرمایا
السلام علیکم مین اندر آؤن حضرت فاطمہ رض نے جواب دیا کہ تشریف لائیے آپ نے فرمایا کہ مین اور
میرا ساتھی دونون آوین اونھون نے پوچھا کہ آپکے ساتھ کون ہے آپ نے فرمایا کہ عمران بن حصین اونھون نے عرض کیا
کہ قسم ہے اوس ذات کی جسنے آپکو نبی برحق بھیجا ہے میرے پاس ایک عبا کے سوا اور کوئی کپڑا نہین
آپ نے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اوسکو اسطرح لپیٹ لو اونھون نے عرض کیا کہ بدن تو
مین نے چھپا لیا مگر سر کیسے چھپاؤن آپ نے اپنی پرانی چادر اونکے پاس پھینک دی اور فرمایا
کہ اس سے اپنا سر باندھ لو بعد اسکے حضرت فاطمہ رض نے اجازت گھر مین آنے کی دی آپ نے
اندر جاکر فرمایا کہ اے لخت جگر السلام علیکم آج تم کیسی ہو اونھون نے عرض کیا کہ میرے درد ہے
اور اس درد پر ایک اور درد یہ ہے کہ میرے پاس کھانے کو نہین بھوک نے مجکو نڈھال کردیا ہے

مال دی گا تو مین سب حقوق والون کا حق بھی دون گا اور یہ کرون گا اور وہ کرون گا آپ نے دعا کی کہ
الٰہی ثعلبہ کو مال عنایت فرما پس اوسنے کچھہ بکریان لین وہ دیمک کیطرح بڑھنی شروع ہوئین یہانتک
کہ مدینہ منورہ مین نرہ سکا اور ایک جنگل مین وادی مدینہ کے جا رہا ظہر اور عصر کی جماعت مین حاضر ہوتا باقی
جماعتون کو ترک کرتا پھر بکریون کی اور زیادہ کثرت ہوئی کہ اوس جنگل مین بھی گذر نہو سکا اور تھوڑی
دور جا رہا اور صرف جمعہ کی جماعت کے لیے مدینہ منورہ مین آتا اور باقی ترک کرتا اور بکریان دیمک
کی طرح پھیلتی رہین یہانتک کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا جمعہ کے روز راہ کے مسافرون سے ملتا اور خبر پوچھہ
لیا کرتا ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے پوچھا کہ ثعلبہ کا کیا حال ہے انھون نے بکریون کی
کثرت اور اوسکا مدینہ کو چھوڑنا اور بتدریج ترک جماعت کرنا سب کہہ سنایا آپ نے تین بار ارشاد
فرمایا وَیْحَ ثَعْلَبَةَ انھین دنون مین یہ آیت اوتری تھی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ
وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ اور اللہ تعالے نے زکوۃ بھی فرض
فرمائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو قوم جہینہ سے اور ایک کو بنی سلیم سے صدقات
لینے کیلیے مقرر فرمایا اور اونکو ایک وثیقہ صدقہ لینے کا لکھدیا کہ اوسکے ذریعہ سے وصول کرین اور حکم
دیا کہ باہر جاکر مسلمانون سے صدقہ وصول کرو اور ثعلبہ بن حاطب اور فلان شخص بنی سلیم والے کے پاس
جاکر اون سے صدقہ لینا یہ دونون صاحب مدینہ منورہ سے حسب الارشاد باہر نکلے اور ثعلبہ کے پاس
آئے اور زکوۃ اوسکے مال کی مانگی اور نوشتہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اوسکو دکھلایا اوسنے
کہا کہ یہ تو ڈانڈ ہے یہ ڈانڈ کا بھائی ہے تم جاؤ اور جگہہ سے فارغ ہو کر آئیو وہ دونون اوس شخص سلیمی
کے پاس گئے اور اوس سے سوال صدقہ کیا وہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور اپنے اونٹون مین سے بہت عمدہ
چھانٹ کر زکوۃ کے لیے علیحدہ کیے پھر ان دونون کے سامنے اونکو لے آیا اور کہا یہ مال زکوۃ ہی جب انکی
نگاہ اونپر پڑی کہا کہ تیرے اوپر یہ واجب نہین کہ سب سے عمدہ مال دی ہم انکو نہ لینگے اوسنے عرض کیا
کہ آپ انھین کو لیوین مین بخوشی خاطر دیتا ہون اور اسی واسطے لایا ہون غرض سب جگہہ سے صدقات
تحصیل کرکے پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور اوس سے دوبارہ سوال صدقہ کا کیا اوسنے کہا کہ تم مجھکو
نوشتہ دکھلاؤ اونھون نے دکھلا دیا دیکھکر کہا کہ یہ تو ڈانڈ کا بھائی ہے اب تم جاؤ مین سوچ لون
تو کچھہ کہون جب یہ دونون خدمت مبارک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوئے تو آپ نے
پہلے انکے بولنے سے دیکھتے ہی فرمایا کہ ہلاکی ہو ثعلبہ کو اور اوس شخص سلیمی کے لیے دعای خیر کی
پھر ان دونون نے جو کچھہ ماجرا گذرا تھا سب بیان کیا کہ ثعلبہ نے ایسا کہا اور سلیمی نے ایسا کیا اوسیوقت

ہلاکی ہے ثعلبہ کی ۱۲

۲ لے اونکے مال مین سے زکوۃ کہ اونکو پاک کرے اوس سے اور تربیت اور دعا اونکو البتہ تیری دعا اون کو آسودگی ہے ۱۲

وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ بھائی اگر اس بیان کے بعد تو مال
جمع کرے گا اور دعوے کرے گا کہ مین اعمال خیر کے لیے جوڑتا ہون تو تیرا دعوی سراسر لغو ہے بلکہ فقر کے
خوف سے اور تنعم اور اظہار کثرت اور زینت اور فخر اور شیخی اور ریا اور شہرت اور تعظیم اور بڑائی کے لیے
جوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ اعمال خیر کے لیے جمع کرتا ہون۔ خدا کو دھیان کر اور اپنے دعوے سے شرم کر
اگر محبت مال و دنیا کی تجپر غالب ہے تو اس بات کا اقرار کر کہ واقع مین خیر و فضل مقدار ضروری پر راضی
رہنے سے اور فضول چیزون سے علیحدہ ہونے سے ہے اور مال کو جمع کرتے وقت اپنے نفس کو حقیر جان
اور اپنی خطا کا قائل ہو حساب روز حشر سے خائف ہو یہ امر تیرے لیے زیادہ موجب نجات اور قریب الی الفضل ہے
اس سے کہ تو مال کے جمع کرنے کی حجتین لاطائل ڈھونڈھے۔ بھائیو صحابہ رض کے زمانے مین حلال موجود
تھا اور وہ لوگ سب مین زیادہ متقی اور زاہد اشیاء مباح کے تھے اور ہم اوس زمانے مین ہین کہ وجہ حلال مفقود
ہے حتی کہ قوت یومیہ اور ستر عورت بھی حلال سے میسر نہین ہو سکتی پس ایسے زمانے مین مال کے جمع کرنے
سے خدا ہم کو اور تمکو دونون کو بچاوے علاوہ ازین ہم لوگون مین صحابہ رض کا سا تقوے اور ورع اور زہد
اور احتیاط کہان اور انکے سے دل اور انکی سی نیتین کہان بخدا ہم لوگون پر مرض نفس کی مصیبت
چھا گئی اوسکی خواہشون مین پھنس گئے اور عنقریب قیامت مین گذر ہوگا بڑی سعید وہ ہین جو اوس
روز ہلکے پھلکے رہین گے اور جو لوگ دولت ور زیادہ مالدار ہین کہ حرام حلال سب ملا کر کھا گئے اونکو
بڑا رنج ہوگا۔ مین نے بطور نصیحت تمکو سنا دیا قبول کرنا تمھارا کام ہے اور اسکے قبول کرنے والے کم ہین
خدا اپنی رحمت خاص سے ہمکو اور تمکو توفیق خیر عنایت فرماوے آمین یہ آخر کلام حارث رح کا ہے
اس بیان سے فضیلت فقر کی غنا پر بخوبی ثابت ہے اور اسی قدر کافی و وافی بھی ہے زیادہ اس سے
کیا ہوگا اور جو اخبار کہ ہم نے باب ذم دنیا اور باب فقر و زہد مین بیان کیے ہین وہ بھی اسی بات کے
شاہد ہین اور ایک روایت اور اسی کی شاہد وہ ہے جو ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک بار
ثعلبہ بن حاطب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالے سے دعا فرمائیے کہ مجکو
مال دیوے آپ نے فرمایا کہ اے ثعلبہ تھوڑا سا مال جسکا تو شکر کیے چلا جاوے بہ نسبت بہت مال کے
جسکا شکر نہ کر سکے بہتر ہے اوسنے عرض کیا کہ آپ دعا فرماوین کہ خدائے تعالے مجکو مال دے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ ثعلبہ تو کیا میری پیروی نہین کرتا اس بات کو پسند نہین کرتا کہ تو بھی مثل
پیغمبر خدا ہو بخدا کہ اگر مین چاہون کہ پہاڑ سونے چاندی کے ہو کر میرے ہمراہ چلین تو ہو سکتا ہے
اوسنے عرض کیا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسنے آپ کو نبی برحق بنایا اگر آپ کی دعا سے مجھے خدائے تعالے

۱۲ اور صدیق اور شہدا اور نیک بخت اور خوب ہے اونکی رفاقت ۱۲

۱ طبرانی بسند ضعیف ۱۲

فی سبیل اللہ کے لیے ہے تو کم بخت ذرا تو غور کر کیا تجھے یہ نہین معلوم کہ مال کی شغل نرکھنے اور
ذکر اور فکر اور عبرت کے لیے دل کے فارغ رہنے سے دین زیادہ بچا رہتا ہے اور حساب مین
آسانی ہوتی ہے سوال خفیف ہوتے ہین قیامت کے اہوال سے امن ہوتا ہے ثواب بہت سا
ملتا ہے خدا کے نزدیک مرتبہ نہایت زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ بعض صحابہ رض سے مروی ہے کہ اونھون
نے یہ حدیث نقل فرمائی کہ اگر ایک آدمی گود مین اشرفیان لیکر تقسیم کرے اور دوسرا اللہ تعالے کا
ذکر کرے تو ذاکر بہ نسبت اول شخص کے افضل ہوگا۔ اور بعض علما سے کسی نے سوال کیا کہ ایک
شخص مال اعمال خیر کے لیے جمع کرتا ہے اونھون نے فرمایا کہ نہ جمع کرنے مین اوسکے لیے زیادہ خیر ہے
اور نیز بعض عمدہ تابعین سے کسی نے پوچھا کہ دو شخصون مین سے ایک نے دنیا بوجہ حلال پیدا
کی اور اوس سے صلۂ رحم کیا اور اعمال خیر سے زاد آخرت بنایا اور دوسرا اوس سے بالکل کنارہ کش رہا
نہ اوسنے دنیا طلب کی نہ اوسکو ملی ان دونون مین افضل کونسا ہے آپ نے فرمایا کہ ان دونون مین بڑا
فرق ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہے وہ افضل ہے اور اس مین اور دوسرے مین پورب
پچھم کا سا فرق ہے پس کم بخت اگر تو دنیا چھوڑ دی تو تجکو بھی یہ درجہ دنیا دارون پر ملجاوے اور
مال کا شغل نرکھنے سے دنیا مین بھی بہت سے فائدے ہین بدن کو راحت ملتی ہی زیادہ مشقت
نہین کرنی پڑتی زندگی چین سے فارغ البالی مین گذرتی ہے تردد کم کرنا پڑتا ہی جب ترک
مال سے تجکو طالب مال پر یہ فضیلت ہے تو اب کونسا عذر مال کے جمع کرنے کا تجھے باقی ہے بلکہ ذکر الٰہی
مین مشغول ہونا خدا کی راہ مین خیرات کرنے سے افضل ہے تو سوچنے کی بات ہی کہ مال کے نہ جمع کرنے سے
سردست راحت ہے اور آخرت مین فضیلت علاوہ ازین اگر مال کے جمع کرنے مین بالفرض کوئی
فضیلت بڑی ہو تب بھی مکارم اخلاق مین تجکو چاہیے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت
کرے جنکے باعث تجکو خدا نے ہدایت کی ہے اور جو دنیا سے کنارہ کشی اونھون نے اپنے نفس کے لیے اختیار
کی وہی تو بھی اپنے واسطے اختیار کر اسکو خوب غور کر اور یقینا جان لے کہ سعادت و فلاح دنیا سے
الگ رہنے مین ہے پس لواے مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اول جنت ماویٰ مین جانے کا فکر کر
مجکو یہ حدیث پونہچی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سردار ایماندارون کی وہ لوگ ہین
جنکو صبح کا کھانا ملے تو شام کو نملے اور اگر قرض لیا چاہین تو کوئی قرض ندے اور ستر عورت سے
زیادہ کپڑا نرکھتے ہون اور مقدار کفایت کی کمانے پر قدرت نرکھتے ہون اور باوجود اسکے صبح
شام اپنے پروردگار سے راضی رہین فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

ابو منصور نے اوسکو طبرانی کی طرف منسوب کیا ہے بروایت ابو حازم عن ابی ہریرہ ۱۲

ت ۳ سو اونکے ساتھ ہین جنکو اللہ نے نوازا نبی ۱۲

انکے لیے شہد کا شربت لائے جب آپ نے اوسکو چکھا تو آنسوون سے ہچکی بندھگئی خود بھی روئے اور اوروں کو بھی رولایا پھر مُنہ سے آنسو پونچھکر چاہا کہ کچھہ کلام کرین پھر رونا شروع کیا جب کثرت سے روئے تو لوگون نے پوچھا کہ کیا اسی شربت کے باعث سے آپ روتے ہین فرمایا کہ ہان ایک وقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر تھا اور حجرۂ شریف مین سوا میرے آپ کے ساتھ کوئی نتھا اتنے مین آپ نے فرمانا شروع کیا کہ مجھسے الگ ہو مین نے عرض کیا کہ میرے مادر و پدر آپ پر قربان ہون مین تو آپ کے سامنے کسی کو نہین دیکھتا آپ کس سے مخاطب ہین آپ نے فرمایا کہ دنیا نے اسوقت میرے پاس اپنی گردن اور سر بڑھا کر کہا کہ مجھکو لو مین نے اوس سے کہا کہ مجھسے الگ ہو اوسنے جواب دیا کہ ای محمد اگر تم مجھسے بچ رہوگے تو تمھارے بعد کے لوگ مجھسے نہ بچینگے تو مجھکو یہ خوف ہی کہ کہین اس شربت کے پینے سے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علٰحدہ نہو جاؤن - بھائیو خیال یہ لوگ تھے کہ اس خوف سے کہ شربت حلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نکردی روتے تھے ای کم بخت تو تو انواع و اقسام کی نعمت اور شہوات مین مبتلا ہے اور کمائی بھی خالی حرمت اور شبہ سے نہین تجکو خوف علٰحدگی کا اوس حبیب پاک سے مہین تف ہے تجھپر کتنا بڑا جاہل ہے کہ اگر قیامت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تو وہ اہوال دہشتین دیکھیگا جنسے فرشتے اور انبیا فریاد کرینگے اور اگر اب کوشش مین قصور کریگا تو پھر اون کے ساتھ ملنا دشوار ہے اور اگر تجکو مال کی کثرت منظور ہے تو سخت حساب کے لیے صبر کرنا پڑے گا اور اگر مقدار قلیل پر قانع نہوگا تو مدت تک میدان قیامت مین ٹھہرنا اور آہ و نالہ کرنا پڑیگا اگر پیچھے رہنے والون کے احوال سے راضی ہوگا تو اصحاب یمین اور رسول رب العالمین سے علٰحدہ رہیگا اور دار نعیم و خلد برین مین دیر کر پونچے گا متقیون کے حال کے خلاف اگر کریگا تو اہوال روز حشر مین مرے گا اسکو خوب سوچ سمجھ لینا چاہیے پھر اگر یہ خیال ہو کہ مین بھی مثل سلف صالحین کے ہون کہ قدر قلیل پر قانع ہون اور حلال کا طالب مال کا دینے والا اپنے نفس پر ایثار کرنے والا فقر سے ڈرتا نہین نہ کل کے واسطے کچھہ جوڑتا ہون تکاثر اور غنی کو بُرا جانتا ہون اور فقر اور بلا پر راضی قلت اور مسکنت سے خوش ہون اور فروتنی و ذلت کو اچھا سمجھتا ہون اور علو و رفعت کو برا اپنے کام مین پکا ہون راہ راست سے میرا دل پھرتا نہین اپنے نفس کو صرف اسکے واسطے روکے رہتا ہون اور سب کامون مین مرضی الٰہی مقدم جانتا ہون اور مجھ جیسا متقی سوال و حساب کے جھگڑے مین توقف نکرے گا میرا جمع کرنا مال کو صرف خرچ

خرچ کیا اور کوئی تیرا فرض ضائع نہین کیا اور تکبر و فخر بھی نہین کیا اور نہ کسی کا حق دبایا پھر وہ سب لوگ
یعنے رشتہ دار اور یتیم اور مساکین و مسافرین اوس سے آکر خصومت کرین گے کہ الٰہی تو نے اوسکو مال دیا اور
غنی بنایا اور ہمارے دینے کا حکم فرمایا اور ہمارا مددگار کیا تو اگر اسنے اونکو دیا تھا اور باوجود اسکے فرائض
مین بھی قصور نہین کیا اور نہ تکبر کیا پھر بھی حکم ہوگا کہ توقف کر اور جو جو نعمت مین نے تجکو دی تھی کھانے
کی یا پینے کی یا لقمہ یا لذت کی سبکا شکر پیش کر اسی طرح سے پرسش ہوتی رہے گی۔ اب ہم پوچھتے ہین
کہ جب شخص مذکور جسنے وجہ حلال ہی سے کمایا اور اوسی مین اوٹھایا اور تمام حقوق و فرائض کو بخوبی ادا کیا
اوس سے اسقدر حساب لیا جاوے گا تو ہم جیسے لوگون کا کیا حال ہوگا کہ ہمہ تن دنیا کے فتنون
اور اوسکے شبہات و زینت و شہوات مین ڈوبے ہوئے ہین۔ ای کم بخت انھین سوالون کی جہت سے
متقی دنیا مین آلودہ نہین ہوتے اور مقدار ضرورت پر راضی ہوکر انواع و اقسام کے اعمال نیک بہتر
کسب مال سے کرتے ہین تیرے لیے اونکی اقتدا موجود ہے اونکی پیروی کرنی چاہیے اگر یہ امر منظور نہو اور
یہی خیال ہو کہ مین سب سے زیادہ متقی ہون اور اپنی دانست مین مال بھی حلال سے حاصل کیا ہی باینغرض
کہ کسی کا محتاج نرہون اور خدا کی راہ مین خرچ کرون اور خرچ مین کسی طرح کا حق ذمہ نہین رہتا اور مال کے
سبب دل پر بھی تغیر نہین آتا خدا کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور خداوند کریم تیرے ظاہر و باطن سے
ناراض نہین اگر یہ تصور ہے گو اسطرحکا ہونا ممکن نہین تب بھی یہی چاہیے کہ مقدار ضرورت پر اکتفا
کرے اور مالدارون سے سوال قیامت مین علیحدہ رہے اور اول ہی قافلہ کے ساتھ زمرۂ مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم مین داخل ہو مال کی جہت سے نہ حبس تجھپر ہو نہ سوال کی نوبت پونہچے نہ حساب دینا پڑے
اور حساب مین یا تو نجات ہے یا آفات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فقیر مہاجرین
جنت مین اغنیا کی نسبت پانسو برس پہلے داخل ہونگے اور ایک حدیث مین یون ہے کہ فقرای مومنین
جنت مین اغنیا کی نسبت اول داخل ہوکر کھاوینگے اور مزے کرینگے اور اغنیا کا یہ حال ہوگا کہ گھٹنیون کے بل بیٹھے ہونگے
اللہ تعالے اونکو ارشاد فرماوے گا کہ میرا مطالبہ تمھین سے ہے تم لوگون کے حاکم اور پادشاہ تھے بتلاؤ کہ جو کچھ
مین نے تمکو دیا اوسمین تم نے کیا کیا۔ اور بعض علما کا قول ہے کہ میرے پاس اگر عمدہ چوپائے ہون مگر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اونکی جماعت کے ساتھ اول قافلہ مین نہون تو ایسا مال مجھے اچھا نہین
معلوم ہوتا بھائیو ایسی بات مین کوشش کرو جس سے ہلکے پھلکے زمرۂ انبیا علیہم السلام مین شامل ہو
اور اس بات سے ڈرو کہ کہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہوکر پیچھے نہ رہ جاؤ جیسے متقی
ڈرتے رہتے ہین اور مجکو یہ روایت بھی پونہچی ہے کہ بعض صحابہ رض کو پیاس لگی آپ نے پانی مانگا لوگ

ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابو سعید ۱۲
اسکی سند مجکو نہین ملی ۱۲

خوف کیا کرتے تھے چنانچہ بعض صحابہ رضہ سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ اگر مین ہزار اشرفیان وجہ حلال سے ہر روزہ کماؤن اور اونکو خدا کی راہ مین لٹاؤن اور اس خیرات سے میری جماعت کی نماز مین بھی فتور نہ پڑے تب بھی مجکو ایسی خیرات اچھی نہین معلوم ہوتی لوگون نے اسکا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ حالت ناداری مین قیامت کے سوال سے غنی ہون اغنیا سے سوال ہوگا کہ اے بندے کہان سے تونے پیدا کیا اور کہان خرچ کیا پس دیکھہ کہ متقی یہ لوگ تھے اسلام کے سبب ایسی تو انگری انکو حاصل تھی کہ باوجودی کہ حلال اوس زمانہ مین موجود تھا تاہم حساب کے خوف سے مال کو ترک کیا کہ کہین اسکی نیکی سے بدی نہو رہے اور تو تو ردی اور نکمی لوگون مین ہے وجہ حلال اس زمانہ مین مفقود ہے کہ اس بات کے میل پر سینہ زوری کرتا ہے پھر کہتا ہے کہ مین مال وجہ حلال سے جمع کرتا ہون حلال کہان ہے جسکو تو جمع کرتا ہے اور اگر بر تقدیر حلال تیرے پاس موجود ہے تو تجکو کیا یہ خوف نہین کہ تو انگری کی حالت مین تیرا دل اور کا اور ہو جاوی بعض صحابہ رضہ جب بوجہ ارث اونکو مال پہونچتا تو اوسکو نہ لیتے اس خوف سے کہ کہین دل مین تغیر و فساد نہ آجاوی تو کیا اپنے دل کو صحابہ رضہ کے دل سے بھی متقی تر سمجھتا ہے کہ کسی حال مین امر حق سے تجاوز نکرے گا اگر یہ گمان ہے تو اپنے نفس امارہ پر خوب حسن ظن ہی ہے ہم صرف برائے نصیحت کہتے ہین کہ تجکو مقدار حاجت پر قناعت کرنی چاہیے اور اعمال خیر کے لیے مال جمع کرکے حساب کے واسطے متعرض ہونا چاہیے کہ حدیث شریف مین وارد ہے لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ اللّٰهِ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبَهٗ وَفِيْمَا اَنْفَقَهٗ اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کو ایک شخص پیش کیا جاوے گا جسنے مال حرام سے جمع کیا ہوگا اور حرام ہی مین اٹھایا ہوگا اوسکو حکم ہوگا کہ دوزخ مین لیجاؤ اور ایک شخص ایسا سامنے کیا جاوے گا کہ وجہ حلال سے مال کمایا اور حرام مین اوٹھایا اوسکو بھی دوزخ مین ڈالنے کا حکم ہوگا اور ایک شخص ایسا لایا جاوے گا جسنے وجہ حرام سے کمایا اور امور حلال مین اوٹھایا وہ بھی دوزخ مین جانے کا حکم پاوی گا اور ایک شخص حاضر کیا جاوے گا جس نے حلال ہی سے کمایا اور حلال ہی مین اوٹھایا اوسکو حکم ہوگا کہ توقف کر شاید تونے مال کی طلب مین کسی اور میرے فرائض مین قصور کیا ہو مثلاً نماز کو ٹھیک وقت پر ادا نکیا ہو یا اوسکے رکوع و سجود و وضو مین کوتاہی کی ہو وہ عرض کرے گا کہ الٰہی مین نے وجہ حلال سے کمایا اور وجہ حلال ہی مین خرچ کیا اور تیرے فرائض مین سے بھی کوئی شی تلف نہین کی حکم ہوگا کہ شاید تونے مال کی جہت سے تکبر کیا ہو یا سواری و کپڑے مین فخر جتلایا ہو عرض کرے گا کہ الٰہی مین نے نہ تکبر کیا اور نہ فخر ظاہر کیا حکم ہوگا کہ شاید جن لوگون کا حق مین نے تیرے ذمہ کیا تھا اونکا حق مجھہ تونے دبا لیا ہو اور ذوی القربی اور یتیمون اور مساکین اور مسافرین کو نہ دیا ہو عرض کرے گا کہ الٰہی مین نے وجہ حلال سے حاصل کیا اور آسمین

وہ مال جو حلال سے کمایا ہو اور حساب مین
نکلنے کا خوف ہو اوسکو ترک کرنا
نفس امارہ کی خوش فہمی کو دخل نہ دینا چاہیے

نہین ہوتا جس چیز کو تم لاباس بہ تصور کرتے ہو وہ اونکے نزدیک مہلکات مین تھے اون سے اگر گناہ صغیرہ بھی
ہو جاتا تو اوسکو اتنا بڑا جانتے تھے کہ تم کبیرہ کو بھی نہین جانتے اگر تمھارا مال حلال اور اطیب ہے اونکے
مال مشتبہ جیسا ہوتا تو کیا کہنا تھا اور کاش تم اپنی برائیون ہی سے اوتنا ڈرتے جتنا وی اپنی بھلائیون کے
نہ قبول ہونے سے ڈرتے تھے یا تمھارا روزہ اونکے افطار کے مثل ہوتا یا تمھاری مشقت عبادت مین
اونکی سستی اور خواب کے برابر ہوتی یا تمھاری تمام نیکیان اونکی ایک ہی نیکی کے برابر ہوتین ایک روایت
مین ہے کہ بعض صحابہ رضہ نے فرمایا کہ جسقدر دنیا صدیقین سے فوت ہو جاتی ہی اور علیحدہ رہتی ہی
اوسی قدر اونکے حق مین غنیمت شمار ہوتی ہے پس جو شخص ایسا نہو وہ اونکا ساتھی نہ دنیا مین ہے
نہ آخرت مین۔ اب دیکھنا چاہیے کہ دونون فریقون مین کتنا فرق ہے ایک فریق تو صحابہ رضہ ہین
کہ خداے تعالے کے نزدیک علو مرتبہ رکھتے ہین اور ایک فریق تم جیسے ہین کہ اسفل درجہ رکھتے ہین مگر یہ
کہ خداے تعالے اپنے کرم سے معاف فرماوے اب ہم یہ کہتے ہین کہ اے مغرور یہ جو تیرا قول ہی کہ مال
کے جمع سے ہماری غرض اقتداء صحابہ رضہ ہے کہ حاجت سوال کی نہو اور خدا کی راہ مین دیوین تو اس
بات کو تو سوچنا چاہیے کہ جیسا اون لوگون کے وقت مین حلال میسر تھا اس زمانہ مین ہے یا نہین یا جسقدر
احتیاط طلب حلال مین وی لوگ کرتے تھے وتنی تجسے ہو سکتی ہے یا نہین مجکو بعض صحابہ رضہ کا قول یون
پونہچا ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ ہم وجہ حلال کے ستر راستے اس لیے چھوڑ دیتے تھے کہ کہین ایسا نہو کہ
حرام مین پڑ جاوین بس کیا تو بھی اپنے نفس سے ایسی ہی احتیاط کی طمع رکھتا ہی بخدا مجکو تجسے ہرگز یہ
توقع نہین کہ اتنی احتیاط کرے۔ یہ یقینا جان لے کہ مال کا جمع کرنا سلوک و افعال نیک کے لیے شیطان کا
ایک فریب ہے تاکہ سلوک و احسان کے بہانے سے تجکو شبہات کے کمانے مین ڈالدے جن مین حرام مخلوط
رہتا ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو شخص شبہات پر جرات کرتا ہے قریب ہے کہ حرام مین واقع ہو جاوے
ای مغرور کیا تجکو یہ نہین معلوم کہ شبہات کی چیزون کو کما کر خدا کے رستے مین دینے کی بہ نسبت یہ امر بہتر ہے
کہ شبہات مین مبتلا ہونے سے ہمیشہ ڈرتا رہے تاکہ خداوند کریم کے سامنے قدر و مرتبہ افضل و بلند ہو چنانچہ
بعض علما کا قول ہے کہ اگر آدمی ایک روپیہ چھوڑ دے اس خوف سے کہ شاید حلال نہو یہ امر اوسکے حق مین
بہ نسبت ہزار اشرفیون کی خیرات کے بہتر ہے جو شبہ سے کمائی ہون اور معلوم نہو کہ حلال ہین یا نہین اب
اگر تیرے گمان مین یہ ہو کہ مین بڑا متقی ہون مجکو شیطان دھوکا نہین دی سکتا مین شبہات مین مبتلا نہین
ہو سکتا اور مال وجہ حلال ہی سے جمع کرتا ہون تاکہ خدا کے راستے مین دون تو ہم کہتے ہین کہ اگر بالفرض تو
ایسا ہی متقی ہے تب بھی قیامت کا حساب اپنے اوپر نہ رکھنا چاہیے کہ بہترین صحابہ رضہ سوال روز قیامت سے

بخاری و مسلم بروایت نعمان بن بشیر

کہ بعض علمانے یون ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کو کچھہ لوگ اپنی نیکیان طلب کرینگے تو اون سے کہا جائیگا
أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا تمکو یہ خبر نہین کہ دنیا کی نعمت کے سبب
آخرت کی نعمت سے محروم رہ گئے اس سے زیادہ اور کونسی حسرت اور مصیبت ہوگی اور عجب نہین
کہ تم فخر و تکبر اور اظہار کثرت اور زینت دنیاوی کے لیے دولت جمع کرتے ہو حالانکہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جو کوئی مال تفاخر اور تکاثر کے لیے جمع کرتا ہے خدا کے پاس ایسے حال مین جاتا ہے
کہ اللہ تعالے اوسپر غضبناک ہو مگر تمکو خدائے تعالے کے غصہ کی کچھہ پروا نہین کہ اتنی اکڑ پھون
اس مال سے کرتے ہو شاید خدائے تعالے کے پاس جانے سے تمکو دنیا مین رہنا اچھا معلوم
ہوتا ہے اسی لیے دیدار الٰہی برا جانتے ہو حالانکہ خدائے تعالے خود تمھاری صورت سے ناراض ہے
اور تمکو خبر نہین دنیا کی اگر کوئی چیز تم سے فوت ہو جاتی ہے تو اوسپر رنج کرتے ہو اور حدیث شریف
مین وارد ہے کہ مَنْ أَسِفَ عَلَى دُنْيَا فَاتَتْهُ اقْتَرَبَ مِنَ النَّارِ مَسِيرَةَ سَنَةٍ لیکن تمکو اسکی پروا
نہین کہ اس چیز پر افسوس کرنے سے قرب عذاب ہوگا بلکہ کیا عجب ہی کہ دنیا کی توقیر کے باعث
کبھی تم دین سے بھی خارج ہو جاتے ہو دنیا کے آنے سے ہشاش بشاش ہوتے ہو یہ خبر نہین کہ
حدیث شریف مین وارد ہے مَنْ أَحَبَّ الدُّنْيَا وَسَرَّ بِهَا ذَهَبَ خَوْفُ الْآخِرَةِ مِنْ قَلْبِهِ
اور بعض علما کا قول ہے کہ دنیاوی چیزون کے جانے پر افسوس کرنے سے اور اونکے آنے پر
اظہار خوشی سے آدمی سے حساب لیا جاوے گا۔ تمھارے دل سے خوف الٰہی جاتا رہا دنیا پر کیسے خوش ہو
اوسکے لیے دین کی نسبت بہت زیادہ مشقت اوٹھاتے ہو اور کچھہ بعید نہین کہ گناہون کی مصیبت
تمکو بہ نسبت دنیا کے گھٹ جانے کے ہلکی معلوم ہوتی ہو تمکو مال کے جانے کا خوف زیادہ ہے اور
گناہون کا کم جو کچھہ اس ہاتھہ کے میل مین سے لوگونکو دیتے ہو وہ بھی بہ قصد رفعت اور برتری
دیتے ہو یہ چاہتے ہو کہ مخلوق راضی رہے اور میری تعظیم و تکریم کرے گو خدائے تعالے ناراض ہو
یعنی قیامت مین خدائے تعالے کا تمکو حقیر جاننا بہ نسبت لوگون کے حقیر جاننے کے آسان معلوم ہوتا ہے
اپنی خطائین لوگون سے چھپاتے ہو اسکی پروا نہین کہ خدائے تعالے کو انکا علم ہے گویا خدا کے
سامنے فضیحت ہونا لوگونکی سامنے کی فضیحت سے آسان ہی تو لوگون کی قدر تمھاری نزدیک خدا سے بڑھکر معلوم ہوتی ہے
معاذ اللہ منہا۔ جب اتنے عیب تم مین ہین اور ایسے نجاسات مین آلودہ ہو تو پھر کیسے عاقلون کے
سامنے بولتے ہو اور کہتے ہو کہ ہمارا مال بھی صلحا کا سا مال ہی اللہ اللہ مگس را ہبر طاؤسی نزاند ہ زغن را فر
عنقائی نداد ند۔ تم کہان اور وی لوگ کہان وہ لوگ حلال مین اتنا زہد کرتے تھے کہ تم سے حرام مین بھی

۱ اپنی دنیا کے جیسے اور اونکو موت یاد آتی ہے ۲ جو شخص دنیا کے ہاتھ سے جاتے رہنے پر افسوس کرتا ہے ۳ اسکی مصیبت
عارف ابن ابی سعید کی حکایت سے معلوم ہوتا ہے ۴ اسکی مصیبت

باب مین اللہ پر متوکل اور تقدیر الہی سے خوش اور بلا پر راضی اور نعمت مین شاکر اور ضرر مین صابر اور راحت
مین ثناخوان خدا کے واسطے تواضع کرنے اور تعلی اور فخر سے علیحدہ رہنے دنیا مین سی بحر مباح کے
اور کچھہ نہ لیا مدام قدر حاجت پر راضی رہے دنیا پر لات ماری اسکے مصائب پر صبر کیا اور اسکی تلخی کو ہیچ
کرکے نعمت کو چھوڑ دیا اب کہو تم بھی ایسے ہی ہو اسکے سوا اونکا یہ دستور تھا کہ جب دنیا اونپر آتی تو رنج
وغم کرکے کہتے کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گناہ کا عذاب خدائے تعالے نے دنیا ہی مین بھیجدیا یعنے دنیا
کے آنے کو وبال سمجھتے تھے اور جب فقیر کو آتا دیکھتے تو کہتے کہ خوب ہوا یہ شعار نیک بندون کا ہمکو ملا
چنانچہ روایت ہے کہ بعضون کا برسلف جب صبح کو اپنے گھر مین کچھہ دیکھتے تو رنجیدہ اور ملول ہوتے
اور جب کچھہ نہوتا تو ہشاش بشاش ہوتے کسی نے اونسے پوچھا کہ خلق کا تو یہ دستور ہے کہ نہونے کی
صورت مین غم اور ہونے کی حالت مین خوشی کرتے ہین اور تمھارا حال اسکے عکس ہے اسکی کیا وجہ ہے
اونھون نے فرمایا کہ باعث یہ ہے کہ جب مین صبح کو اوٹھکر اپنے آل وعیال کے پاس کچھہ نہین دیکھتا تو خوش
ہوتا ہون کہ آج پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی اور جب میرے عیال کے پاس
کچھہ ہوتا ہے تو مجھے رنج ہوتا ہے کہ اقتدائے آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہوا اور سنتے ہین کہ اون لوگون کا
یہ دستور تھا کہ جب اونکو کوئی صورت رفاہ اور آسایش کی معلوم ہوتی تو غم اور خوف کرتے اور کہتے کہ ہمکو
دنیا سے کیا سروکار ہے یہ جو ہمارے پاس آئی نمعلوم خدائے تعالے کو کیا منظور ہے اور جب اون پر
کوئی مصیبت آتی تو خوش ہوتے کہ ہان اب خدا نے ہماری خبر لی غرض کہ سلف کا حال اسطرح تھا
ہمنے تو کچھہ کم ہی لکھا ہے اونکے فضائل بیحد وشمار ہین آپ تو فرماوین کہ آپ ایسے ہی ہین جیسے وہ لوگ
گذرے ہین معاذ اللہ تم ویسے کیون ہوئے تھے اپنے حال کو اگر دیکھو تو بالکل اونکے حال کی برعکس ہے
تمھارا حال یہ ہے کہ تونگری مین طغیانی کرتے ہو اور زانی مین تبختر کرتے ہو خوشحالی کے وقت اکڑتے ہو اور منعم
حقیقی کے شکر سے غافل ہو جاتے ہو مصیبت کے وقت غصہ آتا ہے اور مفلسی مین ناامید ہو جاتے ہو
اللہ کے احکام پر راضی نہین ہوتے بلکہ فقیری کو برا جانتے ہو اور مسکنت سے ننگ کرتے ہو مسکنت کی
سبب تمام پیغمبر و مرسلین فخر کیا کرتے تھے تمکو اونکے فخر کی چیز بری معلوم ہوتی ہے ناداری کے خوف سے
مال جمع کرتے ہو اس مین بھی خدائے تعالے پر بدگمانی ہوتی ہے اور اوسنے جو روزی پونہچانے کی ضمانت
کی ہے اوسپر قلت یقین لازم آتی ہے اتنا گناہ کیا تھوڑا ہے بلکہ ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم مال اسی لیے جمع
کرتے ہو کہ دنیا کے لذات اور شہوات اور طمطراق حاصل ہون حالانکہ یہ حدیث ہمکو پونہچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اشر اراُمتی الذین غذوا بالنعیم ونبتت علیہ اجسامھم اور یہ بھی روایت پونہچی ہے

اسے میری امت مین
سی بدسے بدتر وہ لوگ
ہین کہ پرورش
پائی آسائش سے
اور اوسی پر اونکے جسم
بڑھے ۱۲ بخشر اسکا
ذکر کردیا ۱۲

حضرت عائشہ رضہ سے اوس حدیث کو پوچھا اونھون نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین نے جنت مین دیکھا کہ مہاجرین اور مسلمانون مین سے فقیر لوگ خوب دوڑتے چلے جاتے ہین اور تونگرون مین سے مین نے اونکے ساتہ کسی کو جنت مین جاتے نہین دیکھا مگر البتہ عبدالرحمن بن عوف اونکے ساتہ جنت مین جاتا تھا مگر گھٹنیون چلتا تھا حضرت عبدالرحمن رضہ نے یہ حدیث سنکر فرمایا کہ یہ اونٹ مع اونکے بوجھ کے سب خیرات ہین اور جو غلام اپنے نوکر ہین وہ بھی مین نے آزاد کیے شاید فقرا کے ساتھہ مین بھی دوڑ کر جنت مین جاؤن اور ایک روایت ہمکو یہ پونہچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف رضہ کو فرمایا کہ میری امت کے تونگرون مین سے تم اول جنت مین جاؤگے مگر غالبًا گھٹنیون کے بل داخل ہوگے - پھر اے کم بخت اب تو اپنے مال کی حجت بتلا حضرت عبدالرحمن بن عوف نے باوجود فضل اور تقوے اور احسان اور بذل اموال براہ خدا اور صحبت رسول مجتبےٰ اور بشارت جنت کے قیامت کے میدانون مین اور اوسکے اہوال مین اون سے مال کی بدولت رکے رہین گے جسکو بوجہ حلال کمایا کہ حاجت سوال کی نہ پڑے اور اوس سے سلوک لوگون کے ساتہ کرتے رہے اپنے تن بدن پر میانہ روی کے ساتہ خرچ کیا اور اللہ کی راہ مین بہت سا کچھہ دیا تاہم جنت مین فقرا مہاجرین کے ساتہ دوڑ کر نجا سکین گے بلکہ اونکے پیچھے گھٹنیون چلین گے جب اونکا یہ حال ہو تو ہم سے لوگ جو دنیا کے شغل مین ڈوبے ہوئے ہین کیا حال ہوگا - اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ تو ہمیشہ مال مشتبہ اور حرام پر گرتا ہے اور لوگون کے ساتہ اس ہاتہ کے میل کے واسطے سینہ زوری کرتا رہتا ہے اور شہوات اور زینت اور مباہات اور طرح طرح کے مکروہات مین پھنسا رہتا ہے اور یہی اولٹ پھیر کرتا رہتا ہے پھر عبدالرحمن رضہ کے مال کی حجت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ رضہ نے جو مال جمع کیا تھا اس لیے مین نے بھی کیا گویا اپنے آپکے پانچون سوارون مین سلف کے ساتہ جانتا ہے یہ نہین معلوم کہ یہ قیاس شیطانی ہے وہ اپنے دوستون کو ایسے ہی احکام سوجھاتا ہے اب مین تجھے تیرا حال اور صحابہ و سلف کا احوال کہہ سناتا ہون تاکہ تجکو اپنی فضیحت اور صحابہ سلف کی فضیلت معلوم ہو جاوے پس جاننا چاہیے کہ بعض صحابہ رضہ کے پاس جو مال تھا تو سوال نکرنے اور خدا کی راہ مین دینے کی غرض سے تھا اون لوگون نے وجہ حلال سے کمایا اور مال طیب ہی کھایا اور نفقہ متوسط درجے کا کرتے رہے آگے کے واسطے اپنا سامان کر گئے اور دنیا مین کسی کا حق نہین مارا نہ مال سے بخل کیا بلکہ زیادہ حصہ اپنے مال کا خدا کے واسطے دے ڈالا اور بعض صحابہ نے بالکل ہی دے ڈالا اکثر سختی کے وقت مین واسطے خدا کے کام کو اپنے نفس پر ترجیح دی اب مین تجھہ سے پوچھتا ہون کہ تو بھی کیا ایسا ہی ہے نہین ویسا کیون ہونے لگا تھا چہ نسبت خاک را با عالم پاک * علاوہ اسکے بہترین صحابہ رضہ کا یہ دستور تھا کہ مسکنت دوست تھے اور خوف فقر سے مامون اور رزق کے

---

۱ عبدالرحمن بن عوف کا جنت مین داخل ہونا اس طرح پر ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتہ پر ہجرت کی اور مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات ہوئی تھی سعد بن ربیع انصاری نے عبدالرحمن کو اپنا بھائی بنایا تھا اور اپنا آدہا مال اور دو بیبیان اونکو دینا چاہا تھا عبدالرحمن نے کہا کہ مجھکو بازار بتلا دو تجارت کرونگا

۲ بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے

۳ سعد بن ابی وقاص

مال کے جمع کرنے مین ہی اسی واسطے نادانستگی مین نہی کردی اور تجکو تو مال کی خیر فضل کا وقوف بخوبی ہو گیا ہی اسی لیے دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے گویا خدا کی نسبت تجکو زیادہ شعور ہو اقع خیر و فضیلت کے پہچاننے کا ہے معاذ اللہ من فی لک خدا ایسے جہل سے پناہ دی ذرا تو سوچ کہ صحابہ رضہ کے مال سے حجت پکڑنا شیطان کا فریب ہے اور عبد الرحمن بن عوف رضہ کے مال سے حجت پیش کرنی تیرے کیا مفید ہے قیامت مین وہی خود چاہینگے کہ دنیا مین سے اگر مجکو بقدر بسر اوقات ہی ملتا تو خوب ہوتا اور مجکو یہ روایت پونہچی ہے کہ جب حضرت عبد الرحمن بن عوف رضہ کی وفات ہوئی تو بعض صحابہ رضہ نے مذکور کیا کہ ہمکو حضرت عبد الرحمن رضہ کے اوپر نہایت خوف ہے کہ اونھون نے یہ کچھ چھوڑا حضرت کعب رضہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ عبد الرحمن کے مال سے کیا خوف ہے مال طیب کمایا اور طیب طور پر خرچ کیا اور پاک کمائی چھوڑ مرے یہ قول کعب رضہ کا حضرت ابوذر غفاری رضہ سے کسی نے جا کہا وہ بیتاب کھا کر اونکی تلاش مین نکلے اور ایک بالون کی رسی ہاتھ مین لیکر اونکو ڈھونڈھنے لگے جب اونکو خبر ہوئی وہ بھاگ کر حضرت عثمان رضہ کے پاس گئے اور اون سے سب ماجرا بیان کر کے پناہ چاہی حضرت ابوذر رضہ بھی اونکے قدم کا سراغ لیتے ہوئے حضرت عثمان رضہ کے گھر آئے اونکو دیکھتے رہی کعب رضہ حضرت عثمان رضہ کے پیچھے جا بیٹھے حضرت ابوذر رضہ نے اونکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ای یہودی بچے تیرا قول تھا کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو مال چھوڑا کچھ مضائقہ نہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جبل اُحد کیطرف نکلے مین ہمرکاب تھا مجکو پکارا کہ ابا ذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا اَلْاَکْثَرُوْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا هٰکَذَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ وَقُدَّامِهٖ وَخَلْفِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ پھر آپ نے میرا نام پکارا اور مین نے لبیک عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس کوہ احد کے برابر خزانہ ہو کہ اوسکو اللہ کے راستے مین خرچ کرون لیکن اگر مرنے کے دن اسقدر مین سے دو جو کے برابر بھی میرے بعد رہے گا تو مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا دو ڈھیر بچ رہین آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ دو جو بچ رہین پھر فرمایا کہ مین تو کم کہتا ہون اور تو بہت کہتا ہے انتہی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتے ہین اور تو یہودی بچے عبد الرحمن بن عوف رضہ کے مال چھوڑنے مین مضائقہ نہین بتلاتا تو بھی جھوٹا ہے اور جو یہ کہے وہ بھی جھوٹا ہے بس اس بات کا حضرت ابوذر رضہ کی کسی نے کچھ جواب نہ دیا یہانتک کہ وہ کہکر نکل آئے اور نیز ہمکو یہ خبر بھی پونہچی ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضہ کے اونٹ یمن سے آئے مدینہ منورہ مین ایکبار کی دھوم و شور مچ گیا حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ یہ کیا غل ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبد الرحمن رضہ کے اونٹ آئے ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ و رسول نے سچ کہا ہے یہ خبر حضرت عبد الرحمن رضہ کو پونہچی اونھون نے

اس حدیث مال دار کے پیچھے قیامت کے روز کم پایہ ہون گے کا مطلب بعض شارحین نے یہ کہا ہے کہ ایسے اور ایسے اپنے دہنے اور بائین اور آگے اور پیچھے اور ایسے ایسے تھوڑے ہین ۱۲ یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے بخاری مین تو قصہ کعب کا ہے کہ اونھون نے قول ابوذر رضہ کو نقل کیا ہے مسلم مین نہین ملا حضرت حارث بن اسید محاسبی نے نقل کیا ہے کہ مین نے ایسا سنا ہے ۱۲

اور علم پیچھے سے دھکے دیتا ہو اور اس شان سے تمکو خدا کے سپرد کردین نہ کوئی ساتھی ہو نہ غمخوار نہ بدن پر کپڑے کا کوئی تار پھر اوس بادشاہ بے پرواہ کے یہان سے تمھارے کردار کی سزا واقعی ملے انتہی بعد اسکے حارث رح فرماتے ہین کہ بھائیو یہ حال بڑے عالمون کا ہے آدمیون مین شیطان اور باعث فتنہ یہی لوگ ہین دنیا کی طمع مین اور اوسکی جاہ و رفعت کی حرص مین آخرت کو چھوڑ دیا اور دین کو ذلیل کیا یہ لوگ دنیا مین بھی عار و ننگ کے باعث ہین اور آخرت مین تو خسارہ والون مین قطعی ہین مگر یہ کہ خداوند کریم اپنے فضل سے معاف کردے اور بعد اسکے معلوم کرنا چاہیے کہ جو شخص دنیا مین مُدبر و بار رہتا ہے اور اسی کو دین پر اختیار کرتا ہے مین نے جو دیکھا تو اوسکی خوشی کدورت آمیز ہے طرح طرح کے رنج اور اقسام کے گناہ اوس سے سرزد ہوتے ہین اور انجام کو بجز بربادی اور تباہی کے اور کچھ نہین ہوتا دنیادار کسی توقع مین خوش تو ہوتا ہے مگر نہ دنیا ہی ملتی ہے نہ دین سلامت رہتا ہے خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ آہ اس سے بڑی مصیبت اور دردانگیز آفت کونسی ہوگی بھائیو اللہ کو دھیان کرو اور شیطان کے فریب مین مت آؤ اور نہ شیطان کے دوستون کا دھوکا کھاؤ جو حجت باطل پر اڑے ہوئے اور دنیا کے حاصل کرنے مین مستغرق ہین اور پھر اسکے لیے یہ عذر و حجت نکالتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بہت سا مال تھا ذکر صحابہ رض کا اسلیے کرتے ہین کہ لوگ اونکو مال کے جمع کرنے مین معذور جانین حالانکہ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے جسکی اونکو خبر نہین ای کم بخت عبدالرحمن بن عوف رض کے مال کی حجت پکڑتی تیرے لیے اچھی نہین شیطان تیرے ہلاک کرنے کے واسطے تیرے منہ سے یہ حجت نکلواتا ہے کیونکہ جب تو یہ کہتا ہے کہ عمدہ صحابہ رض نے مال واسطے زینت اور اسراف اور کثرت کے جمع کیا تھا تو تو اون سردارون کی غیبت کرتا ہے اور اونکے ذمہ بڑی بات لگاتا ہے اور جب تو نے یہ کہا کہ حلال مال کا جمع کرنا اوسکے چھوڑنے کی نسبت افضل ہے تو گویا تو نے نسبت خطا اور جہل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیا پر کی کہ اونھون نے ناحق زہد اختیار کیا یہ فضیلت اور رتبہ جو تو نے مال کے جمع سے بیان کیا یہ اونکو نسوجھا تیری طرح وہی بھی مال جمع کرتے اور اس قول سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ تیرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی خیر خواہی نکی یعنی آپ نے مال کے جمع کرنے سے منع فرمایا حالانکہ تیرے عندیہ مین مال کا جمع ہونا امت کے حق مین زیادہ اچھا ہے پس گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دھوکا دیا کہ بہتر بات نسکھائی بخدا یہ تیرا قول سراسر لغو ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کے خیر خواہ اور مشفق اور رؤف تھے علاوہ اسکے جب یہ کہو کہ مال کا جمع کرنا افضل ہے تو اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ تیرے نزدیک خدای تعالے نے اپنے بندون پر کچھ توجہ نہین فرمائی کہ اونکو مال کے جمع کرنے سے منع کردیا یا خدای تعالے کو یہ معلوم نہوا کہ فضیلت

ف اگر دنیا اور آخرت بھی ہو

ف یہ حدیث صحیح ہے

ع ابن عدی بروایت ابن مسعود

بارھوان بیان توانگری کی مذمت اور فقیری کی ثنا مین ۔ معلوم کرنا چاہیے کہ لوگون کو اسبات مین اختلاف ہے کہ شاکر توانگر کا رتبہ اعلی اور افضل ہے یا صابر فقیر کا اور اسکو ہم باب فقر اور زہد مین لکھینگے اور تحقیق حق بتلائینگے اسباب مین صرف اسقدر لکھتے ہین کہ غنا کی نسبت فی الجملہ فقر ہی افضل ہے اور زیادہ تفصیل احوال کی طرف ملتفت نہین ہوتے اور اس موقع پر فقر کی فضیلت مین وہ بات نقل کرتے ہین جسکو حارث محاسبی رح نے اپنے کسی رسالہ مین بجواب کسی عالم توانگر کے جسنے اپنے مال جمع کرنے کی حجت صحابہ رض کی توانگری اور حضرت عبدالرحمن بن عوف کے مال کی کثرت بیان کی تھی اور اپنے آپ کو صحابہ رض سے مشابہت دی تھی لکھا ہے اور حارث رح علم معاملہ مین بہترین امت ہین عیوب نفس اور آفات اعمال اور کنہ عبادات جتنی یہ لکھتے ہین اتنی اور کوئی نہین لکھتا اسی لیے لکھنا اونکے کلام کا اسمقام پر مصلحت ہے اول انھون نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمکو یون پونہچا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے بُرے علما کے حق مین یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اے بُرے عالمو تم نماز پڑھتے ہو روزہ رکھتے ہو صدقہ دیتے ہو مگر جس بات کا تمکو حکم ہے وہ نہین کرتے اور جو خود نہین کرتے اوسکو لوگون کو سکھلاتے ہو یہ نہایت بُرا ہے جو تم کر رہے ہو ظاہر مین تو مُنہ سے توبہ کرتے ہو اور باطن مین ہواے نفس کے مطابق عمل کرتے ہو یہ بات تمھارے کام نہ آوے گی کہ ظاہر کو پاک وصاف رکھو اور دل ناپاک رہین مین سچ کہتا ہون کہ تم چھلنی کی طرح مت ہو جس مین سے اچھا آٹا نکل جاتا ہے اور بھوسی اوس مین رہ جاتی ہی اسی طرح تم ہو کہ حکمت کی باتین تمھارے مُنہ سے نکلتی ہین مگر دلون مین کدورت بھری ہی اے دنیا کے بندو جو شخص دنیا سے اپنی شہوت و رغبت منقطع نکرے گا وہ آخرت کس طرح پاوے گا بخدا کہ تمھارے دل تمھارے اعمال سے روتے ہین دنیا کو تو تم نے اپنی زبانون کے تلے کر رکھا ہے اور اعمال کو پاون تلے دنیا کی بہتری آخرت کی بہتری سے تمکو زیادہ اچھی معلوم ہوتی ہے تم نے اپنی آخرت برباد کی پھر اگر جانو تو تم سے زیادہ کونسا نقصان والا ہوگا تمھارا برا ہو کبتک اندھیرے مین چلنے والون کو راستہ بتاؤگے اور خود متحیرون کی طرح کھڑے رہوگے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تم دنیا دارون سے دنیا اسی لیے چھوڑاتے ہو کہ سب دنیا تمھاری ہو جاوی نہین تو خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت کیون کرتے بس کرو بس کرو اس سے کچھ فائدہ نہین کہ گھر کی چھت پر چراغ رکھا جاوے اور اوسکے اندر ویسا ہی اندھیرا پڑا رہے اسیطرح اگر نور علم تمھارے مُنہ سے نکلے اور دل ویسی ہی اندھیری مین بیکار پڑا رہے تو کیا فائدہ ای دنیا کے بندو تم پرہیزگار بندے نہین ہو نہ آزاد بزرگون کے مانند ہو کیا عجب ہے کہ دنیا تمکو جڑ سے اوکھاڑ کر اوندھے مُنہ ڈالدے اور اسی طرح گھسیٹنا شروع کردے اور تمھارے گناہ تمھارے سر کے بال پکڑے ہوئی ہون

کمائی وہ حلال کی ہے اوسکو اوسی کے موقع پر خرچ کرے بے موقع نہ اوٹھاوے کیونکہ جیسا گناہ ناحق لینے مین ہے ویسا ہی ناحق اوٹھانے مین بھی ہے **پنجم** یہ کہ مال کے لینے اور چھوڑنے اور خرچ و امساک مین نیت درست رکھے یعنے جو مال حاصل کرے اوس مین نیت عبادت پر استعانت کی ہو اور جو مال ترک کرے اوس مین نیت زہد اور مال کی حقارت کی ہو اگر ایسا کرے گا تو مال کا ہونا اسکو ضرر نکرے گا اور اسی لیے حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ اگر آدمی تمام زمین کی چیزون کو لے لے اور نیت خدا ہی کے واسطے کی ہو تو زاہد ہی رہے گا اور اگر تمام چیزین زمین کی چھوڑ دے مگر نیت خدا واسطے کی نہو تو زاہد نہین ہوگا پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی تمام حرکات و سکنات کو خدا کے واسطے منحصر کردے یعنے حرکات و سکنات وہی کرے جو عبادت ہون یا عبادت پر معین و مددگار دیکھو عبادت سے سب مین زیادہ مباین کھانا اور پاخانہ ہے مگر اون سے بھی عبادت پر اعانت ہوتی ہے پس اگر آدمی کھانا اور پاخانہ بہ نیت مدد عبادت کرے گا تو اوسکے حق مین عبادت لکھا جاوے گا اسی طرح جس چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مثلاً کرتہ یا جامہ بچھونا برتن سب مین یہی نیت رکھنی چاہیے کیونکہ دین مین کبھی ان چیزونکی حاجت ہوتی ہے اور جو چیز حاجت سے زائد ہے اوسمین یہ نیت ہو کہ اوس سے کسی خدا کے بندے کا کام چلے اور اسی بنا پر اگر کوئی وقت حاجت کے ایسی چیز چاہے تو انکار نکرے جو آدمی ان باتونکو دستور العمل رکھے گا وہ وہ ہے کہ مار زر سے اوسکا جوہر اور تریاق نکال لیا اور زہر پھینک دیا ایسے آدمی کو مال کی کثرت سے نقصان نہین لیکن یہ بات اوسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو دین مین پکا ہو اور علم دین سے بخوبی آگاہ اور رجو آدمی اَن پڑھ مال کے جمع کرنے مین یہ خیال کرے کہ جیسے بعض صحابہ رضہ غنی تھے اور اونکے پاس بہت سی دولت تھی ویسے ہی مین بھی مال جمع کرتا ہون تو ایسے شخص کا حال ایسا ہے جیسے کوئی لڑکا کسی بڑے منتر وان اپنے فن کے کامل کو دیکھے کہ اوسنے سانپ کو پکڑ لیا اور اوسکا جوہر نکال لیا اور دل مین جانا کہ اوسنے سانپ کو اسی جہت سے پکڑ لیا کہ صورت و شکل اچھی تھی اور جلد نرم تھی آؤ مین بھی ایسا ہی کرون اوسکی دیکھا دیکھی یہ بھی سانپ پکڑے اور اوسی وقت لقمۂ اجل ہووے۔ ان دونون مین فرق یہی ہے کہ سانپ کا کاٹا ہوا معلوم ہوجاتا ہے کہ مرگیا مگر مال کا کاٹا معلوم نہین ہوتا اور دنیا کی تشبیہ سانپ سے دیتے ہین جیسے اس شعر مین مترجم کے شعر ظاہر مین ہے نرم گو کہ دنیا + پر اُسکے ہے زہر جیسے کالا + اور جس طرح پر کہ پہاڑون پر پھرنے اور دریاؤن کے کنارے پر چلنے اور خاردار راہون مین گذرنے مین اندھا آدمی دیکھنے والے کی برابری نہین کرسکتا اسی طرح مال کے لینے مین عامی آدمی عالم کی برابری نہین کرسکتا

دشمن ہے کہ اونکو اسپر صبر کرنے کا غم رہتا ہے اور خدا کی بھی دشمن ہے کہ اوسکے بندون کو اوسکا راستہ نہین چلنے دیتی اوپر رہزنی کرتی ہے بلکہ خود اپنی بھی دشمن ہے کہ اپنے نفس کو کھاتی ہے مثلاً مال کی حفاظت خزانہ اور پاسبانون سے ہوتی ہے اور خزانہ و پاسبان مال کے خرچ کرنے سے ہوتے ہین تو گویا دنیا کی حفاظت مین دنیا ہی جاتی ہے حتی کہ فنا ہو جاوے اور کچھہ بھی نرہے اور جو شخص کہ مال کی آفت کو جانتا ہے اوس سے مانوس اور خوش نہین ہوتا اور نیز زائد از حاجت اوسمین سے نہین لیتا اور جو شخص مقدار حاجت پر قانع رہتا ہے وہ بخل نہین کرتا اسلیے کہ جسقدر اوسنے اپنی حاجت کو رکھا ہے وہ تو داخل بخل نہین اور زائد از حاجت کی حفاظت کو خالی از مشقت بجا نکر دی ڈالتا ہے بلکہ اوسکا حال ایسا ہے جیسا کوئی شخص ندی کی کنارے کھڑا ہو کہ اوسکو پانی کے دینے مین کچھہ دریغ نہین ہوتا ایسا ہی

یہ بھی مقدار حاجت کے زائد کے دینے مین تامل نہین کرتا

گیارھوان بیان اون باتون کا جو آدمی کو مال کے باب مین ضروری ہین - یہ تو معلوم ہو چکا کہ مال ایک وجہ سے خیر ہے اور دوسری طرح سے شر اوسکی مثال سانپ کی سی ہے کہ منتر والا تو اوسکو اسواسطے پکڑتا ہے کہ اسمین سے زہر مہرہ نکالے اور غافل اگر پکڑ لیتا ہے تو اوسکے زہر سے ایسی طرح ہلاک ہو جاتا ہے کہ اوسکو خبر بھی نہین ہوتی اور مال کے زہر سے کوئی شخص بچ نہین سکتا الا اوس صورت مین کہ ان پانچ باتون کو مدنظر رکھے **اول** یہ کہ مال کے مقصود کو پہچانے کہ یہ کسواسطے پیدا ہوا اور اسکی حاجت کیون ہوتی ہے اس بات کے جاننے سے بقدر حاجت ہی کسب معیشت کریگا اور اوسی قدر کی حفاظت اور ایسے لوگون کو جو استحقاق کی نسبت زیادہ لیا چاہتے ہین اونکو اپنا مال ندے گا **دوم** یہ کہ آمدنی کی وجہ کو خیال مین رکھے کہ جو محض حرام ہو اوس سے اجتناب کرے اور جسمین غلبہ حرام کا ہو اور کوئی وجہ مکروہ ہو اوس سے بھی پرہیز کرے مثلاً کسی شخص مرتشی کا ہدیہ بیاعت مروت لے لینا یا سوال سے حاصل کرنا یا جو اسکے قائم مقام ہو **سوم** یہ کہ مقدار معیشت ملحوظ رہے کہ قدر واجب سے نہ زیادہ ہو نہ کم اور قدر واجب مقدار حاجت کا نام ہے اور حاجت تین چیزونکی ہوتی ہے خوراک پوشاک مکان اور ہر ایک کے تین درجے ہین ادنی اور اعلی اور اوسط پس جبتک کمی کی جانب مائل رہے گا اور حد ضرورت کے قریب رہے گا تو ہلکا اور سبک رہ کر بفحوائے ع سبکسار مردم سبکتر روند + کے نجات پاوے گا اور اگر مقدار مذکور سے تجاوز کرے گا تو ایسے گڑھے مین گرے گا کہ جسکے عمق کی کچھہ انتہا نہین اور ہمنے ان درجات کی تفصیل باب زہد مین لکھی ہے **چہارم** مقامات خرچ کو لحاظ رکھے اور خرچ مین میانہ روی کرے کہ نہ اسراف ہو نہ حد سے زیادہ تنگی جیسا اول مذکور ہوا بلکہ جو

علم سے غرض یہ ہے کہ آفت بخل کی اور جود وسخا کے فائدہ سے واقف ہو اور عمل سے یہ مراد ہے کہ جود اور داد دہش بتکلف کرے یہانتک کہ مقصود کو پونہچے لیکن صفت بخل بعض اوقات ایسی قوی ہوتی ہے کہ آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے کہ اوسکو اسکی آفت کچھہ نہین سوجھتی نہ کچھہ جود کا فائدہ معلوم ہو اور جب معرفت ان دونون باتون کی نہوئی تو شوق کہان سے ابھرے گا اسی لیے عمل و داد دہش بھی میسر نہوگا ایسی صورت مین یہ روگ ہمیشہ کو رہتا ہے جیسے وہ بیماری کہ جس مین دوا کی پہچان جاتی رہے اور نیز دوا کا استعمال ممکن نہو تو بجز اسکے کہ موت تک صبر کیا جاوے اور کیا ہو سکتا ہے اور بعض شیوخ صوفیہ کا دستور بخل کے علاج مین یہ تھا کہ اپنے مریدون کو کسی خاص زاویہ مین رہنے کا حکم نہین کرتے تھے بلکہ جب کسی مرید کو دیکھا کہ یہ اپنے کونے اور مافیہا سے نہایت خوش ہے تو اوسکو دوسرے کونے مین بھیجدیا اور اوسکا گوشہ مع اوسکی اشیا کے دوسرے مرید کے حوالہ کیا غرض جو کچھہ کسی مرید کی ملک مین ہوتا اور اوسکو اوسپر خوش پاتے فورًا اوسکو اوسکی ملک سے نکالدیتے مثلاً اگر کسی مرید کو دیکھا کہ وہ نیا کپڑا پہنکر یا مصلے عمدہ بچھاکر اوسکی طرف التفات کرتا ہے تو وہ کپڑا یا مصلے دوسرے کو دلوادیتے اور کوئی ایسا پرانا اوسکو دیتے کہ اوسکا دل اوسکی طرف راغب نہو اس طرح سے البتہ دل دنیا کی سامان سے علیحدہ رہتا ہے پس جو شخص کہ یہ راہ پنجلے وہ دنیا سے مانوس ہوگا اور اوسکو محبوب جانے گا اگر بالفرض اوسکے پاس ہزار چیزین ہونگی تو گویا ہزار چیزین اوسکی محبوب ہین اس بنابر پر جب ایک بھی اون مین سے چوری جاوے گی تو جسقدر اس شخص کو اوس شی سے محبت تھی اوسی قدر مصیبت اوسپر پڑے گی اور مرنے پر تو ایکبارگی ہزار کی ہزار مصیبتین ٹوٹ پڑین گی کیونکہ سبکے ساتھ محبت تھی اور وہ سب چھن گئین بلکہ زندگی مین بھی سبکے تلف اور ضائع ہونے کا خوف بمنزلۂ مصیبت کے رہتا ہے روایت ہے کہ کسی بادشاہ کے سامنے ایک فیروزہ کا پیالہ جواہر سے مرصع پیش ہوا جسکا نظیر روے زمین پر کسی نے نہ دیکھا تھا بادشاہ نہایت خوش ہوا اور ایک حکیم سے جو اوسکے پاس موجود تھا پوچھا کہ آپ کے نزدیک یہ کیسا ہے اوسنے کہا کہ میرے نزدیک تو یہ مصیبت ہے یا محتاجی بادشاہ نے کہا کہ یہ کس طرح حکیم نے کہا کہ اگر یہ ٹوٹ جاوے تو ایسی مصیبت ہے جسکا کچھہ تدارک نہین اور اگر چوری جاوے اور پھر آپ کو اسکی حاجت ہو تو کبھی ایسا نملے اور پہلے اس سے کہ یہ آپ کی خدمت مین نہین آیا تھا آپ کو کچھہ خوف مصیبت و احتیاج کا نہ تھا بعد چندے اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا یا چوری گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا اور کہنے لگا کہ حکیم کا قول درست تھا یہی اچھا تھا کہ وہ میرے پاس ہی نہ آتا ناحق مصیبت و رنج اوٹھانا پڑا یہی حال دنیا کے تمام اسباب کا ہے اسلیے کہ وہ اعدا اللہ کی بھی دشمن ہے کہ اونکو آگ کیطرف لیجاتی ہے اور اولیا اللہ کی

کہ دینے لینے سے تیرا نام نیک ہوگا اور سخی مشہور ہو جاوے گا پس اس بہانے سے بقصد ریا خرچ کرے یہانتک کہ نفس پر بطمع صفت جود خرچ کرنا ناگوار نہ گذرے اسصورت مین یہ بات تو ہوگی کہ بخل کو دور کرکے ریا مین مبتلا ہوگا مگر بعد کو پھر ریا کی طرف متوجہ ہوکر اوسکے علاج سے اوسکو دور کرنا چاہیے غرض کہ حصول نام و شہرت نفس کے لیے مال کے جانے کے بعد تسکین کی چیز ہی جیسے لڑکے کو جب وہ چھوڑ دیتے ہین تو چڑیان وغیرہ سے کھیل مین لگا دیتے ہین کہ وہ اوسکو یاد نکرے یہ غرض نہین ہوتی کہ اون سے ہمیشہ کو کھیلا کرے بلکہ جب وہ بھول جاتا ہے تو اوس کھیل کو بھی اوس سے علیحدہ کر دیتے ہین اسی طرح ان صفات خبیثہ مین سے بھی بعض کو بعض پر مسلط کرکے تیزی ایک دوسرے کی کم کیجاتی ہے مثلاً کبھی غضب پر شہوت کو مسلط کرکے اوسکی تیزی توڑی جاتی ہے اور کبھی غصہ کو شہوت پر مسلط کرکے اوسکی حدت کم کیجاتی ہے الا یہ علاج ایسی ہی شخص کے حق مین مفید ہے جسپر جاہ اور ریا کی محبت کی نسبت صفت بخل بہت غالب ہو کیونکہ اس صورت مین جو صفت اسمین قوی ہے اوسکو گویا ضعیف سے بدل دیا اگر دونون برابر ہی ہون گے تو کچھ فائدہ نہین اسلیے کہ ایک سے نکلے گا اور دوسرے مین پھنس جاوے گا اور پہچان اسکی یہ ہے کہ اگر خرچ کرنا ریا کے لیے اسپر گران نہ معلوم ہوتا ہو تو جان لینا چاہیے کہ صفت ریا کا غلبہ ہے اور اگر ریا کے لیے بھی خرچ دشوار معلوم ہوتا ہو تو بخل کا غلبہ ہے اس حال مین ضرور ہے خرچ کرنا چاہیے اور یہ جو مذکور ہوا کہ یہ صفات ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہین اوسکی مثال یون سمجھنی چاہیے کہ مردے کے تمام اجزا کیڑے ہو جاتے ہین اور یون مشہور ہے کہ یہ کیڑے ایک دوسرے کو کھا لیتے ہین اور بڑے ہوتے جاتے ہین اور تعداد کم ہوتی جاتی ہے یہانتک کہ اونمین سے دو سب مین زبردست رہ جاتے ہین پھر وہ بھی آپس مین لڑتے ہی رہتے ہین حتی کہ ایک غالب آکر دوسرے کو کھا کر موٹا ہوتا ہے مگر پھر خود بھی بھوکھا رہکر مرجاتا ہے اسی طرح ان صفات خبیثہ مین ممکن ہے کہ جونسی صفت ضعیف ہو اوسکو قوی کی غذا کرتے جاوین یہان تک کہ آخر کو ایک رہ جاوے پھر اس ایک کے دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ اوسکی غذا روک دی جاوے اور غذا کا روکنا ان صفات سے یہ ہے کہ اونکے مقتضا کے موافق عمل نہ کیا جاوے یعنے جو باتین کہ کوئی صفت خبیث چاہتی ہو وہ ہرگز نہ کرے جب اس طرح اوسکا خلاف کیا جاوے گا تو خواہ مخواہ وہ صفت مضمحل ہوکر مرجاوے گی مثلاً بخل کی صفت کا اقتضا یہ ہے کہ مال کو روکیے اور خرچ نہ کیجیے پس جب آدمی اوسکے خلاف کرے اور نفس پر مجاہدہ کرکے بار بار خرچ کرتا رہے تو بخل کی صفت مرجاوے گی اور صفت بذل طبعی ہو جاوے گی کہ پھر اوسمین دشواری نرہے گی اس سے معلوم ہوا کہ بخل کا علاج دو چیزون سے ہے ایک علم اور ایک عمل

مصیبتین سہین آخر خالی ہاتہ چلے گئے اور وہ سب تباہ ہوگیا اور اولاد کا خیال اگر دل مین ہو تو اوسکا
علاج یہ ہے کہ یون سوچے کہ جس خالق نے لڑکا دیا ہے اوسی نے اوسکا رزق اوسکے ساتہ اوتارا ہے
بہت سے لڑکے ایسے ہوتے ہین کہ باپ کی میراث اونکے پاس کچھہ نہین ہوتی مگر اونکا حال باپ سے
اچھا ہوتا ہے اور یہ بھی جاننے کی بات ہے کہ آدمی جو اپنی اولاد کے واسطے جمع کیا کرتا ہے اسکی نیت
یہی ہوتی ہے کہ اونکا حال اچھا رہے مگر کبھی اوسکا برعکس ظہور مین آتا ہے اور لڑکا اگر صالح ہے تو خدائے
تعالے اوسکے لیے کافی ہے اور اگر فاسق ہے تو جو مال میراث سے پاوے گا اوسکو گناہ مین اوڑاوے گا
اور اوسکا وبال مورث کی گردن پر رہے گا اور دل کا ایک یہ بھی علاج ہے کہ جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی
تعریف مین واقع ہین اور جو وعید عذاب شدید کا خدائے تعالے نے بخیل کے لیے فرمایا ہے اون سبکو خوب
تامل کرے اور مفید علاجون مین سے ایک تدبیر یہ ہے کہ بخیلون کے حالات مین زیادہ غور کیا کرے اور اون سے
نفرت کرے اور اونکو برا جانے کیونکہ کوئی ایسا بخیل نہین جو دوسرے کے بخل کو برا نہ سمجھے بس یہی حال
اپنا تصور کرے کہ اگر مین بخل کرونگا تو سبکی نظرون مین حقیر اور گران معلوم ہونگا جیسے میرے دل مین اور
بخیل برے معلوم ہوتے ہین اور ایک تدبیر یہ ہے کہ مال کے مقصود کو سوچے کہ یہ کیون پیدا ہوا ہے اور
جب یہ معلوم ہوجاوے کہ صرف حاجت روائی کے لیے ہے تو بقدر حاجت رکھہ لے اور باقی کو آخرت کے لیے
جمع کرے یعنے اوسکو خرچ کرکے ثواب کا ذخیرہ کرے پس یہ تدبیر ہین باعتبار معرفت اور علم کے ہین جب آدمی کو
عقل کے زور سے یہ معلوم ہوگا کہ خرچ کرنا بہ نسبت امساک کے دنیا و آخرت مین دونون مین بہتر ہے تو اگر عاقل
ہوگا اوسکی رغبت خرچ کرنے کیطرف متحرک ہوگی مگر لازم ہے کہ جب یہ خیال دل مین آوے فورًا اوسکی تعمیل کرے
تاخیر و تعلل نکرے اسلیے کہ شیطان ہر وقت مفلسی کا خوف دلاتا رہتا ہے اور خرچ سے روکتا ہے روایت ہے کہ
ابوالحسن بوشنجی رح ایک روز بیت الخلا مین تھے اپنے ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن مین سے نکال کر
فلان شخص کو دیدے اوسنے عرض کیا کہ آپ نے پاخانہ مین سے نکلنے تک کا صبر نفرمایا اونھون نے کہا کہ اسوقت
میرے دل مین آیا کہ کرتہ دیڈالون اور اپنے نفس سے یہ خوف تھا کہ کہین بدل بخلی اسواسطے اسیوقت تعمیل
کی اور صفت بخل کی جبھی جاتی ہے جب بتکلف خرچ کیا جاوے جیسے کہ عشق جبتک نہین جاتا جب تک معشوق
پیش نظر رہتا ہے ہان اگر اوسکے مقام سے مفارقت اختیار کرے اور اس جدائی پر بتکلف ایک مدت صبر کرے تو
رفتہ رفتہ دلکو تسکین ہوجاوے گی جیسے مرنے سے ہوجاتی ہے اسی طرح جو شخص بخل کا علاج کیا چاہے تو
اوسکو یہی چاہیے کہ مال سے بتکلف علٰحدہ ہوجاوے یعنے اوسکو بالکل دیڈالے بلکہ محبت کے ساتہ رکھہ چھوڑنے سے
تو یہ بہتر ہے کہ سبکا سب یا کوئے مین ڈالدے اور ایک حیلہ بخل سے بچنے کا بڑا لطیف یہ ہے کہ نفس کو دھوکا دے

اور اسی مین طول امل یعنی توقع اپنی عمر کی زیادتی کی بھی داخل ہے اس لیے کہ انسان اگر یہ جان لے
کہ مین کل مرجاؤن گا تو غالب ہے کہ مال کا بخل نکرے کیونکہ جو مقدار کہ آدمی کے ایک روز یا ایک مہینے
یا ایک سال کے لیے کافی ہو وہ قدر قلیل ہے اوس سے زیادہ رکھنا فضول ہے اور بعض اوقات طول امل اسطرح
ہوتا ہے کہ خود تو آدمی کو اپنی زندگی کی زیادہ توقع نہین ہوتی مگر چونکہ صاحب اولاد ہوتا ہے اسلیے
فکر اولاد قائم مقام طول امل کے ہوجاتا ہے اونکا جینا بھی اپنی ہی زندگی سمجھتا ہے اور اونکے لیے
مال روکتا ہے اور اسی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْوَلَدُ مُبْخَلَةٌ مُجْبَنَةٌ مُجْهِلَةٌ
اور جب اسپر خوف فقر لگجاتا ہے اور رزق کے آنے پر اعتماد قوی نہین رہتا تو خواہ مخواہ بخل بھی
قوی ہوجاتا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ خود مال ہی اچھا معلوم ہوتا ہے مثلاً بعض لوگون کے پاس
اس قدر مال ہوتا ہے کہ اگر اپنے دستور کے موافق اوسکو خرچ کرتے رہین تو زندگی بھر کو کافی ہو اور
ہزارون بچ رہین اور خود بوڑھے لاولد ہوتے ہین مگر باینہمہ زکوۃ نکالنے کو دل نہین چاہتا
بلکہ خود بیمار ہوجاوین تو علاج مین بھی خرچ کرنا برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ روپیہ پیسے کے ایسے عاشق
ہین کہ اوسکا قبضہ مین رہنا اور اونپر اپنا قابو ہونا بڑا لذیذ معلوم ہوتا ہے اسی لیے اوسکو زمین مین
گاڑکر رکھتے ہین حالانکہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے مرنے پر یہ مال ضائع ہوجاوے گا یا دشمنون کے ہاتھ
پڑے گا پھر بھی اوسکے کھانے کو یا اوسمین سے ایک حبہ خیرات کرنے کو دل نہین چاہتا اور یہ مرض
دل کا ایسا ہے کہ اسکا علاج بہت مشکل ہے خصوصاً بڑھاپے مین تو پرانے مرضون کی طرح لاعلاج
ہی ہے اس مرض والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی پر عاشق ہو اور اوسکی جہت سے اوسکے ایلچی کو
بھی چاہنے لگے پھر پیام بر سے اتنی محبت کری کہ محبوب کو بھول جاوے اسی طرح روپیہ پیسا بھی
حاجتون کا ایلچی ہے کہ زر کے سبب حاجتین حاصل ہوتی ہین اسی جہت سے زر محبوب ہوتا ہے
مگر بعض اوقات حاجتونکا خیال بھی نہین رہتا صرف زر ہی محبوب ہوجاتا ہے اور یہ سخت گمراہی اور بھولکی
بات ہے جو آدمی کہ زر اور پتھر مین فرق سمجھے وہ جاہل ہے یعنی زر سے البتہ قضاے حاجات ہوتی ہے
اور زائد از قدر حاجت اور پتھر مین کچھ فرق نہین جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ زر از بہر خوردن
بود ای پسر ٭ ز بہر نہادن چہ سنگ و چہ زر ٭ یہ مال کی محبت کے سبب ہین اور ہر بیماری کا علاج اوسکے
سبب کے ضد کرنے سے ہوتا ہے تو شہوات کی محبت کا علاج تو یہ ہے کہ تھوڑی سی چیز پر قناعت اور صبر
کرے ؎ کار دنیا کسے تمام نکرد ٭ ہر چہ گیرید مختصر گیرید ٭ اور طول امل کا علاج یہ ہے کہ ہر دم موت کو
یاد کرے اور اپنے ہمسرون کے مرنے کو لحاظ کرے کہ مال کے جمع کرنے مین کیسے کیسے دکھ اوٹھائے اور

اولاد باعث بخل اور نامردی اور جہالت ہے ۱۲ ابو یعلی و بزار بروایت ابو سعید و حاکم بروایت اسود بن خلف ۱۲

خوف یا لوگون کی ملامت کا ڈر یا جسکو دیتا ہے اوس سے نفع کی توقع ہو تو یہ خرچ جود مین داخل نہین کیونکہ یہ چیزین گویا سر دست اوسکو بطور عوض ہو جاتی ہین اور وہ انھین کی جہت سے خرچ بھی کرتا ہے پس عوض لینے والا ہوا جواد نہوا چنانچہ روایت ہے کہ ایک عابد عورت حیان بن ہلال کے پاس کھڑی ہوئی وہ اپنے یارون مین بیٹھے تھے اوسنے پوچھا کہ تم مین کوئی ایسا ہے جس سے مین مسئلہ پوچھون لوگون نے اونکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جو تیرا اول چاہے اوسنے پوچھے اوسنے پوچھا کہ تمھارے نزدیک سخاوت کسکو کہتے ہین اونھون نے کہا کہ دینا خرچ کرنا ایثار کرنا اوسنے کہا کہ یہ تو دنیا کی سخاوت ہوئی دین کی سخاوت کیا ہے کہا کہ دین کی سخاوت یہ ہے کہ خدا کی عبادت سخی دل سے کرین اور کچھ گران نگذرے اوسنے پوچھا کہ اس سے ثواب کی بھی نیت ہی یا نہین کہا کہ ہان توقع ثواب ہے اوسنے کہا کہ کیون اونھون نے جواب دیا کہ خدائے تعالے نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ایک نیکی کے بدلے دس دی جاوین گی اوسنے کہا کہ سبحان اللہ جب ایک دیکر دس لیے تو سخاوت دل کیا ٹھہری اونھون نے پوچھا کہ پھر تمھاری نزدیک سخاوت کیا ہے تمھین بتاؤ اوسنے کہا کہ میری دانست مین سخاوت یہ ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ طاعت مین لذت اور مزہ ملے اور گران بھی نہ گذرے اور باینہمہ اسپر نیت اجر کی بھی نہو یہان تک کہ ہر چہ مرضی مولے از ہمہ مرے کا حال ہو جاوے کیا اس بات کی تمھین شرم نہین آتی کہ خدای تعالے کو تمھارے دلون کا حال معلوم ہو جاوے کہ یہ ایک چیز کے عوض مین دوسری چیز چاہتے ہین ایسی بات تو دنیا مین بھی بری ہوتی ہے یعنے جب ایک شخص کو یہ معلوم ہو کہ فلان شخص مجھسے سلوک اسواسطے کرتا ہے کہ مین اوسکو ایک بدلے زیادہ دون تو بیشک وہ اس دینے سے خوش نہوگا اسیطرح ایک اور عورت عابدہ کا قول ہے کہ تم لوگون کو یہ خیال ہے کہ سخاوت دراہم اور دینارون ہی سے ہوتی ہے لوگون نے پوچھا کہ پھر اور کونسی چیز سے ہے اوسنے کہا کہ سخاوت میرے نزدیک جان سے کرنی چاہیے اور اسکی تفسیر محاسبی رح کے قول مین ہے کہ اونھون نے فرمایا کہ سخاوت دین مین یہ ہے کہ محض خدا کے واسطے اپنے نفس پر کھیل جاوے اور جان کا دیدینا اور اپنے خون کا بہا دینا خدا کی راہ مین برا معلوم نہو سخاوت دلی سے اسکا مرتکب ہو نیت ثواب کی نہ حال مین ہو نہ مآل مین اور کو ثواب کی حاجت بھی ہو مگر کمال سخاوت کی خوبی دل پر ایسی جم جاوے کہ ثواب کو خدا ہی کے اختیار پر چھوڑ دے یہان تک کہ خداوند کریم اوس سے پھر وہ معاملہ کرے کہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہو ٭

دسوان بیان بخل کا علاج یہ تو معلوم ہی ہو چکا کہ بخل کا سبب مال کی محبت ہی اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ مال کی محبت کے دو سبب ہین ایک تو شہوات کی محبت کہ بدون مال کے وہ حاصل نہین ہو سکتین

مثلاً دین کا بچانا مال کی نسبت اہم ہے تو اب اگر کوئی زکوۃ یا نفقہ واجب مین مال صرف نکرے تو بخیل ہے
اسی طرح مروت کی حفاظت مال کی نسبت اہم ہے تو جو کوئی تھوڑی سی چیزون مین تنگی کرے خصوصاً ایسے موقع
ساتہ مین کہ اونکے ساتہ تنگی نا مناسب ہے وہ شخص مال کی محبت کے باعث مروت توڑتا ہے اور بخیل ہے
یہان ایک درجہ اور رہ گیا کہ ایک شخص ایسا ہے کہ واجب شرعی بھی دیتا ہے اور حفظ مروت بھی کرتا ہے
الا اوسکے پاس بہت سی دولت ہے اوسکو صدقات اور محتاجون مین صرف نہین کرتا تو اسمین حفظ
مال کی بھی غرض موجود ہے یعنے زمانہ کے مصائب مین کام آوے اور غرض ثواب بھی موجود ہے کہ
کہ آخرت مین باعث بلندی درجات ہوسکتا ہے پس اس مطلب کے لیے مال روک رکھنا داناؤن کے نزدیک
بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین اسلیے کہ عوام کی نظر صرف حظوظ دنیاوی پر ہوتی ہے اونکے
نزدیک مصائب زمانہ کے لیے مال کا صرف نکرنا بہت امر مہم ہے حالانکہ یہی علماء کے عندیہ مین بھی علامت بخل کی
ایسے لوگون پر ظاہر ہوجاتی ہے مثلاً اگر ایسے مالدار کے پڑوس مین کوئی محتاج ہو اور یہ اوسکو ندے
اور کہے کہ جو زکوۃ مجھپر واجب تھی وہ ادا کرچکا اور کچھہ میرے ذمہ نہین تو یہ برا معلوم ہوگا اور اسکی برائی
اوسکے مال کی مقدار کے موافق ہوگی اسی طرح اگر محتاج شدید الحاجۃ اور صالح و دیندار و مستحق ہوگا تو اسکی
برائی بھی زیادہ معلوم ہوگی خلاصہ یہ کہ جو شخص واجب شرعی اور واجب مروت کو ادا کردی تو وہ بخل سے بری ہوگیا
ہان جود و سخا کی صفت سے جبھی موصوف ہوگا جب اس مقدار سے زیادہ خرچ کرے گا کہ فضیلت اور درجات
اسی سے ملتے ہین پس جس جگہہ کہ شریعت کی رو سے اسپر کچھہ واجب نہین ہے اور اپنا مال خرچ کرنے کو
باقتضای مروت اسکا دل چاہتا ہے اور عادت کی رو سے بھی اسپر کوئی ملامت نہین آتی تو جسقدر کہ اسکے
نفس مین گنجایش خرچ کی ہوگی اوسی قدر سخی ہوگا اور ظاہر ہی کہ اسکے درجات بے شمار ہوسکتے ہین
اور بدین لحاظ بعض آدمی بعض سے زیادہ سخی ہوتے ہین بہرحال جود اسکا نام ہے کہ جسقدر سلوک عادت
و مروت کی جہت سے ضروری ہو اوس سے زیادہ کیا جاوے مگر اسمین یہ شرط ہے کہ دل کی خوشی سے یہ سلوک ہو
کسی طمع یا توقع خدمت یا تمنا و مکافات یا شکر و ثنا کے لیے نہو کیونکہ جو شخص شکر و ثنا کی طمع رکھتا ہے
وہ سخی نہین بلکہ اپنے مال سے ثنا کو مول لیتا ہے اوسکو سودا گر کہنا چاہیے کہ خرچ مال سے اوسکا مقصود
مدح ہے جو کہ مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور جود اوسی خرچ کو کہتے ہین جو بدون غرض کے ہو اور واقع مین
اس طرح کی بجز ذات پاک خداوندی کے اور شخص مین نہین ہوسکتی آدمی پر جو جود کا اطلاق کیا جاتا ہے
تو مجازاً ہے اسلیے کہ اوسکا کوئی سا خرچ خالی غرض سے نہین لیکن اگر اوسکی غرض صرف ثواب آخرت اور
فضیلت جود کا حاصل کرنا اور نفس کو آلودگی بخل سے پاک کرنا ہو تو جواد کہلاوے گا اور اگر خرچ کا سبب ہجو کا

کہ نفس اس سے نزاع کرتا ہے اور یہ اوسپر صبر کرتا ہے تو ایسے شخص کو سخی نہ کہینگے بلکہ تکلف سخی بننے والا کہلائے گا اسلیے ضرور ہوا کہ اسکے دل کو مال کے ساتھ صرف اتنا علاقہ رہنا چاہیے کہ اخراجات ضروریہ مین اوسکو صرف کرے اور کوئی علاقہ نہونا چاہیے رہی یہ بات کہ یہ امر مقدار واجب کے پہچاننے پر موقوف ہی کہ کونسا خرچ واجب ہے تو اوسکو سننا چاہیے کہ واجب دو طرح کے ہین ایک تو وہ جو بحکم شرع واجب ہے دوسرے وہ کہ بلحاظ ضرورت وعادت ضروری ہے تو سخی وہی ہوگا جو اپنے مال کو نہ واجبات شرعی سے روکے نہ ضروریات مروت سے اگر ایک کو ان دونون سے فروگذاشت کرے گا بخیل ہوگا البتہ جو واجبات شرعی کو نہ ادا کرے گا وہ زیادہ تر بخیل ہوگا مثلاً کوئی شخص مال کی زکوۃ ندے یا اپنے اہل وعیال کا نفقہ واجب نہ پونہچاوے یا زکوۃ تو دے مگر اوسپر سخت ناگوار گذرے تو اوسکو طبیعت کا بخیل جاننا چاہیے گو بہ تکلف دیتا ہے یا جو شخص کہ دینے کے وقت برا مانے دیتا ہے اچھا دینے سے اوسکا دل خوش نہین ہوتا نہ اوسط درجہ کا مال دیکر راضی ہوتا ہے تو یہ بھی بخل ہی ہے اور مروت کے سبب جو خرچ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ادنی ادنی چیزون کی داد وستد مین تنگی نکرے یہ ایک بری بات ہے اور یہ برائی حالات واشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے مثلاً بعضی باتین ایسی ہوتی ہین کہ اون مین تو انگر کی تنگ گیری بری معلوم ہوتی ہی فقیر کی بری نہین معلوم ہوتی یا آدمی اپنے اہل وعیال واقارب سے تنگ گیری کرے تو بری معلوم ہوتی ہے اجنبیون سے بری نہین معلوم ہوتی ہے اور ہمسایون سے تنگ گیری بہ نسبت دور والون کے بری لگتی ہے اور ضیافت مین تنگی کرنی بہ نسبت خرید وفروخت اور معاملون کے بری معلوم ہوتی ہے غرض کہ تنگی برتنے مین چار چیزون کے اختلاف سے اوسکے احکام مختلف ہوتے ہین اول تو جس کام مین تنگی کیجاوے جیسے ضیافت اور داد وستد وغیرہ دوم جس چیز کی تنگی کیجاوے جیسے کپڑا اور کھانا وغیرہ اسلیے کہ جیسی کھانے مین تنگی بری معلوم ہوتی ہے ایسے اور چیزون مین نہین ہوتی اسی طرح کفن کے خریدنے مین یا قربانی یا صدقہ کی خرید مین تنگی کرنی جیسی بری معلوم ہوتی ہے ایسی اور چیزون مین نہین معلوم ہوتی تیسری جسکے ساتھ تنگی کیجاوے مثلاً دوست یا بھائی یا قریب یا زن و فرزند یا اجنبی کے ساتھ چوتھا جو شخص تنگی کرے وہ لڑکا ہے یا عورت یا بڈھا یا جوان یا عالم یا جاہل یا مالدار یا مفلس پس بخیل اوسکو کہتے ہین کہ مال کو ایسی جگہہ خرچ کرنے سے روکے جہان بحکم شریعت یا اقتضای مروت روکنا نچاہیے اور اسکی کچھہ مقدار معین نہین ہوسکتی اور بخل کی تعریف یون بھی ممکن ہے کہ جو نسا مطلب مال کی حفاظت کی نسبت زیادہ اہم ہو اوس مطلب سے مال کو روک لینا بخل ہے

نہین گذرتا دانہ دو دانے دی ڈالتے ہین اور زیادہ دینا البتہ گران گذرتا ہے اور اگر یہ غرض ہے
کہ بعض دہش سخت معلوم ہو تو یہ بات سخی مین بھی موجود ہے مثلاً اگر کسی کو سب مال یا اوسکا اکثر دیوے
تو البتہ گران گذرے گا مگر اس سے وہ شخص بخیل نہین کہلاوے گا اسی طرح سخاوت اور جود کے باب مین
اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ سخاوت اسکا نام ہے کہ بلا تامل حاجت پوری کرے اور بدون
احسان جتانے کے کسیکو کچھہ دے اور بعضون کا یہ قول ہے کہ جود اوس دینے کو کہتے ہین کہ بدون
مانگے کسی کو دے اور یہ تصور کرے کہ تھوڑا دیا اور بعض یون کہتے ہین کہ سائل کو دیکھکر خوش ہونا
اور اپنے دینے سے فرحت ہونے کا نام جود ہے جب کبھی میسر ہو اور کچھہ لوگ یہ فرماتے ہین کہ
مال کو اس خیال سے دینا کہ مال بھی خدا کا ہے اور بندہ بھی اوسی کا تو بندۂ خدا مال خدا دیتا ہے
فقر و فاقہ سے نہین ڈرتا اسکا نام جود ہے اور کچھہ یون کہتے ہین کہ جو شخص کچھہ مال تو دیدے اور
کچھہ باقی رکھے وہ اہل سخاوت ہے اور جو زیادہ تو دی ڈالے اور تھوڑا سا اپنے لیے رہنے دے وہ
اہل جود ہے اور جو خود تکلیف اوٹھاوے اور دوسری کی تمنا پوری کرے وہ صاحب ایثار ہے
اور جو کچھہ بھی خرچ نکرے وہ بخل والا ہے یہ تمام اقوال اس باب مین ہین مگر حقیقت بخل و جود کی کسی سے
صاف نہین معلوم ہوتی اسواسطے ہم اسکو مفصل لکھتے ہین اصل یہ ہے کہ مال ایک حکمت اور مقصود
کے لیے پیدا ہوا ہے یعنے حاجات خلق کی درستی کے لیے بنا ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ جس چیز مین
اسکا صرف کرنا چاہیے اوس مین اسکا امساک کیا جاوے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن اشیا مین اسکا
خرچ کرنا اچھا نہین اونھین مین اوٹھا دیا جاوے اور ان دونون باتون کے بیچ مین یہ بات بھی
ممکن ہے کہ اسکا خرچ عدل کے ساتھ ہو یعنی جہان روکنا ضروری ہو وہان روکا جاوے اور جہان
خرچ ضروری ہو وہان خرچ کیا جاوے پس خرچ کی ضرورت کی جگہہ پر روک رکھنا بخل ہے اور روک رکھنے
کی ضرورت کی جگہہ خرچ کرنا اسراف ہے اور ان دونون کے درمیان بین بین خرچ و امساک کرنا اچھا ہے
اور سخاوت و جود چاہیے یون کہ اسی رتبۂ وسط کا نام ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف سخاوت
کرنے کا حکم تھا اور پھر یہ ارشاد ہوا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ
اور یہ بھی ارشاد ہوا وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا
ان سے معلوم ہوا کہ جود درجۂ اوسط کا نام ہے درمیان اسراف و کمی کے اور قبض و بسط کے یعنے
اندازۂ خرچ و امساک کو مقدار واجب و ضروری پر حصر کرنا جود ہے مگر اسمین یہ قید ہے کہ یہ فعل فقط اعضا سے
کافی نہین جبتک کہ دل بھی اسپر راضی نہو اور تکرار نکرے پس اگر جہان خرچ مناسب تھا وہان خرچ کیا

ت ۱ اور نرکھہ اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اوسکو نرا کھولنا ۱۲

ت ۲ اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگین نہ لوٹاوین اور نہ تنگی کرین اور ہے اوسکے بیچ ایک اچھی گذران ۱۲

اور بعض صوفیہ سے روایت ہی کہ ہم چند لوگ متفق ہوکر طرسوس کے باب جہاد سے باہر نکلے اور ایک کتا ہمارے ساتھ ہولیا ہم باہر نکل کر ایک اونچی جگہہ پر بیٹھہ گئے وہان سے متصل ایک مردار پڑا تھا کتے نے مردار کو دیکھکر شہر کو مراجعت کی اور تھوڑی دیر کے بعد وہان سے پھرا تو بیس کتے اوسکے ساتھ تھے وہ سب کے سب آتے ہی مردار پر جھک پڑے اور یہ کتا الگ بیٹھا ہوا دیکھتا رہا یہانتک کہ گوشت مردار کا سب ہوچکا اور ہڈیان رہ گئین جب شہر کے کتے کھاپیکر شہر کو چلے گئے تب اس کتے نے اون پس ماندہ ہڈیونکو چچوڑنا شروع کیا اور انھین سے اپنا شکم سیر کرکے چلا گیا اور جو احادیث کہ ایثار کے باب مین وارد ہین مع حالات اولیا کے ہم نے

باب فقر و زہد مین لکھی ہین یہان لکھنے کی ضرورت نہین

نوان بیان سخاوت اور بخل کی تعریف اور اونکی حقیقت مین - یہ بات شرعی دلیلون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ بخل مہلکات مین سے ہے لیکن انسانکو کونسی چیز سے بخل متصور ہوتا ہے اور بخل کس شی کا نام ہے یہ امر دقیق ہے اسلیے کہ ہر ایک انسان اپنے عندیہ مین اپنے آپ کو سخی جانتا ہی حالانکہ غیرون کی نظرون مین بخیل ہوتا ہے یا ایک آدمی سے کوئی کام سرزد ہوا تو اوسمین لوگونکا قول مختلف ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ یہ بخل ہے اور بعض کہتے ہین کہ بخل نہین علاوہ اسکے آدمی کا نفس مال کی محبت سے خالی نہین اس محبت کی باعث مال کی حفاظت و امساک کرتا ہے تو اگر صرف امساک ہی سے بخیل ہوا کرے تو اوس سے تو کوئی بھی خالی نہین اور اگر امساک سے بخل نہو تو پھر بخل کے معنے کیا ہین بخل تو امساک ہی کا نام ہے اوس مین سے موجب ہلاک کو سنا ہی اور سخاوت کی تعریف کیا ہی جس سے کہ آدمی سخی کہلاتا ہے اور سخاوت کا ثواب پاتا ہے پس اس باب مین اقوال مختلف ہین بعض کہتے ہین کہ بخل اسکو کہتے ہین کہ حق واجب کو ندی تو اس لحاظ سے جو شخص حقوق واجبہ اپنے ذمے کے دیتا رہے وہ بخیل نہوگا مگر یہ تعریف کافی نہین اسلیے کہ مثلاً جو شخص قصائی سے گوشت یا نان بائی سے روٹی مول لاوے اور پھر اوسکو کچھہ کم دام پر واپس کردے تو بالاتفاق بخیل کہلاتا ہے اسی طرح جو شخص اپنے اہل و عیال کو روزینہ مقرر دیوے اور وے اگر ایک لقمہ بھی اوس مقدار سے زیادہ چاہین یا اور کوئی ادنی چیز اوسکے مال سے کھالین تو روا دار نہووے بھی بالاتفاق بخیل ہی گنا جاتا ہے علی ہذا القیاس اگر کوئی روٹی کھاتا ہو اور کوئی دوسرا شخص ایسا آجاوے کہ کھانے والے کو خیال ہو کہ میرے ساتھ بیٹھہ جاوے گا اور اس نظر سے روٹی چھپا دے وہ بھی بخیل ہی ہے حالانکہ تینون مثالون مین یہ نہین ہے کہ کسی نے حق واجب دیا ہو اور بعضون کا قول یہ ہے کہ بخیل وہ ہے جو دینے کو سخت جانے اور یہ تعریف بھی ناقص ہے کیونکہ اگر اس سے یہ غرض ہے کہ سب قسم کا دینا اوسپر سخت ہے تو بہت سے بخیل ایسے ہوتے ہین کہ اونکو تھوڑا سا دینا گران

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تو خداے تعالے نے حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کو ارشاد فرمایا کہ مین نے تم دونون مین بھائی چارہ کر دیا اور تم دونون مین سے ایک کی عمر زیادہ کی تو بتاؤ کہ کونسا تم مین کم زندگی چاہتا ہے اور زیادہ حیات دوسرے کے واسطے پسند کرتا ہے دونون نے یہی چاہا کہ میری عمر زیادہ ہو یعنے ایثار کا مضمون کسی نے پسند نکیا ارشاد ہوا کہ کیا تم دونون حضرت علی رض کے موافق بھی نہوئے کہ مین نے اوس مین اور اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین بھائی چارہ کیا تو آج رات اوسکے بچھونے پر اوسکی جان کے بدلے اپنی جان فدا کرتا ہے اور اوسکا جینا اپنے جینے پر مقدم سمجھتا ہے اب تم زمین پر جاؤ اور علی رض کی حفاظت اوسکے دشمنون سے کرو پس بموجب ارشاد کے حضرت جبرئیل آپکے سرہانے اور حضرت میکائیل اونکے پیتانے کھڑے ہوئے حضرت جبرئیل فرماتے کہ واہ واہ ای فرزند ابو طالب تجسا آج کوئی نہین کہ خداے تعالے تجسے فرشتون پر فخر فرماتا ہے پھر یہ آیت اوتری وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ اور حضرت ابو الحسن انطاکی رح کے پاس ایک بار کسی گانو مین متصل رے کے تیس سے کچھہ زیادہ آدمی جمع ہوئے اونکے پاس چند روٹیان گنتی کی تھین کہ سبکے شکم سیری کو کافی نہ تھین پس روٹیون کے ٹکڑے کرکے چراغ گل کر دیا اور کھانے کو بیٹھے جب کھانا بڑھایا تو معلوم ہوا کہ سبکا سب موجود ہے کسی نے کچھہ نہین کھایا ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دوسرا کھالے تو بہتر ہے اور روایت ہے کہ شعبہ رح کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس کچھہ موجود نتھا اپنے مکان کی ایک کڑی اوتار کر اوسکو دی اور معذرت کی اور حذیفہ عدوی کہتے ہین کہ مین شام کے نواح مین یوم یرموک کو گیا مجھے اپنے چچازاد کی تلاش تھی کہ اگر اونمین کوئی سانس باقی ہوگا تو پانی پلادونگا اور منہ دھولادونگا اسی لیے تھوڑا پانی لیتا گیا جب معرکہ کی جگہہ مین ڈھونڈھا تو اونکو زندہ پایا پوچھا کہ پانی پلادون اوسنے اشارہ سے کہا کہ اچھا جب مین نے پلانا چاہا تو آہ کی آواز پاس سے آئی میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے اوسکو پلاؤ جب مین وہان لے گیا تو دیکھا ہشام بن عاص ہین مین نے پوچھا کہ پانی پلاؤن یہ سنکر ایک اور آہ کی آواز آئی حضرت ہشام نے اشارہ کیا کہ اول وہان لے جاؤ جب مین اوس شخص کے پاس گیا تو وہ مرچکا تھا وہان سے پھر ہشام رض کے پاس آیا تو یہ بھی انتقال کر گئے پھر اپنے چچازاد کے پاس آیا تو اونکو بھی زندہ نپایا خداے تعالے ان سب پر اپنا رحم فرماوے اور عباس بن دہقان رح کہتے ہین کہ سواے بشر بن الحارث کے اور کوئی شخص ایسا نہین کہ جس طرح دنیا مین آیا ہو اوسی طرح اوٹھجاوے بشر بن الحارث البتہ جیسے آئے تھے ویسے ہی گئے اونکے مرض موت مین ایک شخص آیا اور حاجت کا سوال کیا آپ نے اپنا کرتا اوتار کر اوسکے حوالہ کیا اور ایک اور شخص سے ایک کپڑا مانگ لیا اوس مین انتقال ہوا

ف اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرتا خوشی اللہ کی اور اللہ منفعت رکھتا ہے بندون پر ۱۲

اور اوسکے اعلے درجہ کا نام ایثار ہے جو کہ روزمرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا یہانتک کہ خدائے تعالے نے آپ کے اس خلق کو یون فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور سہل تستری رح فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی کہ الٰہی مجکو بعض درجات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی امت کے دکھلادے حکم ہوا کہ اے موسیٰ تجکو تاب نہو گی الا ایک مرتبہ عظیم اوسکا تجھے دکھا دیتا ہون جسکے باعث اوسکو تجھپر اور تمام خلق پر مین نے فضیلت دی ہے پھر ایک دفعہ اہی عالم ملکوت کا پردہ اوٹھا لیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو آپ کا درجہ دیکھا تو انوار تجلی اور قرب الی اللہ سے گویا اونکی جان سی نکلی جاتی تھی سبحان اللہ اے موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات ۔ تو عین ذات می نگری در تبسمی ۔ روحی فداک یا رسول اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی کس وجہ سے اور کونسی خصوصیت سی اونکو یہ بزرگی عنایت ہوئی ارشاد ہوا کہ ایک عادت کے سبب جسکو مین نے اونمین رکھی ہی اور اونکو عنایت نہین کی یعنی ایثار کی وجہ سے یہ رتبہ ملا ہے ای موسیٰ اگر کسی شخص نے کبھی اپنی عمر مین ایثار پر عمل کیا ہوگا جب وہ میرے پاس آوے گا تو مجکو اوسکے حساب لینے سے شرم آوے گی بے حساب اوسکو جنت مین جہان وہ چاہے گا جگہ دون گا اور روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رض اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ مین کسی باغ مین ٹھہرے کہ وہان ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا جب اوس غلام کا کھانا آیا اور اوسنے ایک کتا بھی اوس احاطہ مین گھسکر غلام کے پاس چلا آیا اوسنے ایک روٹی اوسکو دے دی جب کھا چکا دوسری دیدی پھر تیسری یدی اسطرح اپنی غذا کل اوسکو کھلا دی حضرت عبد اللہ بیٹھے دیکھا کیے پھر اوس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کسقدر رہے اوسنے عرض کیا کہ اسی قدر ہے جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے اسکی سب کتے کو کیون کھلا دی آپ کیون نہ کھائی اوسنے عرض کیا کہ یہان کوئی کتا نہین رہتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دور سے یہان آیا تھا اور بھوکھا تھا مجکو اوسکا بھوکھا رہنا اور اپنا شکم سیر ہونا برا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ پھر دن بھر کیا کھاوے گا اوسنے عرض کیا کہ فاقہ کرون گا پھر آپ نے سوچا کہ مین اسکو سخاوت پر ملامت کر رہا ہون یہ تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پس آپ نے اوس باغ اور غلام اور وہان کے اسباب سامان کو خرید کر اوس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اوسکو ہبہ کر دیا اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ ایک صحابی رض کے پاس کسی نے ایک بکری کی سری ہدیہ بھیجی اونھون نے یہ خیال کر کے کہ میری نسبت میرا فلان بھائی محتاج زیادہ ہے وہ سری دوسرے کے پاس بھیجدی اونھون نے بھی اسی تصور سے تیسرے کے پاس بھیجی اسی طرح وہ سات گھر پھری یہانتک کہ اصل مالک کے پاس جسنے اول بھیجی تھی پہونچ گئی سبحان اللہ کیا ایثار تھا روایت ہی کہ جس رات یعنی شب ہجرت حضرت علی مرتضیٰ رض

پیدا ہوا ہے ایثار اور تو
خلق ہے ۱۲

ابن عباس رض
مختصر الکفایہ
اوس مین ذکر جریر
دیکھا ہے کنز مین ۱۲

تو کہا چلدی ورنہ لاٹھی لیکر نکلتا ہون حضرت اعمش نے اوسکو پکار کر کہا کہ شاہ جی چلے جاؤ بخدا کہ صاحب خانہ وعدے کا بہت سچا ہے مین نے کوئی اس سے سچا نہین دیکھا مدت سے مجھسے کہتا تھا کہ ٹکڑا روٹی کا معہ نمک کھالو آج بخدا کہ کچھہ زیادہ ان دونون چیزون سے میرے سامنے نہین رکھا

آٹھوان بیان ایثار اور اوسکی فضیلت کے بیان مین - واضح ہو کہ سخاوت اور بخل کے بہت سی درجات ہین سخاوت کے درجات مین سب سے زیادہ ایثار ہے یعنے باوجود اپنی حاجت کے مال دیدے ڈالے اور سخاوت اسکا نام ہے کہ جس چیز کی اپنے آپ کو حاجت نہو اوسکو کسی محتاج یا غیر محتاج کو دیدے اور حاجت کے ہوتے دوسرے کو دیدینا نہایت مشکل ہے اور جسطرح کہ سخاوت کبھی اس درجہ کو پہونچتی ہے کہ آدمی اپنی چیز باوجود حاجت کے دوسرے کو دیدے اسی طرح بخل بھی کبھی ایسی رتبہ کو پہونچتا ہے کہ انسان اپنا مال باوجود حاجت کے بھی اپنے نفس پر خرچ نکرے مثلا بعض بخیل مال کو اسطرح روکتے ہین کہ اگر خود بیمار ہو جاوین تو دوا نکرین یا اور کسی طرح کی خواہش دل مین ہو کھانے یا پینے کی تو مول لیکر نہ کھاوین مفت کی ملجاوے تو کھالین پس ایسا شخص باوجود حاجت کے اپنے نفس کے ساتھ بخل کرتا ہے اور ایثار والا اپنے نفس پر باوجود حاجت کے دوسرے کی حاجت کو مقدم سمجھتا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ ان دونون شخصون مین کتنا فرق ہے اخلاق خدا کی نعمت ہے جہان چاہے وہان رکھدیتا ہے سخاوت مین ایثار کے اوپر کوئی درجہ نہین قرآن مجید مین خداے تعالے نے صحابہ رض کی تعریف اسی ایثار پر فرمائی وَلَوْ يَرِثُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اور حدیث شریف مین ہے أَيُّمَا امْرِءٍ اشْتَهَىٰ شَهْوَةً فَرَدَّ شَهْوَتَهُ وَآثَرَ عَلَىٰ نَفْسِهِ غَفَرَ لَهُ اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن برابر پیٹ بھر کے کھانا نہ کھایا یہان تک کہ دنیا سے علیحدہ ہوئے اور اگر ہم چاہتے تو پیٹ بھر کر کھالیا کرتے الا سائلون کا پیٹ بھرنا اپنے نفسون سے مقدم سمجھتے تھے اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا آپ کے گھر مین اوسوقت کچھہ نتھا اتنے مین ایک شخص انصار رض سے وہان آئے اور اوس مہمان کو اپنے ساتھ لے گئے گھر مین جاکر کھانا اوسکے سامنے رکھدیا اور گھر والی سے کہا کہ چراغ گل کردے اور اندھیرے مین اپنا ہاتھہ بھی کھانے کیطرف بڑھاتے تھے گویا ساتھ کھاتے ہین مگر واقع مین کھاتے نہین تھے یہانتک کہ مہمان نے سب کھانا کھالیا جب صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ تم نے رات جو معاملہ مہمان کے ساتھ کیا اوس سے خداوند کریم کو بھی تعجب ہوا اور یہ آیت اوتری وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ غرضکہ سخاوت اللہ تعالے کے اخلاق مین سے ایک کا نام ہے

ف اور اول رکھتے ہین اونکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوکا ۱۲

ف جس شخص کو کوئی خواہش ہوئی اور اوسنے اوسکو روک دیا اور اپنی نفس پر بچنا اختیار کیا اوسکی مغفرت ہوگی ۱۲ ابن حبان بروایت ابن عمر بسند ضعیف ۱۲

ف بیہقی در شعب باختلاف لفظ ۱۲

ف بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ ۱۲

یا عصر کے وقت تک جانے بھی ندیا یہانتک کہ بہت بھوکھ لگی اور باولا سا ہوگیا پھر صاحب خانہ سے سار لیکر بیٹھا اور مہمان سے
کہا کہ تجھے میری قسم کونسی آواز تجھے پسند ہے اوسنے کہا کہ مجھے آواز گوشت کے بھننے کی پسند ہے اور حکایت ہے
کہ محمد بن یحیی برمکی بخیل اور بدصورت تھا کسی شخص نے اوسکے رشتہ دار سے جس سے اوسکو کمال الفت تھی اوسکے دسترخوانکا
حال پوچھا اوسنے کہا کہ دسترخوان چار انگشت مکسر ہوگا اور پیالے ایسے چھوٹے ہین کہ گویا خشخاش کھود کر بنائے ہین
اوسنے پوچھا کہ ایسے دسترخوان پر کون لوگ کھاتے ہین اوسنے کہا کہ کرام کاتبین کھاتے ہین پھر پوچھا کہ محمد
بن یحیی کے ساتھ آخر کوئی کھاتا ہے یا نہین اوسنے کہا کہ مکھیان البتہ کھاتی ہین کہا کہ تم تو اونکے مخصوصون مین ہو
یہ کیا بات ہے کہ تمھارے کپڑے پھٹے ہوئے ہین اوسنے جواب دیا کہ مجھے سوئی میسر نہین کہ اوس سے درست کرون
اور زیادہ تو کیا کہون اگر بالفرض محمد بن یحیی کی ملک مین ایک کوٹھہ بغداد سے لیکر نوبت تک لنبا سوئیون سے
بھرا ہوا ہو اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے ساتھ آکر اوس کوٹھی مین
سے ایک سوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرہن کے ٹانکنے کے لیے جو پیچھے سے پھٹ گیا تھا مانگین تو محمد
بن یحیی کبھی نہ دے گا اور روایت ہے کہ مروان بن ابی حفصہ بخل کے مارے گوشت نکھاتا جب جی چاہتا
تو غلام سے کہتا کہ ایک سری مول لے اوسی کو کھا لینا لوگون نے اوس سے پوچھا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ تم جاڑے
اور گرمی مین ہمیشہ سری ہی کھاتے ہو اوسنے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ سری کا نرخ مجھے معلوم ہے تو اوس مین
غلام خیانت نہین کرسکتا اور مجھے خسارہ نہین دیسکتا اسکے سوا گوشت اگر ہو تو وہ پکانے کے وقت اوسمین سے
نکالکر کھاسکتا ہے سری مین یہ بات بھی مفقود ہے اوسمین سے اگر آنکھہ یا کان یا رخسار کو ہاتھہ بھی لگاوی گا
تو مجھے معلوم ہوجاوے گا اور بایں ہمہ مجھے کئی طرح کا مزہ اوسمین ملتا ہے آنکھہ کا مزہ اور ہے اور کانون کا
اور اور زبان کا ذائقہ جدا ہے اور گدی اور مغز کا جدا پھر پکانے کی دقت سے بچا رہتا ہون اتنے
فائدہ ہین اور ایک وزیر بھی شخص خلیفہ مہدی کے پاس جاتا تھا اسکے گھر کی کسی عورت نے کہا کہ اگر تمکو
انعام ملے گا تو مجھے کیا دوگے اوسنے کہا کہ اگر لاکھہ درم ملین گے تو ایک تجھے دون گا وہان سے ساٹھہ ہزار
ملے تو اوس عورت کو اوسی حساب سے درم کے تین خمس دیے اور ایک دفعہ ایک درم کا گوشت خریدا اوسکے بعد
کسی نے اوسکی دعوت کردی تو گوشت کو قصائی کے حوالہ کیا اور درم کی چوتھائی مجرا دی اور کہا کہ مجھے اسراف
بُرا معلوم ہوتا ہے اور حضرت اعمش رح کا ایک ہمسایہ بخیل تھا ہمیشہ آپ سے کہا کرتا کہ میرے گھر چل کر آپ ٹکڑا
روٹی کا نمک کے ساتھ نوش فرماوین آپ انکار کردیا کرتے ایک روز جسب دستور عرض کیا اوسوقت اونکو بھوکھ بھی
تھی فرمایا کہ اچھا چلو گھر مین لاکر واقع مین ایک ٹکڑا روٹی کا اور نمک سامنے رکھدیا اتنے مین ایک سائل آیا
تو صاحب خانہ نے کہا کہ برکت ہے اوسنے دوبارہ سوال کیا پھر وہی جواب دیا اوسنے تیسری بار سوال کیا

اس خوف سے کہ کہین خسارہ مین نہ ہون پس جسکا یہ حال ہوا وہ امانت کے قابل نہین ہے اور حضرت علی رض کا قول ہے
کہ کریم آدمی کبھی اپنا حق کامل نہین لیتا چنانچہ خدای تعالے فرماتا ہے عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ
اور جاحظ رح کہتے ہین کہ لذات مین سے صرف تین چیزین باقی ہین بخیلون کو برا کہنا اور بھنا گوشت
کھانا اور خارش کا کھجلانا اور بشر بن الحارث رح فرماتے ہین کہ بخیل کی غیبت کرنی غیبت مین شمار
نہین ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ارشاد فرمایا تھا اِنَّكَ اِذًا لَبَخِيْلٌ یعنے تو اس
صورت مین بخیل ہے پس بخیل کو بخیل کہنا اس حدیث سے جائز ہوا اور ایک عورت کی تعریف آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئی کہ روزہ دار اور شب بیدار ہے الا اوسمین بخل بھی ہے آپ نے فرمایا کہ تو
پھر اوسمین کچھ خیر نہین اور بشر رح کا قول ہے کہ بخیل کیطرف دیکھنے سے دل سخت ہوتا ہے اور
بخیلون کی ملاقات سے ایماندارون کے دلپر کرب ہوتا ہے اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ دل سخیون کی
دوستی ہی چاہتا ہے گو وہ بدکار ہی ہون اور بخیلون سی دلپر نفرت ہی آتی ہی گو وہ نیک ہی ہون
اور ابن معتز رح کا قول ہے کہ جو شخص سب لوگون مین مال کا زیادہ بخل کرتا ہی وہ آبرو اپنی سب سے زیادہ
دیتا ہے اور حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام شیطان لعین سے ملے اور اوس سے فرمایا کہ مجکو یہ بتا کہ
لوگون مین سے تیرے نزدیک زیادہ محبوب کون ہے اور زیادہ ناپسند کون اوسنے عرض کیا کہ زیادہ تر محبوب تو
مومن بخیل ہی اور زیادہ ناپسند بدکار سخی آپ نے اسکا سبب پوچھا تو اوسنے عرض کیا کہ اسلیے کہ بخیل کو تو
اوسکا بخل ہی کافی ہے میری کچھ ضرورت نہین اور جو سخی بدکاری کرتا ہے تو مجھے یہ خوف رہتا ہے
کہ کہین سخاوت کی جہت سے خداے تعالے اوسکی خبر نہ لے لیوے اور پھر وہ میرے بس کا نرہے مقبول خدا
ہوجاوے پھر ابلیس یہ کہتا چلا گیا کہ اگر تم یحیی نہوتی تو ہرگز نہ بتلاتا **بخیلون کی حکایات** روایت ہے کہ
بصرہ مین ایک بخیل مالدار تھا کسی ہمسایہ نے اوسکی دعوت کی اور قیمہ انڈون کے ساتھ پکا ہوا سامنے رکھا
وہ بہت سا کھا گیا اور پھر پانی بار بار پینے لگا یہانتک کہ پیٹ پھول گیا اور کرب کے مارے مرنے اور پیچتاب
کھانے لگا جب بہت برا حال ہوا تو اوسکی کیفیت طبیب سے بیان کی گئی طبیب نے کہا کہ کچھ مضائقہ
نہین تو قی کر ڈال اوسنے جواب دیا کہ مجھے مرنا قبول ہے مگر جو غذا عمدہ مین نے کھائی ہی وہ بے قی نکرون گا
اور روایت ہے کہ ایک اعرابی کسی شخص کی تلاش مین نکلا وہ انجیر کھا رہا تھا جسکو عربی مین تین کہتے ہین
جب اعرابی کو دیکھا اوسکو چادر تلے چھپا دیا پھر اعرابی سے کہا کہ تم کچھ قرآن شریف مین سے پڑھو
اوسنے کہا بہتر اور پڑھا وَالزَّيْتُوْنَ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ اوسنے کہا کہ اسکے شروع سے وَالتِّيْنِ کہان گیا
اعرابی نے جواب دیا کہ وہ آپکی چادر تلے ہے۔ اور ایک شخص نے اپنے کسی برادر کو بلایا اور کچھ نہ کھلایا

ت ۱ جتائی نبی نے اوسمین کچھ اور ملادی کچھ ۱۲

ت ۲ باب آفات زبان مین گذری ۱۲

ت ۳ قسم ہے زیتون کی اور طور سینین کی ۱۲

لباس و حور عین ظاہر کر اوسنے تعمیل ارشاد کی پھر خداے تعالے نے اوسکو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ کچھہ بول وہ بولی کہ جو شخص مجھہ مین رہے گا وہ کیا اچھا ہوگا ارشاد ہوا کہ قسم ہے اپنی عزت کی بخیل کو تجھہ مین جگہہ ندون گا اور ام البنین حضرت عمر بن عبد العزیز رح کی بہن کا قول ہے کہ تف ہے بخیل پر اگر بالفرض بخل کرتا ہوتا تو مین کبھی نہ پہنتی اور اگر راستہ ہوتا تو کبھی نہ چلتی اور طلحہ بن عبید اللہ رح فرماتے ہین کہ ہمکو اپنے مال پر وہی صورت پیش ہوتی ہے جو بخیلون کو پیش آتی ہے مگر یہ فرق ہے کہ ہم صبر کرتے ہین۔ اور محمد بن منکدر فرماتے ہین کہ پہلے یون مشہور تھا کہ جب اللہ تعالے کسی قوم کی برائی چاہتا ہی تو اون پر اون مین سے برون کو حاکم کر دیتا ہے اور اونکا رزق اونکے بخیلون کے ہاتہ مین دی دیتا ہے اور حضرت علی رض نے اپنے خطبے مین فرمایا کہ عنقریب لوگون پر ایک وقت ایسا آوی گا کہ ایماندار اپنے مالکو دانتون سے پکڑے گا حالانکہ اسکا حکم اوسکو نہین چنانچہ خداے تعالے فرماتا ہے وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو فرماتے ہین کہ شح بہ نسبت بخل کے زیادہ سخت ہے اسلیے کہ شحیح دوسرے کے مال پر بخل کرتا ہے اور اپنا مال بھی نہین دیتا اور بخیل وہی ہے جو اپنے مال پر بخل کرتا ہے اور شعبی رح فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ جھوٹ اور بخل مین سے کونسا دوزخ مین زیادہ نیچے جاوے گا۔ اور روایت ہے کہ نوشیروان عادل کے پاس دو حکیم ہند اور روم کے آئے اوسنے ہندی حکیم سے کہا کہ کچھہ کہو اوسنے کہا کہ آدمیون مین سے بہتر وہ ہے جو ملاقات مین سخی ہو اور غصہ مین ہوشیار اور کہنے مین متامل اور رفعت مین تواضع کرنے والا اور قرابت والون پر شفقت کرنے والا پھر حکیم رومی نے کہا کہ بخیل کا مال اوسکے دشمن کو پہونچتا ہے اور جو شخص شکر گزار کم ہی اوسکا مطلب نہین ملتا اور دروغگو مذموم ہوتے ہین اور چغلخور فقیر ہو کر مرتے ہین اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہین کرتا خداے تعالے اوسپر ایسے کو مسلط کرتا ہے جو اوسپر رحم نکرے اور ضحاک رح نے اس آیت یعنی اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلَالًا کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ اغلال سے غرض بخل ہے یعنے اللہ تعالے نے اونکے ہاتھونکو خداے کی راہ پر خرچ کرنے سے روک دیا ہے تو اونکو راہ ہدی نہین سوجھتی اور حضرت کعب رض فرماتے ہین کہ ہر صبحکو دو فرشتے یون پکارتے ہین کہ الٰہی بخیل کا مال جلدی تباہ کر اور خرچ کرنے والے کے لیے جلد اوسکا عوض بھیج اور اصمعی رح کہتے ہین کہ مین نے ایک اعرابی کو سنا ہے کہ وہ ایک شخص کی صفت کہتا تھا یعنے یون کہا کہ فلان شخص میری نظرون مین حقیر ہو گیا باینوجہ کہ دنیا اوسکی نظرون مین بڑی ہے اور سائل کا سامنے آنا اوسکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ملک الموت آیا اور حضرت امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ مین کسی بخیل کو عدل نہین جانتا اس لیے کہ بخل کے مارے آدمی اپنے حق سے زیادہ لیا کرتا ہے

ت۱ اور بخلا دو برائی رکھنی آپس مین ۱۲

ت۲ ہمنے ڈالے ہین اونکی گردنون مین طوق سو وہ ہین ٹھونڑیون تک ۱۲

سفر اور کون ہے آپ ہی ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا کہ تمھارا سفر اربشر بن البراء ہے اور حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْبَخِیْلَ فِیْ حَیَاتِہٖ السَّخِیَّ عِنْدَ مَوْتِہٖ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سخی گناہگار خدا کی نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے اور یہ حدیث بھی انھین سے مروی ہے کہ بخل اور ایمان کسی بندے کے دلمین جمع نہین ہوتے اور یہ بھی فرمایا کہ دو عادتین ایماندار مین جمع نہین ہوتین بخل اور بدخلقی اور فرمایا لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّکُوْنَ بَخِیْلًا وَّلَا جَبَانًا اور فرمایا کہ تم مین سے کہنے والے یون کہتے ہین کہ بخیل بہ نسبت ظالم کے معذور ہے حالانکہ خدا کے نزدیک بخل سے بڑھکر کوئی ظلم نہین خداوند کریم اپنی عزت وجلال کی قسم کھاکر فرماتا ہے کہ نہ بخیل جنت مین جاوے گا اور نہ شحیح یعنی نہ وہ شخص کہ اپنا مال اورون سے روکے اور نہ وہ شخص کہ غیرونکو دیتے دیکھکر جلے اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار طواف خانۂ کعبہ کرتے تھے دیکھا کہ ایک شخص پردۂ کعبہ سے لگا ہوا کہتا ہے کہ الٰہی بحرمت اس خانہ کی میرا گناہ معاف فرما آپ نے اوس سے پوچھا کہ تیرا کیا گناہ ہے مجھسے بیان کر اوسنے عرض کیا کہ میری خطا بیان سے زیادہ ہے آپ نے پوچھا کہ تیری خطا زیادہ ہے یا زمین بہمہ طبقات اوسنے کہا کہ میری خطا زیادہ ہے پھر پوچھا کہ تیری خطا زیادہ ہے یا پہاڑ عرض کیا کہ میری خطا زیادہ ہے پھر پوچھا کہ تیرا قصور زیادہ ہے یا سمندر عرض کیا کہ میرا قصور زیادہ ہے پھر پوچھا کہ تیرا گناہ بڑھکر ہے یا سب آسمان عرض کیا کہ میرا گناہ بڑھکر ہے پھر پوچھا کہ تیری تقصیر زیادہ ہے یا عرش اوسنے کہا کہ میری تقصیر پھر پوچھا کہ تیرا گناہ زیادہ ہے یا خداوند کریم اوسنے عرض کیا کہ خدائے تعالے بہت بڑا ہے آپنے فرمایا کہ تیرا برا ہوا اوسکو مجھسے بیان کر اوسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین مالدار آدمی ہون مگر جب سائل مانگنے آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا شعلۂ آگ کا میرے سامنے ہے آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے علیحدہ ہو اپنی آگ سے مجھے مت جلا تجھکو قسم ہے اوس ذات کی جس نے مجکو ہدایت اور کرامت کے ساتھ بھیجا ہے اگر تو رکن اور مقام کے درمیان کھڑا ہوکر دس لاکھ برس نماز پڑھے اور پھر اوتنا روے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین بہ نکلین اور درخت سیراب ہوجاوین اور پھر بخل کی حالت مین تیری موت ہو تو خدای تعالے تجکو دوزخ مین اوندھے مُنہ ڈالے گا تیرا برا ہو کیا تجھے معلوم نہین کہ بخل کفر کا ایک حصہ ہے اور کفر دوزخ مین رہے گا کیا تو نہین جانتا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ آثار حضرت ابن عباس رضہ فرماتے ہین کہ جب اللہ تعالے نے جنت عدن پیدا کی تو اوسکو ارشاد فرمایا کہ تو مزین ہو وہ آراستہ ہوئی پھر فرمایا کہ اپنی نہرین ظاہر کر اوسنے چشمۂ سلسبیل اور عین کافور اور آب تسنیم نکالے جنسے باغہائے جنت مین شراب اور شہد اور دودھ کی نہرین بہنے لگین پھر ارشاد ہوا کہ اپنی کرسی تخت پر وہ زیور

---

۱ صدقہ کرنے سے بچا جاتا ہے اور بخیل ہوا تی نفس کی وجہ سے بخیل ہوتا ہے اور سخی نفس کی وجہ سے سخی ہوتا ہے ۱۲ منہ

۲ ترمذی نے نقل کیا ہے اور اوسکی سند مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

۳ نسائی نے نقل کیا ہے اور اوسکی سند مین اختلاف ہے ۱۲ منہ

۴ ترمذی نے بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲ منہ

۵ کسی ایماندار کو بخیل نہین پاؤگے ۱۲ منہ

۶ یہ حدیث بتمامہ نہین ملی البتہ بخیل کا جنت مین نہ جانا ترمذی مین بروایت انس بھی ہے صدیق منقول ہے ۱۲ منہ

۷ اس حدیث کی کچھ اصل نہین ۱۲ منہ

۸ اور جو کوئی اتنا روئیگا سونے کا آپ کو ۱۲

اور لوگ اس مال کے زیادہ مستحق تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگون کی طرف سے مجھے ان سے باتون مین اختیار ہے یا تو برا بھلا کہکر مجھسے مانگ لین یا مجکو بخیل کہین مگر مین بخل نہین کرتا یعنے بخیل نہ کہلانے کی وجہ سے انکی سخت گوئی پر صبر کرتا ہون اور حضرت ابوسعید خدری رض فرماتے ہین کہ دو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اونٹ کا سول مانگا آپ نے اونکو دو دینا دیے جب وہ آپ کے پاس سے نکلے تو حضرت عمر رض اونکو ملے اونھون نے حضرت کی تعریف کی اور شکریہ بیان کیا حضرت عمر رض نے خدمت جناب رسالت مآب مین حاضر ہوکر جو کچھ اونکا قول سنا تھا عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اونھون نے باوجود قلت دہش کے ایسا کہا لیکن فلان شخص کو مین نے دس سے زیادہ اور سو سے کم دیے ہونگے مگر اوسنے کچھ بھی نہ کہا تم مین سے بعض شخص مانگنے آتے ہین مگر جب مانگی مراد بغل مین داب کر جاتے ہین گویا دوزخ کی آگ بغل مین ہوتی ہے حضرت عمر رض نے عرض کیا کہ پھر جو چیز دوزخ کی آگ ہے وہ آپ کیون دیتے ہین آپ نے فرمایا کہ وہ بدون مانگے نہین مانتے اور بخل کو میرے اوپر خدائے تعالے نہین مانتا اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جود اللہ تعالے کی جود سے ہے تم جود کرو کہ خدائے تعالے تمپر جود کرے جان رکھو کہ خدائے تعالے نے بخشش کو ایک درخت کی صورت پر پیدا کیا اور اوسکی جڑ درخت طوبی کی جڑ مین مستحکم کی اور اوسکی ٹہنیونکو سدرۃ المنتہے کی شاخون مین پیوستہ کیا اور بعض ٹہنیون کو دنیا مین لٹکا دیا پس جو شخص اوسکی کسی شاخ سے لپٹ گیا جنت مین داخل ہوا جان رکھو کہ سخاوت ایمان مین سے ہے اور ایمان جنت مین جاوے گا اور خدائے تعالے نے بخل کو اپنے غضب سے پیدا کیا اوسکی جڑ دوزخ کے درخت زقوم یعنی سیہڑ کی جڑ مین ہے اور اوسکی کچھ ٹہنیون کو دنیا مین جھکا دیا ہے جو کوئی اوسکی کوئی شاخ پکڑ لیتا ہے دوزخ مین جاتا ہے یاد رکھو کہ بخل کفر کا ٹکڑا ہے اور بخیل دوزخ مین جائے گا اور ایک حدیث مین ہے کہ سخاوت وہ درخت ہے جو جنت مین اوگتا ہے پس جنت مین وہی داخل ہوگا جو سخی ہوگا اور بخل وہ درخت ہے جو دوزخ مین جمتا ہے تو دوزخ مین وہی داخل ہوگا جو بخیل ہوگا اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان کے قاصدون سے پوچھا کہ تمھارا سردار کون ہے اونھون نے عرض کیا کہ ہمارا سردار جد بن قیس ہے مگر وہ ایسا شخص ہے کہ تھوڑا سا بخل رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ بخل سے زیادہ روگ کونسا ہوگا تمھارا سردار وہ نہین بلکہ عمر بن جموح ہے اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب انھون نے اپنا سردار جد بن قیس کو بتلایا تو آپ نے پوچھا کہ تم اوسکو کس وجہ سے سردار جانتے ہو اونھون نے عرض کیا کہ اوسکے پاس ہم سب سے زیادہ مال ہے مگر باین ہمہ ہم اوسکو متہم بخل کے ساتھ بھی کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ بخل سے زیادہ کونسا مرض ہے وہ تمھارا سردار نہین ہے تب انھون نے عرض کیا کہ پھر ہمارا

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِیَّاکُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّهُ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ اور ایک حدیث مین فرمایا بخل سے بچو اسلیے کہ اوسی نے باعث تم سے پہلے لوگ خونریزی اور حرام چیزون کے حلال جاننے اور قطع ارحام مین مبتلا ہوے اور فرمایا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيلٌ وَلَا سَيِّئُ الْمَلَكَةِ اور بعض روایتون مین وَلَا جَبَانٌ اور وَلَا مَنَّانٌ بھی آیا ہے اور فرمایا ثَلٰثٌ مُهْلِكَاتٌ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ ثَلٰثَةَ الشَّيْخَ الزَّانِيَ وَالْبَخِيلَ الْمَنَّانَ وَالْمُعَيْلَ الْمُخْتَالَ اور فرمایا کہ خرچ کرنے والے اور بخیل کی مثال ایسی ہے جیسے دو شخصون کے بدن پر دو کرتے لوہے کے ہون چھاتی سے لیکر چنبر گردن تک خرچ کرنے والا جسقدر خرچ کرتا جاتا ہے وہ کرتا پھیلتا جاتا ہے اور کڑیان ڈھیلی ہوتی جاتی ہین یہانتک کہ اونگلیون تک پہونچ جاوے اور بخیل جتنا خرچ مین بخل کرتا ہے اوتنا ہی اوس کرتے کی کڑیان سکڑتی ہین اور جہانکی تہان گڑ جاتی ہین ہوتے ہوتے جب گلا دبنے لگتا ہے تو پھیلانا چاہتا ہے مگر پھیل نہین سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ اور ایک حدیث مین ہے کہ ظلم سے بچو اسلیے کہ ظلم قیامت مین اندھیرا بنجاوے گا اور فحش سے بھی بچو کیونکہ خدای تعالی کو فاحش اور متفحش دونون ناپسند ہین اور بخل سے بھی بچنا چاہیے کہ اوسنے تم سے پہلے لوگون کو ہلاک کردیا اونکو بخل نے جھوٹ بولنے کو کہا تو جھوٹ بولے ظلم کرنے کو کہا تو ظالم ہوئے قطع رحم کے لیے اوبھارا تو ویسے ہی ہوگئے اور ایک حدیث مین ہے کہ شَرَّ مَا فِي الرَّجُلِ شُحٌّ هَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین شہید ہوا تو ایک عورت نے اوسکو روتے ہوئے کہا ہاے میرے شہید آپ نے فرمایا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ یہ شہید ہے شاید اسنے کوئی کلام بے فائدہ کیا ہو یا ایسی چیز پر بخل کیا ہو جو دیسے کم ہوتی اور حضرت جبیر بن مطعم رضہ فرماتے ہین کہ غزوۂ حنین سے پھرنے کے وقت ہم ہمراہ رکاب جناب سالت مآب چلے آتے تھے کہ اثناے راہ مین چند عرب آپ کے گرد ہوئے اور کچھ مانگنے لگے اور یہانتک مضطر کیا کہ آپ ایک ببول کے درخت کیطرف جو گئی تو چادر اوسمین اوجھ رہی آپ نے ٹھہر کر ارشاد فرمایا کہ میری چادر مجھے دے دو قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے اگر ان کانٹون کے عدد کے موافق میرے پاس بھی پائے ہون تو مین تمھین دے ڈالون پھر نہ تم مجکو بخیل جانو نہ جھوٹا اور نہ نامرد اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار مال تقسیم کیا مین نے عرض کیا کہ ان لوگون کی نسبت

اور سکھاتے ہین ہمکو ہمارے پروردگار اور چھپاتے ہین جو اللہ نے اونکو دیا اپنے فضل سے ۱۲ پھر ہم کو اونکے ساتھ نہ ہونا چاہیے ۱۲ یعنی اونکو ہلاک کیا اونکے بخل نے اونکو بہلا کر اونکا سا کام کرایا اور اونکا سا حال کیا ۱۲ یعنی اصلی حرام چیزون کو حلال سمجھین ۱۲ ابوداؤد و نسائی بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص ۱۲ مسلم بروایت جابر رضہ ۱۲ انہین ۱۲ فعل ہوتا ہے بخیل منکار نہ خیانت ۱۲ ترمذی و احمد بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲ ترمذی بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲ بخل طاعت کیا کیا اور دغا ۱۲ نفس جسکا آدمی پیرو ہو اور بخل جانا آدمی کا اپنے نفس سے ۱۲ بلکہ اپنے نفس سے ۱۲ ابوداؤد و نسائی بروایت ابوہریرہ رضہ ۱۲ یعنی کافر سے ۱۲ یعنی اوسکا مال ۱۲ یعنی اوسکا مال ۱۲ یعنی اوسکا مال

شاعر دو مہینے تک اسی توقع مین ٹھہرا رہا آخر گھبراکر امیر کو یہ لکھا قطعہ ہے قبول مدح بی اعطای زر تمپر حرام + پر تعجب ہی نہین قائل ہو تم اسبات کے + کر کر و تاخیر دینے مین کہی اتنا دماغ + ہم ہین مبتدی اوسکے جو اس مانہ لے مہینے اوس ہاتھہ دی + جب یہ اشعار امیر نے پڑھے حاجب سے پوچھا کہ کتنی مدت سے ٹھہرا ہوا ہے اوسنے کہا کہ دو سے کہا کہ اسکو تیس ہزار درم دیدو اور قلمدان منگاکر اشعار کا جواب یون لکھا قطعہ تمنے جلدی کی تو ہم نے بھی یا جو بن سکا + اسقدر تھوڑا نہو تا لیتے گر تاخیر سے + تم یہ سمجھو ہمنے کچھہ تعریف مین لکھا تھا + ہم یہ جانین گے درم ہمنے نہین ہرگز دیے + اور روایت ہے کہ حضرت عثمان رضہ کے پچاس ہزار درم حضرت طلحہ رضہ کے ذمہ تھے ایک روز حضرت عثمان رضہ مسجد کو تشریف لیے جاتے تھے کہ حضرت طلحہ رضہ نے فرمایا کہ آپ کا مال موجود ہے اوسکو لے لیجیے آپ نے فرمایا کہ وہ مین نے آپ ہی کو دیا تاکہ آپکی مروت یعنی سخاوت پر ممد و معاون ہو اور سعدی بنت عوف کہتی ہین کہ مین ایک روز حضرت طلحہ رضہ کیخدمت مین گئی آپ کو کچھہ مکدر دیکھکر پوچھا کہ کیا حال ہے فرمایا کہ میرے پاس کچھہ مال جمع ہو گیا ہے اوسکا تردد ہے مین نے کہا کہ تردد کی کیا بات ہے اپنی قوم کو بلوا کر بانٹ دو آپ نے غلام کو بھیجکر سبکو بلوایا اور مال تقسیم کر دیا مین نے خادم سے پوچھا کہ کسقدر تھا کہا کہ چار لاکھہ درم تھے اور ایک اعرابی نے انھین حضرت رضہ کیخدمت مین حاضر ہو کر کچھہ سوال کیا اور اپنی قرابت بھی کچھہ بیان کی آپ نے فرمایا کہ مجھسے قرابت کی وجہ سے آج تک کسی نے نہین مانگا تھا میرے پاس ایک قطعہ زمین ہے جسکے حضرت عثمان رضہ تین لاکھہ درم دیتے ہین اگر تو چاہے تو وہ زمین لے لے ورنہ اوسکا دام تجکو دیدون اوسنے دام ہی طلب کیا آپ نے وہ زمین حضرت عثمان رضہ کو دے کر قیمت مذکورہ حوالہ کی اور روایت ہے کہ ایک روز جناب علی مرتضی رضہ روئے لوگون نے رونے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ سات روز سے میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا مجھے یہ ڈر ہے کہ خدائے تعالے نے کہین مجھے ذلیل تو نہین کیا اور ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دستک دی اوسنے پوچھا کہ آپ کیسے آئے کہا کہ میرے ذمہ چار سو درم ہین اوسنے چار سو درم تو لکر حوالہ کیے اور گھر مین روتا ہوا آیا بیوی نے کہا کہ اگر تمکو ان درمون کا دینا شاق تھا تو نہ دیے ہوتے اوسنے کہا کہ مین اس لیے روتا ہون کہ مجکو اوسکا حال بدون اوسکے کہے نہ معلوم ہوا مین اگر خود جویا رہتا تو اوسکے مانگنے کی کیون حاجت پڑتی

ساتوان بیان بخل کی مذمت مین اللہ تعالے جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور فرمایا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور فرمایا

صلاحکے سبکے چہرے سے آثار خیر و فضل کے نمایان تھے اور انکے باپ کی خیر و برکت انمین تاثیر کر گئی تھی
اور شافعی رح کہتے ہین کہ مجھے جسے حماد بن سلیمان کی ایک خبر پونہچی ہے تب ہی مین انون سے ہمیشہ
محبت کرتا ہون وہ یہ ہے کہ ایک روز وہ سوار جاتے تھے حرکت سے تکمہ ٹوٹ گیا راستے مین ایک درزی
سیتا تھا چاہا کہ اوتر کر اوسکو درست کرالین درزی نے قسم دلائی کہ آپ نہ اوتریں اور خود اوسکے ٹانکنے کو
کھڑا ہو گیا اور درست کر دیا اونھون نے اوسکو دس دینار دیے اور معذرت کرنے لگے کہ یہ مقدار قلیل ہے
اور ربیع بن سلیمان کہتے ہین کہ ایک شخص نے شافعی رح کی رکاب پکڑی آپ نے ربیع سے کہا کہ اسکو
چار دینار دو اور میری طرف سے معذرت کرو اور ربیع زبانی حمیدی کے انھین کا قصہ یون کہتے ہین
کہ جب صنعا سے مکہ کو تشریف لاتے تھے مکہ معظمہ سے باہر آپ نے ڈیرہ ڈالا اور دس ہزار دینار
جو پاس تھے اونکو ایک چادر پر پھیلایا پھر جو کوئی آپ کے پاس آتا گیا اوسکو مٹھی بھر بھر دیتے گئے
یہانتک کہ ظہر کی نماز اونکو تمام کر کے پڑھی اور ابی نور انکا حال یون کہتے ہین کہ جب شافعی رح نے
مکہ معظمہ کو جانا چاہا تو انکے پاس مال تھا مگر بہت کم رہنے دیا کرتے تھے سخاوت کے سبب کبھی جمع نکرتے تھے
مین نے کہا کہ اگر آپ اس مال کے عوض کوئی جایداد مول لے لین تو آپکی اور آپ کی اولاد کے کام آوے
آپ مکہ کو تشریف لے گئے اور وہان سے جو پھرے تو مین نے اوس مال کا حال پوچھا فرمایا کہ مکہ معظمہ
مین تو کوئی جایداد مجکو نہ ملی اسلیے کہ اکثر وہان کی جایداد وقف ہے اوسکا خریدنا جائز نہین مگر منی مین
مین ایک فرودگاہ بنا آیا ہون کہ ہمارے ساتھی حج کے دنون مین اوسی مین اوترا کرین بعد اوسکے

دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے اشعار

بہت سے کام ہین جنکو کہ چاہتا ہے دل	ولیک کافی نہین مال میرا کیا کیجے
ہی نفس کو یہ تمنا کبھی نہ بخل کرے	متاع اتنی نہین جس سے اب سخا کیجے

اور محمد بن عباد مہلبی راوی ہین کہ میرے باپ رح
خلیفہ مامون کے پاس گئے خلیفہ نے ایک لاکھ درم اونکو دیے جب خلیفہ کے پاس سے اوٹھے سب خیرات
کر ڈالے یہ خبر خلیفہ کو پونہچی بلا کر عتاب کیا میرے باپ نے عرض کیا کہ ای امیر المومنین موجود پھیرنے کے
ندینے سے معبود کی طرف بدگمانی ہوتی ہے خلیفہ خوش ہوئے اور دو لاکھ اور دیے اور ایک شخص نے
سعید بن العاص سے کچھ مانگا اونھون نے ایک لاکھ درم دلوا دیے وہ شخص رونے لگا آپنے سبب کر یہ پوچھا
کہا کہ اس سبب سے روتا ہون کہ زمین تجھ جیسے کو بھی نہ چھوڑے گی یہ سنکر ایک لاکھ اور دیے اور ابو تمام شاعر
ابراہیم بن شکلہ کے پاس قصیدۂ مدح کہکر لے گیا ابراہیم بیمار تھے قصیدہ رکھ لیا اور اپنے دربان سے کہا
کہ جو اسکی شان کے لائق ہو وہ اسکو دیدو اور کہدو کہ اگر مین نے مرض سے صحت پائی تو اسکی مکافات کرون گا

اونھون نے حکم کیا ہے کہ ہر نمازی کو ایک ایک جوڑا کپڑا اور جوتا عنایت کیا جاوے اور شیخ ابوسعید جرکوشی نیشاپوری رح کہتے ہین کہ مین نے محمد بن حافظ محمد سے سنا ہے کہ وہ زبانی شافعی مجاور مکہ کے بیان کرتے تھے کہ مصر مین کوئی شخص ایسا تھا کہ فقرا کے لیے کچھ چندہ کر دیا کرتا تھا اتفاقا ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا وہ اوس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا ہوا ہے اور اسوقت میرے پاس کچھ ہی نہین یہ سنتے ہی وہ شخص اوسکے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگون کے پاس لے گیا مگر کہین سے کچھ نہ ملا پھر ایک آدمی کی قبر پر آکر بیٹھا اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی مین بہت کچھ دیا کرتا تھا آج مین بہتون کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی کوشش کی کہ کچھ ملے مگر حسب اتفاق سعی بیفائدہ ہوئی یہ کہکر ایک دینار نکالا اور اوسکو خورد ہ کرکے آدھا سائل کو دیا اور کہا کہ یہ مین تمکو قرض دیتا ہون جب تمھارے پاس ہو تم ادا کر دینا وہ شخص آدھا دینار لیکر گھر چلا آیا اور لڑکے ہونے مین جو ضرورت تھی اوسکو انجام دیا اتنکو اوس مصری چندہ کرنے والے نے اوس قبر والے کو خواب مین دیکھا کہ یون کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ مجھسے کہا تھا وہ سب مین نے سنا مگر چونکہ مجکو اجازت جواب کی نہ تھی اسواسطے مین جواب نہ دی سکا اب کہتا ہون کہ تم میرے مکان پر جاکر میری اولاد سے کہو کہ چولھے کے نیچے کھودین وہان سے ایک برتن مین پانسو دینار گڑے ہوئے نکلینگے وہ اون سے لیکر اوس لڑکے والے کو دیدو جب صبح ہوئی تو وہ شخص اوسکی اولاد کی پاس گئے اور خواب کا قصہ بیان کیا اونھون نے اوسکو ٹھہراکر جگہہ کھودی اور دینار لاکر رکھدیے کہ لیجاؤ اوسنے جواب دیا کہ یہ تمھارا مال ہے میرے خواب کا کیا اعتبار ہے اونھون نے کہا کہ مال والا تو مرنے پر سخاوت کرتا ہے ہم جیتے جی کیسے نکرین غرض بعد رد و کد اس شخص نے دینار لے لیے اور لڑکے والے کے پاس لاکر رکھے اور تمام ماجرا بیان کرکے کہا کہ اب یہ تمھارا مال ہے جو چاہو سو کرو اوسنے ایک دینار اوٹھاکر خورد کیا اوس مین سے نصف تو اوس شخص کو بوجہ قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا کہ مجھے اسیقدر کفایت ہے باقی تم فقیرون کو دیدو ابوسعید راوی اس حکایت کے کہتے ہین کہ مجھے نہین معلوم ان سب مین زیادہ سخی کسکو کہنا چاہیے اور روایت ہے کہ حضرت شافعی رح جب مرض موت مین مبتلا ہوئے تو وصیت کی کہ فلان شخص مجکو غسل دے بعد وفات کے اوس شخص کو حال وصیت کا سنایا گیا وہ شخص آیا اور اونکے خرچ کی بہی منگاکر دیکھی تو معلوم ہوا کہ اونکے ذمہ ستر ہزار درم قرض ہین اوسی وقت اونکے نام پر سے اپنے نام کر لیے اور کہا کہ انکی مراد میرے غسل دینے سے یہی تھی کہ آلودگی قرض سے انکو مین صاف و پاک کرون ابوسعید کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اس شخص کا گھر تلاش کیا لوگون کے بتلانے سے جو مکان پر گیا تو اوسکی اولاد اوسپوتون مین سے مین نے کچھ لوگون کو دیکھا کہ بفحوای آیت کریمہ وَكَانَ أَبُوهُمَا

قولہ اور اوسکا باپ تھا نیک ۱۲

آپ نے فرمایا کہ اوسنے اپنی حاجت کے موافق مانگا تھا ہمنے اوس قدر دیا جسقدر کہ خدائے تعالے نے ہمپر نعمت کی تھی اور یہ انکا دستور تھا کہ ہر روز جبتک تین سو ساٹھ مسکینونکو کھانا اور صدقہ نہ دیتے تبتک کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے اور عمش روایت کرتے ہین کہ میری ایک بکری بیمار ہوئی ہیثمہ بن عبدالرحمن اوسکو صبح وشام آکر پوچھتے کہ گھاس اچھی طرح کھایا یا نہین اور لڑکے بدون دودھ کے کیسے صبر کرتے ہین اور یہ کہکر میرے بچھونے کے نیچے کچھ رکھدیتے اور چلتے وقت کہہ جاتے کہ بچھونے تلے سے جو کچھ ہو نکال لینا بکری کی بیماری کے دنون مین میرے پاس تین سو دینار سے زیادہ ہو پہونچ گئے یہانتک کہ میرے دل مین یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ بکری بیمار ہی رہے تو بہتر ہے اسکی بیماری سے یہ کچھ ملا اور عبدالملک بن مروان نے اسما بنت خارجہ سے کہا کہ مجکو تمھاری چند خصلتون کی خبر پونہچی ہے اونکو مجسے بیان کرو اونھون نے کہا کہ وہ باتین اگر غیر سے سنتے تو مجسے سننے کی نسبت بہتر ہوتا خلیفہ نے قسم دلائی کہ نہین تمھین کہو اونھون نے کہا کہ اے امیرالمومنین مین نے کبھی اپنے ہمنشین کے سامنے پانو نہین پھیلایا اور جب کبھی مین نے کھانا پکایا لوگونکی دعوت کی ہے تو جسقدر میرا احسان اونپر ہوا اوس سے زیادہ مین نے اونکا احسان اپنے اوپر سمجھا اور جب کبھی کوئی شخص مجسے کچھ مانگنے آیا تو جو کچھ مین نے اوسکو دیا کثیر نہین جانا اور سعید بن خالد جو سخی شخص تھا سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اوسکا دستور یہ تھا کہ اگر دینے کو کچھ نپاتا تو سائل کو متسک لکھدیتا کہ جب مجکو کہین سے کچھ ملے گا مین یہ روپیہ ادا کردون گا خلیفہ نے اوسکی صورت دیکھکر پوچھا کہ کیا حاجت ہے کہا کہ میرے ذمہ قرض ہی پوچھا کہ کسقدر ہے کہا کہ تیس ۳۰ ہزار دینار کہا کہ تیس ۳۰ ہزار قرض کے اور اتنے ہی اور تمکو دیے جاوین گے اور روایت ہی کہ قیس بن سعد بن عبادہ بیمار پڑے اونکے اقارب اونکی عیادت کو نہ آئے اونھون نے جو سبب پوچھا تو لوگون نے کہا کہ چونکہ تمھارا قرض اونکے ذمے ہے اسلیے وہ آتے ہوئے شرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ خدا مال کو ذلیل کرے یہ بھائیون سے بھی نہین ملنے دیتا پھر ایک پکارنے والے کو کہا کہ یون پکار دے کہ قیس بن سعد کا جسکے ذمے کچھ آتا ہو وہ معاف ہے اسکو سنتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ آپ کے گھر کی سیڑھی بھی ٹوٹ گئی اور ابو اسحاق کہتے ہین کہ مین نے ایک قرضخواہ کی تلاش مین فجر کی نماز مسجد کوفہ مین پڑھی جب نماز سے فارغ ہوا تو میرے سامنے ایک جوڑہ کپڑون کا اور ایک جوڑہ جوتی کا کسی نے رکھا مین نے کہا کہ مین تو اس مسجد کے نمازیون مین نہین ہون لوگون نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین شعث بن قیس کندی کل رات مکہ سے داخل کوفہ ہوئے ہین

بدلے تو مین گھوڑا تجھے دے دون اور اونٹ لیکر تم لوگون کی ضیافت کرون اسنے جواب دیا کہ بہت اچھا پھر یہ
دیکھا کہ وہ مردہ اوس اونٹ کی طرف گیا اور اوسکو ذبح کر ڈالا اور یہ اونٹ خوب فربہ تھا تنے مین اس شخص کی
آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقع مین اونٹ کی گردن سے خون جاری ہے اسنے اوٹھکر اوسکو ذبح کیا اور بہ امت
کر کے گوشت قافلہ مین تقسیم کیا سبھون نے کھایا پی کر وہان سے مراجعت کی دوسرے دن راستہ مین
اونکو چند سوار ملے ایک نے اون مین سے قافلہ والون سے پوچھا کہ تم مین فلان نام کا شخص کونسا
ہے اور وہی نام لیا جو خواب دیکھنے والے کا تھا اوسنے جواب دیا کہ وہ شخص مین ہون اوس سوار نے
کہا کہ تم نے فلان مردہ کے ہاتھ کچھ بیچا ہے اوسنے کہا کہ خواب مین مین نے اپنا اونٹ اوسکی ہاتھ
گھوڑے کے عوض بیچا ہے اوسنے کہا کہ تو لیجیے یہ اوسکا گھوڑا موجود ہے پھر کہا کہ وہ مردہ میرا باپ تھا
رات کو اوسنے خواب مین مجھسے کہا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ گھوڑا فلان شخص کو دیدے سو مین نے بتعمیل حکم
کی اور ایک شخص قریشی کا گذر ایک عرب پر ہوا کہ راستہ مین اپاہج ہوکر شدت مفلسی اور مرض سے
پڑا تھا قریشی کو دیکھکر وہ کہنے لگا کہ میان صاحب ہماری کچھ مدد کرو اوسنے اپنے غلام سے کہا کہ جو
کچھ خرچ سے بچا ہو وہ اسکو دیدے غلام نے چار ہزار درم اوسکی گود مین اولٹ دیے اوسنے چاہا
کہ انکو لیکر اوٹھون مگر ضعف کے مارے اوٹھ نسکا اور رو دیا قریشی نے پوچھا کہ تو شاید اسوجہ سے
روتا ہے کہ جو مین نے دیا وہ کم ہے اوسنے کہا کہ یہ وجہ نہین بلکہ یہ سبب ہے کہ مجکو یہ یاد آگیا کہ زمین
تیرے کرم کو بھی کھا جاوے گی اسی لیے رو پڑا اور عبداللہ بن عامر نے خالد بن عقبہ سے اونکا گھر
جو بازار مین تھا نوے ہزار درم کو مول لیا جب رات ہوئی تو خالد کے گھر والون کے رونے کی
آواز عبداللہ کے کان مین پونہچی پوچھا کہ یہ کیون روتی ہین لوگون نے کہا کہ اپنے گھر کے لیے
روتی ہین اپنے خادم کو آپنے فرمایا کہ تو اونکے پاس جاکر کہدے کہ مال اور مکان سب تمھارا ہے
اور روایت ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک بن انس رح کی خدمت مین پانسو دینار
بھیجے یہ خبر لیث بن سعد رح کو پونہچی اونھون نے اونکی خدمت مین ہزار دینار روانہ کیے ہارون رشید
نے لیث رح کو بلاکر عتاب کیا کہ تم ہماری رعیت ہو کیا وجہ کہ ہمنے پانسو بھیجی تو تم نے ہزار دیے
اونھون نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے یہان ہر روز ہزار دینار کا غلہ آتا ہے مجھے شرم آئی کہ ایسے
شخص کو ایکدن کی آمدنی سے کیا کم دون لیث بن سعد رح کی سخاوت مشہور ہے یہی وجہ تھی کہ باوجود
ہزار دینار آمدنی ہر روزہ کے اونپر زکوۃ واجب نہوئی اور ایکبار کسی عورت نے اونسے تھوڑا شہد
مانگا تو اونھون نے ایک مشک شہد اوسکو دیا کسی نے کہا کہ اوسکا کام تو تھوڑے سے مین بھی نکلجاتا

کھانا تیار کردیا وی کھا پی کر سیر ہوئے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھہرے رہے جب چلنے لگے تو بڑھیا سے
کہا کہ ہم لوگ قریشی ہین اب حج کو جاتے ہین وہان سے اگر سلامت پھرینگے تو تو ہمارے پاس آیو ہم تجھسے
سلوک کرینگے یہ کہکر تشریف لے گئے جب اوس عورت کا خاوند آیا تو اوسنے تشریف لانا حضرات کا اور ذبح
ہونا بکری کا بیان کیا وہ سنکر غصہ ہوا کہ میری بکری کیا جانے کسکو کھلادی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے
لوگ تھے پھر مدت کے بعد ان دونون مرد و عورت کو مدینۂ منورہ مین آنے کی ضرورت ہوئی وہان
پہونچکر اونٹ کی مینگنیان جمع کرتے اور اونکو بیچکر اپنی گذران کرتے اتفاقا ایک روز بڑھیا اوس طرف
جانکلی جہان حضرت امام حسن علیہ السلام اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بڑھیا کو پہچانا مگر
اوسنے نہ پہچانا آپ نے اپنے خادم کو بھیجکر اوسکو بلوایا اور پوچھا کہ مجھے پہچانتی ہے اوسنے عرض کیا کہ
مین نہین پہچانتی آپ نے فرمایا کہ مین وہ ہون جو فلان روز تیرے یہان مہمان ہوا تھا اوسنے عرض کیا
کہ میرے ماں اور باپ آپ پر قربان ہون آپ وہ ہین آپ نے فرمایا کہ ہان پھر آپ نے ایک ہزار بکریان
اور ہزار دینار بڑھیا کو دے کر اپنے خادم کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیجدیا
اونھون نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے بھائی نے کیا دیا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہزار دینار اور ہزار بکریان آپنے
بھی اوسی قدر اوسکو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس روانہ کردیا اونھون نے
پوچھا کہ حسنین علیہما السلام نے تجھکو کیا دیا کہا کہ دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریان مجھین اونھون نے دو ہزار
دینار اور دو ہزار بکریان اپنے پاس سے دین اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو مین اتنا دیتا کہ
حسنین علیہما السلام کو دینا بڑا مشکل پڑتا غرضکہ بڑھیا چار ہزار دینار اور اتنی ہی بکریان لیکر اپنے خاوند کے
پاس آئی اور کہا کہ یہ عوض اوس ایک بکری کا ہے کہ جسکو سرداران قریش نے کھائی تھی اور ایک بار
عبداللہ بن عالم بن کر پر مسجد سے تنہا اپنے گھر کو جاتے تھے ثقیف کی قوم سے ایک لڑکا اونکے پیچھے ہولیا
اونھون نے پوچھا کہ تجھے مجھسے کچھ کام ہے اوسنے کہا کہ کوئی کام نہین آپ تنہا جاتے تھے مین اس لیے
ساتھ ہولیا کہ خدانخواستہ راستہ مین اگر آپ پر کوئی بری بات پیش آوے تو مین اپنے اوپر اوسکو لون اور
آپکو بچاؤن عبداللہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر پر آکر ہزار دینار عنایت کیے اور کہا کہ تجکو تیرے مربیون نے
خوب تعلیم کی ہے جا ان دینارونکو اپنے صرف مین لا اور روایت ہے کہ ایک قافلہ عرب کا اپنی قوم کے
کسی سخی کی قبر پر زیارت کو گیا اور دور سے چلکر وہان پونہچا سب لوگ اوسکی قبر کے پاس
فروکش ہوئے اس سخی کے یہان ایک گھوڑا تھا بہت عمدہ تمام قوم مین مشہور تھا جب یہ لوگ رات کو سوئے
تو اون مین سے ایک شخص نے اوسی مردے کو خواب مین دیکھا کہ یون کہتا ہے کہ تو اپنا اونٹ میرے گھوڑے سے

یہانتک کہ جب معزول ہوکر گئے تو سوداگرون کا قرض اونکے ذمہ دس لاکھ درم تھے اپنی ہیبیون کا زیور گروکر دیا جو پچاس کرور درم کا تھا اور جب یہ زیور چھوٹ نہ سکا تو سوداگرون کو لکھہ بھیجا کہ زیور کو بیچکر اپنا دام مجرا کرلو اور باقی ایسے لوگون کو دی دو جنکو میرے ہاتہ سے کچھہ نہین پونہچا اور ابو طالب بن کشیر شیعہ تھا کسی سائل نے سوال کیا کہ بحق مرتضی علی رض تم اپنا فلان باغ مجکو دیڈالو اوسنے کہا کہ مین نے تجکو وہ بھی دیا اور اوسکے متصل کا باغ بھی دیا جو اوس سے دوچند سہ چند تھا اور ابو مرثد ایک سخی تھا کسی شاعر نے اوسکی تعریف کی اوسنے کہا کہ بخدا مین تنگدست ہون تجھے کچھہ دے نہین سکتا الا یہ تدبیر ہے کہ قاضی کے یہان تو مجپر دس ہزار درم کی نالش کر مین اقبال دعوی داخل کرون گا پھر تو مجکو قید کرا دینا میرے گھر کے لوگ مجکو اتنار وپیہ دے کر چھوڑا لین گے شاعر نے ویسا ہی کیا شام نہوئی تھی کہ دس ہزار درم ابو مرثد کے خاندانیون نے دے کر اوسکو قید سے چھوڑا لیا اور معن بن زائدہ جسوقت دونون عراق پر عامل ہوکر بصرہ مین تھے اونکے دروازے پر ایک شاعر آیا اور مدت تک ٹھہر کر چاہتا رہا کہ کسی طرح اونکی ملازمت ہو مگر میسر نہوئی ایک روز ایک خادم سے کہا کہ جب امیر باغ مین تشریف لیجاوین مجکو اطلاع کردینا خادم نے ویسا ہی کیا شاعر نے ایک شعر ایک لکڑی پر لکھکر اوس نہر مین ڈالدیا جسکے کنارے پر امیر باغ کی سیر کر رہا تھا لکڑی پر جونگاہ پڑی اوسکو اوٹھاکر جو دیکھا تو یہ شعر لکھا تھا ای سخای معن تو ہی اوس سے کہہ میرا سوال + کوئی اوس تک ہی نہین تیرے سوا میرا شفیع + اسکو پڑھکر کہا کہ شاعر کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا اوس سے کہا کہ تو نے شعر کس طرح کہا ہے اوسنے وہی شعر پڑھدیا امیر نے دس ہزار درم اوسکو دیے اور لکڑی اپنے بچھانے کے تلے رکھہ لی دوسرے روز پھر اوسکو نکالکر پڑھا اور شاعر کو بلاکر ایک لاکھہ درم دیے وہ لے کر سوچا کہ ایسا نہو کہ کہین پھیر لے لیوے اسی خیال سے چلدیا تیسرے روز امیر نے پھر اوس شعر کو پڑھکر شاعر کو بلایا جب وہ نملا تو کہا کہ میرے اوپر یہ واجب تھا کہ اوسکو یہانتک دیتا کہ میرے گھر مین نہ دینار رہتا نہ درم۔ اور ابو الحسن مدائنی کہتے ہین کہ ایکبار حضرت امام حسن اور امام حسین اور عبد اللہ بن جعفر علیہم السلام حج کے لیے روانہ ہوئے راہ مین بار برداری سے بچھڑ گئے تو بھوکھے اور پیاس لگی اثنائے راہ مین ایک بڑھیا اپنی چھوپڑی مین بیٹھی تھی تینون صاحبزادون کا جو گذر اوسپر ہوا پوچھا کہ تیرے پاس کچھہ پانی ہے کہا کہ ہے یہ سنکر سوارین سے اوتر پڑے اوسکے پاس ایک چھوٹی سی بکری الگ کو بندھی تھی کہا کہ اوسکا دودھہ نکالکر پی لو جب دودھہ نکالکر پی لیا تو پوچھا کہ کچھہ کھانے کو بھی تیرے پاس ہے اوسنے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے اس بکری کے اور کچھہ نہین اگر تم مین سے کوئی اسکو ذبح کرکے صاف کردے تو مین یکا دون صاحبزادون مین سے ایک نے اسکی تعمیل کی بڑھیا نے

اوسی قدر اللہ تعالے اوسکو بھیجدیتا ہے جو زیادہ کرتا ہے اوسکے لیے زیادہ اور جو کم کرتا ہے اوسکے لیے
کم انتہی اور تم تو مجھسے زیادہ جانتے ہو واقدی کہتے ہین کہ بخدا مجکو خلیفہ مامون کے ایک لاکھ درم اتنے
محبوب نہوئے جتنا اس حدیث کا مضمون یاد دلانا اچھا معلوم ہوا اور ایک شخص نے حضرت امام حسن رض سے کسی حاجت کا
سوال کیا آپ نے فرمایا کہ ای شخص تو نے جو مجھسے سوال کیا اسکا حق مجپر بہت ہی اور مجکو یہ جاننا بھی ضرور ہے
کہ تجکو کیا دینا چاہیے اور جسقدر کا تو لائق ہے وتنا میرے پاس نہین علاوہ اسکے خدا کی راہ مین بہت دینا بھی
تھوڑا ہی ہے میرے قبضہ مین تیری حاجت کے موافق تو نہین مگر جو تھوڑے سے پر قناعت کرے اور
مجکو زیادہ دینے کے لیے کسی تکلف اور حیلہ کی حاجت نہ پڑنے دے تو البتہ قدر موجود حاضر کرون اوسنے
عرض کیا کہ ای ابن رسول اللہ جو آپ دین گے مجھے قبول ہے اگر آپ وین گے تو مشکور ہون گا اور نہ دین گے
تو معذور جانون گا آپ نے اپنے کارپرداز کو بلایا اور اوس سے اپنے خرچ کا حساب کیا اور سب حساب کے
فرمایا کہ تین لاکھ درم مین سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ اوسنے پچاس ہزار درم لاکے دیے آپ نے فرمایا کہ پانسو
دینار بھی تو تھے وہ کیا ہوئے اوسنے کہا کہ میرے پاس موجود ہین آپ نے اونکو بھی منگا لیا اور سب
دینار و درم اوس سائل کے حوالہ کیے اور کہا کہ انکے لیجانے کو مزدور بلا لاؤ جب مزدور آئے آپ نے اپنی
چادر مزدوری مین اون مزدورون کے حوالہ کی آپ کے خادمون نے عرض کیا کہ اب ہمارے پاس نہ دینار ہے
نہ درم آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ خدائے تعالے اسکا ثواب بہت بڑا عنایت فرمائے گا۔ اور جسوقت
کہ حضرت ابن عباس رض بصرہ پر عامل تھے آپکے پاس وہان کے قاری اکٹھے ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارا ایک
ہمسایہ ہے کہ دنکو روزہ رکھتا ہے رات کو جاگتا ہے ہم مین سے ہر کوئی چاہتا ہی کہ ویسا ہی ہو جاوے
اوسنے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کیا ہے لیکن وہ ایسا محتاج ہے کہ اوسکے پاس اتنا بھی نہین جو جہیز
دی سکے حضرت عبداللہ بن عباس کھڑے ہوئے اور لوگون کا ہاتہ پکڑے ہوئے گھر مین تشریف لے گئے
اور ایک صندوق کھولکر اوسمین سے چھ تھیلیان نکالین اور فرمایا کہ انکو اوٹھالو اونھون نے اوٹھا لیا پھر
فرمایا کہ یہ تو اچھی بات نہین کہ ہم ایک مسلمان آدمی کو ایسی چیز دین جو اوسکی شب بیداری اور روزہ مین
خلل انداز ہو چلو ہم سب اوسکے مدد معاون ہو کر لڑکی کو رخصت کرادین ہر چند دنیا کی اتنی حقیقت نہین
کہ مومن کو خدا کی عبادت سے روک لے لیکن ہم مین بھی اتنا تکبر نہین کہ اولیاء اللہ کی خدمت نکرین یہ کہکر
آپ معہ سب ہمراہیون کے تشریف لے گئے اور اوسکا کام حسب دلخواہ انجام ہوا اور روایت ہے
کہ جب مصر مین خشک سالی ہوئی عبدالحمید بن عبدالرحمن کا عہد تھا اونھون نے کہا کہ بخدا مین شیطان کو
جتادون گا کہ مین اوسکا دشمن ہون پس ارزانی کے وقت تک سب لوگون کے حاجات پوری کرتا ہے

اور ابان بن عثمان رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرر پہونچانا چاہیے اسکے لیے تمام سرداران قریش کے پاس جاکر کہدیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپکو کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہان کھانا لوگون نے اسکے کہنے پر عمل کیا صبح کو سب سردار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے گھر مین جمع ہوئے کہ حتی کہ گھر مین جگہہ بھی نرہی آپ نے اونکے آنے کا حال پوچھا اونہون نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلانے کی معرفت اسوقت کی دعوت کا پہونچا تہا آپنے سنتے ہی میوہ خرید کر اونکے سامنے رکھدیا اور کچھہ لوگون کو کھانا پکانے کے لیے معین کیا ہنوز میوہ نکھا چکے تھے کہ دسترخوان بچھایا گیا اور سب کھا پیکر چلے گئے آپ نے اپنے کارپرداز سے پوچھا کہ جسقدر آج خرچ ہوا ہے اتنا ہر روز ہوسکتا ہے یا نہین اونہون نے کہا کہ البتہ ہوسکتا ہے آپ نے فرمایا کہ تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہان ہی کھانا کھایا کرین اور مصعب رض ابن زبیر سے مروی ہے کہ ایک سال امیر معاویہ حج کو تشریف لیگئے اور وہانسے پھر کر مدینہ منورہ کا قصد کیا جب داخل ہوئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن علیہ السلام سے کہا کہ تم انکی ملاقات نکرنا نہ سلام علیک کرنا جب وہ مدینہ منورہ سے نکلے تو حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمپرو دین ہے ہم ضرور اونسے ملینگے چنانچہ سوار ہوکر تشریف لیگئے اور اثنا راہ مین سلام علیک کرکے قرض اپنے ذمہ کا یاد دلایا اسی اثنا مین اسی ہزار دینار ایک اونٹنی پر لدے ہوئے حضرت امیر کے پاس آئے اور اس پر اتنا بوجھہ دینار ونکا تہا کہ چل نسکتی تہی زبردستی لوگ ہانک کر لائے تھے اونہون نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے لوگون نے تبلایا کہ اسی ہزار دینار ہین آپ نے فرمایا کہ انکو معہ اس اونٹنی کے حضرت امام حسن علیہ السلام کے یہان پہونچا دو اور واقد اپنے باپ سے واقدی کا حال بیان کرتے ہین کہ اونہون نے ایک رقعہ خلیفہ مامون رح کو لکھا کہ مجھپر قرض بہت ہے اور اب مجھسے اسپر صبر نہین کیا جاتا خلیفہ نے اوسکی پشت پر حکم لکھا کہ تم ایسے آدمی ہو جسمین دو عادتین یعنی سخاوت اور حیا جمع ہین سخاوت کی باعث تو تمہارے پاس کچھہ نرہا اور حیا کے باعث تمنے کبھی اپنا حال ہمسے نکہا اب بیٹھ ایک لاکھہ درم تمکو دلوائی ہین اگر تمہارے خاطر خواہ اور کارروائی کے لائق ہون تو خوب ہاتھہ پھیلاؤ اور لوگونکو دو ورنہ قصور تمہارا ہی ہے خود کردہ را علاج اوسوقت تم خلیفہ رشید کیطرف قاضی تہے ایک حدیث تمنے مجھسے بیان کی تہی کہ محمد بن اسحاق زہری سے راوی ہین اور زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے حضرت زبیر بن عوام سے فرمایا کہ ای زبیر جان رکھہ کہ بندون کے رزق کی کنجیان عرش کے مقابل ہین جسقدر کوئی بندہ خرچ کرتا ہے

اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی سعید بن منصور سے نقل کیا ہے مگر اسمین یہ زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو اور دیتا ہے مصحح ۱۲

مال جب تک ہاتھہ سے جاتا نہین	آدمی کے کام مین آتا نہین ؎

اور واصل بن عطا کا نام غزال اس جہت سے پڑا کہ یہ غزالون یعنی کاتنے والون مین بیٹھتے اور جب کوئی عورت ضعیف دیکھتے تو اوسکو کچھہ دیدیا کرتے اور اصمعی سے روایت ہی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو عتاب لکھا کہ شاعرونکو تم کیون دیتے ہو اونہون نے جواب مین لکھا کہ مال بہتر وہی ہے جس سے آدمی اپنی عزت بچاوے اور سفیان بن عیینہ سے جو کسی نے سخاوت کو پوچھا تو اونہون نے کہا کہ سخاوت یہ ہے کہ بھائیون کے ساتھہ سلوک کرے اور مال کو دیڈالے پھر فرمایا کہ میرے باپ کو پچاس ہزار درم ترکہ سے پہنچے تھے اونکو تہیلیون مین بھر بھر بھائیون مین تقسیم کردیے اور کہا کہ مین خدا تعالے سے اپنے بھائیون کے لیے جنت چاہا کرتا تھا کہا مال سے اونکی ساتھہ بخل کرون یہ کبھی نہو گا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ موجود چیز کو بھہ تن ہمت دیڈالنا نہایت درجہ کی سخاوت ہے اور بعض حکما سے کسی نے پوچھا کہ لوگونمین سے تمہارے نزدیک کونسا محبوب ہی اوسنی کہا جسنے مجھی زیادہ دیا ہے اوس شخص نے پوچھا کہ اگر ایسا شخص کوئی نہو جسنے تمسے زیادہ سلوک کیا ہو اوسنے کہا کہ پھر محبوب محبوب ہی جس سے مینے زیادہ سلوک کیا ہو اور عبد العزیز بن مروان رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جو آدمی محبکو اپنے ساتھہ سلوک کرنے دے تو جسقدر میرا احسان اوسپر ہوگا اوسیقدر مین اوسکا احسان اپنے اوپر جانتا ہون اور خلیفہ مہدی رح نے شبیب بن شیبہ سے پوچھا کہ میرے گھر مین تمنے لوگونکا کیا حال دیکھا اونہون نے کہا کہ اے امیر المومنین مینے یہ دیکھا کہ کوئی کسیطرح تمنا لیکر جب تمہارے یہان آیا راضی ہی ہوکر پھرا اور ایک شخص نے عبد اللہ بن جعفر رحمہ اللہ کے سامنے دو شعر پڑہے جنکا مضمون یہ تہا کہ احسان جبھی احسان ہوتا ہے جب اپنے موقع پر ہو اسلیے ضرور ہے کہ آدمی اگر احسان کرے تو خدا کی راہ مین دے یا اہل قرابت کو ورنہ احسان کرنا نچاہیے عبد اللہ بن جعفر نے کہا کہ اس مضمون سی تو آدمی بخیل ہوجاتا ہے مین تو بوچھا کیطرح لوگونکو دونگا اگر وہ اچھی لوگونکو بھیجگا تو وہ اوسکے مستحق ہی تھے اور اگر برونکو پہنچیگا تو میری شان کے لائق ہوگا **اب** کچھہ حکایتین سخاوت والون کی لکھدی جاتی ہین محمد بن منکدر رام درہ سے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تہین روایت کرتی ہین کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھہ اسی ہزار درم دو گونمین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجے آپ نے ایک طباق منگا کر اونکو لوگونمین تقسیم کردیا جب شام ہوئی مجھسے کہا کہ ہماری افطاری لاؤ مینے روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھدیا اور کہا کہ آج جو آپ نے اتنا کچھہ بانٹا یہ نہو سکا کہ ہمارے افطار کے لیے ایک درم کا گوشت ہی منگا دیتین آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہلے سے کہتین تو ایسا ہی کرتی

آپ نے فرمایا کہ مروت اسکا نام ہے کہ آدمی اپنے دین کی اور نفس کی حفاظت کرے اور اپنے کام کو اچھی طرح کرے اور منازعت اور مکروہات مین داخل ہونے کو بھی بخوبی انجام دے اور رفعت یہ ہے کہ ہمسایہ کی مصیبت کو ٹالے اور صبر کی جگہ مین صبر کرے اور کرم یہ ہے کہ بدون مانگے دوسرے کے ساتھہ سلوک کرے اور وقت پر کھانا کھلاوے اور باوجود مال دینے کے سائل پر عنایت و رافت کرے اور ایک شخص نے آپ کی خدمت مین کسی مطلب کی لیے عرضی لکھکر حوالہ کی آپ نے بدون پڑھے فرمادیا کہ تیری حاجت پوری کیجاوے گی کسی نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپنے اوسکی عرض کو ملاحظہ کرکے ہی جواب دیا ہوتا آپ نے فرمایا کہ جتنی دیر مین اوسکی عرضی پڑھتا وہ میرے سامنے ذلیل کھڑا رہتا اور اسباب کی پوچھہ مجھسے خدا تعالی فرماتا کہ تونے سائل کو اتنی دیر کیون ذلیل کھڑا رکھا اور ابن سماک رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مجکو بڑا تعجب ہے کہ آدمی اپنے مال سے لونڈی غلام مول لیتے ہین اور آزاد انسان کو بندہ احسان نہین کرتے اور ایک عرب سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے اوسنے کہا کہ جو ہماری گالی کی برداشت کرے اور ہمارے سائل کو دیوے اور جاہل سے اعراض کرے اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس آدمی مین یہ وصف ہو کہ مانگنے والونکو اپنا مال دیا کرتا ہو وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے کہ جو حقوق خدا تعالی نے اپنے اہل طاعت کی لیے لکھدیے ہین اونکو پہلی ہی بدون طلب پہونچا دے اور نفس مین محبت اوسکی شکر یہ لینے کی نہو بلکہ اللہ تعالی کیطرف سے ثواب کامل عنایت ہونیکا یقین ہو یعنی ثواب کامل ملنے کے یقین کی جہت سے دینے کے عوض مین شکر کا طالب نہو اور حضرت حسن بصری رح سے کسی نے پوچھا کہ سخاوت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی راہ مین مال کا دیڈالنا پھر پوچھا کہ حزم و احتیاط کسے کہتے ہین فرمایا کہ خدا کی راہ مین مال کا ندینا پھر پوچھا کہ اسراف کیا ہے فرمایا کہ ریاست کی محبت کے لیے مال خرچ کرنا اور حضرت امام جعفر صادق رض فرماتے ہین کہ عقل سے زیادہ اعانت کرنے والا کوئی مال نہین اور کوئی مصیبت جہالت سے بڑھکر نہین اور مشورہ سے بڑھکر کوئی پشتی و تقویت نہین اور جان رکھو کہ خدا تعالی یون فرماتا ہے کہ مین جواد اور کریم ہون کوئی بخیل مجھسے بچ نجاویگا بخل کفر مین سے ہے اور اہل کفر دوزخ مین ہین گے اور جود و کرم ایمان مین سے ہے اور ایماندار جنت مین جائینگے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بہت سے آدمی ایسے ہین کہ ظاہر مین بدکار اور معیشت سے تنگ ہین مگر سخاوت کی باعث داخل جنت ہونگے اور روایت ہے کہ احنف بن قیس نے ایک آدمی کے ہاتھہ مین روپیہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کسکا ہے اوسنے کہا کہ میرا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا تو یہ جب ہوگا جب تیری ہاتھہ سے چلا جاویگا

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت سخی لوگون کا گھر ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ سخی اللہ سے اور جنت سے اور لوگون سے قریب رہتا ہے اور دوزخ سے دور اور بخیل اللہ اور جنت اور لوگون سے دور رہتا ہے اور دوزخ سے قریب اور جاہل سخی خدا کے نزدیک عالم بخیل کی نسبت زیادہ محبوب ہے اور سب دردون مین زیادہ سخت بخل کا روگ ہے اور فرمایا اِصْنَعِ الْمَعْرُوْفَ اِلٰی مَنْ هُوَ اَهْلُهٗ وَاِلٰی مَنْ لَیْسَ بِاَهْلِهٖ فَاِنْ اَصَبْتَ اَهْلَهٗ فَقَدْ اَصَبْتَ اَهْلَهٗ وَاِنْ لَمْ تُصِبْ اَهْلَهٗ فَاَنْتَ مِنْ اَهْلِهٖ اور فرمایا کہ میری امت کے ابدال جنت مین کچھ روزہ نماز کے سبب داخل نہونگے بلکہ نفس کی سخاوت اور سینہ کی سلامتی اور مسلمانونکی خیرخواہی کے باعث جنت مین جاوینگے اور حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم نے اپنے بندونکے لیے احسان کیواسطے کئی صورتین بنادی ہین ایک یہ کہ خود سلوک کرنا اونکو محبوب ہے دوم احسان وسلوک کرنے والونکی محبت خلق کی دلمین ڈالدی سوم احسانکی طالبونکا منہ محسنون کی طرف پھیر دیا چہارم داد و دہش اونپر ایسی آسان کردی جیسے خود اپنے خزانہ رحمت سے کسی قحط زدہ خشک زمین پر مینہ عنایت فرماتا ہے اور زمین اور انسانونکو اوسکے سبب سے زندہ کرتا ہے اور فرمایا کہ آدمی کا ہر ایک سلوک داخل صدقہ ہے اور جو کچھ آدمی اپنے نفس اور اپنے اہل پر خرچ کرے وہ بھی اوسکی حقمین صدقہ ہی لکھا جاتا ہے اور جس خرچ سے آدمی اپنی عزت بچاوے وہ بھی صدقہ ہے اور انسان کسیطرحکا خرچ کرے اللہ پر اوسکا عوض پہونچانا ضرور ہے اور فرمایا کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَالدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ وَاللّٰهُ یُحِبُّ اِغَاثَةَ اللَّهْفَانِ اور فرمایا کُلُّ مَعْرُوْفٍ فَعَلْتَهٗ اِلٰی غَنِیٍّ اَوْ فَقِیْرٍ صَدَقَةٌ اور روایت ہے کہ خدا تعالی نے حضرت موسیٰ کو وحی بھیجی کہ سامری کو قتل کرنا نچاہیے اسلیے کہ وہ سخی ہے اور حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لشکر بھیجا اور اوسپر قیس بن سعد بن عبادہ کو حاکم مقرر کیا جب جہاد ہوا تو حضرت قیس رض نے لشکریونکے لیے نو گلے اونٹونکے مسخر کیے لوگون نے یہ حال آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ سخاوت تو اس خاندان کی خصلت ہے آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دنیا آتی ہو جب بھی اوسمین سے خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ کرنے سے جاتی نرہے گی اور اگر دنیا جاتی ہو تب بھی خرچ کرنا چاہیے کیونکہ نہ خرچ کرنے سے پھر نہین جاویگی اور پھر یہ شعر پڑھے

قطعہ

لَا تَبْخَلَنَّ بِدُنْیَا وَهِیَ مُقْبِلَةٌ	فَلَیْسَ یَنْقُصُهَا التَّبْذِیْرُ وَالسَّرَفُ
وَاِنْ تَوَلَّتْ فَاَحْرٰی اَنْ تَجُوْدَ بِهَا	فَالْحَمْدُ مِنْهَا اِذَا مَا اَدْبَرَتْ خَلَفُ

اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے پوچھا کہ مروت و رفعت اور کرم کسکو کہتے ہین

خدا اوسکا ہاتھہ تھامتا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کھانا کھلانے والے کے پاس اتنا جلد رزق پہونچتا ہے کہ اتنی جلد اونٹ کی گردن پر چھری بھی کارگر نہین ہوتی اور خداوند کریم کھانا کھلانیوالونسے فرشتونپر فخر فرماتا ہے یعنی انسان مین اسطرح کے صفات ہین جو تم مین نہین اور ایک حدیث مین ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ جَوَادٌ یُحِبُّ الْجُوْدَ وَیُحِبُّ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَیَکْرَہُ سَفْسَافَہَا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کسی نے اسلام پر کچھہ مانگا وہی اوسکو دیا یہانتک کہ ایک شخص نے آپ ہی سے سوال کیا آپ نے صدقہ کی بکریون مین سے بہت سی بکریان کہ دو پہاڑون کے درمیان مین تھین عنایت فرمائین وہ شخص اپنی قوم مین آکر کہنے لگا کہ لوگو مسلمان ہوجاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسطرح دیتے ہین جیسے کسی کو فاقہ کا خوف نہین ہوتا ؎

اے کہ چو تو نتو در زمانہ نیست کس	اللہ اللہ خلق را فریاد رس
شہرۂ ما ورضعف و شکستہ پری	شہرۂ تو در جود و مسکین پروری
داد دہ مارا ازین غم کن جدا	دست گیر ای دست تو دست خدا

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالے نعمت اپنے بندونکو چھانٹ چھانٹ کر دیتا ہے کہ اونکے ہاتھہ سے اورونکا کام نکلے جو کوئی اورونکے نفع پہچانے نین نخل کرتا ہے اللہ تعالی اپنی نعمت اوس سے لیکر دوسرے کے حوالہ کرتا ہے اور ہلالی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عنبر مین کے قیدی پکڑکر آئے آپ نے سب کے قتل کا حکم فرمایا مگر ایک شخص کو مستثنے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ خدا تعالی ایک ہی اوسکا دین بہی ایک ہی اور گناہ جو ان لوگون نے کیا ہی وہ بہی ایک ہی ہے پہر یہ شخص اپنی قوم سے کسطرح علیحدہ ہوا اور قتل سے بچ گیا آپ نے فرمایا کہ جبریل ع میرے پاس آئے اور کہا کہ ان سب کو قتل کرو اور اس شخص کو چھوڑ دو اللہ تعالی اسکی سخاوت کا مشکور ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر چیز کا ایک ثمرہ ہے اور احسان کا ثمرہ نجات کا جلد ہونا ہے اور نافع رض حضرت ابن عمر رض سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طَعَامُ الْجَوَادِ دَوَاءٌ وَطَعَامُ الْبَخِیْلِ دَاءٌ اور ایک حدیث مین ہے کہ جسکو خدا تعالی زیادہ نعمت دیتا ہی اوسکو لوگونکی زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہے پس جو شخص کہ اس مشقت کا متحمل نہین ہوسکتا اوسکی نعمت کو خدا تعالی دور کردیتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ ایسی چیز کو بہت کیا کرو جسکو آگ نکہاوے لوگون نے پوچہا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ احسان اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین

سخاوت اور سلوک کرنے مین کوتاہی نکرے اور بخل و امساک سے کوسون دور رہے کیونکہ سخاوت انبیا علیہم السلام کے اخلاق مین سے ہے اور نجات کی اصل اصول بھی یہی ہے اور حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو یون ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت جنت کی درختون مین سے ایک پیڑ ہے کہ اوسکی ٹہنیان زمین پر جھکی ہوئین ہین جو کوئی اونمین سے ایک ٹہنی پکڑ لیتا ہے وہ اوسکو جنت مین کہینچ لے جاتی ہے اور حضرت جابر رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو معرفت جبریل علیہ السلام کے یہ قول اللہ تعالی کا پہونچا ہے کہ اسلام وہ دین ہے جسکو مینے اپنے لیے پسند کیا اور اوسکی صلاحیت سخاوت اور حسن خلق پر منحصر ہے پس تمکو چاہیے کہ ان دونون چیزون سے جسقدر ہوسکے اسلام کی تعظیم کرو اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب تک اسلام کے ساتھہ رہو جب تک ان دونون باتون سے اوسکا اکرام کرو اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا تعالی نے اپنے سب اولیا کو سخاوت اور حسن خلق ہی پر پیدا کیا ہے اور حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا عمل ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبر اور سخاوت اور حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عادتین خدا تعالی کو اچھی معلوم ہوتی ہین اور دو بری جو عادتین کہ اوسکو محبوب ہین وہ حسن خلق اور سخاوت ہین اور جو اوسکو ناپسند ہین وہ خلق بد اور بخل ہین اور جب خدا تعالی کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اوس سے لوگونکی حاجتین پوری کراتا ہے اور مقدام بن شریح اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سے جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا اِنَّ مِنْ مُوْجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ بَذْلُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَحُسْنُ الْكَلَامِ اور حضرت ابوہریرہ رض سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا سخاوت جنت مین ایک درخت ہے جو سخی ہوتا ہے وہ اوسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے اور اوسکے ذریعہ سے جنت مین داخل ہوتا ہے اور بخل بھی ایک درخت دوزخ مین ہے بخیل اوسکی ٹہنی پکڑتا ہے یہانتک کہ وہ شاخ اوسکو دوزخ مین ڈالدیتی ہے اور حضرت ابوسعید خدری رض سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ میرے رحیم بندون سے عطا کی درخواست کرو اور اونکی پناہ مین زندگانی بسر کرو کہ مینے اونمین اپنی رحمت بھردی ہے اور سخت دل والون سے کچھہ مت مانگو اونپر مینے اپنا غضب نازل کیا ہے اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی کے گناہ سے درگذر کیا کرو اسلیے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے

اور انکے حالات سنے اور خود مطالعہ کرے اب چاہیے تو اجلاف کی مشابہت پیدا کرے خواہ اون لوگون کی اقتدا کرے جو خدا کی مخلوق مین سب سے زیادہ غربت رکھتے ہین اگر اقتدا عمدہ لوگونکی کرے گا تو تھوڑی سی چیز پر قناعت کرے گا اور قلیل پر صبر آسان ہوگا اور اس بات مین کوئی اسکا شریک نہو بجز انبیا اور اولیا کے نہوگا لیکن اگر ہر اول اختیار کرے گا تو کچھ حاصل نہوگا مثلاً اگر شکم سیری کے تنعم مین پڑا تو اسبات مین گدہا اوس سے افضل ہوگا اور اگر جماع کی لذت پانے مین مصروف ہوا تو سور اس صفت مین بڑھکر ہے اور اگر زینت تن اور سواری مین تنعم منظور ہی تو اکثر کفار اسمین اوسکی بہ نسبت زیادہ ہونگے پانچوین یہ کہ مال کے جمع کرنے کا خطرہ سوچے کہ کیسے چوری اور تلف اور لوٹ کھسوٹ کا خوف لگا رہتا ہے اور جب ہاتھہ خالی ہوتا ہے تو ان سب باتونسے امن و چین مین رہتے ہین اور نیز آفات مال جو ہمنے ذکر کی ہین اونکو سوچے اور تصور کرے کہ اسکی بدولت جنت کی دروازہ سے پانسو برس تک دور رہونگا یعنے جب تھوڑی سی چیز بقدر کفایت پر قانع ہوگا تو اغنیا کے گروہ مین شامل ہوگا اور فقیرون کے دفتر سے خارج اور فقیر بہ نسبت مالدارونکے پانسو برس پہلے جنت مین داخل ہونگے چنانچہ احادیث اس مضمون پر ناطق ہین اور یہ تامل پورا اسطرح ہوگا کہ ہمیشہ دنیا مین اپنے آپسے کم کو دیکھے زیادہ کو نہ دیکھے کیونکہ شیطان ہمیشہ آدمی کو دنیا مین بہکاکر زیادہ مالدارونکی طرف رغبت دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تو کیون سستی کرتا ہے اور مالدار تو مزے اوڑاتے ہین اور خوراک و پوشاک اچھی رکھتے ہین اور دین مین آدمی کی نظر کمتر پر پڑا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تو اپنے نفس پر اتنی تنگی کیون کرتا ہے اور اسقدر خوف خدا کیون ہے فلان شخص تو تجھسے زیادہ جانتا ہے تو وہ اتنا ڈرتا ہی نہین اور تمام لوگ تنعم مین مشغول ہین تو کیون اونسے جدا ہوتا ہے غرض کہ دنیا مین اپنے سے کم کو دیکھنا چاہیے چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مجکو میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ دنیا مین اپنے آپ سے کم کو دیکھون زیادہ پر نظر نکرون اور حضرت ابوہریرہ رضی سے یہ حدیث مروی ہے کہ اِذَا نَظَرَ اَحَدُکُمْ اِلٰی مَنْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِی الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فَضَّلَ عَلَيْهِ ان پانچون باتونسے آدمی مین قناعت کی صفت پیدا ہوسکتی ہے اور سو کی ایک بات یہ ہے کہ صبر کرے اور امل کو کوتاہ کرے اور یہ سمجھے کہ ابدالاباد کی تمتع اور فرحہ اوسکے لیے دنیا مین صبر کرنا چند ہی روز کا ہے جیسے بیمار آدمی دوا کی تلخی پر اسلیے صبر کرتا ہے کہ آگے کو ہمیشہ اچھا رہون

چھٹا بیان سخاوت کی فضیلت مین

جاننا چاہیے کہ اگر آدمی کے پاس مال نہو تو قانع اور کم حرص رہنا چاہیے اور اگر مال ہو تو ایثار اور

۱۲ احمد و ابن حبان و حاکم و ابن ابی شیبہ و ابن عساکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ۱۲ منہ

چھوڑ دیتا بلکہ مسلمانونکی دلمین دُالدیتا ہے وے اوسکی روزی دیجاتے ہین اور مفضل ضبی فرماتے ہین کہ مینے ایک اعرابی سے پوچھا کہ تمہاری وجہ معاش کیا ہے اوسنے کہا کہ حاجیون کے آنے سے بسر کرتا ہون مینے پوچھا کہ جب حاجی چلے جاتے ہین تب کیا کرتے ہو وہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ اگر وجہ معاش معلوم ہی ہوا کرتی کہ فلان جگہہ سے ہوتی ہے تو زندگی ہی نہوتی اور حضرت ابو حازمؒ کا قول ہے کہ میرے نزدیک دنیا مین دو چیزین ہین ایک تو وہ جو میرے لیے ہے پس اوسکو تو مین قبل وقت کے نہین سکتا گو آسمانون اور زمین کا زور لگاؤن اور ایک وہ جو اورون کی ہے پس وہ نہ پہلے مجکو ملی اور نہ آیندہ کو توقع کہ مجھے ملے اسلیے کہ جو شخص میرے حصہ کی چیز اورونسے بچاتا ہے وہی اورونکی چیز مجھسے بچاتا ہے پہر ان دونون چیزون مین مین اپنی جان کیون کھوؤن یہ علاج اس امر کے دور کرنے کے لیے ہی جو شیطان کیطرف سے افلاس کا خوف دل پر آتا ہے اسطرح جاننے اور خیال کرنے سے یہ دفع ہوجاتا ہے تیسرے یہ کہ قناعت کی فائدہ سے آگاہ ہو کہ اسکے باعث استغنا اور بزرگی کی عزت حاصل ہوتی ہے اور حرص وطمع کی جہت سے رسوائی و ذلت جب یہ بات دلمین ٹہن جاویگی تو قناعت ہی کیطرف راغب ہوگا کیونکہ حرص مین مشقت اور طمع مین ذلت سے نہین بچتا اور قناعت مین صرف شہوات اور فضول سے صبر کرنیکی مشقت ہے اور یہ مشقت و تکلیف ایسی ہے کہ اسپر سوا خدا تعالے کے اور کسی کو اطلاع نہین ہوتی اور اسی پر ثواب آخرت ہوتا ہے اور حرص طمع ایسی چیز ہے جسکو لوگ دیکھہ سکتے ہین اور گناہ کا وبال اوسکے علاوہ ہے پہر کثرت طمع وحرص مین نفس کی بزرگی اور حق بات کی متابعت کی قدرت مفقود ہے کیونکہ کثرت حرص وطمع مقتضی اسبات کی ہے کہ لوگون سے بہت سے کام نکلین پہر ایسی صورت مین اونکو حق بات کا مائل کرنا کہان بن سکتا ہے بلکہ اونکی برائیان دیکھکر مداہنت اور اغماض کرنا پڑے گا جس سے کہ دین کی خرابی ہے اور جو شخص کہ پیٹ کی خواہشون پر نفس کی بزرگی کو ترجیح نہ دی وہ نے وقوف اور ناقص الایمان ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عِزُّ الْمُؤْمِنِ اِسْتِغْنَاءُهٗ عَنِ النَّاسِ اس سے معلوم ہوا کہ ازادی اور عزت قناعت ہی مین ہے

قناعت بہر حال اولے بود	کہ در ضمن آن چند معنی بود

اور اسی بنا پر کسیدکا قول ہے کہ جس سے چاہو بے پرواہ ہوجاؤ اوسکی نظیر اور اوسیکی مانند ہوجاؤگے اور جسکی طرف دل چاہے حاجت لیجاؤ اوسکے پابند ہوجاؤگے اور جسپر چاہو احسان کرو اوسکی امیر بنجاؤگے چوتھی یہ کہ یہود اور نصاری اور اراذل اور احمقون اور اجلاف اور نے دینون کی نعم اونکی معیشت مین تامل کرے پہر احوال انبیا اور اولیا اور خلفاء راشدین اور صحابہ اور تابعین کا دیکھے

ع اور گون سے مصنف نے پرہیز کیا ہو اسی
اسی اندازکی عبارت ابو طالب مکی اور ابو نعیم
حکیم ترمذی سے بھی منقول ہے

اور بہی جم جاوے اگر اپنے امل کو مختصر کرے اور یہ تصور کرے کہ جو رزق مقدر مین ہے وہ ضرور پہونچیگا

؎ انچہ نصیب ست بہم می رسد	ورنہ ستانی بستم می رسد

اسمین حرص کرنی نکرنی مساوی ہے کچہہ حرص کرنے سے روزی نہین ملتی بلکہ خدا تعالی ذی رزق پہونچانیکا پکا وعدہ فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اور حرص آدمی مین شیطان کیطرف سے آتی ہے وہ ملعون دلمین ڈالتا ہے کہ زیادہ خرچ سے محتاج ہوجاویگا اگر رکہہ چہوڑے گا تو بیماری اور عاجزی کیوقت دربدر بہیک مانگنی پڑیگی اور ذلیل و رسوا ہوگا اسطرح ہمیشہ طلب مال کی مشقت مین مبتلا کرتا ہے اس خوف سے کہ کہین آئندہ کو مشقت نہو اور پہر خود اوسکے حرکات پر ہنستا ہے کہ وہمی مشقت کے خوف سے کیسا غلطان پیچان ہو رہا ہے اور خدا سے غافل ہے یہ کیسے معلوم ہوا کہ آگے کو مشقت ضرور ہوگی شاید کچہہ بہی نہو اور روایت ہے کہ دو کس حضرت خالد رض کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مبارک مین حاضر ہوئے آپ نے اونکو ارشاد فرمایا کہ جب تک تمہارے سر ملتے ہین یعنی زندگی بہر رزق سے ناامید مت ہو دیکہو انسان ماں کے پیٹ سے ننگا منگا پیدا ہوتا ہے پہر اللہ تعالی اوسکو روزی دیتا ہے اور ایکبار آپ کا گذر حضرت ابن مسعود رض پر ہوا وہ غمگین بیٹہے تہے آپ نے فرمایا کہ رنج کرنا نے فائدہ ہے شدنی پیش آوے گی اور جتنا رزق نصیب مین ہے وہ بیشک آویگا اور ایک حدیث مین ہے اَلَا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لِعَبْدٍ اِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ وَلَنْ يَّذْهَبَ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَاْتِيَهٗ مَا كُتِبَ لَهٗ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ اور انسان حرص سے علحدہ نہین ہوتا مگر اوسمین تین تصور ہین کہ خدا تعالی کی تدبیر پر خوب پکا ہو یعنی یقین واثق رزق کی مقدر ہونے کا رکہتا ہو اور یہ کہ اگر مین طلب مین اجمال کرونگا تو ضرور ہی ملے گا بلکہ یون تصور کرنا چاہیے کہ اکثر یہی ہے کہ خدا تعالی بندہ کو ایسی جگہہ سے رزق پہونچاتا ہے جہان سے اوسکو گمان بہی نہین ہوتا چنانچہ خود فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ پس ایسی صورت مین اگر کسی وجہ سے اوسکو روزی ملتی تہی اور وہ بند ہوگئی تو دلمین پیچتاب نہین کہانا چاہیے یون جاننا چاہیے کہ

؎ خدا گر بحکمت بہ بندد دری ✦	کشاید بہ فضل و کرم دیگری ✦

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَبَى اللّٰهُ اَنْ يَّرْزُقَ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ اِلَّا مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ خدا سے ڈرنا چاہیے مینے کسی شخص کو جو خدا سے ڈرتا ہو محتاج نہین دیکہا یعنی خداوند کریم تقوی اور خوف والے کی ضرور تین ویسی ہی نہین

پھر حضرت فضیل نے فرمایا یہ قول حضرت کعب رض کا سو حدیثون مسلسل سے بہتر ہے اور بعض حکما کا قول ہے کہ انسان مین بڑی تعجب کی بات یہ ہی کہ اگر بالفرض اوسکو سنا دیا جاوی کہ تو ہمیشہ دنیا مین رہے گا تو اسقدر عمر کی درازی مین جتنی حرص اسکو ہوگی اوس سے زیادہ اب کرتا ہی حالانکہ اب تھوڑے ہی دنونکی زندگی ہے اور آخر کو فنا کی توقع ہے اور عبدالواحد بن زید سے روایت ہی کہ میرا گذر ایک راہب پر ہوا مینے پوچھا کہ آپ کو کھانا کہان سے ملتا ہی اوسنے جواب دیا کہ جس شخص نے مکھی یعنی میرے دانت بنائی ہین وہی اپنی عنایت کی کملیان سے اسمین ڈال دیتا ہے مجکو ویسا ویسا ملتا ہے

پانچوان بیان حرص وطمع کا علاج اور اوس دوا کا ذکر جس سے کہ قناعت کی صفت حاصل ہو

واضح ہو کہ یہ دوائین مفردات سے مرکب ہی صبر اور علم اور عمل اور پانچ باتون مین یہ سب آجاتی ہین اول عمل یعنی میانہ روی معیشت مین اور کفایت کرنی خرچ مین پس جو شخص بزرگی قناعت پر پہونچا چاہے اوسکو چاہیے کہ حتی الوسع خرچ کے دروازے اپنی نفس پر بند کرے اور ضروریات صرف پر اکتفا کرے اسلیئے کہ جسکا خرچ اور دہش زیادہ ہوگی وہ قناعت نہین کرسکتا تو ضرور ہوا اگر مثلاً اکیلا ہو تو ایک موٹے کپڑے پر قناعت کرے اور کسی غذا پر اکتفا کرے اور جب تک ہوسکے سالن کو کم کرے اور اسی کا عادی ہوا اور اگر عیالدار ہے تو گھر کے لوگونمین سے ہر ایک کو ایسا ہی کرلے کیونکہ اتنی ہی مقدار معیشت ایک ادنی محنت سے مل سکتی ہے اور اسمین طلب بھی تھوڑی ہوگی اور زندگی میانہ روی سے گذریگی جو قناعت کے باب مین اصل ہی اور اسی کا نام رفق فی الانفاق یعنے خرچ مین نرمی کرنی ہی جسکا مذکور اس حدیث مین ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الرِّفْقَ فِی الْاَمْرِ کُلِّہٖ اور فرمایا مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ اور فرمایا ثَلٰثٌ مُنْجِیَاتٌ خَشْیَۃُ اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنٰی وَالْفَقْرِ وَالْعَدْلُ فِی الرِّضٰی وَالْغَضَبِ اور روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رض کو زمین پر سے دانہ چنتی دیکھا کہ آپ اوٹھاتے جاتے ہین اور یہ فرماتے ہین کہ آدمی کی سمجھ کی دلیل ہے اگر اپنی زندگی کو سہولت سے بسر کرے اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِقْتِصَادُ وَحُسْنُ الصَّمْتِ وَالْھَدْیُ الصَّالِحُ جُزْءٌ مِنْ عِشْرِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ اور یہ بھی وارد ہے کہ التَّدْبِیْرُ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ اور فرمایا مَنِ اقْتَصَدَ اَغْنَاہُ اللّٰہُ وَمَنْ بَذَّرَ اَفْقَرَہُ اللّٰہُ وَمَنْ ذَکَرَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَحَبَّہُ اللّٰہُ اور فرمایا اِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا فَعَلَیْکَ بِالتُّؤَدَۃِ حَتّٰی یَجْعَلَ اللّٰہُ لَکَ فَرَجًا وَمَخْرَجًا اس سے معلوم ہوا کہ خرچ مین کفایت کرنی بڑی ضرورت کی چیز ہے دوسرے یہ کہ اگر سر دست بقدر کفایت آدمی کے پاس موجود ہو تو آیندہ کے لیے زیادہ اضطراب کرنا نہین چاہیے اور یہ بات آدمی مین

اور شعبی سے روایت ہی کہ ایک صیاد نے ایک ہزار داستان پکڑی اوسنے پوچہا کہ تیرا مطلب مجہسی کیا ہے
اوسنے کہا کہ تجہے ذبح کرکے کہاؤنگا اوسنے کہا کہ مجہہ مشت پر سے تیرا شکم تو سیر ہونا معلوم الا مین
تین باتین ایسی بتاتی ہون جو تجکو میرے کہانے سے بہتر ہون مگر ایک تو ابہی بتاؤنگی اور دوسری اس
پیڑ پر جاکر کہونگی اور تیسری پہاڑ پر بیٹہکر بتاؤن گی اوسنے کہا کہ اول بات تو کہہ اوسنے کہا کہ گذری
بات پر افسوس مت کرنا پہر صیاد نے اوسکو چہوڑ دیا وہ اوڑکر پیڑ پر بیٹہی صیاد نے دوسری بات
پوچہی اوسنے کہا کہ جو بات نہو سکتی ہو اوسکو یقین مت کرنا پہر اوڑکر پہاڑ پر جا بیٹہی اور صیاد سی کہا
کہ تو بڑا بدنصیب ہی اگر مجہے ذبح کرتا تو میری پوٹی مین سے دو موتی ڈیڑہ ڈیڑہ چہٹانک کی نکلتے
وہ ہاتہہ ململ ہونٹہہ چابنے لگا اور کہا کہ تیسری بات بتا اوسنے کہا کہ تو پہلی دونون باتون کو بہول
گیا تیسری کیسی بتاون دیکہہ مینے کہا تہا کہ گذری بات پر افسوس نکرنا مگر تو نے میرے چہوڑنے پر
حسرت کی مینے کہا تہا کہ غیر ممکن بات کا یقین نکرنا لیکن تو نی یقین کر لیا یہ نجانا کہ میرا گوشت و پوست
و پر وغیرہ ملا کر ڈیڑہ چہٹانک نہونگے پس میری پوٹی مین دو موتی اتنے اتنے وزن کے کیسے ہو سکتی ہین
یہ کہکر اوڑ گئی یہ مثال آدمی کی طمع کی زیادتی کی ہے کہ طمع کے مارے حق بات نہین سوجہتی یہانتک
کہ غیر ممکن بات کو بہی مان لیتا ہے سچ ہے ؎

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند	درارد طمع مرغ و ماہی بہ بند

اور ابن سماک کا قول ہے کہ توقع ایک رسی دل مین ہے جس سی آدمی کے پاؤن مین پہندا پڑا
رہتا ہے اگر توقع دلسے نکالڈالے تو پاؤن بہی پہندیسے نکل جاوی اور حضرت عبد اللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ نی کعب احبار رضی اللہ عنہ سی پوچہا کہ علماء کے دلون مین سے بعد حفظ اور تعقل کے
علوم کو کون چیز کہو دیتی ہے فرمایا کہ طمع اور حرص نفس اور حاجتون کا طلب کرنا ایک شخص نی
حضرت فضیل رض سے تفسیر حضرت کعب احبار کی ارشاد کی پوچہی اونہون نے فرمایا کہ آدمی کسی چیز
کی طمع مین اپنا دین کہو بیٹہتا ہے اور حرص نفس کا حال یہ ہی کہ سب چیزونکی طرف نیت ڈوڑتی
ہے یہ چاہتا ہے کہ ساری چیزین میرے پاس آجاوین اسی غرض سے کبہی کسیکے پاس حاجت لیجاتا ہی
کبہی کسیکی جب وہ شخص حاجت پوری کر دیتا ہے تو گویا اب اسکی نکیل اوسکی ہاتہہ مین ہے جہان چاہتا ہے
لیے پہرتا ہے اور جو چاہتا ہے وہ کام لیتا ہے مصرع مرا نان دہ و کفش بر سر بزن + کا قصہ ہوتا ہے
یہ شخص جہان اوسکو دیکہتا ہے خوشامد دنیاوی کے مارے سلام کرتا ہے اور بیمار پڑتا ہے تو اوسکی
عیادت کرتا ہے مگر خدا کیواسطے نہ سلام ہی نہ عیادت پس اگر حاجت نہوتی تو اوسکے لیے اچہا ہوتا

اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ جب تم مین سے کوئی کسی سے کچھہ حاجت چاہے تو چاہیے کہ بسہولت اوسکو مانگ لے یہ نکرے کہ دوسرے کے پاس جاکر کہنا شروع کرے کہ تم ایسے ہو تم ایسے ہو اسلیے کہ روزی تو جتنی مقدر ہے وہی ملیگی ناحق اتنی مشقت سے کیا حاصل اور بعض خلفاء بنی امیہ نے حضرت ابوحازم کو ایک خط لکھا اور اوسمین قسم دلائی کہ جو کچھہ آپ حاجت رکھتے ہون میرے پاس لکھہ بھیجیے اونھون نے جواب مین ارقام فرمایا کہ مینے اپنی سب حاجتین اپنے مولا کے سامنے پیش کین اوسنے جو منظور کی اوسکو مینے قبول کیا اور جو نامنظور کی اوسپر قناعت کی اور بعض حکما سے کسی نے پوچھا کہ عاقل کے لیے زیادہ تر خوشی کی بات کیا ہے اور ایسی کونسی چیز ہے جس سے اوسکا غم غلط ہو اوسنے جواب دیا کہ اوسکے حق مین زیادہ خوشی کی بات عمل صالح کا توشہ بنانا ہے اور غم کے غلط ہونیکی چیز راضی ہونا خدا کی احکام پر اور بعض حکما کا قول ہے کہ مینے سب سے زیادہ غمگین حاسد کو پایا اور سب سے زیادہ خوش عیش قانع کو اور زیادہ تر صابر ایذا پر حریص طامع کو اور زیادہ تر سہل گذران تارک دنیا کو اور بزرگ تر ندامت مین عالم نا پرہیزگار کو پیچ ہے ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی

واقع مین غنا و تونگری قناعت ہی کا نام ہے جیسا کہ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎

قناعت تونگر کند مردرا	خبر کن حریص جہان گردرا

اور حضرت عمر رض نے ایکبار لوگونسے فرمایا کہ جسقدر خدا کی مال مین سے مین اپنے لیے حلال سمجھتا ہون تمکو بتا دیتا ہون اول تو دو جوڑے کپڑے گرما و سرما کے لیے دوم سواری حج و عمرہ کی لیے سوم غذا جسطرح اور قریشی لوگونکی ہی نہ تو سب سے عمدہ کھاتا ہون نہ سب سے ادنی متوسط درجہ کی غذا ہے الا بخدا مجکو یہ معلوم نہین کہ میرے لیے اسقدر حلال ہے یا نہین یعنی حضرت عمر رض کو اس بات کا شبہہ تھا کہ کہین قدر کفایت سے یہ مقدار معیشت زیادہ نہو اور ایک اعرابی نے اپنے بھائی کو حرص کے باب مین عتاب کیا اور یہ کہا کہ بھائی تجکو کونسی چیز ڈھونڈھتی ہے اور تو کسی چیز کو ڈھونڈتا ہے جو تجکو ڈھونڈھتی ہے اوس سے تو نہین بچے گا یعنے موت آدمی کی طالب ہے جس سے کسی طرح مفر نہین اور جسکو تو ڈھونڈھتا ہے یعنے رزق وہ تجکو بے فکر و تردد پہونچے گا اور ایسا جان کہ موت جو نظر و نسے غائب ہی وہ گویا کہ موجود ہی اور جس حال مین تو اب ہی اوس سے تبدیل کیا جاوے گا معلوم ایسا ہوتا ہی کہ تم یہ جانتے ہو کہ حریص کبھی محروم نہین ہوتا اور زاہد کو رزق نہین ملتا یہ محض وہم و خیال ہے بلکہ اصل یہ ہی ہے ؎

آنچہ نوشتہ قلم نشود بیش و کم	بس حرکت ہم سکون ہست مساوی

کہ ایک اعرابی آپ کیخدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو کچہہ نصیحت مختصر ارشاد فرمائیے آپ نی فرمایا کہ نماز ایسی پڑہ جیسے کوئی رخصت ہونیوالا پڑہتا ہے (یعنے پہر شاید اتفاق پڑہنے کا نہوگا یہی نماز آخری ہے) اور ایسی بات کر جسکا کل کو عذر نکرنا پڑے اور جو کچہہ لوگونکے پاس موجود ہے اوس سے ناامید ہو یعنی کسی کے مال کی طمع مت رکھہ اور حضرت عوف بن مالک اشجعی رض فرماتے ہین کہ ہم سات یا آٹہہ یا نو آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین تہے آپنے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلعم سے بیعت نہین کرتے ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیا ہم بیعت نہین کر چکے پہر آپ نی فرمایا کہ تم خدا کے رسول صلعم سے بیعت نہین کرتے ہمنے ہاتہہ بیعت کیواسطے پہیلایا اسمین ہم مین سے کوئی کہہ اٹہا کہ ہم تو پہلے بیعت کر چکے ہین اب یہ بیعت کونسی بات کیواسطے ہے آپ نی فرمایا کہ اسبات پر ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور اوسکا کوئی شریک نکرو اور پانچون وقت کی نماز پڑہو اور برضا و رغبت اطاعت کرو اسکے بعد ایک کلمہ آہستہ سے فرمایا اور آدمیونسے کچہہ مت مانگو راوی کہتے ہین کہ ان لوگونمین سے بعض شخصون نی اس بیعت کو ایسا نباہا کہ اگر اونکا کوڑا گر پڑتا تو لوگون سے نہ کہتے کہ اسے اٹہا دو یعنے اسقدر سوال سے بہی احتراز کرتے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ طمع فقیری ہے اور لوگونسے ناامید ہونا توانگری ہے جو اونسے توقع منقطع کریگا وہ بے پروا رہیگا اور بعض حکما سی کسی نی پوچہا کہ غنا کیا چیز ہے کہا کہ کم کرنا تمنا کا اور مقدار کفایت پر راضی و قانع ہونے کا نام غنا ہی جیسا کہ سعدی فرماتے ہین

ای قناعت توانگرم گردان	کہ ورای تو ہیچ نعمت نیست

اور محمد بن واسع خشک روٹی پانی مین تر کرکے کہاتے اور فرماتے کہ جو اسپر قناعت کرے اوسکو کسی کی پروا نہین اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ تمہارے لیے دنیا جبہی تک اچہی ہے جب تک اوسمین مبتلا نہو اور تمہارے مبتلا ہونے کی چیز بہتر اسیقدر ہے جو تمہاری ہاتہونسے نکلجاوی یعنے مال دنیاوی مین سے بہتر وہ ہے جو خیرات مین صرف ہو اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ ہر روز ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ ای آدم زاد تجکو تہوڑا بقدر کفایت ملنا اس سے بہتر ہے کہ بہت ملی اور سرکشی مین ڈالے اور شمیط بن عجلان رح فرماتے ہین کہ ای ابن آدم تیرا شکم بالشت مکسر ہے پہر تجکو دوزخ مین کیون ڈالتا ہے اور ایک حکیم سے کسی نے پوچہا کہ تمہارا مال کیا ہے اوسنے کہا کہ ظاہر مین بتکلف رہنا اور باطن سے میانہ روی اور لوگونکی مال سی توقع منقطع کرنی اور روایت ہی کہ اللہ تعالی جلشانہ فرماتا ہی کہ اے ابن آدم اگر ساری دنیا تیری ہی ہو جاوے تب بہی تجکو غذا کے سوا اور کچہہ نملے گا پس اگر مین تجکو صرف غذا ہی دون اور دنیا کا حساب اورون کی گردن پر رکہون تو یہ میرا تجہپر کمال احسان ہے

ابوداود و ابن ماجہ اور مسلم مین نہین یہ حدیث مختصر ہے ۱۲

تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے مال اسلیے بھیجا ہے کہ لوگ نماز قائم رکھین اور زکوٰۃ دین اور اگر آدمی کے پاس سونے کا ایک جنگل ہو تو یہ چاہیگا کہ دوسرا اور ہو جب دوسرا ہو جاوی تو یون چاہیگا کہ تیسرا اور ہو اور آدمی کا پیٹ سوا خاک کی اور کسی چیز سے نہین سیر ہوتا اور جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہین کہ ایک سورت مثل سورہ برارۃ کے اتری تھی پھر اٹھہ گئی مگر اوسمین سے یہ آیت لوگونکو یاد ہے اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِاَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَھُمْ وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ مَالٍ لَتَمَنّٰی وَادِیًا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْھُوْمَانِ لَا یَشْبَعَانِ مَنْھُوْمُ الْعِلْمِ وَمَنْھُوْمُ الْمَالِ اور فرمایا کہ ھُمْ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِیْبُ مَعَہٗ اِثْنَانِ اَلْاَمَلُ وَحُبُّ الْمَالِ یا اسکے الفاظ کچھہ اور اسی معنی مین ہین اور چونکہ محبت مال آدمی کی سرشت مین داخل اور موجب گمراہی و ہلاک ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قناعت کی ثنا بیان فرمائی چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ طُوْبٰی لِمَنْ ھُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُہٗ کَفَافًا وَقَنِعَ بِہٖ اور فرمایا مَا مِنْ اَحَدٍ فَقِیْرٍ وَلَا غَنِیٍّ اِلَّا وَدَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَّہٗ کَانَ اُوْتِیَ قُوْتًا فِی الدُّنْیَا اور فرمایا لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ اِنَّمَا الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ اور شدۃ حرص سے اور طلب مین مبالغہ کرنے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اَجْمِلُوْا فِی الطَّلَبِ فَاِنَّہٗ لَیْسَ لِعَبْدٍ اِلَّا مَا کُتِبَ لَہٗ وَلَنْ یَذْھَبَ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَہٗ مَا کُتِبَ لَہٗ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ رَاغِمَۃٌ اور روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندون مین سے زیادہ غنی کون ہے ارشاد ہوا کہ جو میرے دینے پر زیادہ تر قانع ہو پھر پوچھا کہ عادل زیادہ کون ہے فرمایا کہ جو اپنے نفس سے انصاف کرے یعنی برائی پر اوس سے بھی انتقام لے اور حضرت ابن مسعود رضؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میرے دلمین یہ پھونک دیا ہے کہ کوئی نفس نہین مرنے کا جب تک اپنا رزق پورا نہ کرلے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور طلب مین میانہ روی کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ای ابو ہریرہ رضؓ مجکو سخت بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کرون اور دنیا پر لات مارون اور یہ بھی انہین سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ورع اختیار کر سب مین زیادہ عابد ہو جاوگے اور قناعت کر سب سے زیادہ شاکر ہوگا اور لوگون کے لیے وہی بات چاہ جو اپنے لیے چاہتا ہے اوس سے ایماندار ہو جائے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طمع سے منع فرمایا چنانچہ ابو ایوب انصاری رضؓ سے مروی ہے

حدود کی تکرار سرکاری لوگون سے خراج وضبطی کا بکھیڑا کہین معمار و مزدورونسے الجھنا کہ کام تہوڑا کیا کہین کسانون پر چوری اور خیانت دہرنا کہین اپنے شریک سوداگری سے اندیشہ اس بات کا لانا کہ یہ نفع زیادہ لیتا ہے اور کام کم کرتا ہے یا مال تلف کرتا ہے اور علی ہذا القیاس جسکے پاس مواشی ہون وہ بہی ایسے ہی کچہہ ترددات مین رہتا ہے اور سب اموال کا یہی حال ہے مگر جیسا کہ شغل ظاہری زمین کے گڑے ہوئے نقد سے دور رہتا ہے ایسا اور کسی مال مین نہین رہتا گو دل کا تردد اوسمین بہی ہمیشہ ہی کہ اسکو کہان صرف کرون اور کیسے بچاؤن اور لوگون کو اسپر اطلاع نہو نہ کوئی اسکی طمع کرے اسیطرحکے ترددات کی کچہہ انتہا نہین لیکن جسکی پاس ایک روز کا کہانا موجود ہے وہ ان سب ترددات سے بری ہے علاوہ ان آفات دنیاوی کے اور بہت سی باتین ہین جو دنیا مین مال والونکو ہوتی ہین حاسدون کے دور کرنے مین مشقت اوٹہانی مال کی حفاظت اور پیدا کرنے مین سخت پرخطر مقامات مین جانا رنج وغم اور خوف والم برداشت کرنی وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ مال تریاق اوس صورت مین ہے کہ بسر اوقات کی لیے لیکر باقی کو خیرات کردیا جاوے اور اگر ایسا نہوگا تو وہ مال زہر اور آفات مین متصور ہوگا

چوتہا بیان حرص وطمع کی مذمت اور قناعت اور لوگونسے توقع نرکہنے کی ثنا

جاننا چاہیے کہ فقیری عمدہ چیز ہے جیسا باب الفقر مین مذکور ہے مگر فقیر کو چاہیے کہ قانع ہو لوگونکے مال کا تاکو نہو اونسے کسی بات کی طمع نکرے اور کسی طرحکی مال کے پیدا کرنے کا حریص نہو اور یہ بات جبہی حاصل ہوگی جب غذا ولباس مسکن سے بقدر ضرورت قانع ہو ؎

اگر جمعیت دل ہے تجہے منظور قانع ہو	کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین

بلکہ یہ بہی چاہیے کہ ان چیزونکی مقدار قلیل پر جو سب سے ادنی قسم کی ہو اکتفا کرے اور اپنے امل کو ایک روز خواہ ایک مہینے سے نہ بڑہاوے اور دل کو ایک مہینے سے بعد کا ہرگز مشغل نہ لگاوے پس اگر کثرت مال وطول امل کا شائق ہوگا تو قناعت کی عزت سے محروم رہے گا اور طمع کی ناپاکی مین آلودہ ہوگا اور طمع وحرص سے اور برے اخلاق اور خلاف مروت افعال کا مرتکب ہوگا اور آدمی کی پیدایش اور سرشت مین حرص وطمع داخل ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغَى وَرَاءَهُمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ اور اسی مضمون کو بو واقد لیثی رضہ نے اسطرح بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تہا کہ جب وحی آتی تو ہم آپ کی پاس حاضر ہوتے آپ ہمکو وحی کے احکام ارشاد فرمادیتے ایک روز جو مین خدمت مین حاضر ہوا

اگر ہووین آدمی کی پاس دو جنگل سونے کے تو چاہیگا اونکی سوا تیسرا اور نہین بہرتی ہے آدمی کے شکم نگر خاک اور جو کوئی توبہ کرے اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے ۱۲ بخاری ومسلم بروایت ابن عباس وانس ۱۲

سامان نہین ہوتا تب تک اوسکا شوق نہین ابہرتا اور جب اپنے آپ مین اوسکی قدرت پاتا ہی تو شوق
ابہرتا ہے اور چونکہ مال سے ایک طرحکی قدرت آجاتی ہے اسیواسطے تقاضا معصیت کا سلسلہ جنبانی
کرتا ہے اوسوقت اگر اپنی خواہش کے بموجب ارتکاب فجور کرنے لگیگا تو ہلاک ہوگا اور اگر صبر کریگا
تو رنج اوٹہاویگا اسلیے کہ باوجود قدرت صبر کرنا بہت سخت ہی اور تونگری کے وقت کا فتنہ و امتحان مفلسی
کے فتنہ اور امتحان سے بڑا ہوتا ہی دوم یہ کہ مباحات سی تنعم کی نوبت پہونچتی ہے یعنے یہ تو مال والے سی
ہو نہین سکتا کہ جو کی روٹی کہاوے اور موٹا کپڑا پہنے اور لذیذ کہانون سے بالکل پہلو تہی کری جیسی کہ
حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اپنی سلطنت مین کیا تہا تو بالضرور یہی ہوگا کہ خوش خوراک
اور خوش پوشاک رہیگا اور اسی کا عادی ہوجاویگا اور یہی امر اوسکی نزدیک محبوب اور مالوف ہوگا
کہ بدون اوسکے صبر نکر سکیگا اسیطرح رفتہ رفتہ ایک تکلف سے دوسرا سوجہیگا اور جب تنعم سی الفت و انس
زیادہ ہوگا تو کبہی ایسا بہی ہوگا کہ حلال کمائی سی اوسکا مطلب حاصل نہو سکے اسلیے مشکوک مال مین
راغب ہوتا ہے اور مداہنت اور جہوٹ اور نفاق اور دوسری روے اخلاق مین خوض کرتا ہی تاکہ کسیطرح
دنیا بن جاوے اور تمنا برآوی علاوہ اسکے جسکے پاس مال بہت ہوتا ہے اوسکو لوگون کی طرف بہت سی
حاجت ہوتی ہے اور جسکو لوگونکی طرف حاجت پڑتی ہے اونسے ملاوٹ کی باتین ضرور کرتا ہی اور انکی
رضاجوئی مین خدا کی نافرمانی کرتا ہے اگر پہلی آفت سی آدمی بچ بہی جاوے تو اس آفت سی بچنا مشکل ہے
اور خلق کیطرف ضرورت پڑنے سے دوستی اور دشمنی پیدا ہوتی ہے دشمنی پر حسد اور حقد اور ریا و کبر اور کذب
اور چغلی اور غیبت اور دوسرے گناہ مبنی ہین جو کہ دل و زبان سے مخصوص ہین اور اور اعضا مین بہی اونکا
اثر ہو ہی جاتا ہے اور یہ سب باتین مال ہی کی نحوست سی ہوتی ہین جسکی حفاظت و اصلاح کے لیے خلق کیطرف
حاجت پڑتی ہے تیسری آفت جس سے کوئی خالی نہین وہ یہ ہی کہ آدمی مال کی اصلاح و درستی مین خدا کی
یاد سی غافل ہوجاتا ہے اور جو چیز کہ خدا کی یاد کی ہارج ہو وہ نقصان کی شی ہے اسی بنا پر حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ مال مین تین آفتین ہین ایک تو یہ کہ وجہ حلال سے نہ لی لوگون نے عرض کیا کہ اگر حلال کمائی
ہو آپ نی فرمایا کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوگا کہ اوسکو حق طور پر خرچ نہین کریگا لوگون نی عرض
کیا کہ اگر حق طور پر خرچ بہی کرے آپ نی فرمایا کہ تیسری آفت پیش آویگی کہ اوسکی سنبہالنے مین خدا سے
غافل ہوگا اور یہ مرض لاعلاج ہے اسلیے کہ سب عبادتون کی اصل اور منشا خدا کا ذکر اور اوسکی جلال کا
فکر ہے اور ان دونون باتون یعنی ذکر و فکر کے لیے دل فارغ چاہیے مگر مال والے کی ذمہ بیسیون آفات
دنیاوی لگی رہتے ہین صبح و شام کہین کسانون اور شرکا کا جہگڑا کہین حساب کا بکہیڑا کہین پانی اور

ہوتا ہے کیونکہ صفت سخاوت جب تک نہین حاصل ہوتی جب تک احسان اور مروت سے لوگون کے
ساتھہ پیش نہ آوے اور اسطرح کی خرچ مین بہی بڑا ثواب ہی چنانچہ بہت سی احادیث ہدیہ اور ضیافت اور
کہانا کہلانے کے ثواب مین وارد ہین یہ شرط نہین کہ جنکو دیا جاوے اون پر فقر و فاقہ بہی ہو اور حفظ آبرو کے
لیے جو خرچ ہوتا ہی اوس سے یہ غرض ہے کہ جس سے شاعر اور بے وقوف ہجو نہ کرین اور اپنی زبانین روکین
یہ خرچ بہی گو اسکا فائدہ دنیا مین بہی ہے مگر دینی فوائد مین سے ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے
فرمایا مَا وَقَى بِهِ الْمَرْءُ عِرْضَهُ كُتِبَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ کیون نہو اسی خرچ کی جہت سی غیبت والا غیبت سی باز رہتا ہے
اور عداوت اور حسد سی جو باتین منہ سے نکلجاتی ہین وہ بہی ایسے خرچون سے موقوف رہتی ہین اور غیبت وغیرہ کے
جواب مین جو کچہہ بطریق انتقام اپنی زبان سے نکلتا اوس سے بہی محفوظ رہتا ہے اور خدمتی کی اجرت کا
حال یہ ہے کہ آدمی اپنے سامان کی تیاری مین جن اعمال کا محتاج ہوتا ہے وہ بہت ہین اگر اون سب کو
خود ہی کیا کرے تو تضیع اوقات ہی اور چلنا راہ آخرت کا اور فکر اور ذکر بہی دشوار ہوگا جو اعلی مقامات سالکین
مین سے ہے اور جسکے پاس مال نہین وہ سب کام اپنے خود کرے گا مثلا کہانا خریدنا اور پکانا اور گہر صاف
کرنا اور جس کتاب کی ضرورت ہو اوسکو لکہنا وغیرہ سب آپ ہی کرنے پڑینگے لیکن جو کام دوسری کے
کرنے سے اپنی غرض نکل جاوے ایسے کام مین خود مصروف ہونا خسارہ مین پڑنا ہے مثلا مالدار آدمی
اگر ایسے جزئیات کامونکی طرف خود درپے ہو تو اوس سی عمل اور علم اور ذکر و فکر کچہہ نہو سکے گا اور یہ
ہو نہین سکتا کہ علم پڑہا کرے کوئی اور شخص اور فائدہ ہو دوسرے کو مگر یہ ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی روٹی
پکاوے تو دوسرا اوسکو کہالے غرض جو کام کہ غیر سے نکل سکتا ہو اوسمین اپنی آپ مصروف ہو کر علم وغیرہ
سی تضیع اوقات اور نقصان مین پڑنا ہے قسم تیسری وہ خرچ کہ کسی انسان معین پر نہو بلکہ اوس سے
فائدہ عام ہو جیسے مسجد اور پل اور سرا اور شفاخانہ و مدرسہ اور کنوان بنوانا یا خیرات کی لیے زمین و جائداد
وقف مساکین کر دینا یہ ایسے خرچ ہین جنسے ہمیشہ کو مرنیکے بعد خیرات ہوتی ہے اور صلحا خرچ
کرنے والے کے حق مین مدتون دعا کیا کرتے ہین اس سے بڑہکر اور خیر کیا ہوگی پس مال مین
دین کے یہ فائدی ہین علاوہ انکی دنیاوی حظوظ بہی اس سی حاصل ہوتی ہین کہ سوال اور فقر کی ذلت سے
نجات پانا اور خلقت مین عزت و افتخار حاصل ہونا اور یار و مددگار بہت سی ہونے اور لوگونکی دلونمین
وقار و بزرگی ہونی سب فوائد دنیاوی ہین اور آفات مال بہی دو قسم ہین دینی اور دنیاوی آفات دینی
تین ہین اول یہ کہ مال کے ہونے سے نوبت معصیت کی پہونچتی ہے کیونکہ شہوات کا تقاضا آدمی پر
ہمیشہ رہتا ہی مگر بے مایگی سے کچہہ کر نہین سکتا اور مفلسی تک ہی بچ سکتا ہے کیونکہ جب تک کسی گناہ کا

ح جس چیز سے کہ آدمی اپنی عزت بچاوے وہ اوسکے لئے صدقہ لکہا جاتا ہی ۱۲ ابو یعلی بروایت جابر ۱۲

عبادت سے غرض نقدین کی محبت اور رغبت اور اونکی باعث ہو کہا جاتا ہے جیسیکہ حدیث شریف مین ہے تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ تَعِسَ وَ انْتَعَشَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ دینار و درہم کا محبت رکھنے والا اونکی عبادت کرنے والا ہے اور عابد کسی پتھر کا عابد بت کا ہے بلکہ جو غیر اللہ کی پرستش کرے وہ بت پرست ہے اور مشرک مگر اتنی بات ہے کہ شرک کی دو قسمین ہین خفی اور جلی شرک خفی موجب ہمیشہ دوزخ مین رہنے کا نہین اور اس سے ایماندار بہی کم خالی ہوتے ہین کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے بہی زیادہ مخفی ہے اور شرک جلی سے ہمیشہ دوزخ مین رہنا ہوگا خدا تعالی ہمکو دونون قسمون سے بچاوے

تیسرا بیان آفات مال اور اوسکے فوائد کی تفصیل مین

واضح ہو کہ مال مین سانپ کیطرح زہر بہی ہے اور زہر مہرہ بہی زہر اوسکے آفات ہین اور زہر مہرہ فوائد جس شخص کو فوائد و آفات دونون معلوم ہون اوس سے ہوسکتا ہی کہ مال کے شر سے بچے اور خیر کا طالب ہو پہر مال کے فوائد کی دو قسمین ہین دنیاوی اور دینی قسم اول یعنے فوائد دنیاوی کا ذکر کرنا فضول ہے اسلیے کہ تمام اقسام خلق مین مال کے فوائد مشہور و معروف ہین اگر وہ اوسمین فائدہ نجانتے تو اوسکی طلب مین کیون جان کہوتے لیکن فوائد دینی تین قسمونمین منحصر ہین قسم اول یہ کہ مال کو اپنے نفس پر خرچ کرے یا تو عبادت مین یا عبادت پر استعانت مین عبادت مین تو اسطرح کہ مثلاً حج یا جہاد مین خرچ کرے کیونکہ یہ دونون بدون مال کے نہین ہوسکتی حالانکہ اصول عبادت سے ہین محتاج و مفلس انکی ثواب کو نہین پاسکتا اور عبادت پر استعانت مین اسطرح کہ غذا و لباس و مسکن مین صرف کرے کہ اوس سے تقویت عبادت کی ہو کیونکہ یہ ایسی حاجات ہین کہ اگر میسر نہون تو دل انکی تدبیر مین لگا رہتا ہی دین کے لیے فراغت نہین ہوتی تو بقدر کفایت مال کا حاصل کرنا جس سے کہ استعانت و تقویت عبادت پر ہو فوائد دینی مین داخل ہے ہان تنعم اور زائد از حاجت صرف کرنا البتہ حظوظ دنیاوی ہی سے ہے قسم دوسری جو لوگون پر صرف کرے اور اس خرچ کی چار قسمین ہین صدقہ مروت کی طور پر حفظ آبرو کے لیے نوکر یا خدمتی کی اجرت صدقہ کا ثواب تو ظاہر ہے اس سے خدا تعالی کا غصہ فرو ہو جاتا ہے جیسا کہ اوسکے فضائل پہلے گذر چکے اور مروت کی طور پر خرچ کرنے سے ہماری مراد یہ ہے کہ غنی اور شریف لوگونکی دعوت اور ہدیہ اور اعانت وغیرہ مین صرف کرنا اسکو گو صدقہ نہ کہین گے کیونکہ صدقہ وہی ہوتا ہے جو محتاج کو دیا جاوے مگر پہر بہی اسطرح کا خرچ فوائد دینی سے ہے اسلیے کہ آدمی ایسے خرچ سے دوست اور بہائی بنا لیتا ہے اور ایسی ہی اخراجات سے سخاوت کی صفت حاصل ہوتی ہے اور سخیون کی جماعت مین شامل

لہ ہلاک ہو بندہ دینار کا ہلاک ہو بندہ درہم کی اور ہلاک ہو بندہ دینار و درہم کی اور جب اسکے کانٹا لگے تو نہ نکلے یہ بددعا ہی اوسکے لیے کہ اوسکو کانٹا لگے اور نہ نکلے بخاری و مسلم کی روایت ہے واللہ اعلم بالصواب منہ

کہ بدن سے خارج ہون جیسے مال و اسباب وغیرہ اور تینون مین نفس کی فضیلت سب مین اعلی ہے
اوسکے بعد جسمی فضائل ہین اوسکے بعد یعنی سب مین ادنی فضائل خارجی ہین غرضکہ مال بہی خارجی
چیزون مین سے ہے اور اونمین سے ادنی چیز اشرفی روپیہ ہے کیونکہ یہ خادم ہین انکا خادم کوئی نہین اور
دوسری چیزون کے لیے انکی خواہش ہوتی ہے خود انکی ذات مراد و مقصود نہین اسلیے کہ نفس ایک
جوہر نفیس ہے جسکی سعادت مطلوب ہے وہ علم اور معرفت اور مکارم اخلاق کی خدمت کرتا ہے تاکہ یہ چیزین نفس کی
صفات ذاتیہ مین داخل ہون پہر نفس کی خدمت بدن بذریعہ حواس اور اعضا کے کرتا ہی اور غذا
وخوراک وغیرہ بدن کیخدمت کرتے ہین اور چونکہ یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ غذا سے غرض بدن کا قائم
رکہنا ہے اور نکاح سے غرض نسل کا باقی رکہنا اور تندرستی سے مقصود نفس کی تکمیل اور تزکیہ
اور علم و اخلاق سے مزین کرنا ہے تو جس کسی کو یہ ترتیب معلوم ہوگی وہ قدر مال کی اور وجہ
اوسکی بہتری کی جان لے گا کہ مال اسوجہ سے ضروری ہے کہ اوس سے غذا و لباس جو بدن کی بقا کے لیے
ضروری ہین حاصل ہوتے ہین اور بدن کی بقا کمال نفس کے لیے ضرور ہے اور کمال نفس مین خیر و سعادت
ہے پس جو شخص کسی چیز کا فائدا و رغایت اور مقصود جانکر اوس چیز کا استعمال اسطرح کرے کہ وہی غایت
مدنظر ہے اوسکو بہولے نہین تو یہ استعمال اوسکے حق مین بہتر اور مفید ہے اور ازانجا کہ مال بہی بموجب مذکورۂ
بالا ذریعہ کمال نفس ہوسکتا ہے اسلیے اوسکا کام مین لانا صرف اوسی غرض کے لیے اچہا ہے اور نیز مال
ذریعہ فاسد مقصد و نکا بہی ہے یعنی اس سے ایسی باتین بہی ہوسکتی ہین جو سعادت اخروی سے باز رکہین
اور علم و عمل کی راہ بند کردین ایسی صورت مین مال کا استعمال بُرا ہے خلاصہ یہ کہ مال وسیلہ اور ذریعہ دوسرے
مقاصد کا ہوتا ہی جیسا مقصد ہوگا ویسا ہی مال کا بہی حال ہے اگر مقصد اچہا ہے تو مال بہی اچہا
ہوگا اور اگر برا ہے تو بُرا اس سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکورہ بالا کے موافق جو شخص دنیا کو قدر کفایت سے
زیادہ لے گا تو نادانستہ گویا اپنی موت لیگا اور چونکہ طبیعتین اتباع شہوات کی مائل ہین اور شہوات راہ خدا
کے روکنے والی اور مال سے وے باسانی حاصل ہوسکتی ہین تو قدر کفایت سے زیادہ مال لینے مین بڑی
خوف کی جگہہ ہے اسی لحاظ سے انبیا علیہم السلام نے اوسکے شر سے پناہ مانگی ہے یہانتک کہ حدیث
شریف مین ہے کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ قُوْتَ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَفَافًا دیکھو دنیا سے اوسی مقدار طلب فرمایا جو ضروری ہے
ہو اور فرمایا اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے یون پناہ مانگی وَاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ اصنام سے غرض سونا چاندی ہے اس وجہ سے
کہ رتبہ نبوت اس بات سے پاک ہی کہ پتہرون کو خدا ہی کا اعتقاد کرے اور آیت مین جو لفظ نعبد مذکور ہی

تو اپنے لیے خدا کے پاس جمع کر دوگا اور خدا کو اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ جاوگا اور ایک شخص نے ابو عبدرب سے کہا کہ برادر ایسا نہو کہ تم دنیا سے بری طرح اٹھو اور مال اپنی اولاد کے واسطے چھوڑ مرو او نہون نے اپنے مال مین سے ایک لاکھ درم خیرات کر دیئے اور یحیٰی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ آدمی کو مال مین مرنے کیوقت دو مصیبتین ایسی ہوتی ہین کہ پہلے اور پچھلے لوگون نے بھی ویسی ہی نہ سہی ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا ہین فرمایا کہ ایک تو یہ سب کا سب اس سے چھن جاتا ہے دوسری یہ کہ تمام وکمال کا اوس سے سوال ہوتا ہے یعنے حساب دینا پڑتا ہے

دوسرا بیان مال کی تعریف اور اوسکی مدح و مذمت مین تطبیق کی وجہ

جاننا چاہیے کہ خدا تعالی نے قرآن مجید مین مال کو چند الفاظ خیر سے تعبیر فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا آخر آیت تک اور حدیث شریف مین نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ بہرصورت قرآن شریف و حدیث سے تعریف مال کی ثابت ہے علاوہ اسکے جو کچھ صدقہ اور حج کے ثواب مین مذکور ہوا ہے وہ سب بھی مال ہی کی صفت ہے کیونکہ بدون مال نہ حج ہو سکے نہ خیرات اور یہ جو کلام اللہ مین ہے وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اور دوسری جا بندون پر احسان کے طور پر سے ارشاد ہے رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ وَيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا اور حدیث شریف مین ہے كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا یہ بھی مال ہی کی ثنا ہے اور وجہ تطبیق کی درمیان مذمت وثنا کے جب تک معلوم نہین ہو سکتی جب تک مال کی حکمت اور مقصود اور آفات اور ضررون کو نجانا جاوے یہ امر جاننے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال ایک وجہ سے بہتر ہے اور ایک وجہ سے بدتر بہتری کی جہت سے قابل ثنا ہے اور برائی کی باعث قابل مذمت کیونکہ مال نہ تو بالکل خیر ہے نہ بالکل شر بلکہ دونون کا سبب ہوا کرتا ہے اور جو چیز سبب خیر و شر دونون کا ہو اوسکی کبھی ثنا ہوگی اور کبھی مذمت اور ہوشیار و عاقل شخص اس سے جان سکتا ہے کہ مال قابل مدح اور ہے اور قابل مذمت اور جو کچھ ہمنے جلد چہارم کے باب الشکر مین خیرات کا بیان اور نعمت کی درجات کی تفصیل لکھی ہے وہان مفصل دیکھہ لینا چاہیے یہان اسقدر کافی ہے کہ داناؤن اور اہل بصیرت کا مقصود و سعادت اخروی ہے اور واقع مین بھی وہی دولت جاوید اور نعمت پایدار ہے دانا اور بزرگ لوگ اوسیکے راغب ہوتے ہین چنانچہ حدیث شریف ہے کہ لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ آدمیون مین سب سے زیادہ بزرگ اور دانا کون ہے آپ نے ارشاد فرمایا اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ اِسْتِعْدَادًا اور سعادت اخروی دنیا مین بدون تین وسیلون کے نہین حاصل ہو سکتی ایک فضائل نفسی مثل علم اور حسن خلق کے دوسری فضائل جسمی مثل صحت و تندرستی کے تیسرے وہ فضائل

پاس سے نہ ٹلے گی مجکو نفع نہ دیگی اور روایت ہی کہ حضرت عمر رض نے حضرت زینب بنت جحش ام المومنین
کی خدمت مین کچھہ روپیے بھیجے اونہون نے پوچھا یہ کیسے ہین لوگون نے کہا کہ حضرت عمر رض نے آپکے
لیے بھیجے ہین اونہون نے فرمایا کہ خدا تعالی عمر رض کی مغفرت کرے پھر ایک پردہ کو کھولکر اوسکو پھاڑا
اور اوسکی تھیلیان سیکر وہ تمام مال اپنے رشتہ دارون اور یتیمون مین بانٹ دیا پھر اپنے ہاتھہ اٹھا کر یون
دعا مانگی کہ الہی اس سال کے سوا پھر میرے پاس عمر کی عطا نہ آوے اور ایسا ہی ہوا کہ ازواج مطہرات
مین سے اول انتقال انہین کا ہوا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جسکو روپیہ عزت دیتا ہے اوسکو خدا
ذلیل کرتا ہے اور روایت ہی کہ جب اول اول روپیہ اشرفی تیار ہوئے تو ابلیس نے اون دونون کو
اٹھا کر اپنے ماتھے پر رکھا اور بوسہ دیا اور یہ کہا کہ جو تم سے محبت کرے گا وہ حقیقت مین میرا غلام ہوگا
اور سمیط بن عجلان کہتے ہین کہ روپیہ اشرفیان منافقونکی باگین ہین جنسے دوزخ کیطرف کھینچی جائینگے
اور یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ روپیہ ایک بچھو ہے جسکو اسکا منتر نہ آتا ہو وہ اوسکو نہ لیوے کیونکہ
اگر کاٹ لیگا تو اسکا زہر چڑھکر ہلاک ہو جاوے گا لوگون نے پوچھا کہ اوسکا منتر کیا ہے اونہون نے فرمایا
کہ وجہ حلال سے حاصل کرنا اور حق پر صرف کرنا اور علاء بن زیاد رح کہتے ہین کہ دنیا میرے سامنے
صورت بنکر آئی ہر طرحکی زینت سی آراستہ تھی مینے کہا کہ خدا تیرے شر سی بچاوے اوسنے جواب دیا کہ
اگر تمکو منظور ہے کہ خدا تیرے شر سے تمکو بچاوے تو روپیہ کو برا سمجھنا کیونکہ گویا تمام دنیا روپیہ ہی کا نام ہی
اس جہت سی کہ روپیہ کے بدولت تمام اقسام دنیا حاصل ہو سکتی ہین جو اوس سے صبر کرے گا وہ گویا
تمام دنیا سے صبر کرے گا جیسا کہ کسیکا قول ہی ؎

زر جسکو میسر ہے وہ دنیا مین دہنی ہے	جو اوس سے کرے صبر وہ دنیا سی غنی ہے

اور مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز رح کیخدمت مین نزع کی حالت مین گئی اور اونسی کہا
کہ آپ نے ایسا کام کیا جو کسی نے تم سے پہلے نہین کیا وہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کے لیے نہ روپیہ چھوڑا نہ اشرفی
اور اونکے تیرہ بیٹے تھے مسلمہ کا قول سنکر اونہون نے فرمایا کہ مجکو ذرا بٹھلا دو جب آپ بیٹھہ گئے تو فرمایا
کہ یہ جو تم کہتے ہو کہ مینے اولاد کے واسطے کچھہ نہین چھوڑا تو مینے اونکا حق کچھہ نہین داب رکھا اور جو غیرونکا
حق تھا وہ اونکو نہین دیا علاوہ ازین میرے بیٹے دو طرحکے ہین یا تو خدا کے فرمان بردار ہین تو ایسونکو
تو خدا ہی کافی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ یا عاصی و نافرمان ہین اونکی مجھے
کچھہ پروا نہین جو ہو سو ہوا کرے اور روایت ہی کہ محمد بن کعب قرظی کو بہت سا مال ہاتھہ لگا لوگون
نے کہا کہ اگر اوسکو اپنے بیٹے کیواسطے رکھہ چھوڑو تو مناسب ہے اونہون نے فرمایا کہ نہین بلکہ اوسکو

ت ۱ اور وہ ذمہ ور ہی نیکونکا ۱۲

عرض کیا کہ مین موت کو نہین چاہتا ہون آپ نے فرمایا کہ تیرے پاس کچھہ مال ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ اپنے مال کو آخرت کے لیے بھیجدے کیونکہ ایماندار کا دل مال کے ساتھہ رہتا ہے اگر وہ یہان ہوگا تو یہ چاہے گا کہ مین بھی اوس سے جا ملون اور اگر پیچھے چھوڑ دیگا تو یہ چاہیگا کہ کاش مین بھی اوسکے ساتھہ ہی دنیا مین رہتا اور فرمایا کہ آدمی کے دوست تین ہین ایک تو قبض روح تک ساتھہ رہتا ہے دوسرا قبر تک تیسرا قیامت تک قبض روح تک کا ساتھی تو مال ہے اور قبر تک کا ساتھی اوسکے گھر والے ہین اور قیامت تک کا ساتھی اوسکے اعمال ہین اور ایکبار حواریون نے حضرت عیسی علیہ السلام کیخدمت مین عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہین اور یہ امر ہم سے نہین ہوسکتا آپ نے فرمایا کہ تمہارے نزدیک کچھہ روپیہ اشرفی کی قدر ہے اونہون نے عرض کیا کہ البتہ ہم اونکو اچھا جانتے ہین آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک وہ دونون اور ڈھیلے یکسان ہین اور حضرت سلمان فارسی رضہ نے حضرت ابو داؤد رضہ کیخدمت مین لکھا کہ اے برادر اتنی دنیا جمع کرنا جسکا شکر تم سے ادا نہ ہوسکے مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جس مالدار نے اپنے مال کو خدا کے فرمانے کے بموجب صرف کیا ہوگا وہ قیامت کو حاضر کیا جاویگا اوسکا مال سامنے ہوگا جب پل صراط پر ادہر اودہر جھکنے لگے گا تو اوسکا مال کہے گا کہ چلا کیون نہین جاتا تو مجھہ مین سے اللہ کا حق دے چکا ہے پھر ایسا مالدار آویگا کہ جسنے حکم خدا کے موافق نہ کیا ہوا اوسکا مال اوسکے شانون پر رکھا ہوگا جب پل صراط پر جھکنے لگیگا تو اوسکا مال کہیگا کہ خرابی ہو تجکو تو نے مجھہ سے خدا کا حق کیون ندیا اسی طور پر اوسکا حال رہے گا یہانتک کہ دہائی تہائی مچاوے گا اور باب زہد وفقر مین جو ہمنے غنا کی مذمت اور فقر کی صفت لکھی ہے اون سب کا مآل مال کی برائی ہے اوسکو یہان بیان کرنیکی حاجت نہین اسیطرح دنیا کی مذمت مین جو کچھہ بیان ہوا ہے وہ بھی مذمت مال کو شامل ہے اسلیے کہ دنیا کے ارکان مین سے سب سے زیادہ مال ہی ہے لیکن اس باب مین وہی مذکور ہوتا ہے جو خاصکر مال کے باب مین وارد ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے اِذَا مَاتَ الْعَبْدُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ وَقَالَ النَّاسُ مَا خَلَّفَ اور فرمایا لَا تَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتُحِبُّوا الدُّنْيَا روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابو درداء رضہ کے ساتھہ کچھہ برائی کی تو آپ نے یون دعا فرمایا کہ الٰہی جسنے مجھسے برائی کی ہے اوسکو صحیح وسالم رکھہ اور اوسکی عمر زیادہ کر اور مال کثرت سے دے یہان دیکھنا چاہیے کہ باوجود صحت بدن اور زیادتی عمر کے کثرت مال کو نہایت امتحان تصور فرمایا کیونکہ اسکی کثرت سے نوبت سرکشی کی بالفرور پہونچتی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک درم اپنی ہتیلی پر رکھہ کر فرمایا کہ تو ایسی چیز ہے جب تک میرے

مال کی طمع بہت بری ہے اب تونگر کی بہی دو حال ہین ایک تو بخل کے سبب امساک کرنا دوسرے خرچ کرنا انمین بہی ایک صورت اچہی ہے اور ایک بری پہر خرچ کرنے والے کے بہی دو حال ہین ایک اسراف دوسرے میانہ روی اور عمدہ میانہ روی ہے اور یہ سب باتین باریک اور ایکدوسرے سے متشابہ ہین اسلیے انکا واضح کرنا بہت ضرور ہے لہذا ہم اوسکی شرح چودہ بیانون مین کرتے ہین

بیان اول مال کی مذمت اور اوسکی محبت کی برائی

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ اور فرمایا اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور فرمایا مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَهُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ اور فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی اور فرمایا اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اور حدیث شریف مین ہے کہ مال اور شرف کی محبت دلمین نفاق اسطرح اگاتی ہین جیسے پانی سے ساگ اگتا ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ اگر بکریون کے گلہ مین دو بہوکے بہیڑیے چہوڑ دیئے جاوین تو وہ اوسمین اتنا نقصان نہین کرتے جتنا محبت مال اور شرف کی مسلمان آدمی کے دین مین نقصان کرتی ہی اور نیز فرمایا کہ هَلَكَ الْمُكْثِرُوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِهٖ فِیْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اور لوگون نے جب آپ سے عرض کیا کہ آپکی امت مین سب سے زیادہ شریر کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ تونگر اور ایک حدیث مین یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہونگے کہ غذائین لطیف اور طرح طرح کی کہائینگے اور گہوڑونمین سے عمدہ عمدہ تیز رفتارونپر سوار ہونگے اور عورتونمین سے خوب صورت و شکیل سے نکاح کرینگے لباس فاخرہ انواع و اقسام کے پہنینگے اونکے پیٹ تہوڑی سے چیز سے پر نہونگے نہ نفس کثیر پر قانع دنیا ہی کے ہو رہینگے صبح و شام وہی مدنظر ہوگی خدا تعالی کے سوا اوسی کو اپنا معبود اور رب جانینگے پس جو شخص اوس زمانہ مین ہو تمہاری اولاد کی اولاد مین سے یا بعد کے لوگونمین سے اوسکو محمد بن عبد اللہ کیطرف سے قسم ہے کہ وہ نہ ایسے لوگونکو سلام کرے اور نہ اونکی بیمار کی عیادت کرے نہ اونکی جنازہ مین شریک ہو نہ بڑی کی تعظیم کرے اور اگر ایسا کرے گا تو بناء اسلام کی گرانے مین ساعی اور مددگار ہوگا اور ایک حدیث مین فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے لیے چہوڑ دو اسلیے کہ جو کوئی دنیا مقدار کفایت سے زیادہ حاصل کرے گا وہ اپنی موت حاصل کرے گا اور اوسکو خبر بہی نہوگی اور دوسری حدیث مین فرمایا یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ وَهَلْ لَكَ مِنْ مَالِكَ اِلَّا مَا اَكَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ اور ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین

خلاف پیمبر کسی رہ گزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اصحاب رضؓ کا طریق متوسط تھا جیسا کہ ہم پہلے مفصل لکھہ چکے ہین یہ لوگ دنیا کو دنیا کی غرض سے نہین لیتے تھے بلکہ دین کی غرض سے اور راہب اور تارک دنیا بالکلیہ نہوتے تھے سب امور مین افراط و تفریط انکے مزاج مین نہ تھی بلکہ اونکا امر راستی اور درستی کے ساتھہ تھا جو طریقہ وسط اور محبوب الٰہی تھا وہی ان لوگونکو پسند تھا اور درجۂ اوسط کی بہتری چند جا پہلے بھی لکھی گئی ہے دنیا کی برائیون کا بیان تمام ہوا

والحمد للہ اولاً و آخراً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم

ساتوان باب بخل کی مذمت اور مال کی دوستی کے بیان مین ۲ بیان ہین

رباعی کرتے ہین بخیل زندگی بہر مساک	اور مال کی دوستی کو سمجھین تریاک
پر حیف کہ موت پیر دہ اپنے ہمراہ	اس مال و منال سے نلیجا دین کے خاک

واضح ہو کہ دنیا کے فتنہ شاخ در شاخ اور نہایت وسیع و فراخ ہین مگر سب مین بڑا فتنہ دنیا کا اموال ہین اور انہین مین رنج و محنت بھی زیادہ ہے اور زیادہ تر خرابی کی وجہ یہ ہے کہ انسے نہ کسی کو بے پروائی اور نہ اونکے ہونے سے صورت سلامتی اگر مال نہو تب تو فقر کہ قریب کفر پہونچاتا ہے حاصل ہوتا ہے اور اگر مال ہو تو باعث سرکشی ہوتا ہی جسکا انجام بجز نقصان کچھہ نہین غرضکہ مال خالی فائدہ اور نقصان سے نہین مال کے فائدے بہنجیات داخل ہین اور اوسکے نقصان ہلکات مین اور مال مین سے یہ پہچان لینا کہ فلان مال بہتر ہے اور فلان برا ایسا مشکل ہے کہ سوا علماء راسخین اور ارباب دین کے اور لوگونکو نہین معلوم ہو سکتا اسلیے اسکا بیان جداگانہ بہت ضرور ہی پہلے ناچار جو مذمت دنیا کی بیان ہوئی تو عام دنیا کی مذمت تھی کچھہ مال کے اعتبار سے نہ تھی کیونکہ دنیا تو آدمی کے حظوظ زندگانی کا نام ہے اور اوسکے بہت حصے ہین ایک اونمین سے مال بھی ہے اور ایک جاہ ہی اور ایک اتباع شہوت شکم و فرج اور ایک غصہ و حسد کے موجب دلکے پھپولے توڑنے اور ایک شیخی و تعلی غرضکہ بسیط بہت سے اجزا ہین جنسے آدمی کو حظ زندگانی ہوتا ہے اور اس باب مین ہم صرف مال کا بیان کرتے ہین اسلیے کہ اوسمین آفات اور ضرر بہت ہین اسکے نہونے سے تو آدمی مین فقر کا وصف آجاتا ہے اور اوسکے موجود ہونے سے تونگری کا وصف ہوتا ہی اور یہ دونون ایسے اوصاف ہین کہ ان سے آدمی کا امتحان ہوا کرتا ہے پہر مفلس کی دو حالتین ہین قناعت اور حرص ایک انمین سے اچھی ہے اور دوسری بری اور حریص کے بھی دو حال ہین یا تو لوگونکے مال مین طمع کرتا ہے یا دوسرونکے مال سے دست بردار ہو کر حرفہ اور پیشہ کے کرنے مین مستعد ہتا ہی اون دونون حالون مین سے دوسرونکے

کہ شریعت کی حکم اور تکلیف کی تعمیل محال ہے اور اوسکی کچھہ اصل نہین دہوکہا ہی دہوکہا ہی ان خیالات سے
ملحد بن گئے اور بعضونکو یہ سوجہا کہ سب محنت خدا کے واسطے کیجاتی ہے مگر خدا تعالی کی ذات ہر چیز
سے بے پروا ہے نہ کسی عابد کی عبادت سی اوسمین کچھہ زیادہ ہو اور نہ کسی عاصی کی نافرمانی سے
اوسمین کم ہو یہ سوچکر احکام شرعی کو بالای طاق رکہدیا اور خواہش نفسانی کیطرف رجوع کی اور
جو چاہا سو کیا اور یہ سمجھے کہ ہمارا عقیدہ بہت صاف ہی کہ خدا کو ہم عابدون کی عبادت سی بے پروا
جانتے ہین اور کچھہ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ عبادت سی غرض مجاہدہ ہے اسقدر کہ آدمی کو معرفت
حاصل ہو جاوے اور معرفت ہونے پر واصل الی اللہ ہو جاتا ہے اس رتبہ کی بعد پہر حاجت وسیلہ
اور حیلہ یعنے عبادت کی نہین رہتی اور چونکہ اس قسم کے لوگ اپنے آپ کو معرفت مین کامل جانتے ہین
تو اسوجہ سے عبادت چہوڑ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تکالیف شرعی ہم لوگون کیواسطے نہین عوام کیواسطے
ہین انکے سوا اور مذاہب باطلہ اور گمراہیان سخت ہین کہ اونکے تعداد ستر سے کچھہ زیادہ پہونچتی ہے
مگر اونمین سے صرف ایک فرقہ نجات پاوے گا اور وہ وے لوگ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اونکے اصحاب رض کے طریق پر چلنے والے ہین یعنی جنکا عقیدہ یہ ہے کہ نہ بالکل دنیا کو ترک کرنا چاہیے
اور نہ بالکل بیخ کنی شہوات کی کرنی چاہیے بلکہ دنیا مین سے بقدر زاد لینا چاہیے اور شہوات مین
سے اوسقدر کا استیصال کرنا چاہیے جو حد شرع اور عقل سے خارج ہو خلاصہ یہ کہ نہ ہر ایک شہوات
کا درپے ہو اور نہ ہر ایک کا تارک بلکہ طریق متوسط اختیار کرنا چاہیے اسیطرح نہ دنیا کی ہر چیز کا طالب
ہو نہ ہر ایک چیز کا تارک بلکہ جو چیز دنیا مین پیدا ہوئی ہے اوسکا مقصود جانکر اوسکی مقصود ہی تک
رہنے دے مثلاً غذا سے اوسیقدر لے کہ بدن عبادت پر قادر رہے اور مسکن سے اوسی قدر اختیار کرے
جو حرارت اور برودت اور چورونکی حفاظت کو بس ہو اور علی ہذا القیاس لباس کو جاننا چاہیے پس
جب اسطرح بدن کے شغل سے فارغ ہوگا تمامی ہمت سی متوجہ الی اللہ ہو کر زندگی بہر ذکر و فکر مین
مشغول رہے گا اور ہمیشہ شہوات کی حفاظت اور سیاست کرتا رہے گا کہ ورع اور تقوی کی حدود سے
تجاوز نکرنے پاوین اور اوسکی تفصیل جبہی معلوم ہوتی ہے جب اقتدا فرقہ ناجیہ یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم
کا نصیب ہو چنانچہ حدیث شریف مین جب آپ نے امت کا بہتر فرقون مین متفرق ہونا فرمایا اور ایک فرقہ کو
ناجی ارشاد فرمایا تو لوگون نے اوس ناجی فرقہ کو پوچہا آپنے فرمایا کہ اہل السنۃ والجماعۃ پہر لوگون نے
عرض کیا کہ اہل سنت اور جماعت سی کون لوگ مراد ہین آپ نے فرمایا کہ جنکا طریقہ وہ ہو جو میرا اور میرے
اصحاب رض کا ہے سچ ہے ؎

ترمذی بروایت عبد اللہ بن عمرو و ابو داؤد بروایت معاویہ و ابن ماجہ بروایت انس و عوف بن مالک ۱۲

معاد و آخرت کی فکر کو بیسیا منسیا کر دیا ہے علاوہ ان جماعتون کے اور بہت سی فرقہ ہین جنکے شمار سے کچھہ زیادہ ہے اور سبکے سب خود گمراہ ہین اور اور ونکو صراط مستقیم سے بہکاتے ہین اور یہ صرف اِس وجہ سے کہ کھانے اور لباس اور مسکن کی حاجت مین یہ بھول گئے کہ ان چیزونکی حاجت کیسلیے ہی اور انمین سے کسقدر کافی ہین اور انکی اسباب ابتدای مین پڑکر انجام تک نوبت پہونچ گئی اور آخر کو ایسے گڑھہ مین جا پڑے کہ اونمین سے نکلنا دشوار ہو گیا پس جو شخص کہ ان چیزونکی طرف حاجت کی وجہ جانتا ہو اور جو کچھہ دنیاوی کامونسے مقصود ہے اوس سے بھی واقف ہو ایسا شخص کہ کام اور حرفہ کرے گا اوسکی غرض اور مقصود کو جانتا ہوگا اور یہ بھی واقف ہوگا کہ میرا حصہ اِس کام و حرفہ سے صرف بدن کی خبر گیری ہے کہ غذا و لباس سے اسقدر اوسکو پہونچے کہ ہلاک نہو پس اگر اپنے اِس حصہ مین بھی کمی کرے گا تو سب شغل اس سے دفع ہو جاوینگے اور فارغ البال ہو کر بہمہ تن متوجہ آخرت ہوگا اور اوسی کے لیے تیاریان کرے گا اور اگر حصہ مذکور یعنی مقدار ضرورت سے بڑہکر لے گا تو اشغال کا ہجوم ہوگا مسلسل بے انتہا کام نکل آوینگے اور طرح طرح کے تردوات مین مبتلا ہوگا اور جس شخص کو دنیاوی تردوات اسطرح رہتی ہین اوسکو معلوم نہین کہ خدا تعالی کونسے تردد مین ہلاک کردے اور اس مثل کا مصداق بناوے ع چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد یہانتک حال اون لوگونکا ہوا جو دنیا کے کامون مین مستغرق رہتے ہین اب یہ سنا چاہیے کہ بعض لوگ دنیا کے حال سے واقف ہو کر اوس سے اعراض کرتے ہین اور پنر شیطان حسد کر کے اسی اعراض مین ایسی باتین اونکے دلمین جاتا ہے کہ بے گمراہ کیے نہین چھوڑتا مثلاً بعض لوگون کو یہ تصور ہوتا ہے کہ دنیا محنت و مصیبت کی جگہہ ہے اور آخرت سعادت کا مکان ہے جو آخرت مین پہونچا سعادت مین داخل ہوا خواہ عبادت کرے یا نہین اور اس بنا پر یہ اعتقاد کر لیا کہ محنت دنیاوی سے بچنے کے لیے اپنی جانون کو ہلاک کرنا بہتر ہے یہ عقیدہ ہندو جاہد دمنین سے ایک فرقہ کا ہے کہ اپنے آپ کو جلتی آگ مین گرا کر خاک کر ڈالتے ہین اور جانتے ہین کہ اس سے محنت دنیاوی اونپر سے بلکہ اونکی اور آخرت مین کڑی سعادت مین پہونچینگے اور کچھہ لوگونکو یہ تصور ہے کہ خودکشی سے نجات نہین ہوتی بلکہ اول یہ ضرور ہے کہ صفات بشری کو معدوم کرنا اور نفس سے بالکل نیست و نابود کر ناچاہیے اور سعادت آخرت شہوت و غضب کی بالکل قطع کرنے مین ہے اسی خیال سے مجاہدہ کیطرف متوجہ ہوئے اور اپنے نفس پر اتنی سختی بڑہائی کہ کچھہ تو کثرت ریاضت ہی مین مر گئے اور بعضونکی عقل فاسد ہو کر مجنون ہو گئے اور بعضے مریض ہو کر عبادت سے رہگئے اور بعضے بیخ کنی صفات بشری سے عاجز ہو کر جانبحق

ہر ایک کا مذہب اور راے چند طور پر ہو گئی کچھہ لوگ تو ایسے ہوے کہ جہل اور غفلت کی باعث اونکی
آنکھین نہ کھلین اور انجام کار نسوجھا اور یہی جانا کہ مقصود یہی ہے کہ چند روز دنیا مین زندہ رہکر غذا کی حاصل
کرنے مین کوشش کرین اور کھا پیکر کمائی کے قابل ہو جاوین پھر کما کر کھاوین غرضکہ اونکی غذا کمائی کیواسطے
ہے اور کمائی غذا کے لیے اور یہ راے تو کسانون اور حرفہ والون کی ہے جو دنیا مین بھی آسایش سے نہین رہتے
نہ دین مین پاون دھرتے ہین دن بھر رات کی غذا کے لیے مشقت کرتے ہین اور رات کو دن کی مشقت
کیواسطے غذا کھاتے ہین یہ لوگ مرنے کیوقت تک تیلی کے بیل کیطرح اسی گردش مین رہے ہین اور کچھہ
لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ہم مطلب سمجھہ گئے شریعت کا مقصود یہ نہین کہ انسان عمل ہی پر کفایت
کرے اور دنیا کی لذائذ سے محروم رہے بلکہ سعادت یہی ہے کہ شہوت شکم اور فرج سے پیٹ بھر کر حاجت
پوری کرے پس یہ لوگ اپنے نفسونکو بھول گئے اور تمامی ہمت عورتون کی صحبت اور لذیذ کھانونمین
صرف کی جو پایون کیطرح بجز خورد و خواب کی اور کچھہ نجانا اور اسی کو غایت مقصود سمجھا نا حدا تعالی
اور قیامت کے دن سے غافل رہے اور ایک جماعت کا یہ گمان ہے کہ سعادت مال کی اور خزانون کی
کثرت سے ہے تو یہ لوگ رات دن جمع کرنے کی فکر مین رہتے ہین اور اس غرض کے لیے بڑی بڑی
محنتین اور طویل سفر اختیار کرتی ہین قدر ضرورت کے سوا بخل کی ماری کچھہ نہین صرف کرتی کہ کہین مال کم نہو جاوے
اور اسی تنانوے کے پھیر مین پڑے رہتے ہین یہانتک کہ مرنیکے بعد اونکی کمائی یا تو زمین ہی مین
رہتی ہے یا کسی کھاؤ اڑاؤ کے ہاتھہ لگتی ہے یہ تو چین کرتا ہے اور جوڑ جوڑ کر رکھنے والا اوسکی مصیبت و
وبال مین گرفتار ہوتا ہے لیکن جمع کرنے والے یہ حال اپنی آنکھون دیکھتے ہین اور عبرت نہین کرتے
اور ایک لوگونکو یہ خیال ہے کہ سعادت منحصر نیکنامی مین ہے کہ لوگ ہماری تجلیل اور مروت کی ثنا اور
صفت بیان کرین یہ لوگ رات دن جو کچھہ معاش پیدا کرتے ہین اپنے کھانے پینے مین بہت تنگی
کرتے ہین لیکن سب مال اچھی پوشاک اور نفیس سواریونمین صرف کرتے ہین گھر کے دروازے یا جن چیزون
پر خلق کی نگاہ پڑے اونکو بہت منقش اور آراستہ رکھتے ہین تاکہ لوگ اونکو غنی اور مالدار کہین اور اسی
مین اپنی سعادت سمجھتے ہین اور بعضے یون تصور کرتے ہین کہ آدمی کی سعادت اسمین ہے کہ لوگونکی نزدیک
مقبول اور قابل تعظیم ہو جاوے اس خیال سے بجہ تن اس بات مین کوشش کرتے ہین کہ لوگ ہماری
اطاعت کرین اور ہمیشہ لحاظ حکومت پر مرتے ہین اور سرکاری کام لینے سے بڑی خوشی ہوتی ہین
تاکہ اس وجہ سے کچھہ لوگون پر حکومت ہو جاوے اور اسی کو غایت مقصود سمجھتے ہین اور یہ بات اکثر
غافل لوگونمین موجود ہے لوگونکی فرمان برداری کی محبت سے خدا کی فرمان برداری اور عبادت اور

نکمی پیدا ہوتے ہین ایک چوری اور ایک گداگری ان دونون کا مال یہی ہے کہ دوسرون کی کمائی
کہاوین اور ازانجا کہ لوگ اپنا مال حتی الوسع چورون اور گداگرون سے بچاتے ہین تو ان دونون فرقون
نے مال لینے کے حیلے اور تدبیرین نکالی چور تو بعض اوقات ایک دوسرے کی معاون و مددگار ہوکر
راہزنی اور ڈاکہ زنی کرنے لگی اور جو اونمین کمزور ہین وہ نقب اور کمند لگاکر غفلت کیوقت گہرونمین گہس کر چراتے ہین
یا اور حیلے کرکے اوٹہائی گیری اچکے جیب کترے بنجاتے ہین اسیطرح گداگر اگر کسی کے پاس جاکر مانگتا ہے
تو جواب پاتا ہے کہ تو ہٹا کٹا ہے جیسے اور لوگ محنت کرتے ہین تو کیون نہین کرتا تجہے کچہہ نہین ملیگا
اسواسطے اوس فرقہ کے آدمیون نے بہی تدبیرین روپیہ لینے کی نکالین بعضونکا حیلہ تو ہوتا ہے کہ خود اپنی
آنکہین اور اپنے بچون کی آنکہین پہوڑ لیتے ہین تاکہ لوگ معذور جانکر کچہہ دیدین اور بعضے صرف بہانہ کرتے ہین
کہ ہمین کچہہ نہین سوجہتا یا بتکلف فالج زدہ اور مجنون اور بیمار بنجاتے ہین اور لوگونکی سامنے ایسے فریب سے
کہتے ہین کہ یہ رنج ہمپر اتفاقی آپڑا تاکہ لوگ رحم کہاکر کچہہ دین اور بعض لوگ کچہہ فعل اور قول ایسے ڈہونڈہتے ہین
کہ جنسے آدمی تعجب کرین اور جب اونکو مشاہدہ کرین تو ہنسین اور خوشی کیوقت شاید کچہہ دینے کو ہاتہہ اٹہاوین
گو دینے کے پیچہے اپنی حرکت پر نادم ہون لیکن اوسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ اور یہ قول و فعل کبہی
تو تمسخر کے تور پر ہوتے ہین مثلاً حکایات عجیب بیان کرنی اور شعبدہ دکہلانا اور افعال و حرکات ایسی
کرنے جنسے ہنسی آوے اور کبہی شعر خوانی کے طور پر کہ اشعار غریب خواہ کلام نثر کو خوش آوازی سے گاوین
اور شعر موزون کی تاثیر دلمین زیادہ ہوتی ہے خصوص اوسوقت کہ اونمین کوئی تعصب متعلق مذہب کے
ہو مثلاً اشعار مناقب صحابہ رضی اللہ عنہم یا اہل بیت رض کی یا اونمین کوئی بات عشق مجازی اور محبت باطل
کی ہو جیسے ڈہول کی والے بازارونمین گاتے پہرا کرتے ہین اور اسی فرقہ مین وہ لوگ بہی ہین کہ جو
جاہلون اور لڑکونکو فریب دیکر تعویذ و گنڈہ اور بوٹی اونکے ہاتہہ بیچڈالتے ہین وہ بیچارے اونکو دوا سمجہکر
مول لے لیتے ہین حالانکہ کسی کام کے نہین ہوتی یا قرعہ اور فال دیکہنے پر اجرت لیتی ہین اور اسی جنس مین
وہ لوگ بہی ہین کہ منبرونپر بیٹہکر وعظ کہا کرتے ہین اور اونکی غرض صرف اپنی طرف لوگونکی دلونکا متوجہ
کرنا اور اونسے مال لینا ہوتا ہے اور کوئی فائدہ علمی نہین منظور ہوتا اسیطرح گداگری کی ہزارون صورتین
ہین اور سب بہت فکر دقیق سے نکلی ہین معیشت والونکو دن رات یہی فکر رہتا ہی ایسی ہی تدبیرین سوچا کرتے ہین
پس یہ اشغال و اعمال خلقت کی ہین جنپر وہ گری ہوئی ہین اور منشا ان سب کا صرف حاجت خوراک و پوشاک
کی ہے لیکن اسمین وہ اپنی جانونکو بہول گئے اور مقصود و مال بہی یاد سے جاتا رہا اسی سے حیران و
سرگردان و گمراہ ہوگئے اور اونکی ضعیف عقلونپر دنیا کی شغلونکی کدورت سے خیالات فاسد جم گئی اسی لحاظ سے

والے گاؤن سے غلہ لاتے ہین اسیطرح خلقت کا دستور ہے کیونکہ نہ ہر ایک شہر مین سب آلات رہتے ہین
نہ ہر گاؤن مین سب غذائین تو بالضرور جو چیز ایک مین ہوگی اور دوسرے مین نہوگی اور دوسرا محتاج
اول کا رہے گا پس کچھ لوگون نے یہی اختیار کر لیا کہ اپنے نفع کے لیے ایک جگہہ کی چیز دوسری جگہہ پہونچاتے
ہین نہ رات کو سونا نہ دن کو آرام برابر سفر کرتے رہتے ہین اور یہ سب باتین دوسرونکی غرض کیواسطے کرتے ہین
اونکا خود کا مطلب صرف مال کا کھٹا کرنا ہوتا ہے جسکو ایک وزیر لہرن چھین لیتے ہین یا کوئی حاکم
زبردست لیلیتا ہے لیکن خدا تعالے نے اونکو یہ راز نہین بتایا وہ برابر غفلت وجہالت مین رہتے ہین
تاکہ اونکی غفلت ونادانی سے انتظام شہرونکا اور مصلحت وبہتری بندگان خدا کے بنی رہے بلکہ اگر سب
کامونکو دنیا کے دیکھو تو سب کا انتظام غفلت اور خست ہمت سے ہے اگر لوگ ہوشیار ہوتے اور حوصلے
بھی عالی رکھتے تو دنیا کو ترک کر دیتے اور پھر وجہ معیشت بالکل جاتی رہتی اور سب لوگ معہ زاہدین تباہ
ہو جاتے پھر ان اموال کو جو ایک جگہہ سے دوسری جا لیجاتے ہین تو کبھی آدمی سے نہین اٹھہ سکتی جانورون
پر لاد کر پہونچاتے ہین اور بعض اوقات مالک مال کے پاس جانور باربرداری کے نہین ہوتے تو وہ اون
لوگون سے معاملہ کرتا ہے جنکے پاس باربرداری ہو خواہ غلہ پہونچانے کا ٹھیکہ مقرر کر دیتا ہے یا کرایہ
معین ہو جاتا ہے پس کرایہ اور ٹھیکہ بھی ایک وجہ معیشت ہو جاتی ہے پھر معاملات اور معاوضات مین
تعین مقدار کی بھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی شخص کپڑے کے عوض مین غذا خریدنی چاہے تو
اوسکو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ اسقدر غذا کے عوض کسقدر کپڑا چاہیے اور معاملات ہر طرحکی اجناس مختلفہ
مین ہوتے رہتے ہین جیسے کپڑا کھانیکے عوض مین فروخت ہوتا ہے اور کپڑے کے عوض مین جانور فروخت
ہوتا ہے وغیرہ اور ان چیزونمین کچھہ مناسبت نہین جس سے مقدار معلوم ہو جایا کرے تو ضرور ہوا
کہ بائع ومشتری مین ایک مقدار عدل ہو جو ایک کی چیز کو دوسری کی چیز سے برابر کر دے اور یہ عدل
ایسی چیزونمین سے ہو کہ جو مالیت رکھتی ہون اور ہمیشہ کو رہ سکین اس لیے کہ انکی ضرورت تو ہمیشہ ہی
ہوا کرتی ہے اب مالونمین جو دیکھا تو سب سے زیادہ معدنی چیزونکو پایدار پایا اسلیے سونے اور چاندی اور
تانبے کو برابری کی غرض کے لیے نقد مقرر کیا پھر اونکی کمال کی لیے سکہ اور ٹھیہ کی ضرورت ہوئی تو ٹکسال
اور صراف مقرر ہوئے اسیطرح اشغال واعمال سے اور اشغال واعمال نکلتے گئے یہانتک کہ جو نوبت اب ہے
وہ نظرون ہی مین ہے اور چونکہ اکثر پیشے اسطرحکے ہین کہ بدون سیکھے اور محنت کی نہین آتے اور بعض لوگ
لڑکپن مین کوئی کام نہین سیکھتے خواہ کھیل کود وغفلت سے یا کسی اور وجہ سے تو بڑے ہو کر جب اپنے
آپکو ہنر سے عاری دیکھتے ہین تو یہ چاہتے ہین کہ دوسرونکی کمائی کھاوین اس مطلب کے لیے دو پیشے

جو خراج کے ساتھہ وصول ہوتا ہے اوسکو فرع خراج کہتے ہین (جیسے چونگی اور چوکیداری وغیرہ بالفعل رائج ہین) اس سے معلوم ہوا کہ آدمی صنعت کے اعتبار سے تین قسم ہین اول تو کشتکار وچرواہے واہل حرفہ دوم اہل سیف سوم وہ لوگ جو کشتکارون وغیرہ سے لیکر اہل سیف کو دیتے ہین اونکو اہل قلم کہنا چاہیے اب دیکھنا چاہیے کہ شروع مین حاجت صرف غذا اور لباس ومکان کی تھی انجام کو کتنا بکھیڑا ہوگیا دنیا کے سب باتونکا یہی حال ہے کہ ایک کام شروع کرو دس پیدا ہون اور اسیطرح ہوتے ہوتے بے انتہا ہوجاوین گویا دنیا ایک دوزخ ہے جسکے عمق کی کچھہ حد نہین جب آدمی اوسکی ایک گڑہی مین گرتا ہی اوس سے دوسرے مین ڈہلک جاتا ہے اسیطرح گرتا چلا جاتا ہی پہر یہ حرفے اور صنعتین بدون مال اور اوزار کے نہین ہوسکتے اور مال اون چیزونکا نام ہے جو روئی مین پرہین اور لوگ اونسے منتفع ہوتے ہین اونمین سے اعلی غذائین ہین پہر رہنے کے مکانات پہر سب معیشت کی جگہہ مثل دوکان وکہیت وغیرہ کے پہر لباس پہر اثاث البیت اور اوسکے آلات پہر آلات کی آلات اور آلات بہی بعض اوقات حیوان کی قسم سے ہوتے ہین جیسے کتا کہ آلہ شکار ہے یا بیل کشتکاری وغیرہ کا آلہ یا گہوڑا لڑائی کا آلہ اب بعض مواضع ایسے ہوتے ہین کہ اونمین کشتکاری کے آلات نہین ہوتے اور بڑہی اور لوہار بعض اوقات ایسے گاؤنمین رہتے ہین کہ جہان کھیتی نہین ہوتی تو بالضرور جنکی پاس آلات نہین اونکو بڑہی لوہار کی حاجت پڑتی ہے اور اون دونون غلہ والی کی ضرورت ہوتی ہی اس ضرورتسے خرید فروخت مروج ہوئی ہے یعنے غلہ والا چاہتا ہے کہ اپنے پاس کی چیز دیکر آلات مول لیوے اور آلات والا اپنے آلات کی عوض مین غلہ خریدنا چاہتا ہے مگر یہ ضرور نہین کہ دونون خواہش ایک ہی وقت ہو بلکہ ہوسکتا ہی کہ جسوقت بڑہی کوئی آلہ تیار کرکے کسان سے اوسکی عوض غلہ مانگے اوسوقت کسان کو ضرورت اوس آلہ کی نہ ہو اسیطرح یہ بہی ممکن ہے کہ جب کسانکو ضرورت آلہ کی ہو تو بڑہی کو حاجت غلہ کی نہو تو ایسی صورت مین طرفین کے مقصود بند رہنے کا خوف تہا اس لحاظ سے ایسی دوکانین مقرر کی گئین کہ جنمین ہر طرح کے آلات فروخت ہوا کرین اور غلون کے واسطے منڈیان مقرر ہوئین کہ جب کسانون اور اہل حرفہ کو ضرورت آلات خواہ غلہ کی ہو تو اوسی وقت مل سکے منڈی والے کسانونسے غلہ خرید لیتے ہین اور اہل حاجات کو اونکی خواہش کے وقت دیدیتے ہین اسیطرح دوکاندار بڑہی وغیرہ سے آلات خرید لیتے ہین اور طلب کیوقت کسانون کو دیتے ہین دوکاندار اونسے ارزان لیتے ہین اور اہل حاجت کو نفع کے لیے گران دیتے ہین اسی نفع کی توقع سے بازار اور گنج مقرر ہوئے سب جنسونکا حال ایسا ہی تصور کرنا چاہیے پہر شہرون اور گاؤن مین آمد ورفت ہونی لگتی ہے تو گاؤن والی شہر مین سے آلات لیجاتی ہین اور شہر

غرض کو وفا نہین کرتی تو اس سے بھی آپسمین نزاع ہوتی ہے اور بعض اوقات کوئی شخص زراعت
اور صنعت سے بوجہ کسی مرض کے عاجز ہوتا ہے یا بڑھاپے کے سبب کچھ نہین کرسکتا پس اگر ایسا شخص
یون ہی چھوڑ دیا جاوے تو ہلاک ہوجاوے اور اگر سب کی ذمہ اوسکی خبرگیری کیجاوی تب بھی شرکت کی
ہنڈیا چوراہے مین پھوٹے اور اگر کسی خاص کے ذمہ اوسکی خبرگیری ہو تو وہ کیون اطاعت بلا وجہ کریگا
ان وجوہات کی لحاظ سے اور بہت سی صنعتین پیدا ہوتی ہین اول پیمایش کا فن اس سے زمین کی مقدار
معلوم ہوتی ہے تاکہ نزاع کے وقت درستی سے مساوی تقسیم ہوسکے دوم فن سپہ گری جو بزور تلوار حفاظت
شہر کی چورون وغیرہ سے کرین سوم پنچایت وحکومت جس سے جھگڑے فیصل ہون چہارم فقہ یعنی
وہ قانون شرعی جس سے خلق کا انتظام ہو اور اوسکی حدود پر قائم رہین معاملات اور اُنکے شروط مین
تجاوز نکرنے پاوین پس یہ باتین سیاست کے لیے ضروری ہین اور انمین سے ہر ایک امر کے لیے ایک آدمی مخصوص
صفت کا چاہیے جو علم وتمیز وہدایت مین ایک درجہ خاص رکھتا ہو اور جب ان کام مین مصروف ہوگے
تو اور کام اونسے نہونگے اور معاش کے محتاج یہ لوگ بھی ہین اور شہر والونکو انکی ضرورت ہی مثلاً اگر شہر والے
ہی دشمن سے لڑین تو اور صناعت کون کرے اور اگر لڑنے والے ہی زراعت وغیرہ کرین تو حفاظت
کو کون کھڑا ہو پس ہر کارے و ہر مرد کی ضرورت ہوئی اور ایک ایک کام ایک ایک کی حوالہ ہوا پھر یہ لوگ
ایسے ہوئے جنکے وہ مال سپرد ہو جسکا کوئی مالک نہو خواہ شمنوں سے جو لوٹ آوے وہ اونکے پاس رہے
پس اگر یہ جلین سے چلے اور تھوڑے ہی مال پر قانع ہوے تو فبہا ورنہ ضرور ہوا کہ اور لوگ بطور خراج
کچھ اونکو ملے تاکہ حفاظت وغیرہ بخوبی کرسکین اب اس صیغہ کے پیدا ہونے سے اور حاجتین پیش ہوتی ہین
مثلاً ایک محصل چاہیے جو سب سے نرمی اور عدل کے ساتھہ لیوے اور ایک خراج کی مقدار مقرر کرنیوالا
چاہیے جو عدل سے کاشتکارون ومالدارون پر کچھہ مقرر کرے اور ایک خزانچی چاہیے جسکی پاس خراج
جمع رہے ایک قاسم یعنے بخشی چاہیے جو وقت مقرری پر اوسکو اہل حاجت مین تقسیم کیا کرے اور یہ
کام ایسے ہین کہ اگر کسی ذریعہ سے تقسیم نہو تو انتظام ٹوٹ جاوے اسلیے حاجت ایک بادشاہ یا امیر
کی ہوئی جس سے یہ سب کام اچھی طرح ہوجاوین اور جس شخص کو جس لائق دیکھے اوسپر مقرر کردے
اور انصاف وعدل خراج کے لینے اور دینے اور لشکر کے بھیجنے اور ہتیار ونکی تقسیم اور لڑائی کیطرف مقرر
کرنے اور سپہ سالار اور ہر جماعت کی رئیس معین کرنے مین مدنظر رکھے اور لشکر کے ساتھہ اور بکھیڑے سلطنت
کے ہین مثلاً حفاظت ملک اور تعیین مخبران وعاملان ومتصدیان وحسابدانان وخزانچیان وغیرہ
اور یہ سب لوگ محتاج معاش ہین اور کوئی حرفہ نہین کرسکتے اب انکی واسطے بھی مال کی ضرورت ہے

درودگری آہنگری اور چرم دوزی یہ لوگ آلات کے بنانے والے ہین درودگر سے ہماری غرض یہ ہے
کہ جو لکڑی کا کام کرے اسیطرح آہنگری سے وہ پیشہ مراد ہے جو معدنیات کا کام کرے خواہ لوہار ہو یا سنار
وغیرہ اور چرم دوز سے بہی یہی غرض ہے کہ چمڑے کا اور اجزاء حیوانات کا کام کرے خواہ کسیطرح کا ہو
اسلیے کہ یہان غرض اجناس کا بیان کرنا ہے مفردات پیشون سے مقصود نہین پس یہ فن اور فنون کی
اصل ہین پہر انسان کی پیدایش اسطرح کی ہے کہ تنہا نہین رہتا بلکہ اجتماع کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا
شخص اسی کی جنس کا اسکے پاس رہے اور حاجت اجتماع دو وجہ سے ہے اول تو جنس انسانی کی باقی
رہنے کو کہ یہ بدون ساتہہ رہنے مرد و عورت کی نہین ہو سکتی اور دوسری وجہ اجتماع کی یہ ہے کہ ایکدوسرے کو
تیاری سامان غذا و لباس و تربیت و پرورش اولاد مین مدد ہو سکے اسلیے کہ اجتماع سے اولاد تو ضرور
ہوگی تو ایک ہی آدمی سے نہین ہو سکتا کہ اولاد کی حفاظت بہی کرے اور سامان غذا بہی کرے اور یہ بہی
کافی نہین کہ ایک ہی شخص اپنے زن و فرزند ایک مکان مین لیکر بیٹھ رہے اسطرح تو زندگی دشوار ہے
بلکہ اجتماع ایک جماعت کا چاہیے کہ ایک ایک آدمی ایک ایک صنعت اختیار کرے مثلاً ایک شخص سے نہین
ہو سکتا کہ تنہا زراعت کرے اسلیے کہ زراعت کے لیے آلات چاہیین آلات کیواسطے بڑہی لوہار ضرور ہین
اور غذا کے واسطے پیسنے والا پکانے والا چاہیے اسیطرح تنہا لباس بہی نہین حاصل کر سکتا کیونکہ اوسمین
بہی اول زراعت روئی کی پہر کاتنے بنے کے آلات پہر سینے کا بکہیڑا درکار ہے خلاصہ یہ کہ انسان کا تنہا رہنا
دشوار ہے اجتماع جماعت کی ضرورت ہے اب اجتماع اگر مثلاً جنگل مین ہو تو حرارت اور سردی اور مینہ اور چورونسے
ایذا اٹہائین اسلیے ضرور ہوا کہ مکانات مستحکم بنا کر ایک ایک گہر والے مع اپنے آلات و سامان کے جدا
جدا رہین کہ اوپر کی سب مصیبتونسے محفوظ رہین اور بعض اوقات چونکہ یہ خوف ہوتا ہے کہ شاید باہر سے چور
آکر سب گہرونکو لوٹ لین اس خیال سے ضرورت فصیل اور شہر پناہ کے ہوتی ہے اور اسی ضرورت سے
شہرونکی بنا ہوئی جب لوگ شہرون مین اکٹہے ہو جاتے ہین اور آپسمین معاملات کرتے ہین تو جہگڑے بہی
باہم پیدا ہوتے ہین کیونکہ مثلاً زوج کو ولایت اور ریاست اپنی منکوحہ پر ہوتی ہے اور باپ کو اپنی
اولاد پر اور عاقل پر ریاست و ولایت ہونے سے خصومت ضرور ہوتی ہے دیکہو بہائم پر ولایت ہونے سے
کچہہ خصومت نہین ہوتی کیونکہ اونکو تاب مخاصمت و مقابلہ نہین اگرچہ اونپر کیسا ہی ظلم ہو لیکن عورت
اپنے خاوند سے اور بیٹا باپ سے جہگڑا کر بیٹھتا ہے بلکہ جب ایک شہر کے لوگ دوسرے سے معاملات کرتے ہین
تو بعض اوقات نزاع ہو جاتا ہے اگر اونکو حالت نزاع مین ہی چہوڑ دیا جاوے تو لڑ لڑ کر تباہ و ہلاک
ہو جاوین اسیطرح چرواہے اور زمیندار ایک ہی چراگاہ اور زمین کے مدعی ہوتے ہین جو دونونکی

کا سبب معلوم ہو اور بقدر حاجت ہی پر اکتفا کرین تو اشغال دنیاوی مین مستغرق نہون اون مین جو مستغرق ہین تو یہی وجہ ہے کہ دنیا اور اوسکی حکمتون کو نہین جانتے اور اپنے حظوظ دنیا مین کسقدر ہین اونکو نہین پہچانتے اسی جہالت وغفلت سے شغل پر شغل ہوتا جاتا ہے اور بے انتہا کام نکلتے آتے ہین انہین شغلون مین حیران پریشان ہوکر اپنے مقصود کو بھول جاتے ہین ہم دنیا کے کامون کی تفصیل اور یہ کہ کسطرح لوگونکو اونکی طرف حاجت ہوتی ہے اور لوگ اپنے مقصود مین کسطرح دھوکہ کھاتے ہین مشرح بیان کرتے ہین تاکہ یہ بات معلوم ہو کہ دنیا کے کامون سے لوگ اللہ تعالی کی طرف سے کیسے غافل ہو جاتے ہین اور اپنے انجام کار کو بھول جاتے ہین پس جاننا چاہیے کہ دنیا کے اشغال حرفہ اور صناعات اور دوسرے کام ہین جنمین خلق بہمہ تن مشغول ہے اور سبب شغلون کی کثرت یہ ہے کہ انسان کو تین چیزونکی حاجت ہوتی ہے غذا اور لباس اور مکان غذا تو زندگی قائم رہنے کے لیے اور لباس گرمی سردی کے دور کرنے کو اور رہنے کی جگہہ گرمی سردی کے دفع کو بھی اور اس لیے بھی کہ اہل وعیال وجان ومال حفاظت سے رہین اور خداوند کریم نے غذا و لباس ومسکن انسانی ایسے نہین بنائی کہ جسمین انسان کی صنعت کو کچھہ دخل نہو البتہ یہ بات بہائم کے لیے رکھی ہے مثلاً گھاس غذای بہائم ہے اوسکی پکانے کی کچھہ ضرورت نہین اسیطرح اونکی بدن کے بال بمنزلہ پوشاک ہین حاجت لباس نہین اور اونکی پوست ایسی ہین جنمین حرارت اور برودت تاثیر نہین کرتی صحرا مین رہ سکتی ہین اسلیے ضرورت مکان کی بھی نہین اور انسان کی خلقت اسطرح نہین اسی لحاظ سے پانچ صنعتونکی ضرورت ہوئی جو اوائل صناعات اور اصول اشغال دنیوی ہین یعنے زراعت اور چرانا اور اقتناص اور بننا اور عمارت بنانا فن عمارت تو مکان کیواسطے اور بننا اور اوسکے متعلقات مثل کاتنے اور سینے کے لباس کے لیے اور چرانا بہائم کا واسطے سواری اور کھانے کے اور زراعت واسطے حاصل کرنے غذا کے اور اقتناص یعنی حاصل کرنا خدا کی پیدا کی ہوئی چیزونکو مثل شکار اور معدنیات اور گھاس لکڑی وغیرہ کے پس کشتکار غلہ پیدا کرتا ہے اور چرواہا حیوانات کی نگاہبانی کرکے اون سے بچے لیتا ہے اور مقتنص ایسی چیزین لیتا ہے جنکی پیدایش مین آدمی کی صنعت کو دخل نہو اور ہماری غرض بھی اقتناص سے یہی ہے کہ جن چیزونکی پیدایش مین آدمی کی صنعت کو دخل نہو خود بخود پیدا ہوئی ہون اونکو حاصل کرنا اوسکی اندر بہت سی فن داخل ہین پہر انمین سے ہر ایک فن کیواسطے آلات واوزار کی حاجت ہے مثلاً زراعت کی آلات اور بننے کے آلات اور عمارت کے اوزار اور شکار کے ادوات اور آلات یا تو نباتات یعنے لکڑی کے ہوتے ہین یا معدنیات یعنے لوہے وغیرہ کے یا حیوانات کی چمڑے کے اب تین فنونکی اور ضرورت ہوئی

اور اسمین موتی و یاقوت وغیرہ بھی آگئے وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ یہ بہائم مین سے ہین والحرث یہ زراعت مین سے ہے نو چیزین روی زمین کی تو یہی ہین مگر ان چیزونکو بندہ کے دلکے ساتھہ دو علاقے ہین ایک علاقہ تو دل کے ساتھہ ہے یعنی ان چیزونکی محبت اور حفاظت اور بہہ تن ہمت کو انکی طرف مصروف کرنا کہ گویا بندہ دنیا ہے اور اسی علاقہ مین تمام صفتین دلکی جو دنیا سے متعلق ہین داخل ہین جیسے کبر اور کینہ اور حسد اور ریا اور شہرت اور بدگمانی اور دین کی سستی اور تعریف کی محبت اور شیخی وغیرہ اور اس علاقہ کو دنیا باطنی کہتے ہین اور دنیا ظاہری اونہین چیزونکا نام ہے جنکا ذکر ہوا دوسرا علاقہ بدن کے ساتھہ ہے یعنے بدن کو اون چیزونکی درستی مین مصروف کرنا تاکہ وہ قابل اپنے اور غیر کے خط اٹھانیکے ہون اس علاقہ مین تمام پیشے اور حرفہ آگئے جنمین لوگ مشغول و مستغرق ہین اور انہین دونون علاقون یعنے علاقہ قلبی اور علاقہ بدنی کی وجہ سے خلقت کو نہ اپنے نفس کی خبر نہ دنیا مین اپنے آغاز و انجام کی خبر اور اگر آدمی اپنے نفس کو اور اپنے پروردگار کو پہچانے اور دنیا کی حکمت و اسرار کو جانے تو معلوم کرلے کہ یہ سب چیزین جسکو ہمنے دنیا ہی ظاہری لکھا ہے اس لیے پیدا ہوئی ہین کہ جس سواری پر خدا کیطرف جانا منظور ہے اوسکا گھاس دانہ انسے ہو جاوے اور سواری سے ہماری غرض بدن انسانی ہے کہ وہ بدون کھانے پینے اور لباس و مسکن کے باقی نہین رہتا جیسے حج کے راستہ مین اونٹ کو دانہ پانی اور جھول نملے تو وہ بھی زندہ نہین رہیگا اور جو آدمی کہ دنیا مین اپنے نفس اور مقصود کو بھول جاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی حاجی منزلون مین ٹھہرے اور ہمیشہ اپنی سواری کی گھاس دانہ اور بناوسنگار اور انواع خدمت مین مصروف رہے کہین سے گھاس لاوے کہین کا ٹھنڈا پانی پلاوے یہانتک کہ اسی فکر مین قافلہ سے علیحدہ رہجاوے اور اوسکو معلوم بھی نہو کہ اگر ایسا کرونگا تو حج سے بھی رہجاؤنگا اور مع سواری لقمہ دام دو دبنوگا اور حاجی کہ ہوشیار ہوگا اوسکا دل تو کعبہ اور حج مین لگا رہے گا اور سواری کی خدمت بقدر ضرورت کریگا جس سے اوسمین طاقت رفتار بھی رہے اسیطرح جو شخص سفر آخرت مین دانا بینا ہوتا ہے وہ بدن کی خدمت ضروری کرتا ہے جیسے کوئی پاخانہ مین حاجت کیوقت جا بیٹھا ہے اور پیٹ مین کچھہ ڈالنے اور پھر اوسکو پاخانہ کی راہ دور کرنے مین کچھہ فرق نہین دونون باتین ضرورت ہی کیواسطے ہوتی ہین پس ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا نچاہیے جیسی قضاء حاجت مین بقدر ضرورت مصروف ہوتے ہین شکم کے بھرنے مین بھی بقدر ضرورت مصروف ہین اور اکثر جو آدمیونکو خدا کیطرف سے مشغول کرتا ہے وہ پیٹ کے اسلیے کہ غذا سب مین زیادہ ضروری ہے مسکن و لباس تو آسان ہین اگر لوگونکو ان چیزون کی طرف حاجتا

زندگی کی مسافت طے کرتا ہے پس اسکا کفیل ہونا اوسقدر کہ علم اور عمل کی طاقت رہے دنیا مین شمار نہوگا بلکہ آخرت سے متصور ہوگا ہان اگر بدن کا لذت دنیا ان اسباب سے ملحوظ ہوگا تو آخرت سے منحرف ہوگا اور خوف اس امر کا ہے کہ دل سخت ہوجاوے طنافسی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین مسجد کعبہ کے باب بنی شیبہ پر سات روز تک بھوکا رہا آٹھوین شب کو مین اونگھتا سا تھا کہ ایک منادی نے آواز دی کہ جو کوئی دنیا مین سے ضرورت وحاجت کے سوالے گا اللہ تعالے اوسکے دل کی آنکھہ کو اندہا کردے گا یہی بیان دنیا کا آدمی کے حق مین اوسکو خوب غور کرلو انشاء اللہ ہدایت پاؤگے

پانچوان بیان جو دنیا کی حقیقت اور اوسکی شغلونکا ذکر جنمین خلق ایسی ڈوبی ہوئی ہے کہ اپنے نفس اور خالق کو اور دنیا مین اپنے آنے جانی کو بھولی ہوئی ہے

واضح ہو کہ دنیا اون اشیاء خارجی کا نام ہے جنسے انسان کو حظ ہوتا ہے اور اونکی درستی مین مصروف رہتا ہے پس یہ تین باتین ہین کبھی یہ گمان ہوتا ہے کہ دنیا انمین سے ایک کو کہتے ہین مگر ایسا نہین بلکہ دنیا ان چیزونکو مع دونون علاقونکے کہتے ہین جو چیزین کہ موجود ہین اور جنکو دنیا سے تعبیر کرتے ہین وہ زمین اور اوسکے اوپر کی چیزین ہین جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا زمین تو آدمیون کا بچھونا اور مسکن اور قرارگاہ ہے اور اوسکے اوپر کی چیزین کمانی پوشاک ومحبت مین مستعمل ہین اور تمام روی زمین کی چیزین تین قسم ہین معدنی اور نبات اور حیوان نبات کو آدمی اس غرض سے چاہتا ہے کہ اوس سے غذا اور دوا کرے اور معدنی چیزون کا اسوجہ سے طالب ہے کہ اونسے آلات اور برتن بناوے جیسا تانبے اور لوہے وغیرہ سے بنائی جاتے ہین یا نقد رکھنے کے لیے اونکا طالب ہے جیسے سونے چاندی کو اسی غرض کے لیے کر رکھا ہے یا اور غرضونکے واسطے اونکی طلب ہوتی ہے اور حیوان کی دو قسم ہین انسان اور بہائم بہائم کو گوشت کے لیے اور لادنے اور زینت کے واسطے رکھتے ہین اور انسان سے کبھی یہ غرض ہوتی ہے کہ اونسے خدمت لیوے جیسا غلاموں سے لیتے ہین یا صحبت مراد ہو جیسے عورتون اور لونڈیون سے کرتے ہین یا دلونکو اپنی طرف کرنا منظور ہوتا ہے کہ وہ تعظیم واکرام کرین اسکو جاہ کہتے ہین یعنی مالک ہونا لوگون کے دلونکا جاہ کہلاتا ہے پس یہ چیزین ہین کہ جنکو دنیا بولتے ہین انہین کو خداوند کریم نے اس آیت مین اکٹھا کیا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ یہ چیزین انسانونکی ہین وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ یہ معدنیات وجواہر مین سے ہین

قولہ دنیا بنایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اور اوسکا وقت تاکہ جانچ لوکہ کون اوسمین اچھا کرتا ہے ۱۲

قولہ یعنی دنیا کی چیزین ہم نے زمین پر اوسکی زینت کے لیے رکھی ہین تاکہ ہم لوگون کو آزمائین کہ کون اوسمین اچھا کرتا ہے ۱۲

کہ اے ای جبان میری وصیت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور طریقہ صلحا کو اپنا دستور العمل کہنا مجھے
تمہارے اور اپنے مرنے کی خبر پہنچ چکی ہے موت کو ہر دم یاد کرنا ایک لحظہ غافل نہونا اور جب اپنے
قوم مین پہنچ کر جاؤ اونکو خوف دلانا اور نصیحت کرنا سب امت کی خیر خواہی کرنا اور اگر جماعت سی ایک یا شت
علیحدہ ہوگے دین سے علیحدہ ہوجاوگے اور تمکو خبر بہی نہوگی اور آخر کو دوزخ مین پڑوگے اپنی واسطے
اور میرے لیے دعا کرنا پہر فرمایا کہ الٰہی یہ شخص اپنی دانست مین مجکو تیرے لیے چاہتا ہے اور
تیرے ہی واسطے میری ملاقات کو آیا جنت مین بہی اوسکی صورت مجھے دکہلانا اور دار السلام
مین اوسکو میرے پاس بہیجنا اور جب تک جیتا رہے اسکی جان و مال کی حفاظت کرنا اور دنیا
سے تہوڑی سی چیز پر اوسکو راضی رکہنا اور جسقدر اوسکو دنیا عطا ہو اوسکا سامان اوسکے لیے
آسان کرنا اور اپنی نعمتون پر اوسکو شکر کی توفیق دینا اور میری طرف سے جزاء خیر دینا
پہر فرمایا کہ ای ہرم بن حبان اب تمکو خدا کی سپرد کرتا ہون السلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ
آج کے سوا پہر کبہی تمسے ملاقات نہوگی مجکو شہرت بری معلوم ہوتی ہے تنہائی اچہی لگتی ہے
جب تک مین زندہ ان لوگونکی ساتہہ ہون مجکو بہت سا رنج و غم رہے گا مین دلسے تمہارے پاس
ہون گو نظر سے دور رہون پس ڈہونڈہنے اور پوچہنے کی ضرورت نہین مجکو یاد کرکے میرے لیے دعا کرنا
مین بہی انشاء اللہ تعالی ایسا ہی کرون گا لو اب مین ادہر کو جاتا ہون تم اودہر کو جاؤ مین نے چاہا
کہ تہوڑی دیر ان کے ساتہہ چلون مگر اونہون نے نمانا اور خود بہی روئے مجھے بہی رلایا مین اونکو
تا کنار رہا یہانتک کہ کوچہ مین چلے گئے پہر اون کا حال مین نے ہر چند پوچہا مگر کسی نے نہ بتایا خدا
اونکی مغفرت کرے پس آخرت کی لوگون کا یہ حال تہا اسطرح دنیا سے کنارہ کرتے تہے اور دنیا
کے بیان گذشتہ اور سیرت انبیاء و اولیا مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ دنیا کی تعریف یہ ہے کہ جو چیز
آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ہے سوا اون اشیا کے جو خدا کے واسطے ہون اور دنیا ضد
آخرت ہے اور اوسکی تعریف یہ ہے کہ جس سے اللہ تعالی کی مرضی مراد ہو پس جو مقدار دنیا کی بقدر
ضرورت یعنی قوت طاعت خداوندی حاصل کیجاوے وہ دنیا مین شمار نہوگی اور اس امر کو ایک
مثال فقہی سے سمجہائے دیتے ہین مثلاً کسی حاجی نے راہ حج مین قسم کہائی کہ سوائے حج کے اور کسی چیز
مین مشغول نہون گا حج ہی مین مصروف رہون گا پہر اپنے توشہ کی حفاظت اور سواری کے گہاس
دانہ مین یا توشدان کے سینے مین یا کسی اور ایسے ہی کام مین جو حاجیون کو ضرورت ہی مصروف
ہوگا تو قسم نہ ٹوٹے گی حج ہی مین مشغول رہے گا اسی طرح بدن بہی نفس کی سواری ہے جس سے

نفس سے مکالمت کی ارواح کیواسطے بہی نفوس ہین جیسے اجسام کیواسطے نفوس ہین اور مومنین ایک
دوسرے کو باہم پہچانتے ہین اور وہ سب باہم دوستی رکہتے ہین روح اللہ تعالی کے ساتہہ اگرچہ ملاقات
نہوئی ہو ایک دوسرے کو باہم پہچانتی ہین اور اونکے آپسمین مکالمت ہوتی ہے اگرچہ مکان ایک کا
دوسرے سے دور ہو اور بعد منازل درمیان مین واقع ہوا ہو ابن حبان کہتے ہین مینے کہا کہ کوئی
حدیث مجہسے بیان فرمائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مین اسے سننا چاہتا ہون
فرمایا مینے نہین دیکہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نہ مجہے اونکی حضور اقدس مین اتفاق حاضر
ہونیکا ہوا البتہ مینے اون لوگونکو دیکہا ہے جنہون نے صرف صحبت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم کا حاصل کیا ہے اون لوگون کی زبانی مینے حدیثین سنی ہین جیسے تمنے سنی ہین مین بہتر نہین
جانتا کہ اپنے پر اسکا دروازہ کہولون اور محدث اور مفتی اور قاضی ہون ہرم ابن حبان میری نفس کو
بے پروائی ہی آدمیونسے پہر مینے کہا کہ کوئی آیت ہی پڑہیے کلام اللہ کی وہی سنونمین آپسے اور میرے حقمین کچہہ
دعا فرمائیے اور مجہے وصیتین کیجیے جسمین یاد رکہون مجہے آپکی ساتہہ فقط براے خدا سخت محبت ہے
ابن حبان کہتے ہین کہ اوٹہے اور میرا ہاتہہ پکڑکر کنارہ فرات کی ٹہلنے لگے اور فرمایا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ
السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور روئے پہر فرمایا کہ اَلْحَقُّ قَوْلُ رَبِّیْ وَاَصْدَقُ
الْحَدِیْثِ حَدِیْثُہٗ وَصِدْقُ الْکَلَامِ کَلَامُہٗ بعد اوسکی یہ آیت پڑہی وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَہُمَا
لَاعِبِیْنَ مَا خَلَقْنَاہُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور اس آیت کو انہ ہو العزیز الرحیم تک پڑہکر
ایسا نعرہ مارا کہ مجکو یہ گمان ہوا کہ اونکو غش آگیا پہر فرمایا کہ ای ابن حبان تیرا باپ جہان مرگیا اور عنقریب
تو بہی مرے گا اور جنت یا دوزخ مین جاویگا شروع سے دیکہو کہ آدم اور حوا کی وفات ہوئی پہر حضرت
نوح علیہ السلام کا وصال ہوا پہر حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کا انتقال ہوا پہر حضرت موسی علیہ السلام
نجی الرحمن کا وداع ہوا پہر حضرت داود خلیفۃ الرحمن علیہ السلام رہگرای عالم بقا ہوئی پہر مسند آرای وسادۂ
لولاک باعث ایجاد سمک تا سماک محبوب رب العالمین شفیع المذنبین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم شاہنشاہ
اعلی علیین ہوئے پہر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رخت امامت فردوس برین مین ڈالا پہر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ بہی میری بہائی اور دوست اونہین کے ہمدم ہوئے یہ کہکر ہاے عمر ہاے عمر کہنے لگے مینے کہا
کہ خدا آپ پر رحم کرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو ابہی زندہ ہین مرے نہین اونہون نے فرمایا کہ خدا تعالے
نے اونکی وفات کی خبر مجکو پہونچا دی اور میرا نفس بہی یہی کہتا ہے پہر فرمایا کہ مین اور تم بہی گویا مردون
ہی مین ہین پہر حضرت کی روح پر فتوح پر درود پڑہکر بہت دعائین آہستہ آہستہ مانگین اور فرمایا

گیا آیا اور آپ امیر المومنین ہوئے آپنے تمام لوگونکو جمع فرماکر ارشاد فرمایا کہ تم سب مین جو عراق کا
رہنے والا ہو کھڑا ہو جاے اوسکو سنکر جتنی آدمی عراق کے تھے کھڑے ہوگئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم
سب بیٹھ جاو مگر جو تم مین کوفہ کے ہون وہ کھڑے رہین وہ سب بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا کہ تم
سب بیٹھی رہو سوا اون اشخاص کے جو قبیلۂ مراد سے ہون پھر فرمایا تم سب بیٹھی رہو مگر وہ شخص
جو قرن سے ہو سب سنکر بیٹھے رہے مگر ایک شخص کھڑا ہو گیا اوس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو
قرن کا رہنے والا ہے اوسنے کہا ہان آپ نے فرمایا تو اویس بن عامر قرنی کو جانتا ہی اور اونکی کیفیت اوس سے
بیان فرمائی اوسنے کہا ہان جانتا ہون یا امیر المومنین آپ اوسکو کیون پوچھتے ہین قسم ہے خدا کی ہمارے
قبیلہ مین کوئی شخص اویس سے بڑھکر احمق اور مجنون نہین ہے اور نہ کوئی اوسسے زیادہ وحشی اور کم مہذب ہے
اوسکو سنکر روئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور فرمایا کہ مینے جو کچھ کہا ہے خود نہین کہا ہے بلکہ وہ کہا ہی جو سنا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ارشاد فرمایا ہی یَدْخُلُ فِی شَفَاعَتِہٖ مِثْلُ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ ہم
بن حبان رضی اللہ عنہ کہتے ہین جسوقت مینے یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا آیا مین کوفہ کو اور کوئی
مطلب نتھا سوای اسکے کہ تلاش کرون مین اویس قرنی کو اور کچھ سوال کرون مین اوسسے یہانتک
کہ پہونچا مین اونکی پاس وہ کنارہ فرات کی دوپہر کیوقت بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے اور کپڑے دھو رہے ہے ہرم بن
حبان کہتے ہین کہ پہچانا مینے اون نشانیونسے جو مینے سنی تھین دیکھا مینے کہ وہ ایک شخص قوی الجثہ گندم گون
رنگ ہی سر کے بال مڈی ہوئے داڑہی بہت گھنی بھری ہوئی پریشان کریہ المنظر مینے اونکو سلام کیا
اونہون نے جواب سلام کا دیا اور میری طرف دیکھنے لگے مینے اونکی طرف مخاطب ہو کر ہاتھ مصافحہ کو بڑہایا
اونہون نے مجھسے مصافحہ کرنے مین انکار کی مینے کہا رحمۃ اللہ کی اور مغفرۃ تم پر ہو اویس کیا حال ہی تمہارا
یہ سنکر میری محبت سے اونکے آنسو برابر گرنے لگے اوسوقت مینے اونکی عجیب کیفیت دیکھی کہ کچھ مین ہی اوسے
جانتا ہون یہانتک کہ مین بھی خوب رویا اور وہ بھی روئے پھر فرمایا کہ خدا زندہ رکھے تجھے تا ابن حبان کیونکر
آیا تو اور کیا حال تیرا ہے میرا پتہ تجھے کسنے بتایا مینے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے تک آنے کی ہدایت
کی فرمایا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سُبْحَانَ اللّٰہِ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ابن حبان کہتے ہین کہ مین
سخت متعجب ہوا اس سے کہ اول مجھے پہچان لیا حال آنکہ قسم ہے بار تعالیٰ جل جلالہ کی کہ نہ کبھی
اونہون نے مجھے دیکھا تھا اور نہ مین نے اونہین مینے اوسسے کہا کہ تمنے مجھے کہانسے اور کیونکر پہچانا اور میرے
باپ کا نام کیونکر جانا اب تک کبھی تمنے مجھے دیکھا نتھا فرمایا پہچانا مینے اپنے خدای علیم و خبیر سے تم نہین
جانتے کہ روحونکو باہم وحونسے ایک رابطہ ہے میری روح نے تمہاری روح کو پہچانا جبکہ میرے نفس نے تمہارے

۱ واخل ہونی جنت
مین قیامت کیدن عجب
اویس قرنی سی اوتو گا
بیشمار قبیلہ ربیعہ مضر کے
برابر شفاعت کرکے
۱۲

۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی صحابی نے اویس قرنی کو نہین دیکھا
۱۲

دوسری طرف حاجت کی وہ ہے کہ تنعم کے قریب ہو اس سے احتراز کرنا چاہیے اور ان دونون طرفون کے
درمیان ایک درجہ ہے اوسکا نام حاجت ہے اور اوس حاجت کیواسطے دو کنارہ ہین اور ایک وسط ہے
ایک کنارہ اوسکا قریب قریب ہے حد ضرورت سے اور وہ کسیطرح مضر نہین ہے اسواسطے کہ انسانونکو
فقط حد ضرورت پر اقتصار کرنا اور اوسکی حد سے آگے نہ بڑہنا باوجود رکھنے حوائج بشری کے غیر ممکن ہین
اور ایک طرف حاجت کا برابر ہے مرتبہ تنعم کے اور اوس سے قریب ہے بہتر یہ بات ہے کہ اسطرف سے
کنارہ کیا چاہیے اور آدمی اپنے کو ہمیشہ اس سے بچاتا رہے اور جو شخص پھرا ہے گرد سختی کے اور مبتلا
ہوا ہے کسیقدر تکالیف مین عجب نہین کہ وہ آسمین مبتلا ہوجاے اور مضبوط رہنا پر ہیز مین اور
استواری کرنا تقوی مین اور فکر تقرب باری جل جلالہ کا ہمیشہ دلمین رکھنا یہ سب چیزین داخل
حد ضرورت مین نہین جسقدر ممکن ہو اسواسطے کہ ان سب باتونمین اقتدا اور پیروی ہے انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام اور اولیاے کرام کی کیونکہ یہ سب اپنے نفوس کو ہمیشہ مائل طرف حد ضرورت
کے رکھا کرتے تھے چنانچہ حضرت اویس قرنی رض کی حکایت ہے کہ وہ اپنے کو اسقدر حد ضرورت کیطرف
مائل رکھتے تھے اور یہانتک اپنے نفس پر تنگی کرتے تھے کہ تمام گھر والے اونکے اونکو مجنون جانتے تھے
اونکے رہنے کو ایک کوٹھری گھر کے دروازہ پر بنادی تھی اوسمین وہ رہا کرتے اور کبھی سال بھر
اور کبھی دو برس کبھی تین برس کے بعد گھر مین آتے وہ بھی اسطرح سے کہ کوئی اونکا منہ دیکھ نپاتا
بعد آخر وقت عشا گھر مین آتے اور قبل اذان فجر نکل جاتے کہانا اپنا یہ ٹھہرایا تھا کہ تمام دن خرما کی
گٹھلیان چنتے اور جب کوئی سو کہا بڑا خرما اوسمین ملتا افطار کیواسطے اوٹھا لیتے اگر اسقدر پا جاتے کہ
بقدر سد رمق قوت کو کافی ہو تو گٹھلیان چنی ہوئی فقیرونپر تصدق کردیتے اور اگر اسقدر بڑے
خرمے اوسمین نپاتے تو وہ گٹھلیان بیچتے اور اوس سے کوئی چیز خرید کر کہا لیتے کپڑے کا اون کے
یہ حال تھا کہ گھورونپر کے پڑے ہوئے چیتھڑے چنتے اور اونہین فرات مین دھوتے اور دھوکر جوڑ
اور پہنتے یہ لباس تھا اکثر لڑکے اونکو کنکریان مارتے اور یہ سمجھتے کہ یہ مجنون ہین اوسوقت آپ
اونسے ارشاد فرماتے کہ بھائیو اگر مجھے ڈھیلے مارتے ہو تو چھوٹی چھوٹی مارو مین ڈرتا ہون کہ تم مجھے
مارو شاید خون نکلے اسمین وقت نماز کا آجاے اور مین پانی نپاؤن یہ خصلتین تھین حضرت اویس قرنی
رضی اللہ عنہ کی اسیواسطے جناب رسالت مآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اویس قرنی
رضی اللہ عنہ کی بہت تعظیم فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ
الْیَمَنِ حضرت موصوف قدس سرہ العزیز کیطرف اشارہ فرما کر جب زمانہ خلافت حضرت عمر فاروق

کیے جاتے ہین اسکا نام دنیا مخصوص ہے اور غایت مرتبہ مذموم ہے اور یہی دنیا ظاہر اور باطن مین دو طرح ہی دوسری قسم وہ کہ بظاہر تو خدا کیواسطے ہون اور غیر خدا کیواسطے بھی ہوسکتی ہون اور وہ تین چیزین ہین فکر اور ذکر اور شہوات سے باز رہنا پس یہ تینون باتین اگر خضیہ کرے اور کوئی وجہ سوا حکم خدا اور خوف آخرت کی نہو تو یہ خدا کے واسطے ہونگی اور دنیا مین شمار نہونگی لیکن اگر انسے غرض دنیاوی ہو مثلاً فکر سے طلب علم اسلیے کرتا ہے کہ لوگونمین مقبول اور ممتاز ہو یا ذکر اسلیے کرتا ہے کہ لوگون مین عارف مشہور ہو اور ترک شہوت سے یہ مطلب ہو کہ مال محفوظ رہے یا صحت بدن قائم رہے یا زائد مشتہی ہو تو ایسی نیت سے یہ باتین دنیا مین گنی جاوینگی ظاہر مین تو خدا کیواسطے معلوم ہوتی ہین مگر معنی کے اعتبار سے خدا کیواسطے نہین دنیا کیواسطے ہین تیسرے وہ اشیا کہ بظاہر حظ نفس کے لیے ہون مگر اونکو خدا کے لیے بھی معنی کے اعتبار سے کرسکتے ہین جیسے غذا اور نکاح یا اور چیزین جنسے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی مربوط ہے ان چیزونمین اگر نیت صرف حظ نفس ہے تو دنیا ہین اور اگر قصد استعانت تقوی پر ہے تو خدا کیواسطے ہین گو بظاہر دنیا کی سی صورت معلوم ہوتی ہے مگر معنی کے اعتبار سے دنیا نہین حدیث شریف مین ہے کہ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُفَاخِرًا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ وَمَنْ طَلَبَهَا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَصِيَانَةً لِنَفْسِهٖ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ دیکھو کہ صرف قصد کے اختلاف سے حکم کیسا مختلف ہوگیا اس سے معلوم ہوا کہ دنیا اوسی حظ کا نام ہے جو زندگی مین ہوجاوے اور آخرت مین کام نہ آوے اسیکو ہوا نفس بھی کہتے ہین اور اسیکی طرف اشارہ ہے اس ایت مین وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور ہوی پانچ چیزونکے مجموعہ کا نام ہے جو اس آیت مین مذکور ہین اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور چیزین کہ اونسے یہ پانچون حاصل ہوتی ہین وہ سات ہین جو اس آیت مین جمع ہین زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا جب یہ معلوم ہوچکا کہ جو چیز خدا کیواسطے ہے وہ دنیا مین سے نہین اور یہ کہ مقدار ضرورت خوراک و پوشاک و مکان کی اگر بقصد رضا خدا تعالی کی ہو وہ خدا کیواسطے ہے اور ان اشیا مین سے زائد از حاجت لینا تنعم مین داخل ہے جو خدا کے واسطے نہین اور ان دونون کے بیچ مین ایک درجہ ہے جسکو حاجت کہتے ہین اوسکی بھی دو طرف ہین طرف اول حاجت کی وہ ہے جو حد ضرورت کی قریب قریب ہو اس سے کچھ ضرر نہین ہوتا کیونکہ کفایت حد ضرورت پر غیر ممکن ہے اسلیے جتنا اوسکے قریب پہونچ سکے وتنا ہی مفید ہے اور

اور جو شخص طلب کرے دنیا کو
بطریق حلال زیادہ ہونے کے واسطے
اور تفاخر کرنے کے واسطے
اور تکاثر کرنے کے واسطے
اور ریا کاری کے واسطے
اور سمعہ کے واسطے
اور بڑائی کے واسطے
اور تکبر کے واسطے
اور کبریت کے واسطے
اور دنیا کی زندگی مین

یہ حسرت ہو تو سعادات اخروی پر تو بطریق اولی ہوگی وہ نعمتین تو پایدار اور خارج از وصف اور بے انتہا ہین
نہ آنکھون دیکھی نہ کانون سنی ایسی نعمتون کے نہ ملنے سے دل پر کیا کیا نہ گذرے گا پس جو شخص دنیا مین لذت
یاب ہوا اگرچہ کسی جانور ہی کی خوش آوازی سے کیون نہو اوسکا حصہ آخرت مین بہت کم ہوجاویگا
اسیطرح اگر کسی گلزار یا چمن کو دیکھکر یا سرد پانی پیکر لذت پائی قیامت کو اسکے عوض دو چند سہ چند
کم ہوجاویگی اور یہی مراد ہے اس ارشاد مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا تھا هٰذَا مِنَ النَّعِيْمِ الَّذِيْ يُسْأَلُ عَنْهُ یہ اشارہ ٹھنڈی پانی کیطرف فرمایا تھا غرضکہ سوال
کے جواب دینے مین ذلت اور خوف اور مشقت انتظار ہے اور ان سب سے بڑھکر نقصان حظ آخرت متصور ہے
اسیواسطے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیاس لگی اور لوگ ٹھنڈا پانی شہد کا ملا ہوا لائے تو آپ اوسکو
ہاتھ مین پھراتے رہے پھر اوسکو نہ پیا اور فرمایا اِغْزِلُوا عَنِّيْ حِسَابَهَا یعنی مجھسے اسکا حساب علیحدہ رکھو خلاصہ
یہ کہ دنیا کا قلیل و کثیر اور حرام و حلال سب ملعون ہے مگر وہ مقدار کہ خدا سے خوف کرنیکی معین ہو
کیونکہ وہ مقدار داخل دنیا ہی نہین اور جس شخص کی معرفت قوی تر ہوگی وہ لذت دنیاوی سے بھی
زیادہ تر احتراز کرے گا یہانتک کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنا سر لیٹنے کے وقت ایک پتھر پر رکھ
لیا تھا مگر جب ابلیس نے متمثل ہوکر اونسے عرض کیا کہ تم نے ابھی دنیا کی رغبت کی فوراً اوسکو سر تلے سے
نکالکر پھینک دیا اسیطرح حضرت سلیمان علیہ السلام لوگونکو نفیس غذائین کھلاتے اور اپنے آپ جو کی
روکھی روٹی کھاتے ساری سلطنت کو اپنے نفس پر اس طور ذلیل و سخت کر لیا تھا اسلیے کہ لذیذ
کھانے سے باوجود قدرت کے صبر کرنا بہت سخت ہی اور یہی وجہ تھی کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے خداوند کریم نے دنیا کی نعمتین علیحدہ رکھی تھین کئی کئی روز برابر کھانا نہ کھاتے اور بھوکھ کے سبب شکم
مبارک پر پتھر باندھتے اور یہی حال اور انبیا اور اولیا کے ساتھ ہوتا ہے اور اسکی وجہ یہی ہے کہ آخرت
مین اونکو حصہ کامل عنایت فرماوے جسطرح کہ پدر مشفق اپنے بیٹے کو میوہ وغیرہ سے باز رکھتا ہے اور
فصد و حجامت سے اوسکو دکھہ دیتا ہے تو یہ کام اوسکا بخل سے نہین ہوتا بلکہ براہ شفقت و محبت
ہوتا ہے اور اس بیان سے ثابت ہوگیا یہ بات کہ جو چیز مخصوص اللہ تعالی کے واسطے نہین ہے وہ دنیا ہے
اور جو چیز مخصوص اللہ تعالی کے ساتھ ہے وہ دنیا نہین ہے اگر تو سوال کرے کہ وہ کون چیز ہے جو مخصوص
اللہ تعالی ہی کیواسطے ہے جواب مین اوسکے کہا جائے گا کہ اشیا سب تین قسم ہین ایک قسم اونمین سے وہ ہے
جسکا اللہ تعالی کیواسطے ہونا تصور ہی مین نہین آسکتا اوس قسم مین وہ چیزین ہین جنکے بغیر گناہ ہون
اور منہیات سے ہوتے ہین اور اقسام اقسام نعمتین جو مباح ہین اور فقط بعض راحت و آسایش بدن استعمال

حدیث وہ آسایش جسمین ہون ۱۲ حدیث ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابن عباس ۱۲ حدیث ابوداؤد ۱۲

اور وقت دیدار تک جو جنت مین ہوگا یہی حال رہتا ہے تو مرتی ہی قبر رشک باغ ارم بنجاتی ہے اور کیون نہو عاشق کا محبوب تو ایک ہی تہا جس سے عوائق دنیاوی مانع تہے جب موت سے وہ عوائق دور ہوئے اور دنیا کی حولات سے چھوٹ گیا تو اب ذکر محبوب اور دیدار مطلوب کا کون مانع رہا اب تو خوشی خوشی آفتون سے چھوٹ کر اور رنج فراق سے مامون ہوکر اوسکے انوار سے مدام مقتبس ہے گا اور دار دنیا دار کو قبر مین عذاب ہوتا ہے اس جہت سے کہ اوسکا محبوب صرف دنیا تہی محبوب کے باعث اس سے چھین گئی اور کوئی حیلہ اوسمین پہر آنے کا نرہا جب محبوب ہی پاس نرہا تو رنج و عذاب نہوگا تو اور کیا ہوگا کسی نے سچ کہا ہے ؎

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

اور موت سے آدمی نیست نہین ہوجاتا بلکہ دنیا کی محبوب چیزین چھٹ جاتی ہین اور خدا کے سامنے حاضری ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ سالک طریق آخرت وہی ہے جو ان تینون صفات یعنی ذکر اور فکر اور اوس عمل پر جس سے کہ شہوات دنیا چھوٹ جائین مداومت کرے اور تمام لذات دنیاوی اوسکے نزدیک مکروہ معلوم ہون اور یہ باتین بدون صحت و تندرستی کے ممکن نہین اور بدن کی صحت بدون غذا اور لباس اور مسکن کے ممکن نہین اور ہر ایک کیواسطے جدا سامان چاہیے پس جو آدمی کہ غذا اور لباس اور مسکن بقدر ضرورت آخرت کے لیے حاصل کرے وہ دنیادار کہلاوے گا اور یہ دنیا اوسکے حق مین مزرعۂ آخرت ہوگی اور اگر ان چیزونکو صرف حظ نفس کیواسطے اور تنعم کے لیے پیدا کرے گا تو دنیاوالون مین شمار ہوگا اور دنیا کا راغب کہلاوے گا لیکن رغبت حظ دنیاوی بہی دو قسم ہے ایک تو وہ کہ جس سے رغبت کرنے والا عذاب آخرت کا مستحق ہوا اوسکو حرام کہتے ہین دوسرے وہ کہ اوسکو اعلی درجہ تک نہونچنے دے اور طول حساب مین پہنسا وے اوس کا نام حلال ہے اور عاقل کے نزدیک صاف ظاہر ہے کہ میدان قیامت مین حساب کے لیے ٹہہرا رہنا بہی ایک عذاب ہی جیسے حساب مین الجہایا جاوے گا اوسکو کیسی تکلیف ہوگی چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ حَلَالُهَا حِسَابٌ وَحَرَامُهَا عَذَابٌ اور نیز فرمایا کہ حَلَالُهَا عَذَابٌ اِلَّا اَنَّهٗ اَخَفُّ مِنْ عَذَابِ الْحَرَامِ بلکہ اگر بالفرض حساب نہو صرف ان خطوظ نفسانی اور لذات فانی کی جہت سے رتبہ اعلی سے محروم رہنا اور دل پر حسرت تو ہمیشہ گذرنا بہی خالی از عذاب نہین اس امر کو دنیا ہی مین دیکھہ لو کہ جب کوئی اپنا ہم سر سعادات دنیاوی مین بڑہجاتا ہے تو اپنے آپ کو کیسی حسرت ہوتی ہے حالانکہ اس دنیاوی رتبہ کو کچھہ قیام نہین یہ ہر وقت بدلتا رہتا ہے اور انجام کو بالضرور منقطع ہوجاتا ہے پس جب لذات دنیاوی

حلالہا حساب الخ اوسکا حلال حساب ہے اور حرام عذاب ہے ۱۲ ابن ابی الدنیا موقوفا علی علی الرضی عذاب الخ بجائے فی النار ۱۲ حلالہا عذاب الخ دنیا کا حلال بہی عذاب ہے کیونکہ حرام کی نسبت خفیف ہے ۱۲ حدیث بخاری و مسلم عن ابی ہریرۃ مرفوعا بلفظ حلالہا حساب الخ بجائے حلالہا عذاب ۱۲

زندگی مین فائدہ ہو اور آخرت مین کچھ ثمرہ نکلے جیسے گنا ہونسے لذت یاب ہونا یا مباحات سے
زائد از ضرورت مستفید ہونا جسکو رفاہیت اور رعونت کہتے ہین مثلاً بہت سی ڈہیر چاندی سونے
سے اور گہوڑون اور چوپاؤن اور زراعت اور لونڈی غلام اور مکانات بلند اور لباس فاخرہ اور
عمدہ غذاؤنسے متمتع ہونا ان سب کا خطرے سے پہلے ہی تک ہے اسلیے دنیا مذموم مین داخل ہین
اور آخرت کا کلام طویل ہے انمین سے کسکو فضول تصور کرین اور کسکو داخل حاجت سمجھین کیونکہ
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ انہون نے حضرت ابو درداء رضہ کو حمص پر عامل کرکے بہیجا تہا
اونہون نے وہان دو درم صرف کرکے ایک پاخانہ بنایا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اونکو یون
لکہا کہ عمر بن خطاب امیر المومنین کیطرفسے عویمر کو معلوم ہو کہ فارس اور روم کی عمارتون مین وہ چیز
موجود تہی جو تمکو کافی ہوتی دنیا کی آبادی کیون کی جسکے خراب کرنے کا حکم خدا تعالی نے دیا ہے
اب بفور پہونچنی میرے خط کی تم مع اہل وعیال دمشق مین چلے جاؤ فقط حضرت ابو درداء زندگی بہر
دمشق ہی مین رہے پس دیکہنا چاہیے کہ حضرت عمر رضہ نے اسقدر کو بہی دنیا سے فضول سمجہا بیسری قسم
لذات کی وہ ہے کہ ان دونون قسمون مین متوسط ہو مثلاً بقدر قوت غذا اور جوڑا موٹے کپڑے کا اور ایسی
ہی لابدی اشیاء جنسے کہ آدمی علم اور عمل کو پہونچ جاوے تو اسطرح کی لذات دنیا مین نہ گنی جاوینگی
بلکہ اس وجہ سے کہ یہ آخرت پر معین ہین یا وسیلہ حصول اخروی نعمتونکا ہین داخل قسم اول
ہین جو شخص اونکو بقصد استعانت حاصل کرے گا تو دنیادار نہ کہلاوے گا اور علم وعمل پر استعانت
کی نیت سے حاصل نہ کرے گا بلکہ غرض صرف لذت دنیاوی ہوگی تو داخل قسم ثانی ہونگی اور دنیا کی
چیزون مین شمار ہونگے اور موت کے بعد آدمی کے ساتھہ تین چیزین رہتی ہین اول دل کا طاہر ہونا
دنیا کے میل سے دوم الفت اللہ تعالی کے ذکر سے سوم محبت خدا تعالی کی انمین طہارت قلب بدون
ترک شہوات دنیا کی نہین ہوتی اور الفت بدون کثرت ومداومت ذکر کے میسر نہین اور محبت بی معرفت
حاصل نہین ہوتی اور معرفت الہی بدون مداومت فکر کی نہین ہوسکتی اور یہی تینون باتین یعنی
طہارت والفت ومحبت بعد مرنیکے موجب سعادت ونجات ہوتی ہین طہارت قلب شہوات دنیا سے
اسوجہ سے نجات دہندہ ہے کہ عذاب مین اور آدمی مین حائل ہوجاتی ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے
کہ آدمی کے اعمال اوسکی طرفسے لڑینگے مثلاً جب عذاب پاؤنکی طرفسے آویگا تو تہجد اوسکو روکے گا اور
جب ہاتہونکیطرف سے آوے گا تو خیرات اوسکو روکیگی اور السنہ ومحبت اس باعث موجب سعادت
ہین کہ انکے باعث شرف دیدار خداوندی نصیب ہوتا ہے اور بفور مرنیکے اس سعادت سے بہرہ ور ہوجاتا ہے

ف جابر انی بروایت جابر الخ
بن عمرہ اور اسکی تسمین خالد
بن عبد الرحمن فروی ضعیف
اسمعیل بن عیاش اور ابن لہیعہ
اسمعیل بن عیاش کی روایت
نقل کیا ہے ۱۲

چوتھا بیان دنیا کی حقیقت اور ماہیت کا بندہ کے حق مین

جاننا چاہیے کہ صرف مذمت دنیا کا جان لینا کافی نہین جب تک یہ معلوم نہو کہ قابل مذمت کونسی دنیا ہے اور کس دنیا سے اجتناب کرنا لازم ہے اسیواسطے ان دونون باتون کا بیان کرنا ضرور ہی ہے کہ دشمن خدا اور اہزن معرفت یہی ہین پس کہتے ہین کہ دنیا وآخرت دل کے دو احوال کا نام ہے جو حال کہ دلسے قریب ہی یعنے موت سے پہلے اوسکو دنیا کہتے ہین کہ دونو بمعنے قرب ہی مشتق ہے اور جو حال متاخر ہے یعنے بعد موت کے اوسکو آخرت بولتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین ایسی ہین کہ اونسے غرض اور خواہش اور لذت موت سے پہلے رہتی ہے وہ آدمی کے حق مین دنیا مین داخل ہین مگر اس سے یہ نسمجھنا چاہیے کہ جس چیز کیطرف رغبت ہو وہ خواہ نخواہ بری ہے بلکہ اوسکی تین قسمین ہین اول تو وہ اشیا جو آخرت مین ساتھہ رہین اور اونکا ثمرہ بعد موت کی معلوم ہو وہ وہ چیزین ہین علم اور عمل علم سے مراد وہ علم ہے جس سے معرفت ذات وصفات وافعال الٰہی اور ملائکہ اور کتابون اور رسولون اور زمین وآسمان کے ملکوت کی معرفت اور شریعت نبوی حاصل ہو اور عمل سے غرض عبادت خالص خاص خدا کی ہے پس عالم شخص اگرچہ بعض اوقات علم سے ایسا مانوس ہوتا ہے کہ سب چیزونسے زیادہ لذت علم مین پاتا ہے یہانتک کہ خواب وخور اور ملاقات زن وفرزند اسکے لیے چھوڑ دیتا ہے اور سب سے زیادہ اسی مین فرہ پاتا ہے اور یہ لذت اوسکو مرنے سے پہلے ہی ہوتی ہے تاہم اسکو ہم دنیا مذموم مین شمار نہین کرتے بلکہ اسکو صرف دنیا مین بھی شمار کرنا نچاہیے آخرت ہی مین تصور کرنا چاہیے اسیطرح عابد بھی اپنی عبادت مین ایسی حلاوت ولذت پاتا ہے کہ اگر اوسکو بالفرض روکدیا جاوے تو سخت عذاب مین مبتلا ہو یہانتک کہ بعض عابدون کا قول ہے کہ موت سے اور تو کچھہ ڈر نہین اتنا خوف ہی کہ تہجد جاتا رہیگا اور ایک اور عابد دعا مانگتے تھے کہ الٰہی مجکو قبر مین قوت نماز ورکوع وسجدہ کی عنایت کرنا تو گویہ لذت سردست اوسکو حاصل ہے اور باعتبار اشتقاق کے دنیا اسے کہہ سکتے ہین لیکن جس دنیا کی مذمت وارد ہے وہ چیز یہ نہین اسیطرح حدیث شریف مین وارد ہے کہ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلٰثٌ اَلنِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ اسمین نماز کو بھی لذائذ دنیاوی سے ارشاد فرمایا اس باعث سے کہ اول تو وہ محسوسات مین سے ہے اور جتنے محسوسات ہین وہ دنیا عالم مین داخل ہین علاوہ ازین رکوع وسجود مین جو اعضا کی حرکت سے اونکو لذت ہوتی ہی یہ بھی دنیاوی لذت ہے مگر ہم اسکجگہہ ایسی لذتونسے تعرض نہین ہوتے اور اسکو دنیا تصور نہین کرتے بلکہ جس دنیا کی مذمت ہی اوسیکو بیان کرینگے دوسری قسم خطوظ اور لذات کی وہ ہے جس سے صرف

تمہارا کیا حال ہے اوس سے کہین کہ جو حال ہے وہ عیان ہے عیان راچہ بیان وہ جواب مین کہے
کہ بھلا اگر مین تمکو پانی اور باغ بتا دون تو کیا کروے جواب دین کہ ہم تیری اطاعت کسی چیز مین
فروگذاشت نکرینگے اوسنے کہا کہ اگر سچ کہتے ہو تو اس عہد کو پکا کردو انہون نے خدا کی قسم کہا کر عہد مستحکم
کیا کہ ہم ہرگز نافرمانی کسی بات مین نہ کرینگے غرضکہ اس عہد کے بعد اوسنے عمدہ پانی اور باغ سبز حسب وعدہ
بتلادیا اور چند روز خود اونمین رہا پھر اونسے کہا کہ بھائیو سنتے ہو اونہون نے کہا کہ کہو کہا کہ یہان سے
چلدو پوچھا کہ کہان جائین کہا کہ ایسے چشمہ اور باغ مین جو اس سے کہین اعلی ہے اسکو سنکر بعضون
نے تو یہ کہا کہ خدا خدا کر کے تو ہمکو یہ جگہ بغمت غیر مترقبہ ملی ہے اس سے بہتر کو لیکے ہم کیا کرینگے
اور کم لوگون نے یہ کہا کہ صاحبو اسکے ساتھہ عہد کر چکے ہو کہ کسی بات مین نافرمانی نہ کرینگے پہلی جو کچھہ
اس شخص نے کہا تھا ویسا ہی ہوا اب بھی اسکا قول بیشک درست ہے اور اسی خیال سے اوسکے ساتھہ
ہولیے اور باقی لوگ وہان ہی پڑے رہے صبح کو دشمن نے تاخت کر کے بعضون کو قتل اور بعضون کو
اسیر کر لیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین اوس شخص سے مراد ذات پاک رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہے کہ امت کو آخرت کیطرف بلاتے ہین پس جسنے وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى کے
کہا جانا اور دنیا سے دل برداشتہ ہو کر اونکا اتباع کیا وہ تو سلامت رہا ورنہ دشمن جانی شیطان کے
زمرہ مین داخل ہو کر خسر الدنیا والآخرة ہوا اور اس لحاظ سے کہ لوگ دنیا مین اول اول مزے اڑاتے ہین
اور آخر کو اوسکی جدائی سے درد سہتے ہین اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مکان بناوے اور اوسکو
خوب آراستہ کرے اور پھر ایک ایک قوم کو جدا جدا اپنے یہان بلا کر دعوت کرے جب ایک قوم گھر مین
آوے تو ایک سونیکے عطردان مین اوسکے سامنے عطر وغیرہ رکھدے کہ اوسکو سونگھکر اورون کیواسطے
چھوڑ جاوے اوسنے رسم کی ناواقفیت سے یہ خیال کر لیا کہ یہ برتن سمیت ہمکو ملا ہے اسی حبت سے دلکو
خوب اوسپر متعلق کر لیا جب مالک خانہ نے وہ برتن واپس لے لیا تو تعلق دلکے باعث کمال رنج ہوا
اور جسکو دستور معلوم تھا اوسنے خوشبو بھی سونگھی اور مالک کا شکر گذار بھی ہوا اور خوشی سے وہ برتن
مالک کے حوالہ کیا اسیطرح جو شخص دنیا مین خدا تعالے کی عادت سے واقف ہے جانتا ہے کہ یہ ضیافت خانہ ہے
گذرنے والون پر وقف ہے اسلیے کہ اس سے توشہ آخرت لین اور جسطرح مسافر عاریت کی چیز سے منتفع
ہوتے ہین اوسیطرح اشیاے دنیاوی سے فائدہ اٹھاوین اور بہمہ تن اوسمین مصروف نہون کہ
جدا ہونے کے وقت مصیبت سہین یہ ہین دنیا کی مثالین اور اوسکے آفات وغوائل کی تشبیہین خداوند
کریم ہمکو بھی توفیق اس سے بچنے کی عنایت کرے

مین کانٹے چبھیں گے ٹھنیوں سے بدن چیرے گا آواز ہولناک سے کلیجہ کانپے گا جھاڑوں سے کپڑے پھٹکر ننگے رہجاوینگے اور پھر اگر لوٹنا چاہین گے تو بن نہ آویگا اسی اثنا مین آواز کشتی والون کی سنکر بوجھ کے گٹھے سر پر لیے جو کنارہ پر پہونچے تو اوسمین جگہہ نپائی کنارہ ہی پر بہوکے پیاسے مرگئے اور بعضون کو کشتی والونکی بہی آواز نہ سنائی دے اور کشتی بہی چلدی تو انکا حال یہ ہوا کہ کچھ تو خوراک درندون کی ہوئے اور کچھ حیران پریشان بھٹک بھٹک مرگیے بعضے دلدل مین جا گرے بعضو سانپ بچھو کہا گئے غرض سب کی سب اسیطرح خوار و زار مردار ہوگئے اب جو لوگ کہ کشتی مین بوجھہ سمیت سوار ہوئے تھے اونکو اون چیزونکی حفاظت کا فکر ہوا مکان تنگ پہلے ہی سے تہا کچھہ عرصہ کے بعد پہول مرجہا گئے اور پتہر وغیرہ کے رنگ متغیر ہوگئے اور میوہ وغیرہ بگڑکر سڑ گئے بدبو آنے لگی اور یک نشد و دو شد کا مضمون ہوا کہ پہلے صرف رکھنے ہی کی دقت تہی اب بدبو سے ایذا ہونے لگی پہر کوئی علاج نسوجہا بجز اسکے کہ اوسکو دریا مین ڈالدیا مگر اوسکی بدبو اور خوراک سے اتنی تاثیر ہوئی کہ گھر پہونچنے تک بیمار پڑ گئے اور بہت دنون بیمار رہگیے اور جو انسے پہلے کشتی مین آئے تھے اونکو البتہ بیٹھنے مین خاطر خواہ آسایش تو نہی الا وطن مین پہونچکر صحیح و سالم رہے کچھہ دکھہ درد نہوا اور جو لوگ اول ہی اول چلے آئے تھے وہ کشتی مین بہی چین سے رہے اور وطن مین بہی راحت و آرام سے رہے پس اگر تامل دیکھو تو یہی حال دنیا کی لوگونکا ہے کہ وطن اصلی کو بہول کر اس جزیرہ کے گلزار اور تہرون اور چاندی سونے پر ایسے غافل ہین کہ انجام کا فکر ذرا نہین کرتے یہ معلوم نہین کہ مرنیکے وقت یہ سب زینت کی چیزین گردن پر وبال ہونگی گو اب انکی آنے کی خوشی اور جانیکا غم ہوتا ہے اور اس مصیبت مین سبہی مبتلا ہین الا جسکو خدا بچاوے اور اس نظر سے کہ خلقت دنیا کے فریب مین آجاتی ہے اور باوجود خدا تعالے کے خوف دلانیکے اللہ تعالی کے قول پر ایمان ضعیف رکہتی ہے اوسکی مثال اس حدیث مین ہے جو حضرت حسن رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رض سے فرمایا کہ میری اور تمہاری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی قوم کے لوگ کسی جنگل پر غبار مین چلین اور چلتے چلے یہ نوبت پہونچ جاوے کہ یہ بہی خبر نرہی کہ جتنا راہ طی کرچکے ہین وہ زیادہ ہے یا جو باقی رہا ہی وہ زیادہ ہے پس اونکا کہانا پینا تمام ہوجاوے اور اسی جنگل مین مرین بجھول و زاد و راحلہ پڑ رہین اور جنیے سے ہاتہہ دہو بیٹھین جب اونکی یہ نوبت پہونچی تو دور سے ایک آدمی کی صورت دیکھین کہ لباس پہنے چلا آتا ہے اور اوسکے کپڑون سے پانی ٹپکتا ہے گمان کرین کہ یہ شخص کسی زرخیز زمین سے آتا ہے وہ جگہہ یہانسے قریب معلوم ہوتی ہے جب وہ پاس آکر انسے پوچہے کہ یہان

حدیث ابن ابی الدنیا از اسمعیل بن رافع از ابو تمیمہ ہجیمی از ابن عباس رض کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی قوم کے لوگ ایک جنگل مین آئے اور ایک جگہہ پانی کی دیکھکر اترے اور ایک شخص نے کہا کہ میں اونٹ پر سوار ہوکر جاتا ہون اور پانی کی خبر لاتا ہون اور اونٹ پر سوار ہوکر چلا پہر جو کچھ آگے دیکھا اسکی خبر نہ لائی

کہان ڈال آتے ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ طعام سے مراد وہ صورت ہے جو غذا کے انجام کو ہوجاتی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مین آپ سے کچھ پوچھا چاہتا ہون مگر شرم آتی ہے آپنے فرمایا کہ شرمانا نچاہیے پوچھ لو اوسنے عرض کیا کہ جب آدمی پاخانہ سے فارغ ہوگیا اوسکو دیکھی آپنے فرمایا کہ ہان فرشتہ اوسکو یون کہتا ہے کہ جس چیز کا نجل کیا کرتا تھا اوسکو دیکھہ کہ اوسکا انجام کیا ہوا اور حضرت بشیر بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے کہ لوگو چلو تمکو دنیا دکھاؤن اونکو کسی گھورے پر لیجاکر فرماتے کہ یہ اونکے میوے اور مرغ اور شہد اور گھی ہے اور آخرت کی نسبت کر دنیا کی مثال اس حدیث شریف مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مقدار آخرت مین ایسی ہے جیسے کوئی سمندر مین انگلی ڈالکر دیکھے کہ انگلی پر کسقدر پانی آیا یعنے آخرت کے سامنے دنیا ہیچ ہے اور اس وجہ سے کہ دنیا دار دنیا کی لذتونمین مبتلا ہوکر آخرت سے غافل رہتے ہین اور پھر بڑی بڑی حسرتین اٹھاتے ہین اوسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کچھہ لوگ کشتی مین سوار ہون اور ایک جزیرہ مین پہونچین وہان پہونچکر ملاح نے اونکو اجازت دی کہ جسکو قضاء حاجت منظور ہو وہ یہان اوترجاوے مگر یہ مقام خوفناک ہے یہانسے جلد اپنا کام کرکے واپس آنا ورنہ کشتی کہل جاوے گی یہ لوگ کشتی سے اترکر اطراف جزیرہ مین پھیل گئے پھر بعضون نے تو ناخدا کے قول پر عمل کیا اور قضاے حاجت کرتی ہی کشتی کی طرف چلے آئے اور کشتی کو خالی دیکھکر خوب فراغت کی جگہہ اور خاطرخواہ آسایش کا مکان لے لیا اور بعضون نے جزیرہ مین توقف کرکے اوسکے شگوفون اور غنچون اور بیابانون اور نغمات دل آویز اور جانورون کے چہچہے فرحت انگیز اور جواہر بوقلمون اور معادن گوناگون اور نقوش عزیبہ اور اشکال عجیبہ کی سیر کی مگر بخوف کشتی کے نہ ملنے کے سیر کرتی ہی جلد پھر آئے انکو گوپھلونکا سا مکان وسیع تو نملا تاہم اچھی طرح بیٹھہ گیے اور بعضون نے جوان اشیاء مذکورہ بالا کو دیکھا لٹو ہوگئے اور صدف وجواہر اور میوہ وگل کی خوبی اسقدر دلمین کبھی کہ اونکے چھوڑنیکو دل نچاہا اونمین سے کچھہ ساتھہ لے لیے کشتی مین آکر مکانمین گنجایش اتنی بھی نہ دیکھی کہ خود اچھی طرح بیٹھہ سکین بوجھہ کے رکھنے کا تو کیا ذکر ہے بمجبوری اونکو اپنے سر پر لاد کر کشتی مین بیٹھہ گئے مگر اپنی اس حرکت سے نادم تھے کہ ناحق انکو لیا اور مفت مین دردسر اور وبال مول لیا اور کچھہ لوگ جنگلو مین گھسکر کشتی کو بالکل بھول گئے اور اتنی سیر کی کہ ناخدا کی آواز بھی نہ سنی مگر باوجود اسکے درندون کا خوف دلمین تھا اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس فراز ونشیب مین لغزش بھی ہوگی اور مصیبت اٹھانی پڑیگی پاؤن اور کپڑون

اومین آسکتی ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ اِنَّمَا بَقِیَ مِنَ الدُّنْیَا بَلَاءٌ وَفِتْنَۃٌ وَاِنَّمَا مَثَلُ کُلِّ اَحَدٍ کَمَثَلِ الْوِعَاءِ اِذَا طَابَ اَعْلَاہُ طَابَ اَسْفَلُہٗ وَاِذَا خَبُثَ اَعْلَاہُ خَبُثَ اَسْفَلُہٗ اور ایک حدیث مین حضرت انس رضہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَثَلُ ھٰذِہِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِہٖ اِلٰی اٰخِرِہٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِہٖ فَیُوْشِکُ ذٰلِکَ الْخَیْطُ اَنْ یَّنْقَطِعَ اِس حدیث مین اس بات کی مثال ہے کہ دنیا جسقدر باقی ہے بہ نسبت گذشتہ کے بہت کم ہے اور اس وجہ سے کہ دنیا کا ایک علاقہ دوسرے کا باعث ہوتا ہے اور مرنے تک یہی سلسلہ رہتا ہے اسکی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یون ارشاد فرمائی ہے کہ طالب دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیاس کے لیے کھاری پانی پیوے کہ جتنا زیادہ پیے گا وتنا ہی پیاس زیادہ ہوگی یہانتک کہ آخر کو مرجاوے گا اور اس باعث سی کہ دنیا کا آغاز اچھا معلوم ہوتا ہے اور انجام پلید ہوتا ہے اوس کی مثال غذا کی سی ہے یعنے شہوات دنیاوی دلمین ایسی اچھی معلوم ہوتی ہی جیسے شہوات غذا معدہ مین اور مرنیکے وقت دلکی شہوات دنیاوی سے آدمی کو کراہت اور بدبو ایسی ہی معلوم ہوگی جیسے غذا سے جب معدہ مین پہونچکر اپنے کمال کو پہونچتی ہے مثلاً جسقدر غذا لذیذ و مزہ دار اور چکنی خواہ شیرین ہوگی اوسیقدر اوسمین بدبو اور کثافت زیادہ ہوگی اسیطرح دل کے شہوات مین سے جونسی شہوت قوی اور لذیذ ہوگی اوسکی کراہت اور بدبو مرنیکے وقت زیادہ ہوگی بلکہ یہ بات زندگی مین ہی دیکھلو کہ اگر کسی کا گھر بار چپن جاوے اور مال و اولاد و زن و فرزند لٹ جاوین تو اوسکو مصیبت و درد اوسی چیز کا زیادہ ہوگا جس سے محبت زیادہ تھی اور بہت لذیذ جانتا تھا اور کثرت سی حرص کرتا تھا خلاصہ یہ کہ جسکا ہونا جسقدر اچھا معلوم ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نہونے سے رنج بھی ہوتا ہی اور موت سی بھی غرض یہی ہے کہ دنیا کی لغمت جاتی رہی اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاک بن سفیان کلابی سے فرمایا کہ تم اپنی غذا نمک مرچ کے ساتھہ کھا کر پھر پانی اور دودھ پیتے ہو انہون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ پھر اوس غذا کا کیا بنتا ہے انہون نے عرض کیا کہ وہ تو آپ جانتے ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ دنیا کو اوسی چیز کی مشابہ فرماتا ہے جو انجام کو غذا بنجاتی ہے اور حضرت ابی بن کعب رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ ضَرَبَتْ مَثَلًا لِابْنِ اٰدَمَ فَانْظُرْ مَا یَخْرُجُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ وَاِنْ قَرَّحَہٗ وَمَلَحَہٗ اِلٰی مَا یَصِیْرُ اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ ضَرَبَ الدُّنْیَا لِمَطْعَمِ ابْنِ اٰدَمَ مَثَلًا وَضَرَبَ مَطْعَمَ ابْنِ اٰدَمَ لِلدُّنْیَا مَثَلًا وَاِنْ قَرَّحَہٗ وَمَلَحَہٗ اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین دیکھتا ہون کہ اول غذا مین خوب مصالحہ اور خوشبو ڈالتے ہین اور پھر اوسکو

درمیان مسافت محدود ہے بعض لوگون نے اس پل کا نصف قطع کرلیا ہے بعض نے تہائی اور بعض نے دو تہائی اور بعض کو ایک قدم ہی طے کرنا باقی ہے مگر اوسکو معلوم نہین بہرحال اوپر سے گذرنا تو ضروری ہے اور پل پر عمارت بنانی اور اوسکو اقسام زینت سے آراستہ کرنا اور پھر چھوڑکر چلے جانا نہایت جہل اور ذلت ہے اور چونکہ دنیا مین خوص کرنا بہت آسان اور نرم ہے اسلیے دنیا دار کو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے سلامت نکلجانا بھی ایسا ہی آسان اور مزہ دار ہوگا حالانکہ یہ بات نہین بلکہ اسکے اندر پہنس جانا بہت سہل ہے اور سلامت نکلنا نہایت مشکل اسکی مثال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو یون لکھی تہی کہ دنیا بمنزلہ سانپ کے ہے ظاہر مین اوسکو ہاتھ لگاؤ تو نرم اور چکنا معلوم ہوتا ہے مگر اوسکا زہر آدمی کو مار ڈالتا ہے پس تمکو جو چیز اوسمین سے اچھی معلوم ہو اوسکی طرف سے منہ پھیرو کہ وہ تمہارے ساتھ بہت کم رہیگی اور ازانجا کہ تمکو اوسکے فراق کا یقین ہے اسلیے اوسکی تردد ات کو بھی برطرف کرو اور اوسکی سب سے زیادہ خوشی کی حالت سب سے زیادہ خوف کا مقام ہے کیونکہ دنیا مین جب کبھی کسیکو خوشی پہونچتی ہے اوسکے بعد ویسا ہی رنج بھی پہونچا کرتا ہے والسلام اور دنیا مین پھنسکر اوسکے آفات سے سلامت رہنے کی مثال اس حدیث مین ہے اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الدُّنْیَا کَالْمَاشِیْ فِی الْمَاءِ ہَلْ یَسْتَطِیْعُ الَّذِیْ یَمْشِیْ فِی الْمَاءِ اَنْ لَا تَبْتَلَّ قَدَمَاہُ اس حدیث سے جہالت اون لوگون کی معلوم ہوئی جو یہ کہتے ہین کہ ہمارے جسم صرف لذات دنیا سے بہرہ ور ہین اور دل اوس سے پاک وصاف ہین دلون مین کسیطرح کا علاقہ نہین اور یہ ایک شیطان کا دہوکا ہے کہ اونکو فریب دے رکھا ہے اسلیے کہ اگر اونکو اس عیش ولذت سے علیحدہ کردیا جاوے تو کیسا بڑا رنج کرتے ہین اگر دل کو علاقہ نہتا تو درد ورنج کسکو ہوتا ہے غرضکہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درست ہے کہ جسطرح پانی مین چلنے سے قدم ضرور ہی تر ہوتے ہین اسیطرح دنیا کی اختلاط سے بھی دلمین ایک علاقہ اور ظلمت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس تعلق دنیاوی سے دل مین عبادت کا مزہ نہین ہوتا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین سچ کہتا ہون کہ جیسے بیمار آدمی شدت درد مین کہانے کا مزہ نہین پاتا اسیطرح جسکو دنیا کا روگ ہے وہ عبادت کی حلاوت نہین اٹھاتا اور یہ بھی سچ کہتا ہون کہ جسطرح گھوڑا سوار نہونے اور پھیرا نجانے سے بگڑ جاتا ہے اور کام نہین دیتا اسیطرح اگر دل بھی ذکر موت اور مشقت عبادت سے نرم اور روبراہ نکیا جاوے تو سخت اور بیکار ہوجاتا ہے اور یہ بھی درست بات ہے کہ مشک جب تک پھٹتی اور سوکھتی نہین اوسمین شہد بھرا کرتی ہین اسیطرح جب تک دل شہوات سے نہین پھٹتا اور طمع سے ناپاک اور لذت سے سخت نہین ہوتے تب تک حکمت

ف دنیا دار کی مثل ایسی ہے جیسے پانی مین چلنے والا کہ اگر پانی مین چلے اور اوسکے پاؤن تر نہون تو ایسا شخص دنیا مین رہکر دنیا سے بچا رہیگا اور اوسکی عین الش ۱۲

بدصورت دیکھی کہ تالیان بجا رہی ہے اور اوسکے پیچھے خلقت اوسکی خواستگار ہے وہ بھی تالیان بجاتے اور ناچتے ہین جب وہ میرے سامنے آئی تو میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی کہ اگر مجکو موقع ملا تو یہی حال تیرا بھی کرونگی جو انکا ہے اس خواب کو کہکر ابو بکر رو پڑے اور فضیل بن عیاض رح فرماتی ہین کہ حضرت ابن عباس رض نے فرمایا ہے کہ قیامت کو دنیا ایک بڑھیا بدصورت کیری آنکھون والی کی شکل مین لائی جاویگی دانت آگی کو نکلے ہونگے لوگون کے سامنے کرکے پوچھا جاوے گا کہ تم اسکو بھی پہچانتے ہو عرض کرینگے کہ خدا پناہ دے کہ ہم اسکو جانین حکم ہوگا کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے لیے تم فخر اور حسد اور بغض اور قطع رحم اور مکر و فریب کیا کرتے تھے اور اوسکے پھندے مین آگئے تھے پھر اوسکو دوزخ مین ڈالدیا جاویگا وہ عرض کرے گی کہ الٰہی میرے اتباع اور گروہ کہان ہین حکم ہوگا کہ اونکو بھی اسکے ساتھ کردو اور حضرت فضیل رح سے یہ بھی روایت ہی کہ ایک آدمی اپنی روح سے اوپر کوہ چڑھا راستہ مین اوسنے ایک عورت ہر ایک طرح سے آراستہ و پیراستہ دیکھی جو اوسکے پاس کو نکلتا ہے اوسکو زخمی کر دیتی ہے پشت کیطرف سے دیکھو تو بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے اور آگے سے بہت بڑی بڑھیا پھوس نیلی چند ہی آنکھون کی ہے اوسنے کہا کہ مجکو خدا تجھسے بچاوے اوسنے جواب دیا کہ بخدا اللہ تعالیٰ تجکو مجھسے نہین بچا سکتا جب تک روپیہ پیسے کو برا نجانے اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ دنیا ہون اور اس اعتبار سے کہ آدمی کا گذر دنیا پر ہوتا ہے اوسکی کچھ حقیقت ہی نہین اسلیے کہ آدمی کی تین حال ہین اول تو وہ زمانہ کہ جسمین پیدا نہین ہوا تھا یعنے ازل سے پیدایش کیوقت تک دوسرا مرنیکے بعد سے ابد تک جسمین دنیا کو نہ دیکھیگا تیسرا ایام حیات کا زمانہ جسکا نام دنیا ہے پس اگر اس زندگی دنیا کو ازل اور ابد کی نسبت کرکے دیکھو تو ایسی بھی نہوگی جیسے ایک سفر طول طویل مین تھوڑا سا مقام ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ مَالِیْ وَ لِلدُّنْیَا وَاِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ الدُّنْیَا کَمَثَلِ رَاکِبٍ سَارَ فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ فَرَفَعَتْ لَہٗ شَجَرَۃٌ فَقَالَ تَحْتَ ظِلِّھَا سَاعَۃً ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا اور جو کوئی دنیا کو اس نظر سے دیکھے کبھی اوسکی رغبت نہ کرے اور نہ یہ پرواکرے کہ دن کسطرح گذرتے ہین تنگی مین یا فراخی مین رنج مین یا راحت مین اور اینٹ پر اینٹ بھی نہ رکھے اور از انجا کہ دنیا کی کیفیت آنحضرت صلعم کو خوب معلوم تھی اسلیے زندگی بھر نہ مکان اینٹ کا بنایا نہ لکڑی کا بلکہ بعضے صحابہ کو لکڑی کا مکان بناتے دیکھکر فرمایا اَدْنَی الْاَمْرِ اَعْجَلُ مَرَّ ھٰذَا اور اونکا مکان بنوانا برا معلوم ہوا اور اسی کیطرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اشارہ فرماتے ہین کہ دنیا ایک پل ہے اوسپر سے گذر جاؤ اور عمارت نہ بناؤ اور یہ مثال خوب صاف ہی کیونکہ زندگی دنیا آخرت مین پہونچنے کے لیے ایک پل ہے جسکا ایک ستون مہد ہے اور ایک ستون لحد اور دونون کے

ف ۱ مجکو دنیا سے کیا کام ہے میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوار ایسی جگہ کسی دن مین چلدے اور کسی کوئی پیڑ کے اور اوسکو کوئی ایک ساعت سایہ کے نیچے اور راحت پہر چلدے ۱۲ منہ

ف ۲ جامع ترمذی ۱۲ ابن حبان و حاکم ابو داؤد آنی ماجہ و بیہقی ابن عباس رض ۱۲ منہ

ف ۳ ابن ابی شیبہ عائشہ رض ۱۲ منہ

ف ۴ ابو داؤد ضعیف ۱۲ منہ

ف ۵ مین دیکھتا ہون امر اول سے اجل جلد آتا ہے ابو داؤد ترمذی ابن عمر ۱۲ منہ

اس اعتبار سے اوسکی مثال خیالات خواب کی سی ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ وَاَھْلُھَا عَلَیْھَا مُجَازُوْنَ وَمُعَاقَبُوْنَ اور یونس بن عبید رح کہتے ہین کہ مینے اپنے دلمین تشبیہ دنیا کی یون دی ہے کہ جیسے سوتا آدمی خواب مین کسی بُری یا بھلی بات سے رنجیدہ یا خوش ہوا کرتا ہی ایسی ہی لوگ بھی گویا خواب مین رنج و راحت دنیاوی دیکھہ رہے ہین مرنیکے بعد جو آنکھہ کھلیگی تو کچھہ نپاوینگے

جب آنکھہ نتھی تو دیکھتے تھے سب کچھہ	جب آنکھہ کھلی تو کچھہ نہ دیکھا ہمنے

اور تشبیہ دنیا مین بعضون کا یہ قول ہی

دنیا خوابے ست وزندگانی دروے	خوابے ست کہ در خواب بہ بینی آنرا

اور اس اعتبار سے کہ دنیا اپنے اہل و اولاد کی دشمن جانی ہے اور اونکو تباہ و برباد کرتی ہے اوسکی مثال اوس عورت کی سی ہے جو مردون کے واسطے اپنے آپکو بنایا سنوارا کرے اور جب کسی سے بیاہی جاوے اوسکو ذبح کر ڈالے یہی حال دنیا کا ہے کہ اول اول بہت اچھی اور نرم و نازک معلوم ہوتی ہے مگر آخر کو تباہ کر دیتی ہے روایت ہی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے دنیا ایک بوڑھی بڑھیا کیصورت مین آئی ہر ایک طرح کی زینت سے آراستہ و پیراستہ تھی آپ نے پوچھا کہ تو نے کتنے شوہر کیے اوسنے جواب دیا کہ مجھکو شمار نہین معلوم آپ نے فرمایا کہ وہ سب تجکو چھوڑ کر مر گئے یا تجکو طلاق دیدی اوسنے عرض کیا کہ مینے اونکو ذبح کر ڈالا آپ نے فرمایا کہ پھر تیری باقی شوہرون کی خرابی ہے کہ پہلون کا حال دیکھکر عبرت نہین کرتی تو ایک ایک کے مارتی جاتی ہے اور وہ تجھسے نہین ڈرتے

مجو درشتی عہد از زمانِ سست نہاد	کہ این عجوز عروس ہزار داماد ست

اور اس اعتبار سے کہ دنیا کا ظاہر کچھہ اور باطن کچھہ ہے اوسکی مثال ایسی تصور کرنی چاہیے کہ ایک بڑھیا بدصورت اپنے اوپر خوب عمدہ پوشاک و زیور پہن لے اور منہ پر برقع ڈالکر لوگون کو فریب دے جب اونکو اوسکے باطن کا حال معلوم ہوا اور منہ پر سے گھونگھٹ اوٹھا کر دیکھین تو اوسکے اتباع سے نادم و خجل ہون اور اپنی کم عقلی اور دھوکا کھانے سے شرمندہ علاء بن زیاد فرماتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک بڑھیا دیکھی جسکی کھال سکڑی تھی اور زیور و لباس مین لدی تھی آدمی اوسکی گرد تعجب سے دیکھہ رہے تھے مینے پاس آکر اوسکو دیکھا تو لوگونکی اوسکی طرف دیکھنے سے نہایت متعجب ہوا کہ یہ اسکی طرف کیون مائل ہین آخر اوس سے پوچھا کہ تو کون ہی اوسنے کہا کہ تم مجھے نہین پہچانتے مینے کہا کہ مین تو نہین جانتا تو کون ہی اوسنے جواب دیا کہ مین دنیا ہون مینے کہا کہ خدا تیری شر سے بچاوے اوسنے کہا کہ اگر میری شر سے بچا چاہتے ہو تو زر و پیسے کو برا جاننا اور ابوبکر بن عیاش رح کہتے ہین کہ مینے قبل اسکے کہ بغداد مین پہونچون دنیا کو خواب مین ایک بڑھیا بہوس

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اوسمین زہد فرمایا اور اپنے یارون کو اوسکے فتنہ سے ڈرایا تو اونہون نے اوسمین سے میانہ رویکے طور پر کہایا اور زیادتی کو اپنا توشہ آخرت بنایا اوسمین سے بقدر کفایت لیا اور جس مقدار سے کہ لہو مین پڑین اوسکو ترک کیا پوشاک مقدار ستر عورت اختیار کی اور غذا مین سے ادنے مقدار دفع گرسنگی کہائی دنیا کو اس نظر سے دیکہا کہ فانی ہے اور آخرت کو جانا کہ باقی ہے اسی وجہ سے دنیا مین ہے اوسیقدر توشہ لیا جیسے مسافر لیتا ہے پس دنیا کو اجاڑا اور آخرت کو آباد کیا آخرت کی طرف چشم دلسے دیکہا اور جانا کہ عنقریب چشم ظاہر سے بہی دیکہین گے اسلیے اوسکی طرف دلسے کوچ کیا اس خیال سے کہ آخر جسم سے بہی اوسی کی طرف جانا پڑے گا تہوڑی سی مشقت دنیا مین اٹہا کر بہت دنون کی عیش حاصل کی یہ سب باتین اونکو حدا تعالے کی توفیق سے ہوئین کہ جو کچہہ اوسنے اونکے لیے محبوب جانا اوسیکو انہون نے محبوب سمجہا اور جس چیز کو اوسنے برا سمجہا اوسکو انہون نے بہی برا تصور کیا

تیسرا بیان دنیا کی کیفیت کا مثالون مین

جاننا چاہیے کہ دنیا بہت جلد گذران ہے ہر کسی کو وعدہ بقا کرتی ہے الا اسکے خلف وعدہ کا ہر کوئی نالان ہے ظاہر مین دیکہو تو ٹہہری معلوم ہوتی ہے حالانکہ بڑی تیز رفتار سے جلد جلد بہاگتی ہے اوسکی حرکت دیکہنے سے معلوم نہین ہوتی الا انقضاء سال وماہ سے محسوس ہوتی ہے اس باب مین اسکی **مثال** سایہ کی سی ہے کہ وہ بہی ظاہر مین حرکت کرتا معلوم نہین ہوتا مگر حقیقت مین متحرک رہتا ہے اوسکی حرکت آنکہہ سے نہین سوجہتی بلکہ عقل سے معلوم ہوتی ہے اور دنیا کو سایہ کے ساتہہ مشابہت اکابر نے بہی دی ہے چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے جو ذکر دنیا کا ہوا تو آپ نے یون فرمایا ؎

ڈہلتا ہوا سایہ لہو یا خواب پریشان ٭	کہاتے ہین فریب اسکا وہی جو کہ ہین نادان

اور حضرت امام حسن علیہ السلام اکثر تشبیہ دنیا مین یہ شعر پڑہتے ؎

يَا أَهْلَ اللَّذَّاتِ دُنْيَاكُمْ لَا بَقَاءَ لَهَا ۔۔۔ إِنَّ اغْتِرَارَ الظِّلِّ زَائِلُ حُمُقٌ

اور مشہور یون ہے کہ یہ شعر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اونکے والد بزرگوار کا ہے اور روایت ہے کہ ایک اعرابی کسی قوم مین مہمان ہوا اونہون نے اوسکو کہانا کہلایا پہر ایک خیمہ کے سایہ مین سوگیا اون لوگون نے خیمہ اوکہاڑ لیا اوسکو جو دہوپ لگی اوٹہہ کہڑا ہوا اور یہ شعر پڑہا ؎

دنیا ہے مثال سایہ قائم	ڈہلنا اوسے ایکدن ہے لازم

اور چونکہ دنیا اپنے خیالات سے آدمی کو دہوکا دیتی ہے اور اوسمین سے نکلنے کے بعد کچہہ بہی ساتہہ نہین رہتا

اور اوسکی بقا کی مقدار پوچھی گئی تو جواب مین فرمایا کہ دنیا اوسوقت کا نام ہے جسمین آدمی آنکھہ جھپکتا ہے اسواسطے کہ جو زمانہ اوسوقت سے پیشتر گذر چکا ہے وہ تو اوسکو مل نہین سکتا اور جو وقت ابھی آیا نہین اوسکا حال معلوم نہین کہ ملیگا یا نہین اور وقت کا حال یہ ہے کہ دن جب اچھی طرح گذر جاتا ہے تو رات اوسکے ماتم مین سیہ پوش ہوتی ہے اور گھڑی گھڑی ہوتے ہوتے طے ہو جاتی ہے اوسکے حوادث انسان پر برابر آتے ہین اور تغیر و نقصان پہونچاتے ہین اور زمانہ کا کام یہی ہے کہ جماعتون کو متفرق کرے اور جتھون مین ابتری ڈالے اور دولت کو ایک ہاتھہ سے دوسرے کے پاس پہونچاوے اوسکی امل بہت طویل ہے اور زندگانی بہت قلیل اور پھر سب کا رجوع رب جلیل کیطرف ہوگا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے اپنے خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جس بات کیواسطے تم پیدا ہوئے ہو اگر اوسکی تصدیق کرو تو تم بیوقوف ٹھرتے ہو اور اگر تکذیب کرو تو ہلاک ہوتے ہو یعنے تمکو ہمیشہ رہنے کیواسطے پیدا کیا ہے مگر ایک عالم سے دوسرے عالم مین بھیجے جاوگے اے بندگان خدا تم اب اوس جگہہ مین ہو کہ اگر اوسمین کھانا کھاؤ تو گلے مین اٹکے اور پانی پیو تو اچھو لگے کسی نعمت سے تمہاری خوشی پوری نہین ہوتی کہ دوسری نعمت کی جدائی سر پڑتی ہے جس سے تمکو رنج ہوتا ہے اب اپنی مآل کو سمجھو کہ کیا ہونا ہے اور کہان ہمیشہ رہنا پھر حضرت عمر بن عبد العزیز کو اس قول کے بعد اتنا گریہ غالب ہوا کہ منبر پر سے اتر آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ مین تمکو وصیت کرتا ہون کہ خدا تعالے سے ڈرو اور دنیا کو ترک کرو گو تمکو اوسکا چھوڑنا اچھا معلوم نہو مگر وہ تمکو چھوڑ دیگی تم اوسکو نیا کرنا چاہتے ہو اور وہ تمہارے جسمون کو پرانا کیے جاتی ہے تمہاری اور اوسکی مثل ایسی ہے جیسے مسافر کسی راہ مین چلین اور گویا اوسکو طے کر لین یا پہاڑ پر پہونچین اور اوسپر مثلاً چڑھ چکین راہ تو چلتے چلتے کسی حد پر ختم ہی ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہے کہ جسکی بات دنیا مین بنی ہوئی ہے موت کا جلد باز پیادہ اوسکے پیچھے ہے یہانتک کہ دنیا سے جدا ہو جاوے پس اوسکی تکلیف و نقصان مین مضطر نہونا چاہیے کہ آخیر کو منقطع ہو جاوی گی اور نہ اوسکے متاع و دولت پر خوش ہونا چاہیے کہ وہ بھی انجام کو جانی رہیگی مجھے طالب دنیا سے بڑا تعجب ہے کہ وہ تو دنیا کا طالب ہے اور موت اوسکی طالب اور غافل سے تعجب ہے کہ اوسکو غفلت ہے مگر اوسکے حال سے غفلت نہین کیجاویگی اور حضرت محمد بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب عاقلون اور عالمون اور عارفون اور ادیبون کو معلوم ہوا کہ خدا تعالی نے دنیا کی حقارت کی اور اوسکو اپنے دوستونکے لیے اچھا نہین جانا اور وہ اوسکی نزدیک بہت حقیر و ادنی چیز ہے

کیطرح آپسمین ملاوٹ اور غیبت ہر چند مکان قریب ہین مگر میل کی صورت نہین اسلیے کہ اونکو کیڑے نے پیس ڈالا اور تپہر و مٹی نے اونکا کچومر نکالا زندگی کی بعد اسیر پنجہ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی کے پیچھے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے خاک مین اپنے یار و نمین جا ملے اور ایسے سوگئے کہ پھر کبھی نہ پھرے پھرنے کا کیا ذکر ہے جس صورت مین کہ خدا تعالی خود فرماتا ہے کَلَّآ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اب تم بھی قطعاً جان لو کہ جیسے اونکا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی تنہائی ہوگی اور وہی خاک مین گلنا اوسی خواب گاہ مین سونا اور اوسی ٹھکانے رہنا علاوہ ازین تمکو جب کیسی بنے گی جب یہ باتین تمہارے پیش نظر ہونگی اور قبرون مین سے نکالے جاؤگے جی کی باتین تحقیق کیجاوینگی بادشاہ علی الاطلاق کے سامنے روبکاری ہوگی گذشتہ گناہونکے خوف سے کلیجے پھٹے جاتے ہونگے اور دل تھراتے پردے تمہارے فاش ہونگے اور عیوب اور چھپی باتون کو سامنے کیا جاویگا اور ع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزای دارد کا مضمون درپیش ہوگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى اور دوسری جگہہ فرماتا ہے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا خداوند کریم سے التجا ہے کہ ہمکو اور تمکو تابع اپنی کتاب کا اور پیرو اپنے احباب کا رکھے یہانتک کہ ہم سب کو اپنے فضل سے رہنے کی جگہہ یعنی آخرت مین پہونچاوے وہی حمید اور صاحب بزرگی ہے انتہی اور بعض حکما کا قول ہے کہ زمانہ تیر انداز ہے اور آدمی نشانہ کہ ہر روز عمر کے دن رات کو اپنے تیر و نسے اڑاتا رہتا ہے یہانتک کہ تمام عمر پوری ہوجاتی ہے پس باوجود دنون کے گذرنے اور راتون کے جلدی جلدی بسر ہونیکے آدمی کب تک سلامت رہ سکتا ہے اگر آدمی کو اپنے اوپر زمانہ کی تاثیر معلوم ہو کہ ہر گھڑی نقصان عمر کرتا جاتا ہی تو دنون کے گذرنے سے نفرت ہو اور ساعات کے چلے جانے سے وحشت مگر خدا تعالی کی حکمت ہی کہ اسکا

خیال نہین آتا ؎

غافل تجھے گھڑیال یہی دی ہی منادی	خالق نے تیری عمر سے ایک اور گھٹادی

اور بہمین نظر کہ دنیا کی آفات سے آدمی مطمئن ہین اوسکی لذات کا مزہ اچھا معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ اندراین کے پہل سے بھی کڑوا ہے بشرطیکہ کوئی دانا چکھے اور اوسکے ظاہر افعال دیکھکر کوئی بیان کرنے والا بھی اوسکے عیب نہین بیان کرسکتا اور جو عجائب کہ دنیا برروی کار لاتی ہے حیطہ تقریر واعظین سے زائد ہین خدا ہی راہ راست پر چلنا نصیب فرماوے اور بعض حکما سے جو دنیا کا وصف

ق ۱ کوئی نہین یہ بات ہی کہ وہ نکلتے اور آپ ہی چلے جائیگا وہی جسمین تک سکتا ہی جاوین ۱۲

ق ۲ تا وہ بہ بہلا دیوی پرانی والون کو اور نئے کے کا اور بہلا دیوی پہلی والون کو بہلاتی ۱۲

ق ۳ اور رکھا جاوے گا

تمہارے لیے اسبات کو پسند نہین کرتا اور تم سے یہ سب آرایش علیحدہ رکہون گا مین اپنی دوستونسی
ایسا ہی کرتا ہون دنیا کی نعمتونسے اونکو ایسا علیحدہ رکہتا ہون جیسا کوئی شفیق چروایا اپنے گلہ
کو مہلک چراگاہ سے بچاتا ہے یا کوئی مشفق ساربان اپنے اونٹون کو خارش والی اونٹونکے
پاس بٹہلانی سی روکتا ہے اور یہ بات اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ لوگ میرے نزدیک ذلیل ہون
بلکہ اس نظر سے ہے کہ میری کرامت و انعام کو صحیح و سالم توقیر کے ساتہہ پورا حاصل کرین میرے
دوست جو میرے لیے زینت کرتے ہین انکسار اور خوف اور خضوع اور تقوے سے کرتے ہین یہ
باتین اونکے دلونمین جمی رہتی ہین اور جسمون پر ظاہر ہوتی ہین یہی امور اونکے شعار و دثار ہین
اور یہی اونکی دلونکی متاع پائدار جس نجات پر کہ اونکی فلاح ہے اور جس رجا کی کہ اونکو توقع ہے یہی
باتین ہین اور جس بزرگی پر اونکا ناز ہے اور جس علامت سی کہ اونکی شناخت ہے وہ بہی یہی ہین
جب ایسے لوگ تمکو ملین تو اونکی تعظیم کرنا اور بانکسار دل و زبان پیش آنا اور جان لو کہ جو شخص میرے
کسی دوست کو ڈراتا ہے وہ مجہسے برسر پرخاش آتا ہے قیامت کو مین اوس سے اوسکا عوض لونگا
انتہی اور ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اثناء خطبہ مین ارشاد فرمایا کہ ای لوگو جان لو
کہ تمکو مرنا ہے اور بعد موت کی اٹھنا اور اپنے اعمال پر وقوف پاکر اونکی جزا کو پہنچنا پس زندگی
دنیا پر مت پہولو اور ان باتونکو مت بہولو دنیا مصیبت کا گہر ہے فنا ہونا اسکا معروف ہی اور
دہوکا دینے مین موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام زوال ہے اور اسکا کسیکے پاس ہمیشہ رہنا محال
نہ اسکے حالات تبدیل سے مامون ہین نہ اسکے باشندے آفات سے مصون جب آدمی کو اوسمین
راحت و سرور پہونچتی ہے یکایک مصیبت آدباتی ہے اسکے احوال مختلف باہمدگر ہین اور مراتب
متغیر نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے ہدف ہین کہ جنکو اپنی تیرونکا
نشانہ بناتی ہے اور موت سے سب کی خاک اڑاتی ہے موت ہر ایک کے سر پر قائم ہے اور اوسکا چکہنا
سب کو لازم اے اللہ کے بندو آج دنیا مین تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے پہلے لوگون کا تہا جو تمسے
عمر مین زیادہ اور قوت مین قوی اور آبادی مین اکثر اور مکانات مین اعلی تہے مگر دنیا کے طول انقلاب
سی اب اونکی آواز نہین نکلتی اونکے جسم سڑ گئے اور شہر الٹ گئی اور مکانات گر گیے یا وہ مکان عالیشان
اور گاو تکیے اور عمدہ فرش تہے یا اب پتہر اور اینٹین اور خاک گور اور گوشہ لحد ہے جگہہ اون قبرونکی
ایک دوسرے کے قریب ہی اور اونکے رہنے والے اجنبی اور غریب ہین موحش عمارت والون
اور متشاغل اہل محلہ مین جا پڑے ہین کہ نہ اونکو آبادی سے موانست ہے نہ بہائی بندون اور ہمسایون

نہ ارشاد فرمائی ہوتی اور نہ اوسکی مثل بیان کی ہوتی تب بھی دنیا سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو ہوشیار کر دیتی پھر جب کہ خدا تعالی نے اوس سے منع فرمایا ہو تب تو بطریق اولے اوس سے ہوشیاری ضرور ہے اس فانی کی قدر قادر مطلق کے نزدیک کچھ نہیں اور جب سے اوسکو پیدا کیا اسکی طرف نگاہ نہیں کی اس بات کو سوچو کہ یہ وہی پلید چیز ہے کہ تمہاری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مع خزائن و کلید پیش کی گئی تھی اگر آپ اسکو قبول فرمالیتے تو خدا تعالے کی نزدیک آپ کے رتبہ مین سے مچھر کے پر کے برابر بھی کم نہوتا مگر آپ نے قبول نفرمایا اسلیے کہ خدا تعالے کے امر کی مخالفت بُری معلوم ہوئی اور جس چیز سے اوسکو بغض ہے اوسکے ساتھہ محبت اچھی نجانی اور جو اوسکے نزدیک بے قدر تھے اوسکو قدر دنیا واب اوب سمجھا پس خدا تعالی نے جو دنیا کو نیک بختونسے علیحدہ رکھا ہے صرف امتحان کے لیے ہے اور اپنے دشمنون کے لیے جو اوسکا پھیلاوا کیا ہے اونکے مغالطہ و دھوکے کے لیے یہی وجہ ہے کہ جسکو دنیا پر قدرت ہوجاتی ہے اوسکو یہ گمان ہوتا ہے کہ خدا نے میری بڑی عزت کی اس شخص کو وہ معاملہ یاد نہین جو اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کیا تھا کہ بھوک کے مارے اپنے

شکم مبارک پر پتھر باندھا تھا

فقر فخری نہ از گزاف ست و مجاز	بل ہزاران عز نہان ست و ناز

اور ایک روایت حدیث قدسی کی آپ سے ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ جب تم تونگری کو آتا دیکھو تو کہیو کہ کسی گناہ کی عقوبت جلد ہوئی ہے اور اگر مفلسی کو آتا دیکھو تو کہیو کہ خوب ہوا کہ یہ نیکبختون کا شعار آیا اور اگر چاہو تو روح اللہ اور کلمۃ اللہ حضرت عیسی علیہ السلام کی اقتدا کرو وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا سالن بھوکھہ ہے اور شعار خوف اور پوشاک اون جاڑے کی اور حرارت آفتاب کی دھوپ اور چراغ چاند اور سواری دونون پاؤن اور کھانا اور میوہ نباتات رات کو سوتا ہون جب کچھہ نہین ہوتا صبح کو اٹھتا ہون تب کچھہ نہین ہوتا اور روی زمین پر مجھسے زیادہ تونگر اور کوئی نہین حضرت وہب بن منبہ رح فرماتے ہین کہ جب خداوند کریم نے حضرت موسی اور ہارون علیہما السلام کو فرعون لعین کے پاس بھیجا تو اونکو ارشاد فرمایا کہ تم اوسکے لباس دنیاوی سے مت ڈرنا اوسکی گل میرے ہاتھہ مین ہے بدون میرے حکم کی نہ تو اوسکی آنکھین بند کرتا ہے نہ سانس لیتا ہے اور تم اوسکے زرق برق سے کچھہ تعجب مت کرنا یہ صرف دنیا ہی کی ٹیپ ہے اور دولت مندون کی زینت اگر مین چاہون تو دنیا کی آرایش سے تمکو بھی ایسا آراستہ کردون کہ فرعون بھی دیکھے تو جان لے کہ مجھسے اتنی زیبایش ممکن نہین مگر مین

۱ ابن ابی الدنیا بروایت حسن مرسلاً و فضل کبیر بیہقی و ابو داؤد فی مسند بروایت ابی نجیح ۱۲

۲ ابن ابی الدنیا بروایت حسن بصری مرسلاً و بخاری بروایت عایشہ رض ۱۲

عقوبت و سزا کے لیے اتارے گئے اے امیر المومنین اس سے ڈرتے رہو اوسکو ترک کر دنیا ہی زاد آخرت
ہے اور اسمین محتاج رہنا غنا و ثروت ہر وقت ایک بہ ایک کو فنا کرتی رہتی ہے جو اوسکو عزیز جانتا ہے
اوسکو ذلیل کرتی ہے اور جو اوسکو جمع کرتا ہے اوسکو فقیر کرتی ہے اسکا حال زہر کا سا ہے کہ جو نہین
جانتا وہ کہاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے اسمین ایسی طرح رہنا چاہیے جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج
کرے کہ تھوڑے دنون پرہیز کیا کرتا ہے اس خوف سے کہ کہین مدت تک تکلیف نہ اٹھانی پڑے
اور چند روز دوا کی تلخی پر صبر کرتا ہے کہ کہین درد مدت تک نرہے پس اس دار ناپائدار فریبی مکار
جفاشعار سے بچتے رہو اسکی ظاہر کی زینت صرف دھوکا ہے اور لوگون کے پھسانے کو بڑا مغالطہ
جو اوسکی آرزو مین مبتلا ہوا اوسکو بے تباہ کیے نہین چھوڑتی اور سب کو توقع دلاتی رہتی ہے اسکی
صورت دلہن کی سی ہے کہ آنکھون کی تاک اور دلون کا اشتیاق اور نفسون کا عشق اسی پر ہے

الا اسنے سب اپنے شوہرونکو مار ڈالا ؎	
عروس دہر نکو روی و ختریست ولے	وفا نمی کند این سست مہر با داماد

مگر افسوس کہ پس ماندون کو گذشتونسے عبرت نہین ہوتی اور جو لوگ خدای عزوجل کو پہچانتے ہین
باوجودیکہ اوسنے اسکا حال فرما دیا ہے اونکو کچھہ نصیحت اثر نہین کرتی بہت سی اسکے عاشق ایسے
ہین کہ جہان اونکی حاجت پوری ہوئی اور دنیا حسب دلخواہ ملی جبھی مغرور و سرکش ہو کر معاد کو
بھول جاتے ہین اور اپنی عقل کو اتنا اسمین لگاتے ہین کہ اونکے قدم جادہ مستقیم سے لغزش کہا جاتے ہین
پھر جانکنی کیوقت بڑی ندامت اور نہایت حسرت سکرات موت کے ساتھہ اٹھاتے ہین اور جو شخص
اسکی رغبت کرتا ہے اپنا مطلوب نہین پاتا نہ اوسکا نفس مشقت سے آرام پاتا ہے اسی حال مین بی تو شیہ
چلدیتا ہے اے امیر المومنین تم اس سے ڈرتے رہو اور جسوقت کہ تمکو اسمین زیادہ خوشی ہو اوسی کا
زیادہ خوف کیجیو اسواسطے کہ دنیا دار اگر کسی خوشی مین اوسپر اطمینان کرتا ہے تو وہ اوسکو رنج مین
ڈالتی ہے جو دنیا مین خوش ہوتا ہے وہ اوسکے باشندونکو مغالطہ دیتا ہے اور جو آج اوسمین نفع
پاتا ہے کل کو ضرر اٹھاتا ہے اوسمین وسعت عیش بلا ہے اور بقا کا مآل فنا ہے ہر خوشی غم آگین
ہے اور ہر ایک راحت زحمت سے قرین جو اوسمین سے گذر جاتا ہے پھر واپس نہین آتا اور آئندہ
چیز کا حال معلوم نہین کہ اوسکا انتظار ہو اوسکی سب آرزوئین دروغ ہین اور تمام امیدین بی فروغ
صفائی ہمہ تن کدورت ہی اور زندگی بہمہ وجوہ حسرت آدمی اگر غور و تامل کرے تو معلوم ہو کہ اوس کی
نعمتونکے جدا ہونے کا خوف جدا ہے اور مصیبت کا خوف جدا اگر بالفرض خدا تعالی نے دنیا کی خبر

آوازہ در سرای بیفتد کہ خواجہ مرد — وز بم و زیر خانہ پر آہ و فغان شود
تابوت و پنبہ و کفن آرند و مردہ شو — اوراد و ذکر آن ز کران تا کران شود
ارند نعش تا بہ لب گور و بر کہ ہست — بعد از نماز باز سر خانمان شود
ہر کس رود بمصلحت خویش و جسم ما — محبوس و مستمند دران خاکدان شود
میراث گیر کم خرد آید بجستجو — پس گفتگوے بر سر باغ و دکان شود
نامے ز ما بماند و اجزاء ما تمام — در زیر خاک با غم و حسرت نہان شود
یارب مدد ببخش کہ ما را دران زمان — قول زبان موافق صدق جنان شود
ایمان ما ز غارت شیطان نگاہدار — تا از عذاب و خشم تو جان در امان شود
خرم دلے کہ در حرم آباد امن و عیش — حق را بخوان لطف و کرم میہمان شود

اور بعض اکابر نے کسی بادشاہ سے فرمایا کہ دنیا کی مذمت اور دشمنی لوگون مین سب سی زیادہ اوسیکو زیبا ہے جسکو وہ کثرت سے ملی ہو اور اوسکی کوئی حاجت پوری ہونے سے نہ رہگئی ہو کیونکہ ایسی شخص کو یہ توقع ہوتی ہے کہ کسی آفت سے میرا مال رائگان ہو جاوے گا یا میری جمعیت پریشان خواہ سلطنت کو زوال ہو گا یا جسم حوادث و امراض کا پایمال یا ایسی چیز کے جانے کا رنج اٹھانا پڑے گا جسکو دوستون سے بہی چہپا چہپا رکہتا تہا غرضکہ دنیا کے ہونے سے اوسکو اتنی آفات درپیش ہوتے ہین اسلیے اوسکو زیبا ہے کہ دنیا کو برا جانے یہ وہ بلا ہے کہ جو کچہہ اوسکو دولے لیتی ہے مگر پہر ہٹا کر نہین دیتی اسکے حالات بدلتے رہتے ہین ابہی تو ایک آدمی کو ہنساتی ہے اسی اثنا مین دوسرونکو اوسپر ہنسی آتی اگر کوئی کسی پر روتا ہے تو تہوڑی دیر مین کوئی اور رونے والے پر نالان ہوتا ہے اگر کسی کو دینے پر آتی ہے تو بعد چندے واپس لینے کیواسطے ہاتہہ پہیلاتی ہے آج اگر کسیکے سر پر تاج و افسر ہے تو کل کو سر تلے خاک اور پتہر کوئی جاوے اور کوئی رہے اوسکے نزدیک برابر ہے اگر جانے والے کا کوئی عوض رہے تو واہ واہ اور اگر نہ رہے تو واہ واہ

قطعہ

دنیا زنے ست عشوہ دہ و دلستان ولیک — با کس بسر نمی برد او عہد شوہری
ابستنی کہ این ہمہ فرزند زاد و کشت — دیگر کہ چشم دارد ازین مہر مادری

اور حضرت حسن بصری رح نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو خط لکہا کہ بعد حمد و صلوۃ کی واضح ہو کہ دنیا جاے سفر ہے نہ اقامت کا گہر حضرت آدم علیہ السلام جو جنت سی اوسمین اوتاری گئے تو صرف

خالق نے اوسکی مذمت کی ہے اوسمین جو نیا ہے وہ پرانا ہوگا اور جو موجود ہے وہ فنا عزیز ذلیل ہوگا اور کثیر قلیل ہر زندہ کو موت آویگی اور خیر سب فوت ہوجاوے گی بھائیو خواب غفلت سے جاگو اور بیہوشی سے دور بھاگو پیشتر اس سے کہ لوگ تمکو کہین کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت مین گرفتار کوئی کچھہ دوا بتا دو یا حکیم کو بلا دو پھر طبیب تمہارے لیے آوین مگر تم مین توقع شفا کی نپاوین پھر یہ مشہور ہو کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یون تقسیم کیا اور جسکے پاس سے اپنا لینا تھا اوس سے لیا پھر یہ کہین کہ لو صاحب اونکی زبان بند ہوگئی نہ بھائیو اونسے بولین نہ ہمسایون کو پہچانین اور غلب کھولین اور اوسوقت تمہاری پیشانی عرق سے تر ہو اور سینہ پیاپی آہ سے مضطر اور گمان موت کا کرسی صدق پر جلوہ گر معلوم ہو اور اپنا سفر تمکو بنظر یقین مفہوم پلکین بند ہونے سے اور زبان لفظ صحیح بولنے سے عاری ہون اور بھائی برادر سب مبتلا گریہ وزاری کوئی کہے کہ یہ تیر افلان برادر ہے یہ تیرا بیٹا لخت جگر ہے مگر تم کچھہ جواب ندو زبان پر مہر خاموشی ہو پھر تم پر قضا نازل ہو اور اعضا مین سے روح نکلکر عالم بالا مین داخل اوسوقت تمام برادری جمع ہو اور کفن سیا جاوے اور غسل دیکر تمکو پہنایا جاوے عیادت کنندہ گھر بیٹھہ رہین اور حاسد خوب شد کہین تمہارے گھر والونکی بدنظر تمہارا مال ہو اور تم پر جواب دہی اعمال ف اس مضمونکو شیخ سعدی شیرازی نے ایک طویل قطعہ مین بیان کیا ہی جسمین سے مترجم چند شعر ہدیہ ارباب نظر کرتا ہے

قطعہ

فریاد ازان زمان کہ تن نازنین ما
بر بستر ہوان فتد و ناتوان شود

اصحاب راجو واقعہ ما خبر کنند
ہر دم کسی برسم عیادت روان شود

وانکس کہ مشفق ست و دلش مہربان ماست
در جستن دوا بر این و آن شود

وانگہ کہ چشم بر رخ ما افگند طبیب
در حال ما چو فکر کند بدگمان شود

یاران و دوستان ہمہ در فکر عاقبت
کاحوال بر چگونہ و حال از چہ شان شود

تا آنزمان کہ چہرہ بگردد در حال خویش
وان رنگ ارغوانی ما زعفران شود

گویند این برادر تو دین عزیز ست
ما را بحال خود نہ سر حال شان شود

در ورطہ ہلاک فتد کشتی وجود
نیز از عمل بماند و بے بادبان شود

آمد شد ملائکہ در وقت قبض روح
چون بنگریم دیدۂ ما خونفشان شود

فی الجملہ روح و جسم زہم مفترق شوند
مرغ از قفس برآید و در آشیان شود

اس سے بھی بُرا اونکو ملتا تو اوسی نام سے پکارتے اور حضرت کعب رض کا قول ہے کہ دنیا تمکو یہانتک محبوب ہوگی کہ تم اوسکی اور اوسکے لوگونکی پرستش کرنے لگوگے اور حضرت یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہین کہ عاقل تین شخص ہین اول وہ کہ دنیا کو ترک کرے پہلے اس سے کہ دنیا اوسے ترک کرے دوسرے وہ کہ قبر اپنی پہلے قبر مین جانے سے بنالے تیسرے وہ کہ خالق کو پہلے حاضر ہونے سے راضی کرلے اور نیز فرمایا کہ دنیا مین اسقدر نحوست ہے کہ اگر اوسکی تمنا ہی کرو تو خدا تعالی کی طاعت سے باز رکھی اور بالکل اوسمین مصروف ہونا تو اس سے بڑکر ہے اور بکر بن عبد اللہ رح کا قول ہے کہ جو کوئی دنیا کو اس غرض سے چاہے کہ مجھے دنیا کی حاجت نرہے تو اوسکی مثال ایسی ہے کہ آگ کو گھاس سے بجھانا چاہے اور بندار رح کہتے ہین کہ جب دنیا دار زہد کے باب مین گفتگو کرین تو جان لو کہ شیطان نے اونکو مسخرہ بنا رکھا ہے اور یہ بھی انہین کا قول ہے کہ جو شخص دنیا پر حرص کریگا حرص کی آگ اوسکو جلا کر راکھ کردے گی اور جو کوئی آخرت کا متوجہ ہوگا تو آخرت کی حرارت سے پگھل کر ڈہلے ہوئے سونے کی طرح کام کا ہوجاوے گا اور جو شخص اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہوگا تو انوار توحید سے دُرِ بے بہا بنجاوے گا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہین کہ دنیا مین چھ چیزین ہوتی ہین کھانا پینا پہننا سواری نکاح خوشبو سب کھانونمین عمدہ شہد ہے وہ مکھی کا لعاب ہی اور پینے کی چیزونمین اچھا پانی ہی جسمین نیک و بد سب مساوی ہین اور پوشاک کی چیزونمین اشرف حریر ہے جو کیڑونکے ریشم سے بنتا ہے اور سواریون مین اشرف گھوڑا ہے جسپر لڑائی مین مارے جاتے ہین اور منکوحات مین سے اشرف عورت کی صحبت ہی جو پیشاب گاہ کا پیشاب گاہ مین جانا ہے عورت اپنی بدنسے اچھے اعضا کو بناتی سنوارتی ہے مگر اوسمین سے سب سی بُری چیز کی طلب ہوتی ہے اور سونگھنے کی چیزون مین عمدہ مشک ہے جو حیوان کے خون سے بنتا ہے غرضکہ سب چیزین ایسی ہی واہیات ہین

دوسرا بیان اون نصیحتونکا اور وعظونکا جنمین دنیا کی مذمت اور صفت مذکور ہی

بعض اکابر کا قول ہے کہ لوگو آہستہ عمل کرو اور اللہ سے ڈرو زندگی پر مت پھولو اور موت کو مت بھولو دنیا کے طالب نہو اور نہ اوسکے راغب کیونکہ وہ بڑی مکار ہے اور دغاشعار اول اپنے مغالطونکو چکناتی ہے پھر آرزون مین پھساتی ہے طالبین کیواسطے اوسکی زینت ایسی ہے جیسے جلوہ کیوقت دلہن کیصورت سب کی نگاہ اوسی پر پڑتی ہے تمام دل اوسکے شیفتہ ہین اور جانین اوسکی فریفتہ بہت سی عاشقونکو اوسنے خاک مین ملایا اور جسنے اوسپر اطمینان کیا اوسکو ذائقہ رسوائی چکھایا بھائیو اوسکو چشم حقیقت سے دیکھو کہ اوسمین کتنی آفتین ہین اس سے زیادہ اور کیا خرابی ہے کہ خود

جیسے پرانی مشک لٹکتی ہو جسد سے اوسکو خدا نے پیدا کیا اور جب تک فنا کرے گا یہی پکارتی ہے کہ الٰہی تو مجکو کیون بُرا جانتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ او ناچیز چپ رہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ محبت دنیا اور گناہونکی دل کو پراگندہ کردیتی ہے اوسمین خیر کسطرح پہونچے اور وہب بن منبہ رح کا قول ہے کہ جس شخص کا دل دنیا کی کسی چیز سے خوش ہوتا ہے وہ حکمت جو کہ جاتا ہے اور جو شخص اپنی شہوت اپنے پاؤن تلے کرلیتا ہے شیطان اوسکے سایہ سے بھاگتا ہے اور جس کسی کا علم ہوا نفسانی پر غالب ہوتا ہے وہ بڑا زبردست ہے اور حضرت بشر سے کسی نے کہا کہ فلان شخص مرگیا اونہون نے فرمایا کہ دنیا کو جمع کیا اور آخرت مین پہونچکر اپنی جان کھوئی لوگون نے کہا کہ وہ تو بہت سی نیکیان کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ دنیا کے جمع کرنیکے ساتھہ ان چیزونسے کیا فائدہ ہے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ باوجودیکہ دنیا کو ہم دشمن سمجھتے ہین پھر بھی اوسکی محبت کرتے ہین اگر کہین دوست سمجھتے تو کیا جانے کیا حال ہوتا اور ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کسکو ملتی ہے اوسنے جواب دیا کہ جو اوسکو چھوڑ دے پھر پوچھا کہ آخرت کسکی ہے اوسنے جواب دیا کہ جو اوسکو طلب کرے اور ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا اجڑا ہوا مکان ہے اور اوس سے زیادہ تر وہ دل اُجاڑ ہے جو دنیا کا پھیلاؤ چاہے اور بہشت ایک آباد مکان ہے اور اوس سے زیادہ آباد وہ دل ہے جسمین جنت کی طلب ہو اور حضرت جنید بغدادی رح روایت کرتے ہین کہ امام شافعی رح کے مرید تھے دین کے باب مین حق کہتے ایک اپنے برادر دینی کو نصیحت کی طور پر خدا سے ڈراکر یون فرمایا اے برادر دنیا جاے لغزش قدم ہے اور محل مذلت وندم اسکی آبادی کا مال خراب ہوتا ہے اور رہنے والونکا انجام قبر و زمین بیتاب ہونا جتنی جمعیت ہے اوسکو علیحدگی لازم ہے اور ہر تونگری کے ساتھہ فقیری قائم اسکی کثرت موجب تنگدستی ہے اور تنگدستی باعث فراخ دستی پس ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہو اور اوسکی روزی پر قانع اس دار فنا کو دار بقا پر ترجیح مت دے زندگی ڈھلتا ہوا سایہ ہے یا جھکی دیوار اعمال کی کثرت کر اور امل کو کمتر اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہین خواب مین چاندی کا سکہ ملے وہ اچھا ہے یا جاگتے مین سونے کا سکہ اوسنے جواب دیا کہ جاگتے مین سونے کا سکہ بہتر ہے آپ نے فرمایا یہ بات تمنی جھوٹ کہی اس لیے کہ جس چیز کو تم دنیا مین بہتر سمجھتے ہو وہ گویا خواب کی چیز کو بہتر جانتے ہو اور آخرت کی چیز کو جو اچھا نہین جانتے وہ گویا جاگنے کیوقت کی چیز کو اچھا نہین سمجھتے اور اسمٰعیل بن عیاش رح کا قول ہے کہ ہمارے ساتھی سب دنیا کو سوری کہا کرتے تھے کہ اے سوری ہم سے الگ رہ اور اگر کوئی نام

نہین ہوسکتین اوسنے عرض کیا کہ تو پھر مجکو آپ سی کچھہ حاجت بھی نہین اور داؤد طائی رح فرماتے ہین
کہ اے انسان تو اپنی آرزو کے پورا ہونے سے خوش ہوتا ہے یہ نہین جانتا کہ عمر ضائع کرکے یہ آرزو ملی
عمل کے کرنے مین آج کل کرتا ہے شاید اوسکا نفع کسی اور کو ہوگا اور حضرت بشر رح فرماتے ہین کہ جو شخص
اللہ تعالی سے دنیا کی طلب کرتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ خدا کے سامنے زیادہ ٹھہرا رہون یعنی قیامت کو
اوتنا ہی حساب مین دیر لگی گی اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ دنیا مین خوشی کی کوئی ایسی چیز نہین
جسکے ساتھہ رنج نہو اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ آدمی کا دم دنیا سے تین حسرتون کے ساتھہ نکلتا ہے
اول یہ کہ جو جمع کیا تھا اوس سی سیر نہوا دوسرے جو تمنا تھی وہ پوری نہوئی تیسرے توشہ آخرت
اچھی طرح نہ کرلیا اور بعض عابدون نے کسی سے کہا کہ تم تونگر ہوگئے اوسنے جواب دیا کہ تونگر وہ ہے
جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہوجاوے اور حضرت ابو سلیمان رح کا قول ہے کہ دنیا کی خواہش سے وہی
صبر کرتا ہے جسکے دلمین شغل آخرت ہو اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ ہم سب مین دنیا کی محبت
آگئی کہ نہ ایک دوسرے کو امر معروف کرتے ہین نہ نہی منکر اور اس امر سے ہمکو خدا تعالی درگذر نہین
کرے گا معلوم نہین کہ کونسا عذاب ہم پر نازل ہوگا اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ تھوڑی سی دنیا
بہت سی آخرت سے باز رکھتی ہے اور حضرت حسن رح کا قول ہے کہ دنیا کو ذلیل سمجھو جو کوئی اوسکو ذلیل
جانتا ہے اوسی پر یہ سب سی زیادہ گوارا ہوتی ہے اور جب اللہ کسی بندہ پر احسان کیا چاہتا ہے تو اوسکو
کچھہ دنیا عنایت کردیتا ہے جب وہ ہوچکتی ہے پھر دیدیتا ہے اور جب اوسکے نزدیک کوئی بندہ
ذلیل ہوتا ہے تو اوسپر دنیا کا بہت سا پھیلاوا کردیتا ہے اور بعض اکابرین دعا مانگتے اے وہ
شخص کہ آسمانون کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے مجھسے دنیا کو روکدے اور محمد بن منکدر رحمہ اللہ
کا قول ہے کہ بعضے لوگ ایسے ہونگے کہ تمام عمر روزہ رکھا ہوگا اور تہجد پڑہا ہوگا شب بیداری مین
قصور نہ کیا ہوگا مال خیرات کیا ہوگا اللہ کی راہ مین جہاد کیا ہوگا منہیات سے بچے ہونگے مگر قیامت
کو جب سامنے ہونگے تو یہ کہا جاویگا کہ انہون نے اپنے نزدیک اوس چیز کو بڑا سمجھا جسکو خدا نے
چھوٹا کیا تھا اور جسکو خدا نے بڑا کیا تھا اوسکو حقیر جانا دیکھا چاہیے ایسون کا کیا حال ہوگا ہم مین سے
کون ایسا ہے جسکا یہ حال نہو اور اوسپر طرہ یہ ہے کہ گناہونکا بار سر پر ہے اور ابو حازم رح کا
قول ہے کہ دنیا و آخرت دونون کی مشقت زیادہ ہے آخرت کی تو اس لیے ہے کہ کوئی یار و
مددگار نہین کہ وہان کام آوے اور دنیا کی اسوجہ سے کہ جس چیز مین ہاتھہ ڈالو اوسکو تم سی پہلے
کسی نہ کسی بدکار نے کرلیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ دنیا اوٹہیر مین ٹھہری ہوئی ہے

کہ جب سے تو دنیا مین پیدا ہوا وہ ہٹتی چلی جاتی ہے اور آخرت مُنہ کے سامنے آتی جاتی ہے پس اپنے
آپ کو ایسی ہی جگہ پہونچایا چاہیے جو نزدیک اور سامنے ہے دور کی جگہہ سے کیا فائدہ اور سعید بن
مسعود رح کا قول ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ کسی شخص کی دنیا بڑہتی جاتی ہے اور دین کم ہوتا جاتا ہے
اور وہ اس سے خوش ہے تو جان لو کہ وہ شخص بڑے ٹوٹے مین ہے کہ اوسکو دنیا نے مسخرہ بنا لیا ہے حالانکہ
اوسکو خبر بھی نہین اور حضرت عمرو بن العاص رض نے منبر پر یہ ارشاد فرمایا کہ جس چیز مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم زہد کیا کرتے تھے اوسمین مین تمکو زیادہ راغب پاتا ہون بخدا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر تین دن ایسے کبھی نہین گذرے کہ آپ کی آمدنی قرض سے زیادہ ہو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ
نے ایکبار یہ آیت پڑہی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور پھر فرمایا کہ جانتے ہو یہ کسکا قول ہے یہ اوسکا
قول ہے جسنے دنیا کو پیدا کیا اور اوسکا حال بھی وہی خوب جانتا ہے تمکو چاہیے کہ دنیا کے شغلون
سے کنارہ کرو اسمین بہت سی کاروبار رہتے ہین ایک کام جب آدمی کو درپیش ہوتا ہے تو دس
اور درپیش ہو جاتے ہین اور یہ بھی اونہین کا قول ہے کہ آدم زاد بڑا مسکین ہے ایسے مقام پر خوش ہے
کہ جسکے مال حلال مین حساب ہو اور حرام مین عذاب اپنے مال کو کتنا ہی ہو کم جانتا ہے مگر اعمال کو
تھوڑا نہین سمجھتا دین مین اگر کوئی مصیبت پڑی تو خوش ہوتا ہے اور دنیا کی مصیبت پر واویلا مچاتا ہے
اور ایکبار انہون نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو خط لکھا کہ بعد سلام معلوم ہو کہ اپنے آپ کو ایسا
سمجھو کہ موت نے مردون مین لکھہ دیا ہے اوسکا جواب اونہون نے لکھا کہ بعد سلام کے معلوم ہو کہ یون
سمجھو کہ دنیا مین کبھی تھے ہی نہین ہمیشہ آخرت ہی مین رہے اور حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ
کا قول ہے کہ دنیا مین آنا تو آسان ہی مگر نکلنا سخت مشکل ہے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ جسکو یہ معلوم
ہو کہ موت حق ہے بڑا تعجب ہے کہ وہ کسطرح خوش ہوتا ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جسکو یقین ہو کہ دوزخ
حق ہے وہ کسطرح ہنستا ہے اور جو دنیا کے حالات بدلتی دیکھتا ہے وہ کیسے اوسپر اعتماد کرتا ہے اور جو
تقدیر کو برحق جانتا ہے وہ کسطرح رنج کرتا ہے اور حضرت معاویہ رض کے پاس ایک شخص نجران سے
آیا جسکی عمر دو سو برس کی تھی آپ نے اوس سے دنیا کی کیفیت پوچھی اوسنے عرض کیا کہ کچھہ برس مصیبت
مین کٹے اور کچھہ آرام مین دن رات یون ہی گذری جاتی ہین پیدا ہونے والے پیدا ہوتے جاتے ہین
مرنے والے مرتے جاتے ہین اگر بچے پیدا نہون تو مخلوق تباہ ہو جاوے اور اگر موت نہ آوے تو دنیا
مین گنجایش آبادی کی نرہے آپ نے فرمایا کہ جو تیرا دل چاہے مانگ اوسنے عرض کیا کہ میری عمر گذشتہ
آپ دے سکتے ہین یا موت جو آنے والی ہے اوسکو روک سکتے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ تو دونون باتین

اور وہ اوسکو خیرات اور صلۂ رحم اور اہل وعیال کی خبر گیری مین اچھی طرح صرف کرتا ہو
اوسکو جائز ہی کہ خود بھی تنعم کرے یا نہین آپ نے فرمایا کہ نہین اگر ساری دنیا اوسکی ہوجاوے تب بھی
بقدر کفاف ہی اوسمین سے لے اور باقی کو اپنی احتیاج کے دن کے لیے یعنے قیامت کے لیے رکھ
چھوڑے اور حضرت فضیل رض فرماتے ہین کہ اگر بالفرض تمام دنیا میرے قبضہ مین وجہ حلال سے
چلی آوے اور اوسکا حساب بھی آخرت مین مجھسے نہ لیا جاوے تب بھی مین اوسکو ناپاک سمجھون
جیسے تم لوگ مردار کو سمجھتے ہو کہ کہین کپڑے کو نہ لگجاوے اور روایت ہے حضرت عمر رض جب شام مین
پہونچے تو حضرت ابوعبیدہ رض بن جراح اونکے استقبال کو ایک اونٹنی پر تشریف لائے جسکی مہار رسی کی
تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونکے مکان پر تشریف لے گیے تو بجز ڈھال وتلوار اور اونٹنی کے زین کے
اور کچھہ نہ دیکھا فرمایا کہ گھر کا سامان بنا لو تو کیسا اونہون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین رض سامان سی بجز
خراب کے اور کیا حاصل ہوگا **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ قصہ اوسوقت کا ہے کہ حضرت عبیدہ رض
شام کے لشکر کے سپہ سالار تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب استدعا کفار صلح کے واسطے تشریف
لے گئے تھے بعض روایتون مین ہے کہ حضرت رض کی دعوت سب رؤساے لشکر نے کی تھی مگر حضرت
ابوعبیدہ رض نے نہین کی تھی آپ نے اونکو فرمایا کہ مین تمہارا مکان دیکھا چاہتا ہون اونہون نے
عرض کیا کہ آپ میرے یہان تشریف لیجا کرو وینگے آپ نے فرمایا کہ کچھہ مضائقہ نہین چنانچہ جب
تشریف لے گئے تو وہی سیف وسپر دیکھا اور بیٹھنے کے لیے ایک چٹائی تھی اور ایک کوزہ پانی کا
رکھا تھا آپکو یہ زہد اونکا دیکھتے ہی رونا آگیا اونہون نے عرض کیا کہ مین تو پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ
آپ میرے یہان گریہ فرمائین گے آپ نے فرمایا کہ مین تمہاری اس اوقات سے بہت خوش ہون
تمنے طریقہ ہمارے دوستدارون اور محبوبون کا نباہا غرضکہ دنیا کو کچھہ انہین لوگون نے پہچانا تھا
اور احکام الٰہی کو دلسے سچا جانا اتباع رسول مقبول پر شیفتہ تھے اور محبت آخرت پر فریفتہ
اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ دنیا کو بدن کی آسایش ضروری کے لیے لینا چاہیے اور
آخرت کو دلکی راحت دایمی کیواسطے لینا چاہیے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ بجز بنی اسرائیل
نے جو بعد خدا پرستی بت پرستی اختیار کی صرف محبت دنیا کے باعث کی اور وہب رح فرماتے ہین کہ
مینے بعض کتابون مین پڑھا ہے کہ دنیا ہوشیارون کے لیے غنیمت ہی اور جاہلون کے لیے غفلت یعنی دانا
آدمی اوسمین اعمال نیک کرنے کو لوٹ اور مفت سمجھتے ہین اور نادان اوسکو پہچانتے نہین جب اوس سے
انتقال کرتے ہین تو پھر نیکی تمنا کرتے ہین پھر لوٹنا کہان میسر ہوتا ہی اور حضرت لقمان رح نے اپنے بیٹے کو فرمایا

جو اوسمین پھنسا ہوا وہ برباد	خوشحال وہی ہے جو ہے آزاد

اور حضرت ابو امامہ باہلی رض فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے شیطان کا لشکر اوسکے پاس آیا کہ ایک نبی مبعوث ہوئے اور اونکی امت ظاہر ہوئی اوسنے پوچھا کہ اونکی امت کو محبت دنیا بھی ہے لشکر نے کہا کہ ہان محبت دنیا ہے اوسنے جواب دیا کہ اگر محبت دنیا اونمین ہے تو بت پرستی نکرنے سے کیا ہوتا ہے ابھی تین وجہ سے میری آمدورفت اونکے پاس صبح وشام رہیگی اول مال کا ناحق لینا دوم اوسکو بے موقع صرف کرنا سوم صرف کرنیکی جگہہ سے روک لینا اور یہ ایسی بات ہے کہ ساری بُرائی اسی کے پیچھے ہے اور ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا آپ کچھہ وصف دنیا کا ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ ایسے مکان کی کیا تعریف کرون کہ جو اومین تندرست ہی بیماری سے نڈر نہین اور جو بیمار ہو وہ نادم ہوا اور جو مفلس ہو جاوے تو غم کرے اور تونگر ہو تو بلا مین پھنسے مال حلال ہو تو حساب دنیا پڑے اور حرام ہو تو عذاب مین مبتلا ہوا اور پھر دوبارہ کسی نے آپ سے دنیا کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کہو تو مختصر کہون اور کہو طویل بیان کرون سائل نے کہا کہ مختصر فرمائیے آپنے فرمایا کہ اوسکے حلال کا حساب دنیا ہوگا اور حرام کا عذاب سہنا ہوگا اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ اس جادوگرنی یعنے دنیا سے بچے رہو یہ علماء کے دلون پر جادو کر دیتی ہے اور حضرت ابوسلیمان دارانی رح کا قول ہے کہ جب آدمی کے دلمین آخرت ہوتی ہے تو دنیا اوسکا مقابلہ کرتی ہے لیکن اگر دنیا دلمین ہوتی ہے تو آخرت مقابل نہین ہوتی اسلیے کہ آخرت شریف ہی اور دنیا کمینی کمینی کا مقابلہ شریف سے نہین ہوسکتا اس قول مین بڑی شدت ہی ہمکو توقع ہے کہ اس باب مین قول سیار بن حکم کا صحیح ہو وہ فرماتے ہین کہ دنیا و آخرت دونون دلمین اکٹھی ہوتی ہین جو غالب ہو جاتی ہے دوسری اوسکی تابع رہتی ہے اور حضرت مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ جتنا دنیا کے لیے تردد کرو وتنا ہی آخرت کا فکر دلسے جاتا رہتا ہے اور جتنا آخرت کا تردد کرو وتنا ہی دنیا کا فکر دل سے ٹلجاتا ہے اور یہ قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول سے نکالا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ دنیا اور آخرت دو سوت ہین جتنا ایک راضی ہوگی اوسیقدر دوسری ناخوش ہوگی اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ نجدا ہمکو ایسے لوگ ملے ہین جنکے نزدیک دنیا خاک پاسے بھی زیادہ ذلیل تھی اونکو اوسکی کچھہ پروا نتھی کہ دنیا کدہر سے آئی اور کدہر کو چلی گئی اور کسکے پاس رہی اور کسکے پاس سے جاتی رہی اور ایک شخص نے اوسنے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے باب مین کیا فرماتے ہین جسکو خدا نے مال دیا ہو

اور ایک دوسرے کسی شاعر کے قطعہ کا ترجمہ یہ ہے نظم

طلب مین دنیا کے ہو گو کسی کی عمر دراز
رہا کرے مے عیش و سرور سے دمساز
ولیک اُسکے مثل اسطرح ہے آخر کار
بنا کے کوئی عمارت کو جون کرے مسمار

اور اسی باب مین یہ اشعار ہین نظم

مملکت گر مے نماند جاودان
ای دلت خفتہ تو آن را خواب دان
ہیچ دیگر بر چنین کیجے منہ
نام دولت بر چنین ہیچے منہ
تختۂ بندست آنکہ تختش خواندۂ
صدر پنداری و بر در ماندۂ
مرد باش و سخرۂ مردان مشو
رو سر خود گیر و سرگردان مشو

اور حضرت لقمان ع نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اگر دنیا کو آخرت کی عوض مین دیڈالوگے تو دونون مین نفع رہے گا اور آخرت کو دنیا کے بدلہ مین دوگے تو دونون مین نقصان رہے گا اور مطرب بن شخیر فرماتے ہین کہ بادشاہونکے چین چان اور گدگدے فروش کو ندیکھنا چاہیے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ کیسے جھٹ پٹ چلی جاتے ہین اور انجام کیسا بُرا ہوتا ہے اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے دنیا کے تین حصہ کیے ہین ایک حصہ مومن کے واسطے اور ایک منافق کے اور ایک کافر کے لیے مومن اوسکو توشہ آخرت بناتا ہے اور منافق ظاہر کی زینت کرتا ہے اور کافر اوس سے کامیاب ہوتا ہے اور بعضون کا قول ہے کہ دنیا مردار ہے جو کوئی اوس مین سے کچھہ لینا چاہے تو کتون کے ساتھہ رہنے پر صبر و تحمل کرے اور دنیا کی بُرائی مین حافظ شیراز فرماتے ہین ؎

مجو درستی عہد از زمان سست نہاد
کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست
فریب عشوۂ حسن از جہان پیر مخور
کہ ہر کہ کرد باو اختلاط ناشاد ست

اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ یہ بہی خدا کے نزدیک دنیا کی ذلت مین سے ہے کہ خدا کی نافرمانی دنیا ہی کے باب مین ہوتی ہے اور اوسکے پاس کی مدارج بی دنیا چھوڑی نہین ملتے ؎

جو خوب غور سے دنیا کو دیکھے کوئی لبیب
لباس دوست مین دشمن نظر پڑے اوسکو

اور اسی باب مین یہ اشعار ہین نظم

دنیا اک زال بیسوا ہے
بے مہر و حیا و بے وفا ہے
دستور ہے اوسکا سب نرالا
اللہ نہ ڈالے اوس سے پالا
رہتی نہین ایک جا پہ جم کر
پہرتی ہے برنگ نرد گہر گہر

اوپر خفگی ہوئی اور نا اہلون کے حوالہ کی گئی ہین اور حضرت ابو سلیمان دارانی رح فرماتے ہین کہ جو دنیا کو محبت سے طلب کرتا ہے جتنی اوسکو ملتی ہے اوس سے زیادہ ہی کا طالب ہوتا ہے ؎

گفت چشم تنگ دنیا دار را	یا قناعت پُر کند یا خاک گور

اور جو آخرت کو محبت سے طلب کرتا ہے اوسکا بھی یہی حال ہے کہ جتنی ملے اوس سے زیادہ چاہتا ہے نہ اسکی کچھہ انتہا ہے نہ اوسکی اور ایک شخص نے ابو حازم رح سے شکایت دنیا کی محبت کی کی کہ باوجیکہ مجھے اسمین رہنا نہین پھر بھی محبت اسکی ہے آپ نے فرمایا کہ جو کچھہ تمکو خدا دے یہ دیکھہ لیا کرو کہ وجہ حلال سے ملے اور پھر اوسکو جہان مناسب ہو وہان خرچ کیا کرو تو محبت دنیا ضرر نہ کریگی اور یہ بھی فرمایا کہ اگر صرف محبت ہی پر نفس کو مواخذہ کیا جاوے تو مشقت عظیم ہو اور تنگ ہو کر موت کی آرزو کرنے لگے اور یحیٰی بن معاذ رح فرماتے ہین کہ دنیا شیطان کی دوکان ہے اوسمین سے کچھہ مت چراؤ نہین تو وہ تمہارے پیچھے لگے گا اور پکڑ لے گا اور حضرت فضیل رض فرماتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فنا ہو جاتی اور آخرت ٹھیکری ہوتی اور باقی رہتی تب بھی عقلا کو یہی چاہیے تھا کہ باقی ہی چیز کو پسند کرتے اور فانی کو چھوڑتے مگر اب تو یہ فانی چیز ٹھیکری ہے اور باقی سونے کی نہین معلوم کہ ہمنے ایسی واہیات چیز کو اوس عمدہ چیز سے کیون پسند کر رکھا ہے اور ابو حازم رح فرماتے ہین کہ اپنے آپ کو دنیا سے بچاؤ اسلیے کہ مجکو یون روایت پہونچی ہے کہ قیامت کی روز دنیا کی تعظیم کرنے والا کھڑا کیا جاویگا اور کہا جاوے گا کہ یہ وہ شخص ہے جسنے ایسی چیز کی تعظیم کی جس کو خدا تعالی نے حقیر بنایا تھا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہر ایک انسان مہمان ہے اور اوسکا مال امانت ہے پس مہمان ایک روز چل بسیگا اور امانت مالک کی پاس واپس جاویگی ؎

مال اور اہل کو سمجھو کہ ودیعت ہین سب	ہے ضروری کہ کبھی تمسے یہ واپس لیوین

اور حضرت رابعہ رح کے پاس اونکے مرید ملازمت کی لیے حاضر ہوئے اور دنیا کا ذکر کر کے اوسکی مذمت کرنے لگے اونہون نے فرمایا کہ چپ رہو اسکا ذکر مت کرو اگر اسکی جگہہ تمہارے دلون مین ہوتی تو کثرت سے ذکر کیون کرتے یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص کسی چیز کی محبت رکھتا ہے اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہے اور حضرت ابراہیم ادہم سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے اونہون نے ایک قطعہ پڑہا جسکا ترجمہ یہ ہے قطعہ

بگاڑا دین کو اپنے کہین دنیا ہی ملی ہے	نہ کچھہ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے
بڑی دولت ملے اوسکو جو ہو اللہ کا عاشق	امید اجر عقبیٰ پر یہ دنیا اوس سے چھٹ جائے

دنیا مین مبتلا ہے آثار حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جس شخص مین چھ باتین جمع ہون اوسکی جنت کے لیے کوئی مطلب نہین اور ٹھار کہا نہ دوزخ سے بچاؤ کے لیے کوئی وقیقہ فروگذاشت کیا اول تو کہ خدا کو پہچان کر اوسکی اطاعت کی دوسرے شیطان کو پہچانکر اوسکی نافرمانی کی تیسرے حق کو پہچان کر اوسکا اتباع کیا چوتھے باطل کو جانکر اوس سے بچا پانچوین دنیا کو معلوم کرکے اوسکو ترک کیا چھٹے آخرت کو جانکر اوسکی طلب کی اور حضرت حسن رضؓ فرماتے ہین کہ خدا تعالے رحم کرے اون لوگون پر جنکے پاس دنیا امانت رہی اور اوسکے مستحقون کو سونپ کر خود ہلکے پھلکے چل دین اور نیز فرمایا کہ شخص تم سے دین کے باب مین منافست یعنی حرص حرصی کرے تو اوسکی حرص کرنی چاہیے اور جو دنیا کے باب مین حرص کرے تو حرص دنیاوی اوسکے سینہ مین چھوڑ دو اور حضرت لقمان رح نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ دنیا ایک گہرا سمندر ہے اوسمین بہت سے لوگ ڈوب گئے تم اپنی کشتی دنیا مین تقوی کو بناؤ اور ایمان کو اوسمین رکھو اور توکل کا بادبان چڑہاؤ تاکہ اس موجہ سے نجات پاؤ گو مجھے معلوم نہین ہوتا کہ نجات ملے اور حضرت فضیل رضؓ فرماتے ہین کہ مین اس آیت مین بہت تامل کرتا ہون انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا وانا لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا اور بعض حکما کا قول ہے کہ آدمی کو جو شے دنیا مین سے کسی روز ملتی ہے وہ ایسی ہوتی ہے کہ اوسکا پہلے بھی کوئی قابض تھا اور اوسکے بعد اوسکا کوئی مالک ہوگا اوسکو صرف اوسیقدر ملتا ہے جو صبح اور شام کھا پی لیا پس لقمہ کیواسطے تباہ ہونا نچاہیے بلکہ دنیا سے روزہ رکھے اور آخرت پر افطار کرے اور دنیا کا راس المال خواہش نفس ہے اور اوسکا نفع آتش دوزخ ہے اور بعض اہل سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کا کیا حال ہے اوسنے جواب دیا کہ بدنون کو پرانا کرتی ہے اور امیدون کو نیا اور موت کو نزدیک کرتی ہے اور آرزوؤن کو دور پھر پوچھا کہ دنیا کے لوگون کا کیا حال ہے جواب دیا کہ جس کو ملتی ہے وہ مشقت مین پڑتا ہے اور جس کو نہین ملتی وہ رنج اوٹھاتا ہے ؎

بلائی زین جہان آشوب تر نیست	کہ رنج خاطرست ار ہست وگر نیست

اور بعض حکما کا قول ہے کہ دنیا تہی اور مین تنہا اور یہ رہیگی اور مین نہ رہونگا مین اوسکی طرف رغبت نہین کرتا اسلیے کہ اوسکی زندگی تلخ ہے اور اوسمین کدورت کا نام صفائی ہے اوسکے لوگون کو اوسکی طرف سے ایک نہ ایک خوف لگا رہتا ہے خواہ نعمت کے دور ہونیکا یا مصیبت کے آنیکا یا موت کے کام کر جانے کا اور بعضون کا قول ہے کہ دنیا کے عیبون مین سے ہے کہ کسیکو استحقاق کے بموجب نہین دیتی کمی بیشی خواہ نخواہ ہوتی ہے اور حضرت سفیان رح فرماتے ہین کہ دنیا کی نعمتون کو لحاظ کرکے گویا

حضرت نے دنیا کو جو زمین پر سبزہ اوسکی رونق تاکہ جانچین کہ دین کون ہے دنیک کام کا اور عمل کرتا ہے جو دین پر اسکو ہم ایسا چٹیل میدان چھاڑ کر دینگے

تمہارا اطمینان ہوجاوے بخدا تم عقل مین کم نہین ہو کہ ہم تمکو معذور جانین دنیا کے امور مین تمہاری راے بہت پکی ہوتی ہے اور اپنے سب کام ہوشیاری سے کرتے ہو یہ کیا ہے کہ ذراسی دنیا ملے تو اوسپر مشاش بشاش ہو اور اگر تھوڑی سی چیز جاتی رہے تو اوسکا رنج کرو یہانتک کہ چہرہ پر اوسکے آثار معلوم ہوتے ہین اور زبان پر آجاتے ہین اور اوسکو مصیبت نام رکھہ چھوڑا ہے اسکا بڑا سوگ کرتے ہو لیکن اکثرون نے تم مین سے بہت سا دین چھوڑ دیا اس سے نہ تمہارا چہرہ بگڑتا ہے نہ حال بدلتا ہے مجھے ایسا سوجھتا ہے کہ خدا تعالی تمسے ناراض ہوگیا جب آپسمین ملتے ہو تو اظہار فرقت کرتے ہو اور ہر ایک کو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ دوسرے کے سامنے اوسکو بری لگتی بات کیجیے اس خوف سے کہ کہین وہ بھی اپنے ساتھہ اوسی طرح پیش نہ آوے غرض کہ کینہ کو ساتھہ لیے رہتے ہو تمہاری باتین گھوڑے کی سی سبزی ہے اور بڑی بات کو چھوڑے ہوئے ہو مین جذ اسی چاہتا ہون کہ مجکو تم سے نجات دی اور اوس شخص سے ملاوے کہ جسکے دیدار کا مین مشتاق ہون اور اگر وہ زندہ ہوتے تو تمہاری برداشت ہرگز نہ کرتے اب اگر تم مین سے کچھہ بھلائی ہے تو مجھسے سن چکے اور اگر خدا کے پاس کی چیز کے طالب ہو تو اوسکو آسان پاؤگے اوسکا حاصل ہونا کچھہ مشکل نہین اللہ تمکو اور مجکو دونون کو مدد دے اور حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے گروہ حواریین دین کو پورا ثابت لے لو اور تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرو جیسے کہ دنیا کے لوگ دنیا پوری لیتے ہین اور تھوڑے سے دین پر راضی ہوجاتے ہین

مال دنیا دام مرغان ضعیف	ملک عقبی دام مرغان شریف
سوی دریا عزم کن زین آبگیر	بحر جوے و ترک این گرداب گیر

اور یہ بھی حضرت موسی علیہ السلام کا قول ہے کہ اے وہ شخص جو دنیا کو اسواسطے طلب کرتا ہے کہ اوس سے نیکی کرے تیرے حق مین اوسکا ترک کرنا ہی نیک ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَنَا یَبْنِکُمْ بَعْدِیْ دُنْیَا تَاکُلُ بِہَا کُلُّ اُمَّۃٍ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اور حضرت موسی علیہ السلام پر خداوند کریم نے وحی بھیجی کہ اے موسی محبت دنیا کی طرف میل نکرنا دوزخ کو کوئی گناہ کبیرہ میرے نزدیک اس سے سخت نہوگا اور ایک بار آپ ایک شخص کے پاس کو گذرے کہ وہ رو رہا تھا جب پھر آئے تب بھی روتے پایا حضرت موسی علیہ السلام نے جناب احدیت مین عرض کیا کہ الٰہی تیرا بندہ تیری خوف سے روتا ہے حکم ہوا کہ اے ابن عمران اگر یہ شخص روتے روتے اپنا دماغ بھی آنسوون کے ساتھہ بہادیگا اور ہاتھہ اٹھائے اٹھائے گر پڑیگا مین اسکی مغفرت نہ کرونگا اسلیے کہ محبت

اے آدمی تمہارا دین بعد میرے دنیا کا کھانا ہے جس سے آگ تمہارے پیٹ کو ایسا کھاتی ہے جیسا لکڑی کو آگ

وآخرت مین تندرستی ملے اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی غضباء کی تیز تھی کہ کوئی سانڈنی اوس سے آگے نہ بڑہتی ایک اعرابی اپنی ایک اونٹنی لایا وہ اوس سے آگے نکل گئی مسلمانونکو یہ امر نہایت ناگوار گذرا آپ نے فرمایا اِنَّهٗ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْفَعَ شَيْئًا مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَهٗ اور حضرت عیسی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص سمندر کی موج پر عمارت نہین بنا سکتا موج سمندر سی غرض دنیا ہے اسلیے اُسکو اپنا قرارگاہ نہ سمجھو اور بعض حواریین نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ ہمکو ایک ہی بات تبلا دیجیے جس سے خدا ہمسے محبت کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بغض کرو خدا تمسے محبت کریگا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَهَانَتْ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا وَلَاثَرْتُمُ الْاٰخِرَةَ اور یہ خود اونکا قول ہے کہ جو مین جانتا ہون اگر تمکو معلوم ہو تو تم خاک کے تودون پر نکل نکل کر اپنے لیے روؤ اور اپنا مال ایسی طرح چھوڑ دو کہ کوئی اوسکا محافظ نہو اور نکوئی اوسکا پرسان ہو صرف اوسقدر کہ داخل ضرورت ہی البتہ پوچھا جاوے مگر تمہارے دلون سے آخرت کی یاد جاتی رہی اور امل سے پر ہوگئے اسلیے دنیا تمہارے اعمال پر چھاگئی اور تم جاہلونکی طرح ہوگئی بعض تم مین سے بہائم سی بھی بُرے ہوگئے کہ عاقبت کی خوف سی اپنی تمنا نہین چھوڑتے تمکو کیا ہوا ہے کہ آپسمین محبت و نصیحت نہین کرتے دین کے بھائی کہلاتے ہو تمہارے خبث باطن کی جہت سے کی آرزوئین جدا جدا ہین اگر اچھی بات پر اتفاق کر لیتے تو یقیناً ایک دوسرے سی محبت بھی کرتے یہ کیا بات ہی کہ دنیا کے امور مین تو ایک دوسرے کی خیرخواہی کرتے ہو آخرت کی بات مین نہین کرتے کسی سے خیرخواہی اپنے دوست کی نہین ہوسکتی نہ امر آخرت مین اوسکی اعانت بن آوی یہ باتین ضعف ایمان کی باعث ہین اگر آخرت کی خیر و شر کو یقینی جانتے جیسے دنیا کی بھلائی برائی سمجھتے ہو تو آخرت ہی کی طلب کو اختیار کر لیتے کہ اوس سی سب کام بنتے ہین اگر یون کہو کہ آخرت غائب ہے اور دنیا موجود اسلیے نقد سے دست کی محبت غالب ہی تو یہ وجہ بھی ہیچ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین جو باتین کہ تمہارے سامنے نہین ہین اونکے لیے صدہا طرحکی مصیبتین اٹھاتے ہو اور رنج اور دکھ سہتے ہو اور بیسیون طرح کے حرفے اسکے حصول کے لیے کرتے ہو اور جس واسطے کرتے ہو وہ امر موہوم ہی ہوتا ہے شاید اس محنت سی بھی میسر نہو واقع مین دیکھو تو تم اچھے نہین ہو جس چیز سے کہ تمہاری ایمان کا کمال معلوم پڑتا اوسپر تمہارا اعتقاد ٹھیک نہین پس اگر تمکو جو باتین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین اونمین شک ہو تو ہمارے پاس آؤ ہم بیان کرین اور نور ایمانی سے وہ بات دکھلا دین جس سے

---

۱ واجب ہی اسپر کہ زہد کرے دنیا مین سے کسی چیز کو تھوڑی ہو یا بہت کرکے پس کرے دے اوسکو خالصۃً لوجہ اللہ اوسکو نقل کیا ہے ۱۲

۲ واقع جانو اوس بات کو جو مین جانتا ہون تو بہت کم ہنستے اور بہت روتے اور دنیا سے بیزار ہو جاتے اور آخرت کو نزدیک دنیا اور اختیار کرتے آخرت کو ۱۲ طبرانی نے نقل کیا ہے مگر اوسمین یہ ٹکڑا نہین اور ترمذی نے اس حاصل سے اسکی مثل روایت کی ہے ۱۲ منہ

۳ اور اگر تم جانتے اوسکو جو مین جانتا ہون تو تم اپنے سروں پر خاک ڈالتے اور جنگل مین نکل جاتے اور روتے اور چلاتے اور اپنے سینون پر طمانچے مارتے اور اپنے مالون کو چھوڑ دیتے اور اپنے بچون کو یتیم کر دیتے اور اپنی بیبیون کو بیوہ کر دیتے اور اپنے تئین خدا کی طرف متوجہ کرتے اور گڑگڑاتے اور اپنے تئین خاک پر ڈال

جب آپ پہرے تو کچھہ مال لائے انصار نے جو اونکی تشریف آوری کا حال سنا سبکے سب نماز صبح مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہوئے جب آپ نماز پڑہ چکے اور ارادہ تشریف لیجانے کا کیا
تو سب روک کر کہڑے ہوگئے آپ نے اونکو دیکہکر تبسم فرمایا اور کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے
یہ سنا ہوگا کہ ابو عبیدہ کچھہ لائے ہین انہون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ مژدہ ہو تمکو خدا نے
تمسے تکلیف دفع کی بخدا کہ مین اسبات سے نہین خوف کرتا ہون کہ تم محتاج ہوجاؤگے البتہ اس بات کا
ڈر ہے کہ کہین تم پر دنیا کی زیادتی ایسی ہوجاوے جیسی تم سے پہلے لوگون پر ہوئی تہی اور انہین
کی سی رغبت تم مین بہی ہوجاوے اور پہر دنیا تمکو بہی انہین کیطرح تباہ کردے اور حضرت ابو سعید
خدری فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اَکْثَرَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مَا یُخْرِجُ اللّٰہُ
لَکُمْ مِنْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ لوگون نے عرض کیا کہ برکات الارض سے کیا غرض ہے آپ نے فرمایا
زَہْرَۃُ الدُّنْیَا اور ایک حدیث مین فرمایا لَا تَشْغَلُوْا قُلُوْبَکُمْ بِذِکْرِ الدُّنْیَا یہان مقام تامل ہے
کہ آپ نے ذکر سے بہی منع فرمایا اوسکا حاصل کرنا تو درکنار اور عمار بن سعید رض سے روایت ہے کہ حضرت
عیسے علیہ السلام کا گذر ایک گاؤن پر ہوا جسکے رہنے والے صحن اور راستونمین مرے پڑے تہے آپنے
حواریین سے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ غضب آلہی سے ہلاک ہوئے ہین ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے
انہون نے عرض کیا کہ کسیطرح انکا حال ہمکو معلوم ہوجاتا تو خوب ہوتا آپ نے جناب باری مین
عرض کیا ارشاد ہوا کہ رات کیوقت انکو پکارنا تو جواب دینگے جب رات ہوگئی آپ نے ایک ٹیلے پر
کہڑے ہوکر پکارا اوگاؤن والو وہانسے کسی نے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہے اے روح اللہ آپ نے
فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اوسنے جواب دیا کہ شام کو اچہی طرح سوئے تہے صبح کو دوزخ مین جا پڑے
آپ نے پوچہا کہ اسکا سبب کیا تہا اوسنے عرض کیا کہ ہم لوگونکو محبت دنیا تہی اور گناہ گارون کی
فرمان برداری کیا کرتے تہے آپ نے فرمایا کہ دنیا کو کتنا چاہتے تہے اوسنے عرض کیا کہ جتنا لڑکا اپنی
ماکو چاہتا ہے کہ جب سامنے آئی خوش ہوا اور جب چلی گئی تو رنجیدہ ہوکر رونے لگا آپ نے پوچہا کہ
تیرے اور ساتہی جواب کیون نہین دیتے عرض کیا کہ اسلیے کہ اونکے منہ مین آگ کی لگام ہین اور انکی
باگین فرشتے کرّے تیز مزاج لیے ہوئے ہین آپ نے پوچہا کہ اونمین سے تو کسطرح بولتا ہے اوسنے عرض کیا
کہ مین اونمین تو نہ تہا لیکن چونکہ اونکے ساتہہ رہتا تہا عذاب نے مجکو بہی پکڑ لیا اب مین دوزخ کی
کنارہ پر لٹکا ہوا ہون یہ نہین جانتا کہ اوس سے بچونگا یا اوسمین ڈہکیلا جاؤنگا آپ نے حواریین
کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو کی روٹی نمک سے کہانی اور ٹاٹ پہننا اور گہوری پر سونا بہت ہے اگر دنیا

اپنے اصحاب کے مین تشریف لاکر فرمانے لگے کہ کسی کو تم مین یہ منظور ہے کہ اللہ تعالی اوسکو بینا کردے اور اندہا پن جاتا رہے جان رکھو کہ جس شخص کی رغبت دنیا کیطرف ہوگی اور اوسمین طول امل کرے گا تو اوسی قدر اللہ تعالی اوسکو اندہا کرے گا اور جو کوئی اپنے امل بہی مختصر رکھے گا اور دنیا مین زہد کرے گا تو خداوند کریم اوسکو بے سیکھے علم دیگا اور بے کسی کے تبلائے ہدایت کرے گا اور یہ بہی دیکھو کہ تمہارے بعد عنقریب ایسے لوگ ہونگے کہ اونکے پاس سلطنت بدون ظلم وکشت وخون نہ ہوگی نہ توانگری بدون فخر اور بخل کے نہ محبت بدون غرض کے پس جو شخص تم مین سے وہ وقت پاوے اور باوجود قدرت تونگری کے فقر پر صبر کرے اور دشمنی اور ذلت کو باوجود قدرت محبت وعزت کے برداشت کرے اور اس صبر وتحمل سے بجز رضا مولی اور کچہہ مطلب نہو تو ایسے شخص کو خدا تعالی پچاس صدیقون کا ثواب عنایت فرماوے گا اور روایت ہی کہ ایک دفعہ حضرت عیسی علیہ السلام پر شدت سی مینہ پڑا اور بادل بہی گرجتا تہا آپ نے چاہا کہ کسی جگہہ پناہ لیا چاہیے دور سے ایک خیمہ نظر آیا آپ اوسکے پاس آئے معلوم ہوا کہ اوسمین کوئی عورت ہی اوسکو دیکہکر وہانسے دوسری طرف پہرے اور ایک پہاڑ کے درہ مین قصد جانے کا کیا دیکہا تو اوسمین شیر ہے آپ نے اوسپر ہاتہہ رکہکر فرمایا کہ آہی سب کا تو ٹہکانا بنایا ہے میرے لیے کوئی ٹہکانا نہین بنایا حکم ہوا کہ تیرا ٹہکانا میری رحمت مین ہے قیامت کو تیرا بیاہ سو حورون سے کرون گا جنکو مینے اپنے ہاتہہ سے بنایا ہے اور چار ہزار برس تک تیری ولیمہ کی دعوت کہلاؤنگا جنمین سے ایک دن دنیا کی عمر کی برابر ہوگا اور ایک منادی کو حکم کرونگا کہ پکارے جتنے دنیا کے زاہد ہین چلو عیسی بن مریم تارک دنیا کے ولیمہ مین شامل ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ دنیا والے کے حال پر بڑا افسوس ہے کہ کیسے اوسکے فریب مین آکر مرجاتا ہے اور اوسکو چہوڑ جاتا ہے دنیا تو اوسکو رسوا کرتی ہے اور وہ اوسپر اعتبار کرتا ہے اور بے خوف رہتا ہے اور بڑی حسرت اوسپر ہے جو دیکہکر کہا کرجس چیز کو برا جانتے ہین وہی اونکے سامنے آتی ہے اور اپنی محبوب چیزون سے جدا ہوجاتے ہین اور جو کچہہ اونسے وعدہ ہوا کرتا تہا وہ اوسوقت آپہونچتا ہی اور افسوس ہے اوسپر جو دنیا کو مدنظر رکہی اور خطاؤن کو دستور العمل بناوے کل کو گناہون کی فضیحت ورسوائی کا سامنا ہوگا اور روایت ہی کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بہیجی کہ ای موسی تیرا اس ظالمونکے گہر مین کیا کام ہی یہ تیرا گہر نہین اپنی ہمت کو اس سے علیحدہ کر اور اپنی عقل سے اس ہی جدا ہو یہ برا گہر ہے ہان جو شخص اسمین اچہے کام کریگا اوسکے لیے یہ اچہا گہر ہے ای موسی مین ظالم کی تاک مین لگا ہون یہانتک کہ اوس سے مظلوم کا عوض لون اور روایت ہی کہ حضرت ابو عبیدہ جراح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین مین بہیجا تہا وہانسے

ابن ابی الدنیا نے یہ حدیث مرسلا نقل کیا ہے اور دیلمی نے مسند الفردوس مین ابراہیم بن شعیب عن ابیہ عن جدہ اوس سے مرفوعا نقل کیا ہے ۱۲

بخاری ومسلم نے بروایت عمرو بن عوف بہ بہری الخ نقل کیا ہے ۱۲

اوسکی طرف نگاہ نہین فرماتا قیامت کے روز عرض کریگی کہ الٰہی آج اپنے کسی ادنیٰ ولی کے لیے مجھہ مین سے حصہ عطا فرما ارشاد ہوگا کہ او ناچیز چپ رہ دنیا مین تو مینے تجکو اونکے لیے پسند ہی نہین فرمایا کیا آج پسند کرونگا کہ تو اونکے پاس ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ مین مذکور ہے کہ جب اونہون نے اوس درخت مین سے کہایا تو اونکے پیٹ مین کچھہ گڑبڑ ہوا اور یہ بات جنت کی دوسری غذاؤن مین نہ تہی کہ کہانے سے حاجت پاخانہ ہو صرف اوسی درخت مین یہ تاثیر رکہی گئی تہی اور اسی وجہ سے ممانعت بہی ہوئی تہی غرضکہ قضا حاجت کے لیے گہومنا شروع کیا ایک فرشتہ کو حکم خداوندی ہوا کہ انسے پوچہو کیا چاہتے ہو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے یہ منظور ہے کہ میرے پیٹ مین جو بلا ہے اوسکو کہین ڈالدون فرشتے نے بموجب ایماء ربانی کہا کہ یہان کونسی جگہہ اس قابل ہے فرش اور تخت اور نہرین اور درختون کی سائی ہین انمین سے کوئی جگہہ اس قابل نہین اسکے لیے دنیا مین جاؤ اور ایک حدیث مین ہے کہ قیامت کے روز کچھہ لوگ ایسے آوینگے کہ اونکے عمل وادی تہامہ کے پہاڑون جیسے ہونگے اونکے لیے حکم ہوگا کہ دوزخ مین لیجاؤ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم وہ لوگ نمازی ہونگے آپ نے فرمایا کہ ہان وہ نماز بہی پڑہتے ہونگے روزے بہی رکہتے ہونگے اور کچھہ رات سے جاگتے ہونگے الا اونمین یہ بات ہوگی کہ جب دنیا کی ادنے چیز اونکے سامنے ہوتی تہی اوسپر کود پڑتے تہے اور بعض خطبون مین آپ نے ارشاد فرمایا اَلْمُؤْمِنُ بَیْنَ مَخَافَتَیْنِ بَیْنَ اَجَلٍ قَدْ مَضٰی لَا یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ صَانِعٌ فِیْہِ وَبَیْنَ اَجَلٍ قَدْ قَضٰی لَا یَدْرِیْ مَا اللّٰہُ قَاضٍ بِہٖ فَلْیَتَزَوَّدِ الْعَبْدُ مِنْ نَفْسِہٖ لِنَفْسِہٖ وَمِنْ دُنْیَاہُ لِاٰخِرَتِہٖ وَمِنْ حَیَاتِہٖ لِمَوْتِہٖ وَمِنْ شَبَابِہٖ لِہَرَمِہٖ فَاِنَّ الدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ وَاَنْتُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ مُسْتَعْتَبٍ وَلَا بَعْدَ الدُّنْیَا مِنْ دَارٍ اِلَّا الْجَنَّۃُ اَوِ النَّارُ اور حضرت عیسیٰ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ مومن کے دلمین دنیا و آخرت دونون کی محبت جمع نہین ہوتی جیسا ایک برتن مین آگ اور پانی نہین رہ سکتے اور روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کیخدمت مین عرض کیا کہ آپ کی عمر سب انبیا سے زیادہ ہوئی آپ نے دنیا کو کیسا پایا آپ نے فرمایا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک مکان کے دو دروازے ہین ایک مین سے مین اندر گیا اور دوسرے مین سے باہر نکل آیا سچ ہے ؎

دنیا خوابے ست زندگانے در وے	خوابے ست کہ در خواب بہ بینی آنرا

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت مین لوگون نے عرض کیا کہ آپ کوئی مکان بنوا لیجیے آپ نے فرمایا کہ ہمکو پہلے ہی لوگون کے کہنڈر کافی ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اُحْذَرُوا الدُّنْیَا فَاِنَّہَا اَسْحَرُ مِنْ ہَارُوْتَ وَمَارُوْتَ اور حضرت حسن رح سے مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ لَا دَارَ لَهُ وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ وَعَلَيْهَا يُعَادِي مَنْ لَا عِلْمَ لَهُ وَعَلَيْهَا يَحْسُدُ مَنْ لَا فِقْهَ لَهُ وَلَهَا يَسْعَى مَنْ لَا يَقِينَ لَهُ اور فرمایا مَنْ اَصْبَحَ وَالدُّنْيَا اَكْبَرُ هَمِّهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ وَاَلْزَمَ اللّٰهُ قَلْبَهُ اَرْبَعَ خِصَالٍ هَمًّا لَا يَنْقَطِعُ عَنْهُ اَبَدًا وَشُغْلًا لَا يَتَفَرَّغُ مِنْهُ اَبَدًا وَفَقْرًا لَا يَبْلُغُ غِنَاهُ اَبَدًا وَاَمَلًا لَا يَبْلُغُ مُنْتَهَاهُ اَبَدًا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو ارشاد فرمایا کہ مین تجکو دنیا اور مافیہا دکہا دون مینے عرض کیا کہ بہت بہتر آپنے میرا ہاتہہ پکڑا اور مدینہ مطہرہ کے ایک جنگل مین تشریف لائے وہان ایک جگہہ کہوپریان اور پاخانہ اور ہڈیان وچیتہڑے پڑے تہے آپنے فرمایا کہ اے ابوہریرہ یہ کہوپریان ایسے ہی چاؤ کیا کرتی تہین جیسے تم کرتے ہو اور ایسے ہی امل کیا کرتی تہین جیسے تم کرتے ہو آج ایسی ہوگئین کہ اونپر چمڑا بہی باقی نہین اب چند روز مین راکہہ ہوجاوین گی اور پاخانہ جو دیکہتے ہو یہ اونکی غذا تہی نہ معلوم کہان کہان سی کماکر کہایا تہا آج ایسا ہوگیا کہ تمکو اس سے نفرت ہی اور یہ چیتہڑے اونکی پوشاک کے ہین کہ ہوا سے مارے مارے پہرتے ہین اور یہ نلیان اونکے چوپایون کی ہین جنپر چڑہ چڑہ شہر بشہر پہرا کرتے تہے پس جب یہ انجام اس دار ناپائدار کا ہے تو مقام عبرت وگریہ ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم جب تک خوب نہ رولیے تب تک وہان سے نہ ٹلے ؎

گذر ناگاہ جب میرا ہوا شہر خموشان مین	عجب نقشہ نظر آیا وہان شاہان عالم کا
کہین آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تہا	کہین ٹوٹا پڑا تہا کاسہ سر خاک مین جم کا

اور روایت ہی کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو اونکو ارشاد فرمایا کہ اِبْنِ لِلْخَرَابِ وَلِدْ لِلْفَنَا اور حضرت داؤد بن ہلال رح فرماتے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صحیفون مین مرقوم ہے کہ اے دنیا تو صلحا کے نزدیک بڑی ذلیل ہے جنکے لیے تو بن سنور کر سامنے ہوتی ہے مینے اونکے دلون مین تیرا بغض ڈالدیا ہے اور تیری طرف سے اعراض کوئی خلقت مینے تجہسے زیادہ ذلیل نہین بنائی تیری ہر ایک حالت ذلیل ہے اور آخر کو فنا ہوگی اور جس روز مینے تجکو پیدا کیا اوسی روز حکم کرچکا ہون کہ تو کبہی کسیکے پاس نرہے گی نہ کوئی تیرے پاس رہے گا گو کیسا ہی بخل وامساک کرے خوشا حال اون نیک لوگون کا جنکے دلمین میری رضا اور ضمیر مین راستی واستقامت ہو اونکا عوض اور ثواب میرے پاس یہ ہوگا کہ جب قبرون سے اوٹہکر میری طرف چلین گے تو آگے آگے نور ہوگا اور فرشتے گرد ہونگے جسقدر رحمت کی وہ مجہسی توقع کرتے ہونگے اوسیقدر اونکو عطا کرون گا اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو جب سی اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے جب سی ادہر مین ہے

ہڈیان لیکر فرمایا کہ هٰذِهِ الدُّنْيَا اسمین یہ ارشاد ہے کہ زینت دنیا بھی ان کپڑونکی طرح جلد کہنہ ہوجاویگی اور جو جسم دنیا مین پرورش پاتے ہین وہ ان ہڈیون کی طرح سڑگل جاوین گی اور ایک حدیث مین فرمایا اِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ لَمَّا بُسِطَتْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَهُدِيَتْ مَا هُوَ فِي الْحُلِيَّةِ وَالنِّسَاءِ وَالطِّيبِ وَالثِّيَابِ اور حضرت عیسی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دنیا کو اپنا مالک مت بناؤ وہ تمکو غلام بنالے گی اور اپنا خزانہ ایسے کے پاس جمع کرو جو تلف نکرے یعنے دنیا مین خزانہ والے پر آفت کا خوف رہتا ہے جسکا خزانہ خدا کے پاس ہوگا اوسکو کچھہ آفت کا خوف نہین اور یہ بھی اونہین کا ارشاد ہے کہ اے گروہ حواریین مینے تمہارے لیے دنیا کو اوندہے منہ کر دیا ہے ایسا نہو کہ میرے بعد تم اوسکو اٹھاکھڑا کرو دنیا کی خباثت مین سے ہے کہ آدمی اسکے لیئے خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور جب تک یہ نہین چھوٹتی آخرت نہین ملتی دنیا کو گذرگاہ سمجھو اور مسافرون کی طرح سے اوسپر گذر جاؤ عمارت وغیرہ نہ بناؤ اور جان رکھو کہ سب برائیون کی جڑ دنیا کی محبت ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک گھڑی کی خواہش نفس بہت دنون کے رنج کا موجب ہوتی ہے اور یہ بھی اونہین کے ارشادات مین سے ہے کہ تمہارے لیے دنیا اوندہے منہ پڑی ہے اور تم اوسکی پشت پر ہو تو چاہیے کہ دنیا کی باب مین بادشاہ اور عورتین تمہارا مقابلہ نکرین یعنے بادشاہون سے دنیا کے لیے مت جھگڑو کیونکہ جب تم اونسے اور اونکی دنیا سے غرض نرکھوگے وہ تمہارے درپے نہونگے اور عورتون سے بچاؤ کیصورت نماز و روزہ سے ہے اور یہی فرمایا کہ دنیا بعضون کی خود طالب ہے اور بعضے اوسکی طالب ہین پس جو لوگ طالب آخرت ہین اونکی تو دنیا زندگی بھر طالب ہے اور جو طالب دنیا ہین اونکو آخرت بلاتی رہتی ہے یہانتک کہ موت آکر گردن پر سوار ہوجاتی ہے اور حضرت موسی بن یسار سے یہ حدیث مروی ہے اِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لَمْ يَخْلُقْ خَلْقًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَاِنَّهُ مُنْذُ خَلَقَهَا لَمْ يَنْظُرْ اِلَيْهَا اور روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام ایک بنی اسرائیل کے عابد کے پاس تشریف لیگئے لشکر آپ کی ہمرکاب تھا دہنے بائین جن اور آدمی پرے باندہے تھے اور جانور اوپر سے سایہ کیے تھے عابد نے عرض کیا کہ اے ابن داؤد خداوند کریم نے تمکو بڑی سلطنت عنایت فرمائی آپ نے سنکر فرمایا کہ مومن کے نامۂ اعمال مین ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا اس تمام کروفر سے بہتر ہے کیونکہ یہ کچھہ جو مجکو ملا ہی سب فانی چیز ہے اور اللہ کا ذکر ساتھہ رہنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند جل وعلا ارشاد فرماتا ہے اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ اس سے یہ غرض ہے کہ آدمی کہا کرتا ہے کہ یہ میرا ہے یہ میرا ہے حالانکہ اوسکا اوسیقدر ہے جو کہانے مین کھو دیا یا پہنکر اوڑا دیا یا خیرات دیکر جمع کر دیا اور فرمایا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ

مثالین اور حقیقت اور اوسکے معنونکی تفصیل اور اوسکی کامونکی اقسام ذکر کرتے ہین اور نیز جس وجہ سے کہ حاجت اوسکی طرف ہوتی ہے اور جس باعث سے کہ لوگ اوسمین مشغول ہو کر خدا سے پھر جاتی ہین اوسکو بھی لکھین گے

بیان اول دنیا کی مذمت مین

کلام مجید مین آیات مذمت دنیا کی بہت ہین اور اکثر جا لوگونکو اوسکی طرف سے اعراض کرنے اور آخرت کیطرف رجوع کرنے کا حکم ہے بلکہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی بھیجنے سے بھی صرف یہی مقصود ہے اس لحاظ سے کلام اللہ سے اسکی سند لانے کی ضرورت نہین صرف چند احادیث جو اس باب مین وارد ہین اونکو لکھے دیتے ہین روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری پر گذرے اور اصحاب رض سے فرمایا کہ یہ بکری اپنے مالک کی نزدیک ذلیل ہے یا نہین انہون نے عرض کیا کہ اگر ذلیل نہوتی تو یہان کیون ڈالدیتے آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکریسے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کر برابر ہوتی تو کافر اوسمین سے ایک گھونٹ بھی نہ ملتا اور دوسری حدیث مین فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ اور فرمایا اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَافِیْهَا اِلَّا مَا کَانَ لِلّٰهِ مِنْهَا اور حضرت ابو موسی اشعری سے یہ حدیث مروی ہے مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی اور فرمایا حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ اور زید بن ارقم رض فرماتے ہین کہ ہم حضرت ابو بکر رض کے ساتھ تھے کہ اونہون نے پانی مانگا لوگ پانی شہد مین ملا ہوا لائے جب آپ نے منہ سے لگایا خوب روئے یہان تک کہ سب ساتھی بھی رونے لگے اور رو کر چپ ہو گئے مگر حضرت صدیق رض چپ نہوئے اور برابر روتے رہے حتی کہ لوگون نے جانا کہ ہم سبب گریہ بھی نہ پوچھ سکین گے پھر آپ نے اپنی آنکھین پونچھ ڈالین لوگون نے عرض کیا کہ اے نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس سبب سے روئے تھے آپ نے فرمایا کہ مین ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا مینے دیکھا کہ آپ کسی سے فرماتے ہین کہ میرے پاس سے دور ہو حالانکہ وہان کوئی نہ تھا مینے عرض کیا کہ آپ کسکو دفع کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اسوقت دنیا مجسم ہو کر میرے سامنے آئی مین نے اوسکو کہا کہ مجھسے علیحدہ رہ وہ پھر آئی اور مجھسے کہنے لگی کہ اگر آپ مجھسے بچے رہین گے تو آپ کی بعد کے لوگ تو نہین بچین گے اور ایک حدیث مین ہے یَا عَجَبًا کُلَّ الْعَجَبِ لِلْمُصَدِّقِ بِدَارِ الْخُلُوْدِ وَهُوَ یَسْعٰی لِدَارِ الْغُرُوْرِ اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھورے پر کھڑے ہوئے اور لوگون کو ارشاد فرمایا کہ آؤ دنیا دیکھو اور اوس گھورے پر سے ایک سڑا ہوا کپڑا اور گلی ہوئی

۱ ابن ماجہ عاصم بن عدی سے ۲ مسلم سہل بن سعد سے ۳ دنیا ہمون کا قید خانہ اور کافرون کی بہشت ۴ مسلم بروایت ابو ہریرہ رض ۵ دنیا ملعون ہے اور جو چیزین ہین وہ بھی ملعون ہین ۶ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ رض ۷ جو اپنی دنیا کو دوست رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا ضرر پہنچاتا ہے ۸ باقی بیہقی کی روایت سے ۹ بیہقی و طبرانی بروایت ابن ابی الدنیا ۱۰ ابن ابی الدنیا بروایت حسن ۱۱ ابن ابی الدنیا بروایت ابن ابی جعفر رض ۱۲ ابن ابی الدنیا بروایت ابو سعید رض

برابھی نجانے اور پھر معاف کر دیا جاوی اور اس بیانسے یہ ظاہر ہوا کہ آدمی کو دشمن کے ساتھہ تین حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ بحسب مقتضائے طبع اوسکی برائی چاہی مگر اس برائی چاہنے کو عقل سے برا سمجھے اور اپنے اوپر غصہ کرے اور اس بات کا کوئی بہانہ ڈھونڈھے جس سے یہ خواہش دلسے جاتی ہے تو یہ قسم حسد کی قطعاً معاف ہی اسلیے کہ آدمی کے اختیار مین اس زیادہ کچھہ نہین دوسرے یہ کہ دل مین اوسکی نعمت کے زائل ہونے کی محبت ہو اور اوسکی برائی سے خوشی ظاہر کرے خواہ زبانسے یا اور اعضا سے تو یہ حسد یقیناً ممنوع ہے تیسرے یہ کہ حسد صرف دلسے کرے اور اوسکو برا نسمجھے اور نہ اپنی نفس پر اسوجہ سے غصہ کرے الا اعضا ظاہری پر حسد کا ظہور کچھہ نہو اور مقتضائے حسد سے کوئی فعل اختیاری نکرے تو اس قسم مین اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہے کہ اسی قسم مین بقدر قوت وضعف محبت زوال نعمت کی گناہ ہوگا واللہ اعلم والحمد رب العالمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

چھٹا باب دنیا کی مذمت کے بیان مین اس مین پانچ بیان ہین

زبان عے ہی حمد وثنا کا بجز واسع مشہور	اس ورطہ سے ہو پار کوئی کیا مقدور ہے
احسن ہے کہ مین اوسکے نہو کر درپے	دنیا کی برائیان کرون کچھہ مذکور ہے

واضح ہو کہ دنیا اللہ کی اور اوسکے دوستون اور دشمنون کی سب کی دشمن ہے اللہ کی دشمن اسلیے ہے کہ اللہ کے بندونکو اوسکا راستہ نہین چلنے دیتی ہے رہزنی کرتی ہی اسی جہت سے جب سے اللہ تعالی نے اوسکو پیدا کیا ہے اوسکی طرف نگاہ بھر کر نہین دیکھا اور دوستان خدا کی اسوجہ سے دشمن ہے کہ اوسے سامنے بڑی ترک اور ارائش سے بن بن کر آتی ہے اور اپنے چھلاوے دکھلاتی ہے کہ کسیطرح شیفتہ ہو جاوین اونکو اوسکے علیحدہ کرنے مین بہت صابر کرنا پڑتا ہے اور دشمنان خدا کی اسلیے دشمن ہے کہ اوسنے اپنے مکر وفریب سے اونکو بتدریج پھنسا لیا یہانتک کہ وہ اسپر اعتماد کر بیٹھے لیکن پھر وہ ایسا اون کو محتاج کریگی کہ بجز حسرت وندامت کچھہ ساتھہ نہ لیجا سینگے اور ابدالآباد کی سعادت سے محروم رہینگے دنیا کی جدائی سے جداغ بدل ہونگے اور آخروی مصائب مین جدا پادر گل اگر فریاد کرینگے تو یہ جواب سنینگے اُخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ اور اس آیت کی مصداق بنین گی اُولٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ جب دنیا کی آفات وشرور کا یہ حال ہے تو اولا اوسکی حقیقت اور ماہیت کا پہچاننا بہت ضروری ہی اور یہ کہ باوجود عداوت کے اوسکی پیدا ہونے مین کیا حکمت ہی اور اسکی فریب اور شرور کے راستونکو بھی معلوم کرنا لابدی ہے اسلیے کہ جو بدی کو جانتا ہی نہین اوس سے کسطرح بچیگا بلکہ تعجب نہین کہ اوسمین مبتلا ہو جاوے اسی لیے ہم دنیا کی مذمت اور

واجب ہوتا ہی جہان اسباب کا ظہور اعضاء ظاہری پر ہو اب اگر باوجود اعضاء ظاہری کے روکنے
کے اپنے نفس کے اوس حالت کو بہی برا سمجہو کہ دوسرے کی نعمت کا زائل ہونا کیون پسند کرتا ہی یہانتک
کہ گویا نفس پر اسوجہ سی غصہ کرو تو یہ برا سمجہنا عقل کی جانب سے ہوگا یعنی طبیعت کیطرف سے جو خواہش زوال
نعمت پائی جاویگی اوسکو برا جاننا عقل کیطرف سے ہوگا اس صورت مین جو امر تمپر واجب تہا وہ کر گذرے
اگر اسی زیادہ اور کچہہ اختیار مین نہین ہوتا اور اسطرح پر طبیعت کا بدلدینا کہ اوسکے نزدیک موذی
اور محسن ایک سے ہوجاوین اور خواہ اونپر خوشی آوے یا مصیبت ٹوٹ پڑی اوسکا یکسان حال ہی یہ امر
طاقت طبعی سے باہر ہے بشرطیکہ آدمی دنیا کی لذات مین پہنسا رہے ہان اگر اللہ تعالی کی محبت مین
ڈوبا رہیگا اور شراب عشق حقیقی سے متوالا بنے گا تو ایسا حال ہوجاوے گا کہ بندون کی جدی جدی
احوال کیطرف توجہ نرہے گی سبکو ایک ہی آنکہہ سے دیکہے گا یعنے سب پر نظر رحمت ہی کرے گا اور سب
کو مخلوق خدا اور اونکی افعال کو افعال خدا سمجہیگا اور کل مخلوق کو مسخر حکم الٰہی جانیگا اور یہ حال اگر
کسیکو میسر بہی ہوتا ہی تو دائمی نہین بجلی کی چمک کیطرح آناً فاناً گذر جاتا ہے پہر قلب اپنی حالت
طبعی کیطرف آجاتا ہے اور دشمن جانی شیطان لعین پہر وہی وسوسہ ڈالنا شروع کرتا ہی پس اگر اوس
مردود کے مقابلہ مین بزور عقل اوسکی باتکو برا جانیگا تو جو امر اسکے ذمہ واجب ہے اوسکو ادا کرچکا اور بعضونکا
قول ہے کہ جب تک حسد کا ظہور اعضاء ظاہری مین نہو تب تک گناہ نہین ہوتا اسلیے کہ حضرت حسن رض
سے کسی نے حسد کو پوچہا تو آپ نی فرمایا کہ اوسکو پوشیدہ رکہنا چاہیے اس سے کچہہ ضرر نہین ہونیکا جب تک
کہ ظاہر نہ کروگی اور بعضون نے اس روایت کو اونسے موقوف اور مرفوع بیان کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
وسلم نی فرمایا ثَلَاثَةٌ لَا يَخْلُو مِنْهُنَّ مُؤْمِنٌ وَلَهُ مِنْهُنَّ مَخْرَجٌ فَمَخْرَجُهُ مِنَ الْحَسَدَانِ لَا يَبْغِي مگر
بہتر یہ ہے کہ اس سی مراد وہی لیجاوی جو ہم اوپر لکہہ چکے ہین یعنی دین اور عقل کی جانب سی بمقابلہ محبت
طبعی حسد باطنی کی برائی بہی دلمین ہو اور اسی برائی کی جہت سی بغی اور ایذا سے باز رہے کیونکہ جتنی
حدیثین کہ حسد کی مذمت مین وارد ہوئی ہین بظاہر اسی بات پر دلالت کرتے ہین کہ سب قسم کے
حاسد گناہگار ہین علاوہ اسکی حسد صفت قلب کا نام ہی نہ افعال کا اس سی صاف ظاہر ہے کہ جو
مسلمان کی برائی چاہے وہ بالضرور حاسد ہی خلاصہ یہ کہ اگر آدمی صرف دلسی حسد کرے اور ظاہر
مین اوسکا اثر نہو تو اسطرحکی حسد کی گناہ ہونی مین اختلاف ہی الا ظاہر آیات و احادیث سے وہی
معلوم ہوتا ہی جو ہم لکہہ چکے ہین اور معنون کی جہت سی بہی کچہہ ایسا ہی سمجہا جاتا ہی اسلیے کہ بہت بعید
معلوم ہوتا ہی کہ ایک آدمی دوسری مسلمان کی برائی کا دلسے خواہان ہو اور اس خواہش کو

اور جست ہے اور اس ذلت سے بچاؤ کی صورت دو ہی طرح پر ہے یا تو سب کام مرضی کے موافق ہو یا جو کچھہ ہو جاوے اوسپر راضی ہوا مر اول اپنے اختیار مین نہین نہ تکلف اور مجاہدہ اوسمین کار آمد اسلیے دوسری بات مجاہدہ وریاضت سے حاصل ہوسکتی ہے ہر ایک عاقل کو اوسکا حاصل کرنا واجب ہے یہ علاج بطور اجمال بیان ہوا اور مفصل علاج جس سے اسباب حسد کی بیخ کنی ہو یعنی کبر اور عزت نفس اور امور بیہودہ پر اصرار بیجا وغیرہ انکی تفصیل اور ہر ایک سبب کا علاج انشا اللہ اپنے اپنے موقع پر آوے گا کیونکہ اس مرض کا مادہ یہی اسباب ہین اور روگ بدون قطع مواد کے نہین جاتا پس شخص اون علاجونکو دستور العمل بناوے گا تو اور کچھہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہوگا کہ دل مین تسکین اور ٹھنڈک ہو جاوے اور مواد کے رہتے ہوئے تسکین حاصل ہونی باوجود سخت محنت کے بھی دشوار ہے مثلاً فرض کرو کہ کوئی شخص محبت جاہ رکھتا ہے جو اسباب حسد مین سے ہے تو ضرور اپنے حریف پر حسد کرے گا اور اوسکی نسبت لوگون کے دلون مین زیادہ جگہہ کرنی چاہے گا اور اگر وہ زیادہ تر مقبول ہوگا تو اوسکو البتہ رنج ہوگا غایت یہ کہ اپنے ہاتھہ وزبان سے اس غم کا اظہار نہ کرے اور پی جاوے مگر یہ نہین ہوسکتا کہ محبت جاہ بھی باقی ہو اور حسد نہ رہے

سولھوان بیان اوس مقدار حسد کا جسکا دور کرنا دل مین سے واجب ہے

جاننا چاہیے کہ ایذا دہندہ کے اوپر آدمی کو طبعاً غصہ آتا ہے مثلاً اگر تمکو کوئی ایذا دے تو تم سے نہ ہوسکیگا کہ اوس سے بغض نہ رکھو یا اوسپر کوئی نعمت آجاوے تو برا نہ جانو اور نیکی وبدی مین اوسکا حال اپنے نزدیک برابر سمجھو بلکہ دونون حالون مین ہمیشہ فرق معلوم ہوگا اور شیطان بھی علی الدوام حسد کی طرف کھینچتا رہے گا لیکن اگر اوسکا جذبہ غالب پڑجاوے گا حتی کہ ظہور حسد تمہارے قول وفعل اختیاری مین ہونے لگے تو تم حاسد اور گناہگار ٹھہروگے اور اگر اپنے ظاہر کو بالکل ایسے امور سے روکے رکھوگے مگر باطن مین خواہان اسبات کے ہوگے کہ نعمت اوسکی جاتی رہے اور اسبات کو برا جانتے ہوگے تب بھی حاسد اور عاصی ہوگے اسلیے کہ حسد قلب کی صفت ہے صفت فعل نہین جیسا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہے [1] وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا اور فرمایا [2] وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً اور فرمایا [3] إِن تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ اور فعل جو حسد سے سرزد ہوتے ہین مثل غیبت اور جھوٹ وغیرہ کے وہ عین حسد نہین ہین بلکہ محل حسد کا قلب ہی ہے اعضاء ظاہری اوسکے محل نہین ہان اتنا فرق ہے کہ اس قسم حسد مین جو اقوال وافعال ظاہری مین نہ آوے اور دل ہی مین رہے کوئی حق عبد نہین ہے کہ اوسکا معاف کرانا واجب ہو بلکہ خدا کے نزدیک گناہگار ٹھہرتا ہے اور معاف کرنا وہان

---

[1] اور انہین اپنے سینون مین اوس چیز کی حاجت نہ ہوگی جو اوس [2] چاہتے ہین کہ تم کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے [3] اگر تمکو کوئی بھلائی پہنچے تو انکو برا لگے

تو خود مقتول ہوتی یہ تو حال صرف حسد کے گناہ کا ہے اس سی اون چیزونکو خیال کرنا چاہیے جو حسد کے
باعث پیدا ہوتے ہین یعنے اختلاف اور انکار حق اور دست و زبان کا فواحش پر چلنا اور دل کے پہپولے
پہوڑنے وغیرہ غرضکہ یہ وہ مرض ہی جس سی پہلی قومین ہلاک ہوئی ہین یہانتک علاج علمی تہا پس جب
آدمی ذہن صاف اور حضور قلب سی اوسکو سوچے گا حسد کی آگ تہ دل مین فرو ہو جاویگی اور جانے گا
کہ یہ بلا میرے نفس کی مہلک ہی اور میرے دشمنون کی خوش کرنے والی اور پروردگار عالم کی ناخوش
کرنے والی اور عیش کی مکدر کرنے والی اب علاج عملی کو سننا چاہیے کہ جس کام کو حسد مقتضی ہو اوسکی
خلاف عمل کرے خواہ قول ہو یا فعل مثلاً اگر حسد اس بات کو چاہے کہ محسود کی برائی بیان کیجیے تو اپنی
زبان سے بزور اوسکی مدح و ثنا کرے اور اگر حسد کے مارے تکبر کو جی چاہے تو بتکلف اوس سی بتواضع اور عذر
پیش آوے اور اگر حسد مقتضی اوسکی نہ دینے کے ہو تو جتنا پہلے دیتا تہا اوس سے زیادہ دینے کی عادت کرے
جب یہ باتین کوشش اور اجتہاد سے کرے گا اور محسود کو معلوم ہو جاوے گا تو وہ راضی ہو جاویگا
اور محبت کرنے لگے گا اور جب اوسکی طرف سے محبت ہوگی تو حاسد کو بہی خواہ نخواہ محبت پیدا ہوگی اور اسکے
اتفاق سے بالکل مادہ حسد کا منقطع ہو جاوے گا اسلیے تواضع اور مدح و ثنا اور نعمت پر اظہار سرور ہے
نعمت والے کا دل کہچ آتا ہے اور غلام بنجاتا ہے اور بمہربانی پیش آتا ہے اور اونکے عوض مین سلوک
کرنا چاہتا ہے جب اوسکی طرف سے سلوک ہوتا ہے تو دوسری طرف سے بہی انسان بندہ احسان کا مضمون
پیش ہو کر جو باتین بتکلف سرزد ہوتی تہین اب طبعاً ہونے لگتی ہین اور اس باب مین شیطان حاسد کو
یہ دہوکہا دیتا ہے کہ اگر تو تواضع اور ثنا کریگا تو محسود کی نظرونمین عاجز یا ذلیل یا خوفناک یا منافق
ٹہرے گا تو آدمی کو چاہیے کہ اس فریب مین نہ آوے بلکہ یون جانے کہ خوش معاملگی خواہ تکلفاً ہو یا طبعاً
عداوت طرفین کو فرو کر دیتی ہے اور حسد کے دانت کہٹی ہو جاتے ہین دل الفت و محبت کی طرف
رجوع کرتا ہے اور رنج و عذاب حسد سے اور بغض کے دکہہ سے راحت پاتا ہے یہ علاج حسد کا ہے اور
نہایت مفید ہے اسلیے کہ شدت سی تلخ ہے اور ع کہ داروی تلخ ست دفع مرض خود مشہور ہی پس جو شخص
تلخی دوا پر صبر نہ کرے گا وہ شیرینی شفا بہی نہ چکہیگا اس دوا کی تلخی جبہی آسان معلوم ہوتی ہے جب آدمی
اون باتون کو سوچے جو اوپر مذکور ہوئین اور اللہ تعالی کے حکمون پر بزور راضی رہے اور ثواب رضا کا
طالب اور اپنے آپ کو وہی منظور ہو جو خدا کو منظور ہو اپنے نفس سے یہ بات نکالدی کہ کوئی چیز میری مرضی
کے خلاف نہو کیونکہ اگر یہ بات دل مین جمی رہیگی تو گویا ان ہوت بات کا خواہان ہوگا اسلیے کہ اس امر
کی طمع کرنی کہ سب کام میرے حسب مراد ہون سراسر فضول ہے اور چونکہ مراد کا نملنا بہی ایک طرح کی ذلت

حسد کسطرح محبت کے ثواب سے محروم رکھا اور اسی پر اکتفا نکی بلکہ دوسرے کا بغض بھی دلمین ڈال کر
اوسکو نظر وُمین بُرا کر دیا یہانتک کہ گناہ گار ٹھہرایا اور حاسد کی گناہ مین کیا شک ہی مثلاً اگر کسی عالم سے
حسد کرے اور یہ چاہے کہ کسیطرح اس سے دین مین بھول ہوجاوے اور اوسکی چوک ظاہر ہو کر رسوا
ہووے یا بولنے مین بند ہوجاوے یا بیمار پڑکر درس وتدریس سے باز رہے تو اس سے بڑھکر اور کیا
گناہ ہوگا ہان اگر آدمی عالم کے درجہ کو نہ پہونچے اور اس وجہ سے غمگین ہو تو گناہ اور عذاب اخروی سے
محفوظ رہے گا حدیث شریف مین ہے کہ خبث کے لوگ تین قسم ہین اَلْمُحْسِنُ وَالْمُحَبُّ لَهٗ وَالْكَافُّ عَنْهُ
یعنی تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو محسن سے ایذا دور کرین ایذا سے غرض ایذا جسمانی اور حسد اور بغض اور
کراہت وغیرہ ہین لیکن مثال مذکورۂ بالا مین شیطان نے حاسد کو تینون قسمون مین سے ایک کو بھی
نچھوڑا تو حاسد کے حسد نے تو دشمن پر کچھہ بھی اثر نکیا مگر شیطان کی حسد اوسکے نفس پر کام کر گئی یہانتک
کہ خواب یا بیداری مین حاسد کا حال اوسپر منکشف ہوجاوے تو یون معلوم ہوگا کہ اپنے دشمن کیطرف
تیر پھینک رہا ہے کہ اوسکو قتل کرے لیکن اول تیر جو مارا تو اوسکے لگا بلکہ اسیکی دہنی آنکھہ مین لوٹ کر آلگا
پھر غصہ ہوکر دوسرا جو مارا وہ بھی اچٹ کر اسکی بائین آنکھہ مین لگا پھر اور جھنجھلا کر تیسرا تیر مارا وہ بھی ہٹ کر
اسکے سر مین آلگا اسیطرح بار بار یہ اوسکو تاک تاک مارتا ہے مگر ہر دفعہ اسیکے پھر کر لگتا ہے وہ بہرحال سالم
ومحفوظ رہتا ہے اور اسکے حرکات پر ہنستا ہے اور تالیان بجاتا ہے تو محسود اور شیطان حاسد کا اسیطرح
تمسخر کرتے ہین بلکہ اگر غور کیا جاوے تو حاسد کا حال تیر انداز کی نسبت زیادہ بُرا ہے کیونکہ تیر سے صرف
نقصان آنکھو نکا یا اور اعضاء ظاہری کا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض اوسوقت نہ جاتی تو مرنے کی بعد فنا
ہوجاتے اور حاسد کے اوپر گناہون کی بوچھار ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد بھی اسکا رنج ساتھہ رہے گا اور کیا
عجب ہے کہ غضب خداوندی دوزخ مین پہونچا دے پس دنیا مین اندھا ہوکر رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ
آنکھو نکے ہوتے دوزخ مین جاوے اور اونکو آتش دوزخ کہاوے اس بات کو خیال کرنا چاہیے کہ
اللہ تعالی نے حاسد سے کیا بدلہ لیا یہ یون چاہتا تھا کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہی خدا نی
اوسکے پاس سے تو نکھوئی اسیکے پاس سے کھودی یعنے گناہ سے بچا رہنا اور غم والم سے سلامت رہنا
بڑی نعمت تھی حاسد کو اسنے محروم کر دیا چنانچہ خود فرماتا ہے وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اور کیا شر
ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس بات کی تمنا دشمن کے لیے کرتا ہے خود اوسمین مبتلا ہوتا ہے بلکہ ایسا بہت کم
ہوتا ہے کہ جو دوسرے کی بُرائی چاہے خود اوسمین مبتلا نہو چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین
کہ جو چیز مینے کبھی حضرت عثمان رضہ کیواسطے تمنا کی وہ مجھپر پڑی یہانتک کہ اگر مین اونکی قتل کی تمنا کرتی

ف ایک احسان کرنیوالا دوسرا اوسکی محبت کرنیوالا تیسرا اوسکی طرف سے مدافعت کرنیوالا یعنی مصائب کو ٹالنیوالا سنہ نہمین ط ۱۲

ف اور برائی کا وبال اوسے داوالون پر ۱۲

اگر اوسکو معلوم ہو جاوے کہ حاسد کو رنج حسد سے نجات ہو گئی تو اوسپر گویا مصیبت ٹوٹ پڑی اب اگر ان باتونکو حاسد تامل کرے تو جان لے کہ مین قطعی اپنے نفس کا دشمن ہون اور دشمن کا خیر خواہ اسلیے کہ ایسی بات کی جسمین اپنا سراسر ضرر دنیا و آخرت مین ہوا اور دشمن کا نفع دونون جہان مین ہوا اور خالق و مخلوق کے سامنے برا ٹھہرا اور حال و مآل مین بدبخت ہوا اور محسود کی نعمت جون کی تون بنی رہی پہر اسی پر بس نہین کی کہ دشمن کا کام بنگیا بلکہ ایک اور زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ جو سب سے زیادہ دشمن ہے یعنی ابلیس اوسکو بہی نہایت شادمانی ہوئی اسلیے کہ شیطان جب کسی شخص کو علم اور ورع اور جاہ اور مال کی نعمت سے مشرف پاتا ہے اور دوسرے کو محروم تو ڈرتا ہے کہ کہین ایسا نہو کہ یہ دوسرا شخص اوس سے محبت کرنے لگے اور اوسکو بہی وتنا ہی ثواب ملے اسلیے اوسکی دل مین بغض ڈالدیتا ہے کہ محبت کے ثواب سی محروم رہے جیسا کہ عمل کے ثواب سی محروم رہا ہے اخبار سی ثابت ہے کہ جو شخص مسلمانون کی بہتری چاہے اوسمین وہ بہی شریک رہتا ہے چنانچہ ایک اعرابی نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلان شخص قوم سے محبت رکہتا ہی حالانکہ اونکے پلہ کا نہین آپ نی فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور ایک روز اثناء خطبہ مین ایک اعرابی آپ کی سامنے کہڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی آپ نے پوچہا کہ تونے اوسکا کیا سامان کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ مینے اوسکے لیے کچہہ بہت سی نمازین یا روزے تو نہین جمع کیے الا اللہ تعالی اور اوسکے رسول کریم سے محبت رکہتا ہون آپ نی ارشاد فرمایا اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ حضرت انس رح راوی حدیث فرماتے ہین کہ جیسی خوشی مسلمانونکو اوس روز ہوئی ویسی کبہی نہوئی تہی یعنی اس جہت سی کہ اکثر اونکا اعتماد اللہ و رسول کی محبت پر تہا ؎

چہ غم دیوار امت را کہ باشد چون تو پشتیبان	چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ہم رسول کریم اور ابوبکر رض و عمر رض سے محبت رکہتے ہین گو اون کی سے عمل نہین کرتے اسی محبت کی باعث خدا کی ذات سے توقع ہے کہ ہم اونکے ساتہہ ہی ہونگے اور حضرت ابو موسی رض فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا کہ فلان شخص خود تو نماز و روزہ ادا نہین کرتا مگر نمازیون اور روزہ دارونسے محبت رکہتا ہے آپ نی فرمایا ہُوَ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور ایک شخص نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح سے کہا کہ یہ بات پہلی سے مشہور ہے کہ اگر آدمی سے ہو سکے تو عالم ہو عالم نہو سکے تو متعلم ہو متعلم بہی نہو سکے تو اونسے محبت ہی رکہے اور اگر محبت بہی نرکہہ سکی تو بغض ہی نکرے آپ نی فرمایا سبحان اللہ خداوند کریم نے بڑی راہ نکالدی ہے اب تامل کرنا چاہیے کہ ابلیس نے بباعث

۱ آدمی اوسکے ساتہہ ہے جسکو چاہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود ۱۲

۲ تو اوسکے ساتہہ ہے جسکو تو دوست جانتا ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت انس رض ۱۲

۳ وہ اوسکے ساتہہ ہی جس سے وہ محبت رکہتا ہی ۱۲ بخاری و مسلم بالفاظ دیگر مختصراً ۱۲

تو ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہمنے ازل مین مقدر کر دیا ہے اوسکی تبدیل کی کوئی صورت نہین جینا اقبال وعہدہ سکا لکھا گیا وہ ضرور ہوگا تمکو اگر برا معلوم ہو اوسکے سامنے سے ٹل جاؤ غرض جب نعمت کا زوال حسد سے نہین ہوتا تو محسود کو دنیا مین کیا ضرر ہے اور آخرت مین کونسا گناہ اور اگر یہ گمان ہو کہ شائد حسد کی باعث نعمت اوسکے پاس سے جاتی ہی رہی تو اسمین اپنے نفس کا دشمن ہونا ہے کیونکہ آخر کوئی حاسد کا بھی دشمن ہوگا جو اوسپر حسد کرتا ہو تو اگر حسد ہی سے نعمت جاتی رہا کرے تو دنیا مین کوئی بھی ایسا نرہے جسکے پاس خدا تعالی کی نعمت ہو بلکہ نعمت ایمان سے بھی کوئی بہرہ ور نہو کیونکہ کافر تو مسلمانونکی حسد ایمان ہی پر کیا کرتے ہین جیسا کہ قرآن مجید مین ہے وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم پس جسکو یہ تمنا ہو کہ میرے حسد کے باعث دوسری کی نعمت جاتی رہی وہ گویا یہ چاہتا ہی کہ مجھسے کفار کی حسد کی باعث نعمت ایمان سلب ہوجاوے اور اسیطرح اور نعمتونکو قیاس کرنا چاہیے اور اگر حاسد یہ جانتا ہو کہ میرے حسد سے تو اورونکی نعمت جاتی رہے گی مگر اورونکی حسد سے میری نعمت نجاویگی تو یہ نہایت جہالت وبے وقوفی ہے ہر ایک حاسد احمق یہی چاہا کرتا ہے کہ نعمت خاص میری ہی لیے رہے لیکن کوئی وجہ ترجیح اور اولویت کی نہین ہوتی کہ دوسرے کے پاس سے کیون اسکی پاس آجاوے پس یہ انعام خداوندی کہ حسد کے باعث نعمت کو زوال نہین قابل شکر گذاری کے ہے جسکو جاہل برا جانتے ہین اور محسود کا فائدہ دین ودنیا مین بھی ظاہر ہے دین مین تو اسلیے کہ اوسپر حاسد نے ظلم وزیادتی کی خصوص ایسے حال مین کہ حسد کا اثر حاسد کے اقوال وافعال مین ہوا ہو اور محسود کی غیبت وطعن وہتک اور بدگوئی پر اماده کیا ہو ان باتونسے حاسد کے حسنات محسود کو ملینگے اور حاسد کو نعمت آخرت سے ننگا منگا رہجاوے گا جیسا دنیا کی نعمت سے مفلس ومحروم رہا تو محسود کو یہ فائدہ ہوا کہ نعمت دنیاوی پر نعمت اخروی بڑھ چڑھکر ملی کہ نیکیان ہوئین کسی سے اور اوسکو مفت ملین اور حاسد کی جان کو شقاوت پر شقاوت ہوئی کہ دنیا مین حسد کی ماری جاتا ہا اور آخرت مین کیا کرایا دوسرے کو دیا گیا اور محسود کا نفع دنیا مین یہ ہے کہ ہر کوئی یہ چاہا کرتا ہے کہ میرے دشمنونکو شقاوت اور برائی پہونچی اور ہمیشہ رنج وتکلیف مین رہین سو یہ بات محسود کی دشمنی یعنے حاسد کو موجود ہے کوئی رنج ودکھ حسد کے رنج سے بڑھکر نہین عایت تمنا دشمنونکی یہ ہوتی ہے کہ اپنے آپ چین کرین اور اونکے حاسد حسرت وغم مین مبتلا رہین پس حاسد اونکی غرض وتمنا کے بموجب ہی رہتا ہے کہ وہ مزے لوٹتے ہین اور یہ چھاتی کوٹتا ہی اور یہی وجہ ہے کہ دشمن اپنے حاسد کی موت نہین چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ حاسد کی عمر زیادہ ہو تا کہ حسد کی آگ مین مدام جلتا رہے وہ اپنی نعمت کی اتنی خوشی نہین کرتا جتنی حاسد کے رنج سے خوشی ہوتی ہے

پندرہوان بیان اوس دوا کا جس سے حسد کا مرض دلسے جاتا رہے

جاننا چاہیے کہ حسد دل کے بڑے مرضون مین سے ہے اور امراض دلی کا علاج علم اور عمل سے ہوا کرتا ہے
حسد کی روگ کو جو علم مفید ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کو یقیناً جان لے کہ حسد دنیا و آخرت مین
سراسر اوسکو مضر ہے اور جس سے حسد کرتا ہے اوسکا دین دنیا مین کچھ بھی ضرر نہین بلکہ فائدہ ہی فائدہ
ہے جب یہ بات اچھی طرح جان لے گا اور اپنے نفس کا دشمن اور دشمن کا خیر خواہ نہوگا تو بالضرور حسد چھوڑ دیگا
حسد کی باعث جو حاسد کو دین مین ضرر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ حسد کے سبب حکم خدا سے راضی نہین ہوتا
اور جس نعمت کو اوسنے اپنے بندون پر تقسیم فرمایا ہے اور اپنے عدل و حکمت سے کارخانے جاری کیے ہین
اونکو برا جانتا ہے پس اس سے بڑھکر دین مین اور کونسا گناہ ہوگا کہ خدا کی تقدیر پر راضی نہوا اور اوسپر طعنہ
یہ ہے کہ ایک مرد مسلمان سے کینہ کی باعث یہ خیر خواہی پیش نہ آیا اولیا و انبیا کہ اللہ کے بندون کی خیر چاہتے
ہین اونکی زمرہ سے علیحدہ ہوا اور ابلیس اور کافر جو مومنین کا برا چاہتے ہین اونکی گروہ مین داخل ہوا
یہ سب باتین دل کی لون خباثتون مین سے ہین کہ اوسکی نیکیون کو ایسا کھا جاتی ہین جیسے آگ لکڑی کو
اور ایسا نشان مٹا دیتی ہین جیسے رات دن کا نشان کھو دیتی ہے اور دنیا مین حاسد کا ضرر یہ ہے
کہ ہمیشہ رنج و عذاب و غم و الم مین رہتا ہے اسلیے کہ اللہ تعالی اسکے دشمنو پر نعمتین دیتا رہتا ہے اور
جلتا رہتا ہے جتنی اونسے مصیبتین ٹلتی ہین وتنا ہی اوسکو پریشانی خاطر اور تنگی سینہ ہوتی ہے اور مغموم
اور محروم بنا پھرتا ہے جو بات کہ یہ اپنے دشمنونکے لیے چاہتا تھا یا اسکے دشمن اسکے لیے چاہتے تھے اور
خود مبتلا رہتا ہے اسکی تو تمنا ہی تھی کہ دشمنون کو رنج پہونچے مگر خود دم بدم رنج و غم مین پھنسگیا اور
جس سے حسد کی اوسکی نعمت بھی حسد سے گئی اگر بالفرض آدمی کو قیامت اور حساب کتاب پر بھی ایمان
نہوتا ہم مقتضای ہوشیاری عاقل کے لیے یہی ہے کہ حسد سے بچے جسمین خود اپنی جان کو رنج ہی
رنج ہو اور کچھ فائدہ نہو اور اگر عذاب آخرت کو بھی جانتا ہو تب تو بطریق اولے بچنا چاہیے عاقل شخص
سے بہت عجیب ہے کہ بی فائدہ غضب الہی کا اپنے آپ کو ہدف کرے اور اپنے دین و دنیا تباہ کرے اور الٹا
رنج و محن کا متحمل ہو اور حاصل حصول کچھ بھی نہو اور جس شخص کی حسد کرتا ہے اوسکو دین و دنیا مین
حسد کے باعث ضرر کا نہ پہونچنا صاف ظاہر ہے اسلیے کہ حسد کے باعث اوسکی نعمت دور نہین ہوتی
بلکہ جو کچھ اللہ تعالی نے کسی کے لیے اقبال و نعمت مقدر کیا ہے وہ وقت مقررہ تک بیشک رہے گا
اوسکے دفع کا کوئی حیلہ نہین کل شیء عندہ بمقدار اور لکل اجل کتاب خود فرماتا ہے اسی بنا پر جب
ایک پیغمبر نے انبیا سے جناب باری مین ایک عورت کی شکایت کی جو خلق پر حاکم ہو کر ظلم کیا کرتی تھی

اور یہ حال تو اونکا جبھی تک ہی جب تک دنیا مین رہین اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب قیامت مین پردہ اُٹھا لیا جاوے گا اور مشاہدہ محبوب کا کرینگے تو وہان کیا حال ہوگا اس بیان سے معلوم ہوا کہ جنت مین ایک دوسری کی حسد نہوگی اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ اہل جنت دنیا مین ہین اونمین بھی آپسمین حسد نہین ہوتی کیونکہ جنت بھی ایک غیر متناہی چیز ہے اوسمین کچھ تنگی اور مزاحمت نہین اور وہ جسکی ملتی ہے جب دنیا مین معرفت ایزدی حاصل ہوا اور چونکہ معرفت مین کسیطرحکی مزاحمت نہین اسی جہت سے جنت والون مین بھی حسد نہ دنیا مین ہوگی نہ آخرت مین بلکہ حسد تو وہ بلا ہے کہ اوسکی باعث اعلی علیین سے آدمی اسفل السافلین مین پہونچ جاتا ہے دیکھو شیطان لعین نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کی کہ انکو ایسا رتبہ کیون ملا اور اسی وجہ سے سرکش و نافرمان ہوکر سجدہ نکیا تو کہان سے کہان پہونچے اور حاسد کہلایا اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ حسد جبھی ہوتی ہے جب ایسی مقصود پر توارد ہو کہ جو سب کو وافی نہوتا ہو اور جو چیز ایسی نہوگی اوسمین حسد بھی نہوگی مثلاً ستارون کی زینت دیکھنے مین کوئی کسیکا حاسد نہین ہوتا کہ وہ ایک وسیع چیز ہے البتہ باغون کی سیر مین حسد ہوتی ہے کہ یہ زمین کی ایک جزوی حصہ مین ہوتی ہے اور اگر تمام روی زمین کو آسمان کے مقابلہ مین دیکھو تو کچھ بھی نہین اس صورت مین جو شخص دانا ہو اور اپنے نفس کی خیر چاہے اوسکو چاہیے کہ ایسی ہی نعمت کا طالب ہو کہ جسمین زحمت نہ ہو اور ایسی لذت کا جویان رہے جو کبھی فنا نہو اور یہ بات دنیا مین سوا معرفت الہی اور اوسکی صفات و افعال کے اور کسی چیز مین نہین پائی جاتی اور آخرت مین بھی یہی کارآمد ہوگی پس اگر آدمی کو شوق معرفت نہو اور نہ اوسمین مزہ ملے اور عقل بھی قاصر ہو اور رغبت کم تو ایسا شخص معذور ہے مثلاً نامرد آدمی کو شوق جماع نہین ہوسکتا لڑکا سلطنت کی لذت نہین جان سکتا اسلیے کہ یہ لذات مرد ہونے سے مخصوص ہین نامرد و لڑکے اوسکو کیا جانے ؎

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے	جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے

اسیطرح کی لذت معرفت کے لیے بھی وہ لوگ مخصوص ہین جنکے حق مین قرآن مجید مین ارشاد ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اونکے سوا اور لوگ اس لذت سے محروم ہین اسلیے کہ اشتیاق معرفت کا بعد ذوق کے ہوا کرتا ہے جسکو ذوق اور مزہ نہوگا وہ معرفت کو کیا جانیگا اور جو معرفت کو نجانے گا وہ مشتاق بھی نہوگا اور بدون اشتیاق طالب ہونا معلوم اور بدون طلب مقصود تک پہونچنا دشوار ہے اور بغیر مقصود تک پہونچے سراسر محرومی اور اسفل السافلین مین رہنا ہوگا

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

ف ۱ یعنی غافل ہوتے ہو اور اوسکا ذکر مین مشغول ہونے سے روگردان ہوتے ہو

ف ۲ یعنی ہم اوپر اوسکے شیطان مسلط کرتے ہین کہ اوسکی کل یا اوسکی اکثر عمر اوسکے ساتھ رہتا ہے

جو حال معلوم ہوجاوے تو دوسرے کو نہو بلکہ ایک حال کو لاکھون عارف صاحبکو خوش ہوتی ہین اور اوس سے
مزہ لیتے ہین ایک کی لذت وخوشی کا دوسرا حارج نہین ہوتا بلکہ اجتماع وکثرت سے زیادہ انس ولذت
ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ علماء دین مین حسد نہین ہوتی اسلیے کہ اونکا مطلب اللہ کی معرفت وقرب
الی اللہ ہے اور وہ دونون بڑے سمندر ہین جسکی کچھ انتہا نہین کیونکہ سب لذتون اور نعمتون سے بڑھکر
دولت دیدار خداوندی ہے جسمین کسی کو ممانعت اور روک ٹوک نہین نہ ایک کا دیکھنا دوسرے کا حارج
بلکہ کثرت ناظرین سے کیفیت ولذت دوبالا ہوگی ہان اگر عالمون کی غرض علم سے مال وجاہ کا حاصل کرنا
تو بیشک حسد پیدا ہوگی کیونکہ مال تو اجسام مین سے ہے جب ایک کی ہاتھہ مین رہتا ہے دوسرے کے
ہاتھہ مین نہین جاسکتا اور جاہ کے معنے دلونمین جگہہ ہونے کے ہین جب کسی آدمی کے دلمین ایک عالم
کی تعظیم بہرجاویگی دوسرے کی تعظیم سے پھر جاوے گا خواہ کم کرے گا یہی وجہ عداوت وحسد کی ہوگی
بخلاف معرفت کے کہ وہ اگر کسیکے دلمین پُر ہوگی تو اس بات کی مانع نہین کہ دوسرے کے دل مین نہ بھرے
اور اوسکو لذت حاصل نہو خلاصہ یہ کہ علم اور مال مین یہ فرق ہے کہ مال تو ایسی چیز ہے کہ جب تک ایک
ہاتھہ سے نہ نکلے گا دوسرے کو نہ ملے گا اور علم عالم کے دلمین رہتا ہے اور تعلیم کی جہت سے دوسرے کے
پاس بھی جاسکتا ہے علاوہ اسکے مال ایک شی منتہی ہے پس اگر بالفرض کوئی شخص تمام روی زمین کا
مالک ہوجاوے تو دوسرے کے واسطے کچھہ بھی نہ بچے گا اور علم وہ چیز ہے کہ جسکی کچھہ حد وانتہا نہین وہ سکا
سب ایک شخص مین آجانا ہرگز نہین سکتا پس جو شخص اس بات کا عادی ہو کہ خداوند کریم کے جلال وعظمت
اور ملکوت آسمان وزمین مین فکر کیا کرے تو یہ امر اوسکو ساری نعمتون سے لذیذ تر معلوم ہوگا اور اسمین
کسیطرح کی روک ٹوک یا مزاحمت نہوگی اور اسی وجہ سے ایسے شخص کے دلمین کسی شخص کی حسد نہوگی کیونکہ
اگر کوئی اس شخص کی سی معرفت رکھتا ہوگا تو اوسکی لذت مین سے کیا کم ہوگا اوسکو تو اور زیادہ خط
اور موانست ہوگی ان لوگون کو جو مطالعہ عجائب ملکوت ہمیشہ رہتا ہے اوسکی لذت اون لوگونسے
بڑھکر ہوتی ہے جو چشم ظاہری سے جنت کی درخت اور باغون کی سیر کرینگے اور مزے لوٹینگے اسلیے کہ
عارف کی جنت صرف اوسکی صفت ذاتی ہے جسکو معرفت کہتے ہین یہ جنت کبھی فنا نہین ہوتی اور عارف ہمیشہ
اسکے ثمرات سے بہرہ ور رہتا ہے اوسکی روح وقلب کی غذا علم کے ثمرات سے ہوتی ہے اور یہ وہ میوہ ہے
جسکی شان مین لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ اور قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ خدا تعالی فرماتا ہے اگر عارف انکمین بند
کرلیتا ہی تو روح سے جنت عالیہ کی سیر وتماشا کرتا ہے اب اگر عارفین کی مثلاً کثرت ہو تو اسمین حاسد
نہونگے بلکہ اونکا حال یہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

منصفے اور غرض کی باتین کرنے سے پیدا ہوتی ہے اسی لحاظ سے اگر ایک شخص کسی شہر مین رہتا ہو اور دوسرا کسی مین اونمین حسد نہین ہوتی بلکہ اگر دور دور محلون مین رہتے ہون تب بھی حسد نہین ہوتی البتہ جب ایک مجلس مین یا مدرسہ یا مسجد یا بازار مین جمع ہون اور ایک ہی مطلب کے مدعی ہون تب حسد اٹھتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اسیواسطے عالم شخص عالم کی حسد کرتا ہے عابد کی نہین کرتا سوداگر دوسرے سوداگر سے حسد کرتا ہے موچی موچی ہی سے حسد کرتا ہے بزاز سے نہین رکھتا وجہ یہی ہے کہ دونون ایک پیشہ مین اکٹھے ہین اور اسی وجہ سے آدمی اپنے بھائی اور چچازاد سے بہ نسبت غیرونکی زیادہ حسد کیا کرتا ہے دونون سوتین آپسمین بہ نسبت ساس نندون کی زیادہ حاسد ہوتی ہین غرض جہان کہین دو شخصونکا مطلوب واحد ہوگا اور اونمین اجتماع ونشست برخاست باہمدگر واقع ہوگی وہان حسد زیادہ ہوگی مثلاً فرض کرو کہ ایک بزاز کپڑے کی دوکان کرتا ہے تو خریدارونکی کثرت چاہے گا جسمین کچھ فائدہ ہو تو جو شخص اس مطلب مین اوسکا حریف ہوگا اوسیکی ساتھہ حسد کریگا دوسرے سے کیا مطلب ہے اب اگر اوسکا حریف دوسرا بزاز اوسکے پاس دوکان رکھتا ہو تو دور کے بزازونکی نسبت اوسسے زیادہ حسد ہوگی اسیطرح بہادر آدمی دوسرے بہادر کی حسد کرتا ہے عالم کی نہین کرتا کیونکہ پہلوان وبہادر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جرأت وشجاعت مین یکتاء زمان مشہور ہو اور یہ صفت دوسرے مین پائی جاوے پس اس صفت مین جو اوسکا سہیم ومزاحم ہوگا اوسیکی حسد کرے گا عالم شخص اس مطلب مین اوسکا مخل نہین کہ اوسکی حسد کی نوبت پہونچی ہان عالم شخص عالم کی حسد کرتا ہے اور انمین بھی واعظ آدمی واعظ کی حسد زیادہ کرتا ہے فقیہ وطبیب کی اتنی نہین کرتا بہرحال بناء حسد دشمنی ہوتی ہے اور دشمنی کی اصل ایک مقصود مین شریک ہوتا ہے اور شرکت مقصود دو رکے اشخاصونمین معلوم نہین ہوتی پاس والون مین پھوٹ ڈالتی ہے اسیواسطے پاس والون مین حسد زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ جسکو تمام جہان مین شہرت اور آوازہ منظور ہو وہ البتہ دنیا مین جہان کہین اپنا ہم مقصود سنیگا اوسکی حسد کریگا غرض کہ جتنے اسباب حسد ہین سب کا منشا اگر بنظر غور کیا جاوے تو محبت دنیا سے معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ دنیا ہی کی چیزین ایسی ہین کہ سہیمون اور شریکون کو وافی نہین ہوتین اگر ایک کی پاس گئین دوسرا خالی ہاتھہ رہجاتا ہے مگر آخرت کی چیزون مین تنگی نہین اونمین بہت گنجایش ہے اور اونکی مثال علم کی سی ہے کہ شرکت کے باعث کم نہین ہوتا ایک ہی چیز کو لاکھون آدمی جانتے ہین پس جو کوئی اللہ کی معرفت سے محبت رکھتا ہے اور اوسکی صفات اور فرشتون اور انبیا اور آسمان وزمین کے ملکوت سے واقف ہے اس واقفیت ومعرفت مین دوسرے کا حاسد نہین ہوتا کیونکہ معرفت مین تنگی نہین کہ ایک عارف کے

پریشانی اور بدبختی اور مقصود کا نہ ملنا اور عیش کا تلخ ہونا ذکر کیا جاوے تو خوش ہوتے ہین ایسے لوگ ہمیشہ دوسرے کی بدبختی کو چاہتے رہتے ہین اور خدا تعالی کی نعمت بندون پر دیکھہ نہین سکتے گویا جتنا اونکو ملتا ہے وہ سب اِن کے خزانہ سے دیا جاتا ہے ایسے لوگ شحیح ہوتے ہین یعنے بخیل سے بھی بدتر اسواسطے کہ بخیل تو اوسی کو کہتے ہین جو اپنا مال کسی کو نہ دے اور شحیح اوسکو کہتے ہین کہ دوسرے کے مال مین بخل کرے یہی حال ان لوگون کا ہے کہ یہ خواہ نخواہ خدا کے دین پر ناخوش ہوتے ہین حالانکہ بندون اور انمین کوئی رابطہ یا عداوت نہین ہوتی اور اسکا کوئی اور سبب ظاہری تو معلوم نہین ہوتا صرف یہی ہے کہ اپنی رذالت اور خبث نفس سے اس بلا مین مبتلا ہین سچ ہے

نیش عقرب نہ از پے کین ست	مقتضای طبیعتش اینست

اور اس قسم حسد کا علاج نہایت سخت ہے اسلیے اور اسباب حسد کے عارضی ہین اونمین یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر سبب جاتا رہیگا تو حسد بھی جاتی رہیگی اور یہ تو بیدائش کی خباثت ہے اسکا نکلنا بہت دشوار ہے بلکہ قریب محال پس یہ ساتون سبب حسد کے مفصلاً بیان ہوئے بعض اوقات انمین سے بعض خواہ اکثر یا سب کے سب ایک ہی شخص مین جمع ہوجاتے ہین تو ایسی صورت مین وہ بڑی حسد کرتا ہے اور حسد کو ایک تقویت اور زور ہوجاتا ہے جسکو حاسد چھپا نہین سکتا نہ کسی سے بروت پیش آتا ہے بلکہ ملت و محبت کو بالائے طاق رکھکر علانیہ عداوت کرتا ہے اور فی زمانہ جو حسد پائی جاتی ہے اکثر مین ان اسباب مین کچھہ سبب اکٹھے ہی ہوتے ہین ایک سبب تنہا نہین ہوتا

چودھوان بیان اس بات کی وجہ کہ ہمسرون اور برابرون اور بھائیون اور یگانون مین زیادہ حسد کیون ہوتی ہے اور غیرون مین کم اور ضعیف ہونے کا کیا سبب ہے واضح ہو کہ حسد انہین لوگون مین زیادہ ہوتی ہے جنمین جو اسباب ہمنے ذکر کیے ہین اونکی زیادتی ہو اور قوت حسد کو اون لوگون مین ہوتی ہے جنمین اون اسباب مین کئی کئی اکٹھے ہوگئے ہون کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخص تفرر کے باعث حسد کرے اور وہی تکبر اور عداوت کی جہت سے حسد کرے اور یہ سبب اون لوگون مین زیادہ ہوتے ہین جنمین بہت سی روابط اور علاقہ ہون کہ اونکے باعث مجلسون مین بیٹھکر آپسمین گفتگو کرتے ہین اور اپنی اپنی غرضین بیان کرتے ہین اوسوقت اگر کوئی شخص اونمین سے کسی کے مطلب کے خلاف کہتا ہے تو مطلب والا اوس سے متنفر ہوکر بغض و کینہ دلمین رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ کسیطرح اسکا بدلہ لون اور جیسے اسنے میری غرض مین پانوڑا دیا مین بھی اسکی غرض نہونے دون پھر جہان ایک سبب حسد کا ہو اسب اسباب ایک دوسرے کے پیچھے اکٹھے ہوتے جاتے ہین بہرحال حسد پائی

باعث اپنا مطلب جاتا رہے گا وہ نعمت کی باعث حاسد کی غرض پوری نہونے دیگا اور یہ قسم حسد کی ایسی مقصود و مطلب پر ہوتی ہے جسکی مدعی دو ہون پس جب کسی کو ان دونون مین سے کوئی ایسی چیز ملجاوے جس سے کہ مطلوب کا ملنا سہل ہوجاوے تو دوسرے کو خواہ نخواہ اوسپر حسد ہوتی ہے کہ یہ ذریعہ مجکو کیون نملا اور یہی قسم حسد کی دوسوتون مین ہوتی ہے کہ مطالب زوجیت کی ہر ایک مدعی ہوتی ہے اور دو بھائیون مین بھی واقع ہوتی ہے جبکہ ہر ایک کو ماباپ کی دلمین جگہہ کرنی منظور ہوتا کہ اونکے نزدیک لائق متصور ہوکر مال وغیرہ کا مالک ہوجاوے ایسا ہی دو شاگرد ایک استاد کے اس حسد مین مبتلا ہوجاتے ہین بشرطیکہ استاد کی آنکھون مین مرتبہ حاصل کرنا منظور ہو یا دشاہی خواص اور مصاحبون مین بادشاہ سے مال وجاہ کے حاصل کرنے کے لیے یہی حسد ہوتی ہے جو واعظ کہ وعظ سے مال جمع کرتے ہین اور خلق کے دلون مین عزیز بنا چاہتے ہین اونکو بھی یہی نوبت پیش آتی ہے یا حسد کا موجب ریاست وجاہ کی محبت ہی یعنے اس بات کو چاہنا کہ جیسا ہمکو کوئی فن آتا ہے ایسا دوسرا نہ نکلے اور کوئی غرض خاص نہو مثلاً کوئی شخص یہ چاہے کہ کسی فن مین طاق بے نظیر ہوجاوے اور لوگ میری تعریف کیا کرین موجب اس امر کا اوسکو غلبہ ہوگا اور لوگون کے قول اپنی نسبت سنیگا کہ تم اپنے فن مین یکتا و دہر اور کامل زمانہ ہو آج کوئی تمہارا مقابل نہین تو ایسا شخص جب کبھی روے زمین پر اپنا نظیر سنے گا تو اوسکو برا معلوم ہوگا اور یہ چاہیگا کہ یا وہ مرجاوے یا اوسکے پاس یہ فن نرہے کہ جسکے سبب میرا سہیم و شریک ہی وہ فن کوئی سا ہو خواہ شجاعت ہو یا علم یا عبادت یا پیشہ یا جمال یا ثروت وغیرہ غرض اپنے آپ کو فرد جاننے کے سبب جو خوشی ہوتی ہے اسکی محبت سے یہ حسد واقع ہوتی ہے ورنہ اور اسباب حسد یہان مقصود ہین نہ پہلے کی عداوت ہے نہ تکبر اور تغیر منظور ہے نہ مطلوب کے فوت ہونے کا خوف ہی بلکہ وہی دعوی یک فنی اور اختصاص ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اور یہ محبت جاہ کی اوس سے علاوہ ہے جو بعض علما کیا کرتے ہین کہ سوا ریاست کی اپنے اور کام نکالنے کیواسطے لوگون کے دلونمین گھر کرتے ہین علماء یہود جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچاننے اور اتباع کا انکار کرتے اونکو بھی خوف تہا کہ جب ہمارا علم منسوخ ٹھہرے گا تو ہماری ریاست اور بڑائی تباہ ہوجاویگی کوئی ہمارا پیرو نہوگا یا حسد کا سبب ان چھون اسباب گذشتہ مین سے کچھہ بھی نہو صرف خبث نفس اور بخل طبع ہو کہ اللہ تعالی کی نعمت اوسکی بندون پر بری معلوم ہوتی ہے اکثر آدمی ایسے پائے جاتے ہین کہ اونکو شوق ریاست بھی نہین نہ تکبر اور مال کے خواہان الا جب اونکے سامنے کسی آدمی کا ذکر کیا جاوے کہ فلان شخص کو خدا تعالی نے یہ شی عطا کی اور اوسپر یہ فضل ہوا تو یہ مراون پر شاق گذرتا ہے لیکن اگر لوگونکی

پاس نعمت ہوگی تو وہ اوسکی جہت سے بڑائی کرنے لگے گا اور اوسکو برداشت اوسکی کبر و فخر کی نہین کہ اپنے نفس کی عزت سمجھتا ہے تو یہ دوسرا سبب حسد کا ہے اوسکو تعزز کہتے ہین مثلاً اگر کوئی برابر والا کسی حکومت یا مال یا علم پر حاوی ہوجاوے تو حاسد کو خوف ہوتا ہے کہ کہین یہ اس بات سے فخر و تکبر نکرنے لگے تو اوسکو خود تو تکبر منظور نہین ہوتا مگر دوسرے کی شیخی کی چونکہ برداشت نہین اسلیے حسد کرنے لگتا ہے کہ دوسرا شخص مجھسے زیادہ کیون ہو یا حسد اس لیے ہوتی ہے کہ دوسرے کو حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے اور متوقع اوس سے خدمت اور فرمان برداری کا ہے جب اوسکو اتفاقاً نعمت ملتی ہے تو حاسد کو یہ خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ شخص اب میری بات نہ سنے یا برابری کا دم بھرے تو ہماری شیخی کرکری ہوجاویگی یہ تیسرا سبب حسد کا ہے اوسکو تکبر کہتے ہین اور انہین دو سببون یعنے تکبر اور تعزز کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر کفار حسد کیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن مجید اسکا شاہد ہے فرمایا کہ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یعنی اگر آپ بڑے آدمی ہوتے تو ہمکو اتباع اور فرمان برداری شاق نہوتی ایک یتیم لڑکے کے سامنے گردن جھکانا کسطرح ہوسکا ان نامعقولون نے قدر اوس در شاہوار کی نجانی اور یہ خیال نہ کیا ؎

در اگر یتیم شد بیش بود بہای او	زانکہ خرد فزون نہد در یتیم را بہا

اسطرح قریش کا قول اللہ جل شانہ نقل فرماتا ہے اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ اس قول کو براہ حقارت اور اپنی عزت کی کہتے تھے یا حسد کا سبب تعجب ہے یعنی حاسد جب کسی شخص پر کوئی بڑی نعمت یا بڑا عہدہ دیکھتا ہے تو اوس جیسے آدمی پر اسطرح کا رتبہ کہتے ہوئے تعجب کرتا ہے کہ باوجود یکہ مین بھی اوسی جیسا ہون مگر اوسکو یہ رتبہ مل گیا جیسا کہ اللہ تعالی نے پہلی قوم کی حالات مین ارشاد فرمایا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا اور قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا اور وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ان آیات مین اونکے تعجب کا مذکور ہے کہ جو شخص ہم ہی جیسا ہے وہ رتبہ رسالت اور وحی اور قرب الی اللہ کیسے پہونچ گیا اسی بنا پر رسولون سے حسد کی اور چاہا کہ نعمت نبوت ان سے جاتی رہے اسلیے کہ یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ جو آدمی ہماری ہی طرح ہے وہ ہمسے بہتر اور افضل ہوجاوے اسمین اسباب حسد مین سے اور کوئی سبب نتھا کہ پہلے سے عداوت ہو یا تعزز اور تکبر اور طلب ریاست وغیرہ مقصود ہو بلکہ صرف تعجب کی راہ سے یہ حسد تھی جیسا اور مقولے مذکور ہین اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا اور لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اور اللہ تعالی نے خود اونکے تعجب کو واشگاف فرمادیا اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ یا حسد کا باعث مقصود کی فوت ہونیکا خوف ہوتا ہے یعنی دوسرے کی نعمت کی

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اور تیسرا مرتبہ دوسری کی نسبت برا ہی اور بھلا تو نزا برا ہی ہے اور مرتبہ ثانی کو اور رابع کو حسد مجازاً کہدیتے ہین

تیرہوان بیان منافست اور حسد کے اسباب مین

منافست کا سبب تو صرف محبت اوس چیز کی ہوتی ہی اگر وہ شے امر دینی ہے تو اوسکا سبب اللہ تعالے کی محبت اور اوسکی اطاعت کی محبت ہی اور اگر امر دنیوی ہی تو اوسکا سبب دنیا کی مباحات کی محبت اور نفسی لذت پانیکا چسکا ہی اور ہمکو غرض حسد مذموم کی اسباب بیان کرنی ہے ہی اوسکے اسباب گو بہت ہین مگر اکثر سات سبب ہوتے ہین اول عداوت دوم برابر والے کی عزت کا ناگوار ہونا سوم دوسرے کی حقارت چہارم تعجب پنجم مقصد مطلوب فوت ہوجانے کا خوف ششم محبت ریاست ہفتم خبث و بخل نفس کیونکہ آدمی جو نعمت کو دوسرے پر برا جانتا ہے یا تو اسلیے ہی کہ وہ اوسکا دشمن ہے تو دشمن کی خیر کیون منادی اور یہ سبب یعنے عداوت حسد کی اور اسباب کی نسبت بہت سخت ہی اسلیے کہ دستور ہے کہ جس کسی کو کوئی شخص کسی وجہ سے ستاتا ہے خواہ اوسکی مطلب مین کچھہ خلل انداز ہوتا ہے تو وہ اوس سے دلمین کینہ اور بغض رکہتا ہے اور اوسپر غصہ کرتا ہے اور کینہ و غضب کے باعث انتقام کا خواہان رہتا ہے اگر اپنے آپ انتقام سے عاجز ہے تو پھر یہ چاہتا ہے کہ زمانہ ہی اس سے انتقام لے یہانتک کہ اگر بالفرض اوسکو کوئی بلا پیش آوے تو یہی جانتا ہے کہ یہ امر صرف میرے اوپر ظلم کرنے سے ہوا اور کہنے لگتا ہے کہ خدا نے میری سن لی غرض کہ بغض کے باعث جہالت کے مارے اپنی کرامت سمجھنے لگتا ہے اور اگر کچھہ نعمت دشمن کو ملجاوے تو برا معلوم ہوتا ہے اور اس سے یہ وسوسہ کرتا ہے کہ خدا کے یہان میری کچھہ پوچھہ نہوئی کہ میرے دشمن سے باوجود میری ایذا کے انتقام نہ لیا بلکہ اور انعام دیا حاصل یہ کہ بغض و عداوت کو حسد لازم ہے اور یہ کچھہ برابر والے پر موقوف نہین ادنے کمینہ آدمی بادشاہ سے حسد کرنے لگتا ہی یعنی بغض کی جہت سے یہ چاہتا ہے کہ اوسکی دولت جاتی رہے اور پرہیزگار محتاط کو یہ چاہیے کہ اسبطرح کی حسد کو اپنے دل سے برا جانے اور یہ وہ چیز ہے کہ کافرون کی صفت مین اللہ جلشانہ نے ارشاد فرمایا وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اور فرمایا اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا اور فرمایا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ اور یہ حسد عداوت کی باعث جو ہوتی ہی اس سے کبھی نوبت کشت و خون یا نزاع کی پہونچ جاتی ہی اور تمام عمر نعمت کے دور کرنیکی تدبیرین سوچنے مین گذر جاتی ہی یا ہمیشہ خفگی اور پردہ دری یا اور ایسی ہی باتین کرتے رہتے ہین یا حسد اس سبب سے ہوتی ہے کہ حاسد کو یہ گمان ہوتا ہے کہ اگر اپنے کسی برابر والے کے

جائز ہے اسلیے کہ اپنے عقل و دین کے زور سے یہ نہین چاہتا کہ دوسرے سے یہ نعمت جاتی رہے بلکہ اسکو یہ منظور ہے کہ مجکو بھی ویسی ہی نعمت ملجاویگی اور یہ نکتہ باریک جو ہم نے لکھا شاید اس حدیث میں یہی غرض ہے ثلاث لا ینفک المؤمن عنھن الحسد والظن والطیرۃ اور پھر فرمایا ولہ منھن مخرج اذا حسدت فلا تبغ معنی اسکے یہ ہین کہ اگر تیرے دلمین کچھ گذری بھی تو اوسکے بموجب عمل مت کر اور نفس الامر مین انسان سے بعید ہے کہ جب اپنے آپ کو دوسرے کا ہمسر لیا چاہے اور نعمت سے خالی ہوجاوے تو اس بات کا خیال نہ کرے کہ یہ نعمت اوسکے پاس بھی نرہے بلکہ اسکا واہمہ گذرتا ہی ہے ورنہ دوسرے پر نعمت کی ہمیشہ رہنے سے تو ہمیشہ یہ کتر ہی رہے گا پس اسطرح کی منافست جائز ہے جسکی ہم نے تو ضرور ہوا کہ اسمین احتیاط کیجاوے کیونکہ یہ خطر کا مقام ہے آدمی اکثر اپنے اقارب و یگانون ہی مین سے بعضونکو اعلی رتبہ پر دیکھتا ہے تو اونکی برابری چاہتا ہے اسی سے کبھی اوس حسد مین مبتلا ہوجاتا ہے جو شرعاً ممنوع ہے اسلیے کہ آخر اس حسد کا باعث تو خوف تفاوت اور ظہور نقصان ہی ہوتا ہی جو کبھی حسد مذموم مین بھی پہنچا دیتا ہے بشرطیکہ قوت ایمانی اور زور تقوی نہو یعنی رفتہ رفتہ جب اپنے آپ ویسی نعمت نہین پاتا اور مساوی ہونے کو دل چاہتا ہے تو انجام کو یہی سوجھتا ہے کہ اسکے پاس بھی نرہے تو برابر ہوجاوین اسطرحکی منافست کی ہرگز اجازت نہین بلکہ یہ قسم حرام ہے خواہ امور دینی مین ہو یا دنیا مین لیکن اگر دل ہی دلمین یہ بات گذر جاوے اور اسپر عامل نہو تو امید ہے کہ معاف ہوجاوے اور اس بات کو بزور عقل و دین بُرا جاننا ہی کفارہ دل کے وسوسہ کا ہوجاوے اب مراتب حسد معلوم کرنی چاہیین کہ وہ چار ہین اول تو یہ کہ دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے گو وہ نعمت اسکے پاس نہ آوے یہ درجہ سب مین زیادہ برا ہے دوسرے یہ کہ اوس نعمت کا اپنے پاس آنا چاہتا ہے اس سے غرض نہین کہ دوسرا اس سے کیون مستفید ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ کسیکے پاس سے جاتی رہے مثلاً کوئی عمدہ مکان یا حکومت وغیرہ ہے اوسکو اسکا دل چاہتا ہے کہ یہ میرے پاس آجاوے یہ نہین چاہتا کہ دوسرا اسپر کیون مسلط ہے تیسرے یہ کہ خاص اوس نعمت کو اپنے لیے نہین چاہتا بلکہ اوسکا مثل اپنے لیے چاہتا ہے اور اگر مثل نملے تو اوسکا زوال چاہتا ہے تاکہ مساوات و برابری ہوجاوے چوتھے یہ کہ نعمت کا مثل اپنے لیے چاہتا ہے اور اگر نملے تو اوسکا زوال دوسرے سے نہین چاہتا پس صورت اخیر جائز اور معاف ہے اگر نعمت دنیاوی مین ہو اور اگر نعمت دینی مین واقع ہو تو مستحب ہی اور مرتبہ دوم بین بین ہے اسمین کچھ بھلائی ہے اور کچھ برائی یعنے زوال کسی کی نعمت کا نچاہنا تو اچھی بات ہے مگر جس شے پر دوسرا قابض ہے اوسکا اپنے واسطے چاہنا اچھا نہین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی

حاشیہ حسد حرام ہین کیونکہ اسکے ساتھ اکثر اوقات ظلم ناحق نہین ہوتا حسد اور غبطہ مین یہ فرق ہے کہ غبطہ مین دوسرے کی نعمت کا زوال نہین چاہتا اور حسد مین چاہتا ہے اور غبطہ اور منافست مین یہ فرق ہے کہ منافست مین دوسرے کی نعمت کا زوال نہین چاہتا اور غبطہ مین چاہتا ہے اور حسد اور منافست مین یہ فرق ہے کہ حسد مین دوسرے کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور منافست مین نہین چاہتا ہے اور حسد اور غبطہ مین یہ فرق ہے کہ حسد مین دوسرے کی نعمت کا زوال چاہتا ہے اور غبطہ مین نہین چاہتا ہے

کہتے ہو حالانکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو اپنی بیٹی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بیاہ دی تو ہمنے
تمپر کچھہ منافست یعنی حسد نہین کی تہی انتہی اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ جس نعمت پر آدمی غبطہ کرتا ہی اگر وہ
نعمت دینی اور واجب ہی مثلاً ایمان اور نماز اور زکوۃ وغیرہ پس اسپر غبطہ کرنا واجب ہے یعنی یہ چاہنا
کہ مجکو بہی یہ دولت نصیب ہو واجب ہی اسلیے کہ اگر واجب چیزونکو اپنے لیے نچاہیگا تو خدا کی نافرمانی
سے گویا خوش ہے اور یہ امر حرام ہے اور اگر نعمت مذکورہ فضائل مین سے ہو جیسے عمدہ باتونمین
خواہ صدقات نفل مین روپیہ صرف کرنا وغیرہ تو ایسی نعمت مین غبطہ مستحب ہی اور اگر نعمت صرف ایسی
ہی کہ اوس سی بقدر مباح بہرہ ور اور لذت یاب ہو سکی تو اوسمین منافست بہی مباح ہے اور ان سبکا مآل یہ ہی کہ
آدمی یون چاہتا ہے کہ مین دوسری کے برابر ہو جاؤن اور اس نعمت مین اوسکا شریک ہون اور نعمت کو
برا جاننا اسمین داخل نہین تو گویا اس نعمت مین دو باتین ہین اول تو جسکو یہ عطا ہوی ہے اوسکا آرام اور
دوسری اوس شخص کی سوا جتنی اوس نعمت سی محروم ہین اونکا نقصان ظاہر ہونا تو غبطہ کرنیوالا امر اول
کو برا نہین جانتا بلکہ اپنا ناقص ہونا اور سب سی پیچھے رہنا برا جانتا ہے اور نعمت والی کی برابری چاہتا ہی اور اسمین
کچھہ مضائقہ نہین کہ آدمی مباحات مین اپنی نقصان اور پیچھے رہنے کو برا سمجھے ہان ایسی باتون سے
فضل اوسکا ناقص رہے گا ہر چند اسطرحکی باتین زہد اور توکل اور رضا کے برخلاف ہین اور مقامات
بلند کے لیے ایک حجاب تاہم موجب نافرمانی نہین ہین اور یہان ایک اور باریک دقیقہ ہے وہ یہ ہے
کہ جب آدمی اس بات سے ناامید ہوتا ہے کہ مجکو فلان جیسی دولت ملی اور اپنا کمتر رہنا برا معلوم
ہوتا ہے تو بالضرور اپنے نقصان کو پورا کرنا چاہیگا اور اوسکے نقصان جاتے رہنے کی دو ہی
صورتین ہین یا یہ کہ دوسرے شخص کے پاس بہی وہ نعمت نرہے اور دونون برابر ہو جاوین یا اسکے
پاس ویسی نعمت آجاوے اور مساوی ہو جاوین اور جب ایک صورت نہین بن پڑتی تو بالضرور
بمقتضاے بشریت آدمی کا دل دوسری صورت کیطرف میل کرے گا حتی کہ اگر بالفرض دوسرے کے
پاس سی وہ نعمت جاتی رہے تو یہ بات زیادہ اسکے جی کو لگی گی بہ نسبت اسکی کہ دوسرے کے پاس وہ نعمت
ہمیشہ رہے کیونکہ اوسکے دور ہونے سی یہ اور وہ برابر ہو جاوینگے اور یہ ایک ایسی بات ہی کہ بہت کم دل
اس سے خالی ہوتے ہین اس صورت مین یہ تدبیر اولی ہے کہ غبطہ کا حال یون دریافت کرے کہ اگر مثلاً
دوسری کی نعمت کا اختیار مجکو حاصل ہو تو مین کیا کرون اگر یہ بات دلمین گذرے کہ میرا بس ہو تو مین
اس نعمت کو اوس سے دور کر دون تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ خواہش حسد ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ باوجود
قابو و اختیار کے بہی تقوی اس امر کا مانع ہوگا کہ دوسرے کی نعمت کو اوس سی علیحدہ کیجیے تو پہر غبطہ

یعنی حسد اور حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا کہ ایک روز میرا باپ اور چچا آپ کی پاس سے گھر گئے تو میرے باپ نے چچا سے پوچھا کہ تم حضرت کی شان مین کیا کہتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ میری دانست مین یہ وہی نبی ہین کہ جنکی بشارت حضرت موسی علیہ السلام دے چکے ہین پھر میرے چچا نے میرے باپ سے پوچھا کہ تمہارا کیا عقیدہ ہے اوسنے کہا کہ مین تو زندگی بھر اونکا دشمن ہی رہون گا اب منافست کا حکم سننا چاہیے کہ وہ حرام نہین جیسا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہے وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور فرمایا سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ اسمین بھی منافست ہی مراد ہے اسلیے کہ سبقت وہان ہی ہوتی ہے جہان چھڑکے جاتے رہنے کا خوف ہو مثلاً دو غلام اپنے آقا کیخدمت کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کیا چاہین تو مقصود ہر ایک کا یہی ہے کہ ایسا نہو میرا ساتھی آقا کے سامنے اول جاکر ایسی چیز لے لے کہ مجکو نہ ملے اور حدیث شریف مین تو تصریح ہی اسکی موجود ہے چنانچہ فرمایا لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَىٰ هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ عِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِهِ وَيُعَلِّمُهُ النَّاسَ پھر اسکی تفسیر حدیث ابی کبشہ انماری مین اسطرح فرمائی مَثَلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَثَلُ أَرْبَعَةِ رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِعِلْمِهِ فِي مَالِهِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ عِلْمًا وَلَمْ يُؤْتِهِ مَالًا فَيَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مِثْلَ مَالِ فُلَانٍ لَكُنْتُ أَعْمَلُ فِيهِ بِمِثْلِ عَمَلِهِ فَهُمَا فِي الْأَجْرِ سَوَاءٌ اور یہ اسلیے ہے کہ وہ صرف اسی بات کو چاہتا ہے کہ فلانے جیسا مال مجھے بھی ملے یہ نہین چاہتا کہ اوسکی پاس سے جاتا رہے پھر اسی حدیث کا تتمہ یہ ہے وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ فِي مَعَاصِي اللَّهِ وَرَجُلٌ لَمْ يُؤْتِهِ اللَّهُ مَالًا فَيَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مِثْلَ مَالِ فُلَانٍ لَكُنْتُ أَعْمَلُ فِيهِ بِمِثْلِ عَمَلِهِ فَهُمَا فِي الْوِزْرِ سَوَاءٌ پس مذمت کرنا آنحضرت صلعم کا اس مفلس کو اس جہت سے ہے کہ اوسنے مال سے تمنای معصیت کی نہ اس جہت سے کہ اوسنے دوسرے جیسا مال کیون چاہا اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی دوسرے کی نعمت پر غبطہ کرے اور اپنے واسطے بھی ویسا ہی چاہے اور دوسرے سے اوسکا دور ہونا پسند نکرے اور نہ اوسکی پاس اوس نعمت کا ہمیشہ رہنا برا معلوم ہو تو اسمین کچھ حرج نہین ہان یہان یہ بات رہی کہ حدیث مذکورہ بالا مین لفظ حسد ہے اور ذکر اباحت منافست کا تھا تو اسکا حال ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ حسد اور منافست ایک دوسرے کی جگہہ پر بولے جاتے ہین اور بقرینہ مقام معنی لے لیے جاتے ہین منافست کی جگہہ تو حسد کا استعمال اس حدیث مین ہوا اور حسد کی جگہہ منافست کا لفظ اس روایت مین موجود ہے کہ جب قثم بن عباس اور فضل رض نے یہ چاہا کہ آنحضرت صلعم کیخدمت مبارک مین جاکر اس امر کی درخواست کرین کہ حکومت صدقات کی ہمارے سپرد فرمائی تو حضرت علی رض نے اوسنے فرمایا کہ وہان جانا فضول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمکو یہ عہدہ عطا نفرماوین گے انہون نے جواب دیا کہ یہ بات تم منافست یعنی حسد سے

برا جاننا اور اوسکے زوال کا خواہان ہونا کچھ گناہ نہین اسلیے کہ خود نعمت پر تو یہ حسد نہین بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سامان فتنہ و فساد کا ہے اور اگر اوس سے وہ فساد و فتنہ نہ کرے تو کچھ بھی برا نہ معلوم ہو اور حسد کی حرمت مین جو حدیثین وارد ہین اونکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اونسے صاف ظاہر ہے کہ حسد کا حکم حرمت ہی ہے علاوہ اسکے گویا دوسرے کی نعمت کو برا جاننا خدا تعالے کے حکم سے غصہ ہونا ہے کہ اپنے بعض بندون کو بعض پر فضیلت کیون دی اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ اسکے لیے نہ کوئی عذر ہے کہ اوس سے خدائی احکام پر ناراضامندی ظاہر کی جاوے اور نہ اسکی اجازت ہے غور کی بات ہے کہ اس سے بڑھکر کونسا گناہ ہوگا کہ کسی مسلمان کی راحت بری معلوم ہو حالانکہ اوسمین اپنا کچھ ضرر نہو اللہ جل شانہ نے بھی حسد کی مذمت جابجا ارشاد فرمائی ایک جگہہ ارشاد فرمایا اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا یہ خوشی شماتت کی باعث تھی اور شماتت و حسد لازم ملزوم ہین اور فرمایا وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اسمین یہ بتلایا کہ کفار جو زوال نعمت ایمان چاہتے ہین حسد کی سبب ہے اور فرمایا وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً اور حضرت یوسف ع کی بھائیون کی حسد جہان ذکر فرمائی ہے تو اونکی دلکی بات کو یون ارشاد فرمایا ہے اِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَاَخُوهُ اَحَبُّ اِلٰى اَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّ اَبَانَا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ اُقْتُلُوا يُوسُفَ اَوِ اطْرَحُوهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيكُمْ یعنی جب باپ کی محبت حضرت یوسف ع کے ساتھہ بھائیونکو اچھی نہ معلوم ہوئی تو اوسکے زوال کی فکر کرکے اونکو اونکی نظر ونسے غائب کر دیا اور فرمایا وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوتُوا اسمین حسد نکرنے والونکی تعریف ہے یعنی اونکی دل تنگ نہین ہوتی اور رنج کرتی ہین اور مقام انکار مین ارشاد فرمایا اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلٰى مَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اور فرمایا كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً اِس کلمہ تک اِلَّا الَّذِينَ اُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اسکی تفسیر مین بغیا کی معنی حسد کی لیے ہین اور فرمایا وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ یعنے علم اونکو اسلیے عطا ہوا تھا کہ بجا آوری طاعت الٰہی مین متفق ہو کر آپسمین مانوس و مالوف ہوتی اوسکی برخلاف حسد اور اختلاف کرنے لگے کہ ہر ایک کو یہی منظور رہا کہ ریاست ہمین ملے دوسرے کی پاس نجاوے اور سب لوگ ہمارا ہی کہنا مانین اسی رد و بدل مین پڑ گئے حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ قبل رسالت آنحضرت صلعم کی یہود جب کسی قوم سے لڑتے تو یون دعا مانگتے کہ الٰہی بطفیل اوس پیغمبر کے کہ جسکی بھیجنے کا تو نے ہمسے وعدہ کیا ہے اور اوس کتاب کی طفیل سے جسکو تو اوسپر اوتاریگا ہمکو فتح دے اور اونکی فتح ہوا کرتی جب آنحضرت صلعم حضرت اسمٰعیل ع کی اولاد مین سے ہوئے تو پہچانکر انکار کر گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهٖ پھر اوسکی آگے فرمایا اَنْ يَّكْفُرُوا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

مین سے ہی تو دنیا پر اوسکی کیا حسد کرون جنت مین دنیا کی کیا قدر ہے اور اگر وہ دوزخی ہے تو دنیا کی امر پر اوسکی حسد فضول ہے اسلیے کہ اوسکا انجام دوزخ ہوگا اور ایک شخص نے حضرت حسن رح سی پوچہا کہ مومن حسد بہی کیا کرتا ہے آپ نی فرمایا کہ کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹون کا حال بہول گئے مومن حسد کرتا ہے لیکن چاہیے کہ صرف سینہ ہی مین اوسکو پوشیدہ رکہے اسلیے کہ جب زبان و ہاتہہ سی کچہہ زیادتی نہ کرے گا تو حسد سے کچہہ نقصان نہین ہوگا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ جو آدمی موت کو کثرت سے یاد کریگا اوسکی ہنسی اور حسد دونون کم ہوجاوینگے اور حضرت معاویہ رض فرماتے ہین کہ مین سب آدمیون کی راضی کرنی پر قدرت رکہتا ہون مگر حاسد نعمت کہ وہ بدون زوال نعمت راضی ہی نہین ہوتا

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی		حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست	

اور بعض حکما کا قول ہے کہ حسد ایک زخم ہے کہ کبہی نہین بہرتا اور جو کچہہ حاسد پر گذرتا ہے اوسکو وہی کافی ہے اور ایک اعرابی کا قول ہے کہ مینے کسی ظالم کو مظلوم کے مشابہ سوای حاسد کے نہین دیکہا کہ جب دوسری کی نعمت دیکہتا ہے گویا اوسکی چہریان لگتی ہین اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ آدمی دوسرے پر کیون حسد کرتا ہے اگر اوسکو خدا تعالی نے لائق سمجہکر نعمت دی ہے تو جسکو خدا تعالی بزرگی دی اوسپر حسد کیا ضرور ہی اور اگر اور کچہہ معاملہ ہے تو ایسی چیز پر کیا حسد کرنی چاہیے جسکا مآل دوزخ ہو اور بعض اکابر کا قول ہے کہ حاسد کو مجلسون مین تو ذلت اور مذمت ملتی ہے اور فرشتون سے بغض و لعنت اور خلق سے غم و غصہ اور نزع مین ہول و شدت اور قیامت مین عذاب و فضیحت

بارہوان بیان حسد کی حقیقت اور حکم اور اقسام اور مراتب کی ذکر مین

یہ تو ظاہر ہے کہ حسد نعمت ہی پر ہوا کرتی ہے پس جب اللہ تعالی کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرماوے تو دوسرے شخص کی دو حال ہوتے ہین اول تو یہ کہ وہ نعمت اوسکو بری معلوم ہو اور یون چاہے کہ اسکے پاس نرہے اس حالت کا نام تو حسد ہے اس بیان سے معلوم ہوا کہ حسد کی تعریف و حقیقت تو یہ ہی کہ دوسری کی نعمت کو برا جاننا اور اوسکی پاس سے جاتے رہنی کا خواہان ہونا دوسرا حال یہ ہے کہ نہ تو وہ نعمت بری معلوم ہو اور نہ اوسکی زوال کا خواہان ہو بلکہ یون دل چاہے کہ ایسی ہی نعمت ہمکو بہی ملے اسکا نام غبطہ اور منافست ہے اور کبہی منافست اور حسد ایک دوسری کی جگہہ بہی بولی جاتی ہین اور اسکا کچہہ مضائقہ نہین معنی کے رو سے ایسا اکثر ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ یَغْبِطُ وَالْمُنَافِقُ یَحْسُدُ پس حسد تو ہر حال مین حرام ہے مگر ایسی نعمت پر جو کسی فاجر یا کافر کے ہاتہہ لگی ہو اور وہ اوس سی فتنہ و فساد اور ایذا رسانی کرتا ہو تو ایسی نعمت کو اوس شخص پر

ح یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی بلکہ ابن ابی الدنیا نے اوسکو قول فضیل بن عیاض کا کہا ہے ۱۲

اوسکی چغلی کی کہ جو آدمی حضور کے سامنے کھڑا ہو کر جملہ کہا کرتا ہے وہ یون کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے کہا کہ اوسکی تصدیق کیسے ہو اوسنے کہا کہ جب وہ شخص آپکے سامنے کھڑا ہو اوسکو اپنے پاس بلوایئے جب آپکے قریب آویگا تو اپنی ناک بند کرلے گا کہ منہ کی بدبو نہ آوے بادشاہ نے کہا اچھا ہم کل استحان کرین گے ادہر تو بادشاہ سے یہ کہہ گیا اور ادہر اوس شخص کی دعوت کرکے ایسا کھانا کھلایا جسمین بہت سا لہسن تھا اتنے مین دربار کا وقت آگیا وہ شخص حسب دستور بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور وہی جملہ کہا بادشاہ نے اوسکو پاس بلایا اسنے اس خوف سے کہ کہین بادشاہ کو میرے منہ کی لہسن کی بو نہ آوے اپنے منہ پر ہاتھہ رکھہ لیا اور پاس گیا بادشاہ کو گمان ہوا کہ کل جو فلان شخص اسکی نسبت کچھہ کہہ گیا تھا وہ درست ہے اوسیوقت اپنے ایک عامل کو شقہ دستخط خاص سے لکھا کہ جب حامل شقہ یہ تیرے پاس آئے اوسکو قتل کرکے اسکے چمڑے مین بھس بھروا کر ہمارے پاس بھیجدینا اور شقہ کو حوالہ اوس شخص کے کیا کہ فلان عامل کے پاس لیجا یہ شخص شقہ لیکر دربار سے نکلا اور اس بادشاہ کا دستور یہ تھا کہ شقہ دستخطی خاص صرف واسطے انعام اور خلعت کے لکھا کرتا تھا اثنا راہ مین وہ حاسد ملا اسکے ہاتھہ مین شقہ دیکھکر پوچھا کہ یہ شقہ کیسا ہے اوسنے کہا کہ فلان عامل کے نام کا دستخطی خاص شقہ ہے اوسکے پاس لیجاتا ہون اوسنے سمجھا کہ ضرور اسمین کچھہ انعام وجاگیر کو لکھا ہوگا اس لالچ سے اوس شخص سے کہا کہ یہ شقہ مجکو دیڈال کہ مین لیجاؤن اوسنے کہا کہ مینے تجکو ہبہ کیا لیجا جب رقعہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے پڑھکر حامل سے کہا کہ اس شقہ مین یہ حکم ہے کہ حامل کو قتل کرکے اور کہال کھچوا کے اوسمین بھس بھر کے حضور مین بھیجدو تب تو یہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا کہ اسکا اصل حامل تو اور شخص ہے مین نہین ہون خدا کیواسطے مجھے یہ شقہ دیدو کہ مین بادشاہ کے پاس واپس لیجاؤن عامل نے کہا کہ بادشاہ کا شقہ واپس نہین ہوسکتا غرض اوسکو ذبح کرکے پوست اتروا کر بادشاہ کیخدمت مین بھیجدیا اب اوس شخص کا حال سنیے کہ وہ بدستور وقت مقرری پر پھر بادشاہ کے سامنے گیا اور جو جملہ کہا کرتا تھا وہی کہا بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا کہ شقہ کو کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ راہ مین فلان شخص مجکو ملا اوسنے مجھسے مانگا مینے اوسکو ہبہ کر دیا بادشاہ نے کہا کہ وہ یون کہتا تھا کہ تو مجکو گندہ دہن کہتا پھرتا ہے اوسنے کہا کہ مینے ہرگز نہین کہا بادشاہ نے پوچھا کہ پھر جب مینے تجکو اپنے پاس بلایا تھا تو نے اپنا ہاتھہ منہ پر کیون رکھہ لیا تھا اوسنے کہا کہ اوسی شخص نے مجکو ایسا کھانا کھلا دیا تھا جسمین لہسن تھا مینے منہ اسواسطے بند کیا تھا کہ حضور کو لہسن کی بو نہ معلوم ہو بادشاہ نے کہا کہ خیر اپنا کام کر بدی کرنے والے کو اوسکی بدی ہی تیری طرف سے کفایت کرگئی اور حضرت ابن سیرین رح فرماتے کہ مینے امر دنیا کے لئے کسی پر حسد نہین کی اسواسطے کہ اگر وہ شخص اہل جنت

بتایا جاتا ہے کہ تین باتین کیا کرتا تھا ایک تو یہ کہ لوگون پر انعام خداوندی دیکھکر حسد نکرتا تھا دوسرے یہ کہ اپنے ماباپ کی نافرمانی نہین کرتا تھا تیسرے یہ کہ لوگونکی جعلی ایک دوسرے سے نہین کہاتا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام فرماتے ہین کہ اللہ جلشانہ ارشاد فرماتا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہی کہ میرے حکم پر غصہ ہوتا ہی اور جو کچھ مینے لوگون کے حقمین مقدر کر دیا ہے اوسپر راضی نہین ہوتا اور ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے زیادہ تر خوف اپنی امت پر اسبات کا ہے کہ اونکی پاس مال کی کثرت ہو اور آپسمین حسد کرکے کشت وخون کرین اور فرمایا اِستَعِینُوا عَلٰی قَضَاءِ الْحَوَائِجِ بِالْکِتْمَانِ فَاِنَّ کُلَّ ذِی نِعْمَةٍ مَحْسُودٌ اور فرمایا کہ اللہ کی نعمتون کے دشمن ہین لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ جو لوگون پر نعمت دیکھکر حسد کرین اور فرمایا کہ چھ آدمی حساب کے پہلے ہی چھ چیزونکے سبب دوزخ مین جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ وہ کونسے لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ امیر اظلم کی باعث اور عرب عصبیت یعنی اصرار بیجا کے سبب اور دہقان تکبر کی جہت سے اور تاجر خیانت کے سبب اور اروستا جہالت کی باعث اور علما حسد کے سبب آثار بعض متقدمین کا قول ہے کہ اول خطا جو واقع ہوئی وہ حسد تھی یعنی ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کے رتبہ پر حسد کرکے سجدہ سے انکار کیا اور صرف حسد ہی کی باعث خدا کی نافرمانی مین مبتلا ہوا اور روایت ہی کہ عون بن عبداللہ فضل بن مہلب کی پاس اوس زمانہ مین تشریف لے گئے کہ وہ واسط کے حاکم تھے اور یہ کہا کہ مین تمکو ایک نصیحت کرتا ہون اونہون نے کہا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ ایک تو تکبر سے بچنا کیونکہ اول نافرمانی خدا تعالی کی اسی کی بدولت ہوئی چنانچہ تصدیق اسکی کلام مجید مین موجود ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دوم یہ کہ حرص سے محترز رہنا یہ وہ بلا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جب خداوند کریم نے جنت مین جگہ دی جسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے اور سب چیزونکی کہانے کی اجازت دی صرف ایک درخت سے منع کر دیا تو اونہون نے حرص کی بدولت اوسمین سے کہایا اور جنت سے نکالے گئے حکم ہوا کہ اِهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِیْعًا بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ تیسرے یہ کہ حسد سے بچنا یہ وہ چیز ہے کہ قابیل ہابیل کو مارا تھا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ اور ایک بات یہ ہے کہ جب ذکر اصحاب رضہ کا ہو تو سکوت کرنا اور تقدیر اور نجوم کے ذکر کیوقت بھی سکوت کرنا اور بکر بن عبداللہ کہتے ہین کہ ایک شخص کسی بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوکر یہ جملہ کہا کرتا کہ محسن کی احسان کے مکافات مین اوسکے ساتھہ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ بدی کرنے والے کو تو خود اوسکی بدی ہی تیری طرف سے کفایت کرے گی اس شخص پر اور اوسکے رتبہ پر ایک آدمی کو حسد ہوا یہانتک کہ بادشاہ سے

اسپر مینے قسم کہالی ہی کہ تین دن اونکی پاس نجاونگا اگر آپ اجازت دین تو تین دن تک آپ کی مکان مین سو رہا
کرون اونہون نی کہا کہ کیا مضایقہ ہے حضرت عبد اللہ رض تین رات اونکی گہر مین سوئی تو دیکہا کہ وہ رات کو نہین
اوٹھتے بجز اسکی کہ ہر کروٹ پر ذکر الٰہی کر لیتی ہین اور صبح کی نماز کیوقت تک بستر پر سی نہ اٹھے البتہ اتنا معلوم ہوا کہ جب کوئی
کلمہ کہا تو بہتر ہی کہا جب تین دن گذر گئی تو حضرت عبد اللہ فرماتی ہین کہ میری جی مین اونکی عمل کی کچہہ وقعت
نہ آئی اور تہوڑا سا عمل معلوم کیا تہا تو مینے اونسی کہا کہ ای بندہ خدا مجہہ مین اور میری باپ مین کچہہ خفگی کی
بات نہین ہوئی تہی لیکن مینی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سی تمہاری شان مین یہ کلمات سنے
تہی اسواسطے یہ منظور تہا کہ مین بہی دیکہون کہ تم کیا عمل کرتی جس سی جنتی ہوئی ہو تو عمل تو تمہارا کچہہ بہت نہین
یہ فرمایئے کہ یہ درجہ کسطرح ملا اونہون نی فرمایا کہ یہی ہی جو تمنے دیکہا مین اونکی پاس سی چلا جب تہوڑی دور گیا
تو اونہون نی مجکو بلایا اور کہا کہ بہائی عمل تو یہی ہی جو تمنے دیکہا مگر اتنی بات ہی کہ جو شے اللہ تعالی کسی
مسلمانکو عطا فرماتا ہی اوسپر میری دلمین کچہہ کدورت اور حسد نہین آتی مینے کہا کہ بس وہ بات یہی ہی جس سے
تمکو رتبہ ملا یہ بات ہمسی نہین ہو سکتی اور ایک حدیث مین ہی کہ آپ نی فرمایا تین باتین ایسی ہین کہ جس سے کوئی
خالی نہین ایک ظن دوسری بدفالی تیسری حسد مگر مین تمکو انسی نجات کیصورت بتائی دیتا ہون کہ جب کوئی
ظن دلمین گذری تو اوسکو ٹہیک نجاننا چاہیی اور جب شگون بد ہو تو اپنا کام کیے جاو اور جب حسد آوے
تو خواہش نکرو اور ایک روایت مین یون ہی کہ تین باتین ایسی ہین کہ کمتر اوس سی کوئی خالی ہوگا اس روایت
مین امکان حسد سی خالی ہونیکا پایا جاتا ہی اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ آپ نی فرمایا کہ ایک مرض
تم مین پہلی امتونکا چلا آیا ہی یعنے حسد اور بغض اور بغض مونڈنی والی چیز ہے اور اس سی یہ غرض نہین کہ
بال مونڈتی ہی بلکہ دین کی صفائی تبلاتی ہے قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے قبضہ قدرت مین محمد کا نفس
ہی کہ تم جنت مین ہرگز نہ داخل ہوگی جب تک مومن نہوگی اور مومن نہوگی جب تک آپسمین دوست نہ بنوگی اور مین
تمکو ایسی بات بتاتا ہون جس سی بناء دوستی تم مین مستحکم ہو وہ یہ ہی کہ آپسمین طریقہ اسلام کو خوب رائج کرو
اور فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا وَکَادَ الْحَسَدُ اَنْ یَّغْلِبَ الْقَدَرَ اور نیز فرمایا کہ عنقریب میری امت مین
اور امتونکا مرض پہیلیگا لوگون نی عرض کیا کہ اور امتونکا مرض کیا ہی آپ نی فرمایا کہ اَلْاَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّکَاثُرُ
وَالتَّنَافُسُ فِی الدُّنْیَا وَالتَّبَاعُدُ وَالتَّحَاسُدُ حَتّٰی یَکُوْنَ الْبَغْیُ ثُمَّ یَکُوْنُ الْهَرَجُ اور فرمایا لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ
لِاَخِیْكَ فَیُعَافِیْهِ اللّٰهُ وَیَبْتَلِیْكَ اور روایت ہی کہ حضرت موسی ع جب پروردگار عالم سی باتین کرنے گئے
تو ایک آدمی کو عرش کی سایہ مین دیکہا دلمین اوسکی رتبہ کی غبطہ ہوئی کہ اسکی سی جگہہ مجہی بہی ملتی یہ کوئی بڑا عالی
رتبہ ہی جناب باری مین عرض کیا کہ اسکا نام مجکو بتلایا جاوے حکم ہوا کہ نام سی کیا غرض ہے اسکا کام

اور مستقل آدمی ہمیشہ صواب کو پہونچتا ہے اور جلد باز مدام چوک جاتا ہے اور جسکو رفق سے بہرہ نہین ہوتا اوسکو حماقت سے نقصان ہوتا ہے اور جو تجربون سے مستفید نہین ہوتا وہ عاقل ہو نہین لی سکتا۔ اور ابو عون انصاری رح فرماتے ہین کہ جو کلمات سخت لوگ آپس مین بولتے ہین اونکے ساتھ ہی ایسے بھی الفاظ ہوتے ہین کہ اوسی مطلب کے مفید ہون اور اونکی نسبت نرم ہون یعنی ؎ چو کاری براید بلطف وخوشی + چہ حاجت بہ تندی وگردن کشی + اور ابو حمزہ کوفی رح فرماتے ہین کہ کاربار ی آدمی کو زیادہ حاجت سے رکھنا چاہیے اس لیے کہ ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے اور جان لینا چاہیے کہ سختی سے لوگ اپنا کام نہین کرتے جیسا نرمی سے کرتے ہین۔ اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ مومن متین ہوتا ہے اور ٹھہر ٹھہر کر کام کرتا ہے رات کی لکڑی جمع کرنے والے کی طرح نہین ہوتا کہ جو ہاتھ مین آیا خاک بھس جمع کر لیا پس علمانے رفق کی اسقدر تعریف اسی لیے کی ہے کہ یہ ایک عمدہ چیز اور اکثر اوقات بکار آمد ہے اور درشتی کی کبھی شاذ و نادر حاجت پڑتی ہے کامل آدمی وہی ہے جو موقع درشتی و نرمی کا پہچانے اور ہر ایک کام مین جو مناسب ہو وہ بجالاوے لیکن اگر اوسکی بصیرت مین قصور ہو یا معلوم نہو کہ فلان مقدمہ مین کیا کرنا چاہیے تو چاہیے کہ رفق ہی کی طرف میل کرے اسلیے کہ غالبا فلاح اسمین ہوتی ہے

اب حسد کی برائی اور اوسکی حقیقت و اسباب و علاج کا بیان کیا جاتا ہے اور یہ کہ اسکا دور کرنا نہایت ضروری ہے

گیارھوان بیان حسد کی برائی

واضح ہو کہ حسد بھی کینہ کی شاخ ہے اور کینہ غصہ کی شاخ ہے تو حسد غصہ کی شاخ در شاخ ہوئی اور غصہ اصل اصول ٹھہرا پھر حسد مین اتنی بڑی شاخین پھیلتی ہین کہ جنکا حصر بھی گویا کہ نہین ہو سکتا اور اوسکی مذمت مین بہت سی حدیثین وارد ہین چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اور ایک حدیث مین حسد اور اوسکے نتائج و اسباب سے منع کرتے ہین فرمایا لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ایک روز ہم آپ کی خدمت مین بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ اب اس راہ سے ایک آدمی جنتی تمھارے سامنے آوے گا اتنے مین ایک شخص انصار مین سے بائین ہاتھ مین جوتیان لیے ہوئے ڈاڑھی مین سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا نمودار ہوا اور السلام علیکم کہا جب دوسرا روز ہوا تو پھر آپ نے وہی کلمات فرمائے اوس روز بھی وہی شخص آیا تیسرے روز بھی یہی ماجرا گذرا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اوس شخص کے پیچھے گئے اور اوس سے کہا کہ مجھ مین اور میرے باپ مین کچھ تکرار ہو گیا ہے

حسد بغض کی طرح آدمی کی کھائی ہے جو جس آگ مین ایندھن ڈالتا ہے اسی آگ مین جلتا ہے ابو داؤد کی روایت ابو ہریرہ سے ۱۲ منہ

دین بالجہر روایت انس سے ۱۲ منہ

آپس مین حسد کرو نہ بغض رکھو نہ ایکدوسرے سے منہ پھیرو نہ بیچ کی فروخت مین دھوکہ دو نہ بعض کی فروخت پر بعض کی فروخت کرو نہ تاجر اور دلال ہو جاؤ اسکے معنی مین بھائی ۱۲ صحیحین کی حدیث ہے ۱۲ کوفی کہا ہے اور ابو داؤد نے اوس شخص کا نام سعد لکھا ہے ۱۲

علم کرتے ہین آپ نے اونکو طلب فرمایا جب وے حاضر ہوئے تو آپ نے بعد حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ
اے رعیت ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیر خواہی کرو اور اچھی بات پر مدد گار رہو اے عاملو رعیت کا
تم پر حق ہے پس جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اوسکا حلم اللہ کو پسند ہی ویسا کوئی حلم محبوب اور عام نہین
اسی طرح کوئی چیز اللہ تعالے کے نزدیک امام کے ظلم و جہل سے بری نہین اور یہ بھی جان رکھو کہ جو شخص
اپنے سامنے والون کو عافیت سے رکھتا ہی اوسکو غائب لوگون کی طرف سے بھی عافیت اور آسایش پہونچتی ہے
اور وہب بن منبہ فرماتے ہین کہ ملایمت حلم کا ہم پلہ ہے۔ اور ایک حدیث موقوف اور مرفوع مین وارد ہے
کہ علم مومن کا دوست جانی ہے اور حلم اوسکا وزیر اور عقل راہنما اور عمل سربراہ کار اور رفق اوسکا والد اور نرمی
بھائی اور صبر سپہ سالار ہے۔ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ علم ایمان کو کیا خوب زینت دیدیتا ہے اور اوس
علم کا تو کیا پوچھنا ہے جسکو عمل سے زیبایش ہوئی ہو اور کتنا خوب وہ عمل ہے جسکی آراستگی رفق سے ہوئی ہو
غرض کہ جیسا جوڑ علم اور حلم کا ہے ایسا کوئی نہین۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضہ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے
سوال کیا کہ رفق کیا چیز ہے اونھون نے جواب دیا کہ جس صورت مین آدمی حاکم ہو تو عاملون سے نرمی برتے
اونھون نے پوچھا کہ خرق یعنے جہالت و درشتی کیا شی ہے آپ نے فرمایا کہ امام سے اور ایسے لوگون سے جنکو
اختیار و قابو ضرر پونہچانے کا ہو دشمنی اور عداوت رکھنی۔ اور حضرت سفیان ثوری رح نے اپنے یارون سے
پوچھا کہ رفق کو تم لوگ جانتے ہو انھون نے عرض کیا کہ آپ ہی ارشاد فرمائیے فرمایا کہ ہر ایک امر کو اوسکے موقع و
مقام پر برتنا شدت کی جگہہ شدت اور نرمی کی جگہہ نرمی اس سے معلوم ہوا کہ نرمی کے ساتھ درشتی کا اختلاط
بھی ضرور چاہیے جیسا کہ شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎ درشتی و نرمی بہم در بہ است ✤ جو فاصد کہ جراح
و مرہم نہ است ✤ خلاصہ یہ کہ اور اخلاق کی طرح یہان بھی درجۂ اوسط درشتی و نرمی مین محمود ہی مگر چونکہ
انسان کی طبیعت درشتی کی طرف زیادہ مائل ہے بدین لحاظ ترغیب غایت درجہ رفق کی ضروری ہے
اسی لیے شرع مین صفت رفق کی بہت سی ہے درشتی کی مدح نہین پائی جاتی گو اپنے اپنے موقع پر
حسب مصلحت وقت دونون اچھی ہین مگر جس جگہہ درشتی ضروری ہوتی ہے وہان حق بات ہوا کے
نفسانی مین مل جاتی ہے اور کبھی شکر سے بھی زیادہ مزہ معلوم ہوتا ہے ایسا ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا
قول ہے۔ اور روایت ہے کہ عمرو بن العاص رح نے حضرت امیر معاویہ رضہ کو خط لکھا اور اوسمین اونپر
اس بات کا عتاب تھا کہ تم تاخیر و سستی بہت کرتے ہو اونھون نے اوسکے جواب مین لکھا کہ امر
خیر مین تامل اور فکر سے بہتری اور ہدایت زیادہ ہوتی ہے اور رشید وہی شخص ہے کہ
جو جلدی کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور محروم وہ آدمی ہے جو وقار سے محروم رہے

اور روایت ہے کہ انجیل میں مذکور ہے کہ جو اپنے ظالم کے لیے مغفرت کی دعا کرے شیطان اوس سے بھاگتا ہے

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عفو کا تتمہ نرمی کے فضائل پر کیا جاوے

فضیلت نرمی کی - نرمی کا مقابل تیزی اور تک چڑھا ہونا ہے نرمی ایک صفت عمدہ ہے جو حسن خلق کا نتیجہ ہے اور اوسکے برعکس تیزی نتیجہ غصہ اور درشتی کا ہے اور کبھی تو تیزی غصہ سے ہوتی ہے اور کبھی شدت حرص اور اوسکے غلبہ سے ہوتی ہے کہ اوسمین آدمی کو سوچ سمجھ نہین رہتی اسیواسطے استقلال جاتا رہتا ہے مگر نرمی بہر صورت ثمرہ حسن خلق ہی کا ہے اور حسن خلق جبھی میسر ہوتا ہے کہ قوت غضب اور قوت شہوت کو حد اعتدال پر روکا جاوے اسی بنا پر رفق یعنے نرمی کی تعریف مین حدیث شریف مین بہت مبالغہ ہے چنانچہ فرمایا یا عائشۃ انہ من اعطی حظہ من الرفق فقد اعطی حظہ من خیر الدنیا والاخرۃ ومن یحرم حظہ من الرفق فقد حرم حظہ من خیر الدنیا والاخرۃ اور فرمایا اذا احب اللہ اھل بیت ادخل علیھم الرفق اور فرمایا ان اللہ لیعطی علی الرفق ما لا یعطی علی الخرق فاذا احب اللہ عبدا اعطاہ الرفق وما من اھل بیت یحرمون الرفق الا حرموا محبۃ اللہ تعالی اور حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ ان اللہ رفیق یحب الرفق یعنے اللہ تعالی نرمی ہے اور رفق ہی کو پسند فرماتا ہے اور ملایمت پر وہ چیز عطا فرماتا ہے جو درشتی کے ساتھ نہین دیتا - اور حضرت عائشہ رضہ کو فرمایا کہ اے عائشہ ملایمت کیا کر اسلیے کہ جب اللہ تعالے کسی خاندان کی بزرگی چاہتا ہے تو اونکو ملایمت کی راہ سوجھا دیتا ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ من یحرم الرفق یحرم الخیر کلہ جسکو ملایمت نملی وہ بالکل خیر سے محروم رہا اور فرمایا کہ جو حاکم اپنی عہد مین ملایمت و نرمی برتے گا اوسکے ساتھ قیامت کو سہولت برتی جاوے گی - اور فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ دوزخ کن لوگون پر حرام ہے کل ھین لین سھل قریب اور فرمایا الرفق یمن والخرق شوم اور فرمایا التانی من اللہ والعجلۃ من الشیطان اور ایک روایت مین ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ سب مسلمان تو خدا تعالے کی عنایت سے آپ سے مستفید ہوتے ہین کوئی عمدہ بات میرے لیے بھی خاص کر دیجیے آپ نے دو یا تین بار الحمد للہ فرما کر اوس شخص کی طرف متوجہ ہو کر دو یا تین بار پوچھا کہ تو ہی نصیحت چاہتا تھا اوسنے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ جب تو کسی بات کا ارادہ کرے تو اوسے سوچ لیا کر اگر اچھی ہو تو کیا کر ورنہ باز رہا کر اور ایک بار حضرت عائشہ رضہ سفر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھین اور اونکی سواری مین ایک اونٹ شوخ تھا تو اوسکو کبھی داہنے کبھی بائین پھراتی تھین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ سہولت اور ملایمت کر یہ ایسی شی ہے کہ جس چیز مین برتی جاوے اوسکی زینت ہو جاوے اور جس مین نہو اوسکو معیوب کر دے آثار حضرت عمر بن خطاب کو یہ خبر پونچی کہ بعض عامل

اور اگر گناہ پر جرأت کی سبب کیا ہو تو اسی گناہ کو اوسکا پچھلا گناہ کردے کہ آگے کو پھر ایسا نکرے۔ اور فضیل بن عیاض رح فرماتے ہین کہ خراسان کے ایک شخص کی بہ نسبت مین نے کوئی زیادہ زاہد نہین دیکھا وہ میرے ساتھ مسجد حرام مین بیٹھا تھا کہ طواف کو اوٹھا اسمین اوسکے دینار چوری گئے تو رونا شروع کیا مین نے پوچھا کہ دینارون کے واسطے روتے ہو اوسنے کہا نہین بلکہ اسوقت مجکو یہ تصویر بندھ گئی کہ مین اور چور خدا کے سامنے موجود ہین اور اوسکو کچھ حجت نہین کہ پیش کرے اسلیے مجکو رحم آیا اور رو پڑا۔ اور حضرت مالک بن دینار رح کہتے ہین کہ ہم جسوقت حکم بن ایوب بصرہ کے حاکم تھے اونکے گھر رات کو گئے اور حضرت حسن رح بھی خوف زدہ سی آئی اور ہم اور وہ ساتھ ہی اونکے پاس گئے مگر ہم حضرت حسن رح کے ساتھ بچے سے معلوم ہوتے تھے پس حضرت حسن رح نے قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان کیا کہ بھائیون نے اونکو بیچا پھر کوئین مین ڈالا اور کیا کیا سلوک کیا غرض کہ بھائی کو بیچا اور باپ کو رنجدیا پھر عورتون کے مکر سے قید مین مبتلا ہوئے مگر دیکھو تو خدا نے اونسے کیا کیا سب سے زیادہ ذی ثروت و عزت بنایا اور اونھین کا بول بالا رہا اور زمین کے خزانون کا مالک کردیا ان سب باتون کے بعد جب حکومت پوری ہوگئی اور گھر بار سب وہان آگئے تو یہ ارشاد فرمایا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اس قصہ سے غرض حضرت حسن رح کی یہ تھی کہ حکم بن ایوب بھی اونکے ساتھیونکو معاف کردین پس یہ قصہ سنکر حکم نے کہا کہ مین بھی یہی کہتا ہون کہ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور اگر میرے پاس بدن کے کپڑون کے سوا اور کچھ ہوتا تو مین انھین مین تمکو چھپا لیتا۔ اور ابن مقنع نے کسی اپنے دوست کو کسی بھائی کی سفارش کا خط لکھا مضمون یہ تھا کہ فلان شخص اپنے قصور سے گریز کرکے تمھاری عفو کا خواہان ہے اور تمھارے غصہ سے ڈرکر تمھاری ہی پناہ چاہتا ہے اور معلوم رہے کہ جتنا گناہ بڑا ہوتا ہے اتنا ہی عفو کا فضل زیادہ ہے ؎ اگر عظیم ست از فرودستان گناہ ٭ از بزرگان عفو کردن اعظم ست ٭ اور عبد الملک بن مروان کے پاس جب ابن اشعث کے قیدی آئے تو رجاء بن حیات سے خلیفہ نے اونکے باب مین صلاح لی اوسنے عرض کیا کہ خداوند کریم نے جو چیز تمکو پسند تھی یعنی فتح عنایت فرمائی اوسکے عوض مین جو اوسکو پسند ہے وہ تم کرو یعنے اللہ تعالے عفو کو پسند فرماتا ہے تم بھی معاف کردو پس سب قیدیون کا قصور معاف کردیا اور روایت ہے کہ زیاد نے ایک خارجی کو پکڑا اتفاقاً وہ بھاگ گیا زیاد نے اوسکے بھائی کو پکڑ لیا اور کہا کہ یا تو اپنے بھائی کو حاضر کرو ورنہ مین تجکو مار ڈالون گا اوسنے کہا کہ اگر مین امیر المومنین کا شقہ لادون تب تو چھوڑوگے کہا کہ البتہ اوسنے کہا کہ مین عزیز حکیم کا شقہ لاتا ہون اور اوسپر دو پیغمبرون کی گواہی گذارتا ہون پھر یہ آیت پڑھی اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى زیاد نے کہا کہ اسکو جلادے وہ اسکو جحت خوب سوجھی

نادان وجہل سے نہیں یہ معمول ۔	ہے شہرت حلم ورعب لو یہ انصاف ۔

اور مبارک بن فضالہ کہتے ہین کہ سوار بن عبداللہ نے مجکو بصرہ والون کے ساتھہ ابوجعفر خلیفہ کے پاس بھیجا مین اونکے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے مین ایک آدمی پکڑا آیا اونھون نے اوسکی قتل کو حکم کیا مینے اپنی دل مین کہا کہ میرے سامنے اس بیچارہ مسلمان کا خون ہوگا پھر اونسے کہا کہ ای میرالمومنین مین ایک حدیث نقل کرتا ہون جسکو مینے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اونھون نے کہا کہ وہ کونسی حدیث ہے مینے کہا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی لوگونکو ایک ایسی میدان مین جمع کرے گا کہ دیکھنے والا اونکو دیکھہ سکے اور پکارنے والے کی آواز سن سکین پھر ایک پکارنے والا پکاریگا کہ جسکا خدا پر کچھہ حق ہو وہ کھڑا ہو تو سوا معاف کرنے والون کے اور کوئی نہین اوٹھے گا اسکو سنکر ابوجعفر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہمنے حضرت حسن رض سے سنی ہے مینے کہا کہ بیشک ہے اونسے سنی ہے پس اپنے آدمیونسے کہا کہ اس مجرم کو جانے دو اور حضرت معاویہ رض فرماتے ہین کہ جب تک تمکو انتقام کا قابو اور موقع نملے تب تک حلم اور برداشت کرو اور جب موقع ملجاوے تو عفو اور احسان کرو اور روایت ہے کہ ایک راہب ہشام بن عبدالملک کی پاس آیا اونھون نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ ذوالقرنین نبی تھے یا نہین اونسے کہا کہ نبی تو نہ تھے مگر جو رتبہ اونکو ملا صرف چار خصلتون کے باعث ملا ایک تو یہ کہ جب انتقام پر قدرت ہوتی معاف کردیتے دوسرے یہ کہ وعدہ پورا کرتے تیسرے یہ کہ سچ بولتے چوتھے یہ کہ آج کا کام کل پر نچھوڑتے اور بعضے اکابر کا قول ہے کہ حلیم اوسکا نام نہین کہ ظلم کیوقت تو چپ ہورہے جب قدرت پاوے تو بدلہ لے بلکہ حلیم وہ ہے کہ ظلم کیوقت حلم کرے اور قدرت کیوقت معاف کرے اور زیادہ رحمدل کہتے ہین کہ قدرت اور قابو پانا کینہ اور غصہ کو کھو دیتا ہے اور ہشام بن عبدالملک کی پاس ایک شخص گرفتار ہوکر آیا جسکی کوئی بات اونکے کان مین پہونچی تھی جب سامنے آیا تو اپنی حجت بیان کرنے لگا خلیفہ نے فرمایا کہ تو وہی بولتا ہے اونسے کہا کہ یا امیرالمومنین اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا کیا خدا کے سامنے تو جھگڑینگے آپ کے سامنے نہ بولینگے اونھون نے کہا کہ خیر کہو جو کہتے ہو اور روایت ہے کہ ایک چور حضرت عمار بن یاسر کے خیمہ مین گھسا اور پکڑا گیا لوگون نے اونکی خدمت مین عرض کیا کہ اسکا ہاتھہ کاٹ ڈالیے آپ نے فرمایا کہ نہین مین اسکی پردہ پوشی کرونگا اللہ تعالے میری پردہ پوشی فرماوے اور ایکبار حضرت ابن مسعود بازار مین بیٹھے ہوے کچھہ سودا لیتے تھے دام دینے کیواسطے عمامہ مین سے درم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لیے آپ نے فرمایا کہ جب مین یہان بیٹھا ہون تب تک موجود تھے لوگ لینے والے کو بددعا دینے لگے کہ الٰہی اوسکے ہاتھہ کٹ پڑین اور اوسکا برا ہو پس آپ نے فرمایا کہ الٰہی اگر اوسکو کچھہ حاجت تھی اور لے گیا ہے تو اوسکو برکت دے کہ اوسکا کام نکلجاوے

جواب سوال آرہے گا ہی جسمین آپ کرتا ہے اپنی طرف سے ۱۲

داخل ہونگے اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَنْبَغِیْ لِوَالِیْ اَمْرٍ
اَنْ یُّؤْتٰی بِحَدٍّ اِلَّا اَقَامَہٗ وَاللّٰہُ عَفُوٌّ یُّحِبُّ الْعَفْوَ اور پہر یہ آیت پڑہی وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا آخر تک
اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ تین باتین ایسی ہین کہ جو کوئی انکو ایمان سے ادا کرے
تو جنت کی جونسے دروازہ سے چاہے اندر چلا جاے اور حورونمین سے جس سے چاہے نکاح کرے اور جہان
چاہے وہان رہے اول تو یہ قرض پوشیدہ کو ادا کرے دوسرے سورۂ اخلاص ہر نماز کے بعد دس بار پڑہے
تیسرے اپنے قاتل کو خون معاف کر دے حضرت ابوبکر رض نے پوچہا کہ خواہ انمین سے ایک کوئی بجا لاوے
آپ نے فرمایا کہ خواہ ایک ہی کرے آثار حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص مجہپر ظلم
کرتا ہے تو مین اوسپر رحم کرتا ہون کہ قیامت کو یہ بیچارہ اس ظلم کے باعث پکڑا جاویگا اور مواخذہ و بازپرس
ہوگی اسکو کچہہ جواب نہ بن پڑے گا یہ درجہ عفو سے بڑہکر ہے اسکو احسان کہتے ہین اور بعض اکابر کا قول ہے
کہ جب خدا تعالی کسی بندے کو تحفہ دیا چاہتا ہے تو اوسپر ایسا شخص معین کر دیتا ہے جو ظلم کرے یعنی ظلم کے باعث
ظالم کی حیات مظلوم کے پاس آجاتی ہین تو بدون عمل انکا آجانا گویا خدا کیطرف سے ہدیہ ہے اور ایک شخص نے
حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے پاس آکر شکایت کرنی شروع کی کہ مجہپر فلان شخص نے ظلم کیا ہے اور اوسکو برا کہنا
شروع کیا آپنے فرمایا کہ اگر تو خدا کے سامنے یہ ظلم جون کا تون لیجاوے تو اوس سے بہتر ہے کہ اوسکا عوض یہان
لیکر جاوے اور یزید بن میسرہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص اپنے ظالم کو کوستا ہے تو خدا تعالی مظلوم کو
فرماتا ہے کہ جسپر تو نے ظلم کیا ہے وہ تجہے کوس رہا ہے اور تو اپنے ظالم کو کوستا ہے تو اگر تجکو منظور ہو تو ہم
دونون کو سنونکو سنین اور اگر چاہے تو قیامت تک تاخیر کرکے دونونکو اپنے دامن عفو مین جگہہ دین
اور مسلم بن یسار رح نے ایک شخص سے کہا جسنے اپنے ظلم کرنے والے پر بد دعا دی تہی کہ ظالم کا ظلم اوسکی
حوالہ کر تیری بد دعا سے پہلے اوسکو لگے گا بشرطیکہ کسی کام عمدہ سے اوسکا تدارک نہ کرے اور لائق و مناسب
اوسکے حال کے تو یہی ہے کہ تدارک نہین کرے گا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے کہ قیامت کو خدا تعالی ایک منادی کا
حکم فرماوے گا کہ یون پکارے جسکا خدا کے پاس کچہہ رہا ہو وہ کہڑا ہو تو اہل عفو کہڑے ہونگے اور چونکہ
انہون نے لوگونسے درگذر کی ہوگی اللہ تعالی اوسکے مکافات مین انسے درگذر فرماوے گا اور ہشام بن
محمد کہتے ہین کہ خلیفہ نعمان بن منذر کے پاس دو شخص حاضر کیے گئے ایک نے تو بڑی خطا کی تہی اوسکو تو معاف
کر دیا اور دوسرے نے چہوٹی تقصیر کی تہی اوسکو سزا دی اور دو شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہی رباعی

سلطان جو بڑا قصور کرتے ہین معاف	اور چہوٹے سے جرم پر سزا دیتی ہین صاف

لوگون کے اخلاق مین سے جو افضل ہین وہ مین تجکو بتاتا ہون تصل من قطعک وتعطی من حرمک
وتعفو عمن ظلمک اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی بندون مین سے تیری نزدیک کونسا زیادہ تر عزیز ہے ارشاد ہوا کہ جو غضب
قدرت کی ہوتے معاف کردے اور حضرت ابو درداء رض سے جب لوگون نے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت کسکی
ہے تو آپ نے بھی یہی فرمایا کہ جو قابو پاکر معاف کردے وہ زیادہ عزت والا ہے تم بھی معاف کیا کرو خدا تمکو
عزت دیگا اور ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور کہی حق کا نالشی ہوا آپ نے اوسکو
حکم بیٹھنے کا دیا اور منظور یہ تہا کہ اسکا حق دلوا دیا جاوے مگر بسبیل تذکرہ اوس سے ارشاد فرمایا کہ ان
المظلوم ھم المفلحون یوم القیامۃ اوس شخص نے یہ حدیث سنکر اپنا حق چھوڑ دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے یہ حدیث مروی ہے من دعا علی من ظلمہ فقد انتصر اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اذا بعث اللہ
الخلائق یوم القیامۃ نادی منادٍ من تحت العرش ثلاثۃ صواتٍ یا معشر الموحدین ان اللہ
قد عفا عنکم فلیعف بعضکم عن بعضٍ اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ کے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور دوگانہ گذار کر پھر کعبہ مین تشریف لائے اور چوکھٹ پکڑکر
لوگون سے پوچھا کہ آپ تمہارا میری نسبت کیا قول وگمان ہے اونہون نے عرض کیا کہ ہم یہ کہتے ہین کہ آپ
ہمارے بھائی ہین اور چچازاد ہین حلیم ہین رحیم ہین تین بار یہی الفاظ کہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ قول کہتا ہون
کہ جو یوسف علیہ السلام کہا تہا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین راوی
فرماتے ہین کہ اس قول کو سنکر لوگ ایسے نکل پڑے جیسے قبرون مین سے نکلتے ہین اور مسلمان ہوگئے اور
سہیل بن عمرو اسی قصہ کو اسطرح نقل فرماتے ہین کہ جب آپ مکہ معظمہ مین تشریف لائے تو لوگ آپ کے گرد تھے
آپ نے اپنے دونون ہاتھ کعبہ کی چوکھٹ پر رکھکر یہ دعا پڑہی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور پھر لوگونکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے گروہ قریش تمہارا
میری نسبت کیا قول وگمان ہے راوی کہتے ہین کہ مینے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اچہا کہتے ہین
اور گمان بہی اچہا ہی ہے یعنے آپ ہماری بہائی کریم ہین اور بھتیجے رحیم ہین اور ہم سب آپ کی قابو مین ہین تو آپ نے
فرمایا کہ مین وہی بات کہتا ہون جو میرے بہائی یوسف علیہ السلام نے کہی تہی لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم
اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت مین بندے کہڑے ہونگے ایک پکارنے والا پکارے گا
کہ جسکی مزدوری اللہ پر ہو وہ چلے اور داخل جنت ہو تو پوچہا جاویگا کہ ایسا کون ہے جسکی مزدوری خدا پر
ہو وہ کہے گا کہ وہ لوگ ہین جنہون نے لوگون کو معاف کردیا پھر بہت سے آدمی اٹہینگے اور بلا حساب جنت مین

دیکھو حضرت ابوبکر رضؓ نے مسطح کے لیے قسم کھائی تھی کہ اوسکو کبھی کچھہ نہ دونگا یہ شخص آپ کا قریب تھا مگر حضرت عائشہ کی تہمت مین کچھہ اسنے بھی کہا تھا اسلیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی مگر جب یہ آیت اتری وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ تو آپ نے فرمایا کہ ہان ہم اللہ کی مغفرت کو دوست رکھتی ہین اور پہر جو کچھہ دیا کرتے تھے وہ بدستور دینے لگے اس سے معلوم ہوا کہ بہتر یہی ہے کہ جیسے معاملات پہلے کیا کرتا تھا ویسے ہی بدستور جاری رکھے اور اگر نفس پر کوشش کرکے شیطان کی مخالفت کی باعث سلوک کچھہ زیادہ کرے تو یہ مقام و رتبہ صدیقین کا ہے اور مقربین کے اعمال مین سے بڑھکر یہی ہے کیونکہ قدرت کیوقت کینہ ور کے تین حال ہوتے ہین ایک تو یہ کہ جتنا اپنا آتا ہو اوسیقدر بے کمی و زیادتی دوسرا لیے لے اوسکو تو عدل کہتے ہین دوسرے یہ کہ اپنا حق معاف کردے اور زیادہ صلہ رحم کرے اسکا نام فضل ہے تیسرے یہ کہ جو حق اپنا نہین وہ اوس سے ظلماً لے لیوے اوسکو جور و ظلم کہتے ہین اور یہ بیشہ اراذل اور کمینونکا ہی اور اماول صلحا کی درجہ کی انتہا سمجھنی چاہیے اور امر دوم حال صدیقین کا ہے

دسوان بیان فضیلت عفو و احسان مین

عفو کے معنے یہ ہین کہ اپنا حق جو دوسرے کے ذمہ ہو اوسکو چھوڑ دیوے مثلاً قصاص یا قرض وغیرہ جو کسی کے ذمہ ہو اوسکو اوس سے بری کردی اور اسکی تعریف و ثنا بہت آئی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ اور فرمایا وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ تین باتین ایسی ہین کہ مین بقسم کہہ سکتا ہون اول یہ کہ صدقہ سے مال کم نہین ہوتا صدقہ دینا چاہیے ؎

زکوۃ مال بدر کن کہ فضلہ زرا	جو باغبان بدرد بیشتر دہد انگور

دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص اپنا حق صرف خدا کیواسطے چھوڑ دے اللہ تعالی اوسکی باعث قیامت کو اوسکی عزت بڑہاوے تیسرے یہ کہ جو آدمی اپنے اوپر سوال کا دروازہ کہولتا ہے اللہ تعالی اوسپر محتاج ہونے کا دروازہ کشادہ کرتا ہے اور ایک حدیث مین ہی کہ إِنَّ التَّوَاضُعَ لَا يَزِيدُ الْعَبْدَ إِلَّا رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوا يَرْفَعْكُمُ اللَّهُ وَالْعَفْوُ لَا يَزِيدُ الْعَبْدَ إِلَّا عِزًّا فَاعْفُوا يُعِزَّكُمُ اللَّهُ وَالصَّدَقَةُ لَا تَزِيدُ الْمَالَ إِلَّا كَثْرَةً فَتَصَدَّقُوا يَرْحَمْكُمُ اللَّهُ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی حقوق کا انتقام لیتے نہین دیکھا جب تک کہ خدا تعالی کے محارم مین سے کوئی نہ لوٹھی اور جب ایسا ہوتا تو سب سے زیادہ غصہ آپ کو آتا تھا اور جب کبھی دو باتون کا آپکو اختیار دیا جاتا تو جو سنی دونون مین سے آسان ہوتی اوسکو اختیار کرتے بشرطیکہ اوسمین گناہ نہوتا اور حضرت عقبہؓ فرماتے ہین کہ ایک روز مین آپکی خدمت مین حاضر ہوا تو معلوم نہین کہ مینے آپ کا ہاتھہ اول پکڑ لیا یا آپ نے میرا ہاتھہ پکڑ لیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے عقبہ دنیا و آخرت کے

ضرور ہوا کہ غصہ کی حالت مین کسی کو سزا نہ دین ورنہ کیا بعید ہے کہ سزا مقدار واجبی سے زیادہ ہو اور بمقتضائے غضب انتقام حد سے گذر جاوے اسلیے واجب ہے کہ سزا صرف قصور خداوندی پر دیا کرے اپنی غرض کے لیے سزا نہ دیوے چنانچہ حضرت عمر رضؓ نے ایک مست کو دیکھا اور چاہا کہ پکڑ کر اوسکو سزا دین اوسنے آپ کو کچھ برا کہا آپ پھر آئے لوگون نے عرض کیا کہ آپ نے برا کہنے سے اوسکو کیون چھوڑ دیا آپ نے فرمایا کہ اوسکے برا کہنے سے مجکو غصہ آگیا تھا اگر مین اوسکو مارتا تو اپنے نفس کے غصہ کا بھی لگاؤ رہتا اور مجکو یہ منظور ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کے حمیت وغیرت سے نہ مارون اسیطرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو جب ایک شخص نے غصہ کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجکو غصہ نہ دلاتا تو مین سزا دیتا

نوان بیان حقد یعنی کسنے کے معنے اور ثمرہ کا اور عفو اور نرمی کی فضیلت کا

واضح ہو کہ جب آدمی غصہ کے وقت بمجبوری انتقام نہین لے سکتا اور غصہ پینا پڑتا ہے تو یہ باطن مین گر کر حقد بنجاتا ہے اور حقد کے معنے یہ ہین کہ کسی کو ثقیل وگران جاننا اور اوس سے بغض ونفرت کرنی ہمیشہ دل کے ساتھ ہو اور یہ امر ممنوع ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن لیس بحقود اور حقد غضب کا نتیجہ ہے اور اوس سے آٹھ باتین پیدا ہوتی ہین اول حسد یعنے کینہ کے باعث اس باتکی تمنا ہو کہ دوسرے کی پاس سے نعمت جاتی رہے اور اگر اوسکو کچھ نعمت ملے تو اپنے آپ غم کرے اور اگر اوسپر مصیبت آوے تو خوش ہو اور حسد فعل منافقین کا ہے اسکی برائی عنقریب لکھی جاویگی دوسرے زیادہ ہونا حسد کا باطن مین کہ ہر ایک بلا جو غیر پر آوے شماتت کرنیکو تیار رہے تیسرے دوسرے سے علحدہ ہونا اور قطع کرنا گو وہ ملنے کا طالب اور پاس آنیکا مائل ہو مگر خود اوس سے اینٹھے رہنا چوتھے اوسکو حقیر وذلیل سمجھنا پانچوین اوسکے باب مین کلمات ناجائز زبان پر لانے مثل غیبت اور جھوٹ اور فحاشی کرنے راز اور پردہ دری وغیرہ کے چھٹے باتو مین اوسسے ٹھٹول اور تمسخر کرنا ساتوین اوسکو مار وغیرہ سے ایذا جسمانی پہنچانی آٹھوین اگر اوسکا حق اپنے ذمہ ہو اوسکے ادا سے باز رہنا مثلاً قرض کا نہ دینا یا صلہ رحم بجا نہ لانا یا کوئی چیز اوسکی دبالی ہو وہ واپس نہ کرنا وغیرہ یہ آٹھون چیزین حرام ہین اور ادنی درجہ کینہ کا یہ ہے کہ آدمی آٹھون باتو سے احتراز کرے اور خدا کی نافرمانی تک کی نوبت نہ پہونچے لیکن صرف دل مین دوسرے کو برا جانے یہان تک کہ جیسے پہلے باتین کیا کرتا تھا وہ نہ کرے مثلاً دیکھکر خوش ہونا اور نرمی اور عنایت کرنی اور اوسکی حاجتون کے وقت کام آنا اور اوسکے ساتھ بیٹھکر ذکر الٰہی کرنا اور اوسکی نفع مین مدد گار ہونا ان امور مین سے کوئی بجا نہ لاوے یا صرف اوسکے لیے دعا نہ مانگے یا تعریف نہ کرے یا ترغیب نیکی کی اوسکو نہ کرے تو یہ باتین ایسی ہین کہ ان سے آدمی کا درجہ دین مین گھٹ جاتا ہے اور بڑے فضل اور ثواب کی مانع ہوتی ہین گو مستحق عذاب نہین کرتین

کہ اے فاطمہ جسکو مین چاہتا ہون اوسکو تو بھی چاہیگی اونہون عرض کیا کہ البتہ آپ نے فرمایا کہ تو عائشہ رض سے محبت کر حضرت فاطمہ نے ازواج سے جاکر ماجرا بیان کیا اونہون نے کہا کہ تم نے تو کچھ بھی نہ کیا ویسے ہی پھر آئین پھر زینب بنت جحش رض کو بھیجا حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ انکو محبت مین دعوے میرے برابری کا تھا اونھونے آکر کہنا شروع کیا ابوبکر کی بیٹی ایسی ابوبکر کی بیٹی ایسی اور یہی کہتی رہین اور مین چپکی سنا کی مگر اسبات کی منتظر تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجکو اجازت جواب دین آپ نے جو اجازت دی تو مین نے اتنا کچھ کہا کہ میری زبان سو کھہ گئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو فرمایا کہ ابوبکر کی بیٹی کو دیکھا ایسی ہی یعنے تجکو تاب مقاومت نہین اور یہ گفتگو جو حضرت عائشہ رض نے حضرت زینب رض سے کی تھی اسمین محض نہ تھا صرف جواب اونکے کلام کا ٹھیک ٹھیک تھا اور ایک حدیث مین فرمایا المستبان ما قالا فعلی البادی منھما حتی یعتدی المظلوم اس سے ثابت ہوا کہ مظلوم کو انتقام پہنچتا ہے بشرطیکہ حد سے تجاوز نہ کرے پس اکابر سلف نے جو اجازت دی ہے وہ اسیقدر ہے کہ جسقدر اسکو اول ایذا ہوی ہوا وسقدر یہی عوض لے لے مگر اس مقدار کا بھی ترک ہی افضل ہے اس لیے کہ اس سے نوبت زیادتی کی پہنچ جاتی ہے اور مقدار واجب پر کفایت کرنا نہین بن سکتا کہ انتہا شروع ایک امر مخفی ہے اس لیے جواب دینے سے سکوت ہی افضل ہے اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ بعض لوگ شدت غضب مین اپنے نفس کو روک نہین سکتے کو جلد بحالت اصلی آجاتے ہین اور بعض ایسے ہوتے کہ ابتدا مین تو نفس کو روک لیتے ہین مگر ہمیشہ کو کینہ و بغض دل مین رکھتے ہین اس اعتبار سے لوگونکی چار قسمین ہین اول وہ لوگ کہ گھاس کیطرح جلد جلد ہین اور جلد بجھ جاوین دوم وہ کہ پتھر کے کوئلہ کیطرح دیر کو سلگین اور دیر ہی مین بجھین تیسرے وہ کہ تر لکڑی کیطرح دیر مین جلین مگر جلد بجھ جاتین یہ حالت بہت اچھی ہے بشرطیکہ نری بے غیرتی نہو چوتھے وہ کہ جلد بھڑک جاوین اور دیر مین ٹھنڈے ہون یہ سب مین خراب ہین اور حدیث شریف مین ہے کہ ایماندار کو جلدی ہی غصہ آتا ہے اور جلدی ہی راضی ہوجاتا ہے تو اس عادت کا تدارک اس سے ہوجاتا ہے اور حضرت امام شافعی فرماتے ہین کہ جس شخص کو غصہ دلایا جاوے اور اوسکو غصہ نہ آوے تو وہ گدھا ہے اور جسکو منایا جاوے اور وہ نہ منے تو وہ شیطان ہے اور حضرت ابوسعید خدری رض فرماتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی مختلف اقسام کے ہین بعض دیر مین غصہ ہوتے ہین اور جلد رجوع کرتے ہین اور بعض کو جلد غصہ آتا ہی جلد ہی فنا ہوجاتا ہے ایک بات کا تدارک دوسرے سے ہوتا ہے اور بعض جلد غصہ کرتے ہین اور دیر مین غصہ جاتا ہے اور سب مین بہتر وہ ہے کہ دیر کر خفہ ہو اور جلد منجاوے اور سب سے بدتر وہ ہین کہ جلد غصہ ہون اور دیر مین راضی ہون اور ازانجاکہ ہر ایک انسان پر جوش غضب کی تاثیر ضرور ہی ہوتی ہے تو بادشاہونکو

فقہ مین اوسکی تفصیل لکھی ہے اور سیقدر جائز ہے اور گالی کے بدلے مین گالی تو کسی طرح نہین چاہیے
کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اِنَّ اَمْرَءً عَیَّرَكَ بِمَا فِیْكَ فَلَا تُعَیِّرْهُ بِمَا فِیْهِ اور فرمایا کہ اَلْمُسْتَبَّانِ
شَیْطَانَانِ یَتَهَاتَرَانِ اور ایک شخص نے حضرت ابوبکر رض کو آپ کے سامنے برا بھلا کہا آپ چپکے سنا کیے
جب حضرت ابوبکر رض نے انتقام کے لیے کچھ بولنا شروع کیا جبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے
ہوے اونھون نے عرض کیا کہ جب وہ شخص مجکو برا کہتا تھا آپ چپ تھے اب جو مین نے بدلہ چاہا تو آپ
اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ جب تک تم چپ تھے فرشتہ تمھاری طرف سے جواب دیتا تھا جب تم بولنے
فرشتہ چلا گیا شیطان آیا تو مجھے ایسی مجلس مین بیٹھنا منظور نہین جہان شیطان ہو اور بعض لوگ فرماتے ہین
کہ مقابلہ مین ایسے لفظ کہنے جس مین جھوٹ نہو درست ہین اور حدیث مین جو مبالغت ہے وہ احتیاط ہے
یعنے ترک ایسے الفاظ کا بھی اولے اور افضل ہے لیکن اگر کہیگا تو گناہگار نہوگا اور وہ اس قسم کے کلمات ہین
کہ تم کون ہو اور تم فلانے ہی کی اولاد نہین ہو جیسا کہ سعد رض نے حضرت ابن مسعود رض کو کہا تھا کہ تم نبی ہذیل
ہی مین سے نہین ہو اونھونے جواب مین کہا کہ تم نبی امیہ مین سے نہین ہو یا یہ کہ کسی کو احمق کہین اسلیے کہ
بموجب قول معروف کے سب لوگ خدا کے معاملات مین بے وقوف ہین مگر بعضے کم حماقت رکھتے ہین اور بعضے
زیادہ اور حدیث شریف مین حضرت ابن عمر رض سے ایسا ہی کچھ مروی ہے حَتّٰی تَرَی النَّاسَ کُلَّهُمْ حُمْقٰی
فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی اسیطرح کسی کو جاہل کہدینا ہے کیونکہ کسی قسم کی جہالت ہر ایک شخص مین ہوتی ہے
غرض اس قسم کے کلمات ایسے ہین کہ انسے دوسرے کو ایذا پہونچتی ہے مگر واقع مین جھوٹ نہین ہوتی علے
ہذا القیاس بدخلق اور بے حیا اور عیب جو وغیرہ کہدینا بشرطیکہ یہ باتین اوسمین ہون یا یہ کہنا کہ اگر تم مین شرم
ہوتی تو ایسا نہ کہتے اور تم اپنی حرکت سے میری آنکھون مین نہایت حقیر ہوگئے اور خدا تم سے عوض لے یا تمکو
سمجھے وغیرہ لیکن چغلی اور غیبت اور ماں باپ کی گالی باتفاق حرام ہین چنانچہ حضرت خالد بن ولید رض اور حضرت
سعد رض کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی ایک شخص نے حضرت سعد رض کے سامنے حضرت خالد رض کو کچھ
کہنا چاہا آپ نے فرمایا کہ سنو صاحب ہمارے اونکے جو بات ہے اوسکی نوبت ابھی دین تک نہین پہونچی یعنے
ایک دوسرے سے وہ بات نہین ہوئی جس سے گناہ گار ٹھہرین غرضکہ اونھونے برائی کا سننا نہ مانا
کہنے کا تو کیا ذکر ہے اور اس بات کی دلیل کہ جو بات جھوٹ اور حرام نہو وہ انتقام مین کہنی جائز ہے یہ روایت
حدیث ہے کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ سب ازواج مطہرات رض نے حضرت فاطمہ زہرا رض کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین بھیجا آپ تشریف لائین اور عرض کیا کہ آپ کی ازواج نے مجکو آپکے
پاس بھیجا ہے اس غرض سے کہ عایشہ رض کو بھی اونکے برابر ہی سمجھیے زیادہ نہ سمجھیے آپ لیٹے ہوئے تھے فرمایا

۱ اگر کوئی شخص تجکو تنگ کرے تو اوس کو نصیحت کرو اور اگر وہ نہ مانے تو اوس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اوسکو خدا کے بھروسے چھوڑ دو احمد بروایت عبداللہ بن سلام ۱۲

۲ دو آدمیون کی گالی جیسے دو شیطان ہون کہ ایک دوسرے کو جھوٹ بکتے ہین ۱۲ منہ غفرلہ

۳ ابوداود بروایت ابوہریرہ مفصلاً و مسلم ۱۲ اور بقول بخاری و مسلم یا دہ صحیح ہے ۱۲

۴ یعنی جب تک کہ دیکھے کہ دوسرا حد سے تجاوز کرتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

۵ یہ حدیث نہین ملی

جواب دیا کہ البتہ تیری قبر مین ساتھہ جاوی گی اور حضرت عیسی علیہ السلام یہود کی قوم پر گذرے تو اونہون نے آپ کو برا کہا آپ نے اونکو کلمہ خیر فرمایا لوگون نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو آپ کو برا کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہم مین سے ہر ایک وہی دیتا ہے جو اوسکے پاس ہے ع می تراود چہ کنم انچہ در آوند من ست ٭ اور لقمان حکیم رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ تین شخص تین باتون مین پہچانے جاتے ہین حکیم تو غصہ کیوقت اور بہادر لڑائی کے وقت اور دوست حاجت کے وقت اور ایک حکیم کے یہان اوسکا ایک دوست آیا اوسنے ماحضر پیش کیا حکیم کی بی بی بد مزاج تھی دسترخوان تو اوٹھا لیا اور شوہر کو گالیان دینی شروع کی وہ مہمان غصہ ہو کر اٹھہ گیا حکیم اوسکے پیچھے گیا اور کہا کہ تمکو یاد ہے کہ ایک بار ہم تمہارے گہر کہانا کہاتے تھے اتنے مین ایک مرغی آئی اور اوسنے دسترخوان پر کی چیز کو خراب کر دیا ہم مین سے کوئی غصہ ہوا تہا اوسنے کہا کہ کوئی نہین حکیم نے کہا کہ تو اب بہی ایسا ہے تصور کرو وہ شخص ہنس پڑا اور خفگی جاتی رہی اور کہنے لگا کہ حکما کا قول درست ہے کہ حلم ہر درد و چوٹ کی دوا ہے اور ایک شخص نے ایک حکیم کے پاؤن مین ضرب ایسی ماری کہ اوسکو دکہہ معلوم ہوا مگر غصہ نہوا لوگون نے اسکا سبب پوچہا اوسنے کہا کہ مینے یہ سمجہہ لیا کہ میرا پاؤن کسی پتہر پر سے پہسل گیا اور چوٹ لگ گئی اس وجہ سے غصہ نہین کیا اور محمود وراق نے ایک قطعہ عربی مین کہا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے قطعہ

کوئی برا کہے مجکو تو مین معاف کرون	جو گالیان ہی دی بالفرض بی حد و پایان
بدین سبب کہ ہین عالم مین تین قسم کے لوگ	یکم شریف دوم ارذل و سوم اقران
شریف و برتر اگر کچہہ کہے تو ہے برجا	سکوت اسلیے ٹھہرا مناسب و شایان ٭
جواب ارذل و کمتر کا ہے نہ دینا خوب	اسی سے کہتے ہین وابستہ حفظ حرمت و جان
رہا جو ہمسر اگر کچہہ کہے وہ بہولے سے ٭	تو میرے فضل کو بس ہی اگر کرون احسان

آٹھوان بیان اوس مقدار کلام کا جو انتقام و تشفی کے لیے جائز ہے

یہ تو ناجائز محض ہے کہ ظلم کے بدلہ مین ظلم کیا جاوے یا بدی کا مقابلہ بدی سے کیا جاوے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا	اگر مردے احسن الی من اسا

مثلاً غیبت کے عوض غیبت کرنا اور گالی کے عوض گالی دینا اور جاسوسی کے عوض جاسوسی کرنا اور علی ہذا القیاس سب معصیتون مین ویسا ہی تدارک ناجائز ہے ہان بقدر قصاص جسکی مقدار شرع مین وارد ہی اور ہمنے

جاہلو سے حلم کرتا ہون سائلونکو دیتا ہون حاجات مین سعی کرتا ہون پس جو کوئی میرے برابر کام
کرے گا وہ مجھہ جیسا ہوگا اور اگر مجھسے کچھہ زائد کریگا تو اوسکو مجھپر فضیلت ہوگی اور اگر کم کرے گا تو مین
اوس سے بہتر ہون اور حضرت ابن عباس رض کو کسی شخص نے گالی دی جب وہ دی چکا تو آپ نے اپنے خادم
عکرمہ رض کو فرمایا کہ دیکھو تو اگر اسکی کچھہ حاجت ہو تو دیدو اوس شخص پر گویا گھڑے پانی کے پڑ گئے سر نیچا
کرلیا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح کو کسی نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تم فاسق ہو آپ نے فرمایا کہ تیری
گواہی مقبول نہین اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اونکو کسی نے گالی دی آپ نے
اپنی چادر اوسکی طرف پھینک دی اور سو درہم دلوائے بعضون نے فرمایا ہے کہ آپ نے اس تھوڑیسی
دنیا کی چیز سے پانچ عمدہ باتین حاصل کین اول حلم دوسرے دفع کرنا ایذا کا تیسرے اوس شخص کو ایسی
بات سے رہائی دینی جو اللہ سے دور کرے چوتھی اوس شخص کا پشیمان ہونا اور اپنے کیے سے توبہ کرنی پانچوین
اوسکا تعریف کرنا بعد برائی کے اور ایک شخص نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھہ مین اور کچھہ
لوگون مین جھگڑا ہے مین چاہتا ہون کہ اوسکو دفع کرون مگر لوگ کہتے ہین کہ جھگڑا چھوڑنے مین ذلت
ہے آپ نے فرمایا کہ ذلیل ظالم ہوا کرتا ہے تجکو کچھہ ذلت نہین اور خلیل بن احمد کا قول ہے کہ یون مشہور ہے
کہ اگر کوئی شخص بدی کرے اور اوسکی عوض مین اوس سے سلوک کیا جاوے تو اوسکی دلمین خود بخود ایک
ایسا امر پیدا ہوگا کہ پھر وہ ویسی بدی نہ کرے گا اور احنف بن قیس کہا کرتے کہ مین حلیم تو نہین مگر بزور
حلم کرتا ہون اور وہب بن منبہ فرماتے ہین کہ جو شخص رحم کرتا ہے اوسپر رحم کیا جاتا ہے اور جو خاموش
رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو جہالت کرتا ہے وہ غالب ہوتا ہے اور جو جلدی کرتا ہے وہ خطا کرتا ہے
اور جو شر کی حرص کرتا ہے وہ اوس سے محفوظ نہین رہتا اور جو باتونمین دخل دیا کرتا ہے اوسکو گالیان
ملتی ہین اور جو بری بات کو برا نہین جانتا وہ گنہ گار ہوتا ہے اور اگر برا سمجھتا ہے تو اوس سے بچا رہتا ہے
اور جو اللہ تعالی کے ارشاد کی بموجب چلتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے اور جو اوس سے خوف کرتا ہے مامون رہتا ہے
اور جو اوسکو دوست رکھتا ہے وہ ہر دل عزیز ہوتا ہے اور جو اللہ سے نہین سوال کرتا وہ محتاج ہوجاتا ہے
اور جو اوسکے عذاب سے نہین ڈرتا ذلت اوٹھاتا ہے اور جو اوس سے مدد چاہتا ہے فتح پاتا ہے اور ایک شخص
نے مالک بن دینار رح سے کہا کہ مینے سنا ہے کہ آپ نے مجکو کچھہ برا کہا ہے آپ نے فرمایا کہ تب تو تم میرے
نزدیک میری جانسے افضل ٹھہرے یعنی نیکیان کین میرے نفس نے اور اونکو تمہارے لیے مینے ہدیہ کردیا
اور بعض علما کا قول ہے کہ حلم بہ نسبت عقل کے زیادہ رتبہ رکھتا ہے اسواسطے کہ خدا کا نام حلیم ہے لیکن
عقیل نہین کہتے اور ایک شخص نے کسی حکیم کو کہا کہ تمکو ایسی گالی دونگا کہ قبر مین بھی ساتھہ جاوے اونہون نے

عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحِلْمٌ يَكُفُّ بِهِ السَّفِيهَ وَخُلُقٌ يَعِيشُ بِهِ فِي النَّاسِ اور فرمایا کہ جب روز
قیامت مین خدا تعالی خلق کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا پکاریگا کہ اہل فضل کہان ہین تو تہوڑے سے لوگ
اٹہینگے اور جنت کیطرف کو دوڑینگے فرشتہ جو اونکو دیکہین گے تو کہین گے کہ تم دوڑکر چلتے ہو وہ کہینگے کہ ہان
ہم اہل فضل ہین وہ پوچہین گے کہ تم مین کیا فضل تہا جواب دینگے کہ ہمارا یہ حال تہا کہ ہم پر اگر ظلم ہوتا تو ہم
صبر کرتے اور اگر کوئی ہم سے سلوک بد کرتا تو بخشدیتے اور اگر جہالت کرتا تو حلم کرتے فرشتے کہین گے تو اب جنت
مین تشریف لیجایئے فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَامِلِينَ آثار حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ علم کو سیکہو اور اوسکے
لیے وقار اور حلم کو سیکہو اور حضرت علی رح فرماتے ہین کہ خیر و برکت اسکا نام نہین کہ آدمی کی دولت بڑہجاوے
اور اولاد کی کثرت ہو برکت اسکا نام ہے کہ علم اور حلم بہت سا ہو اور اگر فخر کرے خدا کی عبادت سے بندونمین
فخر کرے اور جب نیک کام کرے تو خدا کا شکر کرے اور جو بد کام کرے تو توبہ و استغفار کرے اور حضرت حسن رح
فرماتے ہین کہ علم کی تحصیل کرو اور اوسکو وقار اور حلم سے زینت دو اور اکثم بن صیفی فرماتے ہین کہ عقل کا
رکن حلم ہے اور سب بات مین اصل صبر ہے اور حضرت ابو درداء فرماتے ہین کہ لوگونکو مین نے ایسا دیکہا تہا
کہ ہمہ تن پتے تہے کانٹا نام کو نتہا اور اب ہمہ تن خار ہین پتے کا پتہ نہین اگر اونکو کچہہ کہیے مقابلہ کو تیار
ہوتے ہین اور اگر اونسے درگذر کیجیے وہ ہرگز درگذر نہین کرتے لوگون نے پوچہا کہ پہر ایسے لوگون کے
ساتہہ ہم کسطرح معاملہ کرین آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی تمکو برا کہے اوسکا جواب ندو یہ بات قیامت کی روز جب
تم مفلس ہوگے تمہارے کام آویگی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حلیم کو حلم کے سبب اول عوض تو
یہی ملتا ہے کہ سب آدمی اوسکی طرفدار ہوکر اوسکے بدخواہ کے درپے ہوتے ہین اور حضرت معاویہ رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ آدمی اجتہاد اور تجویز کے درجہ کو نہین پہونچتا جب تک کہ حلم جہل پر غالب نہو اور صبر شہوت
پر اور یہ بات بزور علم حاصل ہوتی ہے اور نیز انہون نے عمرو بن اتم سے پوچہا کہ مردونمین سے بہادر کون ہے
انہون نے فرمایا کہ جو اپنے حلم کے سبب سے جہل کو ہٹا دے پہر پوچہا کہ زیادہ سخی کون ہے اونہون نے
فرمایا کہ جو دنیا کو دین کی بہتری کے لیے خرچ کر ڈالے اور حضرت انس بن مالک اس آیت کی تفسیر مین
فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ
ارشاد فرماتے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جب اوسکو اوسکا کوئی بہائی گالی دے تو وہ یون کہے
کہ اگر تو جہوٹا ہے تو خدا تجکو بخشے اور اگر سچا ہے تو مجکو بخشے اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ ایک شخص کو بصرہ
کے لوگونسے مین نے گالی دی اونہون نے حلم کیا تو مجکو گویا مدت تک بندہ زرخرید کر لیا اور حضرت معاویہ
نے عرابہ بن اوس انصاری سے پوچہا کہ تم اپنی قوم مین سردار کیسے ہوئے اونہون نے کہا کہ مین اونکے

تو تم اونکے پیٹون مین آگ بہرتے ہو (یعنی تمہاری واہش اونکے حق مین اچہی نہین ہوگی) اور جب تک تم
ایسا کرتے رہوگے خدا کیطرف سے تمکو مدد و پشتی رہیگی اور ایک شخص نے جناب باری مین عرض کیا کہ
الٰہی میرے پاس کچہہ دینے کو تو ہی نہین جو صدقہ اور خیرات کرون مین یہی کہتا ہون کہ جو مسلمان
میری ہتک کرے مینے اوسکو معاف کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ ہمنے اوس بندہ
کو بخشدیا اور ابو ضمضم کی روایت جو حدیث مین ہے وہ پہلے مذکور ہوئی وہ بہی یہان چسپان ہے اور
قرآن مجید مین جو لفظ ربانیین واقع ہے اوسکی تفسیر مین بعض کہتے ہین کہ اس سے عالم اور حلیم مراد ہین
اور حضرت حسن رح اس آیت مین وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا فرماتے ہین کہ اس سے
حلیم مراد ہین کہ اگر اونسے کوئی بجہالت پیش آوے تو وہ جہالت نہین کرتے اور عطاء بن ابی رباح يَمْشُوْنَ
عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا سے بہی حلیم مراد لیتے ہین اور ابن حبیب وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِيْنَ کی تفسیر مین کہتے ہین
کہ کہل انتہاء حلم سے مراد ہے اور مجاہد رح وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کے معنی کہتے ہین کہ جب ایذا
دیے جاوین معاف کردین اور ایک بار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک لغو امر سے کنارہ ہو کر گذرے
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو تو ابن مسعود تہا اور شام کو کریم ہو گیا پہر راوی حدیث ابراہیم
بن میسرہ نے یہ آیت پڑہی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا اور ایک حدیث شریف مین ہے کہ لَا يُدْرِكُنِيْ
وَلَا اُدْرِكُهُ زَمَانٌ لَا يَتَّبِعُوْنَ فِيْهِ الْعَلِيْمَ وَلَا يَسْتَحْيُوْنَ فِيْهِ مِنَ الْحَلِيْمِ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الْعَجَمِ
وَاَلْسِنَتُهُمْ اَلْسِنَةُ الْعَرَبِ اور فرمایا لِيَلِيَنِيْ مِنْكُمْ ذَوُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ
ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ اور روایت ہے
کہ اشج رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے پس اپنا اونٹ بٹہلا کر اوسکو باندہ دیا اور بدن کے
کپڑے اوتار کر جامدانی مین سے ایک جوڑا اچہا نکالکر آپکے سامنے پہنا اور پہر آپکیطرف کو چلے جب پاس آئے
تو آپ نے فرمایا کہ تم مین دو باتین ایسی ہین کہ اللہ اور اوسکے رسول کو اچہی معلوم ہوتی ہین اونہون نے
عرض کیا کہ وہ کونسی ہین آپ نے فرمایا کہ حلم اور درنگ اونہون نے عرض کیا کہ یہ دونون خلق ہین کہ مین نے
اختیار کیے ہین یا پیدایشی ہین آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی ہی نے تجکو ایسا پیدا کیا ہے جبلی ہی باتین ہین اونہون
نے عرض کیا کہ شکر ہے اوس خالق کو جسنے مجکو ایسی دو باتین پیدایش ہی سے عنایت کین جنکو وہ اور اوسکا
رسول پسند کرتا ہے اور ایک حدیث مین ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْحَلِيْمَ الْحَيِيَّ الْغَنِيَّ الْمُتَعَفِّفَ التَّقِيَّ
وَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ السَّائِلَ الْمُلْحِفَ اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا تین باتین
ایسی ہین کہ اگر کسی مین ان تینون مین سے ایک بہی نہو تو اوسکے عمل کا کچہہ اعتبار نکرو تقوی تحجزہ

ایسی ہین کہ اگر کسی مین جمع ہون تو ایمان کامل ہو جاوے ایک یہ کہ جب خوش ہو تو حالت خوشی مین امور باطل مین نہ داخل ہو دوسرے یہ کہ جب غصہ ہو تو غضب اوسکو حق سے تجاوز نکرنے دی تیسرے یہ کہ جب قابو پاوے تو جو چیز اپنی نہو وہ نہ لیوے اور ایک شخص سلیمان رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا کہ ای بندہ خدا مجکو کچھ وصیت کر آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اوسنے کہا کہ یہ تو مجھ سے نہین ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ اتنا ہی کیا کر کہ غصہ کیوقت اپنی زبان اور ہاتھہ روک لیا کر

ساتوان بیان حلم کی فضیلت

جاننا چاہیے کہ حلم اسکو کہتے ہین کہ غصہ جوش پر نہ آوے اور اگر آوے بھی تو اوسکے فرو کرنے مین کچھہ تعب اور مشقت نہو اور یہ غصہ کے پینے سے بہتر ہے اسواسطے کہ غصہ کا پینا بزور و تکلف حلیم بننا ہی کہ جسوقت غصہ کی شدت ہو بڑے مجاہدہ اور کوشش سے اوس کو پیجاوے تو غصہ کا پینا ایک تکلف اور بناوٹ ہے اور حلم طبعی عادت جبلی ہے جس سے کمال عقل ثابت ہوتا ہے اور قوت غضبی فرمان بردار اور مغلوب رہتی ہے مگر ابتدا مین بزور و تکلف غصہ پینے اور حلیم بننے سے یہ عادت حاصل ہوتی ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے إِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ وَالْحِلْمُ بِالتَّحَلُّمِ وَمَنْ يَتَحَرَّ الْخَيْرَ يُعْطَهُ وَمَنْ يَتَوَقَّ الشَّرَّ يُوقَهُ اس سے معلوم ہوا کہ حصول حلم کا ذریعہ اول تحلم یعنے بتکلف حلیم بننا ہے جیسے تحصیل علم کا وسیلہ تعلم ہوتا ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَاطْلُبُوا مَعَ الْعِلْمِ السَّكِينَةَ وَالْحِلْمَ وَلَيِّنُوا لِمَنْ تَعَلَّمُونَ وَلِمَنْ تُعَلِّمُونَ مِنْهُ وَلَا تَكُونُوا مِنْ جَبَابِرَةِ الْعُلَمَاءِ فَيَغْلِبَ جَهْلُكُمْ عِلْمَكُمْ اسمین اسبات کیطرف اشارہ ہے کہ باعث ہیجان غضب تکبر اور تجبر ہین اور یہی مانع نرمی اور حلم کے ہوتے ہین اور آپ دعا مین یون فرماتے اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِي بِالْعِلْمِ وَزَيِّنِّي بِالْحِلْمِ وَاَكْرِمْنِي بِالتَّقْوٰى وَجَمِّلْنِي بِالْعَافِيَةِ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ خدا کی نزدیک علو مقام کے طالب ہو لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ وَتَحْلُمُ عَمَّنْ جَهِلَ عَلَيْكَ اور فرمایا کہ پانچ باتین سنت مرسلین سے ہین حیا اور حلم اور بھلے لگوانے اور مسواک کرنی اور عطر ملنا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان آدمی کو حلم کے باعث وہ درجہ ملتا ہے جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے اور وہی جبار عنید بھی لکھا جاتا ہے باوجودیکہ اپنے گھر والونکے سوا اور کسی کا مالک نہین ہوتا یعنی اگر حلم نہ اختیار کرے اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ایسے ہین کہ مین تو اونسے ملتا ہون وہ مجھسے کنارہ کرتے ہین مین اونسے نیکی کرتا ہون وہ مجھسے بدی کرتے ہین مین حلم کرتا ہون وہ جہالت کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اگر یہی حال ہے

تو بخشایشے کن بر اہل زمین	کہ رحمت کند رب عرش برین

پہر تیسرا پرچہ اوسکو دیا تو اوسمین یہ تہا کہ لوگون کو حق کے ساتہہ مواخذہ کرنا چاہیے اونکی صلاح کار اسی مین ہے یعنی حدود شرعی سزای جرم کے لیے خود مقرر ہین اونہین کے بموجب مواخذہ اور سزا کافی ہے اور خلیفہ مہدی ایک شخص پر غصہ ہوا تو شبیب رح نی کہا کہ خدا کے واسطے اتنا غصہ کرنا نچاہیے جتنا اوس شخص نی اپنے نفس کیواسطے کیا ہے خلیفہ نے فرمایا کہ اوسکو جانے دو

چھٹا بیان فضائل غصہ پینے کے

اللہ تعالے مدح کے طور پر ارشاد فرماتا ہے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهُ وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى رَبِّهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهُ وَمَنْ خَزَلَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ اور فرمایا اَشَدُّكُمْ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَاَحْلَمُكُمْ مَنْ عَفَا عِنْدَ الْقُدْرَةِ اور فرمایا مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَلَوْ شَاءَ اَنْ يُمْضِيَهُ اَمْضَاهُ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رِضًا اور ایک روایت مین ہے کہ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ اَمْنًا وَاِيْمَانًا اور حضرت ابن عمر رض سے یہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ جَرَعَ عَبْدًا جُرْعَةً اَعْظَمُ اَجْرًا مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ كَظَمَهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تعالے اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اِنَّ لِجَهَنَّمَ بَابًا لَا يَدْخُلُهُ اِلَّا مَنْ شَفَى غَيْظَهُ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ تعالے اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک کسی گہونٹ کا پینا اتنا محبوب نہین جتنا غصہ کا پینا ہے جو کوئی غصہ پیتا ہے اللہ تعالے اوسکا دل ایمان سے بہر دیتا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی باوجود قدرت انتقام غصہ پیتا ہے خدا تعالے اوسکو سب خلقت کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ جو جور تیری پسند آوے لے لے حضرت عمر رض فرماتی ہین کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے وہ خدا کی معصیت مین اپنا غصہ جاری نہین کرتا بلکہ اپنا خاطر خواہ کام بہی نہین کرتا اور اگر قیامت نہوتی تو جو کچہہ حال اب دیکہہ رہے ہو اسکے خلاف ہوتا اور لقمان حکیم رح نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اپنی آبرو سوال سے مت کہونا اور غصہ کا انتقام اپنی فضیحت کے سبب نہ لینا اور اپنی لیاقت کو جانے رکہنا کہ زندگی مین مفید ہوگا اور ایوب رح فرماتے ہین کہ ایک گہڑی کا حلم کرنا بہت سے شر کو دور کرتا ہے اور ایک بار حضرت سفیان ثوری اور ابو خزیمہ پر بوعبی اور فضیل بن عیاض رح جمع ہوے اور زہد کا ذکر آپسمین ہوا تو سب نے اسبات پر اتفاق کیا کہ افضل اعمال غصہ کیوقت حلم کرنا اور طمع کیوقت صبر کرنا ہے اور ایک شخص نے حضرت عمر رض کو کہا کہ آپ انصاف سے حکم نہین کرتے اور بہت نہین دیتے آپ کو یہان تک غصہ آیا کہ چہرہ پر اوسکا اثر معلوم ہوا تب ایک شخص نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپ کا کدہر خیال ہے یہ شخص جاہل ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ آپ نے فرمایا کہ تو نے درست کہا اور گویا ایک آگ کو بجہا دیا اور محمد بن کعب کہتے ہین کہ تین باتین

غصہ ساکن ہوجاویگا اسلیے کہ غصہ حرارت سے ہوتا ہی اور حرارت سے تو جب بیٹھنے یا لیٹنے سے حرکت دور ہوگی تو توقع ہی کہ حرارت غضب بھی دور ہوجاوی اور یہ عمل بھی حدیث شریف مین وارد ہی جیسا کہ فرمایا اِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ تُوقَدُ فِي الْقَلْبِ اَلَمْ تَرَوْا اِلٰى اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاِنْ كَانَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَاِنْ كَانَ جَالِسًا فَلْيَنَمْ اور اگر اس سے بھی غصہ نہ جاوی تو ٹھنڈی پانی سے وضو کرے یا نہاوے کیونکہ آگ بدون پانی کے نہین بجھ سکتی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ بِالْمَاءِ فَاِنَّمَا الْغَضَبُ مِنَ النَّارِ اور ایک روایت مین یون ہی کہ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ اور حضرت ابن عباس رض سے یہ حدیث مروی ہی اِذَا غَضِبْتَ فَاسْكُتْ اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ حضرت کی عادت شریف یہ تھی کہ غصہ کیوقت اگر کھڑے ہوتے تو بیٹھ جاتے اور اگر بیٹھے ہوتے تو لیٹ جاتے اسی سے اپکا غصہ فرو ہوجاتا تھا اور حضرت ابوسعید خدری سے یہ حدیث منقول ہی اَلَا اِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ فِي قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ اِلٰى حُمْرَةِ عَيْنَيْهِ وَانْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَلْصَقْ خَدَّهُ بِالْاَرْضِ اس حدیث مین اشارہ سجدہ کیطرف ہی یعنے بدن کا جو اعلی اور اشرف عضو ہی اوسکو سب سے ذلیل چیز یعنی خاک پر رکھنا چاہیے تاکہ نفس اپنی ذلت وخاکساری کو سمجھکر عزت وتکبر جسے باعث غضب ہین باز آوے اور حضرت عمر رض ایک روز غصہ ہوئے تو پانی منگا کر ناک مین دینا شروع کیا اور فرمایا کہ غضب شیطان کیطرف سے ہوتا ہے اور اس عمل سے جاتا رہتا ہی اور عروہ بن محمد فرماتے کہ جب مین حاکم یمن ہوا تو میرے باپ نے مجھسے پوچھا کہ تو والی ہوا ہے اینے کہا کہ ہان انہون نے فرمایا کہ جب تجھے غصہ آوے تو آسمان اور زمین کو دیکھکر اونکے خالق کی عظمت بجالانا یعنی سجدہ کرنا اور حضرت ابوذر رض نے ایک شخص کو جس سے کچھ خصومت تھی کہا کہ اے لال عورت کے جنے یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی آپ نے اونسے پوچھا کہ مینے سنا ہی کہ تو نے اپنے مسلمان کو مالی گالی دی اونہون نے عرض کیا کہ البتہ اور یہ کہکر وہانسے چلے کہ اوس شخص کو راضی کرین کہ اتنے مین اوسی شخص نے سبقت کرکے اونسے سلام علیک کی اونہون نے یہ ماجرا آنحضرت صلعم کے خدمت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابا ذر اپنا سر اوٹھا کے دیکھ پہر یہ جان لے کہ زمین کے پردے پر تجکو فضیلت نہ کسی لال پر ہی نہ کسی کالی پر جب تک کہ عمل اچھے نہون پہر ارشاد فرمایا کہ غصہ کیوقت اگر تو کھڑا ہو تو بیٹھ جایا کر اور بیٹھا ہو تو تکیہ لگا لیا کر اور تکیہ لگائے ہو تو لیٹ رہا کر اور معتمر بن سلیمان رح سے روایت ہی کہ ایک شخص پہلوگون مین مغلوب الغضب تھا اوسنے تین پرچہ لکھکر تین شخصون کو دیدئے ایک سے کہا کہ جب مجھے غصہ آوے یہ پرچہ دیدینا دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ کچھ کم ہو تب اپنا پرچہ دینا تیسرے سے کہا کہ جب بالکل غصہ جاتا رہے جب پرچہ دینا ایک روز اوسکو کسی شدت سے غصہ آیا تو پہلا پرچہ اوسکو دیا گیا اوسمین لکھا تھا کہ تو اس شخص کے کیون پیچھے پڑا ہی تو اوسکا خدا نہین بلکہ بشر ہے کوئی دن ایسا ہوگا کہ تیری مکری خود تجھی کو کھا لینگے اسکے پڑھنے سے اوسکا غصہ کچھ کم ہوگیا تو دوسرا پرچہ دیدیا گیا اوسمین لکھا تھا

تو البتہ ایسی تشویش دنیاوی کو دور کرنے مین ثواب ہوگا چوتھی یہ کہ غصہ کیوقت دوسرے لوگونکی جیسے صورت
بُری بنجاتی ہے اپنی صورت کو بھی غصہ مین ویسا ہی خیال کرے اور تصور کرے کہ خود غصہ ایسی بلا ہی کہ جسکو
آتا ہے اوسکی شکل باولی کتے یا درندہ کیسی ہو جاتی ہے اور اوسکی برخلاف حلیم و صاحب وقار و تارک غضب کی
صورت انبیا اور اولیا اور علما و حکما کیسی ہوتی ہے اب چاہیے جونسی صورت اختیار کرے خواہ کتون اور
درندون اور کمینون کی شکل بنے یا علما و حکما و انبیا سے مشابہ ہو اگر ذرا بھی عقل ہوگی تو اچھی ہی لوگونکی
عادت و اقتدا کو دستور العمل ٹھہراوے گا پانچوین یہ کہ جس سبب سی انتقام لیا چاہتا ہے اور غصہ کو پی نہین سکتا
اوسمین فکر کرے کہ وہ کیا وجہ ہے آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی مثلاً شیطان بہکاتا ہے کہ اگر تو نی انتقام
نہ لیا تو دوسرا شخص جانے گا کہ دبگیا اور لوگون کے نزدیک بھی ایک ذلت اور رسوائی ہوگی پس اگر یہی سبب
ہو تو چاہیے کہ اپنی نفس کو سمجھاوی کہ بڑی تعجب کی بات ہی کہ بردباری تجکو ایسی بری معلوم ہوتی ہے رسوائی
قیامت کی روز کی بری نہین معلوم ہوتی جب دوسرا شخص ہاتھہ پکڑلے گا اور اپنا بدلہ لینا چاہے گا اور لوگونکی
نظرونمین حقارت کا اتنا خوف ہی خدا کی نظرونمین اور فرشتون اور انبیا کی نظرونمین حقیر ہونے کا خوف نہین
آدمیونسے کیا مطلب اٹکا ہی کہ اونکا خیال زیادہ ہو خدا کی واسطے غصہ پیجانے مین تو مرتبہ زیادہ ہوگا علاوہ اسکے
اگر بالفرض کسی نے اسپر ظلم ہی کیا ہے تو جسقدر یہ انتقام لیا چاہتا ہے قیامت کو اوس سی زیادہ اوسکی ذلت ہوگی
تو یہی کیون نکرے کہ غصہ پیجاوے اسمین تو ہر طرح اپنا ہی پالا جیتتا ہی کیا اسکو یہ اچھا نہین معلوم ہوتا کہ جب
قیامت کو پکارنیوالا پکاری کہ جسکی اجرت خدا پر ہو وہ کھڑا ہو جاوی اور اوسوقت سوا معاف کرنیوالون کے
کوئی نہ اٹھیگا ایسے وقت مین یہ مستحق کھڑا ہونے کا ہو لیکن اسطرحکی باتین ایمانسے متعلق ہین انکو چاہیے کہ دلمین
خوب ٹھان لے چھٹے یہ کہ یون جانے کہ میرا غصہ اس سبب سی ہے کہ کام میری مرضی کی موافق کیون نہوا خدا کی
مرضی کی موافق کیون ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ ایک نہایت بیوقوفی کی بات ہی کہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی پر ترجیح
دے بلکہ یہ ممکن ہے کہ اس سبب سی خدا تعالی کا غضب اسپر اوسکی غصہ سی بڑھکر ہو اور عمل غصہ کی دفعہ کا یہ ہی کہ
زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ غصہ کیوقت یہی کہنے کا حکم حدیث شریف مین بھی ہی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب حضرت عایشہ رض غصہ ہوتین تو آپ اونکی ناک پکڑتے اور فرماتے
ای عویش یون کہہ اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ
الْفِتَنِ تو اس دعا کا کہنا بھی مستحب ٹھہرا اگر اس زبانی قول سے غصہ نجاوی تو یہ کرے کہ اگر کھڑا ہو تو بیٹھہ جاوے
اور بیٹھا ہو تو لیٹ جاوی یعنے اپنی آپکو زمین کی خاک سی قریب کردی تاکہ یہ معلوم ہو کہ مین اس سی پیدا ہوا ہون
اور انجام کو بھی اسمین جانا ہے اس عمل سے اپنی نفس کی خاکساری سمجھہ مین آجاویگی اور بیٹھنے خواہ لیٹنے سے

غضب مضطر ہو کر اوسکے بموجب بری طرح پر کام نہ کر بیٹھے اور یہ استقلال جو شِ غضب مین معجون علم وعمل سے حاصل ہوتا ہے علم کے متعلق تو چھ باتین ہین اول یہ کہ جو اخبار کہ غصہ کے پینے اور عفو اور حلم کی فضیلت مین وارد ہین جنکا بیان عنقریب کیا جاوے گا اونکو سوچے اور اونکے ثواب کی رغبت کرے پس کیا عجب ہے کہ ثواب کے حرص ہی جوش جاتا رہے اور انتقام سے درگذرے حضرت مالک بن اوس فرماتے ہین کہ ایکبار حضرت عمرؓ کسی شخص پر غصہ ہوئے اور اوسے پٹنے کا حکم فرمایا اوسوقت مینے یہ آیت پڑہی خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ پس حضرت عمرؓ اس آیت کو بار بار پڑہتے تہے اور سوچتے تہے اور آپکا دستور تہا کہ جب کوئی آیت آپ کے سامنے پڑہی جاتی تو بہت دیر تک تامل اوسکے سمجہنے مین کیا کرتے تہے اوسی معمول کے موافق سوچکر اوس شخص کو رہا کیا اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ایک شخص کے مارنے کا حکم کیا اور یہ یہ ارشاد الٰہی زبان پر لائے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ اوسیوقت خادم سے کہا کہ اوسکو جانے دو دوسرے یہ کہ اپنے نفس کو عذاب الٰہی سے ڈراوے اور یون کہے کہ جتنی میری قوت اس شخص پر ہے اوس سے زیادہ خدا کا زور مجہپر ہے اگر مینے آج اسپر غصہ چلایا کل قیامت کو خدا کے غضب سے کون بچاوے گا آخر مجھے بہی اوسوقت شدت سی احتیاج عفو کی ہوگی تو دوسرونکو معاف کرنے سے شاید نجات ملجاوے چنانچہ بعض صحیفون مین مذکور ہے کہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے کہ ای آدم زاد جسوقت تو غصہ کرے مجکو یاد کر لیا کر جسوقت مین غصہ ہونگا تو تجکو یاد کرون گا اور تباہ کارونکے ساتہہ ہلاک نہ کرونگا اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خادم کو کسی کام کے لیے بہیجا اوسنے دیر کی جب سامنے آیا تو آپ نے فرمایا کہ لَوْلَا الْقِصَاصُ لَأَوْجَعْتُكَ یعنی اگر قصاص قیامت نہوتا تو تجکو خوب دکہہ دیتا اور روایت ہی کہ بنی اسرائیل مین جتنے بادشاہ ہوئے ہین سبکے ساتہہ ایک حکیم رہتا تہا جب بادشاہ غصہ ہوتا وہ حکیم ایک پرچہ بادشاہ کے حوالہ کرتا اوسمین لکہا ہوتا تہا کہ مسکین پر رحم کر اور موت سی ڈر اور قیامت کو یاد کر اس پرچہ کے دیکہنے سے اوسکا غصہ فرو ہوجاتا تہا تیسرے یہ اگر خوف عذاب اخروی نہو تو رنج و مصائب دنیاوی جو غصہ کے باعث ہوتے ہین اونہین کو تامل کرے کہ جس شخص پر غصہ کرونگا وہ میرا مخالف ہوجاوے گا اور طرف مقابل بنکر درپے تخریب اور ایذا رسانی اور شماتت وہتک وغیرہ کے ہوگا اور مآل اس تامل کا یہ ہے کہ شہوت سی غضب کے روکنا ہوتا ہے یعنے دنیا کی ایک خرابی کو دوسری خرابی کی فکر سے ہٹانا چاہتا ہے اسی لیے اعمال آخرت مین شمار نہین ہونے کا اور نہ اسپر کچہہ ثواب ہوگا ہان اگر دنیا کی تشویش سے علم وعمل کے لیے دل کو فراغت حاصل نہو اور آخرت کے لیے مدد ملے

بھی نوع کا نقصان ہے انکا مرتکب نہونا چاہیے اور کثرت مال وجاہ کی حرص کو اسطرح مٹاوے کہ بقدر ضرورت پر قناعت کرے تاکہ استغنا بھی حاصل ہو اور حاجت کی ذلت سے محفوظ رہے اور یہ جتنی باتین اوپر لکھی گئین انمین سے ہر ایک کی علاج مین بہت سی ریاضت وتحمل ومشقت چاہیے مجملا یہ ہے کہ ان اخلاق کی برائیون اور آفتونسے واقف ہونا چاہیے تاکہ دل کو انسے نفرت ہو اور پھر جو جو باتین انکی مقابل لکھی گئی ہین اونپر مدام عامل رہے کہ رفتہ رفتہ اونکا عادی ہو کر نفس پر شاق نہ معلوم ہون بلکہ انس والفت ہو جاوے جب یہ بری عادتین چھوٹ جائین اور نفس انسے پاک صاف ہو جاوے تو غصہ بھی جو انہین چیزونسے پیدا ہوتا ہے جاتا رہیگا اور ایک بڑا سبب غصہ کا جاہلون مین یہ ہے کہ غصہ کا نام شجاعت اور جوانمردی اور جرات وعلو ہمت رکھا ہے اور اسطرح کے اچھے اچھے لقب اوسکو دیتے ہین یہانتک کہ نفس براہ جہل اوسکیطرف میل کرتا ہے اور اچھا جانتا ہے اور کبھی اوسکی تقویت یون بھی ہوتی ہے کہ اکابر کی تعریف کے مقام مین جو شدت غضب کو شجاعت سے بیان کرتے ہین تو چونکہ لوگون کو اکابر کی مشابہت کا شوق ہوتا ہے اس لیے دلمین ہیجان غضب ہوتا ہے اور اس جوش غضب کو شجاعت اور علو ہمت کہنا جہالت ہے یہ تو ایک مرض قلب اور نقصان عقل ہے جو نفس کے ضعف ونقصان سے پیدا ہوتا ہے اور اس وجہ سے جن لوگونکا نفس یا عقل ضعیف ہے یا نقصان رکھتا ہے اونکو یہ مرض بہت جلد ہوتا ہے دیکھو بیمار کو بہ نسبت تندرست کے جلد غصہ آتا ہے اور عورت کو بہ نسبت مرد کے اور لڑکے کو بہ نسبت بالغ کے اور بوڑھے کو بہ نسبت جوان کے اور بری عادت والے کو بہ نسبت اہل فضل کے جلد جوش آجاتا ہے کمینہ آدمی اگر ایک لقمہ نپاوے یا بخیل سے اگر ایک دانہ چھوٹ جاوے تو کیسا غصہ ہوتا ہے یہانتک کہ اپنے بال بچون اور اہل وعیال سے بھی غصہ ہی کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نقصان وضعف عقل باعث غصہ کا ہے زبردست ہی ہے جو غصہ کیوقت اپنے نفس کو قابو مین رکھے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ اور شخص ایسا نہو تو اوسکے سامنے اہل حلم وعفو کی حکایتین بیان کرنی چاہیین تاکہ وہ اپنے نفس کا علاج کرین غرض کہ غصہ کا پینا انبیا اور اولیا اور حکما اور علما اور عمدہ بادشاہون اور فضلا سے منقول ہے اور اوسکا عکس ترکون اور جاہلون اور غبیون اور بے عقلون سے منقول ہے

پانچوان بیان غصہ کے علاج کا بعد جوش کے

ابتک جو بیان ہوا وہ یہ تھا کہ غصہ کے اسباب کو دور کرنا چاہیے تاکہ جوش وشدت نہونے پاوے لیکن اب یہ ذکر ہوتا ہے کہ اگر کسی وجہ سے غضب برسر جوش آجاوے تو اسطرح استقلال کیا جاوے کہ صاحب

مذکور ہوگا اور جو شخص ریا کی محبت دل سے دور کردے وہ بہت سے اسباب غضب سے محفوظ رہتا ہے اور غضب کے اسباب مین سے جو سبب ایسا ہے کہ وہ بالکلیہ مٹ نہین سکتا اوسکی تیزی کم ہوسکتی ہے اور سبب کے ضعیف ہونے سے غضب کا ضعیف ہونا بھی آسان ہوجاتا ہے خدا تعالے ہمکو بھی اپنے لطف وکرم سے توفیق غصہ کے دفع کی عنایت فرماوے +

چوتھا بیان غصہ کے سببون کے ذکر مین اور اونکے دور کرنی کی تدبیر مین

چونکہ دور ہونا ہر مرض کا اوسکے علت کے دور ہونے سے ہوتا ہے اسلیے غصہ کا دور ہونا بھی اوسکے سب کے دور ہونے پر ہی منحصر ہے اسواسطے اوسکے اسباب کو اور انکے دور کرنیکی تدبیر کو معلوم کرنا چاہیے حضرت یحی علیہ السلام نے حضرت عیسی علیہ السلام سے پوچھا کہ سب مین سخت تر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ غضب الہی نہایت شدید ہے پھر اونہونے پوچھا کہ اوسکے لگ بھگ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی کا غصہ پھر پوچھا کہ غضب کس بات سے ظہور ونشو ونما پاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تکبر اور فخر اور عزت طلبی اور حمیت سے غصہ آیا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اشتداد غصہ کی اسباب یہ چیزین ہین کبر اور عجب اور مزاح اور لغو ہنسی ٹھٹا اور دوسرے کو بنانا عیب لگانا اور بات کاٹنا اور ضد کرنی اور فریب کرنا اور حصول مال وجاہ مین کثرت سے حرص کرنی اور یہ سب باتین عادات بد ہین اور شر عا مذموم انکے رہتے ہوے غضب کا جانا ممکن نہین اسلیے ضرور ہوا کہ ان عیبونکو آدمی انکے مقابل کی چیزون سے کھودے یعنی تکبر کو تواضع سے دور کرے اور عجب کو اپنے نفس کی پہچان سے زائل کرے چنانچہ اسکا بیان باب کبر وعجب مین آویگا اور فخر کو یون دور کرے کہ مین بھی آدمی ہی ہون جیسے اور میرے باندی غلام ہین آخر سب کا باپ تو ایک ہی تھا پھر سب قومین جدا جدا ہوگئین آدم زاد ہونمین سب یکسان ہین فخر عمدہ بات مین کرنا چاہیے کبر اور عجب اور رشیخی تو کمینگی کے عادات ہین انسے کیا فخر کرنا چاہیے بلکہ یہ باتین سب رذائل کی اصل ہین اگر انہین کو اپنے آپ سے دور نہین کیا فخر کس بات کا ہے ناک آنکھ کان جسم نسب مین تو سب برابر ہی ہین اور مزاح اسطرح دور کرے کہ ایسے مہمات دینی مین مصروف ہو کہ عمر بھر اونسے فرصت ہی نہ ملے جو نوبت مزاح کی پہونچے اور لغویات سے اس طرح بچے کہ عمدہ فضائل اور اخلاق حسنہ کی طلب مین اور علوم دینیہ کی تحصیل مین کوشش کرے جس سے کہ سعادت اخروی میسر ہو اور دوسرے کو بنانے مین یہ خیال کرے کہ کہین ایسا نہو کہ یہی حال میرے ساتھ پیش آوے چاہ کن را چاہ در پیش مشہور مثل ہے اور علاوہ ازین لوگونکی ایذا ایک امر معیوب ہے اسکو اختیار کرنا برا ہے اور عیب جوئی مین یہ سمجھی کہ بری بات کا منہ سے نکالنا برا ہے اسکے سوا اگر کوئی جواب ترکی بہ ترکی دیگا تو ظلم معلوم ہوگا اور علی ہذا القیاس بات کاٹنے اور ضد کرنے اور فریب دینے مین تصور کرے کہ انسے میرے

ہان بعض اوقات جب کوئی شخص کسی زیادہ ضروری مہم مین مشغول رہتا ہے تو ضروری چیز کے چھن جانے پر بھی غصہ نہین کرتا کیونکہ دل اور طرف مشغول ہوتا ہے اوسمین گنجایش غصہ کی نہین ہوتی اپنے استغراق کے باعث اور چیز کو خیال مین بھی نہین لاتا چنانچہ حضرت سلمان رضؓ کو جب کسی نے گالی دی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میزان اعمال مین میرے عمل کم ہوے تو جو کچھ تو کہتا ہے مین اوس سے بھی بدتر ہون اور اگر پلہ بھاری ہے تو اس کہنے سنی میرا کچھ ضرر نہین پس چونکہ آپ کا قلب آخرت مین مصروف تھا گالی سے متاثر نہ ہوا اسی طرح کسی نے ربیع بن خیثم کو گالی دی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تیرا قول سنتا ہے جنت سے اسطرف ایک گھاٹی ہے اگر مین اوسکو طے کرلی تو تیری بات سبھی کچھ بھی ضرر نہوگا اور اگر وہ طے نہ ہوئی تو جو کچھ تو کہتا ہے اوس سے بھی بدتر ہون اور ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ کو گالی دے آپ نے اپنے نفس کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تیرے جن عیبونکو خدا تعالے نے چھپا رکھا ہے وہ بہت ہین تو گویا آپ اپنے نفس کی تقصیر و نقصان کے دیکھنے مین مشغول تھے یعنی یہ بات مدنظر تھی کہ خدا تعالے کو حق معرفت نہ پہچانا اور جسقدر اوس سے ڈرنیکا حق تھا اوتنا خوف نہ کیا پس اس حال مین اگر کسی دوسرے نے اونکے نفس کو ناقص کہا تو اسکی تاثیر نہوئی اسلیے کہ وہ تو خود پہلے ہی سے باوجود شان صدیقی اپنے نفس کو نقصان کی آنکھ سے ملاحظہ فرماتے تھے اور ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کو کہا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ تیری سوا مجھے اور کسی نے نہین پہچانا تو گویا وہ اپنے نفس سے آفت ریا دور کرنیمین مشغول تھے اور اوسکو یہ سمجھاتے تھے کہ ریا تجھسے چھوٹا نہین جو کچھ ہے شیطان کا فریب ہی جب اوس عورت نے ریاکار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریاکار جانتے تھے اسواسطے غصہ نہ ہوے اور حضرت شعبی کو کسی نے برا کہا آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو خدا میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے حال پر رحم کرے ان حکایات سے صاف ثابت ہی کہ ان لوگون نے جو غصہ نہ کیا تو یہی وجہ تھی کہ انکے دل اور اور مہمات دینی مین مصروف تھے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ ان باتون نے اونکے دل پر تاثیر کی ہو مگر وہ اوسکی طرف متوجہ نہ ہوے جو بات اونکے دل پر غالب تھی اوسی کی طرف التفات کیا غرض کہ دل اگر کسی امر مہم مین مشغول ہو تو محبوب چیز دنکے جانے رہنے مین ہیجان غضب سے محفوظ رہتا ہے پس غصہ کا نہ ہونا دو باتون سے ممکن ہوا ایک تو یہ کہ دل اور کسی مہم مین مصروف ہو دوسری یہ کہ غلبہ وحدانیت ہو اور ایک تیسرا سبب بھی غصہ کے نہونیکے لیے ہی وہ یہ ہے کہ یون جانے کہ خدا کو میرا غصہ ناپسند ہے پس محبت الٰہی کے باعث آتش غضب فرو ہو جاویگی اور یہ امر بھی محال نہین کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا ہے خلاصہ اس سب تقریر کا یہ ہے کہ آتش غضب سے رہائی اسی مین ہے کہ محبت دنیا یک لخت دل سے مٹا دیوے اور محبت کا دور کرنا دنیا کے فریبون اور مہلکات کو پہچاننے سے ہوتا ہے جنکا بیان دنیا کی برائی کے باب مین انشاء اللہ تعالے

ہاتہہ مین قلم ہوتا ہے تو اگر بادشاہ مثلاً کسی آدمی کی گردن مارنے کا فرمان لکہدے تو وہ قلم پر غصہ نہین
کرے گا اسیطرح جو شخص اوسکی بکری ذبح کر ڈالے اوسپر بہی غصہ نہوگا کیونکہ ذبح اور موت کو خدا ہی کیطرف
سے جانتا ہے تو غلبہ توحید مین غصہ نہ آنا چاہیے علاوہ ازین خدا کی ساتہہ حسن ظن بہی اسی بات کا مقتضی
ہے یعنے جب یہ تصور کیا کہ خداوند کریم میری حق مین جو بہتر ہے وہی کرتا ہی تو اس سی یہ معلوم ہوتا ہے کہ
شاید میرے بہوکہا یا بیمار یا زخمی رہنے ہی مین اوسکی نزدیک بہتری ہوگی پس غصہ کی کوئی وجہ نہین جیسے
خون نکالنے والی پر غصہ نہین آتا کیونکہ اپنی بہتری اوسمین متصور ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ واقع مین غلبہ
توحید سے یہ بات ممکن تو ہی مگر اس درجہ کی توحید ہمیشہ نہین رہا کرتی اور دیرپا نہین ہوتی بلکہ آناً فاناً بجلی سی
چمک جاتی ہے اور انجام کو دل وسیلون ہی کیطرف رجوع کیا کرتا ہے اور یہ بات دلمین جبلی اور طبعی ہی اور
اگر توحید دیرپا ہوا کرتی تو اشرف المخلوقات و سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ہی ہوتی حالانکہ
آپ کو غصہ آتا تہا یہانتک کہ رخسار مبارک سرخ ہوجاتے تہے اور خود ارشاد فرمایا کہ الٰہی مین آدمی ہون
آدمی کیطرح مجکو بہی غصہ آتا ہی پس جس کسی مسلمان کو مینے گالی دی ہو یا لعنت کی ہو یا مارا ہو تو تو میری طرف سے
ان باتونکا اوسکی لیے رحمت کردی اور باعث تقرب بناوی کہ جسکے سبب قیامت مین اوسکو تیرا تقرب حاصل
ہو اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رض فرماتی ہین کہ مینے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جو کچہہ کلام آپ غصہ اور خوشی کی حالت مین فرمایا کرتے ہین اوسکو مین لکہون آپ نی فرمایا کہ لکہا
قسم ہے اس ذات کی جسنے مجکو رسول برحق بنایا اس سے یعنی زبان سی سوای حق کی کچہہ نکلے گا اور نہ یہ فرمایا
کہ مین غصہ نہین ہوتا ہون بلکہ یہ فرمایا کہ غصہ مجکو حق سے تجاوز نہین کرنے دیتا یعنی مین اوسکی مقتضا
کے بموجب عمل نہین کرتا ہون اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایکبار غصہ ہوئین تو آپ نی فرمایا کہ تجہے
کیا ہوا تیرا شیطان تیرے پاس آیا ہی اونہون نے عرض کیا کہ کیا آپ کا شیطان نہین آپ نی فرمایا کہ کیون
نہین مگر مینے اللہ سی دعا مانگی تو وہ مسلمان ہوگیا مجکو خیر کے سوا کچہہ نہین کہتا یہ نہ فرمایا کہ میرا شیطان
نہین ہے بلکہ فرمایا کہ وہ مجکو بدی کا امر نہین کرتا اور یہان شیطان سے شیطان غضب مراد ہے
اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کیواسطے کبہی غصہ نہ آتا تہا
اور اگر امر حق مین غصہ فرماتے تہی تو کسیکو خبر نہین ہوتی تہی اور نہ کوئی اسے تاب مقابلہ لاسکتی تہی
یہانتک کہ حق کا انتقام لے لین اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غصہ
اللہ ہی کیواسطے امر حق پر ہوتا تہا تاہم فی الجملہ التفات وسیلون کیطرف پایا جاتا ہی اسیطرح جو شخص کسیکی
قوت اور حاجت دینی کی چیز چہین لے اور وہ اوسپر غصہ کرے تو یہ غصہ خدا کیواسطی ہوگا اسطرح کی غصہ کا علیحدہ ہونا ممکن نہین

کہ بتکلف حلم کیا کرے اور مدت تک برداشت کرتا رہے یہانتک کہ حلم و برداشت مثل امور طبعی کی عادت
راسخ ہوجاوین الا بیخ وبن سے غصہ کو دلمین سے نکالنا غیر ممکن ہے اور خلاف مقتضاے طبع ہان
تیزی کا توڑنا اور اوسکا کم زور کردینا ہوسکتا ہے کہ باطن مین اوسکا جوش نہونے پاوے اور یہانتک
ضعف آجاوے کہ اوسکا اثر منہ پر کچہہ بہی محسوس نہو گو یہ امر نہایت سخت ہی تاہم امکان سے باہر نہین
اور یہی حال قسم سوم کا بہی ہے اسلیے کہ اوسمین بہی آخر بعض لوگون کے حق مین تو وہ اشیا ضروری ہین
ریاضت سے اونکو بہی یہ فائدہ ہوگا کہ غصہ کی شدت باطن مین نہوگی اور صبر کی سختی زیادہ محسوس نہوگی
اور دوسری قسم کی اشیا پر جو غصہ ہوتا ہے تو ریاضت سی اوسکا قطعاً استیصال ہوسکتا ہے یعنی جب
دلمین سے محبت غیر ضروری چیزونکی دور ہوجاویگی تو اوسکے ساتہہ ہی غصہ بہی علیحدہ ہوگا کہ محبت اور وہ
لازم وملزوم ہین اور اوسمین ریاضت کا طور یہ ہے کہ آدمی یون تصور کرے کہ میرا وطن قبر تاریک ہے اور ٹہرنے
کی جگہہ آخرت ہے دنیا صرف ایک گذرگاہ ہے کہ اس سے گذر جانا قطعی ہوگا اور یہان جو مین آیا ہون
صرف اسلیے کہ توشہ آخرت حاصل کرون ؎

کار دنیا کسے تمام نہ کرد		ہرچہ گیرید مختصر گیرید	

بقدر ضرورت اشیا کے سوا سب کو یہ جانے کہ وطن اصلی اور مستقر حقیقی مین یہ چیزین باعث وبال
ہونگی ان خیالات سی دنیا مین زہد اختیار کرکے محبت دنیا دلسے محو کرڈالے تو یقین ہے کہ اسطرح کی
ریاضت سی بالکل اصل غصہ کی جاتی رہے اور کچہہ نہوگا تو اسقدر تو ضروری ہوگا کہ غصہ کو ظاہر نہ کریگا
اور اوسکے بموجب عمل نہ کریگا اس لیے کہ غصہ تابع محبت کا ہی اگر محبت جاتی رہی گی تو یہ بہی فنا ہوجاویگا
مثلاً ایک آدمی کے پاس کتا ہے جس سے کہ اوسکو محبت نہین اگر کوئی دوسرا شخص اس کتے کو مارے
تو اسکو غصہ نہ آوے گا کیونکہ محبت اوسکی نہین بہرحال جڑ سے جاتا رہنا غصہ کا تو بہت ہی مشکل ہے
الا ضعیف ہوجانا اور اوسکے بموجب عمل کا نہونا بہی غنیمت ہے یہان یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ قسم
اول یعنی ضروری اشیا کی جانے سے درد و رنج ہوتا ہے کہ حاجت کی چیز جاتی رہی یہ ضرور نہین کہ غصہ
بہی آوے مثلاً اگر کسی نے بکری کہانے کے لیے پالی ہو اور وہ مرجاوے تو اوسکو رنج اوسکے مرنیکا
البتہ ہوگا مگر غصہ کسی پر نہین کرنے کا اور یہ امر ضروری بہی نہین کہ ہر رنج کے ساتہہ غصہ بہی ہوا کرے دیکہو
خون نکلوانے مین تکلیف اور درد تو ہوتا ہے مگر فصد کہولنے والے یا پچہنے لگانے والے پر غصہ نہین آتا
پس جس شخص پر توحید کا غلبہ ہو یہانتک کہ سب اشیا کو قبضۂ قدرت الٰہی مین دیکہے اور سب کچہہ اوسی
کی طرف سی جانے تو وہ غصہ نہین کریگا اسواسطے کہ وہ مخلوق کو صرف ایک واسطہ جانیگا جیسے لکہنے والے

لوگونکا غصہ ایسی ہی باتون پر ہوتا ہے جو ضروری نہین ہوتین مثلاً شہرت اور جاہ پر اور مجلس مین
مشخص ہوکر بیٹھنے پر اور علم سے فخر کرنے پر تو جس آدمی کو اس بات کا ذرا بھی چسکا اور محبت ہوتی ہی وہ ضروری
غصہ ہوجاتا ہے اگر محفل مین اوسکی نشست فرابدلی جیہی لال پیلا ہوجاتا ہے اور جسکو صدر بیٹھنے کا شوق
نہین وہ اگر جوتیونمین بیٹھ جاوے تب بھی غصہ نہین کرتا اور صدر جا کہ نشیند صدر ست پر عمل
کرتا ہے غرض کہ اکثر لوگون کی محبت ایسی ہی عادات ردی اور خراب سی ہوگئی ہے اسی لیے غصہ بھی
بات بات پر کرتے ہین نہین سمجھتے کہ جتنے شہوات اور ارادے زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی آدمی مین نقصان زیادہ
ہے اسلیے کہ حاجت صفت نقصانی ہے جسقدر اسکی زیادتی آدمی مین ہوگی اوسی قدر نقصان بھی زیادہ ہوگا
نادان آدمی ہمیشہ اسی بات پر کوشش کرتا ہے کہ حاجات زیادہ پوری ہون اور ارزوئین بہت برآمد ہون
حالانکہ یہی چیزین ذخیرہ غم اندوہ کا ہوتی ہین اور بعضے تو ایسے بحر جہالت مین ڈوبے ہوتے ہین کہ اگر اونکو
بری بات کا بھی عیب بتایا جاوے تو اوسپر بھی غصہ ہوتے ہین مثلاً کوئی یون کہے کہ تمکو مرغ لڑانا خوب نہین آتا
یا شطرنج اچھی نہین کھیلتے یا شراب بہت نہین پی سکتے یا کھانا زیادہ نہین کھا سکتے تو یہ باتین ایسی ہین
کہ اگر آدمی مین نہون تو خوبی کی بات ہے مگر ان پر بھی بعض جاہل بگڑ بیٹھتے ہین کہ ہمکو یون کیون کہا
خلاصہ یہ کہ اس قسم کی چیزونپر جنکی محبت ضروری نہین غصہ بھی ضروری نہین بیسری قسم وہ اشیا ہین
کہ بعض کے حق مین ضروری ہون اور بعض کے غیر ضروری مثلاً کتاب عالم کے واسطے محبوب چیز ہے اوس کو
اسکی ضرورت رہتی ہے اسی لیے اوس سے محبت کرتا ہی اور اگر کوئی اوسکو جلادے یا ڈبودے یا ضائع
کردے تو اوسپر غصہ ہوتا ہے یہی حال اوزارونکا ہے بہ نسبت پیشہ والون کے کہ ہر پیشہ والے کو غذا کا ملنا
بدون اوزار کے اور اپنے کام کے مشکل ہے پس چونکہ اوزار ضروری چیز یعنے غذا وغیرہ کے حصول کے وسیلے
ہین اس جہت سی پیشہ والے کو اوسنے محبت ہوتی ہے اور اونکو ضروری جانتا ہے حالانکہ محبت ضروری
وہ ہے جسکی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث شریف مین اشارہ فرمایا ہے مَنْ اَصْبَحَ اٰمِنًا
فِیْ سِرْبِہٖ مُعَافًی فِیْ بَدَنِہٖ عِنْدَہٗ قُوْتُ یَوْمِہٖ فَکَاَنَّمَا حِیْزَتْ لَہُ الدُّنْیَا بِحَذَافِیْرِھَا پس جو شخص کہ حقائق امور سے
واقف ہو اور یہ تینون باتین مذکورہ حدیث اوسکو حاصل ہون تو ہوسکتا ہے کہ وہ ان چیزون کے سوا
مین غصہ نکرے یہ تین قسمین تو بیان ہوچکین اب ریاضت کے باعث جو اثر ہر ایک قسم مین ہوتا ہی اوسکو
سننا چاہیے قسم اول مین تو ریاضت اس بات کو مفید نہین ہوتی کہ دل کا غصہ بالکل نسیت ونابود ہوجاوے
بلکہ ریاضت اسلیے ہوتی ہے کہ دلمین ایسا ملکہ ہوجاوے جس سے مطیع غضب کا نرہے اور بظاہر اوسکا
استعمال اوسی درجہ تک کرے جسکو شرع اور عقل مستحسن جانے اور یہ امر مجاہدہ سے اور کوشش سے ممکن ہے

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ

اس لیے کہ یہ ضرور نہین کہ جس سی ہمہ تن خیر نہو سکے وہ ہمہ تن شر ہی کیا کرے بلکہ بعض بدی بعض کی نسبت ہلکی ہوتی ہین اور بعض نیکیان بعض کی نسبت زیادہ رتبہ رکھتی ہین پس اگر بڑی نیکی نہو سکے چھوٹی کے درپے ہو اور اگر شر سے محفوظ نرہ سکے تو جسمین ضرر کم ہو اوسی پر قناعت کرے ۱۲

تیسرا بیان اس بات کا کہ ریاضت سے اصل غضب کا دور ہونا ممکن ہے یا نہین

جاننا چاہیے کہ بعض لوگ تو یہ خیال کرتے ہین کہ ریاضت سی بالکلیہ محو کرنا غضب کا ہو سکتا ہی اور مقصود بھی ریاضت سے یہی ہے اور بعض لوگ یہ کہتی ہین کہ غضب کا کچھہ علاج ہی نہین اور یہ اون لوگون کا قول ہے جو یہ تصور کرتے ہین کہ عادات بھی مثل پیدائش ظاہر کے ہین جیسا اعضا ظاہر کے نقصان کو آدمی درست نہین کر سکتا ویسا ہی خلق بھی قابل علاج نہین اور یہ دونون قول ضعیف ہین بلکہ اصل اس باب مین یہ ہے کہ آدمی اپنے جیتے جی ایک چیز سے محبت کرتا ہی اور ایک چیز کو برا جانتا ہے تو غصہ بھی ضرور ہی ہوگا اسلیے کہ کوئی چیز اسکے مزاج کے موافق ہوگی اور کوئی مخالف موافق اسکی خاطر خواہ ہوگی اور مخالف پر اسکو غصہ آویگا مثلاً فرض کرو کہ کسی نے اوسکی محبوب چیز لے لی تو غصہ ہوگا یا کسی نے اوسکو ضرر پہونچانا چاہا تو بیشک غصہ ہوگا مگر جس شے کی ساتھہ کہ آدمی محبت ہوتی ہے اوسکی تین قسمین ہین ایک تو ایسی شے جو سب کے لیے ضروری ہے مثلاً غذا اور مکان اور لباس اور صحت بدن پس جو شخص کہ آدمی کی ایسی چیز ونکو دور کرنا چاہے مثلاً کھانیکی غذا چھین لے یا پانی پینے کا گرا دیوے یا کپڑا جو مقدار ستر عورت ہی تہا اوسکو چھین لے یا رہنیکے مکان سے نکال دی تو چونکہ ایسی چیزین ہر ایک شخص کی ضروریات مین داخل ہین اسلیے انکا علیحدہ ہونا برا معلوم ہوتا ہے اور جو کوئی ان چیزون کا مزاحم ہوتا ہے اوسپر غصہ آتا ہے دوسری قسم وہ ہے کہ کسیکے لیے بھی ضروری نہو جیسے بہت سا مال اور جاہ و جلال اور خدم و حشم و سواری وغیرہ کہ یہ چیزین عادت کی سبب محبوب ہین ضرورت مین داخل نہین لوگونکو علت غائی چیزون کی معلوم نہین جہالت سی ایسے اشیا سے محبت کرتے ہین دیکھو چاندی سونا خود اتنے محبوب ہو گئی ہین کہ اونکو گاڑ کر رکھتے ہین اگر کوئی اونکو بیجا صرف کر ڈالے تو اوسپر غصہ آتا ہے حالانکہ یہ دونون کھانیکی چیز نہین پس اس قسم کی چیز کے لیے جو غصہ ہوتا ہے وہ اس قابل ہے کہ انسان سے بالکلیہ منقطع ہو سکے مثلاً اگر کسی کے پاس ایک مکان زائد از حاجت ہو اور اوسکو کوئی ظالم گرا دیوے تو ہو سکتا ہے کہ اوسکے گرانے پر غصہ نہ آوی اسطرح کہ مکان والا کوئی شخص دانا بینا ہو جسکو زائد از حاجت کی ساتھہ محبت ہی نہو پس اگر اوسکو ظالم نے گرا دیا تو بوجہ محبت نہونیکے غصہ نہ آویگا لیکن اگر محبت ہوگی تو بیشک غصہ آویگا اور بالفعل جو دیکھا جاتا ہی تو اکثر

کسی چیز کا کسی سے محبت ہونا اوسکی ضرورت کی سبب ہوتا ہے

ایسا گر پڑتا ہے کہ اٹھنے اور دوڑنے کی طاقت نہین رہتی اور غش سا آجاتا ہے کبھی جمادات وحیوانات کو مارتا ہے مثلاً برتن توڑ ڈالا دسترخوان پھاڑ ڈالا گاے بیل گھوڑے کو گالیان دینے لگا اور اونسے ایسی باتین کرنے لگا جیسے سمجھدار سے کیا کرتے ہین اور اگر کوئی جانور لات مار دے تو غصہ مین آپ بھی اوسکی لات مارتا ہے حالانکہ یہ حرکات مجنونون کی سی ہین اور دل پر تاثیر غصہ کی یہ ہے کہ جسپر غصہ ہوا ہے اوسکی طرف سے کینہ کہنا اور حسد کرنا اوسکی برائی چاہنا اور اوسکی برائی سے خوش ہونا اور بھلائی سے رنجیدہ ہونا اور اوسکی بھید ظاہر کر دینا اور درپے ہتک ہونا اور مسخرہ بنانا وغیرہ پس شدت غضب کے ثمرات یہ ہین اسیطرح ضعف غضب کا نتیجہ بھی اچھا نہین یعنی اوسکا ثمرہ بے غیرتی ہے کہ جو بات آدمی کے گھر والون کی مثلاً ماہبن بیوی وغیرہ کی قابل غیرت کی ہو اوس سے غیرت نہ کرے اور کمینون سے ذلت اٹھاوے اور خوار اور رسوا رہے اور بے غیرتی مثل مخنث ہونیکی ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ اِنَّ سَعْدًا لَغَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ علاوہ ازین غیرت نسبونکی حفاظت کی لیے پیدا ہوئی ہے اگر غیرت مین لوگ تساہل کرین تو انساب مین فتور اور خلط واقع ہو اور اسی بنا پر یہ قول مشہور ہے کہ جس قوم کی مرد و نہین غیرت ہوتی ہے اونکی عورتو نمین حفاظت رہتی ہے اور بری بات کو دیکھکر سکوت کر جانا بھی منجملہ ضعف غضب سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین خَیْرُ اُمَّتِیْ اَحِدَّاءُھَا یعنی جو دین مین سخت ہون اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَاْخُذْکُمْ بِھِمَا رَاْفَۃٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ بلکہ آدمی اگر اپنے نفس کی ریاضت کر سکے تو یہ بھی اسی بات کی علامت ہی کہ غصہ نہین کہتا اسلیے کہ ریاضت جبھی ہو سکتی ہے جب غصہ کو شہوت پر مسلط کر دے یہانتک کہ اگر نفس نکمی شہوات پر جھکے تو اوسی وقت اوسپر غصہ کرے تیسرا درجہ غصہ کا جو اور محمود ہے وہ یہ ہی کہ غصہ منتظر اشارۂ عقل کا رہے اور دین کا مطیع ہو جس جگہہ حمیت شرعاً واجب ہے وہان غصہ آوے اور جس جگہہ حلم اور غصہ کا پینا چاہیے وہان حد اعتدال سے نہ بڑھے ایسے ہی غصہ سے خداوند کریم نے اپنے بندونکو مکلف کیا ہے اور یہ وہی درجہ ہے جسکی صفت اس حدیث شریف مین ہے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا اس سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی مین غصہ ایسا سست ہو کہ غیرت بھی کم ہو اور نفس کو ذلت اور ظلم بموقع کی برداشت ناگوار نہو تو اوسکو چاہیے کہ اپنے نفس کا علاج کرے یہانتک کہ غصہ مین قوت آجاوے اور جس شخص مین غصہ حد اعتدال سے زیادہ ہو کہ نوبت تہور اور بے عقلی سے بری کامو مین گھسنے کی پہونچا دے اوسکو بھی علاج نفس کا چاہیے تاکہ غصہ ایک عمدہ اور درمیانی حالت پر آجاوے جسکا نام صراط مستقیم ہے ہر چند صراط مستقیم بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے لیکن جو اوس کو پا سکے اوسکو لازم ہے کہ جس قدر اسکے قریب آسکے اوتنی کوشش کرے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے

کسی غار مین آگ جلائی جاوے اور تمام غار مین دھوان بھر جاوے اور زمین بھی تیز ہو جاوے تو ایسی جگہ مین اگر کوئی چراغ جلتا ہوا ہوگا تو اوس سے کیا سوجھیگا وہ تو دھندلا ہو جاوے گا یا گل ہو جاوے گا اور جو شخص اس غار مین ہوگا وہ نہ تو اوس مین ٹھہر سکتا ہے نہ کوئی کلام سن سکتا ہے نہ صورت دیکھ سکتا ہے اور نہ اس دھوین کو اندر یا باہر سے فرو کر سکتا ہی بلکہ جب تک جلنے کی چیز جل نجاویگی تب تک صبر کرنا پڑے گا یہی حال غصہ کا دل ودماغ کے ساتھہ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات غصہ کی آگ ایسی تیز ہوتی ہے کہ اوس سے وہ رطوبت جس سے کہ دل کی زندگی ہے فنا ہو جاتی ہے اور آدمی ہلاک ہو جاتا ہے جیسے کہ غار کی آگ بعض اوقات زیادہ ہو کر اوسکے ٹکڑے کر دیتی ہے اور اوپر سے نیچے کو بیٹھہ جاتا ہے یعنے غار کی دیوارون اور طرفون مین جو قوت قائم رہنے کی ہے شدت گرمی سے وہ جاتی رہتی ہے اور گر پڑتا ہے اسیطرح یہان بھی غصہ کی آگ سے رطوبت قلبی دور ہو کر باعث موت ہو جاتی ہے اور اگر واقع مین پوچھو تو سمندر کی موجون مین طوفان کیوقت کشتی کا ہونا بہت بہتر ہے اوس حال سے جو غصہ کیوقت آدمی کے دل کا ہوتا ہے اسلیے کہ کشتی کے بچنے کی توقع ہوتی ہے کیونکہ اوسمین جو لوگ سوار ہین وہ اوسکے ٹھہرانیکی بیسیون تدبیرین کرینگے اور یہان تو نفس کی کشتی کا ناخدا دل تہا وہی غصہ کے سبب اندہا اور بہرا ہو گیا پھر تدبیر کون کرے اب جاننا چاہیے کہ شدت غضب کی نشان ظاہر مین یہ ہین رنگ کا بدل جانا ہاتھہ پاؤن کا کانپنا افعال کا بے ترتیب وانتظام صادر ہونا کلام مین لڑکھڑانا یہانتک کہ باچھون مین جھاگ آجاوین اور آنکھین سرخ ہو جاوین نتھنا پھر جاوے شکل بدل جاوے اور اگر غصہ والا اپنی صورت کو غصہ کیوقت دیکھے تو شرم کے مارے غصہ جاتا رہے کہ کیسی بری صورت ہو گئی اور از انجا کہ صورت ظاہری صورت باطنی کا عنوان ہوا کرتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ باطن اور بھی زیادہ برا ہو جاتا ہوگا کیونکہ اول صورت باطن ہی بگڑتی ہے اور وہی بگاڑ ہوتے ہوتے صورت ظاہری پر پھیل جاتا ہے تو گویا تبدل صورت ظاہری فرع ہے اور صورت باطنی کی برائی اصل تو فرع کی صورت سے اصل کو قیاس کرنا چاہیے غرض کہ تمام جسم مین تو یہ علامات ہوتی ہین اور زبان مین غصہ کا اثر یہ ہے کہ گالیان بکنے لگتا ہے اور ایسے کلام فحش اور برے بولتا ہے کہ جس سے خردمندونکو شرم آوے بلکہ خود غصہ والا بدون غصہ کیوقت کے کبھی اونکو بولتے ہوئے شرم کرے اور اس فحش کے ساتھہ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ لفظون مین اضطراب اور بندش بالکل خراب ہوتی ہے اور اعضا پر تاثیر غضب یہ ہوتی ہے کہ بے تامل مار پیٹ نوچ کسوٹ قتل وزخم کرنے لگتے ہین اگر جس شخص پر غصہ آیا ہے وہ سامنے ہوا اور اوس پر بس چلا تو یہ باتین اوسکے ساتھہ ہون گی اور اگر وہ بھاگ گیا یا کسی اور سبب سے بے قابو ہو گیا تو غصہ خود اپنے اوپر لوٹتا ہے کہ کپڑے پھاڑتا ہے اور اپنا منہ پیٹتا ہے یا زمین پر ہاتھہ دے مارتا ہے یا نشہ والون اور مدہوشون حیرانون کی طرح دوڑتا ہے اور کبھی غصہ کا مارا

چہرہ زرد رنگ ہوجاتا ہے اور اگر کسی برابر والے پر غصہ آتا ہی تو یہ دونون کیفیتین نمود ہوتی ہین لال یا پیلا رنگ ہوا کرتا ہے اور اضطراب پیش آتا ہے بہرصورت غضب کی جگہہ قلب ہی اور اوسکے معنی یہ ہین کہ جوش کرنا خون دل کا بدلہ لینے کے واسطے اور یہ قوت موذی چیزونکے دفع کے لیے تو اول ہی متوجہ ہوتی ہے یعنے قبل ایذا اونکا دفعیہ چاہتی ہے اور بعد ایذا انتقام اور تشفی دل کے لیے پیدا ہوتی ہے اور اس قوت کی غذا اور اشتہا انتقام ہے اور اسمین اوسکو لذت ملتی ہے اور بدون انتقام چین نہین لیتی اب اس قوت مین ابتدای پیدایش سے آدمیونکے تین درجہ ہین اول درجہ تفریط یعنے کمی کا ہے اور یہ مذموم ہے ایسے ہی شخص کو بے غیرت کہا کرتے ہین حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس شخص کو باوجود غصہ دلانے کے غصہ نہ آوے تو وہ گدہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ غصہ اور حمیت کا بالکلیہ نہونا بہت نقصان کی بات ہی اللہ تعالے نے اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین ارشاد فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اور شدت اور غلظت غضب کے بعد ہوا کرتی ہے دوسرا درجہ افراط یعنے زیادتی کا ہے وہ یہ ہے کہ غصہ اشد درجہ غالب ہو کہ عقل اور دین کی طاعت وسیاست سے نکل جاوے اور غصہ کیوقت آدمی مین بصیرت اور تامل اور فکر اور اختیار کچھہ نرہے مضطر کی طرح ہوجاوے اور غلبہ غضب کا سبب یا تو پیدایشی ہوتا ہے کہ شروع پیدایش سے ڈراونی صورت اور زود رنج اور زود غضب ہوتا ہے پھر مزاج کی گرمی اوسکو اشتعال دیتی ہے اور شعلہ مذکور دوبالا ہوجاتا ہے اور سردی مزاج سے البتہ اوسکی تیزی کم ہوجاتی ہے یا غلبہ غضب کا سبب عادت ہوتی ہے کہ ایسے لوگون مین نشست اور برخاست رہی جو مغلوب بالغضب اور سریع الانتقام ہین اور ان باتونکو شجاعت اور جوانمردی جانتے ہین اور فخر یہ کہتے ہین کہ ہمکو ذرا برداشت نہین اور ہم کو کوئی ذرا سی بات کہے تو نہین سہ سکتے حالانکہ حقیقت مین گویا یہ کہہ رہین کہ ہمکو ذرا عقل وحلم نہین مگر بیوقوفی کی اسیکو فخر جانتے ہین پس جو شخص ایسے لوگون سے اسطرح کی باتین سنتا رہتا ہے اوسکے دل مین غصہ کی خوبی جم جاتی ہے اور چاہتا ہے کہ مین بھی ایسا ہی ہوجاؤن اسلیے غصہ بڑہجاتا ہے اور جب غصہ کی آگ بھڑک اٹھتی ہے تو غصہ والے کو پھونک دیتی ہے اور نصیحت سننے سے بہرا کر دیتی ہے بلکہ نصیحت سے اور زیادہ غصہ ہوتا ہے اور اگر اپنی عقل ونفس سے کچھہ استفادہ کرے یہ بھی نہین ہوسکتا اسلیے کہ نور عقل گل ہوجاتا ہے خواہ غصہ کو دہوین سے ایسا دہندلا ہوجاتا ہے کہ کام کا نہین رہتا اسلیے کہ آدمی دماغ سے فکر کیا کرتا ہے مگر جب غصہ کے مارے دلمین خون جوش کہاتا ہے تو اوس سے ایک کالا دہوان دماغ کیطرف چڑہکر فکر کی جگہہ مین پہیل جاتا ہے بلکہ بعض اوقات حواس کی جگہہ کو بھی گہیر لیتا ہے کہ آنکہہ سے کچھہ نہین دیکہتا اور کانونسے کچھہ نہین سنتا دنیا تاریک معلوم ہوتی ہے اور اس حال مین دماغ کی ایسی صورت ہوجاتی ہے جیسے

اوسکا نفس تو ہمیشہ اوسکے ہاتھہ سے تنگ رہے مگر لوگ اوس سے سب راضی رہین اور کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا کہ آپ حسن خلق کو مجملاً ایک لفظ مین ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ ترک غضب کا نام حسن خلق ہے اور ایک نبی نے انبیا علیہم السلام مین سے اپنے ساتھیونسے کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ جو مجھسے اس بات کا ذمہ کرے کہ کبھی غصہ نکرون گا اور میرے ساتھہ جنت مین درجہ پاوے اور میرے بعد خلیفہ اور جانشین ہو ایک جوان نے عرض کیا کہ مین کبھی غصہ نکرون گا پھر آپ نے دوبارہ کہا تو پھر اوسی شخص نے کہا کہ مین ایسا ہون اور اونکی زندگی بھر اپنے عہد کو پورا کیا بعد اونکی وفات شریف کے اونکے خلیفہ ہوے یہ شخص ذوالکفل علیہ السلام تھے یعنے ضمانت والے کہ جس بات کا ذمہ کیا تھا اوسکو پورا کیا اور وہب منبہ فرماتے ہین کہ کفر کے چار رکن ہین ایک غضب دوسرے شہوت سوم حمق چہارم طمع

بیان دوم غضب کی حقیقت مین

ازانجا کہ خداوند کریم نے حیوان کو ایسا بنایا ہے کہ اسباب داخلی اور خارجی سے فنا اور ہلاک ہوجاتا ہے تو اپنے خزانہ انعام سے ایک ایسی شی بھی عنایت فرمائی ہے کہ جسکے سبب وقت مقرری تک فنا سے محفوظ رہے داخلی اسباب کیطرف جو غور کرو تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی ترکیب حرارت اور رطوبت سے ہے جنمین باخود ہا عداوت اور ضد پائی جاتی ہے حرارت ہمیشہ رطوبت کو تحلیل اور خشک کرتی رہتی ہے کہ اوسکی اجزا بخار بنکر اڑجاوین پس اگر رطوبت کو غذا سے مدد نملے اور جسقدر تحلیل اور خشک ہوجاتی ہے اوسقدر جسم نقصان نہو تو حیوان فنا ہوجاوے اسلیے خداوند کریم نے غذا موافق بدن حیوانی کے پیدا کی اور حیوان میں اوسکی اشتہار کہدی کہ جس سے غذا کھایا کرے اور نقصان کا تدارک ہوکر ہلاک نہونے پاوے اور اسباب خارجی جو موجب ہلاک ہین وہ ہتیار مثل تلوار وغیرہ اور دوسرے مہلکات ہین اونکے لیے اللہ تعالی نے ایک قوت غضب پیدا کی ہے جو باطن سے جوش کرتی ہے اور مہلک چیزون کو اپنے آپ سے دفع کرتی ہے اوسکو خدا تعالی نے آگ سے بنا کر آدمی کی سرشت مین خمیر فرمادیا ہے پس جب آدمی کسی مطلب سے روکا جاتا ہے یا اوسکے خلاف مرضی کوئی چیز پیش آتی ہے تو وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اوسکا شعلہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ دل کا اندر کا خون جوش کھاکر رگون مین اوپر کیطرف چڑھتا ہے جیسا کہ آگ کا شعلہ اونچا اٹھتا ہے یا ہنڈیا کا جوش اوپر کو اولتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ غصہ کیوقت آدمی کا چہرہ اور آنکھین سرخ ہوجاتی ہین چونکہ چہرہ کا پوست نرم وصاف ہوتا ہے اسلیے خون کی جھلک اسمین خوب ظاہر ہوجاتی ہے جیسا شیشہ کے اندر کی چیز معلوم ہوا کرتی ہے اور یہ حال اوسوقت ہوتا ہے جسوقت کہ اپنے سے کم رتبہ آدمی پر غصہ آوے اور یہ بھی جانتا ہو کہ اس پر میرا قابو ہے اور جسوقت کہ غصہ اپنے سے زیادہ پر آوے یا انتقام اوسکا ہو تو ایسی صورت مین خون ظاہر جلد سے بستہ ہوکر قلب کیطرف کو رجوع کرتا ہے اور باعث رنج وغم ہوتا ہے اسی سے

کہ شیطان کا قول ہے کہ بنی آدم سے مین نہین بچھکا اور تین باتونمین تو کبھی بھی نہین تھکونگا ایک تو اون مین سے
جب کوئی نشہ پیوے گا تو اوسکی تکمیل ہمارے ہاتھہ مین ہوگی جہان چاہین گے لیجائین گے کام ہماری مرضی کے
موافق کرے گا ایک جب غصہ ہوگا تو قول ایسا کہے گا جسکو جانتا بھی نہوا اور کام وہ کرے گا کہ جس سے ندامت
ہو ایک یہ کہ پاس کی چیز مین ہمیشہ بخل کی ترغیب دیتے رہتے ہین اور ایسی باتون کا چاو دلاتے ہین جنپر اوسکو
قدرت نہو اور ایک حکیم سے کسی نے کہا کہ فلانا شخص اپنے نفس پر خوب قابو رکھتا ہے اسنے جواب دیا کہ تو اب
اوسکو شہوت رسوا نہ کریگی اور ہوای نفسانی سے بچھاڑ نہ کہاوے گا اور غصہ اوسکو نہ دباوے گا اور بعضون کا
قول ہے کہ غضب سے بچنا چاہیے کیونکہ انجام کو معذرت کی ذلت اٹھانی پڑتی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ
غضب سے ڈرتے رہو اس سے ایمان بگڑ جاتا ہے جیسے ایلوہ سے شہد بگڑتا ہے اور حضرت ابن مسعود سے
روایت ہے کہ مرد کا حلم غصہ کیوقت دیکھنا چاہیے اور امانت کو طمع کیوقت جانچنا چاہیے اور جب غصہ ہو
اوسوقت کی حلم کا کیا اعتبار ہے اسیطرح بدون طمع کے امانت کا اعتبار نہین اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح
نے اپنے عامل کو لکھا کہ غصہ کیوقت کسیکو سزا مت دینا بلکہ جب کسی مجرم پر غصہ آوے تو اسکو قید کرنا اور جب غصہ
جاتا رہے تب روبکاری کرکے موافق جرم کے سزا دینا اور سزا بھی پندرہ کوڑہ سے زیادہ کی نہوا اور علی بن زید
انہین کے حال مین لکھتے ہین کہ ایک بار ایک قریشی شخص نے اِن سے سخت کلامی کی تو انہون نے بڑی دیر تک
سر نیچا کر لیا اور پھر فرمایا کہ تمہاری مرضی یہ تھی کہ حکومت کی جوش مین مین شیطان کے ہاتھون خفیف ہوکر
آج تمہارے ساتھہ وہ بات کرون جسکو کل تم میرے ساتھہ کرو اور بعض اکابر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ غصہ کیوقت
آدمی کی عقل ٹھکانے نہین رہتی جیسا کہ جلتے تنور مین زندہ کی روح نہین رہتی پس جو شخص غصہ کم کرے وہی
عقیل زیادہ ہے اور غصہ اگر دنیا کے واسطے ہے تو اسکا نام مکر و فریب ہے اور اگر آخرت کے لیے ہے تو اوسکو حلم
اور علم کہتے ہین کیونکہ لوگ ایسا کہتے ہین کہ غصہ عقل کا دشمن جانی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ مین
ارشاد فرماتے کہ تم مین سے فلاح کو پہونچا وہ شخص جو طمع اور ہوای نفسانی اور غضب سے بچا رہا اور بعض
اکابر کا قول ہے کہ جسنے شہوت و غصہ کی اطاعت کی یہ دونون اوسکو دوزخ کیطرف کھینچینگے اور حضرت حسن رض
فرماتے ہین کہ مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ دین مین پکا ہو اور ایمان کا یقین رکھتا ہو اور علم مع حلم اور دانائی
ملایمت کے ساتھہ اور حقوق کی داد و دہش بجالاوے اور توانگری مین میانہ روی اور فاقہ کے وقت
تحمل اور قدرت کے وقت احسان اور شدت مین صبر کرے غصہ اور شہوت اوسپر غالب نہو اور ننگ و
حمیت اوسپر سر کسی نکریں حرص و پیٹ کی باعث ذلیل نہو اور نیت مین کسیطرح کا قصور و فتور نہ واقع ہو مظلوم
کی نصرت و مدد کرے ضعیفونپر رحم کرے نہ بخیل ہو نہ مسرف جب اوسپر کوئی ظلم کرے تو معاف کرے اور جاہلونسے درگذر کیا کرے

ارشاد فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو انہون نے فرمایا کہ یہ تو مجھسے نہین ہوسکتا مین آدمی ہون آپ نے
فرمایا کہ مال مت جمع کرو انہون نے فرمایا کہ شاید ہوسکے گا اور ایک حدیث مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ غضب سے ایمان ایسا بگڑتا ہے جیسے ایلوہ سے شہد خراب ہوجاتا ہی اور فرمایا کہ جو کوئی
غصہ کرتا ہے جہنم کے کنارہ جا لگتا ہے اور ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ سب مین زیادہ سخت
کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کا غضب اوسنے عرض کیا کہ مجکو کون چیز اوس سے دور کرے گی آپ نے فرمایا
کہ غصہ نکیا کر آثار حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ ای ابن آدم تو غصہ مین اتنا اچھلتا ہے کہ یہ ڈر ہوتا ہے
کہ شاید اب کی اچھال مین دوزخ مین جا پڑے اور حضرت ذی القرنین سے روایت ہی کہ اونسے ایک فرشتہ
ملا انہون نے پوچھا کہ مجکو کوئی علم ایسا بتاؤ جس سے میرا ایمان و یقین زیادہ ہو فرشتہ نے کہا کہ غصہ
نکیا کرو کیونکہ شیطان آدمی پر جتنا غصہ مین اختیار رکھتا ہے اور کسی حالت مین نہین رکھتا پس غصہ
پی جایا کرو اور تاخیر سے اوسکو ساکن کیا کرو اور جتنا ہوسکے جلدی سے بچو جلدی مین بہبودانی
نہین ملتا اور قریب و بعید سے سہولت و نرمی کے ساتھہ رہو اور جابر اور سرکش مت رہو اور ابو
بن بنہ سے روایت ہی کہ ایک راہب اپنی عبادت گاہ مین تھا شیطان نے اوسکو گمراہ کرنا چاہا مگر وہ
اپنی بات پر بیکار رہا تو شیطان ایکبار اوسکی حجرہ کے پاس آیا اور اوسکو پکار کر کہا کہ دروازہ کھول اوسنے
جواب ندیا شیطان نے پھر کہا کہ دروازہ کھولدی ورنہ اگر مین چلا جاؤنگا تو پچتاوے گا اوسنے پھر بھی
کچھہ توجہ نکی پھر کہا کہ مسیح ہون راہب نے کہا کہ مسیح ہی تو مین کیا کرون مسیح نے ہمکو عبادت و ریاضت کا حکم
فرمایا ہے اور قیامت مین ملنے کا وعدہ کیا ہی اگر خلاف وعدہ قیامت سے پہلے آج ہی چلے آوینگے تو ہم کب
مانتے ہین پھر شیطان نے اوس سے کہا کہ مین شیطان ہون تجھے بہکانا چاہا تھا سو نہوسکا اب اسواسطے آیا تھا
کہ جو تو پوچھے تو بتا دون اوسنے کہا کہ مجھے کچھہ پوچھنا منظور نہین پس شیطان وہانسے پھرا اتنے مین راہب نے کہا
کہ سنتا ہی یا نہین اوسنے کہا کہ سنتا ہون کہا کہ مجھے یہ بتلا دی کہ آدمی کی عادت تونے کونسی تیری زیادہ دخل کرتی ہی
اوسنے کہا کہ تیری اور غصہ آدمی جب غصہ ہوتا ہی تو ہم اوسکو ایسا لوٹ دیتے ہین جیسے لڑکے گیند کو لڑکاتے ہین اور
خیثمہ فرماتے ہین کہ شیطان کا مقولہ ہی کہ ابن آدم مجھپر کیسے غالب ہوسکتا ہی جب وہ راضی رہتا ہی تو مین اوسکے
دلمین رہتا ہون اور جب غصہ ہوتا ہی تو اڑکر اوسکے سر مین چلا جاتا ہون اور حضرت امام جعفر صادق فرماتے
ہین کہ غضب ہر برائی کی کنجی ہی اور بعض انصار کا قول ہی کہ تیری بیوقوفی کی جڑ ہی اور اوسکا منشا غصہ ہوتا ہی اور
جو جہالت سے خوش رہی اوسکو حلم کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ حلم زینت اور نفع کی چیز ہے اور جہالت عیب و ضرر کی
اور خاموش رہنا احمق کی جواب مین یہی اوسکا جواب ہوتا ہے ع جواب جاہلان باشد خموشی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین

تو اوسکو بہی صاف کرے اور جہانتک بنی علاج کے درپے ہو اسلیے کہ جب تک بری بات کو آدمی نہین جانتا اوسمین مبتلا ہو جاتا ہی اور صرف جاننا بہی کافی نہین جب تک اوس سے بچنی کا علاج و تدبیر معلوم نہو لہذا ہم اس باب مین سولہ بیان لکہین گے اول کے آٹہہ بیانون مین تو غضب کی برائی اور اوسکی حقیقت اور اسباب اور علاج اور حلم کا ثواب وغیرہ اور باقیونمین حقد وحسد کی معنے اور نتیجی اور مذمت و اسباب و تدابیر اور جو انسے متعلق ہے لکہے جاوین گے

بیان اول غصہ کی برائی مین

اللہ تعالی فرماتا ہے اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اس آیت مین اللہ جلشانہ نے کفار کی مذمت اسلیے فرمائی کہ انہون نے امر باطل پر غیرت کی ماری اتفاق کر لیا تہا اور غیرت بہی غصہ ہی سے ہوا کرتی ہے اور مومنین کی تعریف سکینت اور وقار اوترنے پر فرمائی حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی تہوڑا سا عمل بتلا دیجیے آپ نی فرمایا لَا تَغْضَبْ یعنی غصہ نہو آکر پہر دوبارہ اوسنے پوچہا تو وہی جواب دیا اور حضرت ابن عمر رض سے بہی اسی مضمون کی قریب قریب مروی ہی وہ فرماتی ہین کہ مینے حضرت سی عرض کیا کہ میرے واسطے ایک بات تہوڑی سی ارشاد فرما دیجیے کہ اوسپر تمسک کرون اور عمل کرون آپ نی فرمایا کہ غصہ نکیا کر مینے دوبار یہی سوال کیا آپ نی یہی جواب دیا اور یہ بہی اونہین کا قول ہے کہ مینی آنحضرت صلعم سی پوچہا کہ مجکو خدا کی غضب سے کیا چیز بچاویگی آپ نی ارشاد فرمایا کہ خود غصہ مت کیا کر اور حضرت ابن مسعود رض فرماتی ہین کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے حاضرین سی پوچہا کہ تم لوگ پہلوان زبردست کسکو سمجہتے ہو سبہون نی عرض کیا کہ ایسے شخص کو جانتی ہین جو کسی سی بچہاڑ نکہاوی آپ نی فرمایا کہ وہ پہلوان نہین پہلوان زبردست وہ ہی جو غصہ کی وقت اپنی نفس کو دبائی رکہے اور حضرت ابوہریرہ رض سی بہی اسی مضمون کی حدیث مروی ہی کہ آپ نی فرمایا لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصَّرْعَةِ وَاِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتی ہین کہ آپ نی فرمایا مَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نی ارشاد فرمایا ہے کہ بہت غصہ سی بچنا چاہیے کیونکہ غصہ کی کثرت مرد حلیم کے دلکو خفیف کر دیتی ہے اور حضرت عکرمہ تفسیر آیت وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ مین فرماتی ہین کہ سید سی وہ شخص مراد ہی جسپر غصہ غالب نہو اور حضرت ابو درداء فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مجکو کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سی جنت مین جاون آپ نی فرمایا کہ غصہ نکر اور حضرت یحیی ع نے حضرت عیسی علیہ السلام

لیتا ہون کہ جب تک مین نہ کہون کسی بات کو مجھسے مت پوچھنا مگر جب اونہون نے اول کشتی کا حال پوچھا تو اونکو برا معلوم ہوا اور وعدہ یاد دلایا انہون نے عذر کیا کہ بھولے سے مینے پوچھا اسکو معاف کرو لیکن جب تین بار ایسا ہی ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ھٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِكَ اور اونکو چھوڑ کر چلے گئے حاصل یہ کہ عوام لوگونکے حقمین باریک علمی باتون کا پوچھنا بڑی آفت ہی اور اس سے بہت سے فتنہ پیدا ہوتے ہین اسلیے اونکو روکنا ہی مصلحت ہے اور حروف قرآنی مین اونکا بحث کرنا ایسا ہی کہ کوئی بادشاہ کسی شخص کے پاس اپنا شقہ بھیجے اور ضروری کام اوسمین لکھدے وہ اون باتون کیطرف تو متوجہ نہو بلکہ اپنا وقت اسمین رائگان کرے کہ اس شقہ کا کاغذ پرانا ہے یا نیا اس امر سے بیشک وہ مستحق سزا ہوگا اسیطرح جاہل آدمی بھی اگر کلام مجید کی عبادات ضروری کو چھوڑ کر حروف کی بحث مین اوقات تلف کرے تو اوسکا بھی وہی حال ہوگا اور یہی حال اور صفات الٰہی کا جاننا چاہیے باب آفات زبان خدا کی عنایت سے پورا ہوا وللہ الحمد

باب پنجم غضب اور حقد وحسد کی برائی کے بیان اس مین ۱۶ بیان ہین

رباعی

حقد وحسد سے ظلمت دل حاصل	آزاد جو ان سے ہو وہی ہے کامل
یہ دونون رہ سلوک مین ہین رہزن	سالک نہ رہے انسے کسی دم غافل

جاننا چاہیے کہ غضب جسکو غصہ کہتے ہین وہ اوس آگ مین کا ایک شعلہ ہی جسکی صفت یہ آیت ہی نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ اور جیسے آگ راکھ مین چھپی رہتی ہے اسیطرح غصہ کی آگ دل کے تہون مین مخفی رہتی ہے اور جسطرح چقماق لگتے ہی آگ ظاہر ہوجاتی ہے اوسیطرح یہ آگ بھی کبر کی ادنی چوٹ سے جو دل مین رہتی ہی ظاہر ہوجاتی ہی اور ارباب مکاشفہ کو نور یقین سے یہ بات دریافت ہوئی ہے کہ آدمی مین ایک رگ شیطان کی مشابہت کی پائی جاتی ہے پس جو شخص غصہ کی آگ سے جل اٹھتا ہے اور حق سے مائل ہوجاتا ہے وہ اپنا نسب اور قرابت شیطان کی طرف پکا کرتا ہے اسلیے کہ اوسنے یہی کہا تھا کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ مٹی کی شان سے یہ ہے کہ ساکن اور وقار سے رہے اور آگ کی شان یہ ہے کہ سلگے اور شعلہ زن ہوکر متحرک ومضطرب ہو پس آدمی مین بھی اگر حرکت واضطراب وقت غصہ پایا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکی ساخت مٹی سے نہین بلکہ خمیر آگ کا ہے جس سے شیطان بنا ہے اور غضب کا نتیجہ حقد وحسد یعنے کینہ اور دوسرے کا برا چاہنا ہے ان دونون سے اکثر لوگ تباہ وبرباد ہوئے ان کا مسکن بھی وہی مضغہ گوشت یعنی دل ہے اور ازانجا کہ ان تینون چیزون سے انسان تباہ ہوتا ہی تو نہایت ضرور ہوا کہ ہلاک کی جگہ بتلادی جاوین تاکہ اوسنے پرحذر رہے اور اونکی پاس نہ پھٹکے اور اگر دلمین یہ چیزین جم گئی ہون

قولہ پوچھا ئی پوچھ مین اور پوچھ مین ۱۲ قولہ سے جانا نکلتی ہے دل ۱۲ قولہ سے تو اوسکو بتا یا تو اگر اوسکو برا نہ بتا یا ۱۲

کلام کرنا ہی نچاہیے اونکو تو یہ چاہیے کہ جو کچھ قرآن مجید مین اترا ہے اوسپر ایمان لاوین اور عبادات مین مشغول ہون اور جو کچھ اللہ تعالی نے اپنے رسول کے ذریعے سے ہم تک بھیجا اوسکو مان لین کچھ بحث و تکرار نہ کرین اور جو امور کہ عبادات سے متعلق نہین اونکا پوچھنا بے ادبی ہے اوس سے مستحق غصہ الٰہی کے ہوتے ہین اور کفر کے خطرہ مین پڑتے ہین اور اونکی مثال ایسی ہے جیسے گھوڑون کے سائیس یا دشاہی رازون کو دریافت کرنا چاہین اور یہ نہین سوچتے کہ ؎

زعفران را بہر طاوسی نزاوند	مگس را فرعنقالے نداوند

پس جو کوئی کسی ایسے علم دقیق کا سوال کرے گا کہ اسکی عقل نہین پہونچتی اور فہم اوس درجہ ہی قاصر ہے تو وہ شخص بھی اوس علم مین بمنزلہ عامی و جاہل کے ہے ایسے سوال کرنے سے مستحق عقوبت اور قابل مذمت ہوگا اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اُتْرُكُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہانتک سوال کثرت سے کیے کہ آپ تنگ ہوکر غصہ ہوئے اور منبر پر چڑہکر فرمایا کہ خوب پوچھو جو پوچھوگے بتاؤن گا پس ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوکر پوچھنے لگا کہ میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہے پھر اور دو یا تین کھڑے ہوئے اونہون نے سوال کیا کہ ہمارا باپ کون ہے آپ نے فرمایا کہ جسکے تم بچے کہلاتے ہو پھر ایک اور شخص اٹھا اور اوسنے پوچھا کہ مین جنت مین جاؤنگا یا دوزخ مین آپ نے فرمایا دوزخ مین جب لوگون نے آپکا غصہ اور جلال دیکھا تو خاموش ہوگئے اور کسیکو کچھ جرأت نہوی حضرت عمر رضہ سامنے کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا آپ نے فرمایا کہ اے عمر تو بیٹھ جا مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجکو توفیق رفیق ہے اور ایک حدیث مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحث اور مال کے تلف کرنے اور کثرت استفسار سے منع فرمایا اور یہ بھی وارد ہے کہ آپنے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ کثرت سے سوال کرنے کرتے یون کہنے لگین کے کہ خلق کو تو خدا نے پیدا فرمایا خدا کو کسنے پیدا کیا پس جب یہ قول کہین تو چاہیے کہ سورۂ اخلاص پوری پڑہین اور بائین طرف تین بار تہتکارین اور شیطان رجیم سے جناب باری مین پناہ مانگین اور حضرت جابر رضہ فرماتے ہین کہ متلاعنین کی آیت یعنی جو سورہ نور کے اول رکوع مین ہے صرف کثرت استفسار کی باعث نازل ہوئی اور حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے قصہ سے تو صاف ثابت ہے کہ بموقع سوال کبھی نکرنا چاہیے اور جس بات کا اپنے آپ کو سمجھنے کا شعور نہو اوسکو ہرگز دریافت نکرنا چاہیے حضرت موسی علیہ السلام سے خضر علیہ السلام کا یہ وعدہ تہا

گدہا یا سور کہتا ہے تو قیامت کو اوس سے پوچھا جاویگا کہ تبا تو سہی مینے اوسکو گدہا بنایا تہا یا سور جو ان الفاظ سے اوسکو ذکر کرتا تہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تم مین سے بعضے آدمی ایسا شرک کرتے ہین کہ کتے تک کو شریک کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر یہ کتہ نہوتا تو آج رات لٹ ہی گئی تہی حافظ حقیقی کا خیال نہین کرتے اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جب سے مینے یہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَنْہَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مینے کبہی اسطرح قسم نہین کہائی اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ لَا تَسُبُّوا الْعِنَبَ کَرْمًا اِنَّ الْکَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ اور حضرت ابوہریرہ رض سے یہ حدیث مروی ہی کہ تم مین سے کوئی یون مت کہو کہ یہ میرا بندہ ہی اور میری لونڈی ہی کیونکہ بندی سب اللہ کی ہین اور لونڈیان بہی سب اوسکی ہین بلکہ یون کہا کرو کہ یہ میرا غلام یا چھوکرا اور اصیل یا چھوکری ہی اور غلام بہی اپنے آقا کو رب اور ربہ یعنی پرورش کنندہ کہی بلکہ آقا اور سردار کہی اسلیے کہ پرورش کنندہ سبکا خدا تعالی ہی اور فرمایا کہ لَا تَقُوْلُوا لِلْمُنَافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّہٗ اِنْ یَّکُنْ سَیِّدَکُمْ فَقَدْ اَسْخَطْتُمْ رَبَّکُمْ اور فرمایا کہ جو شخص یون کہی کہ مین اسلام سی بری ہون تو اگر سچا ہے تو ویسا ہی ہوگا جیسا کہا اور اگر جہوٹا ہی تو اسلام کیطرف کبہی سلامت نہ پہریگا غرض کہ اسطرح کی باتین جو رات دن آدمی کی منہ سی نکلتی ہین سب اس آفت مین داخل ہین اور تامل سی معلوم ہوتا ہی کہ ایسی باتین روزمرہ صدہا نکلجاتی ہونگی اور جو شخص کہ آفات زبان کو بغور دیکہی اوسکو یقین ہوجاویگا کہ اگر زبان کو نہین روکونگا تو بیشک نہین بچونگا اور اسوقت اس حدیث شریف کی حکمت معلوم ہوگی کہ مَنْ صَمَتَ نَجٰی اسلیے کہ آفات سبکے سب مہلک ہین اور بولنے والیکی راہ مین ہین اگر وہ چپ رہیگا تو ان سب سی بچا رہیگا اور اگر بولے گا تو نفس کو خطرہ مین ڈالی گا لیکن اگر زبان فصیح اور بہت سا علم اور تقوی اور مراقبہ دوام اور قلت کلام رکہتا ہو تو شاید بچا رہے اور باوجود ان باتونکی بہی خطرہ سی خالی نہوگا پس اگر آدمی سی یہ نہوسکے کہ گفتگو کرنی سی کچہہ فائدہ حاصل کرے تو سکوت اختیار کرنا اولی ہی جس سی اور کچہہ نہوگا تو ان آفات سی تو بچا رہیگا یہی غنیمت ہے ع خموشی معنی دارد گر در گفتن نمی آید

بیسوین آفت عام لوگون کا سوال کرنا

اللہ تعالی کے صفات اور کلام اور حروف سی کہ یہ قدیم ہین یا حادث ہین حالانکہ عوام کو اسی قدر چاہیے کہ جو کچہہ قرآن کی اندر احکام ہین اونکی بموجب عمل کرین مگر یہ بات نفس پر گران گذرتی ہی اور بیہودہ باتین دلپر آسان معلوم ہوتی ہین اور عامی آدمی دخل در معقولات کرنے سے خوش ہوتی ہین اسواسطے کہ شیطان اون کی دلونمین جما دیتا ہے کہ تم عالم و فاضل ہو اور یہان تک اس امر کو اون کے دل مین پختہ کرتا ہے کہ بعض دفعہ کلمات کفر بہی زبان سے نکلجاتی ہین اور اون کو خبر نہین ہوتی اور عامی کو یہی گناہ کبیرہ کا ارتکاب بہ نسبت علمی کلام کے زیادہ اچہا ہے خصوصاً جو باتین کہ اللہ تعالی اور اوسکے صفات کی متعلق ہین اون مین تو اون

ایک مرد صالح کی کسی نے تعریف کی تو انہون نے فرمایا کہ الٰہی یہ لوگ مجکو نہین جانتے اور تو میرے حال کو جانتا ہے اور ایک دوسرے بزرگ نے تعریف کی بعد فرمایا کہ الٰہی تیرے اس بندہ نے میری نزدیکی ایسی بات سے چاہی جسمین تو ناخوش ہو مین تجکو گواہ کرتا ہون کہ مین اوس سے ناخوش ہون اور حضرت علی رضہ کی تعریف کسی نے کی تو آپ نے فرمایا الٰہی جن بات کو یہ لوگ نہین جانتے اور میری نسبت کہتے ہین اوسکا مجھ سے مواخذہ مت فرما اور مغفرت کر اور مجکو انکے عندیہ سے بہتر کردے اور ایک شخص کا حال آپکو معلوم تھا کہ جیسا کہتا ہے اوسنے ویسا نہین کرتا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو تو مجکو بتا رہا ہے اس سے تو مین کم ہون اور جو بات تیرے دل کے اندر ہے اوس سے زیادہ ہون اور ایک شخص نے حضرت عمر رضہ کی تعریف کی تو آپ نے فرمایا کہ تو مجکو اور اپنے آپکو دونو کو ہلاک کیا چاہتا ہے

اونیسوین آفت فحوای کلام مین باریک غلطیون سے غافل ہوجانا خصوصاً جو باتین کہ اللہ تعالے اور اسکی صفات سے متعلق ہین یا امور دین سے لگاؤ رکھتی ہین تو عالم آدمی اوس کے الفاظ کو درست کرکے بولتے ہین اور عوام جنکو علم کم ہوتا ہے اونمین لغزش کرجاتے ہین مگر جہالت کے سبب اللہ تعالی معاف فرماتا ہے اور وہ باتین ایسی ہین جیسے حضرت حذیفہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَقُلْ اَحَدُکُمْ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشِئْتُ وَلٰکِنْ لِیَقُلْ مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شِئْتُ یعنی اللہ تعالی کی مشیت اور خواہش کے ساتھہ دوسرے کو شریک کرکے نہ بولنا چاہیے کہ خدا اور مین چاہونگا تو یون ہوگا کہ اسمین بے تعظیمی اور بے ادبی پائی جاتی ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ مقدم تو مشیت ایزدی ہے پھر میرا ارادہ یہ ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا اور گفتگو مین بول اوٹھا کہ جو خدا اور اوسکا رسول نے چاہا آپ نے فرمایا کہ تو مجکو خدا کا شریک کرتا ہے یون کہہ ماشاء اللہ وحدہ اور ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سامنے خطبہ پڑہا اوسمین کہا مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِہِمَا فَقَدْ غَوٰی تو آپ نے فرمایا کہ اسطرح کہہ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ غَوٰی یعنی صیغہ تثنیہ جو مشارکت اور برابری پر دلالت کرتا ہے اوسکو بھی آپ نے بُرا جانا اور ابراہیم رح اس بات کو برا جانتے تھے کہ کوئی کہے خدا کی پناہ اور تیری پناہ بلکہ یون کہنا جائز ہے کہ خدا کی پناہ پھر تیری پناہ اور بعضے لوگ یون کہنا برا جانتے ہین کہ الٰہی دوزخ سے ہمکو آزاد کرنا اور روحۃ بیان کرتے ہین کہ آزاد کرنا بعد دوزخ مین داخل ہونے کے ہوگا اسواسطے کیا ضرور ہے کہ ایسا لفظ کہین یون کیون نکہین کہ الٰہی ہمکو دوزخ سے بچا اور پناہ مین رکھہ اور ایک شخص نے دعا مانگی کہ الٰہی تو مجکو اون لوگونسے کر جنکو شفاعت شافع روز جزا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی پس حضرت حذیفہ رضہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی مومنونکو آنحضرت صلعم کی شفاعت سے غنی فرماویگا آپکی شفاعت گناہگار ان امت کیلیے ہوگی ؎ چہ غم دیوار امت را کہ باشد چو تو پشتیبان ۔ چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان ۔ اور ابراہیم فرماتے ہین کہ جب آدمی دوسرے

بعد کوئی کام نہین ہوسکتا ایسا ہی تعریف سے بھی سستی چھا جاتی ہے اور عمل سے باز رکھتی ہے یا یہ کہ مدح کے باعث کبر و عجب جیسے صفات مہلکہ سے ہین پیدا ہوتے ہین اور یہ بھی گویا ذبح کرنا ہی ہے پس اگر تعریف ان سب آفتون سے خالی ہو تو اوسمین کسیطرح کا مضائقہ نہین بلکہ اسطرح کی تعریف مستحب ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رض کی تعریف فرمائی ہے حضرت ابوبکر صدیق رض کی شان مین فرمایا لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ الْعَالَمِ لَرَجَحَ اور حضرت عمر رض کی شان مین فرمایا لَوْ لَمْ اُبْعَثْ لَبُعِثْتَ یَا عُمَرُ اور اس سے زیادہ اور کونسی تعریف ہوگی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب نور بصیرت سے معلوم ہو گیا تو ایسا فرمایا علاوہ ازین آن حضرات کا رتبہ اتنا بڑا تھا کہ اس تعریف سے گرد کبر و عجب کی اونکے دامن دل پر نہین بیٹھ سکتی تھی ایسی لحاظ سے اپنے منہ سے اپنی بڑائی کرنی بری ہے اسمین کبر اور فخر پایا جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف ہے کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنے مین یہ قول براہ تفاخر نہین کہتا ہون جیسا اور لوگ کہا کرتے ہین کہ اپنے منہ آپ میان مٹھو بنتے ہین اور ظاہر ہے کہ افتخار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب الی اللہ کی جہت سے تھا نہ اس سبب سے کہ سرداری اولاد آدم کی ہوئی اور اون لوگونکی نسبت مقدم ہوئی اسکو ایسا سمجھنا چاہیے کہ کوئی بادشاہ کسی شخص کو زیادہ تر مقبول فرماوے تو اوسکو بادشاہ کی معتمد اور مقرب بننے کا فخر ہوتا ہے اس وجہ سے خوش نہین ہوتا کہ رعایا کی اوپر فضیلت ہوے جبکہ تفصیل آفات کی معلوم ہو گئی تو اب معلوم ہو گیا کہ مدح کی برائی کس سبب سے ہوتی ہے اور اسپر جو احادیث مین ترغیب پائی جاتی ہے اوس سے کیا غرض ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص مردہ کی ثنا مین فرمایا وَجَبَتْ یعنی یہ ضرور جنتی ہوا اول لوگون نے اوسکا ذکر خیر کیا تب آپ نے یہ لفظ فرمایا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ذکر خیر ہی دوسرے کا کرنا چاہیے اور مجاہد رض فرماتے ہین کہ آدمی جلیس فرشتی ہوتے ہین جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کا ذکر خیر کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہین کہ تجھے بھی خدا ایسا ہی کرے اور جب کسیکو برائی سے ذکر کرے تو فرشتے کہتے ہین کہ ای ابن آدم خدا تیرے عیب پوشیدہ رکھے تو اسی پر بس کر اور اللہ کا شکر کر اب یہ بات رہی کہ ممدوح کو تعریف کے بعد کیا کرنا چاہیے پس اوسکو چاہیے کہ یون تامل کرے کہ خاتمہ کا وقت نازک اور پر خطر ہے اور اعمال پر بھروسا کچھ کرنا نہین چاہیے صدہا آفات ریا وغیرہ کی لگی ہوئی ہین اور اپنے عیوب کو بھی سوچے جنکو خود جانتا ہے اور تعریف کرنے والے کو اونکا علم نہین اگر اوسکو اپنے اسرار اور خواطر کا حال معلوم ہوگا تو تعریف کرنے والی کو مدح سے باز رکھیگا اور پھر خود اس تعریف پر اظہار کراہت کر کے مادح کو ذلیل و پشیمان کرے چنانچہ حدیث شریف مین ہے اِحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِ الْمَدَّاحِیْنَ التُّرَابَ اور سفیان بن عیینہ فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے نفس کو جانتا ہے اوسکو مدح سے ضرر نہین ہوتا

اگر یون کہے کہ مینے اوسکو تہجد پڑہتے دیکہا ہے یا حج مین دیکہا ہے یا صدقہ دیتے دیکہا ہے تو یہ باتین یقینی کہہ سکتا ہی اسلیے کہ ظاہر سے متعلق ہین صرف دیکہنے سے اونکا یقین ہوجاتا ہے حضرت عمر رض نے ایک شخص کو دوسرے کی تعریف کرتے سنا آپ نے تعریف کرنیوالے سے پوچہا کہ تو نے اوسکے ساتہہ سفر کیا ہے یا کبہی بیع و شرا و داد ستد کا معاملہ کیا ہے یا اوسکا ہمسایہ ہی کہ صبح شام اوسکے پاس رہتا ہو اوسنے عرض کیا کہ ان باتون مین سے تو کوئی نہین آپ نے فرمایا کہ تو پہر اسکی تعریف مستکر جو تہی یہ کہ ممدوح کو باوجود ظالم و فاسق ہونیکے اپنی تعریف سے خوش کرتا ہی اور یہ ناجائز ہی جیسا کہ حدیث شریف مین مروی ہی کہ جب فاسق کوئی تعریف کرتا ہی تو خدا تعالی غصہ ہوتا ہی اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جو کوئی ظالم کے لیے درازی عمر کی دعا کرتا ہی وہ اس بات کو پسند کرتا ہی کہ اللہ تعالی کی زمین مین زیادہ نافرمانی ہو اس سے معلوم ہوا کہ ظالم فاسق اسی بات کا مستحق ہے کہ اوسکی مذمت کی جاوی تاکہ اوسکو رنج ہو اوسکی تعریف سے اوسکا خوش کرنا نچاہیے اور دو باتین جو ممدوح کی ضرر کی ہین اونمین سے ایک تو یہ ہی کہ تعریف سے اوسکو کبر و عجب پیدا ہوتا ہے اور یہ دونون صفتین مہلک ہین حضرت حسن رح سے روایت ہی کہ حضرت عمر رض ایکبار دررہ لیے بیٹہے تہے اور لوگ آپکو حلقہ کیے تہے کہ اتنے مین جارود بن منذر آیا ایک شخص نے اوسکو کہا کہ یہ ربیعہ کی قوم کا سردار ہی جب آپ نے اور لوگون نے اسکو سنا اور وہ قریب آیا تو آپ نے آہستہ آہستہ اوسکو درہ سے مارا اوسنے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہی آپ نے فرمایا کہ تو نے سنا نہین تہا تجکو فلان شخص نے کیا کہا تہا اوسنے عرض کیا کہ سنا تو تہا آپ نے فرمایا کہ مجہے یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو تجہہ مین اوسکی شیخی آجاوے اسواسطے مینے تیرے نفس کو کم کرنیکو یہ بات کی دوم یہ کہ جب تعریف سے یہ معلوم ہوگا کہ مین اچہا ہوگیا تو اپنی بہتری مین سستی کریگا کیونکہ عمل مین کوشش وہی خوب کرتا ہی جسکو یہ معلوم ہو کہ میرے نفس مین قصور و کمی ہے اور جب لوگونکی زبان سے تعریف ہی سنیگا تو جانیگا کہ مین کامل ہوگیا اب عمل کی حاجت نہین اسیواسطے حدیث مذکورہ بالا مین ارشاد تہا کہ تو نے اپنے یار کی گردن کاٹ ڈالی اگر وہ سنیگا تو فلاح نہ پاویگا اور ایک حدیث مین ہے کہ اِذَا مَدَحْتَ اَخَاكَ فِی وَجْهِهٖ فَكَاَنَّمَا مَرَرْتَ عَلٰی حَلْقِهٖ مُوْسٰی رَمِیْضًا اور ایک شخص ماوح کو فرمایا عَقَرْتَ الرَّجُلَ عَقَرَكَ اللّٰهُ اور مطرف فرماتے ہین کہ جب کبہی مینے کسی سے مدح و ثنا سنی ہے میرا نفس میری نزدیک ذلیل ہوگیا ہے اور زیاد بن ابی مسلم کا قول ہی کہ جب کوئی شخص اپنی تعریف و مدح سنتا ہی تو شیطان اوسکو فخر اور شیخی مین مبتلا کرتا ہی مگر ایماندار آدمی اس بات سے محفوظ رہتا ہی حاصل یہ کہ عوام کی حق مین تعریف زہر قاتل ہے اور خواص اوسکی آفت سے بچے رہتے ہین اور ایک حدیث مین ہے کہ لَوْ یَمْشِیْ رَجُلٌ اِلٰی رَجُلٍ بِسِكِّیْنٍ مُرْهَفٍ كَانَ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّثْنِیَ عَلَیْهِ فِیْ وَجْهِهٖ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مدح کرنا بمنزلہ ذبح کرنے کی ہی اور یہ اسلیے فرمایا کہ ذبح کی

کیخدمت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ اوسسے آنے دو سب قوم مین ایہی شخص برا ہے جب وہ سامنے آیا تو آپ نے نہایت ملایمت سے گفتگو فرمائی جب وہ چلا گیا تو میںنے آپ کیخدمت مین عرض کیا کہ آپ تو اسکی حق مین کچھ اور ہی کہتے تھے پھر گفتگو نرم کیون فرمائی آپ نے فرمایا کہ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ الَّذِیْ یُکْرَمُ اِتِّقَاءَ شَرِّہٖ لیکن یہ حال صرف متوجہ ہونے اور مسبم کرنے کا ہے مگر تعریف کرنا صریح جھوٹ ہے وہ بھی ضرورت شدیدہ کے ہرگز درست نہین جب تک ایسی صورت نہ پیش آوے کہ جس سے جھوٹ بولنا مباح ہوجاتا ہے جیسا کہ آفت جھوٹ مین گذرا تب تک تعریف درست نہین بلکہ اوسکی تصدیق اور سر ہلانا بھی نہین چاہیے ایسا ہی حال ہر ایک کلام باطل کا ہے کسی کی تصدیق مین سر کا ہلانا اور ہان ہان کرنا نہین چاہیے اگر ایسا کرے گا تو منافق ہوگا بلکہ یون چاہیے کہ اوسکو روکدے اور اگر روکنے کی قدرت نہو تو زبان سے چپ رہے اور دل سے برا جانے

اٹھارون آفت تعریف و مدح ہے یہ بھی بعض موقعون پر ممنوع ہے اور ہجو تو عین غیبت ہے جسکا بیان پہلے گذر چکا تعریف مین چھ آفتین ہین چار تو اوس سے متعلق ہین جو مدح کرتا ہے اور دو ممدوح سے تعریف کرنے والے سے جو چار متعلق ہین وہ یہ ہین اول یہ کہ تعریف مین افراط و زیادتی یہانتک کرتا ہے کہ جھوٹ ہوجاوے خالد بن معدان کہتے ہین کہ جو شخص کسی کی تعریف مجمع مین ایسی بات سے کرے جو ممدوح مین نہو تو خدا تعالی اوسکو قیامت مین تولا اوٹھاویگا دوسرے یہ کہ مدح مین کبھی ریا کو دخل ہوتا ہے مثلاً تعریف مین اظہار محبت ممدوح ہوتا ہے مگر دلمین اوسکی محبت کچھ بھی نہین ہوتی تو اس سے ریاکار اور منافق ہوتا ہے تیسرے یہ کہ بعض باطن اور اوصاف ایسے بیان کرتا ہے کہ اوسسے واقف بھی ہوتا کہ یہ ممدوح مین ہین یا نہین اور نہ اوپر آگاہ ہونے کی کوئی سبیل ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی آپ نے مادح کو فرمایا وَیْحَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِکَ لَوْ سَمِعَہٗ مَا اَفْلَحَ ثُمَّ قَالَ اِنْ کَانَ اَحَدُکُمْ لَا بُدَّ مَادِحًا اَخَاہُ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَلَا اُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا اَحْسِبُہُ اللّٰہُ اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّہٗ کَذٰلِکَ غرض کہ ایسے اوصاف کی تعریف کرنا جو دلیلون سے معلوم ہوتے ہین وہ اس آفت مین داخل ہین مثلاً یون کہنا کہ فلان شخص متقی اور پرہیزگار اور زاہد و خیرات کرنے والا و عادل و راضی برضا وغیرہ ہے تو اس طرح کے اوصاف خفی ہوتے ہین اور باطن سے متعلق ہین جب تک آدمی باطن کا امتحان نکرلے تب تک یقیناً ان اوصاف کا حال نہین کہنا چاہیے ہان اگر

اور تم نماز نہ پڑہو اونہون نے فرمایا کہ یا امیر المومنین انہ منہم یعنی یہ منافقون مین سے ہی آپنے فرمایا کہ مین تم سے بقسم پوچہتا ہون کہ مین تو منہم مین نہین ہون اونہون نے فرمایا کہ نہین مگر بعد تمہارے مجھے اوسکا گمان ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ آدمی دورخا کن باتونسے ہوتا ہے پس اگر دو دشمنون کی پاس جاکر ہر ایک سے اچہی طرح ملا اور گفتگو بہی راست راست کی تو نہ دورخا ہوگا اور نہ منافق اسلیے کہ ممکن ہے کہ دو عداوت والونسے سچی بات کہی جاوی اور دوستی بنی رہے گو اس قسم کی دوستی ضعیف ہی ہو ارجہ بہائی چارے کو نہین پہونچتی کیونکہ پکی دوستی سے تو دوست کی دشمن کے ساتہہ عداوت کرنی پڑتی ہے جیسا کہ آداب صحبت اور بہائی چارہ کے بیان مین گذرا بلکہ دورخا جب ہوتا ہی کہ دو عداوت والون مین سے ہر ایک کی بات دوسرے سے جا کہی اور یہ امر چغلی سے زیادہ برا ہے اسواسطے کہ چغل خور تو ایک ہی طرف کی بات نقل کرنے سے ہوجاتا ہی یہان تو دونون طرف کی بات ایک دوسرے سے کہتا ہی اور اگر کلام ایک دوسرے کی نقل نکرے بلکہ ہر ایک سے یہی کہے کہ تم جو فلان شخص سے عداوت رکہتے ہو یہ بہت اچہی بات ہی یا ہر ایک سے وعدہ کرے کہ مین تمہاری ہی ساتہہ ہون یا دشمنی کے سبب ہر ایک کی تعریف کرے تو ان سب باتونسے دورخا کہہ لاویگا ایسا ہی اوس صورت مین ہوگا کہ جب منہ پر اچہا کہے اور سامنے سے علیحدہ ہوکر برا کہے بلکہ سزاوار یہ ہی کہ کچہہ نکہے یا حق والی کی تعریف کرے خواہ اوسکی سامنے یا پیچہے یہانتک کہ اوسکی دشمن کی سامنے بہی اوسکی تعریف کرے ورنہ اگر منہ پر کچہہ اور پیٹہہ پیچہے کچہہ کہے گا تو منافق ہوگا حضرت ابن عمر رض سے کسی نے سوال کیا کہ ہمارے لوگ جب اپنے امیرونکی سامنے جاتے ہین تو اور کچہہ کہتے ہین اور جب وہان سے نکلتے ہین تو اور کچہہ کہتے ہین اسکا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ ہم اس امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین نفاق جانا کرتے تہے پس جس صورت مین کہ امیرونکے یہان جانیکی حاجت نہو اور نخواہ نخواہ چلا جاوے پہر خوف کی ماری اونکے سامنے خوشامد اور تعریف کرے تو نفاق مین داخل ہے اسلیے کہ بے ضرورت کیون گیا تہا اگر اسکے پاس کہانے پینے کی اشیا وغیرہ ضروریات بمقدار قناعت نہین تو پہر کیا حاجت تہی خود کردہ علاجی نیست مال وجاہ کے لیے بیفائدہ تعریف کرنی پڑی اسلیے منافق ہوا اور یہی غرض ہے اس حدیث شریف مین حُبُّ الْمَالِ وَالْجَاہِ یُنْبِتَانِ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ لیکن اگر اونکی پاس بضرورت گیا اور ڈر کے مارے تعریف کی تو معذور ہے اس لیے کہ شر سے بچنا جائز ہے چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ بعض لوگون کے سامنے ہم اونکی دکہلانے کو ہنس دیتے ہین مگر ہمارے دل اون کو لعنت کرتے ہین اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین ایکبار ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

چنانچہ حماد بن سلمہ کہتے ہین کہ ایک شخص نے غلام بیچا اور مشتری سے کہا کہ اسمین کوئی عیب نہین ہے مگر چغل خور ہے خریدار نے کہا کہ مجکو منظور ہے غرض اوسکو خرید لیا چند روز کے بعد اوس غلام نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ تمہارا شوہر تمکو نہین چاہتا اب وہ کوئی حرم اپنے گھر مین ڈالا چاہتا ہے مجھے ایک مشورہ آتا ہے جب تمہارا شوہر سو رہے استرہ سے گدی کے بال تھوڑے سے لیکر مجکو دینا تو اون پر وہ منتر پڑھ دونگا تو تمہارا ہی ہو رہیگا اوسنے منظور کر لیا اور منتظر سونے کی ہوئی اور اس چالاک نے آقا سے خفیہ یہ کہا کہ تمہاری بیوی کسی دوسرے سے آشنائی رکھتی ہے فرصت کے وقت تمہاری مار نیکی فکر مین ہے امتحان کرنا چاہو تو سونے کے بہانہ سے لیٹ کر دیکھ لو وہ شخص ایسی طرح لیٹا کہ کوئی جانے سوتا ہے عورت تو منتظر ہی تھی استرہ لیکر اوسکے پاس گئی جو ہین وہ گردن کی طرف جھکی مرد نے جانا کہ بیشک گلا کاٹا چاہتی ہے فوراً اٹھتے ہی اوسکو مار ڈالا اوسکی سسرال والون نے خبر سنکر اوسکو صاف کر دیا پھر یہ فساد مرد و عورت کے کنبہ مین پھیل گیا ایک ذراسی چغلی سے اتنا بکھیڑا ہوا

ستر ہوین آفت دورخی بات کہنی مثلاً جو شخص دو دشمنون سے ملتا ہے تو جسکے سامنے جاتا ہے اوسکی موافق گفتگو کرتا ہے اور یہ کم ہوتا ہے کہ دو عداوت والونسے ملے بھی اور ایسی بات کہنے سے بچا رہے اسکا نام عین نفاق ہے حضرت عمار بن یاسر رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور حضرت ابوہریرہ رضہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تَجِدُونَ مِنْ شَرِّ عِبَادِ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِحَدِيثٍ وَهٰؤُلَاءِ بِحَدِيثٍ اور ایک روایت مین بحدیث کی جگہ بوجہ ہے اور یہ بھی حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ دورخا آدمی خدا کے نزدیک امین نہین ہوتا اور مالک بن دینار رح فرماتے ہین کہ مینے توریت مین پڑھا ہے کہ آدمی اپنے یار دوستی دورخی بات کہتا ہے اور پھر امانت کا طالب ہے امانت درکنار قیامت کو خدا تعالی ایسے منہ کو ہلاک کرے گا جس سے دورخی بات نکلی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اَبْغَضُ خَلِيقَةِ اللهِ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْكَذَّابُونَ وَالْمُسْتَكْبِرُونَ وَالَّذِينَ يَكْذِبُونَ الْبَغْضَاءَ لِإِخْوَانِهِمْ فِي صُدُورِهِمْ فَإِذَا لَقُوهُمْ تَخَلَّقُوا لَهُمْ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ كَانُوا أَبْطَأَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى الشَّيْطَانِ وَأَمْرِهِ كَانُوا أَسْرَعَ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ تم مین سے کوئی رکا بیا مذہب مت ہو کہ جدہر کی ہوا دیکھی اودہر ہی پھر گئے غرض کہ اسپر سب کا اتفاق ہے کہ دو شخصون سے دورخی ملاقات کرنی نفاق ہے اور نفاق کی بہت سی علامتین ہین اونمین سے ایک یہ بھی روایت ہے کہ ایک شخص صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے مر گیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راز دار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی جنازہ کی نماز نہ پڑھی حضرت عمر رض نے اونکو فرمایا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کوئی مرے

جھوٹی بات کیون اچھی معلوم ہوتی ہے اور حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین ہما
یہ اعتقاد ہے کہ چغلی کی نسبت چغلی کا مان لینا زیادہ بُرا ہے اسلیے کہ چغلی مین تو صرف بتلانا ہی ہے
اور ماننے مین اجازت پائی جاتی ہی کہ اور کہا کرا اور دونون مین بہت فرق اسلیے چغل خور سے کنارہ کرنا چاہیے
کیونکہ اگر بالفرض اوسکا قول صحیح ہی تب بہی کمینگی سے خالی نہین کہ اوسنے حرمت کی حفاظت
نہ کی اور عیب پوشی کو کاربند نہوا اور ایک حدیث مین ہے کہ السّاعی بالنّاس بغیر رشدہ یعنی
چغل خور حلال زادہ نہین ہوتا اور ایک شخص سلیمان بن عبدالملک کی پاس آیا اور زیاد الاعجم کی
چغلی کی سلیمان نے دونون کو صلح کے واسطے اکٹھا کیا تو زیاد اوس شخص کیطرف مخاطب ہوکر کہنے لگا

امانت مین خیانت کی جو کچھہ بولی سو سب واہی	یہی شرط مروت تہی دیانت اوسکو سمجھتے ہین

اور ایک شخص نے عمرو بن عبید سے کہا کہ تمہارا رفیق اسواری ہمیشہ اپنے مکانات مین تجکو برا کہا کرتا ہی اونہون
نے جواب دیا کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ تونے نہ تو اوسکی رفاقت اور ہم نشینی کا حق سمجھا کہ برا کہنے لگا
اور نہ میرا حق خیال کیا کہ مجکو اوسکا حال ایسا بتلایا جو مجکو برا معلوم ہو خیر اگر یون ہی ہے تو اوس سے
کہدینا کہ موت ہم دونونکو آوی گی اور قبر ہم دونونکو کہاوے گی اور قیامت مین اکٹھے ہونگے
اور احکم الحاکمین فیصلہ فرمائے گا اور منقول ہی کہ بعض چغل خورون نے صاحب بن عباد کو ایک پرچہ
لکہا کہ جو یتیم آپ کی تربیت مین ہے اوسکی پاس مال بہت ہی اگر داخل خزانہ ہو تو مناسب ہے اونہون نے
اوس پرچہ کی پشت پر لکہا کہ چغلی بہت بری چیز ہے گو درست ہی کیون نہو خدا تعالی مرد متوفی
پر رحمت کرے اور یتیم کو عوض عنایت فرماوے اور اوسکے مال کو بڑہاوے اور چغل خور پر لعنت کرے
اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ تجکو ایسی عادتین سکہلائے دیتا ہون کہ اگر اونپر کاربند
ہوگا تو ہمیشہ سردار بنا رہے گا وہ یہ ہین کہ قریب و بعید سے بخلق پیش آیا کر اور اپنا حمل کریم و لئیم پر
ظاہر مت کر اور لوگونکی حرمت کا لحاظ رکہہ اور اپنے یگانونسے ملا کر اور جو شخص تجہہ مین اور لوگون مین
بگاڑ ڈالا چاہے اور فریب دیا چاہے اوسکی بات کبہی مت مان اور اپنا بہائی اور دوست اوسکو جان
کہ جب علیحدہ ہوجاوے تو نہ تو اوسکی برائی کرے نہ وہ تیری اور بعضون نے کہا ہی کہ چغلی جہوٹ
اور حسد اور نفاق سے بنی ہے اور یہی تینون چیزین رذلت کی بنا اور ارکان ہین اور بعض اکابر کا قول ہے
کہ چغل خور اگر بالفرض سچ ہی کہتا ہے تو واقع مین گویا گالی وہی دیتا ہی اسواسطے کہ جسکی طرف سے بیان
کرتا ہی وہ اگر سچ پوچہو تو قابل رحم ہے کہ اوسکو اتنی ہمت و جرات نہوئی کہ سامنے کہتا بلکہ اسنے خود اپنی
زبان سے تجکو رنج دیا حاصل یہ کہ چغلی کی بدی قابل سمجہنے کی ہے بڑی بلا ہی اس سے بڑے بڑے بکبیڑے ہوجاتے ہین

پاس آیا اور اوسکی کسی دوست کا کچھ حال کہا اوسنے سنکر جواب دیا کہ تم بہت دنمین تو آئی اور تین کرتوت ساتھ لائے
اول تو یہ کہ میری دوست سے بغض پیدا کر دیا دوسرا میرا دل فارغ اور چین سے تہا اوسمین ایک تردد ڈالدیا سوم
مین تمکو امین جانتا تہا اب اعتبار جاتا رہا اور روایت ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھے ہوئے تھے اور اونکے پاس حضرت
زہری بھی تھے اتنے مین ایک شخص آیا سلیمان نے اوس سے کہا کہ مینے سنا ہے کہ تو نے میری حق مین ایسا ایسا کہا ہے اوسنے
عرض کیا کہ یہ حرکت مجھسے نہین ہوئی اور نہ مینے کچھ کہا سلیمان نے کہا کہ جسنے مجھسے کہا ہے وہ سچا آدمی ہے پھر حضرت
زہری نے کہا کہ نمام سچا نہین ہوتا سلیمان نے کہا کہ واقع مین آپ نے درست فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ سچ چھٹی ملی
اور حضرت حسن رح کا قول ہے کہ مَنْ نَمَّ اِلَیْکَ نَمَّ عَلَیْکَ اسیکا ترجمہ ہے جو شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہین

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نمام سے بغض رکھنا چاہیے اور اوسکی قول کو معتبر اور سچا نجاننا چاہیے
کیونکہ وہ جھوٹ اور غیبت اور غدر و خیانت اور بغض و حسد اور نفاق اور لوگونمین بگاڑ ڈالنے سے
خالی نہین رہتا جس چیز کے پیوند کا خدا تعالے نے حکم فرمایا ہے اوسکو کاٹتا رہتا ہے وَیَقْطَعُوْنَ
مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اور اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی
الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اور چغل خور بھی ایسے ہی لوگون مین سے ہے
اور حدیث شریف مین ہے اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ اِتَّقَاہُ النَّاسُ لِشَرِّہٖ اور چغل خور
بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور فرمایا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ اسمین بعضون نے تو قاطع سے مراد قاطع
رحم لی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو لوگونمین چغلی سے بگاڑ کرے اور
حضرت علی رض کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی چغلی کی آپ نے فرمایا کہ ہم اسکی تحقیقات کرتے ہین
اگر سچ بات ہوئی تو تجھسے ناراض ہونگے اور اگر جھوٹ ہوئی تو سزا دینگے اور اگر چاہے تو معاف
کر دین اوسنے عرض کیا کہ حضرت آپ معاف فرماوین اور محمد بن کعب قرظی سے کسی نے پوچھا کہ کونسی
خصلت سے ایماندار کی قدر کم ہوتی ہے اونہون نے فرمایا کہ بہت باتین کرنی اور راز کی فاش کرنی اور ہر ایک کی بات مان لینی سے
اور ایک شخص نے عبد اللہ بن عامر سے اونکی عہد امارت مین پوچھا کہ مینے سنا ہے کہ فلان شخص آپ سے کہہ گیا ہے کہ مینے آپکو
برا کہا ہے اونہون نے کہا کہ کہا تو ہے اوسنے کہا کہ جو کچھ وہ کہہ گیا ہے آپ مجھسے ذکر کرین تاکہ مین اوسکا جھوٹ ظاہر
کرون اونہون نے کہا کہ مجھے یہ منظور نہین کہ اپنی زبان سے اپنے آپکو گالی دون اسمین یہی کافی ہے کہ مین اوسکی بات سچ
نجانونگا اور تم سے ملاقات نہین چھوڑونگا اور بعض صلحا سے منقول ہے کہ اون کے سامنے چغلی کا ذکر ہوا
اونہون نے فرمایا کہ لوگون کو کیا ہوا ہے کہ ہر ایک قوم کی لوگون سے سچ بات پسند کرتی ہین مگر چغل خور کی

اوسکی یہ ہے کہ جس چیز کا ظاہر کرنا برا ہو اوسکو ظاہر کردے خواہ جسکی طرف سے کہا ہے اوسکو برائی کی یا جسکی
سے کہا ہی اوسکو برا معلوم ہو خواہ کسی تیسری آدمی کو ناگوار گذرے اور ظاہر کرنا بہی خواہ قول سے ہو
یا لکھنے سے یا رمز و کنایہ سے اور جو چیز ظاہر کی ہے وہ بہی خواہ عمل ہو یا کلام خواہ عیب و نقصان دوسرے کا
ہو یا نہو غرض کہ چغلی افشاء راز اور مکروہ بات کی اظہار کا نام ہی پس جب آدمی کی نظر لوگونکی حال پر پڑی تو چاہیے
کہ سکوت کری مگر ایسی بات جسمین فائدہ کسی مسلمان کا یا دور کرنا کسی گناہ کا پایا جاتا ہو اسمین البتہ بولنا چاہیے
مثلاً جب کسی شخص کو دیکہے کہ کسی کا مال لیے لیتا ہی تو چاہیے کہ اوسکی واسطے گواہی دی اسمین رعایت مال
والی کی ہوگی لیکن اگر کوئی اپنا مال چہپا کر رکہتا ہو اوسکو اگر ظاہر کردیگا تو چغلی ہوگی اور اگر کسیکا عیب یا
نقصان ذکر کرے گا تو دو گناہ ہونگی ایک غیبت کا دوسری چغلی کا اور باعث چغلی کا یا تو یہ ہوتا ہے کہ جسکی
بات کہی اوسکو کہیہ برائی پہونچے یا یہ کہ جس سے بیان کرتا ہی اوسکی دوستی کا اظہار منظور ہو یا باتون مین
دل لگی کے طور پر مذکو ہو جاوی یا فضول و باطل بکنے کا شوق ہو بہرصورت جب کسی شخص کی سامنے اس
قسم کی کوئی چغلی پیش ہو مثلاً یون کہا جاوی کہ فلان شخص تمکو ایسا ایسا کہتا تہا یا تمہاری باب مین ایسی
کی ہی یا تمہاری بگاڑ کی فکر مین ہی یا تمہاری دشمن سے ساز رکہتا ہی یا اور کوئی ایسی ہی بات کہی تو سننے والے کو
چہ باتین چاہییں اول تو یہ کہ اوسکو سچا نجانے کیونکہ چغل خور فاسق ہی اوسکی شہادت نامقبول ہی چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ دوسرے یہ کہ
کہنے والے کو منع کرے کہ پہر میری سامنے ایسا مت کہنا اور اوسکو نصیحت کی راہ تبلادی کہ یہ حرکت بیجا ہی
جیسا کہ قرآن مجید مین ہے وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ تیسرے یہ کہ اوس سے اللہ کیواسطے بغض رکہے
کیونکہ اوس سے خدا تعالی بغض رکہتا ہی اور جس سے خدا بغض رکہی اوس سے بغض رکہنا واجب ہے چوتھی یہ کہ
غائب شخص پر صرف اسکی کہنے سے بدگمانی نکرے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ
الظَّنِّ اِثْمٌ پانچوین یہ کہ اوسکی کہنے سے درپے تحقیق و تلاش نہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَا تَجَسَّسُوْا چہٹے یہ کہ جس بات
سے کہ چغل خور کو منع کیا ہی اوسمین آپ مبتلا نہو مثلاً لوگون مین ذکر نکرے کہ فلان شخص مجہسے ایسا ایسا
کہتا تہا ورنہ غیبت اور چغلی ہوگی اور اسی سے اوسکو منع کیا تہا روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عمر
بن عبد العزیز کی خدمت مین آیا اور ایک دوسرے شخص کا حال اونکی سامنے بیان کیا آپ نے فرمایا
اگر تو کہی تو اسبات کو امتحان کرین اگر جہوٹ نکلی تو تو اس آیت کا مصداق ٹہہرے گا اِنْ جَآءَكُمْ
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ اور اگر سچ نکلے تو اس آیت کا هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ اور اگر کہی تو معاف کردین اوسنے عرض کیا کہ یا
امیر المومنین مجہسے خطا ہوئی پہر کبہی ایسا نکرونگا معاف فرمائیے اور روایت ہی کہ ایک حکیم کا کوئی بہائی اوسکی

ف چغل خور ان دو الفاظ کو آدمی
کے پاس ایک دوسرے کی بدگمانی کو بیان
کرے لیکن بہائی کی جگہ دوسری قوم
کا ہونا بہی چغلی ہی ۱۲
ف اوسکی بات اور رفع
کرے ۱۲ ف
بڑی تہی ہو بہت بہتین کرے
مقرر بہی تب بہی گناہ ہو
اور بیہودہ تو ظاہر کیا ۱۲
ف لفظ دیتا ہے چغلی
پہر ۱۲

آدمیون کے عیب کی متلاشی رہتے ہین اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ
آپ نے فرمایا مَنْ اَشَارَ عَلٰی مُسْلِمٍ بِکَلِمَةٍ یَشِیْنُهٗ بِهَا بِغَیْرِ حَقٍّ شَانَهُ اللّٰهُ بِهَا فِی النَّارِ فِی الْقِیَامَةِ اور یہ حدیث
بھی اونہین سے مروی ہے مَنْ شَهِدَ عَلٰی مُسْلِمٍ بِشَهَادَةٍ لَیْسَ لَهَا بِاَهْلٍ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ اور کہتے ہین
کہ سوم حصہ عذاب قبر کا چغلی سے ہوتا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے جب جنت کو پیدا کیا تو اوسکو ارشاد ہوا کہ کچھہ بول اوسنے
عرض کیا کہ جو شخص میرے اندر آویگا وہ سعید ہے اللہ جلشانہ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہی اپنی عزت وجلال
کی آٹھہ قسم کے لوگ تجھہ مین نہین رہین گے ایک[1] ہمیشہ شراب پینے والا دوم[2] زنا پر اصرار کرنے والا سوم
چغل خور چہارم دیوث پنجم ظالم سپاہی چھٹا[3] مخنث ساتوان قاطع رحم آٹھوان جو خدا کی قسم کسی کام کے
کرنے کے لیے کہاوے اور پھر قسم پوری نکرے اور کعب احبار رض سے روایت ہی کہ بنی اسرائیل مین
ایکسال خشکی ہوئی حضرت موسی علیہ السلام نے کئی بار مینہ کے لیے دعا کی مگر نہ برسا خدا تعالی نے وحی
بھیجی کہ دعا تمہاری اور تمہارے ساتھہ والونکی اسلیے مقبول نہین ہوتی کہ تم مین ایک چغل خور ہے
کہ وہ چغلی پر اصرار کرتا ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی وہ کون ہے مجکو بتلا دے
تاکہ ہم اوسکو اپنے گروہ سے نکالدین ارشاد ہوا کہ اے موسی مین چغلی سے منع کرتا ہون اور پھر مین
ہی چغلی کہاؤن پس سب ہمراہیون نے ایک ساتھہ توبہ کی اور باران رحمت نازل ہوا اور روایت ہے
کہ ایک شخص سات سو کوس پیچھہ چلکر ایک حکیم کے پاس آیا اور اوس سے کہا کہ چونکہ تمکو اللہ تعالی نے
علم دیا ہے مین بنظر استفادہ سات باتین پوچھنے آیا ہون اونکا جواب شافی عنایت فرماؤ اول
سوال یہ ہے کہ آسمانون سے زیادہ بھاری کیا چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ صاف آدمی پر بہتان
باندھنا اوسنے دوسرا سوال کیا کہ زمین سے زیادہ چوڑی کیا چیز ہے اوسنے کہا کہ حق اوسنے تیسرا
سوال پوچھا کہ پتھر سے زیادہ سخت کیا چیز ہے حکیم نے کہا کہ کافر کا دل اوسنے چوتھا سوال پوچھا کہ آگ
سے گرم کیا شے ہے جواب دیا کہ حسد اور حرص یا بخیل سوال کیا کہ زمہریر سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہے
جواب دیا کہ کسی قریب رشتہ دار سے حاجت کا نہ پورا ہونا اوسنے چھٹا سوال کیا کہ سمندر سے زیادہ بے پیر والچیز کیا ہے
حکیم نے کہا کہ جس دل مین قناعت ہو ساتوان سوال کیا کہ یتیم سے زیادہ کون ذلیل ہی اوسنے جواب دیا
کہ وہ چغل خور ہی جب اوسکا حال ظاہر ہو جاتا ہی تو یتیم سے زیادہ ذلیل ہوتا ہی اب تعریف چغلی کی اور
جو چیز اسکے دور کرنیکے لیے ضروری ہی اوسکو لکھا جاتا ہی واضح ہو کہ چغلی کی تعریف لوگون مین یہ مشہور ہی کہ
ایک آدمی دوسرے سے جاکر یہ کہدے کہ فلانا شخص تمکو یہ کہتا تھا اور چغلی واقع مین اسی پر منحصر نہین بلکہ تعریف

[1] جو شخص کسی مسلمان پر ایک نشہ کی چیز کا الزام لگاوے
[2] دوسرا عیب کاری کا الزام لگاوے
[3] مخنث کہتے ہین جسمین مرد اور عورت دونون کے کچھہ کچھہ عیب ہون
[4] جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات کا الزام لگاوے جسکا وہ اہل نہین تو یہ اپنے اوپر اوسکی سزا لیتا ہے
[5] یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان مین ابن ابی الدنیا سے روایت کی ہے ۱۲

تصریح کردی ہے کہ جو کوئی اپنے آپ کو گالی دنیا لوگون کے لیے مباح کردے تو اس سے اوسکا حق ساقط نہین ہوتا اور آخرت کی حقوق ایسے ہی ہین جیسے دنیا کے حاصل یہ کہ معاف کرنا افضل ہے حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جب قیامت کا روز تمام قومین اللہ عزوجل کے سامنے گھٹنون کے بل پڑی ہونگی اوسوقت سراد قات کبریائی سے ندا ہوگی کہ جسکی مزدوری اللہ جل شانہ پر باقی ہو وہ آوے اوسوقت صرف وہی لوگ اٹھینگے جنہون نے دنیا مین لوگونکی قصور معاف کیے ہونگے اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھی اونہون نے فرمایا کہ یون حکم ہے کہ جو شخص تم پر ظلم کرے اوسکو معاف کرو اور جو تم سے نہ ملے اوس سے خود ملو اور جو تمکو نہ دے اوسکو دو اور ایک شخص نے حضرت حسن رح سے کہا کہ فلان شخص نے آپکی غیبت کی ہے تو آپ نے غیبت کنندہ کے پاس کچھ خرما ہی ترا یک طباق مین بھیجے اور کہلا بھیجا کہ مینے سنا ہے تمنے اپنی نیکیون مین سے کچھ مجکو ہدیہ کی ہین تو مین نے اوسکا بدلہ چاہا مگر چونکہ پورا عوض نہین دے سکا اس لیے جسقدر بن سکا مکافات کی معذور رکھنا

سولھوین آفت چغلی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ پھر فرمایا عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ عبداللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ زنیم کے معنے ہین وہ ولد الزنا جو بات نہ چھپاوے اور اس آیت سے اونہون نے یہ بھی استنباط کیا ہے کہ جو شخص بات نہ چھپاوے اور چغلی کہا وے وہ ولد الزنا ہی اور نیز فرمایا اللہ جل شانہ نے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ اس آیت مین ہمزہ سے بعضون نے چغل خور مراد لیا ہی اور فرمایا حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کہتے ہین کہ ابولہب کی بی بی چغل خور تھی تو معنے یہ ہوئے کہ حمالۃ للحدیث اور فرمایا فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا یہ آیت حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام کی بیبیون کی شان مین ہے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جب کبھی اونکی یہان کوئی مہمان آتا قوم مین جاکر خبر کردیتی وہ لوگ خبر پاکر اوس مہمان سے خواستگار لواطت ہوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بی بی لوگونسے کہتی کہ آپ مجنون ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ اور دوسری روایت مین نمام کی جگہ قتات ہی جسکے معنی بھی نمام ہی کے ہین اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا أَحِبُّكُمْ إِلَى اللَّهِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا الْمُوَطَّئُونَ أَكْنَافًا الَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَيُؤْلَفُونَ وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَى اللَّهِ الْمَشَّاءُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْمُلْتَمِسُونَ لِلْبُرَآءِ الْعَثَرَاتِ اور فرمایا کہ کیا مین تمکو سب سے زیادہ شریر نہ بتادون صحابہ علیہم السلام نے عرض کیا کہ آپ ارشاد فرماویے وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ جو چغلی کہا کہا کر دوستون مین بگاڑ کرتے ہین اور اوصاف

لوگ کہتے ہین کہ آبرو کا کچھ عوض نہین اوس سے عفو چاہنا واجب نہین جیسا مال کی صورت مین معاف کرانی کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ ایک قول پوچ ہے اسلیے کہ آبرو ایسی چیز ہی کہ اوسکے واسطے گالی مین سزا دیجاتی ہے اور باز پرس ہوتی ہے بلکہ حدیث شریف مین اسکی تصریح ہے موجود ہے کہ آپ نے فرمایا مَنْ كَانَتْ لِأَخِيهِ عِنْدَهُ مَظْلَمَةٌ فِي عِرْضٍ أَوْ مَالٍ فَلْيَتَحَلَّلْهَا مِنْهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَيْسَ هُنَاكَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَوُضِعَتْ عَلَى سَيِّئَاتِهِ اور حضرت عائشہ رضؓ نے ایک عورت کو فرمایا جسنے کہ دوسری عورت کو کہا تھا کہ بڑے لمبے دہن والی ہے کہ تونے اوسکی غیبت کی اوس سے اپنا قصور معاف کرا اس سے معلوم ہوا کہ عفو کرانا بیشک چاہیے تبسر تطیب ممکن ہو اور اگر وہ شخص مقفود الخبر ہو یا مر گیا ہو تب البتہ اوسکے لیے زیادہ تر دعا خیر کرے اور اوسکو نیکیون کا ثواب بخشا کرے اب باقی رہا یہ کہ معاف کرنا دوسرے کے ذمہ واجب ہی یا نہین تو اوسکا حال یہ ہے کہ واجب تو نہین اسلیے کہ یہ ایک طور کا احسان کرنا ہے البتہ مستحب ہے اگر معاف کردے گا تو ثواب پاویگا ورنہ مستحق عتاب نہین اور معاف کرانیکی سبیل یہ ہے کہ اول اوس شخص کی خوب سی تعریف کرے اور اوس سے دوستی پیدا کرے اسیطرح روز مرہ کرتا رہے یہانتک کہ اوسکا دل اسکی طرف سے صاف ہو جاوی اور قصور معاف کرے اور اگر بالفرض طبیعت صاف نہو گی تب بھی اسکا عذر کرنا اور دوست بنجانا خالی ثواب سے نہو گا عجب کیا ہے کہ غیبت کی مقابلہ مین یہی نیکی ہو جاوے اور بزرگان سلف مین سے بعضے لوگ معاف نہین کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ جو شخص مجھپر زیادتی کرتا ہے مین اوسکو معاف نہین کرتا اور حضرت ابن سیرین فرماتے ہین کہ غیبت کو کچھ مینے تو حرام کیا ہی نہین خدا تعالی نے حرام کیا ہے پس مین معاف کرکے اوسکو حلال کیون کرون اب اگر کوئی یون کہے کہ یہ جو حدیث شریف مین وارد ہے کہ کیا تم مین سے کسی سے نہین ہو سکتا کہ مثل ابی ضمضم کے ہو جاوی وہ جب گھر مین سے نکلتا تھا تو کہتا تھا کہ الہی مینے لوگون پر اپنی آبرو خیرات کردی تو آبرو کا صدقہ کر دینا کیسے ہوتا ہے اور اگر یہ صدقہ جائز ہو تو ایسے شخص کو لوگ برا بھلا کہ سکتے ہین یا نہین اور اگر صدقہ ناجائز ہو تو حدیث مین اس کی ترغیب کیون ہے تو اوسکا جواب یہ ہی کہ معنے ابی ضمضم کے قول کے یہ ہین کہ مین قیامت کو اسکا طالب نہو گا کہ فلانے نے میری غیبت کی تھی اوس سے میرا حق ملے اور اس کہنے سے نہ تو غیبت ایسی شخص کی جائز ہے اور نہ گناہ سے بری ہو سکتا ہے اسواسطے کہ پہلے وجوب سے عفو کے کیا معنی بلکہ یہ ایک وعدہ کی سی صورت ہی کہ اگر کوئی مجھکو برا کہیگا تو مین قیامت مین خصومت نکرون گا پس اگر وہ اس وعدہ سے پھر جاوی اور اپنے حق کا طالب ہو تو مثل اور حقوق کے یہ بھی ہو سکتا ہے چنانچہ فقہا نے اسکی تصریح

ہے جسکی ذمہ اوسکے بھائی کا کوئی حق ہو آبرو ہو یا مال ہو تو چاہیے کہ اوس سے معاف کرا لے پیشتر اس سے کہ وہ دن آوے جہان نہ دینار ہوگا نہ درم بلکہ نیکیان دلائی جاوینگی اور اگر اوسکے پاس نیکیان ہونگی تو اوسکی برائیان اوسکے اوپر لادی جاوینگی اور اوسکو دوزخ مین پھینک دیا جاویگا ۱۲ منہ

حدیث شریف مین اس مضمون کی روایت ابن حبان نے کی ہے ۱۲ منہ

لہ ظاہر طہور یہ کام کرتے ہون اور اگر کوئی اونکی یہ خطا بیان کرے تو برا نمانتے ہون تو ایسے لوگونکی غیبت جائز ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ مَنْ اَلْقَی جَلْبَابَ الْحَیَاءِ عَنْ وَجْهِهٖ فَلَا غِیْبَةَ لَهٗ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ فاجر کی کچھ حرمت وعزت نہین یعنی جو شخص کہ کھلم کھلا بدکاری کرتا ہے اوسکو برا کہنے سے ہتک عزت اور داخل غیبت نہین الا جو چھپا کر کرتا ہے اوسکی حرمت کی رعایت چاہیے اور صلت بن طریف کہتے ہین کہ مین نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر مین فاسق معلن کی برائی کرون اور جو بات اوسمین ہے اوسکو بیان کرون تو غیبت ہوگی یا نہین اونہون نے فرمایا کہ غیبت تو نہین مگر کچھ بزرگی بھی نہین اور یہ بھی اونہین کا قول ہے کہ تین شخصونکی برائی غیبت نہین صاحب ہوا و نفسانی اور فاسق معلن اور امام ظالم کیونکہ یہ لوگ اپنے افعال ظاہر کرکے کرتے ہین بلکہ اکثر اوقات اوسسے فخر کرتے ہین تو برا کیون ماننے لگے تھے ہان جو بات چھپا کر کرتے ہون اوسکے ذکر سے البتہ گناہ ہوگا اور عوف رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے ایکبار حضرت ابن سیرین کی خدمت مین حاضر ہوکر حجاج بن یوسف کو برا بھلا کہا تو انہون نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاکم عادل ہے جیسا حجاج سے انتقام اوسکے ظلم کا لے گا ایسا ہی جو کوئی اوسکی غیبت کرتا ہے اوس سے اوسکا عوض لیگا اور یاد رکھو کہ کل کو جب خدا کی سامنے جاؤگے تو تمہارا یہ چھوٹا گناہ حجاج بڑے گناہ ہونسے تم پر سخت معلوم ہوگا

ساتوان بیان غیبت کے کفارہ کے ذکر مین

غیبت کنندہ پر لازم ہے کہ غیبت سی توبہ کرے اور نادم ہوکر اپنے فعل پر تاسف کرے تاکہ اللہ تعالے کی حق سے بری الذمہ ہو پھر جس شخص کی غیبت کی ہے اوس سے معاف کرادے تاکہ اوسکی حق سے بھی بری ہو مگر جنہین اور نادم اور متاسف ہوکر قصور معاف کرادے اسلیے کہ ریاکار آدمی اسلیے بھی عفو کی خواہان ہوتے ہین کہ کوئی اونکو بڑا پرہیزگار جانے حالانکہ دلمین ذرا ندامت کا نام نہین ہوتا تو اس سے ایک دوسرا گناہ دنہ ہوتا ہے اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جس شخص کی غیبت کی ہی اوسکی حق دعاء مغفرت کافی ہے معاف کرانیکی ضرورت نہین اور اسکی وجہ اس حدیث کو کہتے ہین جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفَّارَةُ مَنِ اغْتَبْتَهٗ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لَهٗ اور حضرت مجاہد رض فرماتے ہین کہ کفارہ کسی کے گوشت کھانیکا یہی ہے کہ اوسکی ثنا کرے اور اوسکے لیے دعاء خیر کرے اور عطاء ابن ابی ابلح سے پوچھا گیا کہ غیبت سی توبہ کس طرح ہوتی ہے اونہون فرمایا کہ اسطرح ہے کہ جسکی غیبت کی ہے اوسکے پاس جاوے اور کہے کہ جو کچھ مینے کہا تھا جہل مارا تھا تیرے حق مین ظلم و زیادتی ہوئی اب مین حاضر ہون چاہو مجھسے بدلا لو چاہو معاف کرو اور یہی قول عطاء کا اصح ہے اور یہ جو بعض

لہ جو شخص کہ اپنے منہ سے اپنے تئین فاسق معلن کہتا ہے اوسکی غیبت نہین اور اسی طرح جو شخص کہ اپنے منہ سے اپنے تئین ظالم کہتا ہے اوسکی غیبت نہین اور اسی طرح جو شخص کہ اپنے منہ سے اپنے تئین بدعتی کہتا ہے اوسکی غیبت نہین ۱۲

ہ جسکی غیبت کرے اوسکا تارک کرنیسے کفارہ ہوجاتا ہے یا خدا سے مغفرت چاہنے سے ابن ابی الدنیا و حرث و حارث بن ابی اسامہ و خود بیہقی و ابن ابی شیبہ و ۱۲

اگر اجازت ہو تو مین اوس سے چھپا کر لے لیا کرون آپ نے فرمایا کہ جسقدر ٹھیک ٹھیک بجکو اور تیری اولاد کو کافی ہو اوسقدر لے لیا کر تو باوجودیکہ اوسنے اپنے شوہر کا بخل اور ظلم ذکر کیا مگر آپ نے اوسکو منع نہین فرمایا کیونکہ غرض اوسکی مسئلہ کا دریافت کرنا تھا چوتھی یہ کہ کسی مسلمان کو شر سے بچانا منظور ہو مثلاً جب کسی فقیہ دیندار کو دیکھا کہ ایک بدعتی یا فاسق کے پاس آتا جاتا ہے اور یہ خوف ہوا کہ کہین اوسکی بدعت یا فسق مین یہ بھی مبتلا نہو جاوے تو جائز ہے کہ اوس بدعتی یا فاسق کی بدعت و فسق کا اظہار اوس فقیہ سے کر دے اسے غرض سے کہ اوسکا اثر اوسمین نہو جاوے اور کسیطرح جائز نہین اسلیے کہ اسمین دہوکا بھی ہو جاتا ہی کیونکہ کبھی حسد کے سبب سے دوسرے کی بدعت و فسق کہنے کی نوبت آتی ہے اور شیطان یہی سوجھاتا رہتا ہے کہ لوگونکا بچاؤ اس بدعتی و فاسق سے منظور ہے ایسا ہی اگر کوئی کسی شخص کو نوکر رکھنا چاہتا ہے اور اوس نوکر کا عیب آقا کے کسی دوست کو معلوم ہے تو اوسکو چاہیے کہ آقا سے اوسکا حال کہدے گو اسمین نوکر کا ضرر ہے مگر آقا کو فائدہ پہونچا اور نقصان نہونے پر اول لحاظ چاہیے اسیطرح اگر کوئی حاکم گواہی کے باب مین کسی کا حال پوچھے کہ یہ شخص گواہ کیسا ہے عادل ہے یا نہین تو اوسوقت بھی اگر اوسکی برائی معلوم ہو تو بیان کر دینی چاہیے اسلیے کہ گواہونکی گواہی پر دار مدار مقدمہ کا ہوتا ہے اگر یہ سچ نہ کہے گا تو کیا عجب ہی کہ دوسرے کا نقصان ہو جاوے ایسا ہی اگر کوئی شخص نکاح کے باب مین خواہ ودیعت رکھنے کے باب مین دوسرے کا حال پوچھے تو جیسا جانتا ہو ویسا ہی کہے اسصورت مین اظہار عیب داخل غیبت نہین اسواسطے کہ مقصود خیرخواہی مشورہ چاہنے والی کی ہے نہ دوسرے کو برا کہنا اور اسی لحاظ سے اگر یہ جانے کہ میرے صرف منع کرنے سے یہ باز رہیگا تو فقط یہی کہدے کہ ایسا مناسب نہین معلوم ہوتا اور اگر یہ جانے کہ بدون دوسرے کی برائی زبان پر لائے یہ ہرگز باز نہ آویگا تو اوسوقت اوسکا حال صاف صاف کہدے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی اُذْکُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْهِ حَتّٰی یَعْرِفَهُ النَّاسُ اُذْکُرُوْهُ بِمَا فِیْهِ حَتّٰی یَحْذَرَهُ النَّاسُ اور اکابر سلف کا قول ہے کہ تین آدمیونکی برائی کرنی غیبت نہین ہے اول امام ظالم دوم بدعتی سوم فاسق معلن پانچوین یہ کہ کوئی شخص ایسے لقب سے معروف ہو گیا ہو جسمین کوئی عیب ہو جیسے لنگڑا یا اندھا یا گنجا وغیرہ تو اسصورت مین بھی گناہ نہین احادیث کی روایت مین ایسا پایا جاتا ہے مثلاً روے ابوالزناد عن الاعرج وسلیمان عن الاعمش اور ضرورت کے واسطے علماء نے ایسا کیا کہ مقصود تصریح راوی کی تھی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ لقب اونکے ایسے ہو جاتے ہین کہ اونسے وہ لوگ برا نہین مانتے تاہم ایسے القاب کو کنایۃ بولنا بہتر ہی اسیواسطے اندھی کو بصیر کہا کرتے ہین کہ نقصان کا ذکر نہ آوے چھٹے یہ کہ جسکی برائی کرین وہ فاسق معلن ہو یعنے فسق علانیہ کرتا ہو کسی پر اوسکی برائی مخفی نہو جیسے مخنث یا شراب خوار یا بھنگڑ یا لوگون کی ڈانٹ لینے والا

اوسکے حال کے دریافت کے درپے ہونا اور اوسکی خفیہ واقعات کی تلاش مین پڑنا یہانتک کہ اوسکے ایسے حال معلوم ہوجاوین کہ اگر وہ نہ معلوم ہوتے تو دل و دین کے لیے بہتر ہوتے اور حکم جاسوسی کا اور اوسکی حقیقت مفصل باب امر بالمعروف مین گذر چکی ہے وہان دیکھنا چاہیے ۱۲

چھٹا بیان اون عذرونکا جنکے سبب غیبت درست ہے

جاننا چاہیے کہ اگر دوسرے شخص کی برائی بیان کرنے مین شرعاً کوئی مقصود صحیح ہو تو اوس غیبت کا گناہ نہین ہوتا اور وہ چھ باتین ہین اول ظلم کی دادرسی کے لیے غیبت کرنی مثلاً مظلوم آدمی اگر حاکم اعلے سے کہے کہ فلان حاکم ادنی نے میرے اوپر ظلم کیا یا خیانت کی یا رشوت لی تو یہ داخل غیبت نہین کیونکہ بدون اسکی دادرسی نہین ہوگی مگر سوا مظلوم کے اور کوئی شخص ایسا کہے تو غیبت ہوگی مظلوم کو ظالم کا برا کہنا درست ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا اور مُطْلُ الْغَنِیِّ ظُلْمٌ اور لَیُّ الْوَاجِدِ یُحِلُّ عُقُوبَتَهٗ وَعِرْضَهٗ دوسرے یہ کہ بری بات کو دور کرنے کے لیے یا گناہ گار کے راہ راست پر آنے کے لیے استعانت منظور ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب آپ حضرت عثمان یا حضرت طلحہ کے پاس کو گذرے تو السلام علیکم کہا اونہون نے جواب نہ دیا آپنے اونکی شکایت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خود تشریف لیجاکر صلح کرادی تو یہ شکایت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک داخل غیبت نہ تھی کیونکہ اس سے مقصود اوسکی صلح تھی اسیطرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ شام کے ملک مین ابوجندل نے شراب خواری شروع کردی ہے تو اونکو یون لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ اونہون نے لکھے پڑھتے ہی توبہ کی تو جس شخص نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ ماجرا کہا تھا بطور غیبت نہین کہا تھا اور نہ آپ نے اوسکو غیبت تصور کیا بلکہ اوس کا مقصود یہ تھا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنین گے تو اس حرکت کو برا جانکر اونکو نصیحت فرماوینگے اور اس باب مین جیسی آپکی نصیحت کارگر ہوگی دوسرے کی نہوگی اور ایسا ہی ہو اغرضکہ مقصود صحیح شرط ہی ورنہ غیبت کے حرام ہونے مین کیا کلام ہے تیسرے یہ کہ کسی مسئلہ مین حکم شرع پوچھنا منظور ہو مثلاً مفتی سے حاکم سوال کرے کہ میرے باپ بھائی یا زوجہ وغیرہ نے مجھپر ظلم کیا شرعاً مجھکو کیا کرنا چاہیے جو اس ظلم سے رہائی پاؤن اور اسمین بھی احتیاط یہی ہے کہ کنایۃ استفسار کرے مثلاً یون پوچھے کہ آپ اس باب مین کیا ارشاد فرماتے ہین کہ ایک شخص پر اوسکے کسی رشتہ دار نے ظلم کیا تو اوسکو کیا کرنا چاہیے اور اگر اس عذر کے باعث تصریح اور تعین بھی کریگا تو جائز ہے چنانچہ روایت ہے کہ ہند عتبہ کی بیٹی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اپنے شوہر کی شکایت کی کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے مجکو اسقدر نہین دیتا کہ مجکو اور اولاد کو کافی ہو

یہان تو خدا کہان البتہ اگر کوئی گواہ عادل کچھہ خبر سناوے اور دل اوسکی تصدیق کیطرف مائل ہو تو معذور ہے اس لیے کہ اگر اوس عادل کو جھوٹا سمجھیگا تو اوسکی نسبت سوءظن ٹھہرتا ہے اور ازانجا کہ ترجیح بلامرجح ہو نہین سکتی کہ ایک کیطرف سوءظن ہو اور دوسرے کیطرف حسن ظن تو ایسی صورت مین آدمی کو چاہیے کہ اس بات کی تلاش کرے کہ اون دونون مین عداوت یا حسد وغیرہ تو نہین کہ تہمت کو دخل ہو اور تہمت کی باعث باپ اگرچہ عادل ہو اوسکی گواہی بیٹے کے نفع کے لیے شرعاً جائز نہین اور اوسکی سبب دشمن کی شہادت غیر مقبول ہے پس جب تک یہ اچھی طرح معلوم نہو تب تک عادل کی خبر پر بھی توقف چاہیے نہ اوسکو سچا جانے نہ جھوٹا بلکہ دلمین یہ سوچے کہ جس شخص کا حال اسنے کہا ہے اب تک بدستور سابق مجھکو اوسکا کچھہ علم نہین ہوا جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے اور بعض اوقات آدمی ظاہر مین عادل تو ہوتا ہے اور اوسمین اور دوسرے شخص مین عداوت وغیرہ بھی نہین ہوتی مگر اوسکی عادت اسطرح کی ہے کہ لوگونکی برائی کیا کرتا ہے لوگ بظاہر اوسکی اعمال کو دیکھکر جانتے ہین کہ یہ شخص عادل ہے مگر واقع مین عادل نہین ہے اسلیے کہ غیبت کرتا ہے اور غیبت کنندہ فاسق ہوتا ہے جسکی عادت غیبت کی ہوتی ہے اوسکی گواہی نہین چاہیے مگر لوگون کو غیبت کے باب مین ایسی سہل انگاری ہے کہ اسکی کچھہ پروا نہین کرتے ایک دوسری کی برائی کرتے رہتے ہین خلاصہ کہ جب کسی مسلمان کیطرف سوءظن دلمین ہو تو آدمی کو چاہیے کہ پہلے کی نسبت اوسکی مراعات زیادہ کرے اور اوسکی لیے دعای خیر کرے اس سے سوءظن جاتا رہیگا اور شیطان کو برا معلوم ہوگا پھر کبھی کسی کیطرف سے سوءظن دلمین نڈالیگا اس ڈر سے کہ مبادا یہ اوسکے لیے دعا خیر اور زیادتی رعایت مین مصروف ہو جاوے اور جب کبھی کسی شخص مسلمان کی نغزش دلیل سے پایہ ثبوت کو پہونچ جاوے تو اوسوقت چاہیے کہ شیطان کے فریب مین آکر اوسکی غیبت نہ کرنے لگے بلکہ اوسکو خفیہ نصیحت کرے اور نصیحت مین بھی یہ خیال ہے کہ اس بات کی خوشی ظاہر نہو کہ ہمکو دوسرے کا دینی عیب معلوم ہو گیا اور ہمکو رتبہ وعظ و نصیحت حاصل ہوا ہے مرتبہ اس سے بڑا ہے اسکو ہماری تعظیم چاہیے بلکہ جسطرح اپنے آپ مین کوئی نقصان دینی ہونے سے رنج ہوتا ہے ویسا ہی رنج کرکے یہ قصد کرے کہ یہ گناہ اوس سے چھوٹ جاوے اور بدل یہی اچھا معلوم ہو کہ بدون میرے نصیحت کے وہ راہ راست پر آجاوے جب اسطرح پر آدمی کام کرے گا تو تین ثواب کا مستحق ہوگا اول دوسرے کو نصیحت کرنیکا دوم اوسکی خطا پر غم کرنیکا سوم دین پر اوسکی مدد کرنے کا اور جاسوسی کرنا بھی سوءظن کا نتیجہ ہے یعنے جب کسی کی طرف سے کچھہ ظن ہوتا ہے تو دل کو اوسپر قناعت نہین ہوتی درپے تحقیق ہو کر اوسکی حال کی جاسوسی کرتا ہے یہ بھی ممنوع ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَا تَجَسَّسُوا ایک ہی آیت مین غیبت اور سوءظن اور تجسس کو منع فرما دیا اور جاسوسی کے یہ معنی ہین کہ جو شخص مستور الحال ہے معلوم نہین کہ کیا کرتا

نہ سنا خواہ نخواہ دلمین اوسکی طرف سی بدگمان ہونا کام شیطان کا ہے ایسی صورت مین اوس اعتقاد کو جھوٹا کرنا چاہیے اور اس وسوسۂ شیطانی کی تکذیب کے درپے ہونا چاہیے یہ بڑا فاسق ہے اور فاسق کی خبر ماننے کا حکم نہین جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ اِس سے معلوم ہوا کہ شیطان کی خبر کو سچ نجاننا چاہیے اور اگر اسکے ساتھ کچھ بات ایسی بھی ہو جس سے کہ یہ اعتقاد فاسد ٹھہرتا ہو یا خلاف کا احتمال نکلتا ہو تب تو بطریق اولی سچ نماننا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ فاسق خبر سچ ہی کہتا ہو لیکن بلاتحقیق اوسکی تصدیق کیسے ہوسکتی ہے فرض کرو کہ ایک شخص کے منہ سی شراب کی بو آتی ہے تو اوسپر حد شراب کی جاری نہوگی اسلیے کہ ہوسکتا ہے کہ شراب سی کلی کی ہو یا غرارہ کیا ہو یا زبردستی کسی نے منہ مین لگا دی ہو اور پیا نہو پس احتمالات کی ہوتے ہوئے تصدیق قلبی کرنی اور مسلمان پر سوءظن کرنا بجا ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الْمُسْلِمِ دَمَهٗ وَمَالَهٗ وَاَنْ یَّظُنَّ بِهٖ ظَنَّ السَّوْءِ اس سے معلوم ہوا کہ جن دلیلونسے مال اور خون مباح ہوتا ہے اونہین دلیلونسے سوءظن بھی مباح ہوتا ہے یعنی جب آنکھہ سے دیکھہ لے یا گواہ عادل سے ثابت ہو اور جب اسطرح نہو اور بدگمانی کا خطرہ دلمین آوی تو اوسکو نفس سی دور کرنا چاہیے اور نفس کو سمجھانا چاہیے کہ اس شخص کا حال تجھسے آج تک مخفی رہا ہے اور جس وجہ سے تو اب سوءظن کرتا ہے اوسمین بھی احتمال خیر و شر کا ہے پس بیفائدہ شر کیطرف جانا اور اوسی کا وسواس دلمین لانا کیا ضرور ہے اب اگر یہ کہو کہ شک تو آدمی کے دلمین خلجان کرتی ہی رہتے ہین اور حدیث نفس بھی ہوتی ہی رہتی ہے تو ظن کو ہم کسطرح جانین کہ اس چیز کا نام ظن ہے اوسکی علامت بتانی چاہیے تو معلوم کرو کہ ظن کے مستقل و مستحکم ہونیکی یہ علامت ہے کہ پہلے سے جسطرح کا اعتقاد ایک شخص کی ساتھ ہو ظن کے ہوتے ہوئے وہ بات نرہی بلکہ اوس سے کسی قدر نفرت دلمین سماجاوے اور اگر پاس بیٹھے تو گران معلوم ہو عنایت اور مہربانی و اکرام و تعظیم مین سستی کرنے لگے اور اگر وہ کچھ گناہ کرے تو اوسکا سچ نہونا یہ نشان استحکام ظن کے ہین انسے جان لے کہ مجھکو دوسرے کی نسبت سوءظن ہے ایک حدیث شریف مین مذکور ہے ثَلَاثٌ لَّا یَخْلُوْ مِنْهُنَّ مُؤْمِنٌ وَلَهٗ مِنْهُنَّ مَخْرَجٌ فَمَخْرَجُهٗ مِنْ سُوْٓءِ الظَّنِّ اَنْ لَّا یُحَقِّقَهٗ یعنی سوءظن سے نکال کی صورت یہ ہے کہ ظن کو ٹھہرنے اور جمنے نہ دے نہ دل مین نہ اعضا ظاہری مین دلمین جمنے کیصورت تو یہ ہے کہ اوسکے باعث نفرت اور کراہت کرنے لگے اور اعضاء ظاہری مین یہ صورت ہے کہ اونسے بھی اعمال دل کے ظن کے موافق صادر ہون غرضکہ شیطان اونسی بات مین لوگون کی برائی دلمین ڈالدیتا ہے اور ساتھ ہی اوسکی یہ بھی تصویر دلمین ڈالتا ہے کہ جمنے کیا خوب جلد دوسرے کو جان لیا کیسے عقیل اور ذکی ہین اور کیون نہو مومن کو تو خدا کے نور سے سوجھا کرتا ہے حالانکہ حقیقت مین شیطان کے دھوکے سے دیکھتا ہے اوسکا اندھیر انکو نہین سوجھا یا ہوا ہے

سوچے کہ کسطرح کی حسرت اور ذلت اور خجالت قیامت کے دن اٹھانی پڑیگی جب دوسرے کے گناہ
اوسکے سر پڑینگے اور یہ بھاری گٹھری لیکر دوزخ مین ڈالدیا جاویگا تو اسطرح کا خوف دلمین سماوے گا کہ پھر کسی
آدمی کے بنانے کو دل نچاہیگا اسلیے کہ دنیا مین دوسرے کو بنانا صرف چند آدمیون کے سامنے ہوگا اور قیامت
کی رسوائی تمام خلق کے سامنے ہوگی اوسوقت دوسرا شخص اپنی غیبت کنندہ کو دیکھے گا کہ گدہے کیطرح بوجھون
لدا ہوا دوزخ مین چلا جاتا ہے تو وہ اس رسوائی کو دیکھکر خوش ہوگا اور کہے گا کہ ہنسی کا مزا پایا دیکھہ خدا نے میری
کیسی مدد کی اور کیا بدلا لیا اور اگر باعث رحمت غیبت کرتا ہے کہ دوسرے کی گناہ پر اسکو رحم آیا اسواسطے منہ سے غیبت
نکلی تو رحم کہانا کسیکی مصیبت پر تو اچھا ہے مگر شیطان چونکہ انسان کا حاسد ہے وہ ایسا کلمہ منہ سے نکلوا دیتا ہی جس سے
اوس مرحوم کے گناہ کم ہوجاوین اور غیبت کنندہ کے ذمہ پڑین پس اسصورت مین اگر سچ پوچھو تو وہ مرحوم
قابل رحم نرہا اسلیے کہ اوسکی خطا کا نقصان غیبت کنندہ کی نیکیون سے جاتا رہا بلکہ اب قابل رحم غیبت کنندہ ہے
کہ بیچارہ کو لینی کی دینی پڑی ثواب کا ثواب گیا اور نیکیان کم ہوگئین اسیطرح اگر غصہ اللہ کیواسطے کیا جاتا ہے
تو موجب غیبت نہین ہوتا مگر شیطان فریب دیکر اوس غصہ کا ثواب کہونیکے لیے منہ سی ایسی بات نکلوا دیتا ہی جو موجب
نارضامندی خالق ہو اور تعجب سے جو غیبت آدمی کرتا ہے تو چاہیے کہ اپنے نفس پر تعجب کرے کہ دوسرے کی دین
مین دنیا کے واسطے کیسے اپنا دین برباد کردیا اور اسپر طرہ یہ ہے کہ دنیا کی عذاب سے بھی بالکل امن نہین کیونکہ
ہوسکتا ہے کہ جیسے اسنے دوسرے کا ہتک کیا خدا تعالی اسکا کیا اسکے آگے لاوے اور یہ بھی ویسا ہی ہوجاوے خلاصہ
یہ کہ سب سببونکا علاج صرف انجام کا جان لیتا ہے کہ یہ باتین مذکورہ بالا اوسکی دلمین ٹھن جاوین پس جس
کسی کا ایمان ان سب باتونپر پکا ہوگا اوسکی زبان بیشک غیبت سے باز رہیگی

بیان پانچوان اس امر کا کہ دل سے بھی غیبت کرنی حرام ہے

واضح ہو کہ بدگمانی حرام ہے جسطرح کہ برا کہنا ناجائز ہے مثلاً جیسا دوسرے کی غیبت زبان سے ذکر کرنی نچاہیے
ویسا ہی یہ بھی نچاہیے کہ دلمین اوسکی طرف سی بدگمانی کرے اور بدگمانی سے ہماری غرض یہ ہے کہ دل سے
قصداً دوسرے کو بدنسمجھنا چاہیے اگر کسی کی برائی خواطر اور حدیث نفس کے طور پر گذر جاوے تو وہ معاف ہے
بلکہ شک بھی عفو مین داخل ہے ممنوع جو چیز ہے وہ ظن ہے یعنے دل کا میلان بدی کیطرف جسکی واسطے اللہ تعالی
ارشاد فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اور سوء ظن کے
حرام ہونیکی یہ وجہ ہے کہ اسرار قلوب کو سواء علام الغیوب کی اور کوئی نہین جانتا پس بندہ کو نہین پہونچ سکتا
کہ دوسری کیطرف سے بدی کو دلمین جمالے ہان اوس صورت مین کہ بدی کا معاینہ ایسی طرح پر ہوجاوے
جسمین محل تاویل نرہے تو البتہ اوسکے خلاف دلمین جمنا دشوار ہے مگر جب تک کسی کا حال نہ دیکھا ہو

ای ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتین کرنیسے مقرر بعضے تہمت گناہ ہے ۱۲

کام کرتا ہو اور اگر اوسکے خلاف حکم کرے تو ایسی کی اقتدا ہرگز نہین چاہیے خواہ کوئی کیون نہو ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

فرض کرو کہ کوئی آدمی جلتی آگ مین کود پڑے اور تمکو قدرت اوس آگ سے بچنے کی حاصل ہو تو کبھی پہلے شخص کا ساتھ ندوگے اور اگر دوگے تو بیوقوف کہلاؤگے غور کرنیکی بات ہی کہ اپنا عذر بیان کرنے مین جو شخص دوسرے کا نام لیتا ہے تو اوسکی ذمہ دو گناہ ہوتے ہین ایک تو غیبت دوسرے اوس گناہ کی زیادتی کیونکہ عذر گناہ بدتر از گناہ مشہور ہے پس ایسے شخص پر جہالت اور غباوت دونون ختم ہین اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی بکری ایک بز کوہی کو پہاڑ کی چوٹی سے گرتے دیکھکر آپ بھی اوسکے ساتھ گر پڑے اب اگر مثلاً اوسکی زبان گویا ہو جاوے اور اس گرنیکی وجہ یون کہی کہ چونکہ بکرا مجھسے زیادہ دانا تھا اور وہ پہلے گرا تھا اسواسطے مین بھی گر پڑی تو بیشک سننے والونکو ہنسی آویگی کہ کیسی جہالت کا جواب ہی مگر حضرت انسان کا بعینہ یہی حال ہے اپنے نفس پر ہنسی نہین آتی کہ خطا کا عذر کیسا نامعقول کرتے ہین اور اگر باعث غیبت یہ ہو کہ دوسرے کی نسبت اپنا فضل زیادہ ہو اور لوگ اوسکی برائی سے آگاہ ہو کر اوسکی تعظیم کم کرین تو اسکا علاج یہ ہے کہ غیبت کرنے سے جو مرتبہ خدا کے نزدیک تھا وہ تو جاتا رہا اب لوگونکی نزدیک فضل ہونا احتمالی بات ہے بلکہ ممکن ہے کہ وہ بد اعتقاد ہو جاوین جبکہ یہ معلوم ہو کہ یہ شخص لوگونکی برائی کرتا رہتا ہے بہرصورت اپنی قدر خدا کے یہان کی یقیناً دی ڈالی اور دنیا کی عزت و برہمی کا خریدار ہوا اور اگر بالفرض لوگونمین کچھ عزت و تعظیم ہوئی بھی تو قیامت مین کیا کام آویگی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ وہان کوئی اپنا یا بیگانہ کچھ نفع نہین کریگا اور اگر غیبت کا سبب ہو تو دو عذاب اور دوہری مصیبت اپنے اوپر لیتی ہے دنیا مین تو حسد کے باعث جلتا رہیگا چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے ؎

حاسد کو ایکدم نہین راحت جہانمین	رنج حسد ہے جان ہے جبتک کہ جانمین

اور اسپر بھی قناعت نہ کی غیبت کرکے عذاب آخرت بھی گردن پر لیا اور خسر الدنیا والآخرۃ ہوا ارادہ تو یہ کیا کہ دوسرے کا برا ہو مگر اپنا برا ہو رہا اور دوسرے کے شگون بد کے لیے اپنی ناک کٹ گئی کہ نیکیان اوسکو ملینگی خود اوسکی خطائین اپنے اوپر آئینگی دونون صورتین گویا اوسکے ساتھ تو دوستی ہوئی اور اپنے نفس کے ساتھ دشمنی اسکے سوا کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ حسد اور غیبت سے دوسرے کا فضل اور زیادہ مشہور ہو جاتا ہے تب اور زیادہ حماقت اور جہالت پر ندامت ہوتی ہے اور اگر باعث غیبت تعجب ہو تو جاننا چاہیے کہ گو سردست ایک شخص خاطر خواہ بن جاتا ہے لوگونمین رسوا ہوتا ہے مگر غیبت کرنیوالا خدا کے نزدیک رسوا ہوتا ہے اور فرشتون اور انبیا کے سامنے ذلت اٹھاتا ہے پس اگر آدمی اوسکی انجام کو

اسیطرح اگر مین دوسرے کی غیبت کرونگا تو اوسکو بھی ویسا ہی رنج ہوگا پس جیسا یہ اچھا نہین معلوم ہوتا
کہ اپنی غیبت کوئی کرے ایسا ہی اوسکو بھی ناپسند کرنا چاہیے کہ خود دوسرے کی غیبت کا مرتکب ہوتا
تدبیر اجمالی تہین اور معالجہ تفصیلی اسطرح ہے کہ جو سبب غیبت کا ہو اوسکو دور کرنا چاہیے اسلیے
کہ بیماری جبھی دور ہوتی ہے جب اوسکا سبب منقطع ہوجاتا ہے پس اگر سبب غیبت کا غضب ہو تو اوس
اسطرح بچنا چاہیے کہ دلمین یون تصور کرے کہ اگر مین اسپر غصہ نکالونگا تو خدا تعالی غیبت کی سبب سے
غصہ نکالے گا اسلیے کہ اوسنے فرمادیا تھا مگر مینے اوسکی عدول حکمی کی اور اوسکی روکنے کی کچھہ حقیقت سمجھی اور
حدیث شریف مین ہے کہ اَنَّ لِجَهَنَّمَ بَابًا لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اِلَّا مَنْ سَعٰی غَیْظَهٗ بِمَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی
اور فرمایا مَنِ اتَّقٰی رَبَّهٗ کَلَّمَ لِسَانَهٗ وَلَمْ یَشْفِ غَیْظَهٗ اور فرمایا کہ جو شخص غصہ نکالنے پر قادر ہوکر اوسکو پی جاوے
اللہ تعالی قیامت کے روز سب لوگون کے سامنے اوسکو بلاکر ارشاد فرماوے گا کہ حور عین سے جو نسی
چاہے پسند کرے اور بعض انبیا علیہم السلام کے صحیفون مین ہے کہ خداوند جل وعلی فرماتا ہے کہ اے ابن آدم
جب تو غصہ کرے مجکو یاد کیا کر مین اپنے غصہ کیوقت تجکو یاد کرون گا یعنے تباہ کارون کے ساتھہ تجکو تباہ
نہین کرونگا اور اگر باعث غیبت یا آشنا کی موافقت اور دیکھا دیکھی ہو تو یون جاننا چاہیے کہ جس بات سے
خدا ناخوش ہے اوسمین اگر مخلوق راضی ہوئی تو کیا ہوگا یہ کسطرح ہوسکتا ہے کہ بندہ دوسرے کے خاطر
اپنے آقا سے بگاڑ کرے اور اگر ایسا کرے تو اوس سا نادان اور حرام کوئی نہین ہان یہ چاہیے کہ غصہ کیوقت
اور اسمین بھی اسباب کا خیال رہے کہ جس پر غصہ ہو اوسکی نسبت کچھہ کلمہ بیجا نہ نکلے بلکہ رفقا سے اگر کوئی کلام اوسکی
نسبت بیجا صادر ہو تو اون پر بھی غصہ کرے اسلیے کہ وہ لوگ بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے جسکا نام غیبت ہے
اور اگر باعث غیبت اپنے نفس کا پاک وبری کرنا ہے یعنے دوسرے کا نام کسی گناہ مین اس لیے لیتا ہے
کہ لوگ اوسکو بُری تصور کرین اس خیال سے کہ ایسا کام اور اچھے لوگ بھی کرتے ہین تو اسکا علاج یہ ہے
کہ خیال کرے کہ مخلوق کی ناراضی کی نسبت خدا تعالی کی ناراضی بہت سخت ہے اور غیبت کی سبب خدا تعالی
کی ناراضی تو قطعا ہوتی ہے مگر جس مطلب کیواسطے غیبت کرتا ہون وہ امیر و نمین ہے اس لیے کہ کیا معلوم
ہے کہ لوگ بعد غیبت اسکو بُری تصور کرینگے یا نہین پھر صورت اسمین خدا تعالی کا غصہ اور آخرت مین تباہ ہونا
اور نیکیو کا نقصان تو نقد اور حقیقت مین موجود ہے اور دنیا کے نزدیک سرخرو ہے اور لوگونکی زبان
بندی ایک وہمی بات بمنزلہ اوہار کے ہے تو ایسے معاملہ مین سراسر جہالت و ذلت ہی اس کہنے سے کیا فائدہ
کہ مین حرام کہایا تو کیا ہوا فلانا شخص بھی کہتا ہے یا مینے یہ قصور کیا تو تنہا نہین ہون فلان شخص بھی
ایسا ہی کرتا ہے اسلیے کہ تقلید اور اقتدا ایسے ہی شخص کی مقبول ہوتی ہے جو خدا تعالی کی مرضی کے موافق

ہو جاوینگے اسلیے کہ غیبت مین جس شخص کی تہمت کی ہوگی نیکیان اوسکو مل جاوینگے اگر نیکیان غیبت کنندہ کے پاس نہونگی تو دوسرے شخص کی برائیان اسکے نامۂ اعمال مین لکھدی جاوینگی اور غضب الٰہی اسکی علاوہ یہ کہ خدا کے سامنے گویا یہ شخص مُردار خوار ہی بلکہ اگر پلہ بدیون کا جھک گیا تو دوزخی ہی ہوا فرض کرو کہ اس کی نیکیان اور بدیان برابر تھین لیکن غیبت کی باعث اگر ایک نیکی دوسرے شخص کو مل گئی یا ایک بدی اوسکیطرف آملی تو ظاہر ہے کہ دونون صورتون مین پلہ بدیون کا بھاری ہوجاوے گا اور اوسوقت نتیجہ بجز دوزخی ہونے کے اور کیا ہے اور کمتر درجہ یہ ہے کہ اعمال کا ثواب کم ملے یعنے جب مواخذہ اور بازپرس اور سوال وجواب کتاب ہوچکے اور کچھ نیکیان مثلاً باقی رہین تو جتنا ثواب اسکو بے غیبت ان کے عوض ملتا غیبت ہونے سے وتنا نہین ملے گا حدیث شریف مین آیا ہے مَا النَّارُ فِی الْیَبْسِ بِاَسْرَعَ مِنَ الْغِیْبَۃِ فِی حَسَنَاتِ الْعَبْدِ اور ایک روایت مین ہے کہ کسی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے پوچھا کہ مینے یون سنا ہے کہ آپ میری غیبت کیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ میری نظرون مین تمہاری ایسی قدر نہین کہ اپنی نیکیان تمکو حوالہ کرون عرض کہ جب آدمی اون احادیث کو جو غیبت کی باب مین وارد ہین یقین کرلے گا تو ڈر کے مارے غیبت پر زبان نہ کھلے گی اور ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ جب غیبت کا خیال آوے تو اپنے نفس مین فکر کرے کہ کوئی عیب مجھمین بھی ہے یا نہین اگر کوئی عیب پاوی تو اوسکے دور کرنے مین مشغول ہوجاوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کو یاد کرے طُوْبٰی لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ اور جب آدمی مین خود عیب ہو تو چاہیے کہ اس امر کی شرم کرے کہ اپنے نفس کو تو برا نہ کہے اور دونکو برا کہے بلکہ یہ چاہے کہ جیسا مجھسے اپنے نفس کا عیب دور نہوسکا ویسا ہی یہ شخص بھی مجبور ہوگا ورنہ خود رافضیحت و دیگری را نصیحت کی کیا معنی اور یہ بھی اوسمین ہے کہ دوسرے شخص مین عیب اس قسم کا ہو جو اوسکے فعل اور اختیار سے ہوا ہو ورنہ اگر کوئی امر جبلی خواہ اعضا ظاہری مین ہوگا تو اوسپر برا کہنا تو خالق کو برا کہنا ہے معاذ اللہ منہا جیسا کہ منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ اے بدصورت اوسنے جواب دیا کہ صورت کا بنانا میرے اختیار مین نہین تھا کہ مین اوسکو اچھا کرلیتا اور اگر اپنے نفس مین کوئی عیب پاوے تو خدا شکر کرے اور غیبت مین جو سب مین بڑا عیب ہی مبتلا نہو مردار کے گوشت کھانے سے زیادہ برائی کونسی ہوگی پس اگر اپنے آپ کو عیبونسے صاف جانتا ہے تو دس زبان کو اس غلیظ وکثیف چیز مین بھی آلودہ نہ کرے اور اگر بنظر انصاف دیکھو تو کوئی آدمی عیب سے خالی نہین اگر کوئی اپنے آپ کو عیب سے پاک تصور کرے یہ محض حماقت اور نادانی ہے پس یہی بہتر ہے کہ دوسرونکی غیبت کے وقت اپنے نفس کی اصلاح کیا کرے اور ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ یہ خیال کرے کہ اگر کوئی شخص میری غیبت کرے تو مجکو کتنا برا معلوم ہوگا

اور برا نہ کہے یہ تین سبب ایسے ہین کہ انکا معلوم ہونا عوام کو تو کیا علما کو بھی بہت مشکل ہے کیونکہ ظاہر اسباب
یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعجب اور رحمت اور غضب جب اللہ کیواسطے ہونگے تو تعین نام مین ایک عذر قوی
ہوگا حالانکہ یہ خطا ہے بلکہ غیبت کی باب مین حاجات مخصوص ہین کہ اونمین ذکر نام کی گنجایش نہین
جیسا کہ آگے مذکور ہوگا عامر بن وائلہ رضہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ایک مجمع پر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیات مین گذرا اور اونکو سلام کیا سبھون نے جواب سلام دیا جب وہ آگے بڑھا ایک آدمی
نے مجمع مین سے کہا کہ اس شخص کے ساتھہ بغض للہ ہے لوگون نے کہا کہ یہ تم نے بہت برا کہا ہم اوسکو
مطلع کرتے ہین اور اوسیوقت ایک آدمی سے کہا کہ اوس شخص سے جاکر کہدے کہ فلان شخص تمہارے نسبت
یون کہتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ شخص سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا اور اوس شخص
کا قول اپنی نسبت عرض کیا آپ نے اوسکو بلوا کر پوچھا کہ تو نے ایسا کلمہ اسکی نسبت کہا ہے اوسنے عرض کیا
کہ ہان آپنے فرمایا کہ پھر وجہ بغض کی کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ مین اس شخص کا ہمسایہ ہون اسکے حال کو
خوب جانتا ہون یہ شخص سوای نماز فرض کے اور کوئی نماز نہین پڑھتا اوسنے عرض کیا کہ آپ یہ دریافت
فرمائی کہ فرض نماز مین مینے کبھی دیر کی ہے یا وضو اچھی طرح نہین کیا یا رکوع سجدہ برا کیا ہی جب آپ نے اوس سے
پوچھا تو عرض کیا کہ یہ بات تو نہین ہوئی پھر عرض کیا کہ یا حضرت سوای ماہ رمضان مبارک کی اور کبھی
روزہ رکھتے مینے اسکو نہین دیکھا اور اس مہینے کے روزی تو اچھے بڑے سب ہی آدمی رکھتے ہین اوسنے جواب مین
عرض کیا کہ آپ دریافت فرمائیے کہ کبھی مینے کسی رمضان کے روزہ نرکہی ہون یا پھر اوسکا حق ادا نہ کیا ہو آپنے
پھر دریافت فرمایا کہا کہ یہ بات تو نہین ہوئی پھر عرض کیا کہ مینے اسکو کبھی سائل اور مسکین کو دیتے نہین دیکھا اور
خدا واسطے کبھی کچھہ خرچ کرتے دیکھا البتہ زکوۃ مال کی دیا کرتا ہی سو بھی دیتے ہین اوسنے عرض کیا کہ آپ یہ پوچھین
کہ کبھی یہ بھی دیکھا ہی کہ مینے زکوۃ کم دی ہو یا وقت سے ٹال گیا ہون آپ نے جب دریافت فرمایا اوسنے عرض کیا
کہ یہ بات تو کوئی نہین ہوئی پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ چلا جا شاید یہی شخص تیری نسبت بہتر ہو اس سے بغض کیون رکھتا ہے

چوتھا بیان اوس تدبیر کے ذکر مین جس سے زبان غیبت سے باز رہے

جاننا چاہیے کہ کل اخلاق بد کا علاج معجون علم و عمل سے ہوتا ہے اور ہر مرض کی دوا اوسکی سبب کے
خلاف ہوتی ہے یعنی سبب مرض اگر برودت ہو تو علاج حرارت سے ہوگا اور اگر حرارت ہو تو برودت سے
اور چونکہ سبب غیبت کے اوپر مذکور ہوے اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ روکنا زبان کا غیبت سے دو طرح ممکن ہے
ایک طور تو اجمالی ہے اور ایک تفصیلی اجمالی تو یہ ہے کہ آدمی یہ یقین کرلے کہ غیبت کی باعث غضب
الٰہی مین گرفتار ہونگا جیسے کہ اخبار و آثار سے معلوم ہوا اور یہ کہ اسکی باعث قیامت کے روز نیکیان ہیکار

آدمی ہے اوسکی سمجھ اچھی نہین کلام پوچ کرتا ہے اس سے غرض یہی ہوتی ہے کہ ہم اوسکی نسبت زیادہ جانتے ہین یا یہ خوف ہوا کہ شاید میری سی تعظیم کہین اوسکی نہونے لگے اسلیے اوسمین عیب نکالنی شروع کیے چھٹا سبب حسد ہے یعنی جب لوگون کو دیکھا کہ کسیکی تعریف و تعظیم کرتے ہین اور اوس سے محبت پیش آتے ہین تو رگ حسد جوش کرتی ہے اور یہ دل چاہتا ہے کہ یہ نعمت اوسکی پاس نہ ہی تو اور تو کچھ نہین بن پڑتا اوسکا عیب ظاہر کرنا شروع کرتا ہے تاکہ لوگونکی نزدیک اوسکی عزت نرہی اور تعظیم و اکرام مدح سے باز آوین اسلیے کہ اسکو تعریف کا سننا اور تعظیم ناگوار گذرتی ہے اس کا نام حسد ہے یہ غصہ اور کینہ کے علاوہ ہے کیونکہ غصہ اور کینہ مین تو یہ ہوتا ہے کہ دوسرا شخص کچھ اپنا بگاڑ کرتا ہے جب غصہ اور کینہ آتا ہے اور حسد بگاڑ پر موقوف نہین دوست محسن اور رشتہ دار موافق پر بھی ہوا کرتی ہے ساتوان سبب کھیل اور لگے ہے کہ دوسرے کی بڑائی بیان کر کر ہنسنا اور ہسانا اور وقت ٹالنا منظور ہوتا ہے آٹھوان سبب دوسرے کی حقارت کے لیے اوسکو بنا لینا مقصود ہوتا ہے اور یہ سامنے اور پیٹھ پیچھے دونون طرح ہوتا ہی اسمین اپنی بڑائی اور دوسرے کی ذلت منظور ہوتی ہے اور وہ تین سبب جو خاص لوگونمین باعث غیبت ہوتی ہین وہ بڑے دقیق و باریک ہین خیر کے پھلو مین شیطان اونکو لاڈالتا ہے اونمین خیر واقع مین ہوتی ہے مگر شیطان بھی خلط کر دیتا ہے پھلا سبب ہی کہ دین کے باعث کسیکی قصور پر مطلع ہو کر تعجب معلوم ہوتا ہی تو کہنے لگتا ہے کہ دیکھو فلان شخص سے ہمکو عجیب بات معلوم ہوی ہر چند وہ بیدار آدمی ہے کسی قسم کی خطا در حقیقت موجب تعجب ہوتی ہے مگر دوسرے شخص کو یون چاہیے تھا کہ تعجب تو کرتا مگر تا کسی کا نہ لیتا پس نام کا لونا شیطان کا گام ہے ایسی سبب سے یہ داخل غیبت ہو گیا اور نادانستہ گناہگار ٹھرا اور اسمین یہ بھی داخل ہے کہ کسیکو کہمین کہ بڑے تعجب کی بات ہی کہ اوس جیسے شخص ایسی بدصورت عورت سی محبت کرے یا جاہلونمین جا جا کر بیٹھے دوسرا سبب کسی کی خطا دیکھکر رحم آنا اور رنج کرنا مثلاً جب کسی کو کسی امر معیوب مین مبتلا دیکھا تو برا رحم کھا کہ ہم کو اوسکی حال پر بڑا افسوس ہے کہ وہ اس بلا مین گرفتار ہو گیا تو اگرچہ دعوی افسوس اسکی جانب سے صحیح ہے مگر چونکہ غم مین اوسکا نام لیدیا اتنی ہی بھول سے داخل غیبت ہو گیا پس ہر چند کسی مسلمان کی خطاوار ہونے سے غم کرنا اور رحم کھانا اچھی بات ہی لیکن شیطان نے اسمین یہ شر بھی ملا دے کہ اوسکا نام لیدیا بدون نام کے کہے بھی تو رنج و رحم و تعجب ممکن ہے الا شیطان نے اسکے ثواب سے محروم رکھنے کے لیے نام لوا دیا تیسرا سبب اللہ کیواسطے غصہ کرنا یعنے جب کسی آدمی کو بری بات کرتے سنا یا دیکھا تو براہ حمیت دینی غصہ آتا ہے اسمین اگر اوسکا نام لیکر غصہ کریگا تو غیبت مین داخل ہو گا بلکہ واجب ہی کہ امر معروف اور نہی منکر کے لیے اظہار غضب خاص اوس شخص پر کرے اسکی اطلاع دوسرے کو سنوا یا اظہار غضب کیوقت اوسکا نام لے

رؤس الخلائق اور حضرت ابو درداء رضؓ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ بِالْغَیْبِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّرُدَّ عَنْ عِرْضِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اور نیز فرمایا مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْہِ بِالْغَیْبِ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّعْتِقَہٗ مِنَ النَّارِ اور غیبت کیوقت مسلمانکی نصرت کی باببین اور اوسکی فضیلت مین بہت سی احادیث ہین جنکو ہم باب آداب صحبت اور حقوق اہل اسلام مین بیان کر چکے ہین اب اعادہ کرنا امر زائد ہے

تیسرا بیان اسباب غیبت کے ذکر مین

جاننا چاہیے کہ غیبت کے سبب بہت ہین مگر گیارہ سبب مین وہ سب آجاتے ہین آٹھ تو اونمین عوام کے حق مین عام ہین اور تین دینداروں کے لیے خاص ہین آٹھ سببونمین سے اول یہ ہے کہ غصہ کے وقت دل کی پھپولے پھوڑنے منظور ہون یعنی جب کوئی ایسا سبب ہوجاوے کہ آدمی کو دوسرے پر غصہ آوے تو ہیجان غضب مین اوسکی برائی کرنے لگتا ہے اور دل کی کسر نکالتا ہے یہ امر اقتضاء طبع سے ہوتا ہے بشرطیکہ دین کا تعلق نہو اور کبھی بظاہر برہنین کھتا مگر دلمین کینہ رہتا ہے اس سے گویا آیندہ کو ہمیشہ کے لیے برا کہنے کی بنا پڑتی ہے پس کینہ اور غضب دونون غیبت کے بڑے سببون مین ہین دوسرا سبب اور ونکی دیکھا دیکھی اور ہان مین ہان ملانا ہے مثلاً اگر اپنے رفیق اور اہل جلسہ کسی کی برائی کرین تو اوسوقت سمجھتا ہے کہ اگر انکی طرح نہ کہونگا تو یہ ناراض ہوجاوین گے یا مجھکو بزرگ سمجھینگے اور کنارہ کشی کرینگے تو اونکی سی یہ بھی کہنے لگتا ہے اور اس امر کو حسن معاشرت اور ملنساری جانتا ہے تو جب وے غصہ کیحالت مین کسیکو برا کہتے ہین یہ بھی غصہ اونکی دیکھا دیکھی کرکے برا کہنے لگتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ پیش بندی منظور ہو یعنی جب کسیکو معلوم کیا کہ یہ شخص کسی بڑے آدمی کے سامنے میری برائی کریگا یا میرے خلاف گواہی دیگا تو پہلی ہی سے اوسکی برائی کرنے لگے کہ پھر وہ اگر اوس کی نسبت کچھ کہے تو شنوائی نہو اول سے یہ بات مخاطب کے دلمین جم جاوے کہ یہ آدمی لغو اور فضول گو ہے یا اول اول کچھ اوسکے سچے حالات بیان کیے بعدہ جھوٹے معاملے بھی اوسکی طرف لگا کر کھدے تاکہ پہلے حالات کیطرح انکو بھی مخاطب صحیح تصور کرے اور اوسکا جھوٹ اور فریبی ہونا اسطرح مشہور ہوجاوے اور اوسکو اسطرح بیان کرتا ہے کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین مگر مینے تم سے فلان فلان حال بیان کیے سب ویسے ہی نکلے جیسے مینے کہے تھے چوتھا سبب یہ کہ کسی عیب سے اپنا بری ہونا مقصود ہوتا ہے تو اوسوقت دوسرے شخص کا نام لیکر کہتا ہے کہ اوسنے بھی ایسا ہی کیا یا وہ بھی میرے ساتھ شریک تھا یا اسمین معذور ہون اور چاہیے یون تھا کہ اپنے آپ کوئی عذر بیان کرتا دوسرے کا نام نہ لیتا پانچوان سبب اراوہ فخر و مباہات ہے کہ دوسرے کے ناقص تبلانے سے اپنا افضل ہونا ثابت کرے مثلاً کسی کو یہ کہنا کہ وہ جاہل

دھوکھا دینا چاہتے ہین وہ تو دلونکی بات جانتا ہے کہ انکی کیا غرض ہے اور بعض اوقات کہتے ہین
کہ ہماری دوست پر جو یہ حال گذرا ہمکو نہایت رنج ہوا کہ اونکو سبکی ہوئی خدا تعالی اوسکو اسکے عوض
راحت دی تو غم کا دعوی اور دعا کا اظہار دونون جھوٹے ہوتے ہین کیونکہ اگر دعا کا قصد ہوتا تو خلوت
مین بعد نماز اوسکے لیے دعا کرتے اور اگر واقع مین اوسکے رنج سے رنج ہوتا تو جس چیز کے اظہار سے اوسکو
برا لگے وہ کیون ظاہر کرتے اسیطرح کبھی کہتے ہین کہ وہ بیچارہ بڑی آفت مین پھسگیا ہے خدا تعالی اوسکو اور ہمکو
دونونکو توبہ نصیب فرماوی ظاہر مین تو یہ دعا ہی مگر اللہ تعالی خبث باطن پر جو مطلع ہی کہ دلمین کیا بھرا ہے مگر اون کو
جہالت کی باعث نہین معلوم ہوتا کہ یہ امر جاہلونسے بھی بڑکر ہے اور غیبت کو سنکر تعجب کرنا بھی غیبت ہے اسلیے کہ تعجب کرنے
سے غیبت کنندہ خوش ہوتا ہے اور زیادہ کہنے کو تیار ہوتا ہی مثلاً جب کسی نے دوسرے کا عیب بیان کیا اور سننے والے
نے کہا کہ بھائی ہم اوسکو ایسا نہین جانتے تھے آج تک ہمکو اوسکی نسبت اور ہی کچھ خیال تھا یہ تو تم نے عجب حال انکا
سنایا خدا بچاوی پس اس سے وہ شخص غیبت کنندہ اور ویسی ہی باتین اوسکی کرنی لگتا ہی کہ زیادہ تر موجب تعجب ہوگا
اور یہ بھی ہان جی ہان جی کہنے لگتا ہے غرض کہ غیبت کا سننا اور تصدیق کرنا بھی داخل غیبت ہے بلکہ جو چکا
سنا کرے وہ بھی شریک غیبت ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے اَلْمُسْتَمِعُ اَحَدُ الْمُغْتَابَیْنِ
اور ایکبار حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ مین سے ایک نے دوسرے سے ذکر کیا کہ فلانا شخص بڑا سوئر ہے پھر دونون
صاحبونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روٹی کے لیے سالن مانگا آپ نے فرمایا کہ سالن تو تم لے چکے
اونھون نے عرض کیا کہ ہمکو تو معلوم نہین کب لیا آپنے فرمایا کہ تم اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھا چکے
دیکھو باوجودیکہ وہ کلمہ ایک صاحب نے فرمایا تھا مگر آپ نے دونون کو شریک کیا اسیطرح ماعز کے رجم
مین جب دو شخصون نے آپسمین کہا تھا کہ کتے کی طرح اوسی جگہ مارا گیا تو آپ نے مردار دیکھکر
دونونکو ارشاد فرمایا تھا کہ آپسمین دانت مارو حالانکہ کھنے والا ایک ہی تھا دوسرا سنتا تھا اس سے معلوم
ہوا کہ سننے والا بھی غیبت کی گناہ مین شریک ہی مگر اوسصورت مین کہ زبانسے کھنے والے کو منع کردے
اور اگر زبانسے منع کرنے کا خوف ہو تو دلمین برا سمجھے اور اگر آپ اوس مجلس سے اٹھ سکتا ہے یا کھنے
والے کو دوسری بات مین لگا سکتا ہے مگر یہ دونون باتین نہ کین تو گناہ بیشک ہوگا اور اگر زبان سے
تو منع کیا لیکن دلمین خواہش سننے کی رہی تو اس کا نام نفاق ہے گناہ سے جبھی بچیگا جب دل سے برا سمجھیگا
اور منع کرنے مین اسیقدر کافی نہین کہ ہاتھ سے یا ابرو یا آنکھ کے اشارہ سے روکدے آمین سہل انگاری
سی معلوم ہوتی ہے بلکہ یون چاہیے کہ بخوبی منع کرے کہ خبردار ایسا ذکر پھر مت کرنا حدیث شریف مین وارد ہے
مَنْ اُغْتِیْبَ عِنْدَہٗ مُؤْمِنٌ فَلَمْ یَنْصُرْہُ وَھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِہٖ اَذَلَّہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی

۱ غیبت کرنے والا بھی ایک
۲ طرز ادا بیان مصنف کا اچھا ہے
۳ حضرت ابو العباس سہل بن مرداس رضی
اللہ عنہ کے بیٹے اور صحابی ہین ۱۲
۴ اس شخص کی غیبت نہین جسکی
ایذا دلیل کیا جاوے
اور وہ اوسکی برائی
خدا تعالی کی نافرمانی
دلیل کرسکا ۱۲
۵ روایت سعید بن جبیر کی ہے
اس مضمون مین ابن عمر سے ۱۲

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایک عورت کی نقل کی تو آپنے فرمایا ما یسرنی انی حاکیت کذا وکذا اور یہی حال لکھنے کا ہے کہ قلم بھی نصف زبان ہی پس اگر کوئی مصنف ایک شخص معین کی نسبت کچھ برا لکھے یا اوسکا کتاب مین نقل کرے تو داخل غیبت ہی مگر اوس صورتمین کہ کوئی وجہ یا عذر لکھدے جیسا کہ آگے اوسکا بیان آتا ہے ہان اسطرح کہنا کہ کچھ لوگ ایسا کہتے ہین داخل غیبت نہین غیبت اوسکا نام ہے کہ شخص معین کی طرف اشارہ پایا جاوی خواہ زندہ ہو یا مردہ اور یہ بھی غیبت ہی ہے کہ اسطرح کہے جس سے آج ملاقات ہوئی تھی یا جو شخص ہمارے پاس آیا تھا وغیرہ بشرطیکہ مخاطب اوس ہی شخص معین سمجھے کیونکہ مقصود یہی ہے کہ مخاطب سمجھ جاوی مقصود نہین کہ کسی طور خاص کے سمجھانے سے غیبت ہوتی ہے لیکن اگر شخص معین مخاطب کی ذہن مین آویگا تو جائز ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی آدمی کا فعل برا معلوم ہوتا تو فرماتے کہ لوگونکا کیا حال ہے کہ ایسا کرتے ہین معین کرکے کچھ نہین فرماتے تھے پس کلام مین کوئی ایسا لفظ کھدینا کہ جسسے شخص معین ہی سمجھا جاوی غیبت ہوگی اور سب سے زیادہ بری غیبت وہی لوگ کرتے ہین جو پڑھے ہوے ذاکر ریاکار ہین کہ مقصود بھی اپنا ظاہر کردین اور اچھے کے اچھے بنے رہین اور لوگون کو یہ معلوم ہو کہ یہ غیبت نہین کرتے حالانکہ وہ خود جہالت سے یہ نہین جانتے کہ دو خطا کے مرتکب ہوے غیبت کی غیبت سرے اور ریا اوسپر علاوہ ہوا مثلاً کسی شخص کا ذکر اگر اونکے سامنے ہو تو کہتے ہین خدا کا شکر ہے کہ ہمکو حکام سے غرض نہین پڑتی نہ اونکے سامنے دنیا کے واسطے ذلیل کیا یا یون کہتے ہین کہ بے شرمی سے بھی خدا بچاوے تو ان الفاظ سے غرض بھی ہوتی ہے کہ دوسرا شخص معیوب ہی مگر اوسکو شکر اور دعا کے پیرایہ مین بیان کرتے ہین اور بعض اوقات اوس شخص کی مدح بھی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ فلانا شخص کتنا اچھا ہے افعال سب درست عبادت مین چست مگر ایک ایسی ہی بلا مین مبتلا ہے کہ ہم سب اسمین گرفتار ہین وہ یہ ہے کہ صبر کم کرتا ہے پس اول اپنے نفس کو ذکر کرلیتے ہین اور اوسکی ضمن مین غرض صرف دوسرے کی مذمت ہوتی ہے اور اپنے آپ کو صلحا سے مشابہ کرتا تو اسصورت مین تین خطا جمع ہوجاتی ہین غیبت اور ریا اور اپنے نفس کو صاف جاننا اور خود بھی سمجھتے ہین کہ ہم نیک ہین کسی کی غیبت ہی سروکار نہین رکھتے اسی بنا پر جو آدمی ذی جاتے عبادت کرتے شیطان اونکو مسخرہ بنا لیتا ہے اونکو لاعلمی کے سبب کچھ خبر نہین ہوتی وہ جسطرح چاہتا ہے اونپر ہنستا ہے اور اونکے اعمال کو اپنے فریب سے گھیر لیتا ہے اور اسمین یہ بھی ہے کہ کسی جلسہ مین ایک آدمی کی عیب کا ذکر کرتے ہین اور بعض شخص اوسپر کان نہین دھرتے تو کہہ اوٹھتے ہین کہ سبحان اللہ عجب وغریب بات ہی تاکہ لوگ خوب متوجہ ہوکر سنین اپنے خبث باطن کے اظہار مین خدا کا نام لیا جاتا ہے اوسکو بھی

۱ نہین خوش آتا ہے فحاصل کہ مین نقل کردون گی اور بھی اثنا ثانت کچھ اور ہے تو بھی نقل کرنا بری معلوم ہوتا ہے ۱۲ گیارہ مین گذری ۱۲

۲ ابوداود و ترمذی عن انس رضی اللہ عنہ ۱۲ نہین

آدمی کو ایسا کھنا کہ وہ سنے تو برا مانے اسی کا نام غیبت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف
مین ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی جب ہے کہ جو بات کیسکی بیان کی ہے وہ اوسمین موجود ہو تو ایسی
بات کہنے سے غیبت کا بھی مرتکب ہوگا اور خدا کا نافرمان اور اپنے بھائی کا گوشت کھانے والا بھی ہوگا
اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمکو معلوم ہے کہ غیبت کسکو کہتے ہین لوگون نے عرض کیا
کہ خدا تعالی اور اوسکا رسول زیادہ جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا ذکر اخاک بما یکرہ لوگون نے عرض کیا
کہ جو بات کسی کی کہی جاوے اگر اوسمین ہو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ بات اوسمین ہو تو غیبت ہے ورنہ بھتان
ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ہوا تو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا عاجز ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے اوسکی غیبت کی اونہون نے عرض کیا کہ حضرت
جو بات اوسمین تھی ہمنے تو وہ بیان کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر ایسی بات کہتی جو اوسمین نہ تھی تو بھتان کرتے
اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے ایک عورت کا ذکر آنحضرت صلعم
کے سامنے کیا اور بیان کیا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے آپ نے اونکو فرمایا کہ تو نے اوسکی غیبت کی اور حضرت
حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دوسرے کا ذکر کرنا تین طرح ہوتا ہے غیبت اور بھتان اور افک اور
ہر ایک کتاب اللہ عزوجل مین موجود ہے غیبت تو ایسی چیز کو کہتے ہین کہ جو بات دوسرے مین ہو اوسکو
بیان کرین اور بھتان یہ ہے کہ جو بات اوسمین نہو اوسے بیان کرین اور افک یہ ہے کہ جیسا سنین ویسا
کہدین اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو منہ سے وہ کالا آدمی نکل گیا تو کہا استغفر اللہ مینے
اوسکی غیبت کی اور ایکبار ابراہیم یک چشم کا ذکر کیا تو نخعی کہتے ہین کہ اپنا ہاتھ آنکھ پر رکھلیا اور یک چشم
نہ کہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ کسی کی غیبت مت کرو مینے ایک عورت کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہدیا تھا کہ اسکے دامن لمبے ہین آپ نے فرمایا کہ تھوک تھوک مینے
جو تھوکا تو منہ مین سے گوشت کا لوتھڑا نکلا اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ غیبت زبان سے ہی کہنے پر موقوف
نہین بلکہ جسطرح دوسرا شخص کسی کا عیب سمجھ جاوے وہ غیبت ہی مین داخل ہے خواہ کنایہ اور رمز سے ہو
یا حرکت و فعل سے یا تصریح و قول سے پس سب حرام اور ناجائز ہین چنانچہ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ ایک بار ایک عورت آئی جب وہ چلی گئی تو مینے ہاتھ سے اوسکے قد کا اشارہ کیا کہ آنحضرت
سے قد کی تھی یعنی بونی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اوسکی غیبت کی اور اسی مین داخل
ہے اگر لنگڑے آدمی کی نقل کرے اور خود اوسکی چال چلنے لگے بلکہ نقل کرنا غیبت سے بھی بڑھکر ہے اسلیے
کہ اس سے زیادہ تر صورت دوسرے شخص کی ذہن بن آتی ہے گویا تصویر پیش نظر ہو جاتی ہے جب

کہ اوسمین روگ ہے اللہ ہمکو حسن توفیق عنایت فرماوے

دوسرا بیان معنی غیبت اور اوسکی تعریف مین

غیبت کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کا ایسا ذکر کرنا کہ اگر وہ سنی تو برا جانے خواہ نقصان بدن کا ذکر ہو یا نسب کا یا خلق کا یا قول وفعل کا یا دین کا یا دنیا کا یا کپڑے اور گھر اور سواری وغیرہ کا۔ بدن کا عیب تو یہ ہے کہ کسی کو یون کہو کہ جسکی آنکھین چندھی یا آنسو ڈہال یا بھنگی ہین یا جو گنجا یا بونا یا لنبا یا کالا یا پیلا وغیرہ جو ایسے عیب معلوم ہون کہ اگر وہ سنے گا تو برا مانے گا۔ اور نسب کا عیب اسطرح کہ اوسکا باپ غلام ہے خواہ خسیس ہے یا بدکار ہے یا موچی یا گوبر والا یا اور کسی مکروہ پیشہ والا ہے اور خلق کا عیب اسطرح کہ فلان شخص بدمزاج ہے یا بخیل یا متکبر یا ریاکار یا غضیار یا نامرد یا بزدلا یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہا جاوے اور ان افعال مین عیب جو دین سے متعلق ہین یون ہوتا ہے کہ وہ چور جھوٹا شراب خوار خائن ظالم ہے یا نماز وزکوۃ مین سستی کرتا ہے یا رکوع وسجدہ اچھی طرح نہین ادا کرتا یا نجاست سے نہین بچتا یا والدین سے سلوک نہین کرتا یا زکوۃ کو بیموقع صرف کرتا ہے یا اچھی طرح نہین تقسیم کرتا یا روزہ مین جماع وغیبت ولوگونکی برائی کا ذکر کیا کرتا ہے۔ اور جو افعال متعلق دنیا سے ہین اونکا عیب اسطرح ہے کہ فلان شخص نے ادب سے لوگونکی تعظیم نہین کرتا اپنا حق سب پر جانتا ہے اپنے اوپر کسی کا حق نہین سمجھتا یا بڑا بکی ہے یا بسیار خوار یا سوء ہے کہ بے وقت سو رہتا ہے اور بے موقع بیٹھ جاتا ہے اور کپڑے کے عیب اسطرح کہ اوسکی آستین چوڑی ہین یا دامن لنبے ہین یا کپڑے میلے رکھتا ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہین کہ دین کے باب مین جو کسی کو کچھ کہتے ہین تو یہ داخل غیبت نہین اسلیے کہ جس چیز کو خدا نے برا کہا ہے اوسکی مذمت کرتے ہین تو ایسے شخص کو گناہ کے باعث برا کہنے مین کیا خرابی ہے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب ذکر اوس عورت کا ہوا جو بہت نماز وروزہ کیا کرتی تھی اور اوسکی ساتھ ہی ہمسایونکو اپنی زبان سے ستاتی تھی تو آپ نے فرمایا کہ وہ دوزخ مین جائیگی اور اسیطرح ایک عورت کا ذکر آپ کے سامنے ہوا کہ وہ بخیل ہے آپ نے فرمایا کہ اوسمین کچھ اچھی بات نہین تو اگر اس قسم کی برائی ممنوع ہوتی تو آپ لوگون کو منع فرما دیتے کہ ایسے الفاظ سے ذکر مت کیا کرو ہم کہتے ہین کہ یہ قول ودلیل اون لوگونکی ٹھیک نہین اسلیے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم جو لوگون کا ذکر ان الفاظ سے آپ کے سامنے کرتے تھے تو اونکی غرض یہ نہ تھی کہ اونکا ہتک یا برائی ہو بلکہ تحقیق مسائل منظور ہوتی تھی اور سواء مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی جگہ اسکی ضرورت نہ تھی اس واسطے صرف اوسی مجلس مین ایسا ذکر تحقیق کے لیے ہو جاتا تھا اور ان امور کی غیبت مین داخل ہونیکی یہ سند ہے کہ تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ دوسرے

ابن حبان وحاکم بروایت ابوہریرہ ۱۲

خرائطی در مکارم اخلاق بروایت امام باقر عن ابیہ مرسلا ۱۲

کہ جیسا زندگی مین تو نے کھایا تھا اب بھی کھا تو ناچار کھاوے گا اور منہ بناویگا چلاوے گا اور یہ مضمون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے اور ایک بار دو آدمی مسجد کے کسی دروازہ کے پاس بیٹھے
تھے کہ وہان کو گذر ایک مخنث کا ہوا جسنے اپنا کام چھوڑ دیا تھا ان دونون نے اوسکو دیکھکر آپسمین کہا
کہ ابھی اسمین اثر مخنث پنے کا باقی ہے اتنے مین نماز کے لیے تکبیر ہوئی یہ دونون بھی جماعت مین شریک ہوئے
مگر دلمین یہ خیال رہا کہ ہمنے اوس شخص کی نسبت ایسا کلام کہا ہے نہ معلوم نماز ہوئی یا نہین اس لیے
عطاء رحمہ اللہ سے یہ ماجرا کہا اونہون فرمایا کہ دوبارہ وضو کرکے پھر سے نماز پڑہو اور اگر روزہ بھی تمھارا
تھا تو روزہ کو بھی قضا کرو اور وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کی تفسیر مین حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ ہمزہ سے وہ شخص مراد ہے کہ جو طعن و اعتراض لوگون پر کرے اور لمزہ سے غیبت کرنے والا مراد ہے
اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہمکو ایسا پہونچا ہے کہ عذاب قبر کے تین حصہ ہین ایک تہائی
تو غیبت سے ہوتا ہے اور ایک تہائی چغلی سے اور ایک تہائی پیشاب سے نہ بچنے سے اور حضرت حسن رض
فرماتے ہین کہ بخدا غیبت کا اثر مسلمان کے دین مین آکلہ بیماری کے اثر سے بھی زیادہ ہوتا ہی یعنی جیسا
مرض آکلہ آدمی کے تن بدن کو کھا لیتا ہے ویسے ہی غیبت دین کو چٹ کرتی ہے اور یہ بھی اونھین کا قول
ہے کہ ہمنے سلف کو اسی حال پر پایا کہ نماز و روزہ کو کسی کو عبادت نہین سمجھتے تھے بلکہ ترک غیبت کو
عبادت جانتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تمھارا دل چاہے کہ لوگونکی
عیب بیان کرو تو اپنے عیب یاد کرو اور بعضونکا قول ہے کہ تم لوگ لوگون کی آنکھہ کا تو تنکا بھی دیکھہ
لیتے ہو مگر اپنی آنکھہ کا شہتیر بھی نہین سوجھتا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ اے ابن آدم حقیقت
ایمان پر جبھی پہونچیگا کہ جو برائی تجھہ مین ہے اوسپر دوسرونکو برا نہ کہے گا اور اپنی برائی کی اصلاح پہلے کریگا
اور جب پہلے اپنے نفس کی اصلاح مقدم جانے گا تو یہی شغل کافی ہے دوسرونکی طرف التفات کی
نوبت آنی بھی مشکل ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب تر وہی بندہ ہے جسکا حال ایسا ہی ہوا اور حضرت
عیسے علیہ السلام کا گذر معہ حواریون کے ایک مرے کتے پر ہوا تو حواریون نے کہا کہ اس کتے مین سے کیا
بری بو آتی ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی کتنی تیز ہے اس سے گویا حضرت عیسی عم نے
اونکو کتی کی غیبت سے بھی منع فرمایا اور تنبیہ کی کہ اللہ کی مخلوق مین سے اچھی شے کے سوا اور کچھہ ذکر
نہ کرنا چاہیے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سنا کہ دوسری کی غیبت
کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ خبردار غیبت مت کرنا یہ چیز اون لوگون کا سالن ہے جو انسانون مین سی کتے
ہین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا تعالے کا ذکر کیا کرو کہ اسمین شفا ہے لوگونکا ذکر مت کیا کرو

ہو آپ اجازت دیتے گئے ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ علیہ وسلم دو عورتین ہین کہ اونہون نے بھی روزہ رکھا تھا اونکو آپ اجازت دین تو افطار کرین آپ نے منہ پھیر لیا اونسے دوبارہ عرض کیا دوبارہ بھی منہ پھیر لیا اونسنے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ اونہون نے روزہ نہین رکھا جو آدمی دن بھر لوگونکا گوشت کھاوے اوسکا روزہ کیسے ہوگا تو جاکر اونسے کہدے کہ تمہارا روزہ ہی تو قی کروا اونسنے اون عورتونکو حضرت کا حکم سنادیا اونہون نے قی کی تو ہر ایک کے منہ سے جما ہوا خون نکلا اونسنے آکر آپ کیخدمت مین ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہے اگر یہ خون کے لوتھڑے اونکے پیٹو مین رہجاتی تو اونکو دوزخ کھا جاتی اور ایک روایت مین یون ہے کہ جب آپنے منہ پھیر لیا تو وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ بخدا وہ عورتین قریب المرگ ہین آپ نے فرمایا کہ اونکو یہان بلا لا جب وہ آئین تو آپ نے ایک بڑا پیالہ منگا کر ایک کو اونمین سے کہا کہ اسمین قے کر اونسنے پیپ اور خون کی قے یہانتک کی کہ پیالہ بھر گیا پھر دوسری سے کہا کہ قے کر اونسنے بھی ویسا ہی قی کی آپ نے فرمایا کہ ان دونون نے جس چیز کو اللہ تعالے نے حلال کیا اوس سے تو روزہ رکھا اور جسکو حرام کیا تھا اوس سے افطار کیا ایک دوسرے کے پاس بیٹھکر لوگونکا گوشت کھانا شروع کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین ذکر سود کا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر درم سود کا آدمی لے تو خدا کے نزدیک گناہ مین چھتیس زنا سے بڑھکر ہے اور سود سے بھی بڑھکر مسلمان آدمی کی آبرو ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم آپ کے ساتھ ایک سفر مین تھے پس آپ دو قبرون پر گذرے کہ جنکے مردونکو عذاب ہو رہا تھا آپ نے فرمایا کہ ان لوگون نے کوئی بڑا گناہ نہین کیا تھا اور عذاب ہوتا ہے ایک تو لوگونکی غیبت کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہین بچتا تھا پھر آپنے ایک تر لکڑی یا دو منگا کر اونکو توڑا اور دونون قبرون پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیگی اونکو عذاب مین تخفیف رہیگی اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کو زنا کے باعث سنگسار کیا تھا ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اسکو کتے کیطرح اوسی جگہ مار ڈالا پھر راہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ایک مردار پر ہوا تو اون دونون شخصون کو فرمایا کہ آسمین دانت لگاؤ اونہون نے عرض کیا کہ کیا مردار ہم دانت مارین آپ نے فرمایا کہ جو ذکر ماعز کا تم نے کیا تھا وہ تو اس سے بھی زیادہ برا تھا غرضکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپسمین بیکشادہ پیشانی ملتے اور غیبت کسی کی نکرتے اور غیبت نہ کرنے کو افضل اعمال جانتے اور اوسکے خلاف کو عادت منافقین تصور کرتے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو آدمی دنیا مین اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے تو آخرت مین بھی اوسکے سامنے وہی گوشت کیا جاویگا اور حکم ہوگا

۱ احمد و بیہقی بروایت جبیر مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن ابی شیبہ کا نام نہین ۱۲

۲ ابن ابی الدنیا و بیہقی ۱۲

۳ ابن ابی الدنیا و بیہقی و ابن ابی شیبہ اور صحیح و صحیحین مین بھی بروایت ابن عباس منقول ہے عرض مصحح ۱۲

۴ ابو داؤد و نسائی بروایت ابو ہریرہ ۱۲

حدیث مین ہے من کذب فی حلم کلف یوم القیمۃ ان یعقد شعیرۃ ولیس بعاقد

پندرہوین آفت غیبت ہے اور اسمین سات بیان ہین

بیان اول غیبت کی مذمت و دلائل شرعی سے اللہ تعالے نے اپنی کتاب مجید مین اسکی برائی کا ذکر فرمایا اور غیبت کرنے والے کو مردار کھانے والے سے مشابہت دی جیسا کہ ارشاد ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرہتموہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ اور عرض مین غیبت بھی آگئی مال اور خون کے ساتھہ اوسکو بھی خدا تعالے نے اکھٹا فرما دیا اور حضرت ابوہریرہ اس حدیث کو روایت کرتے ہین لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا یغتب بعضکم بعضا وکونوا عباد اللہ اخوانا اور حضرت جابر اور ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا اسکی وجہ یہ ہے کہ زنا کرکے تو آدمی اگر توبہ کرے تو اللہ تعالے توبہ قبول کرلیتا ہے اور غیبت والے کی مغفرت جب تک نہین ہوتی جب تک جسکی غیبت کی ہے وہ معاف نکرے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ شب معراج کو میرا گذر ایسے لوگون پر ہوا کہ اپنے چہرہ کو ناخونسے نوچ رہے تھے مین نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین اونہون نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ لوگونکی غیبت کیا کرتے تھے اور ان کی آبرو مین گفتگو کرتے تھے اور حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کوئی ایسی عمدہ شے تبلایئے جس سے مجکو فائدہ ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی اچھی بات کو حقیر نسمجھنا گو اتنی ہے کیون نہو کہ اپنے ڈول مین سے پیاسے کے برتن مین پانی ڈالدو اور یہ کہ اپنے بھائی مسلمان سے بکشادہ پیشانی ملنا چاہیے اور اوسکے پیچھے اوسکی غیبت نکرنی چاہیے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ اس زور سے پڑہا کہ گھر ونکی عورتون نے بھی سنا اور فرمایا یا معشر من امن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ تتبع اللہ عورتہ ومن تتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی جوف بیتہ اور حضرت موسی علیہ السلام پر اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا سب سے پیچھے جنت مین جاویگا اور جو بے توبہ مرے گا تو سب سے اول دوزخ مین جاوے گا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز روزہ رکھنے کو ارشاد فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جب تک مین اجازت نہ دون تب تک کوئی افطار نکرے غرض لوگون نے روزہ رکھا اور جب شام ہوئی تو آپ کی خدمت مین ایک ایک آدمی نے آنا شروع کیا اور عرض کرتے گئے کہ مینے روزہ رکھا تھا مجکو اجازت افطار کی

عادت سے زیادہ دفعہ کہا یا بلایا ہوگا تو گناہ گار نہوگا گو اوتنی دفعہ نکہا ہو جتنی تعداد کہی ہے اور ان دونون کے درمیان اور درجے ہین کہ جو کوئی اپنی زبان مبالغہ سے نروکی وہ خطرہ کذب سے خالی نہوگا اور ایک جھوٹ جسکی عادت اور سہل انکاری لوگونمین شائع ہے یہ ہے کہ جب آدمی سے کہا جاوی کہ کھانا کھاؤ تو جواب دی کہ مجھے بھوکھ نہین اور یہ بھی ممنوع اور حرام ہے بشرطیکہ کوئی غرض صحیح اس سے متعلق نہو مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اسماء بنت عیس سے روایت ہی کہ شب زفاف حضرت عایشہ رضی عنہا مین موجود تھی اور اونکو مینے ہی بنایا سنوارا تھا اور میرے ساتھہ کچھ اور عورتین بھی تہین حضرت عایشہ رضی عنہا کو جب حضرت صلعم کے پاس ہم لے گئے تو آپ کے یہان بجز ایک پیالہ دودھ کے اور کچھ موجود نہ تھا پس اوسمین سے آپ نے کچھ پیا اور پھر حضرت عائشہ رضہ کو دیا اونکو حیا دامنگیر ہوئی تو مین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ مت ہٹاؤ اور پی لو اونہون نے اوسی شرم کی حالت مین لیا اور پیا پھر آپنے فرمایا کہ اپنے ساتھیونکو دیدے عورتون نے عرض کیا کہ ہمکو بھوکھ نہین آپ نے فرمایا کہ اپنے پیٹ مین بھوکھ اور جھوٹ دونون کو ساتھہ مت کرو مینے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی چیز کو ہمارا دل ہوتا ہو اور ہم کہدین کہ بھوکھ نہین کیا یہ بھی جھوٹ مین داخل ہے آپنے فرمایا کہ جھوٹ جھوٹ ہی لکھا جاتا ہی حتی کہ اگر تھوڑا سا جھوٹ ہوگا تو وہ تھوڑا سا لکھا جاویگا اور اہل ورع اس جیسے جھوٹ مین بھی تسامع سے بچتے تھے چنانچہ لیث بن سعد کہتے ہین کہ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی آنکھو مین اتنا کیچڑ رہتا تھا کہ باہر بھی آجاتا تھا لوگ اونسے عرض کرتے تھے کہ آپ اپنی آنکھین پونچھہ ڈالیے آپ فرماتے کہ طبیب کی قول کیا کرون اسنے کہا ہے کہ آنکھون کو ہاتھہ مت لگاؤ یعنی وعدہ جو معالج سے ہاتھہ نہ لگانیکا کرچکا ہون وہ خلاف ہوجاویگا اب ہم کہتے ہین کہ واقع مین اہل ورع اسیطرح حفاظت اپنی زبان کی فرماتے ہین اور جو شخص حفاظت کو ترک کریگا اوسکی زبان بے اختیار جھوٹ مین مبتلا ہوگی اور اوسکو خبر بھی نہوگی خوات تیمی فرماتے ہین کہ ربیع بن خثیم کی بہن میرے لڑکے کی عیادت کو آئین اور اوسپر جھک پڑین اور پوچھنے لگین کہ بیٹا کیا حال ہے پس اونکی بھائی ربیع نے اونسے پوچھا کہ تمنے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے اونہون نے کہا نہین اونکی بھائی نے فرمایا کہ پھر تمہارا بیٹا کیسے ہلویون کیون نکہا کہ بھتیجے کیسا ہے جو جھوٹ نہوتا اور ایک عادت یہ بھی ہوتی ہے کہ جو بات اپنی آپ کو معلوم ہو اوسمین کہتے ہین کہ خدا جانتا ہے حالانکہ حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک بڑی گناہ نمین سے ہے کہ جسکی بات کو نجانتا ہو اوسکو کہے کہ خدا جانے اور نیز بعض لوگ جھوٹا خواب کہا کرتے ہین یا اوسمین کچھہ اپنی طرف سے ملا کر کہتے ہین اسمین بھی بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرْیَةِ اَنْ یَدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ یَرٰی عَیْنُهٗ فِی الْمَنَامِ مَا لَمْ یَرَ اَوْ یَقُوْلُ عَلٰی مَا لَمْ اَقُلْ اور دوسری

کہ لو اور اپنی بی بی کو راضی کرو اور نخعی رحمہ اللہ اپنی بیٹی سے یہ کبھی نہ کہتے کہ مین تجھے شکر لے دونگا بلکہ یون کہتے کہ اگر مین تجھے شکر لے دون کیونکہ اکثر اونکو خریدنے کا اتفاق نہوتا تھا اور بعض اوقات جو کوئی پکارنے آتا اور اوسکے واسطے نکلنا گھر سے منظور نہوتا تو لونڈی سے کہدیتے کہ کہدے کہ مسجد مین تلاش کرو اور یہ مت کہیو کہ یہان نہین ہین تاکہ جھوٹ نہوجاوے اور شعبی رح کا یہ دستور تھا کہ جسکے لینے نکلنا منظور نہوتا اپنے پاس ایک دائرہ کھینچتے اور لونڈی سے فرماتے کہ اس دائرہ مین انگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین جبرل یہ تمام باتین کنایہ کی ضرورت وحاجت کیوقت مین ورنہ نئے صرورت انکا ارتکاب بھی نہین چاہیے کیونکہ ایک حیلہ ونباوٹ ہے اس سے دوسرا شخص خلاف واقع سمجھتا ہے گو لفظون مین جھوٹ نہو تب بھی فی الجملہ مکروہ ہے عبداللہ بن عتبہ کہتے ہین کہ مین اپنے والد کے ساتھ حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کی خدمت مین گیا اور لباس اچھا پہنے ہوئے تھا جب وہانسے نکلا تو اوس کپڑے کو دیکھکر لوگ کہنے لگے کہ یہ تمکو امیرالمومنین نے عنایت کیا ہے مین نے کہا کہ اللہ تعالی اونکو جزاے خیر دیوے پس میرے باپ نے کہا کہ دیکھو خبردار جھوٹ مت کہو حالانکہ یہ جملہ کچھ جھوٹ نہ تھا مگر اس خیال سے کہ دعا بادشاہ کے حق مین اکثر انعام کے مقابلہ مین ہوتی ہے لوگ اس جملہ سے یہی سمجھتے ہونگے کہ بادشاہ نے دیا ہے تو گویا ایک جھوٹی اور بے اصل بات پر اونکو جانا ہوا اس لیے اونکو منع کیا کہ ایسا نکرین اسمین فائدہ کیا ہے بجز اسکے کہ شیخی اور فخر ہو کہ ہمکو بادشاہ کے یہان سے یہ ملا ہان کنایات تھوڑے سے مطلبونکی لیے مزاح کے طور پر مباح ہین جیسے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ بڑھیا بہشت مین نجاویگی اور تیرے خاوند کے آنکھ مین سفیدی ہے اور تجکو اونٹ کے بچہ پر سوار کرینگے وغیرہ لیکن صریح جھوٹ جس سے ایسا ضرر ہو کہ دل کو ایذا پہونچے وہ حرام ہے جیسا نعیمان انصاری نے اندھے کو بہکا دیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اوس سے کہدیا کہ یہ نعیمان ہین یا جیسا لوگونکی عادت ہوتی ہے کہ بعض احمقونکو فریب دیا کرتے ہین کہ فلانی عورت تم پر عاشق ہے اور اگر ایذا منظور نہو صرف دل لگی منظور ہو تو اگرچہ فاسق تو نہین ہوتا پھر بھی درجہ ایمان سے کچھ گھٹ جاتا ہے ایک حدیث شریف مین وارد ہے لَا یَکْمُلُ لِلْمَرْءِ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ وَحَتّٰی یَجْتَنِبَ الْکَذِبَ الْمَزْحَ اور یہ جو حدیث مین مذکور ہے کہ آدمی بعض اوقات ایسی بات کہتا ہے کہ لوگ اوسپر ہنسین اور اوس کے سبب سے دوزخ مین ثریا سے بھی دور جا پڑتا ہے تو اس سے مراد وہی کلام ہے جسمین غیبت اور ایذا اور کذب ہو مطلق مزاح مراد نہین ایک جھوٹ جس سے فاسق نہین ہوتا یہ ہے کہ عادۃً بطور مبالغہ کہے مثلاً کہے کہ ہم نے تمکو سو دفعہ طلب کیا یا ہزار دفعہ یہ کہدیا کہ ایسا مت کرو تو اس سے غرض شمار عدد منظور نہین ہوتی بلکہ کثرت بطور مبالغہ مقصود ہوتی ہے پس اگر ایک ہی بار کہا یا بلایا ہو تو بیشک جھوٹ ہوگا اور اگر

۱ دسوین آفت مین گذری ۲ یہ بھی دسوین آفت مین گذری ۱۲ ۳ ازدی کا بیان کا ہل نہین ہوتا جب تک کہ بہت سے کام نہ کرے ۴ جو اپنی لیے حلال نہین سمجھتی ہونگی ۵ اوس حق تعالی کی ۶ جھوٹ بھی تین قسم ۱۲ ۷ ابن ابی الدنیا و صحت دیگر ابی در کیم ۱۲ ۸ آفت سوم مین گذری ۱۲ ۹ ابن ابی الدنیا و صحت دیگر ابی در کیم ۱۲

اور اونکو گمان یہ ہے کہ اسکا مقصود صحیح ہے پس یہ بڑی خطا ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ اور اس حدیث پر بے ضرورت عمل چھوڑا نہین جاتا
اور وعدہ و وعید کے لیے کچھ ضرورت وضع احادیث کی نہین اسلیے کہ جو مضامین احادیث و آیات صحیحہ مین
وارد ہین وہ کیا تھوڑے ہین جو جھوٹی احادیث کی ضرورت ہو اور یہ جو لوگ بیان کرتے ہین کہ احادیث و آیات
صحیحہ کو سنتے سنتے انکا رعب جاتا رہا ہے اور خوف اتنا نہین ہوتا جتنا نئے مضمون سے حاصل ہوتا ہے تو یہ خیال
خام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خداوند کریم پر اقرار کرنے سے کوئی گناہ بڑا کر نہین اور اس سے ایسے امور
بھی واقع ہوتے ہین کہ بالکل شریعت کو درہم برہم کردین تو نیکی برباد گناہ لازم کا مضمون ہوتا ہے حضرت کا
جھوٹ اور اقرار ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ اوسکے سامنے سب گناہ گرد ہین خدا ہمکو اور سب مسلمانونکو اوس سے بچاوے

تنبیہ اس بات کی بیان مین کہ کنایۃً بھی جھوٹ نہ بولنا چاہیے جاننا چاہیے کہ سلف کا قول ہے کہ کنایۃً جھوٹ
بولنا کذب نہین کہلاتا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر آدمی کنایۃً کچھ جھوٹ کہے تو کذب سے
بچ جاتا ہے اور اسیطرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے منقول ہے مگر ان لوگون کی غرض یہ ہے
کہ جب آدمی جھوٹ بولنے کے واسطے مضطر ہو تو کنایۃً کہے ورنہ بلا ضرورت و حاجت جھوٹ بولنا نہ صراحۃً جائز ہے
نہ کنایۃً گو کنایۃً مین آسانی ہے اور مثال کنایۃً کے یہ ہے کہ مطرف ایک بار زیاد کے پاس گئے اوسنے کہا کہ دیر
کیون آئے تو ایک مرض کا بہانہ کرکے کہا کہ جب سے مین تمہاری پاس سے گیا تھا کروٹ نہین لی الا ماشاء اللہ
یا کسی آدمی سے تمہاری طرف سے کسی نے کچھ کان بھر دئے اور تمکو منظور ہوا کہ جھوٹ نہ بولین تو اوسوقت ایسا
جواب دو کہ وہ کچھ اور سمجھے اور تمہارا مطلب کچھ اور ہو تو یہ کنایہ کہلاویگا غرض کنایۃً اوسے کہتے ہین کہ سامع
اوس سے کچھ سمجھے اور متکلم کا مطلب کچھ اور ہو مثلاً حضرت معاذ بن جبل رض حضرت عمر رض کے عہد مین ایک
جگہہ کے عامل تھے جب وہان سے آئے تو اونکی بی بی نے کہا کہ جیسے اور عامل اپنے گھر کچھ لاتے ہین تم بھی لائے
یا نہین اونہون نے جواب دیا کہ میرے ساتھہ ایک ناظر مقرر تھا اونکی مراد یہ تھی کہ خدا تعالے ناظر تھا مگر اونکی
بی بی نے سمجھا کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے ساتھہ کسیکو نگہبانی کے لیے بھیجا ہوگا اس خیال سے کہنے لگی
کہ سبحان اللہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک
امین تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھہ ناظر مقرر کیا یہ چرچا تمام عورتون مین پھیلا یہانتک کہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ سے بھی جاکر شکایت کی آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ مینے کب تمہارے
ساتھہ ناظر بھیجا تھا اونہون نے عرض کیا کہ مینے آپ کی بھیجنے کا تو ذکر نہین کیا یہ کہا تھا کہ میرے ساتھہ ناظر
تھا اور اوسکی سوا کوئی اور مجھکو عذر نہ سوجھا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے اور اونکو کچھ عنایت فرماکر کہا

۱۲ وہ شخص جو تم جانتے ہو کہ جھوٹ بولتا ہے اگر وہ کوئی سچی بات کہے تو اسکو قبول نہ کرو (ابوداؤد) جس کو جھوٹ کا گناہ ہو وہ سچ بولنے کا ثواب کیا پائیگا (باب الحلم من کتاب الادب)

پس اگر حاجت کی اہم ہونے مین تردد ہو تو اصل مین جھوٹ حرام ہے ایسی جگہہ اصل ہی کیطرف رجوع چاہیے
اور ازانجاکہ مراتب مقاصد کی بہت باریک ہین کہ ہر کسیکو معلوم نہین ہوسکتی لہذا انسان کو حتی الوسع جھوٹ سے
احتراز ہی چاہیے بلکہ اگر اپنی حاجت بھی ہو تو اوسکو ترک کرے اور جھوٹ سے باز آوے لیکن اگر دوسرے کا مطلب ہو
تو اوسکی لیے چشم پوشی اور ضرر ناحق پہونچانا نہین چاہیے اور آج کل جو لوگ جھوٹ بولتی ہین تو صرف اپنے حظ
نفسانی کے لیے اور زیادتی مال وجاہ کے لیے بولتے ہین اور وہ ایسی باتین ہوتی ہین کہ اگر فوت ہوجاوین
تو کچھ خرابی لازم نہین آتی یہانتک کہ عورت مثلاً اپنی سوت کی جلانے کو ایسی باتین جھوٹی خاوند کیطرف سے کہتی ہے
کہ اوسکو یقین ہوجاوے مثلاً کہدیتی ہے کہ مجھے اتنا زیور بنا دیا یا کپڑے بنا دیے وغیرہ ایسی جھوٹ حرام ہے
چنانچہ اسماء بنت یزید روایت کرتی ہین کہ عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میری ایک
سوت ہے مین اوسکے جلانے کو کہدیتی ہون کہ خاوند نے مجھکو بہت کچھ دیا ہے تو مجھپر کچھ گناہ ہوگا آپ نے فرمایا
کہ جسکو کچھ نہین ملتا اور کہتا ہے کہ مجھکو ملا وہ ایسا ہے کہ کپڑے مین فریب دینے کے لیے آستین یا پردہ دوسرا
لگائے جسمین لوگونکو معلوم ہو کہ دو کپڑے پہنے ہوئے ہے اور یہ بھی حدیث مین وارد ہے مَنْ يَطْعَمُ كَاذِبًا
أَوْ قَالَ لِي وَلَيْسَ لَهُ أَوْ أَعْطَيْتُ وَلَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اور اسمین یہ بھی داخل ہے کہ کوئی
عالم بلا تحقیق کچھ فتوے دیدے اور جس حدیث کا کچھ ثبوت معلوم نہین اوسکو روایت کرے کیونکہ سارا مطلب
اوسکا یہ ہوتا ہے کہ اپنا فضل ظاہر ہو اسی واسطے یہ منہ سے نہین نکلتا کہ مین نہین جانتا اور یہ حرام ہے اور عورتون
ہی کا ساحکم لڑکونکا ہے وہ بھی بلا ترغیب وعدہ یا جھوٹے ڈر آوی کے مکتب مین نہین جاتا پس اوسکی لیے ایسا
کرنا مباح ہے ہان اخبار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطرح کے امر سے بھی جھوٹ نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے
لیکن کذب مباح کا بھی حساب کتاب ہوتا ہی اور اس بات کی بازپرس ہوتی ہے کہ مقصود اسکا صحیح تھا
یا نہین پھر معاف ہوجاتا ہے اسلیے کہ قصد اصلاح کے لیے اوسکو مباح ٹھہرایا گیا ہے مگر اسمین دھوکا بڑا
پڑتا ہے کیونکہ اوسکا باعث کبھی اپنی غرض نفسانی ہی ہوتی ہے اور اصلاح کے بہانہ سے جھوٹ کا مرتکب
ہوتا ہے حالانکہ اوسکی حاجت نہین ہوتی اسیواسطے اسطرح کے جھوٹ نامۂ اعمال مین درج ہوتی ہین غرض
کہ جو آدمی جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے تو اوسکو یہ وقت آپڑتی ہے کہ جس سبب سے جھوٹ بولا ہی وہ شرعاً بہ نسبت
سچ بولنے کے اہم اور مقصود تھا یا نہین اور اس بات کا معلوم ہونا بہت مشکل ہے تو احتیاط اسی مین ہے
کہ جھوٹ نہ بولے الا اوس صورت مین کہ واجب ہوجاوی اور کسیطرح اوسکا چھوڑنا جائز نہو مثلاً جھوٹ
نہ بولنے سے کسی کی گردن ناحق ماری جاتی ہو یا گناہ عظیم مین مبتلا ہوتا ہو تو یہان جھوٹ بولنا ہی واجب ہے
اور بعض لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ فضائل اعمال اور سختی معصیت کی باب مین احادیث کا وضع کرنا درست ہے

کہ اسلام اور احسان کے ساتھہ زندگی کرین اور نواس بن سمعان کلابی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا
مَالِیْ اَرَاکُمْ تَتَهَافَتُوْنَ فِی الْکِذْبِ تَهَافُتَ الْفَرَاشِ فِی النَّارِ کُلُّ الْکِذْبِ یُکْتَبُ عَلٰی ابْنِ
اٰدَمَ لَا مَحَالَةَ اِلَّا اَنْ یَکْذِبَ الرَّجُلُ فِی الْحَرْبِ فَاِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ اَوْ یَکُوْنُ بَیْنَ اثْنَیْنِ
شَحْنَاءُ فَیُصْلِحُ بَیْنَهُمَا اَوْ یُحَدِّثُ امْرَاَتَهٗ یُرْضِیْهَا اور حضرت ثوبان فرماتی ہین کہ سب جھوٹون
مین گناہ ہوتا ہے مگر اوسمین کہ کسی مسلمان کا فائدہ یا دفع ضرر ہو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے
ہین کہ جب مین کوئی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتا ہون تو آسمان سے گرنا اچھا
معلوم ہوتا ہے اوسمین جھوٹ بولنا اچھا نہین معلوم ہوتا اور جب آپسکی نزاع کی کچھ بات
کہتا ہون تو لڑائی مین فریب ہوتا ہے پس یہ تین مقام حدیث مین مستثنی ہوے ہین اور اگر کوئی
اور جگہ بھی ایسی ہی ہو کہ جسمین اسکا یا دوسرے کا مقصود صحیح نکلتا ہو وہ بھی اسمین داخل ہے مثلاً
کوئی ظالم کسی کو پکڑ کے پوچھے کہ تیرا مال کہان ہے تو اسکو کہنا جائز ہے کہ مین نہین جانتا یا کوئی زبردست
حاکم پکڑ کر پوچھے کہ کوئی اپنا فعل شنیع جو خفیہ کیا ہو اوسکو ظاہر کرے تو جائز ہے کہ انکار کردے اور
کہدے کہ مین نے نہ کبھی زنا کیا نہ شراب پی وغیرہ اس لیے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ جو کوئی
ان پلید چیزون کا مرتکب ہو جاوے تو اوسکو چاہیے کہ پوشیدہ رکھے خدا اوسکے عیب چھپاوے گا
اور ایک اور وجہ یہ ہے کہ گناہ کا ظاہر کرنا بھی ایک گناہ ہے تو ضرور ہوا کہ آدمی اپنے نفس و مال کو
ظلم سے بچاوے اور اپنی عزت کو زبان سے محفوظ رکھے گو دروغ ہی سے ہو اور دوسرے شخص کے
مطلب کے لیے جھوٹ بولنے کی یہ مثال ہے کہ کوئی شخص کسی کا راز پوچھنا چاہے تو کہدے
کہ مین نہین جانتا یا دو شخصون مین صلح کرادے جیسا کہ پہلے گذرا یا دو عورتون مین صلح کرادے کہ ہر ایک سے
یہ کہدے کہ مین تجھی کو زیادہ چاہتا ہون یا عورت کی رضا کے واسطے کسی ایسی چیز کا وعدہ کرلے جو اپنی طاقت
سے زیادہ ہو یا کسی شخص سے عذر کرے اور جانے کہ جب تک یہ نہ کہونگا کہ آگے کو پھر ایسی خطا نہوگی
اور زیادہ دوستی نہ جتلاؤنگا تب تک وہ نہین مانیگا تو جھوٹ بولنے مین کچھ مضائقہ نہین مگر چونکہ
جھوٹ بولنا برا ہے اگر سچ بولنے سے ان جگہون مین خرابی ہوتی ہو تو چاہیے کہ دونون برائیون کو
مقابلہ کرکے اچھی طرح دیکھہ لے اگر سچ بولنے سے برائی مین زیادہ ہوتی ہو بہ نسبت جھوٹ
بولنے کے تو جھوٹ بولنے اور اگر جھوٹ بولنے سے مقصود کم حاصل ہوتا ہو بہ نسبت سچ
بولنے کے تو سچ بولنا واجب ہے اور بعض اوقات دونون امر ایسے مساوی ہین کہ اونمین تردد پیدا ہوتا ہے
اسصورت مین سچ بولنا ہی چاہیے اس لیے کہ جھوٹ ضرورت یا حاجت مہم کے واسطے مباح ہے

کبھی نہین سنا کہ جھوٹ کی اجازت دی ہو مگر تین جگھہ مین ایک کہ دو شخصون کے درمیان صلح
کرنے مین دوسری لڑائی مین تیسرے میان بی بی کے آپسمین اور یہ بھی اونھین سے روایت ہے کہ
آپ نے فرمایا لَیْسَ بِکَذَّابٍ مَنْ اَصْلَحَ بَیْنَ اثْنَیْنِ فَقَالَ خَیْرًا اَوْ نَمٰی خَیْرًا اور اسما بنت
یزید سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لَا کَذِبَ یُکْتَبُ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا رَجُلٌ کَذَبَ
بَیْنَ مُسْلِمَیْنِ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمَا اور حضرت ابو کاہل رض روایت کرتے ہین کہ دو اصحاب رض مین گفتگو
بڑھی یہان تک کہ کشت وخون پر تیار ہوے مجھسے جو ایک صاحب ملے تو مین نے اون سے کہا کہ تم
فلان شخص سے کیون لڑتے ہو وہ تو تمھاری تعریف کرتے تھے پھر دوسرے سے ملکر ایسا ہی
کہا یہان تک کہ دونون مین صلح ہوگئی پھر مین نے اپنے دل مین سوچا کہ مین نے ان دونون کو
راضی کردیا مگر میری جان کو بنی گی کہ جھوٹ بولا اس لیے الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوکر ماجرا بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ای ابو صالح آپسمین صلح کرانا چاہیے گو جھوٹ سے
ہی ہو اور عطاء بن یسار فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
کہ مین اپنی زوجہ سے جھوٹ بولا کرون آپ نے ارشاد فرمایا کہ جھوٹ مین خیر نہین اوسنے عرض
کیا کہ مین اوس سے وعدہ کر لیا کرون فرمایا کہ اسکا مضائقہ نہین اور روایت ہے کہ عہد خلافت حضرت
عمر رض مین ایک شخص ابو عروہ دولی کا بیٹا تھا اوسکی عادت یہ تھی کہ عورتون سے نکاح کرکے خلع
کرالیا کرتا تھا لوگون مین اسکا چرچا ہوا تو حضرت عمر رض کو برا معلوم ہوا جب اوسکو اطلاع ہوئی تو
عبداللہ بن ارقم کا ہاتھہ پکڑ کر اپنے گھر لے آیا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مین تجکو قسم دیتا ہون
کہ تو مجھسے بغض رکھتی ہے یا نہین اوسنے جواب دیا کہ قسم سے مت پوچھو اوسنے کہا کہ قسم ہی سے
پوچھتا ہون سچ بتانا اوسنے کہا کہ بغض تو رکھتی ہون اوسنے ابن ارقم سے کہا کہ آپ نے
اسکا قول سنا پھر دونون حضرت عمر رض کی خدمت مین آئے اور اوسنے عرض کیا کہ آپ سب
لوگ فرماتے رہتے ہین کہ مین اپنی زوجہ پر ظلم کرتا ہون اور چھوڑ دیتا ہون آپ ابن ارقم سے پوچھیے
آپ نے اون سے حال پوچھا اونھون نے ماجرا بیان کیا تب آپ نے اوسکی عورت کو بلوایا وہ
اور اوسکی پھوپھی حاضر ہوئین آپ نے اوس سے پوچھا کہ تو نے ہی اپنے خاوند سے کہا کہ مین تجکو
برا جانتی ہون اوسنے عرض کیا کہ حضرت مین نے ابھی توبہ کرکے رجوع الی اللہ کیا ہے اس نے مجھسے
دیکر پوچھا اسواسطے مین جھوٹ نہ بول سکی کیا مین جھوٹ بول دیا کرون آپ نے فرمایا کہ البتہ اگر عورتون کو مرد پسند
نہ آوے تو اوس سے ہرگز ذکر نہ کرین کیونکہ گھر کی آبادی دوستی پر منحصر ہے لوگون کو چاہیے

۷ چھپانا نہین ہے وہ یہ
صلح کرانا دو مین
اور سکے اچھی بات
یا بیان کرنا جو ایک آدمی
۲۷ ایک آدمی سے جو وہ آدمی جو
پہنچا جاتا ہے جو جھوٹ
دو مسلمانون مین دونون مین
بولنا ہے اون دونون مین
صلح کرنے کی یا دونی
سے ساتھ اور یہ بندی
۲۷ نقل کیا ہے ۱۲
۲۷ یہ حدیث طبرانی نے
نقل کی اور صحیح نہین ہے
۲۷ ابن عبد البر نے
صفوان بن سلیم عن
عطاء عن ابی ۱۲

اور خالد بن صبیح سے کسی نے پوچھا کہ کیا ایک دفعہ کے جھوٹ سے بھی آدمی جھوٹا کہلاتا ہے
اونھون نے فرمایا کہ بیشک اور مالک بن دینار فرماتے ہین کہ کسی کتاب مین میری نظر سے گذرا ہے
کہ وعظ کا وعظ اوسکے عمل سے مطابق کیا جاویگا اگر عمل ویسا ہی ہوا تو خیر اور اگر جھوٹ ہوا تو اوسکے
ہونٹھ آگ کی مقراضون سے کاٹے جاوین گے جتنی دفعہ کہٹین گے پھر ویسے ہی ہوجاوین گے
اور یہ بھی اونھین کا قول ہے کہ سچ اور جھوٹ آدمی کے دل مین لڑتے رہتے ہین یہان تک
کہ ایک غالب ہوکر دوسرے کو نکالدیتا ہے اور ایک بار عمر بن عبد العزیز رح نے ولید بن عبد الملک
سے کچھ کہا اوسنے کہا کہ آپ جھوٹ کہتے ہین اونھون نے فرمایا کہ بخدا جب سے کہ مجھ معلوم
ہوا ہے کہ جھوٹ سے جھوٹے آدمی کو عیب لگتا ہے تب سے مین نے کبھی جھوٹ نہین بولا

فائدہ اون مقامات کا ذکر جہان جھوٹ بولنے کی اجازت ہے واضح ہو کہ جھوٹ اپنی
ذات سے حرام نہین بلکہ اس جہت سے حرام ہے کہ اوس سے دوسرے کو ضرر پہونچتا ہے اس لیے
کہ ادنی مرتبہ یہ ہے کہ مخاطب ایک بے اصل بات کا اعتقاد کرے اور حقیقت شے سے جاہل رہے
اور اس سے کبھی دوسرے کا نقصان بھی ہوجاتا ہے پس اگر حقیقت امر کے جاہل رہنے مین نفع اور
مصلحت معلوم ہو تو جھوٹ کی اجازت ہونی چاہیے بلکہ بعض صورتون مین واجب ہونا چاہیے
میمون بن مہران کا قول ہے کہ جھوٹ بعضے مقامات مین سچ سے اچھا ہوتا ہے مثلا اگر کوئی شخص
بھاگ کر ایک گھر مین تمھارے سامنے چھپ جاوے اور دوسرا شخص اوسکو ناحق مار ڈالنے کے لیے
تلوار لیے پیچھے سے آوے اور تم سے پوچھے کہ فلانا شخص کہان ہے تو ایسی صورت مین جھوٹ بولنا
واجب ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ جو عمدہ مقصود جھوٹ اور سچ دونون سے حاصل ہوسکتا ہے
تو وہان جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر صرف جھوٹ ہی سے وہ مطلب حاصل ہوسکتا ہو تو
جھوٹ مباح ہے بشرطیکہ وہ مطلب بھی مباح ہو اور اگر مطلب واجب ہے تو جھوٹ بھی واجب ہے
جیسا کہ اوپر کی مثال مین خون ناحق سے بچانا واجب تھا تو جھوٹ بولنا بھی وہان واجب ہوا
اور چونکہ مقصود لڑائی کا اور آپس مین صلح کرانیکا بدون جھوٹ کے راست نہین آتا تو ایسے مقامات
مین جھوٹ بولنا مباح ہے مگر حتی الوسع اس سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ کی عادت ہونے
سے اس بات کا خوف ہے کہ جس جھوٹ کی حاجت نہو وہ بھی زبان سے نکلجاوے یا مقدار
ضرورت سے زیادہ کہدے اس سے معلوم ہوا کہ اصل مین جھوٹ حرام ہے مگر ضرورت کے لیے
جائز ہوسکتا ہے چنانچہ حضرت ام کلثوم سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بِغَیْرِ حَقٍّ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ اور روایت ہی کہ آپ نے ایکبار ایک شخص کی شہادت صرف ایکدفعہ کو جھوٹ کے سبب رد فرمادی اور نیز فرمایا کہ کُلُّ خَصْلَۃٍ یُطْبَعُ اَوْ یُطْوٰی عَلَیْھَا الْمُؤْمِنُ اِلَّا الْخِیَانَۃَ وَالْکِذْبَ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ سے زیادہ کوئی بری عادت نہ معلوم ہوتی تھی اور آپ کا دستور یہ تھا کہ جب کسی اصحاب کا دروغ معلوم ہوتا تھا تو دل مین سے کدورت نہ جاتی تھی جب تک کہ یہ معلوم ہو کہ اوسنے نئے سرے سے خدا کے سامنے جھوٹ سے توبہ کی اور حضرت موسی علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کیا کہ تیرے بندون مین باعتبار عمل کے کون اچھا ہے ارشاد ہوا کہ جسکی زبان جھوٹ نہ بولے اور قلب فجور نہ کرے اور شرمگاہ زنا نہ کرے اور حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ جھوٹ مت بولنا کہ وہ چڑیا کے گوشت کی طرح مزہ دار ہوتا ہے الا تھوڑی سی بات مین متکلم کو اوسکی برائی معلوم ہو جاتی ہے اور سچ بولنے کی تعریف مین یہ حدیث وارد ہی کہ اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا یَضُرُّکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا صِدْقُ حَدِیْثٍ وَحِفْظُ اَمَانَۃٍ وَحُسْنُ خُلُقٍ وَعِفَّۃُ طُعْمَۃٍ اور حضرت معاذ فرماتے ہین کہ آپ نے مجکو ارشاد فرمایا اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَصِدْقِ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَۃِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَھْدِ وَبَذْلِ الطَّعَامِ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ اور اس باب مین آثار بھی بہت وارد ہین چنانچہ حضرت علی رض فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک برای خطا زبان کا ذب ہی اور سب سے زیادہ ندامت قیامت کے روز کی پشیمانی ہے اور عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ جب سے مجکو تمیز پاجامہ باندھنے کی ہوئی ہے مین کبھی جھوٹ نہین بولا اور حضرت عمر رض فرماتے ہین کہ جب تک ہم سے ملاقات نہین ہوتی تب تک تو تم مین سے زیادہ اچھا وہ معلوم ہوتا ہی جسکا نام اچھا ہو اور جب ملاقات ہو جاتی ہے تو وہ اچھا معلوم ہوتا ہے جو عادت اچھی رکھتا ہو اور معاملہ کرنیکے بعد وہ اچھا معلوم ہوتا ہے جو بات کا سچا امانت کا پکا ہو اور میمون بن ابی شبیب فرماتے ہین کہ ایک روز مین خط لکھتا تھا ایک ایسا لفظ معلوم ہوا کہ اگر اوسکو لکھدون تو خط کی زینت ہو جاوے مگر اوسکے ساتھ ہی جھوٹ بھی ہو مینے ارادۃً اوسکو چھوڑ دیا اوسیوقت گھر کی ایک طرف سے آواز آئی یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ اور حضرت شعبی رض فرماتے ہین کہ مجکو معلوم نہین کہ دوزخ مین بخل اور جھوٹ مین سے کونسا دور پڑے گا اور ابن السماک رح فرماتے ہین کہ مجکو یہ گمان ہے کہ جھوٹ چھوڑنے سے مجکو کچھ ثواب نہوگا کیونکہ مین اوسکو دنیا کی حمیت کے لیے چھوڑتا ہون

بھی ہوتا ہی مین نے عرض کیا کہ مومن جھوٹ بولتا ہی آپ نے فرمایا کہ نہین بعد اسکے یہ آیت پڑہی اِنَّمَا
یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اور ابو سعید خدری فرماتے ہین کہ مین نے
آپ کو سنا کہ یون دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَفَرْجِیْ مِنَ الزِّنَا وَلِسَانِیْ
مِنَ الْکِذْبِ اور ایک حدیث مین وارد ہے ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ
وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِکٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ اور عبد اللہ بن عامر رض
فرماتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے مین اوسوقت
لڑکا تھا کھیلنے چلا گیا میری ماں نے پکارا کہ یہان آ یہ لے آپ نے فرمایا کہ کیا ذکر کو بلایا ہے
اونہون نے عرض کیا کہ خرما آپ نے فرمایا کہ اگر تم کچھ نہ دیتین تو ایک جھوٹ تمپر لکھا جاتا
اور نیز فرمایا اگر اللہ میرے اوپر فضل کرے اور ان کنکرون کے برابر اونٹ غنیمت مین
دیوے تو مین سب تمکو دیڈالون اور تمکو معلوم ہو جاوے کہ مین بخیل اور نامرد اور دروغگو
نہین ہون اور ایکبار آپ تکیہ لگائے ہوے تھے فرمایا کہ تمکو سب مین بڑا کبیرہ بتاتا ہون
شرک خدا اور نافرمانی والدین ہے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جان لو کہ جھوٹا قول
بھی سب مین بڑا کبیرہ ہے اور حضرت ابن عمر رض فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا جب آدمی جھوٹ
بولتا ہی تو ایسی بو اوسکی پھیلتی ہے کہ فرشتہ ایک کوس دور چلا جاتا ہے اور حضرت انس رض
فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اگر چھ باتین میری مان لو تو مین تمہارے لیے جنت کا کفیل
ہوتا ہون لوگون نے عرض کیا کہ وہ کیا ہین آپ نے فرمایا ایک یہ کہ جب بات کہو جھوٹ نہ بولو
دوسرے یہ کہ وعدہ کرو تو خلاف نکرو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت نکرو چوتھے یہ کہ بدنگاہ
نکرو پانچوین یہ کہ ہاتھ سے کسی کو ایذا نہ دو چھٹے یہ کہ شرم گاہ کی حفاظت رکھو اور فرمایا
کہ شیطان کے لیے چٹنی اور سرمہ اور خوشبو مقرر ہے اوسکی چٹنی تو
جھوٹ ہے اور کثرت خواب سرمہ اور غضب خوشبو اور حضرت عمر رض نے
اپنے خطبہ مین ایک روز فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہان مین کھڑا
ہون یہان کھڑے ہوکر یون فرماتے تھے اَحْسِنُوْا اِلٰی اَصْحَابِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ
یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ حَتّٰی یَحْلِفَ الرَّجُلُ عَلَی الْیَمِیْنِ وَلَمْ یُسْتَحْلَفْ
وَیَشْھَدَ وَلَمْ یُسْتَشْھَدْ اور ایک حدیث مین ہی کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ وَھُوَ یَرٰی
اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ اور فرمایا مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ یَاْثَمُ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ اَخِیْ مُسْلِمٍ

فائدہ جھوٹ بتانا وہ ہین جسکو یقین نہین اللہ کی باتون پر ۱۲
آنحضرت کی پاک پر ہمارا دل نفاق سے اور میری شرمگاہ زنا سے اور میری زبان جھوٹ سے ۱۲
یہ حدیث احیاء مین ابو سعید سے ہے اور واقع مین ابو سعید سے مروی ہے مغلطائی نے تاریخ مین نقل کیا ہے اور قرشی نے بھی طبرانی اور ابو داؤد سے نکالا ہے ۱۲
یعنی شخص ہین کہ جو کلام کو بنا کر جھوٹ ملا کر لوگون سے بیان کرتا ہے ۱۲
اول حدیث نظر حسن کے بھی گذرا اور دوسری بھی اور اوسکو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے ۱۲
اول حدیث بخاری اور مسلم کی ہے اور دوسری کا دوسرا ٹکڑا ۱۲
ابو داؤد اور ترمذی کی ہے ۱۲
مسلم اور ابو داؤد اور نسائی کی ہے ۱۲
ابو داؤد اور ترمذی کی ہے ۱۲
اور ایک روایت مین ہے کہ جو شخص ۱۲
اور ابن ماجہ کی ہے ۱۲
اور ابن ماجہ کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲
اور ابو داؤد کی ہے ۱۲

اور دوسرا یہ قسم کہتا تھا کہ مین اتنے سے زیادہ نہ دونگا پھر جو آپ نے ملاحظہ فرمایا تو وہ بکری خریدار نے مول لے لی آپ نے فرمایا کہ ان مین سے ایک پر گناہ اور کفارہ دونون لازم ہوی اور نیز آپ نے فرمایا ہے اَلْکَذِبُ یُنْقِصُ الرِّزْقَ اور فرمایا اَلتُّجَّارُ هُمُ الْفُجَّارُ یعنے تاجر فاجر ہوتے ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالی نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام پس انکے فاجر ہونیکا کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ قسم کھا کھا کر گناہ گار ہوتے ہین اور کچھ کہتے ہین تو جھوٹ بولتے ہین اور فرمایا کہ تین شخص ایسے ہین جنسے خدا تعالی قیامت کے دن بات نکریگا اور نہ اونپر نظر شفقت ہوگی ایک وہ کہ کسی کو کچھ دیکر احسان جتاوے دوسرا وہ کہ جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچے تیسرا وہ پاجامہ ٹخنون سے نیچے رکھے اور فرمایا کہ اگر کوئی خدا کی قسم کھا کر کچھ کہے اور مچھر کے پر کے برابر اوسمین اپنی طرف سے کوئی چیز ملاوے تو اوسکے دل پر ایک سیاہ دھبا قیامت تک رہیگا اور حضرت ابوذر رضہ روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا تین آدمیون کو اللہ تعالی دوست رکھتا ہے ایک وہ کہ صف قتال مین اپنا سینہ بھڑا کر کھڑا ہو جاوے یہان تک کہ یا شہید ہویا اوسکی جیت ہو دوسرے وہ کہ کسی موذی کے پڑوس مین رہکر اوسکی ایذا پر صبر کرے حتی کہ موت یا سفر کے سبب دونون مین جدائی ہو جاوے اور ایک وہ شخص کہ سفر مین ایک قافلہ کے ساتھ ہو اور وہ اتنا چلے کہ زمین پر لیٹنے سے ترس گئے پھر اوتر پڑے اس شخص نے کنارہ ہو کر نماز پڑھنی شروع کردی تاکہ کوچ کیواسطے اونکو جگا دے اور تین آدمیون سے خدا دشمنی رکھتا ہی ایک سوداگر یا بیچنے والا کہ بہت قسم کھاوے دوسرا فقیر متکبر تیسرا بخیل جو دیکر احسان جتاوی اور فرمایا وَیْلٌ لِّلَّذِیْ یُحَدِّثُ فَیَکْذِبُ لِیُضْحِکَ بِهِ الْقَوْمَ وَیْلٌ لَّهٗ وَیْلٌ لَّهٗ اور فرمایا کہ مین نے یہ خواب دیکھا کہ گویا ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھسے کہا کہ چل مین اوسکے ساتھ ہولیا اتنے مین دو آدمیونکو دیکھا کہ ایک بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا اور اس دوسرے کے ہاتھ مین ایک لوہیکا گرز ہے کہ بیٹھے ہوے کی باچھ مین ڈالکر اتنا چیرتا ہے کہ وہ اوسکے کندھے تک آجاتی ہے پھر دوسری باچھ مین ڈالکر ایسا ہی کرتا ہے اتنی مین پہلی باچھ جون کی تون ہو جاتی پس جو شخص مجکو لیگیا تھا اوس سے مین نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہی اوسنے جواب دیا کہ یہ دروغگو آدمی ہے اسکو قیامت تک یہی عذاب قبر مین ہوتا رہیگا اور عبداللہ بن جراد سے روایت ہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مومن زنا کیا کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ کبھی ایسا

کھٹی بھی تھے اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کی غنیمت حنین مین تقسیم فرماتے تھے ایک آدمی آکر کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے مجھسے ایک وعدہ فرمایا تھا آپ نے فرمایا کہ درست ہی جو تجکو چاہیے لے لے اوسنے اسّی بکریان مع اونکی چرانے والی کے پسند کین آپ نے دونون اور فرمایا کہ تو نے کچھ بھی نہ مانگا تجھسے تو وہ عورت زیادہ ہشیار تھی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی ہڈیان بتلائین تمھین اور پھر حضرت موسیٰ نے اوس سے کہا تھا کہ مانگ کیا مانگتی ہی اوسنے کہا کہ میرا سوال یہ ہے کہ مین پھر سے جوان ہوجاؤن اور آپ کے ساتھ جنت مین جاؤن کہتے ہین کہ لوگون کو اوس شخص کا مانگنا حضرت سے ایسا کم معلوم ہوا کہ اوسکی عمر ہی مین ضرب المثل ٹھہرا الی اللہ المشتکیٰ من صاحب الثمانین والزاد ع اور ایک حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلف وعدہ اسکا نام نہین ہے کہ آدمی وعدہ کرلے اور نیت مین ہو کہ اوسکو پورا کرونگا اور دوسری روایت مین ہے کہ جب آدمی دوسرے سے وعدہ کرے اور نیت پورا کرنیکی ہو مگر کسی مانع سے نہ پورا کرسکے تو اوسپر کچھ گناہ نہین

چودھوین آفت جھوٹ بولنا اور قسم کھانی اور یہ عیب فاحش اور گناہ عظیم ہی اسماعیل بن واسط رح کہتے ہین کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مین نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے سنا کہ خطبہ مین فرماتے تھے کہ اوّل سال ہجرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ کھڑے ہوے جہان مین کھڑا ہون یہ فرما رہے تھے اتنا کہکر حضرت صدیق رض رونے لگے

در نماز م خم ابروی تو چون یاد آمد	حالتی رفت کہ محراب بفریاد آمد

پھر یہ حدیث بیان فرمائی ایاکم والکذب فانہ مع الفجور وہما فی النار وعلیکم بالصدق فانہ مع البر وہما فی الجنۃ اور حضرت ابوامامہ یون روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کذب ایک دروازہ ہے نفاق کے دروازون مین سے اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ اختلاف ظاہر و باطن اور قول و فعل اور مدخل و مخرج کا نفاق کہلاتا ہے اور جس اصل پر کہ اسکی بنیاد ہے وہ جھوٹ ہی اور ایک حدیث شریف مین ہی کہ کبرت خیانۃ ان تحدث اخاک حدیثا ہو لک بہ مصدق وانت لہ بہ کاذب اور حضرت ابن مسعود رض سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لا یزال العبد یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا اور ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو شخصون پر ہوا کہ وہ ایک بکری کا معاملہ کر رہے تھے ایک بقسم کہہ رہا تھا کہ مین اتنے سے کم نہ لونگا

---

۱ ابی جہان و حاکم بروایت ابو موسیٰ رض و خلاف ۱۲

۲ زیادہ وہ بخیل اسکو چھوڑنے والے کے مالک ۱۲

۳ ابوداؤد و ترمذی بروایت انہون ار قم رض کی روایت نقل کی ہے اور ترمذی نے اوسکو صحیح کہا ہے ۱۲

۴ یعنی تم جھوٹھ سے کہ وہ بدکاری کی کساتھ ہی اور دونون دوزخ مین

۵ یعنی اگر لازم کرکے سچ کہے کہ وہ نیکی کساتھ ہے اور وہ دونون جنت مین ہین ۱۲

۶ ابن ماجہ و نسائی و ترمذی ابن اسحٰق ابن اسمٰعیل ابن واسط سکا ذکر ہے اور اوسکا حال ۱۲

۷ ابن عدی و کامل بسند ضعیف ۱۲

۸ یعنی خیانت کرکے تو انہی بھائی سے ایسی بات کہے کہ تو اوسکو سچا سمجھے اور تو جھوٹا ہو ۱۲

۹ احمد و طبرانی و ابن حبان ۱۲

۱۰ بندہ کا انداز بولنا ہی اور اوسکا ایسا ہونا ۱۲

۱۱ بخاری و مسلم ۱۲ صحیحین ۱۲ ازدی و حضرمی ۱۲

میری طرف رہگیا تھا مین نے عرض کیا کہ ابھی لائے دیتا ہون آپ یہان ٹھہریے
مگر مین اوس روز اور اگلے روز بھول گیا تیسرے روز جو آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اوسی جگہہ پایا آپ نے فرمایا کہ میان صاحب آپ نے تو بڑی مصیبت مین جان ڈالی کہ یہان
تین روز سے تمہارے انتظار مین ہون اور ابراہیم بن ادہم رض سے روایت ہے کسی نے
دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص کسی سے وعدہ کر جاوے اور میعاد پر نہ آوے تو کیا کرے آپ نے
فرمایا کہ یہانتک انتظار کرے کہ نماز آیند کا وقت آجاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب کسی سے وعدہ فرماتے تو شاید کا لفظ فرماتے تھے اور حضرت ابن مسعود رض ہر ایک وعدہ
کے ساتھہ انشاء اللہ کہا کرتے تھے اور یہی بہتر بھی ہے پھر اگر اسکے ساتھہ پختہ ارادہ بھی ہو تو پورا
کرنا چاہیے اگر معذور نہو اور اگر وعدہ کے وقت اس امر کا قصد پختہ کر لیا کہ پورا نہین کرونگا
تو اسکا نام نفاق ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رض روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جس شخص مین تین باتین ہون وہ پکا منافق ہے گو نماز روزہ ادا کرے اور زبان سے کہے جائے
کہ مین مسلمان ہون وہ تین باتین یہ ہین بات کہے تو جھوٹی وعدہ کرے تو پورا نکرے کوئی کچھہ
امانت اوسکے پاس رکھہ جاوے تو اوسمین خیانت کرے اور حضرت عبداللہ بن عمر رض فرماتے ہین
کہ آپ نے فرمایا جسمین چار چیزین ہون وہ منافق کامل ہے اور جسمین ایک چیز اونمین کی ہو اوسمین
اوسیقدر نفاق بھی ہوگا جب تک کہ اوسکو ترک نکرے اول یہ کہ بات کہے تو جھوٹی کہے دوسرے
وعدہ کے خلاف کرے سوم عہد کرکے فریب و دغا کرے چہارم خصومت کیوقت گالیان سنادے اور یہ
اوسیکا حال ہے کہ وعدہ کرتے وقت نیت وفا کی نہوئے عذر وفا نکرے مگر جو شخص وعدہ کے وقت
پورا کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اور کسی عذر کے باعث پورا نکرے گا وہ منافق نہوگا اگرچہ صورت نفاق
ہی کی سی آپڑی ہے اس لیے جیسا کہ نفاق اصلی سے بچنا ضرور ہے اسیطرح اس صورت نفاق سے
بھی احتراز واجب ہے اور بے ضرورت شدید اپنے نفس کو معذور نہ کرنا چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے ابو الہیثم بن التیہان کو ایک غلام دینے کا وعدہ فرمایا تھا جب غنیمت مین تین غلام
آئے تو دو آپ نے دیڈالے ایک رہگیا حضرت فاطمہ رض تشریف لائین اور عرض کیا کہ دیکھیے
میرے ہاتھہ مین چکی پیستے پیستے گھٹے پڑ گئے ہین یہ غلام مجکو عنایت ہو آپ کو وعدہ ابو الہیثم
کا یاد آگیا اور صاحبزادی کو فرمایا کہ اگر تمکو غلام دیدون تو وعدہ خلاف ہوگا غرض وہ غلام
ابو الہیثم ہی کو مرحمت فرمایا اور حضرت فاطمہ رض کو وعدہ پر ترجیح ندی باوجودیکہ اونکے تارک اٹھون مین

۱ اسکا نشان مجھے نہین ملا ۱۲
۲ بخاری و مسلم ۱۲
۳ بخاری و مسلم ۱۲
۴ ابو الہیثم کا قصہ جلد دوم باب اول مین گذرا اور ترمذی نے بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے اوسمین ذکر فاطمہ کا نہین ہے ۱۲

بارہوین آفت راز کا ظاہر کردینا بھی ممنوع ہے اسلیے کہ اسمین بھی ایذا ہوتی ہے اور حق معرفت و دوستی برباد جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فھی امانۃ اور یون بھی ارشاد فرمایا ہے کہ الحدیث بینکم امانۃ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کسی بھائی کا راز کھولدینا بھی خیانت مین داخل ہے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ سے کوئی راز کہا اونہون نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھسے آج حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ایک راز کہا ہے اور یقین ہے جب مجھسے کہدیا ہے تو تم سے کیون چھپا رہے گا اونہون نے کہا کہ اوس بات کا ذکر مجھسے مت کرو اسواسطے کہ جب تک آدمی راز کو چھپائے رکھتا ہے تب تک اوسکی قابو مین ہے اور جب کہدیا تو دوسرے کی اختیار مین چلا گیا مین نے کہا کہ کیا یہ معاملہ باپ بیٹے مین بھی ہوتا ہے اونہون نے کہا کہ ہرچند باپ بیٹے مین نہین ہوتا مگر مین یہ چاہتا ہون کہ تیری زبان راز کے بیان کرنے پر نہ کھلے اوسکو افشاء راز کی عادت نہو پھر مینے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کیخدمت مین جاکر سب ماجرا بیان کیا اونہون نے فرمایا کہ تیرے باپ نے تجکو خطا کی غلامی سے آزاد کردیا خلاصہ یہ کہ راز کا فاش کرنا ایک خیانت ہے اور اگر اوسمین کسیکا ضرر ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر ضرر نہوتا ہو تو بھی کمینہ پن ہے اور راز کے پوشیدہ رکھنے کا حال ہم باب آداب صحبت مین لکھہ چکے ہین ضرورت دوبارہ لکھنے کی نہین

تیرہوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے زبان وعدہ کے لیے پیش قدمی کیا کرتی ہے مگر نفس پر پورا کرنا گراں ہوتا ہے تو وعدہ جھوٹا ہوجاتا ہے اور یہ امر نفاق کی علامت ہے حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعدہ کرنا عطا مین شمار ہے اور فرمایا الوای مثل الدین یعنے وعدہ بھی ایک طرح قرض ہے اور خداوند کریم نے اپنے نبی اسمعیل علیہ السلام کی تعریف اپنی کتاب مجید مین یون فرمائی ہے انہ کان صادق الوعد روایت ہے کہ ایک جگہہ مین ایک شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص بھولے سے وہان بائیس برس نہ آیا آپ اوسکی انتظار مین اتنی مدت وہان ہی رہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کو جب موت کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ ایک قریشی شخص نے مجھسے میری لڑکی کی درخواست کی تھی اور مینے کچھہ مذبذب وعدہ کرلیا تھا پس بخدا مین خدا کے سامنے تہانی نفاق لیکر نہ جاؤنگا تم گواہ رہو کہ مینے اوس شخص کو اپنی لڑکی بیاہ دی اور عبداللہ بن ابی الحمساء روایت کرتے ہین کہ مینے قبل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک معاملہ کیا تھا اور آپ کا کچھہ دام

اہانت اور حقارت کرنی اور اوسکے عیب و نقصان اسطرح بیان کرنی جس سے ہنسی آوے اور یہ کئی طور ہو سکتا ہے یا اوسکے فعل کی نقل کرنے سے یا قول کی نقل سے یا اشارہ و ایما سے پس اگر پیٹھ پیچھے ہو تو غیبت ہے ورنہ تمسخر اور استہزا نام ہے گو یہ غیبت نہین مگر دونون کا حاصل ایک ہی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ مینے ایک آدمی کی نقل اوتاری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا واللہ ما احب انی حاکیت انسانا ولی کذا وکذا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر من یاویلتنا مال ھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا یہ ارشاد کیا ہے کہ صغیرہ سے مراد تبسم ہے مومن کی تمسخر پر اور کبیرہ سے مراد کھلکھلانا ہے تمسخر پر اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ لوگون پر ہنسنا گناہ مین داخل ہے اور عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے خطبہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ گوز پر ہنسنے کے باب مین نصیحت فرماتے تھے کہ جس بات مین آدمی خود مبتلا ہے اوسپر دوسرے کو کیون ہنستا ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ جو لوگ دنیا مین لوگون پر ہنستے ہین قیامت کو اونسے بھی ہنسی ہوگی کہ ایک دروازہ جنت کا کھولدیا جاویگا اور اونکو کہا جاویگا کہ یہان آؤ یہان آؤ وے مصیبت کے مارے جب دروازہ کے قریب پہونچین گے تو بند کر دیا جاویگا اور دوسرے دروازہ سے بلایا جاوے گا جب وہان جاوینگے تو یہی حال پاوینگے اسیطرح ہوتا رہیگا یہانتک کہ آخر کو تھک کر نہین جاوینگے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من عیر اخاہ بذنب قد تاب منہ لم یمت حتی یعملہ اور ان سب کا مآل ایک ہی ہے یعنے دوسرے کی حقارت و اہانت و ذلت اور اوسپر ہنسی اور استہزا کرنا آیت گذشتہ مین اسپر تنبیہ موجود ہے کہ عسی ان یکونوا خیرا منہم یعنی براہ حقارت دوسرے پر ہنسنا نچاہیے کیا معلوم شاید وہی اچھا ہو غرضکہ دوسرے پر ہنسنا اوسی صورت مین حرام ہے کہ اوسکو ایذا ہوتی ہو اور اگر کوئی اس امر سے خوش ہوتا ہو تو اوسپر ہنسنا اوسکے حق مین حکم فراخ کار رکھتا ہے جسکا حال بتفصیل اوپر بیان ہوا حرام وہی استہزا ہے جسمین کسیکو ایذا ہو مثلاً اگر کلام مین کسی سے کچھہ خبط نکل جاوے تو اوسپر ہنسنے لگنا یا افعال پر استہزا کرنا کہ خط کیا خوب لکھتے ہین یا فلانا کام کیا اچھا کرتے ہین یا قد و قامت و صورت پر ہنسنا جیسے بونے یا لمبے آدمی کو ہنسا کرتے ہین یا کوئی عیب و نقصان دیکھکر ہنسنا وغیرہ سب داخل تمسخر ہین اور ان سے شرعاً اجتناب چاہیے

فرمایا کہ اوس اونٹ نے ابہی شرارت نہین چھوڑی خوات کہتے ہین کہ مجھے شرم آگئی اور چپ
ہورہا اور اسکے بعد جہان کہین حضرت کو دیکھتا شرم کے مارے بہاگ جاتا یہانتک کہ مین مدینہ
منورہ مین آکر مشرف باسلام ہوا ایک روز مین مسجد مین نماز پڑہ رہا تہا کہ آپ تشریف لائے
اور میری طرف بیٹہہ گئے مین نے بڑی رکعتین پڑہی شروع کین آپ نے فرمایا کہ طویل نماز مت
پڑہو مین تمہارا منتظر ہون جب مین نے سلام پہیرا تو آپ نے فرمایا کہ اوس اونٹ نے اب تک
شرارت نہین چھوڑی مین ماری شرم کے کچہہ نہ کہہ سکا آپ تشریف لے گئے مگر میرا یہ حال تہا
کہ آپ سے بہاگتا پہرتا تہا ایک روز آپ دراز گوش پر سوار مجھکو ملے کہ دونون پای مبارک
ایک ہی طرف کو کر رکہے تہے فرمایا کہ اے ابو عبداللہ اب تک اونٹ نے شرارت چھوڑی
کہ نہین مینے عرض کیا کہ قسم ہے اوس ذات کی جسنے آپ کو رسول برحق کیا ہے جس روز سے
مین مسلمان ہوا ہون اوس روز سے کبھی بد ذاتی نہین کی آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر
الٰہی اس شخص کو ہدایت فرما اللہ تعالے نے اونکو ہدایت کی اور بڑے اچہے مسلمان ہوئے اور
نعیمان انصاری ایک ہنسوڑ آدمی تہا مگر شراب بہت پیتا تہا جب حضرت کی خدمت مین
اوسکو لاتے تو آپ اپنی جوتی سے اوسکو مارتے اور اصحابؓ کو فرماتے وہ بہی جوتیان لگاتے
جب بہت دفعہ پٹا تو ایک شخص نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے کہا کہ خدا تجہیر لعنت کرے
آپ نے اوسکو فرمایا کہ یون مت کہو یہ آدمی اللہ ورسول سے محبت رکہتا ہی اور حال نعیمان
کا یہ تہا کہ مدینہ منورہ مین جب کبہی دودہ یا کوئی نئی چیز آتی تو اوسمین سے خرید کر آنحضرت صلعم
کی خدمت مین لاتا اور کہتا کہ یا حضرت یہ چیز مینے آپ ہی کے لیے مول لی ہے اور ہدیہ لایا ہون
جب اوس چیز کا مالک دام مانگنے آتا تو اوسکو بہی آپ کی خدمت مین لاتا اور عرض کرتا
کہ فلان چیز کے اوسکو دام عنایت فرمایئے آپ فرماتے کہ وہ تو تو بے ہدیہ دی تہی عرض کرتا
کہ میرے پاس دام نتہا مگر میرا دل یون چاہتا تہا کہ آپ اسکو کہا دین اسلیے کہہ گیا تہا آپ اسکے
دام دلوادیتے پس اس طرح کے مطایبات کبہی کبہی جائز ہین اونپر دوام کرنا برا ہے اور زیادہ
ہنسی سے دل مرجاتا ہے

گیارہوین آفت مسخرا پن اور دوسرے کو بنانا اور ٹھٹول کرنا ہی اگر اس سے دوسرے کو ایذا ہو
تو حرام ہی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا
خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ اور تمسخر کے معنی یہ ہین کہ دوسری کی

نکل گئے اور فرمایا کہ یہ اول دفعہ کا بدلہ ہے اور نیز فرماتی ہین کہ ایک روز آپ میرے گھر مین تھے
اور بی بی سودہ رضی اللہ عنہا بھی موجود تھین مین نے حلیہ تیار کیا اور سودہ سے
کہا کہ کھاؤ اونہون نے کہا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا مین نے کہا کھاؤ تو کہا نہین تو
تمہارے منہ پر ملدون گی اونہون نے کہا کہ مین تو نہین کھاؤن گی مین نے پیالہ مین سے
لیکر اونکے منہ پر لیس دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونون کے بیچ مین بیٹھے تھے اپنا پاؤن
بیچ مین سے ہٹا لیا تاکہ وہ بھی اپنا عوض مجھسے لین اونہون نے پیالہ مین ہاتھ ڈالکر میرے
مُنہ پر پھیر دیا آپ بیٹھے ہنستے رہے اور ضحاک بن سفیان کلابی نہایت بدصورت آدمی تھے
جب وہ بیعت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو حضرت عائشہ رضہ
بھی موجود تھین اور اوسوقت تک پردہ کا حکم نہوا تھا بیعت کے بعد اونہون نے عرض کیا
کہ میرے پاس دو بی بیان اس سرخ عورت یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اچھی ہین
اگر آپ نکاح کرین تو ایک کو مین آپ کی واسطے بھیجدون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
اونسے پوچھا کہ وہ خوبصورت ہین یا تم اونہون نے کہا کہ مین اونسے کہین اچھا ہون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال وجواب سے ہنس پڑے کہ ایسی صورت ہونے پر
اپنے آپ کو خوبصورت جانتے ہین اور حضرت علقمہ روایت کرتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو گود مین لیے ہوئے اونکے سامنے اپنی زبان نکال رہے تھے
اور وہ زبان مبارک کو دیکھ دیکھ خوش ہو رہے تھے اتنے مین عیینہ بن بدر فزاری نے کہا
کہ میرے جو لڑکا ہوتا ہے اوسکی داڑھی نکلنے تک بھی مین کبھی پیار نہین کرتا آپ نے فرمایا
مَنْ لَا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ پس اسطرح کی ہنسی عورتون اور لڑکون سے آپ کیا کرتے تھے اور یہ گویا
کہ ان دونون فریق کے ضعف دل کے علاج کے طور پر تھے نہ ٹھٹھے وغیرہ کے طور پر اور ایکبار
صہیب رضہ کی آنکھہ مین درد تھا اور خرما کھاتے تھے آپ نے فرمایا کہ تمہاری آنکھہ دکھتی ہے اور
خرما کھاتے ہو اونہون نے عرض کیا کہ حضرت مین دوسری داڑھ سے کھاتا ہون آپ اتنی ہنسے
کہ کچلیان ظاہر ہونے لگین اور روایت ہے کہ خوات بن جبیر انصاری بنی کعب کی عورتون مین
مکہ معظمہ کی راہ پر بیٹھے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اوس طرف ہوا آپ نے فرمایا کہ تم
ان عورتون مین کیون بیٹھے ہو اونہون نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک اونٹ شریر ہے اوسکی
لیے اونسے رسی بٹوا رہا ہون آپ اپنے کام کو تشریف لے گئے جب وہان سے پھرے تو پھر اونسے

اور ارشاد فرمایا کہ اسکو پہنو اور خدا کا شکر کرو اور اسمین سے دلہن کے دامن بناؤ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ازواج مطہرات سے اور لوگونکی نسبت زیادہ چہل فرماتے تھے اور یہی روایت ہے کہ آپ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے اور حضرت حسن سے مرسلاً روایت ہے کہ ایک بڑھیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئی آپنے اوس سے فرمایا کہ جنت مین بڑھیا کوئی نجائیگی وہ رونے لگی آپنے فرمایا کہ تو اوسوقت بڑھیا نرہے گی خدا تعالے فرماتا ہے اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا اور زید بن اسلم رح روایت کرتے ہین کہ ایک عورت ام ایمن نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین آئی اور عرض کیا کہ آپ کو میرا شوہر بلاتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی نہین جسکی آنکھہ مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ اوسکی آنکھین تو اچھی ہین اونمین سفیدی نہین آپ نے فرمایا کہ بیشک ہے اوسنے بقسم کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص نہین جسکی آنکھہ مین سفیدی نہین یعنے حدقہ چشم ہر ایک انسان کا سیاہی اور سفیدی دونون رکھتا ہے اور ایک اور عورت آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجکو ایک اونٹ سواری کو ملے آپ نے فرمایا کہ مین تیری سواری کے لیے اونٹ کا بچہ دونگا اوسنے عرض کیا کہ بچہ لیکر مین کیا کرون گی وہ مجھے کیسے اوٹھا دیگا آپ نے فرمایا جو اونٹ ہوتا ہے وہ اونٹ ہی کا بچہ ہوتا ہے پس آپ کا مزاح ایسی طرح کا ہوتا تھا اور نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا تھا اوسکا نام ابو عمیر تھا ایک لال اوسنے پالا تھا اور اوس سے کھیلا کرتا جب آپ اوسکے گھر جاتے تو اوس لڑکے سے فرماتے یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ اور حضرت عایشہ رض فرماتی ہین کہ جنگ بدر مین مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھی آپ نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دونون دیکھین کون آگے نکلجائے مینے اپنا دوپٹا مضبوط باندھلیا اور ایک نشان کھینچکر اوسپر کھڑی ہوئی اور دوڑی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اور فرمایا کہ یہ ذی المجاز کا بدلہ ہے ذی المجاز ایک جگہہ کا نام ہے جب حضرت عایشہ چھوٹی تھین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اونکو کچھہ لینے کو بھیجا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ چیز مجھے دے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے انکار کیا اور لیکر بھاگین آپ اونکے پیچھے دوڑے مگر وہ ہاتھہ نہ آئین اوسی قصہ کو حضرت نے اوسوقت یاد دلایا چنانچہ ایک دوسری روایت مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ اول دفعہ جو مین آپ کے ساتھہ دوڑی تو آگے نکل گئی مگر دوبارہ جب مین فربہ ہوگئی اور دوڑی تو آپ آگے

ہیبت و وقار جاتا ہو وہ بھی مذموم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو ہنسی کرتا ہی خفیف ہوجاتا ہے اور محمد بن منکدر رح فرماتے ہین کہ میری مانے مجھکو نصیحت کی ہے کہ لڑکونسے چہل مت کرنا ورنہ اونکی نظرون مین ہلکا ہوجاویگا اور سعید بن العاص رض نے اپنے بیٹے کو فرمایا کہ نہ تو شریف آدمی سے ہنسی کر کہ تجسے دشمنی کریگا اور نہ کمینے سے ہنسی کر کہ تجھپر جرأت کرنے لگیگا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ خدا سے ڈرو اور ہنسی سے کو سون بھاگو کہ اوس سے کینہ ہوتا ہے اور انجام برا ہوتا ہے قرآن کا ذکر کیا کرو اور اگر گران معلوم ہو تو عمدہ حالات مردونکے بیان کیا کرو آو حضرت عمر رض نے فرمایا کہ تمکو یہ معلوم ہے کہ ہنسی کا نام مزاح کیون ہوا لوگون نے عرض کیا کہ ہمکو نہین معلوم آپ نے فرمایا کہ اسوجہ سے کہ مزاح مشتق زیح سے ہے جسکے معنے دوری کے ہین تو اس سے یہ غرض ہوئی کہ مزاح حق سے دور کرتا ہے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ مزاح سے عقل سلب ہوجاتی ہے دوست الگ ہوجاتے ہین اب معلوم کرنا چاہیے کہ اگر شاذ و نادر کو ایسا شخص ہو کہ مزاح مین حق کے سوا کچھہ نہ کہے کسی کو ایذا نہ دے اور نہ افراط کرے بلکہ کبھی کبھی کیا کرے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب رض کا دستور تھا تو اسطرح کی مزاح مین کچھہ مضائقہ نہین مگر بڑی غلطی کی بات ہی کہ آدمی مزاح اپنا پیشہ دائمی کرلے اور خوب افراط کے درجہ کو پہونچا دے اور پھر دعوے کرے کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب رض کا اتباع کرتا ہون اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی دن بھر طوائف کے ساتھہ اونکو تاکتا پھرے اور ناچ دیکھے اور کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عایشہ رض کو عید کے روز ناچ دیکھنے کی اجازت دی تھی حالانکہ یہ غلط ہے اسلیے کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ ہوجاتا ہے بلکہ مباح چیزون پر اصرار بھی بعض اوقات گناہ صغیرہ ہوجاتا ہے اس بات کو خوب یاد کرلینا چاہیے ہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسطرح مزاح فرماتے تھے وہ یہان لکھے دیتے ہین تاکہ دھوکا نہ پڑے حضرت ابوہریرہ رض اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگون نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمسے مزاح کرتے ہین فرمایا کہ البتہ اگر کبھی مزاح کرتا ہون تو سچ بات کہتا ہون کچھہ نہین کہتا اور عطاء رح روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رض اللہ عنہ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مزاح بھی کیا کرتے تھے یا نہین آپ نے فرمایا کہ کرتے تھے اوسنے پوچھا کہ کسطرح کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ ایک روز آپ نے اپنی ازواج مطہرات مین سے کسیکو ایک ہدیہ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو بہت ہنستا ہے اوسکی ہیبت کم ہوتی ہے اور جو ہنسی
کرتا ہے نظرون مین سبک ہو جاتا ہے اور جو ایک چیز کو زیادہ کرتا ہے وہ اوسکی حقیقت کو
جان جاتا ہے اور جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطی کرتا ہے اور جو زیادہ غلطی کرتا ہے اوسمین
حیا کم ہوتی ہے اور جو حیا کم رکھتا ہے اوسکا ورع بھی کم ہوتا ہے اور جو پرہیز کم کرتا ہے اوسکا دل
مرجاتا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ ہنسی کسی باعث آخرت سے غفلت پائی جاتی ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لو تعلمون ما اعلم لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیلا اور ایک شخص نے
اپنے بھائی سے کہا کہ تمکو یہ بھی خبر ہے کہ دوزخ مین جانا پڑے گا اوسنے جواب دیا کہ ہان
معلوم ہے اوسنے کہا یہ بھی معلوم ہے کہ اوسمین سے نکلنا بھی نصیب ہوگا جواب دیا کہ یہ تو
معلوم نہین کہا کہ پھر خوشی کس چیز سے کر رہے ہو کہتے ہین کہ پھر کسی نے اوسکو مرتے دم تک
ہنستے نہ دیکھا اور یوسف بن سباط کہتے ہین کہ حسن رضی اللہ عنہ تیس برس تک نہ ہنسے
اور عطا سلمی کی نقل ہے کہ وہ چالیس برس تک نہ ہنسی اور وہب بن الورد نے کچھ لوگون کو
دیکھا کہ عید فطر مین ہنس رہے ہین آپ نے فرمایا کہ اگر انکی مغفرت ہوگئی ہے تو یہ فعل شکر کرنیوالونکا
سا نہین اور اگر مغفرت نہین ہوئی تو یہ کام خوف کرنیوالونکا سا نہین اور حضرت عبداللہ بن
ابی یعلی فرماتے ہین کہ میان ہنستے کیا ہو شاید کفن دھوبی کے یہانسے دھل کر آگیا ہو یعنی موت بہت
جلد آوبائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جو گناہ کرکے ہنستا ہے وہ دوزخ
مین روتا جاویگا اور محمد بن واسع فرماتے ہین کہ جب کوئی جنت مین جاکر روے تو خواہ مخواہ تعجب
کی بات ہے لیکن جو دنیا مین ہنستا ہے اور اپنے خاتمہ اور انجام کا حال نہین جانتا یہ جنت کے
رونے سے بھی زیادہ تر عجیب بات ہے یہ آفتین ہنسی کی ہین مگر ہنسی مین سے وہی قسم مذموم ہے
جو آواز کے ساتھ ہو یعنے مسکرانے سے زیادہ اور مسکرانا جسکو تبسم کہتے ہین اور بے آواز ہوتا ہے
وہ اچھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح تبسم فرماتے تھے حضرت قاسم سے روایت ہے
کہ ایک اعرابی ایک سرخ اونٹ پر سوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا
اور سلام کیا پھر جب اونٹ کو آگے بڑہانے کا ارادہ کیا کہ کچھ پوچھے اونٹ نے بھڑکنا شروع کیا
کئی بار ایسا ہی ہوا صحابہ یہ دیکھکر ہنسنے لگے آخر کو یہانتک بھڑکا کہ وہ سوار گر کر مرگیا لوگون
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ اونٹ نے اوس اعرابی کو پٹک دیا
اور وہ مرگیا آپ نے فرمایا وہ تو مرگیا مگر اوسکا خون تمہارے منہ مین بھرا ہوا ہی اور جس ہنسی کی

اگر تم جانو جو مین جانتا ہون تو بہت رؤ اور تھوڑا ہنسو الخ بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے

معاویہ سے مرسلاً

خمیر مایہ صحبت از صفا بدنت	ترا بقالب خورشید و ماہ ریختہ اند
بچہرۂ عرق آلود او نگر کز سجدہ	در آفتاب قیامت نمود پیروین را

حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آپ نے اپنا کام چھوڑ کر میری پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ جزاک اللہ خیرًا یا عایشہ تو مجھسے اتنی خوش نہین ہوئی ہوگی جتنا مین تجھسے راضی ہوا اور سنہ ۸ جنگ حنین مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم فرمایا تو عباس بن مرداس کو چار اونٹ مرحمت فرمائے وہ چلے گئے اور ایک قصیدہ شعر اپنی زیادتی استحقاق اور شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا آپ نے لوگونسے فرمایا کہ اسکی شکایت رفع کردو حضرت ابوبکر صدیق رضہ اوسکو اپنے ساتھہ لے گئے یہانتک کہ اونہون نے سو اونٹ پسند کیے پھر تو بہت مین زیادہ وہی راضی خوش تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اب بھی کچھہ شعر کہا کرتے ہو اونہون نے عذر و معذرت کرنی شروع کی اور عرض کیا کہ میری ماں باپ آپ پر قربان ہون مین اپنی زبان پر شعر کو ایسا پاتا ہون جیسے چنیٹی چلتی ہو جب وہ چنیٹی کی طرح میری زبان مین کاٹنے لگتی ہے تو کچھہ کہہ لیتا ہون بے کہے چارہ نہین آپ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ عرب کے لوگ شعر گوئی نہ چھوڑین گے جب تک کہ اونٹ بلبلاتے رہین گے

دسویں آفت ہنسی ٹھٹھا ہے اصل مین یہ بھی بری اور ممنوع ہے مگر تھوڑسی کا مضایقہ نہین حدیث شریف مین ہے لا تمار اخاک ولا تمازحہ پس اگر یہ کہو کہ بات کاٹنی اور اعتراض کرنے مین تو ایذا ہوتی ہے کہ دوسرے کو جھوٹا یا جاہل قرار دیتے ہین مزاح مین تو یہ بات نہین اوس سے صرف چہل اور دل لگی ہوتی یہ کیون ممنوع ہے پس جاننا چاہیے کہ ہنسی کی افراط اور مداومت ممنوع ہے مداومت سے تو دل ہمیشہ کھیل اور ہزلیات مین مصروف ہوجاتا ہے اور کھیل اگرچہ مباح ہی ہے مگر ہمیشہ اوسکا مرتکب ہونا ممنوع ہے اور افراط ہنسی سے قہقہہ سوجھتا ہے جس سے دل مرجاتا ہے اور دلمین بغض پیدا ہوتا ہے اور ہیبت و وقار اٹھہ جاتا ہے اور اگر ہنسی ان عیوب سے پاک ہو تو مذموم نہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ آپنے فرمایا انی لامازح ولا اقول الا حقًا پس یہ آپ ہی کا کام تھا کہ اس بات پر قادر تھے کہ ہنسی و دل لگی مین امر حق کو فروگذاشت نہ کرین دوسرا شخص اگر اسکی سلسلہ جنبانی کرتا ہے اوسکا مقصود تو یہی ہوتا ہے کہ جس طرح پر ہو لوگون کو ہنسایے حالانکہ حدیث شریف مین ہے کہ آدمی وہ بات کرتا ہے جس سے اوسکے پاس والے ہنسین اور اسکی باعث دوزخ مین ثریا سے بھی دور جا پڑتا ہے

۱ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی بہادری کا حال مفصل دیکھو
۲ ترجمہ ابن ہشام صفحہ ۱۲
۳ ترجمہ ابن ہشام صفحہ ۱۲
۴ ترجمہ ابن ہشام صفحہ ۱۲
۵ ترجمہ ابن ہشام صفحہ ۱۲

نوین آفت راگ اور شعر ہی باب سماع مین ہم لکھہ چکے ہین کہ راگ مین ہی کو نسا حرام اور کونسا حلال ہے اوسکے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین اور شعر کا حال یہ ہے کہ اوسمین سے اچھا اچھا ہے اور برا برا مگر اسطرح کہنا کہ اوسیکا ہو رہے یہ البتہ مذموم ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِاَنْ یَمْتَلِیءَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَہٗ خَیْرٌ لَہٗ مِنْ اَنْ یَمْتَلِیءَ شِعْرًا اور مسروق رضہ سے کسی نے کوئی بیت پوچہی تو اونکو برا معلوم ہوا لوگون نے سبب پوچہا آپ نے فرمایا کہ مجھے اچھا نہین معلوم ہوتا کہ میرے نامہ اعمال مین شعر نکلے اور بعض اکابر سے کسی نے کوئی شعر پوچہا تو آپ نے فرمایا کہ اسکی عوض خدا کا ذکر کرو تو بہتر ہو خلاصہ یہ کہ شعر پڑہنا اور بنانا حرام نہین ہی بشرطیکہ اوسمین کوئی کلام بیجا نہو کیونکہ حدیث صحیح ہے کہ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً مگر اتنی بات ہی کہ شعر مین اکثر مدح اور ہجو اور عورتون کا ذکر ہوتا ہے اور اسمین دروغ کو گنجایش ہے ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت انصاری رضہ کو ارشاد فرمایا تہا کہ کفار کی ہجو بیان کرو اور مدح مین مبالغہ کرنے سے گو کسیقدر جھوٹ بہی ہو جاوے حرمت نہین ہوتی مثلاً سخاوت کی تعریف مین اسطرح کہا جاوے ؎

جو مانگے جان کوئی اوس سے کچھہ نہ عذر کرے + ولے ضرور ہے سائل کو بہی خدا کا خوف

تو اگر ممدوح سخی نہو گا تو شاعر جھوٹا ہے ورنہ اگر سخی ہو گا تو مبالغہ شعر مین کہیہ اور ہی نمک مرچ لگا دیتا ہے اوسکا اعتقاد تو مقصود ہوتا ہی نہین علاوہ اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہی اشعار ایسے پڑہے گئے ہین کہ اگر اونمین تلاش کیجاوے تو مضامین مبالغہ کے نکلینگے حالانکہ آپ نے منع نہین فرمایا حضرت عایشہ رضہ سے مروی ہے کہ مین ایک روز سوت کات رہی تہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی ٹانک رہے تہے مین نے جو آپ کیطرف دیکہا تو یہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلود ہے اور قطرات عرق روشنی مین کہکشان کی بہار دکہا رہے ہین مین دیکہتی ہی اوس حسن خداداد پر حیران رہ گئی آپ نے جو میری حیرانی کیطرف ملاحظہ فرمایا تو پوچہا کہ ایسی مبہوت کیون ہو رہی ہو مین نے عرض کیا کہ آپ کی آپ جو کی پیشانی سے جو نور کی لہر اٹہہ رہی ہے اسسے ورطۂ حیرت مین ہون اگر آپ کو ابو کبیر ہذلی دیکہتا تو جانتا کہ اوسکے شعر کی مصداق آپ ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اوسکے شعر کیا ہین مین نے عرض کیا کہ یہ دو بیتین ہین ؎

وَمُبَرَّءٍ مِنْ کُلِّ غُبَّرِ حَیْضَۃٍ + وَفَسَادِ مُرْضِعَۃٍ وَدَاءٍ مُغْیِلِ

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰی اَسِرَّۃِ وَجْہِہٖ + بَرَقَتْ کَبَرْقِ الْعَارِضِ الْمُتَہَلِّلِ

انکا خلاصہ یہ ہے ؎

۱ اگر بہار جاوید پیدا نہین ہوتی تو ہم مین سے کسی کا پیچہا چہوٹنا مشکل تہا کیونکہ اوسکو تو اوسکی عادت ہے کہ ہر سال آتی ہے مسلم بروایت سعد بن ابی وقاص و بخاری ابن عمر رضہ

۲ بیشک شعر مین حکمت بہی ہوتی ہے باب العلم من الکوفی

۳ حسن کی ہی حد ہے جسکو دیکہکر دل بیقرار ہو

۴ حسن اور دل کی بیقراری کی

۵ حسن خداداد کی حیرانی

کہ قاتل امام حسین علیہ السلام یا قتیل کی اجازت دہندہ پر خدا کی لعنت ہو اسکا جواب ہی کہ بہتر یہی ہے کہ یون کہی کہ اگر قاتل یا اجازت دہندہ قبل توبہ مرا ہو تو اوسپر خدا کی لعنت کیونکہ یہ احتمال ہے کہ شاید بعد توبہ مرا ہو دیکھو کہ وحشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حالت کفر مین شہید کیا تہا مگر پہر مسلمان ہو کر کفر اور قتل سے سب سے توبہ کرلی اب نہین ہو سکتا کہ کوئی اونکو لعنت کرے علاوہ اسکے قتل گناہ کبیرہ ہے اس سے کافر مطلق تو ہو ہی نہین جاتا اسلیے کہ اگر توبہ کی قید نہ لگائے گا تو لعن مین موجب خطر ہے اور سکوت مین کچہہ بہی خطر نہین تو سکوت ہی بہتر ہے اور ہمنے جو یزید کی لعنت کا یہان ذکر کیا تو اسی لیے کیا کہ لوگ لعن کے باب مین جرأت سے زبان کہولدیتے ہین حالانکہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ مومن لعنت کنندہ نہین ہوتا تو چاہیے کہ جو شخص کفر پر مرگیا ہو اوسکے سوا پر زبان مت کہولین اور اگر لعنت ہی کی دل چاہے تو معین شخص کا ذکر نکرین وصف عام کے طور پر لعنت کرین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ آدمی کچہہ ذکر خدا کرے اور اگر نہو سکے تو چپ رہنے مین سلامتی ہے ع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید ۔ مکی بن ابراہیم کہتے ہین کہ ہم ابن عون کے پاس تہے اسمین بلال بن ابی بردہ کا ذکر چلا تو لوگ لعنت و مذمت کرنے لگے ابن عون چپکے سنا کیے لوگون نے اونسے کہا کہ تمہین یاد ہے اونہنے تمہارے ساتہہ کیا معاملہ کیا تہا آپ اوسکو برا کیون نہین کہتے آپ نے فرمایا کہ قیامت کو نامۂ اعمال مین بہی دو باتین ہونگی ایک لا الہ الا اللہ اور دوسرے فلانے فی فلان کو لعنت کی تو مجکو یہی اچہا معلوم ہوتا ہے کہ میرے نامۂ اعمال مین اول کلمہ نکلے دوسرا نہ نکلے اور ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجہکو کچہہ وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ یہی وصیت ہی کہ بہت لعنت مت کیا کر اور ابن عمران رضہ فرماتی ہین کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ ہے جو کثرت سے لعن وطعن کیا کرے اور بعض اکابر کا قول ہے کہ مومن کو لعنت کرنا اوسکے قتل کے برابر ہے اور حماد بن زید جو اس قول کے راوی ہین کہتے ہین کہ اگر اس قول کو مین حدیث کہون تب بہی کچہہ مضائقہ نہین اور واقع مین ابی قتادہ رضہ عنہ سے اسی مضمون کی حدیث نقل بہی ہے کہ من لعن مومنا فہو مثل ان یقتلہ اور کسی کو کوسنا بہی لعنت کے قریب ہی ہے یہانتک کہ ظالم کے حق مین یون کہنا کہ خدا اوسکو اچہا اور تندرست نہ کرے اور اوسکو موت آوے وغیرہ بہی برا ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ ان المظلوم لیدعو علی الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم عندہ فضلۃ یوم القیمۃ

---

* اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ظالم پر بہی لعنت نہ کرنی چاہیے اور اسکی مغفرت کی دعا کرنی چاہیے

** جو شخص لعنت کرنے کا عادی ہو اسکو مومن کہنا درست نہین ہے

*** جیسا کہ اوپر بروایت بخاری مسلم گذرا ہے

**** لعن اور سب مین فرق ہے

***** مظلوم دعا کرتا ہے ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیلیتا ہے پہر کچہہ باقی بچی رہتی ہے ظالم کے لیے قیامت کے روز ۱۲ منہ

****** حدیث وقوف مفسرین سے بلکہ اکثر ایک صحابی کا ہی ۱۲

کیسی بات کہتا ہے آپ نے اوسکو منع کر دیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جب کفار کا ذکر کیا کرو تو عام طور پر کہا کرو ورنہ تخصیص مین اونکی اولاد برا مانے کی تو لوگون نے خاص کر برا کہنا چھوڑ دیا اور نعیمان شراب پیا کرتا کئی بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین اوسکو سزا ہوئی پس بعض صحابہ نے کہا کہ خدا کی لعنت اس شخص پر اکثر یہی پکڑ آتا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ لَا تَكُونُوا عَوْنًا لِلشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ اور بعض روایت مین ہے کہ آپ نے فرمایا لَا تَقُلْ هٰذَا فَإِنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غرض کہ شخص معین کی لعنت سے اوسکو روکدیا اس سے معلوم ہوا کہ معین آدمی فاسق کی لعنت جائز نہین حاصل کلام یہ ہے کہ معین لوگون کی لعنت مین خرابی ہے اوس سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر کوئی بالفرض شیطان ہی کو لعنت نکرے اور سکوت اختیار کرے تو کچھ اندیشہ نہین شیطان سے بڑھکر تو کوئی اور کیا ہوگا رہا یزید کی لعنت کا حال کہ اگر اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا یا اجازت قتل دی تو اوسکو لعنت کہنا درست ہی یا نہین تو اسکا یہ حال ہے کہ قتل و اجازت دونون پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتی لعنت کا تو کیا ذکر ہے جب تک اوسکا قتل و اجازت ثابت نہو تب تک اوسکو قاتل اور اجازت دہ بھی نکہنا چاہیے اسلیے کہ قتل گناہ کبیرہ ہے اوسکی نسبت مسلمان کیطرف بلا ثبوت کامل نہین ہو سکتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی کو کافر یا فاسق کہے اگر وہ ایسا نہوگا تو یہ لفظ کہنے والی ہی پر لوٹ آویگا اور فرمایا مَا شَهِدَ رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ بِالْكُفْرِ إِلَّا بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا إِنْ كَانَ كَافِرًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَافِرًا فَقَدْ كَفَّرَ بِتَكْفِيرِهِ إِيَّاهُ اور اوسوقت ہی کہ مسلمان جانکر کافر کہی لیکن اگر بدعت وغیرہ کے سبب اوسکو کافر کہا تو خطاوار ہوگا کافر نہوگا اور حضرت معاذ رضہ فرماتے ہین کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ مین تجھکو منع کرتا ہون کہ مسلمان کو گالی ندینا اور امام عادل کی نافرمانی نکرنا اور مردون کی حال سے تعرض کرنا بہت سخت ہی مسروق فرماتے ہین کہ مین حضرت عایشہ رضہ کیخدمت مین گیا تو انہون نے کہا کہ فلانے شخص کا کیا حال ہے اوسپر خدا کی لعنت ہو مینے عرض کیا کہ وہ مرگیا اونہون نے فرمایا کہ تو خدا اوسپر رحم کرے مینے پوچھا یہ کیا بات ہی اونہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا اور فرمایا لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَتُؤْذُوا بِهِ الْأَحْيَاءَ اور نیز فرمایا يَا أَيُّهَا النَّاسُ احْفَظُوا فِي أَصْحَابِي وَإِخْوَانِي وَأَخِلَّائِي وَلَا تَسُبُّوهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَاذْكُرُوا مَنْ خَيْرٍ اب اگر کوئی یون کہے کہ یہ بھی کہنا جائز نہین تو

کسی شخص معین کو گو کافر ہی کیون نہو لعنت کرنا اچھا نہین شاید وہ مرنے سے پہلے توبہ کرلے اور ایماندار ہوجاوے تو پھر کسطرح اوسکو خدا کی رحمت سے دور کہہ سکتے ہین پس اگر کوئی یون کہے کہ جیسا مسلمان کو حالت اسلام مین رحمہ اللہ کہہ سکتے ہین ایسا ہی کافر کو بھی جب وہ کفر کی حالت مین ہو لعنت کرنا درست چاہیے اور جیسا کافر مین احتمال ہے کہ مسلم ہوکر مرے ویسا ہی مسلمان مین شبہ ہے کہ کافر ہوکر مرے تو اسکا جواب یہ ہی کہ رحمہ اللہ سے مراد یہ ہی کہ خدا اوسکو مرتے دم تک مسلمان رکھے جس سے قابل رحمت ہو اور یہ بات لعنت مین ممکن نہین یعنی نہین کہہ سکتے کہ خدا فلانے کو کافر رکھے جو لعنت کا سبب ہو اسلیے کہ یہ کفر کا سوال ہے اور ایسا سوال خود کفر ہے ہان اگر یون کہے تو ہوسکتا ہے کہ اگر کفر پر مرے تو خدا کی لعنت ہو اور نہ اگر اسلام پر مرے تو لعنت نہو اور یہ طور بھی محظور ہے اسلیے کہ تردد ہی رہا یہ حال معلوم کیسے ہوسکتا ہی کہ خاتمہ کیسا ہوگا اور لعنت نکرنے مین کچھہ بھی خطرہ نہین پس جب کافر کا یہ حال ہو تو ظاہر ہے کہ فاسق اور بدعتی کو بطریق اولی لعنت نکرنا چاہیے اس لیے کہ آدمی کا حال ہمیشہ یکسان نہین رہتا کیا معلوم ہے کہ انجام کو کیسا ہوجاوے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کرسکتے تھے کہ اسکا انجام کیسا ہوگا اسلیے جنکا حال معلوم ہوگیا تھا اونکے لیے بددعا کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ وَعُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ اور جو لوگ کہ جنگ بدر مین کافر مارے گئے تھے اونکو بھی لعنت و بددعا مین شامل فرماتے تھے مگر جسکا انجام معلوم نتھا جب اوسکو لعنت کرنے تو خدا تعالی نے منع فرمادیا چنانچہ آپ مہینہ بھر دعاے قنوت مین اون لوگون کو لعنت کرتے رہے جنھون نے بیر معونہ کے لوگون کو مارا تھا اوسوقت یہ آیت اتری لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی شاید وہ مسلمان ہی ہوجاوین تم نے کیسا جانا کہ وہ ملعون ہین اسی طرح اگر ہمکو بھی کسی کا حال معلوم ہوجاوے کہ خاتمہ کفر پر ہوا ہے تو اوسکو لعنت اور برا کہنا درست ہی بشرطیکہ اوسمین کسی مسلمان کو ایذا نہوتی ہو ورنہ اوسپر بھی لعنت درست نہین چنانچہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو تشریف لیگئے جاتے تھے حضرت ابوبکر رضہ سے ایک قبر کا حال پوچھا کہ یہ کسکی قبر ہے آپ نے عرض کیا کہ یہ قبر سعید بن عاص کی ہے یہ شخص خدا اور رسول سے سرکش رہتا تھا اوسکا لڑکا عمرو بن سعید جو ہمراہ تھا اس بات سے غصہ ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ قبر اوس شخص کی ہے کہ ابوبکر رضہ کے باپ ابوقحافہ سے زیادہ کہانا کہلاتا تھا اور اوسکی نسبت زیادہ شجاع تھا پس حضرت ابوبکر رضہ نے عرض کیا کہ آپ ملاحظہ فرماوین کہ مجھسے

اللہ جل شانہ کا ہوا و سپر لعنت ہوا اور حضرت عایشہ رضہ روایت کرتی ہین کہ ایکبار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضہ کو سنا کہ کسی اپنے غلام کو لعنت کرتے تھے آپ انکیطرف
متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابو بکر کیا صدیق بھی لعنت کیا کرتے ہین لا و رب الکعبۃ
اس جملہ کو کئی بار ارشاد فرمایا حضرت ابو بکر رضہ نے اوسی روز اوس غلام کو آزاد کر دیا اور آپ
کیخدمت مین آکر عرض کیا کہ اب مین کبھی ایسی خطا نکرون گا اور ایک حدیث مین فرمایا
کہ ان اللعانین لا یکونون شفعاء ولا شہداء یوم القیامۃ اور حضرت انس رضہ فرماتے ہین
کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب اونٹ پر جاتا تھا اوسنے اپنے اونٹ کو لعنت
کی آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ ملعون اونٹ پر ہمارے ساتھہ مت چلو اور یہ اسلیے فرمایا کہ اوسکو
معلوم کہ آپ کو میر العنت کہنا برا معلوم ہوا اور لعنت کے معنے یہ ہین کہ خدا کے یہان سے
دور نکالدینا پس لفظ اوسی شخص پر بولنا درست ہوگا کہ جسمین ایسی صفت پائی جاوے
جس سے اللہ تعالی سے بعد ہوتا ہو اور وہ صفت کفر و ظلم کی ہے تو یہ کہنا جائز ہے کہ ظالمون پر
خدا کی لعنت اور کافرون پر خدا کی لعنت غرض جسطور پر شرع مین وارد ہی اونہین الفاظ
سے کہنا چاہیے کیونکہ لعنت مین خطر بھی ہے اسلیے کہ یہ غیب دانی کا دعوے ہے کہ اسکے ملعون کو
خدا نے دور کر دیا یہ بات تو سوا خدا کے اور کوئی نہین جان سکتا یا اگر خداوند کریم اپنے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دے تو اونکو اسکا علم ہو سکتا ہی غیر کو کسطرح علم ہو سکتا ہی اب معلوم
کرنا چاہیے کہ جو صفات مقتضی لعنت کے ہین وہ تین ہین کفر اور بدعت اور فسق اور انمین
لعنت کرنیکے تین طور ہین پہلا تو یہ کہ وصف عام کے ساتھہ لعنت کرے مثلاً یون کہے کہ کافرون
اور بدعتیون اور فاسقون پر خدا کی لعنت ہو دوسرا یہ کہ وصف کو اس سے کچھہ خاص کر کے کہے جیسے
خدا کی لعنت یہود و نصاری و مجوس و قدریہ و خوارج و روافض و زانی و ظالم و سود خور پر اور
یہ دونون شقین جائز ہین مگر اہل بدعت پر لعنت کہنے مین تردد ہے کیونکہ بدعت کا پہچاننا امر
مشکل ہے اور حدیث شریف مین کوئی لفظ اوسکے لیے وارد نہین تو عوام کو اس سے روکنا چاہیے
ورنہ لوگون مین نزاع اور فساد پیدا ہوگا تیسرا طور لعنت کا یہ ہی کہ کسی شخص معین پر ہو اور یہ محل
خطر ہے مثلاً زید اگر کافر یا فاسق یا بدعتی ہے تو اوسکو نکہنا چاہیے کہ زید پر لعنت ہی اور اوسکی تفصیل
یہ ہے کہ جس شخص پر شرع مین لعنت ثابت ہوئی ہو اوسکے کہنے مین مضائقہ نہین مثلاً یون کہنا
فرعون خواہ ابو جہل پر خدا کی لعنت کیونکہ شرعاً ثابت ہی کہ یہ دونون کفر پر مرے لیکن اس زمانہ کی

کہ زبان کی حفاظت بہت کرتے تھے ہم اونکی عیادت کو گئے کہ دیکھین آسمین کیا کہین گے ہم نے پوچھا کہ کہان نکلا ہے اونہون نے فرمایا کہ ہاتھہ کے اندر کیطرف اور سبب فحش کا یا ایذا دینی ہے یا بُرون کی صحبت سے عادت پڑجاتی کہ اکثر اونکی عادت گالی کی ہوتی ہے ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجکو کچھہ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرتا رہ اور اگر تجھہ مین کچھہ بات دیکھکر کوئی تجھکو عار دلاوے تو تو اوسکی بات دیکھکر اوسکو عار مت دلا یعنی اگر کوئی برائی تو اوسکے جواب مین ویسا ہی مت کہہ آسمین اوسکے اوپر وبال رہے گا اور تجھکو ثواب ملے گا اور کسی چیز کو گالی مت دینا اعرابی کہتا ہے کہ پھر مین نے کبھی گالی ندی اور عیاض بن حمار رض نے آپ کیخدمت مین عرض کیا کہ ایک آدمی جو مجھسے رتبہ مین کم ہے مجھکو گالیان دیا کرتا ہے تو اسکا کچھہ مضائقہ تو نہین کہ مین بھی اوس سے بدلا لے لون آپ نے فرمایا کہ گالی گلوچ کرنے والے دونون شیطان ہوتے ہین ایک دوسرے کو جھٹلاتے ہین اور تہمت لگاتے ہین اور ایک حدیث مین فرمایا سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ اور فرمایا کہ گالی لڑنے والی جو کچھہ کہتے ہین وہ اوسی پر پڑتی ہے جسنے ابتدا کی ہو بشرطیکہ مظلوم حد سے نہ بڑہجاوے اور فرمایا کہ جو کوئی اپنے والدین کو گالی دے اوسکو خدا کی پھٹکار رہے اور ایک روایت مین ہے کہ یہ سب کبیرون سے بڑا گناہ ہے کہ آدمی اپنے ماباپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت آدمی اپنے ماباپ کو کیسے گالی دیگا آپ نے فرمایا کہ دوسرے کے ماباپ کو گالی دی اور وہ جواب مین اسکے ماباپ کو کہے تو گویا اس گالی کا باعث یہی ہوا

آٹھوین آفت لعنت کرنا یہ امر حیوان اور انسان اور جمادات کے لیے سب کے لیے برا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِلَعَّانٍ اور فرمایا لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِهٖ وَلَا بِجَهَنَّمَ اور حضرت حذیفہ رض فرماتے ہین کہ جس قوم نے ایک دوسرے کو لعنت کی اوپر خدا کی مار بیشک ہوئی اور حضرت عمران بن حصین رض فرماتے ہین کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے ایک انصار کی عورت ایک اونٹنی پر سوار تھی اوسنے جو کچھہ بدی کی تو عورت نے کہا کہ تجھپر خدا کی لعنت ہے آپ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا بوجھہ وغیرہ اوتار کر ننگا کردو کہ اب تو وہ ملعون ہو چکی راوی کہتے ہین کہ وہ اونٹنی گویا میری نظرون مین پھرتی ہی کہ لوگون مین پھرتی تھی اور کوئی اوس سے مزاحمت نہ کرتا تھا اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب کوئی زمین کو لعنت کرتا ہے تو وہ کہتی ہی کہ جو ہم مین سے یا دہ نافرمان

لا یحب الفاحش المتفحش الصیاح فی الاسواق اور حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہین کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا ہوا تہا اور میرے باپ میرے آگے بیٹھے ہوئے تہے آپ نے فرمایا کہ ان الفحش والتفاحش لیسا من الاسلام فی شیٔ وان احسن الناس اسلاما احاسنہم اخلاقا اور ابراہیم بن مشیرہ فرماتے ہین کہ ایسا سنا ہے کہ فحش اور پہکڑ والا قیامت کو کتی کیصورت یا اوسکے پیٹ مین ہوکر آوے گا اور احنف بن قیس سے فرماتے ہین کہ مین تمکو سب سے زیادہ مرض بتلائے دیتا ہون وہ زبان پہکڑ باز اور کمینی عادت ہے پس یہ تو مذمت فحش کی ہوئی اب اوسکی تعریف کو سننا چاہیے کہ فحش اسکا نام ہے کہ امور قبیحہ کو صریح الفاظ سے ذکر کرنا مثلاً شرمگاہ کا نام لینا وغیرہ جیسا کہ اکثر مسخرے دن رات بکا کرتے ہین اور نکبخت لوگ ایسی چیزون کا کنایۃً نام لینے سے بچتے ہین ضرورت کی وقت رمز کے طور پر ذکر کرتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ اللہ جل شانہ حیا والا ہے گناہ کو معاف کرتا ہے اور اشارہ بیان فرماتا ہے دیکھو صحبت کو لمس کی لفظ سے ارشاد کیا ہے پس جماع کے لیے صحبت اور وقاع اور لمس و دخول وغیرہ الفاظ کنایات ہین کہ جنمین فحش نہین مگر اسکے لیے بعض الفاظ ایسے کثر مستعمل ہین کہ ناگفتہ بہ ہین اکثر گالی وغیرہ دینے مین اوسکا استعمال ہوتا ہے اور اونمین سے بھی بعض مین فحش زیادہ ہے اور بعضون مین کم اور ہر ملک و دیار مین عادت کے اختلاف سے انمین بھی اختلاف ہی بہرصورت اونمین سے کمتر درجہ کے مکروہ ہین اور زیادہ درجہ کے ممنوع اور ان دونون کے درمیان کے الفاظ ہین کہ وہ بھی خالی از خرخشہ نہین اور کچھہ فحش جماع ہی پر موقوف نہین ہر ایک امر مکروہ کو ایسا ہی خیال کرنا چاہیے مثلاً قضاء حاجت کی لیے اگر پاخانہ اور پیشاب کہین تو اور الفاظ کی نسبت بہتر ہے غرضکہ جو الفاظ مکروہ ہین اونکو صراحۃً ذکر کرنا نچاہیے ورنہ فحش مین داخل ہوگا اسیطرح عورتون کا ذکر بھی کنایۃً مناسب ہی مثلاً یون نہ کہنا چاہیے کہ تمہاری جورو نے یہ کہا بلکہ اسطرح بولنا چاہیے کہ گھر مین سے یہ کہا یا پردہ سے یہ آواز آئی یا لڑکون کی مانے کہا خلاصہ یہ کہ ایسے الفاظ مین کنایہ ہی اچھا ہے تصریح سے فحش ہوجاوے گا علی ہذا القیاس جس کسیکو کوئی گہن کی بیماری ہو مثل برص وجذام وبواسیر وغیرہ کے تو انکا ذکر کرنا اچھا نہین بلکہ ایسی طرح ذکر کرے کہ جسکو سخت بیماری ہے یا اور کوئی ایسا ہی لفظ کہے تصریح سے بیان کرنا فحش ہے اور آفت لسان مین داخل ہے علاء بن ہارون کہتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایکبار بغل مین نکالا نکلا اور اونکی عادت ہی

فحش اور بیہودہ گوئی اسلام مین سب سے بدتر خصلت ہے اور اچھا وہ مسلمان ہے جو اون سے بچا رہے

تکلف اور زبان ایٹھنے سے کیا فائدہ وہ سراسر مذموم ہے اور باعث اس تمام تصنع کا ریا اور اپنی فصاحت و بلاغت کا اظہار ہوتا ہے جو شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

ساتوین آفت فحش کہنا اور گالی اور بیہودہ دینا ہی یہ بھی مذموم اور ممنوع ہے اور اس کا منشا خبث باطنی اور کمینہ پن سے ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایاکم والفحش فان اللہ تعالیٰ لا یحب الفحش ولا التفحش اور بدر کی لڑائی مین جو مشرک ماری گئی تھے اونکے حق مین بھی گالی دینے سے منع فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ انکو گالی نہ دو کیونکہ جو کچھ تم انکو کہتے ہو انکو تو لگتی ہین زندہ کو ایذا ہوتی ہے اور خبردار رہو کہ برا کہنا کمینہ پن ہے اور ایک حدیث شریف مین فرمایا لیس المومن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی ہے اور فرمایا الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلہا اور فرمایا کہ چار آدمی ایسے ہونگے کہ دوزخ کے لوگون کو باوجود انکے ایذا کے اور ایذا دین گے یعنی وہ تو اپنی مصیبت مین ہونگے کہ کھولتے پانی اور آگ مین دوڑ رہے ہونگے اور اپنی خرابی و تباہی پکار رہے ہونگے اوسپر وہ چارون اور زیادہ جلونکو جلاوینگے اونمین سے ایک شخص ایسا ہوگا کہ اوسکے منہ سے پیپ اور خون بہتا ہوگا تو اوس سے پوچھین گے کہ اے پھٹکارے ہوئے کہ تیرا کیا حال ہے تو نے ہمکو دکھہ پر دکھہ دیا وہ کہے گا کہ جو کلمہ برا اور خبیث مجھے سوجھتا تھا اوسکو منہ سے کہکر جماع کا سامان لیا کرتا تھا اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اے عایشہ اگر فحش گوی آدمی ہوتا تو بڑا بد ہوتا اور فرمایا کہ البذاء والبیان شعبتان من النفاق اس حدیث مین بیان کے کئی معنے ہوسکتی ہین ایک تو یہ کہ جو شے ظاہر کہنے کی نہو اوسکو بیان کرنا یعنے ظاہر کہنا مراد ہو دوسرے یہ کہ بیان سے مبالغہ غرض ہو یعنی چیز کو ایسا مبالغہ کے ساتھہ کہنا کہ تکلف مین داخل ہوجاے تیسرے یہ کہ امور دینی اور صفات الہیہ کا بیان مراد ہو کیونکہ ان چیزون کا مجملاً عوام کو کانون مین ڈالدینا اچھا ہے بہ نسبت اسکے کہ انمین مبالغہ کیا جاوے اسلیے کہ غایت درجہ کے بیان سے شک و شبہ پیدا ہوتا ہے اور وسوسے اُٹھتے ہین اور مجمل کہدینے سے دل جسطرف بٹ اوسکی ماننے کیطرف مائل ہوکر مطمئن ہوجاتا ہے مگر چونکہ حدیث شریف مین اس لفظ کو بذاء یعنی بیہودگی کے پاس ذکر فرمایا ہے تو غالب یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیان سے غرض یہی ہے کہ جس بات سے شرم آتی ہو اوسکو پکار کرکے اور یہ شعبہ نفاق اس وجہ سے ہے کہ ایسے امور مین اغماض اور تغافل ہی برتنا چاہیے کشف اور بیان نہ کرے اور ایک حدیث مین ہے کہ ان اللہ

محسنین کا عنایت فرماوے غرضکہ نرم گفتگو میں اتنی فضائل ہین اور خصومت و مراء اوسکی ضد ہین جسسے آدمی کو وحشت ہوتی ہے عیش تلخ ہو جاتا ہے غصہ آتا ہی دل کو رنج ہوتا ہی اللہ بچاوی بمنہ وکرمہ

چھٹی آفت کلام کو خوب بنا بنا کر کہنا اور سجع اور قافیہ اور فصاحت کے لیئے تکلف کرنا اور تمہید ومقدمات گڑہنی جیسا کہ اکثر مدعیان تقریر کی عادت ہی اسطرح کا تکلف اور تصنع مذموم ہی حدیث شریف مین ہی کہ انا واتقیاء امتی برآء من التکلف اور فرمایا ان ابغضکم الی وابعدکم منی مجلسا الثرثارون المتفیہقون المتشدقون فی الکلام اور حضرت فاطمہ فرماتی ہین کہ آپنے فرمایا شر امتی الذین غذوا بالنعیم یاکلون الوان الطعام ویلبسون الوان الثیاب ویتشدقون فی الکلام اور فرمایا الا ھلک المتنطعون اور اسن جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا متنطع کے معنے تعمق اور مبالغہ کے ہین اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ کلام مین بلبلانا شیطان کیطرف سے ہے اور حضرت عمر بن سعدؓ ایک روز اپنے باپ کیخدمت مین کچھہ حاجت لیکر آئے اور اوسکے لیے ایک تمہید بیان کی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جتنی لمبی حاجت آج تمنے بیان کی کبھی نہین کی تھی مین نے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ کلام کو ایسا چاہین گے جیسے گائے گھاس چاہتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کو بیٹی کی تمہید حاجت سے پہلے بری معلوم ہوی اور اوسکو سراسر تصنع اور تکلف جانا اور یہ مذموم ہے اور آفات نشانی سے ہے اور جو قافیہ بندی کہ عادت سی خارج ہو وہ سب اسمین داخل ہے گفتگو اور بول چال مین بھی ایسا تکلف ممنوع ہی چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچہ مردہ کے عوض غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا تو ایک شخص اول لوگون مین سی بول اٹھا جسکے سبب سی وہ بچہ ضائع ہوا تھا کہ ہم ایسے کا کسطرح خون بہا دین جسنے پیا نہ کھایا نہ رویا نہ چلایا ایسا خون بہا معافی مین کیون نہ آیا آپ نے فرمایا کہ کیا جاہلون کی سی فقرہ بندی کرتا ہے غرضکہ آپ کو یہ قافیہ اثنائے گفتگو مین برا معلوم ہوا اور واقع مین ایسے کلام مین اثر تکلف کا صاف معلوم ہوتا ہے پس ضرور ہے کہ کلام اسطرح کرے کہ مقصود حاصل ہو جاوے اور مطلب صرف دوسرے کو سمجھانے سے ہے اسکے سوا جو کچھہ ہے وہ تکلف مین داخل ہے جسکی مذمت شرع مین موجود ہی ہان اسمین وہ قافیہ بندی داخل نہین جو خطبہ یا وعظ مین بے افراط و مبالغہ کرتے ہین کیونکہ مقصود وعظ و تذکیر سے دلون کا شوق دلانا اور تحریک اور قبض و بسط ہے اور الفاظ کی خوبی کو اسمین بڑی تاثیر ہے تو اوسمین عمدہ الفاظ و موقع کا ہونا بجا ہے مگر جو محاورے کہ روزمرہ کی حاجات مین بولے جاتے ہین اونمین وزن و قافیہ کی کچھہ ضرورت نہین تو اونمین

بڑہجاتی ہے قدر واجب پر نہین رہتی ہے اسلیے گویا مشاہر ایک شر کا خصومت ٹھہرتی ہے اور یہی حال مراء اور جدال کا ہے تو بہتر یہی ہے کہ بالکل اس کا باب ہی بند کیجاوی اور اگر ضرورت ہو تو اوسوقت بھی زبان اور قلب کو لوازم خصومت مذکورہ بالا سے بچاوے اور یہ امر نہایت دشوار ہے ہر چند جو شخص خصومت واجبی پر کفایت کرے وہ گناہگار نہو گا اور نہ اوسکی خصومت بُری کہلائی گی تاہم اگر شے متنازع فیہ سے مستغنی ہو اور اوسکے پاس اسقدر ہو کہ اوسکی کچھ پروا نہ رکہتا ہو تو خصومت کرنے سے گو گناہ گار نہین تارک اولی ضرور ہو گا اور خصومت اور مراء و جدال سے ادنے درجہ یہ ہے کہ اچھی طرح بولنا اسمین چھوٹ جاتا ہے اور طیب کلام کے ثواب سے محروم رہتا ہے اور طیب کلام کا اقل رتبہ یہ ہے کہ موافقت ظاہر ہو اور عیب اور طعن سے یہ امر بمراحل دور ہی اسواسطے کہ جو شخص دوسرے سے خصومت اور مراء جدال کرتا ہے وہ دوسرے کو یا جاہل ٹھہراتا ہے یا جھوٹا پر طیب کلام کہان ہی جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تُمِلُّنَّكُمْ من الجنة طيب الكلام واطعام الطعام اور قرآن مجید مین ارشاد ہے وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا اور حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ اگر خدا کی مخلوق مین سے کوئی تمکو سلام کرے تو اوسکے جواب مین تم بہی سلام کرو گو وہ مجوسی ہی کیون نہ ہو اسلیے کہ خدا تعالی فرماتا ہے وَاِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اور مجکو تو اگر فرعون بہی اچھا کلمہ کہے تو اوسکا جواب ویسا ہی دون اور حضرت انس رض سے یہ حدیث منقول ہے کہ جنت مین بعضے مکان ایسے لطیف و شفاف ہین کہ باہر سے اندر کی چیز اور اندر سے باہر کی چیز معلوم ہوتی ہے اللہ تعالے نے اونہین اون لوگون کے لیے بنایا ہے کہ جو کھانا کہلاتے ہین اور نرمی سے گفتگو کرتے ہین اور روایت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی پاس کوا ایکدفعہ سور نکلا آپنے فرمایا کہ اچھی طرح چلا جا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اس جانور سے ایسا فرماتے ہین فرمایا کہ مجھکو برا معلوم ہوتا ہے کہ میری زبان بدی کی عادی ہو اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ اور فرمایا اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ اور حضرت عمر رض کا قول ہے کہ نیکی ایک چیز آسان ہے وہ کشادگی پیشانی اور نرمی زبان ہے اور بعض حکما کا قول ہے کہ نرم گفتگو پوشیدہ گینون کو ہوا دالتی ہے اور یہ بہی بعض حکما کا قول ہے کہ خدا تعالے کسی کلام سے ناراض نہین ہوتا اتنی شرط ہے کہ ہم نشین راضی رہے پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی پاس بیٹہنے والے سے اچھی کلام کرنے مین دریغ نہ کرے شاید خداوند کریم اسکے عوض مین ثواب

ف ۱ اور کہلائی گی ف ۲ اور کہلاتا ہے ف ۳ اور طیب کلام ف ۴ کلمہ پاک صدقہ ہے یہ لفظ بولنا بہی افضل خیرات ہے ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ ۱۲ ف ۵ اگر سے پہلے اگرچہ اور ف ۶ بخاری و مسلم بروایت عدی بن حاتم ۱۲

تم سے کرون یہ جان لو کہ خصومت سے زیادہ بڑھکر کوئی بری چیز نہین دین اس سے برباد
ہوتا ہے مروت اِس سے جاتی رہتی ہے لذت زندگی مفقود ہوتی ہے دل اسی مین الجھا رہتا ہی مین
یہ سنکر اٹھا اور گھر کو جانا چاہا میری طرف ثانی نے کہا کہ کہان چلے مین نے کہا کہ اب مین نزاع
نہین کرتا اوسنے کہا کہ شاید اب معلوم ہوگیا کہ حق میرا ہی ہے مین نے کہا کہ یہ بات تو نہین
لیکن خصومت مین نہین چاہتا اوسنے کہا اگر یہی بات ہی تو مجھکو اب کچھہ دعوی نہین وہ شی
آپ ہی رکھیے یہان یہ شبہ ہوتا ہی کہ جب انسان کا حق کوئی ظالم دبالے تو اوسکے طلب اور حفظ
مین خصومت ضرور ہے اوسکی مذمت کسطرح ہوسکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہی کہ خصومت ہمیشہ
ایک ہی طرح تو نہین ہوتی کبھی جھوٹی بھی ہوتی ہے کبھی بے جانے ہوا کرتی ہے جیسے وکیل
جھگڑا کرتے ہین کہ اونکو اس بات کا علم نہین ہوتا کہ حق بجانب کس کی ہے مگر وکالت جسطرف
ہوکر لیتے ہین اور بے جانے خصومت وجواہی کرتے ہین اور کبھی طلب حق مین مقدار واجب سے
زیادہ طلبی ہوتی ہے اور جھگڑے مین بقدر حاجت پر اکتفا نکرکے زیادہ تر لیچرپن اور خصومت محض ایذا
کے لیے یا دبانے کے لیے کرتے ہین اور کبھی عین خصومت مین ایسے کلمات ایذا دہندہ پیش کرتے ہین
جنکی حاجت وجہ ثبوت اور اظہار حق مین کچھہ نہین ہوتی اور کبھی بنا خصومت محض عناد پر
ہوتی ہے کیونکہ شے متنازع فیہ ایسی حقیر ہوتی ہے کہ طرفین کے نزدیک اوسکی کچھہ حقیقت نہین
ہوتی بلکہ علانیہ بعض لوگ کہدیتے ہین کہ اس نزاع سے ہماری غرض صرف عناد اور طرف ثانی کا ہتک
ہے ورنہ ایسا مال تو مین جوتی پر مارتا ہون پس اسطرح کی خصومت بہت بری ہین اور اگر مظلوم
آدمی اپنی داد رسی کے لیے حجت بطور شریعت کرے اور لیچرپن اور اسراف اور قدر حاجت سے
زیادہ خصومت نہ کرے اور قصد عناد و ایذا بھی درمیان مین نہو تو اوسکا فعل حرام نہین مگر بہتر
یہ ہے کہ جب تک بی خصومت راہ نکلی تب تک نالشی نا فشا نہو اسلیے کہ خصومت و جھگڑے مین
زبان کو حد اعتدال پر ضبط کرنا دشوار ہے خصومت کی باعث سینہ مین غصہ کی لپٹ اُٹھتی ہے
اوسکے سبب حق تو بالاے طاق ہوجاتا ہے صرف طرفین مین کینہ باقی رہتا ہی یہان تک کہ
ایک کی رنج سے دوسرے کو خوشی ہوتی ہے اور اوسکی راحت سے اوسکو بے چینی اور ایک دوسرے کی
ہتک مین زبان درازیان ہوتی ہین پس جو شخص خصومت اول کرتا ہے ان بری چیزون مین
مبتلا ہوتا ہے اور ادنے مرتبہ یہ ہے کہ دل پر تشویش غالب ہوتی ہے یہانتک کہ نماز مین
بھی یہی دھیان رہتا ہے کہ کسطرح حریف پر غالب ہونا چاہیے غرضکہ خصومت سے بات

ثواب ہی تو ثواب کی حرص بڑہتی ہے اور طبیعت و شریعت ایک دوسری کی معاون ہوتی ہین
اور یہ بہی ایک خطا ہی ہے صواب نہین ہے کہ اپنی زبان سے اہل قبلہ کو کچہہ نہ کہے اور جب
کسی اہل بدعت کو دیکہے تو علیحدہ خلوت مین اوسکو نصیحت کرے اسطرح کہ جدال کی بو نہ پائی
جاوے ورنہ اوسکو یہ خیال ہوگا کہ مقرر لوگ اگر چاہتے ہین تو تقریر سے دوسرے کو ساکت
کر دیتے ہین ایسا ہی کچہہ یہ بہی کرتے ہین اس خیال سے بدعت اوسکی دل مین پک جاوی گی
پس نرمی سے بطور خیر خواہی اوسکو سمجہانا چاہیے اگر مان لے فبہا والا وہ جانی اوسکا کام اپنے
آپ اوس سے کنارہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے فرمایا رَحِمَ اللّٰہُ مَنْ کَفَّ لِسَانَہٗ
عَنْ اَہْلِ الْقِبْلَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ مَا بَقِیَ عَلَیْہَا اور ہشام بن عروہ رضہ فرماتے ہین کہ آپ نے اس کلام کو سات بار
فرمایا اور جو شخص جدال کا عادی ہوجاتا ہی اور اوسکے باعث نفس کو غیرت اور قبول زیادہ
پاتا ہے تو اوسمین یہ مہلکات زور پکڑ جاتے ہین اور جب سلطان غضب اور کبر اور ریا اور محبت
عزت و جاہ اکٹہے چڑہ آتے ہین تو تاب مقاومت نہین لاتا کیونکہ انمین ایک ایک جداگانہ صفت
ایسی ہے کہ اوسی سے لڑنا مشکل پڑتا ہے جب سب جمع ہوگئے تو خدا ہی بچاوے تو بچے

پانچوین آفت خصومت ہی اور اسمین اور مراء و جدال مین یہ فرق ہے کہ مراء اوسکو
کہتے ہین کہ دوسرے کے کلام مین عیب ظاہر کرے اور سوائے اوسکی تحقیر اور اپنی تفضیل کی
اور کوئی مطلب نہو اور جدال امور مذہبی کی بحث سے متعلق ہوتا ہی اور خصومت یہ ہی کہ جھگڑے سے
غرض مال یا کسی حق کا لینا مقصود ہو اور یہ کبہی بے اعتراض ہوتی ہے اور کبہی اعتراض سے
اور پہلی دونون چیزین بے اعتراض کے نہین ہوتین اب معلوم کرنا چاہیے کہ خصومت بہی
بری چیز ہے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یون روایت
حدیث ہے مَنْ جَادَلَ فِیْ خُصُوْمَۃٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَمْ یَزَلْ فِیْ سَخَطِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْزِعَ اور بعض اکابر فرماتے ہین
کہ خصومت سے بچنا چاہیے اسلیے کہ وہ دین کو برباد کرتی ہے اور یہ تو ضرب المثل ہو رہا ہے
کہ پرہیزگار آدمی دین مین خصومت نہین کیا کرتے مصرع دو صاحبدل نگاہ دارند سخن اور اس
قصیہ فرماتے ہین کہ ایک روز مین بیٹہا تہا بشر بن عبداللہ میرے پاس کو گذرے پوچہا کہ
میان کیون بیٹہے ہو مین نے کہا کہ مجہہ مین اور میرے چچازاد بہائی مین ایک شی پر تنازع
ہے اونہون نے کہا کہ تمہارے باپ کا میرے اوپر حق ہی مین چاہتا ہون کہ اوسکی مکافات

اس شخص کی برائی جو اپنے اہل قبلہ کی زبان سے ایذا پاوے

قول کعب احبار کہ جو شخص اہل قبلہ کی زبان سے ایذا پاوے

قول ابن ابی الدنیا

بسند خود از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

بخاری کے نقل کا بارہ

جو شخص کسی خصومت مین پڑ جاتا ہے ہمیشہ اللہ کے غضب مین رہتا ہے یہانتک کہ اوس سے دست بردار ہو

ابن ابی الدنیا

فضل قبیل خودستائی سے ہے جو بڑائی اور بزرگی یعنے صفات ربوبیت کے جوش سے پیدا
ہوتی ہی اور دوسرے کو ناقص جاننا صفات سبعی کے مقتضا سے بردری کا آتا ہی کیونکہ
درندہ بھی یہی چاہتا ہی کہ دوسرے کو چیر پھاڑ برابر کرے یا صدمہ وایذا پہونچاوی غرضکہ یہ
دونون صفتین آدمی کے حق مین مہلک ہین اور اونکو مراء اور جدال سے زور ہوجاتا ہے
پس جو کوئی مراء اور جدال کرتا رہے گا وہ ان صفات مہلکہ کو شہ دیتا رہے گا اور یہ امر
حد کراہت سے بڑہکر معصیت مین داخل ہی بشرطیکہ دوسرے کو ایذا پہونچے اور بحث وتکرار مین یہ بات
تو ہمیشہ ہی رہتی ہے کہ دوسرے کو ایذا پہونچے اور غصہ آوی اور اعتراض کے جواب مین اپنے
کلام کی تائید کی لیے جو طب دیا بس حق و باطل بن پڑے پیش کرے اور معترض کے کلام
مین جو کچھہ خلل سوجھے بیان کرے اسیطرح بڑہتے بڑہتے آپسمین ایسی لڑین جیسے کتی لڑتے ہین
کہ ہر ایک کا ارادہ یہی ہوتا ہی کہ اب کی چوٹ ایسی کرون کہ اسکو خوب درد وتکلیف پہونچے
اور بجز خاموشی اور عاجزی کے کچھہ نہ بن پڑے اور اِس کا علاج یہ ہی کہ کبر جس سے کہ اظہار فضل کو
چاہتا ہی اور سبعیت جس سے کہ دوسرے کو ناقص کیا چاہتا ہی ان دونون کو چھوڑ دی اور اسکا
بیان کبر وعجب اور غضب کی برائی مین مذکور ہوگا یہان اسیقدر معلوم کرنا چاہیے کہ ہر ایک
بیماری کا علاج اسی طور سے ہوتا ہی کہ اوسکا سبب دور کیا جاوے اور ازانجا کہ سبب مراء
اور جدال کا یہی دونون چیزین ہین جیسا کہ بیان ہوا پس ان دونون کو دور کرنے سے
علاج اونکا ہوجائے گا پھر مراء اور جدال کے ترک کی یہان تک مواظبت چاہیے کہ عادت اور
طبیعت مین داخل ہوجاوی اور نفس مین کنقش الحجر جاگزین ہو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
نے داود طائی رح سے پوچھا کہ تم نے عزلت نشینی کیون اختیار کی اونہون نے کہا کہ اِس سبب سے
کہ نفس پر جدال کے چھوڑنے کا مجاہدہ کرون آپ نے فرمایا کہ تو اسطرح کرنا چاہیے کہ لوگونمین
بیٹھو اونکی سنو اپنی نہ کہو داؤد طائی کہتے ہین کہ مینے ایسا ہی کیا مگر مجاہدہ نہایت سخت پایا
اور واقع مین یہ صورت مجاہدہ کی بڑی مشکل ہے اِسلیے کہ جو شخص غیر سے غلطی سنتا ہی اور
اوسکی اصل حقیقت کی بتانے پر قادر ہے اوسکو صبر کرنا بہت ہی دشوار معلوم ہوتا ہی اور اسی
وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو حق پر ہو کر مراء چھوڑ دی اوسکو جنت اعلی مین
مکان ملے گا کیونہ یہ امر نفس پر نہایت شاق ہے خصوصاً مذاہب اور عقائد مین اِسکا زیادہ
غلبہ ہوتا ہی کیونکہ بحث امر طبعی تو پہلے ہی سے ہے جب یہ معلوم ہوا کہ فلان عقیدہ کی ظاہر تمیز

جہگڑتا ہی بے مروت ہوجاتا ہی اور جسکو رنج بہت ہوتا ہے اوسکا جسم مریض ہوجاتا ہی اور جسکی
عادت اچہی نہین ہوتی اوسکی جان عذاب مین رہتی ہی ع ہی ؎

اگر ز دست قضا بر فلک رود بدخوے ز دست خوی بد خویش در بلا باشد

اور میمون بن مہران رح سے لوگون نے پوچہا کہ اسکا کیا سبب ہی کہ آپ کسیکو عداوت کی راہ
ترک نہین کرتے آپ نے فرمایا کہ نہ مین کسی سے دل لگی کرون نہ بحث تکرار کرون پہر وجہ عداوت
کی کیا ہے غرض کہ مراء اور جدال کی برائی حد شمار سے افزون ہے اور تعریف مراء کی یہ ہے
کہ دوسرے شخص کی بات مین براہ اعتراض خواہ لفظون مین یا معنون مین یا ارادہ مین
خلل ظاہر کرنا لفظون مین عیب تبلانا اسطرح کہ علم نحو یا لغت یا محاورہ کے خلاف کہتے ہو
یا اس کلام کی بندش اچہی نہین اسکی الفاظ مین تقدیم و تاخیر ہوگئی ہے اور ایسا اکثر ہوتا ہے
کہ جو شخص کم جانتا ہے اچہی عبارت نہین بول سکتا یا آنکہ زبان سے کچہہ کا کچہہ نکلجاتا ہے تو
جسمین عادت اعتراض کی ہوتی ہے وہ فوراً عیب جوئی پر آمادہ ہوتا ہے حالانکہ اظہار
عیب کی کوئی وجہ نہین ہوتی اور معنون مین طعن کرنا یہ ہے کہ جیسا تم لکہتے ہو ویسا نہین
اوسمین یہ یہ غلطیان ہین اور ارادہ مین عیب ظاہر کرنا یہ ہے کہ اسطرح کہے کہ تمہارا کلام تو
درست ہی مگر تم نے اثبات حق کے لیے نہین کہا بلکہ اسمین تمہارا کچہہ مطلب ہے اور اس کی
قائم مقام کہے اور اگر مسائل علمی مین اس قسم کے اعتراض واقع ہوتے ہین تو اوسکو جدل اور
جدال کہتے ہین بہر صورت دونون برے ہین انکا ترک کرنا چاہیے جب آدمی کوئی بات سنے
اگر سچ ہو تو اوسکو مان لے اور اگر جہوٹ ہو اور امور دینی سے متعلق نہو تو چپ ہو رہی عیب جوئی
کی کوئی وجہ نہین ہان اگر بغرض استفادہ کچہہ سوال کرے اور عناد و بغض کو دخل نہوی
اور مجیب بہی نرمی سے بتلاوی تو مضائقہ نہین اور جدال سے یہ غرض ہوتی ہے کہ دوسرے
کے کلام پر اعتراض کرکے اوسکو ساکت کرنا اور اوسکا نقصان و عجز ظاہر کرنا اور اوسکی پہچان
یہ ہے کہ متکلم کو اور طرح سمجہا دینا اچہا نہ معلوم ہو بلکہ جدال کرنے والا اسی بات کو ضروری
جانے کہ مین ہی متکلم کا قصور علانیہ تبلاون تاکہ میرا فضل اور اوسکا نقصان کہلجاوی اور
اس سے نجات کی صورت یہی ہے کہ جس بات کی نہ کہنے مین گناہ نہ ہوتا ہو اوس سے بہی سکوت
اختیار کرے اور مراء اور جدال کا سبب یہی ہے کہ آدمی اپنا فضل اور برتری دوسرون پر
اونکے نقصان کے اظہار سے چاہتا ہی اور یہ دونون خواہش نفس کے اندر سخت ہین اظہار

وشر باب الخصومۃ ملاحاۃ الرجال اور فرمایا ما ضل قوم بعد ان ھدا ھم اللہ تعالیٰ الا اوتوا الجدل اور نیز فرمایا لا یستکمل عبد حقیقۃ الایمان حتی یدع المراء وان کان محقا اور فرمایا کہ جسمین چھ خصلت ہون وہ ایمان حقیقی کے درجہ کو پہونچتا ہے اول روزہ رکھنا گرمیون مین دوسرا دشمنان خدا کو تلوار سے کاٹنا تیسرے منہ باندل کے دن مین نماز جلد ادا کرنا چوتھی مصیبت پر صبر کرنا پانچوین باوجود مکروہات کے وضو کو پورا کرنا چھٹے باوجود حق بطرف ہونیکے اعتراض و جھگڑا نہ کرنا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ قرآن کی بات مین کسی سے جدال مت کرنا تجھکو لوگون کے سامنے تاب نہوگی بلکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دستور العمل رکھنا اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ جو کوئی دین مین زیادہ اعتراضات کو درپے ہوتا ہے وہ اکثر بدلتا رہتا ہے اور مسلم بن یسار رح فرماتے ہین کہ اعتراض سے بچو کیونکہ تکرار کے وقت عالم جاہل ہوجاتا ہے اور اوسوقت شیطان اوسکی لغزش کا خواہان رہتا ہے اور حضرت مالک بن انس رض فرماتے ہین کہ جدال کرنا دین سے کچھ علاقہ نہین رکھتا اور یہی انہین کا قول ہے کہ جھگڑا کرنے سے دل سخت ہوجاتے ہین اور دلون مین کینہ کا بیج پڑتا ہی اور حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ علما سے مت جھگڑنا اور نہ تجھسے عداوت کرینگے اور بلال بن سعد فرماتے ہین کہ جب کبھی جھگڑا لو لیٹے اور خود رای دیکھو تو جان لو کہ خسارہ اسپر ختم ہے اور حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہین کہ جھگڑا ایسی بلا ہی کہ بالفرض مین اپنے بھائی سے انار مین جھگڑون وہ کہے شیرین اور مین کہون کھٹا تو وہ حاکم کے یہان میری چغلی کرے اور فرمایا کہ جس سے چاہو صفائی حاصل ہوسکتی ہے اور ذرا سی جھگڑے مین اوسکو ایسا غصہ اسکتا ہے کہ کبھی ایسی مصیبت مین پھنسا وے جس سے زندگی تلخ ہو اور ابن ابی لیلی فرماتے ہین کہ مین اپنے یارون سے تکرار نہین کرتا کیونکہ دو حال سے خالی نہین یا اوسکو غصہ آویگا یا جھوٹا ٹھہرے گا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے ہین کہ آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ ہمیشہ بحث کرتا پھرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکفیر کل الخطاء الکتمان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہی کہ علم تین باتون کے لیے نہ سیکھنا چاہیے اور تین باتونکی جہت سے اوسکی تحصیل سے پہلو تہی نکرنی چاہیے بحث و فخر و ریا کے لیے تو سیکھنا نچاہیے اور حیا اور زہد کے باعث اور جہالت پر راضی ہونیکے سبب سے اوس سے دست بردار رہنا چاہیے اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو زیادہ جھوٹ بولتا ہے اوسکی خوبی جاتی رہتی ہے اور جو لوگون سے

---

۱ یعنی گمراہ نہین کوئی قوم بعد اسکے جو ہدایت پر تھی مگر یہ کہ کیا گیا ہو انکو جھگڑا کرنا کہا گیا ہے یہ حدیث کو ترمذی نے ۱۲ ابو امامہ سے روایت کیا ہے ابن ابی الدنیا نے ۱۲ منہ

۲ یعنی جو کتاب کی کوئی آیت یا حدیث پر جھگڑا کرتا ہو کوئی شبہ ایمان کی حقیقت تک نہین پہونچا ہے ۱۲ منہ

۳ ابن ابی الدنیا نے یہ روایت ابو ہریرہ سے بسند ضعیف مرفوعا

۴ ابن ابی شیبہ نے یہ روایت ابن عباس سے بسند ضعیف مرفوعا

۵ ابو یعلی نے یہ روایت انس سے بسند ضعیف مرفوعا

۶ ابن ابی شیبہ نے یہ روایت ابن عباس سے بسند ضعیف مرفوعا

۷ ابن ابی شیبہ نے یہ روایت ابن عباس سے بسند ضعیف مرفوعا

ہوجاتا ہے اور وہ خود اپنے ذہن مین اوس بات کو خفیف سمجھتا ہے چنانچہ بلال بن حارث
فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایک کلمہ اللہ تعالی کی خوشی کا کہتا ہے
اور یہ نہین جانتا کہ اس سے کچھ بڑی رضامندی حاصل ہوگی مگر خداوند کریم اوسکی باعث
قیامت تک کی رضامندی لکھدیتا ہے اور کبھی ایک کلمہ ناخوشی کا سرزد ہوتا ہی اور
نہین معلوم ہوتا کہ اس سے ناخوشی زیادہ ہوگی مگر خدا تعالے اوس سے اپنی ناخوشی قیامت تک
لکھتا ہی اور حضرت علقمہ رض فرماتے کہ اکثر باتون سے مجکو حدیث بلال بن حارث نے روکدیا
اور ایک حدیث شریف مین ہے اِنَّ الرَّجُلَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ یُضْحِکُ بِھَا جُلَسَاءَہٗ یَھْوِیْ بِھَا اَبْعَدَ مِنَ الثُّرَیَّا
اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہی کہ اوسکے
سبب دوزخ مین پڑتا ہی اور کبھی ایسی بات کہتا ہے کہ اوسکے سبب جنت کو مدارج اوسکو
عنایت ہوتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اَعْظَمُ النَّاسِ خَطَایَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ
اَکْثَرُھُمْ خَوْضًا فِی الْبَاطِلِ اور اسی طرف اشارہ ہے اس آیت کریمہ مین وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ
الْخَائِضِیْنَ اور اس آیت مین فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ اور
حضرت سلمان فرماتے ہین کہ قیامت کے روز زیادہ تر خطاوار وہی ہوگا جسنے خدا کی نافرمانی کی
باتین زیادہ کی ہونگی اور ابن سیرین رح فرماتے ہین کہ ایک شخص انصار مین کا جب اون
کی مجلس پر گذرتا تو کہا کرتا کہ وضو کرلو اس لیے کہ جو کچھ تم باتین کر رہی ہو اونمین سے بعض حدیث
سے بھی زیادہ بری ہین ذکر باطل اسکا نام ہی اور یہ غیبت و چغلی و گالی وغیرہ کی علاوہ ہے
بلکہ یہ ایسا حال مگر وہ بیان کرنا ہے کہ جسکا وجود پہلی ہوچکا ہو حالانکہ کوئی ضرورت دینی اوسکی
ذکر کے باعث نہوئی ہو اور اسمین داخل ہے بدعات کا نقل کرنا اور جھوٹی مذہبونکی حکایت
کرنی اور صحابہ رض کے جھگڑون کو ایسی طرح بیان کرنا جس سے یہ وہم ہو کہ کوئی اونمین سے
خطا پر تھا پس یہ سب باتین بیکار ہین اللہ بچاوے

چوتھی آفت مرا یعنے دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا

حدیث شریف
مین بات کاٹنے کو منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا لَا تُمَارِ اَخَاکَ وَلَا تُمَازِحْہُ وَلَا تَعِدْہُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَہٗ
اور فرمایا لَا تُمَارِ الْمِرَاءَ فَاِنَّہٗ لَا تَفْھَمُ حِکْمَتُہٗ وَلَا تُؤْمَنُ فِتْنَتُہٗ اور فرمایا مَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ
بَیْتٌ فِیْ اَعْلَی الْجَنَّۃِ وَمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَھُوَ مُبْطِلٌ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ اور حضرت ام سلمہ رض
آپ سے روایت کرتی ہین کہ فرمایا اِنَّ اَوَّلَ مَا عَھِدَ اِلَیَّ رَبِّیْ وَنَھَانِیْ عَنْہُ بَعْدَ عِبَادَۃِ الْاَوْثَانِ

کسی نے بکہہ کلام طویل کیا آپ نے فرمایا کہ تیری زبان سے اسطرف کتنے دروازے ہین اوسنے عرض کیا کہ میرے لب اور دانت ہین آپ نے فرمایا کہ اونمین کوئی ایسا نہ تہا جو تیرے کلام کو روکتا اور ایک روایت مین ہی کہ کسی شخص نے آپ کی تعریف مین طول کلامی کی تہی آپنے فرمایا کہ آدمی کو زبان کی زیادہ گوئی سے بڑہکر کوئی چیز بری نہین عنایت ہوئی اور حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہین کہ مباہات وفخر کے ڈر سے مین اکثر کلام نہین کرتا ہون اور بعض حکما کا قول ہے کہ جب آدمی کسی مجلس مین ہو اور اپنا بولنا اچہا معلوم ہوتا ہو تو چپ رہنا چاہیے اور اگر اپنا سکوت اچہا معلوم ہوتا ہو تو بولنا چاہیے اور یزید بن حبیب فرماتے ہین کہ عالم کی لیے یہ بہی ایک امتحان کی چیز ہے کہ اپنے بولنے کی بہ نسبت سننے کی زیادہ پسند کرے اس لیے چاہیے کہ جب تک دوسرا شخص بولے اپنے آپ چپکا رہے کیونکہ سننے مین سلامتی ہے اور کہنے مین بات کا چکنانا اور کم وبیش کرنا وغیرہ آفات ہین اور حضرت ابن عمر رض فرماتے ہین کہ پاک کرنے کے لیی سب سے زیادہ مستحق آدمی کی زبان ہی اور حضرت ابو درداء نے ایک عورت زبان دراز دیکہی فرمایا کہ اگر یہ گونگی ہوتی تو اوسکے حق مین اچہا تہا اور ابراہیم رح کا قول ہی کہ دو باتون سی آدمی کی تباہی تہی مال زائد اور کلام زائد سے یہی مذمت کلام فضول اور زائد کی اور اس کا سبب

اور علاج وہی ہے جو پہلی آفت مین گذرا

تیسری آفت امور باطلہ کا ذکر کرنا یہ بہی ہر چند کلام فضول مین داخل ہی لاہم اون اور پہلی دونون آفتونمین یہ فرق ہے کہ وہ دونون مباح تہے حرمت اونمین نہ تہی اور امر باطل وہ ہے جسمین علاوہ زائد از مطلب ہونیکی حرمت بہی پائی جاوے مثلاً گناہون کی باتین کرنی یا عورتون کا ذکر کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارونکی جلسونکا بیان کرنا یا بادشاہون اور دولت دارونکی عیاشی خواہ اونکی دوسرے افعال مکروہہ کو ذکر کرنا یہ سب اس تیسری قسم مین داخل ہین اور قطعاً ناجائز اور حرام ہین اور یہ آفت اسیطرح پیدا ہوتی ہے کہ اول اول کلام بے فائدہ اور زائد از مطلب کی کہنے کی عادت ہوتی ہے بعدہ رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہو جاتا ہی اکثر لوگ بطور تفرج باتین کرنی بیٹہتے ہین مگر باتین جب ہونگی جب ایسی ہی ہونگی کہ کسی کی ابرو کا ذکر ہو یا امور مذکورۂ بالا مین سے کوئی ہو اور چونکہ امور باطل کے تعیین اور حصر نہین انواع واقسام بیشمار ہین اسی حجت سی اسنے بچنا بہی سوا اسکی نہین ہو سکتا کہ جو امر دین یا دنیا کے اہم ہین اونکی سوا اور کچہہ نہ کہے کیونکہ اس آفت مین مبتلا ہونے سے بعض اوقات آدمی تباہ وہلاک

جو کلام ضروری ہے اوسکا حصر کلام مجید مین موجود ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے لَا خَیْرَ فِی
کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ اور حدیث شریف مین ہے کہ خوشخبری ہو
اوس شخص کو جو زبان کو زائد بات سی روکے اور زائد مال کو خرچ کرے پس دیکھنا چاہیے کہ لوگون
نے کیسا معاملہ الٹا کر رکھا ہے کہ مال زائد کو تو جوڑ رکھا ہے اور زبان کو مطلق العنان چھوڑ
رکھا ہے اور مطرف بن عبد اللہ اپنے باپ سی روایت کرتے ہین کہ اونکے باپ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بنی عامر کی گروہ کے ساتھہ حاضر ہوئے اونکو لوگون نے
عرض کرنا شروع کیا کہ آپ ہمارے والد اور سید اور افضل اور محسن اور منعم ہین اور آپ چنین
ہین اور آپ چنان ہین آپ نے ارشاد فرمایا کہ قُوْمُوْا بِقَوْلِكُمْ وَلَا یَسْتَهْوِیَنَّكُمُ الشَّیْطَانُ اس حدیث سی
معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی کی تعریف مین زبان کھولتا ہے گو سچی ہی ہو مگر خوف اسکا ہی
کہ شیطان زائد نہ کہلاوے اور حضرت ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ مین تمکو کلام زائد سے
ڈراتا ہون آدمی کو اسی قدر کلام کافی ہے کہ اوسکی حاجت روائی ہو جاوے اور حضرت مجاہد رح
فرماتے ہین کہ آدمی کی سب باتین لکھی جاتی ہین یہانتک کہ لڑکے کے چپ کرنیکو اگر کہے گا
کہ مین تجھے فلان چیز دے دون گا تو جھوٹا لکھا جاوے گا اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ اے
ابن آدم کاغذ اعمال پھیلا ہوا ہے اور دو فرشتے اوسپر تیرے عمل لکھنے کو معین ہین چاہے تھوڑا
بول چاہے زیادہ اور روایت ہی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اپنی جن کو
کہین بھیجا اور بعضون کو اوسکے پیچھے روانہ کیا کہ جو کچھہ تم اسکا حال دیکھو اور جو کچھہ یہ کہی
وہ مجھسے آکر کہنا انہون نے آکر کہا کہ یہ بازار مین گیا اور اپنا سر آسمان کیطرف اٹھایا
پھر لوگون کی طرف دیکھکر سر ہلانی لگا آپ نی اوس جن سی پوچھا کہ یہ کیا بات تھی اوس نے
عرض کیا کہ مجکو آسمان کے فرشتون سے تعجب آیا کہ انسانون کے سرون پر بیٹھکر کتنا جلد اونکے
اعمال لکھتے ہین اور حضرت انسان پر تعجب آیا کہ کتنا جلد بہکتے ہین اور حضرت ابراہیم تیمی
فرماتے ہین کہ ایماندار کا بولنا تامل کے ساتھہ ہوتا ہی اگر کچھہ فائدہ معلوم ہوا تو بولتا ہے ورنہ
سکوت اختیار کرتا ہے اور بدکار آدمی کی زبان پر لپر چلتی ہے بے تامل بکتا چلا جاتا ہے
اور حضرت حسن رح فرماتے ہین جو زیادہ بولتا ہی وہ زیادہ جھوٹا ہوتا ہے اور جس پاس مال
زیادہ ہوتا ہے وہ گناہ زیادہ کرتا ہے اور جو بدخلق ہوتا ہی وہ اپنی جان پر عذاب
لیتا ہی اور عمرو بن دینار رح فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک مین

ابن ابی الدنیا نے اسیطرح سی اور ابوداود و نسائی در یوم و لیلہ بالفاظ دیگر ۱۲ ابن ابی الدنیا نے اسی طرح مرسلاً نقل کی ہے ۱۲

پہرا کیے کہ بدون پوچھے حال معلوم ہوجاوے پس اسطرح کے سوالات مین اگر نقصان اور ہتک اور ریا و کذب مین مبتلا کرنا پایا جاوی تو داخل کلام بے فائدہ ہین اور ایسے کلام کی لیے حدیث شریف مین وارد ہی کہ اوسکے چھوڑنے سے اسلام کی خوبی ہے اب معلوم کرنا چاہیے کہ باعث اس کلام بے فائدہ کا یا تو غیر ضروری چیز کے معلوم کرنے کی حرص ہوتی ہی یا بطور محبت کلام کو پھیلانا منظور ہوتا ہے یا دل بہلانے کے طور پر ایسی حکایات کہتے ہین کہ جنسے کچھہ فائدہ نہین ہوتا اور ان سب کا علاج یہ ہی کہ اس بات کا یقین کرے کہ موت سامنے کھڑی ہے بعد مرنیکے ایک ایک لفظ سے پرسش ہوگی اور یہ کہ راس المال آدمی کا اوسکی سانس مین اور زبان ایک جال ہے کہ اوس سے طائر بہشتی پھنسا سکتا ہے پس اوسکو بیکار چھوڑنا بڑی نقصان کی بات ہے یہ علاج علمی ہے مگر عملی تدبیر گوشہ کی سوا بہتر نہین یا کنکر منہ مین رکھے اور اول اول مفید کلام کا بولنا بھی چھوڑ دی تاکہ عادت کلام بے فائدہ کے ترک کی پڑ جاوے اور اس زمانہ مین بے غربت نشینی کے زبان کا روکنا بہت مشکل ہے

دوسری آفت زیادہ گوئی ہی اسمین کلام بے فائدہ بھی شامل ہے اور کلام ضروری پر اگر مقدار ضرورت سی بڑہجاوے وہ بھی اسمین داخل ہی اور اسی لیے دوسری قسم آفت کی قرار دی گئی مثلاً کلام حاجت کا بولنا مختصر طور پر بھی ہوسکتا ہے تو ایک کلمہ کی جگہہ اگر دو کہی گا دوسرا کلمہ زائد ہوگا یعنے حاجت سی زائد ہوگا گو اوس سی تقریر یا تاکید منظور ہو اور یہ بھی برا ہے اگرچہ اسمین کچھہ گناہ اور ضرر نہو عطا بن ابی رباح فرماتے ہین کہ اکابر سلف کلام زائد کو برا جانتے تھے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معروف اور نہی منکر اور حاجت ضروری دنیاوی کے سوا اور کلام زائد تصور فرماتے تھے پھر اب کیا اس بات کا انکار ہی کہ کرام کاتبین دہنے بائین سے لکھتے ہین مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ اسکی شرم نہین آتی کہ نامہ اعمال جب کھلی گا تو اکثر ایسی باتین نکلین کہ نہ دین کی ہون نہ دنیا کی اور بعض صحابہ رض فرماتے ہین کہ بعض آدمی مجھسے ایسی بات کہتے ہین کہ اوسکا جواب جیسے پیاسے کو ٹھنڈا پانی اچھا معلوم ہوتا ہے اوس سی زیادہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہی مگر مین زائد ہونیکے ڈر سی جواب نہین دیتا اور مطرف رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالے کے جلال کو لحاظ رکھا کرو بے جگہہ اوسکا ذکر مت کیا کرو مثلاً کتے یا گدہے کو دیکھکر کہو کہ الٰہی اسے ہٹا دے یا اور اسی طرح کے کلام مین اوسکا ذکر کرو اب معلوم کرنا چاہیے کہ کلام زائد کا کچھہ حصر نہین بلکہ

اور ایسا کلام کرنا اپنے وقت کا ضائع کرنا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی بات کہنے مین آفات سے
کسیطرح نہین بچ سکتا کسی نہ کسی مین مبتلا ہوجاتا ہی ورنہ تضییع اوقات تو نقد وقت ہوتا ہے
اوسمین کسیطرح کا شک نہین اور ایک کلام بے فائدہ یہ ہے کہ دوسرے سے سوال بیفائدہ کرے
تو اوس سے ایک تو اپنا وقت سوال مین ضائع کرنا ہی اور چونکہ دوسرے کو جواب دینا پڑے گا تو گویا
اوسکا وقت بہی کہویا اور یہ اوسی صورت مین ہی کہ سوال مین کوئی آفت نہو ورنہ اکثر سوالون مین
بڑی بڑی آفتین رہتی ہین اگر کسی سے اوسکی عبادت کا حال پوچھو مثلاً اسطرح کہ تم روزہ رکھتے ہو
تو اس سوال کے جواب مین چار صورتون مین سے ایک صورت پیش آوے گی یا تو وہ ہان کہے گا
تو اپنی عبادت کو ظاہر کرنا پڑے گا اور ریا مین داخل ہوجاوے گی اور اگر بالفرض ریا مین شامل
نہوی تب پوشیدہ عبادت کا جو ثواب بمدارج زیادہ ہوا کرتا ہی وہ تو ضرور ہی جاتا رہیگا یا نہین
کہے گا تو اس صورت مین جہوٹ بولے گا یا خاموش رہے گا کہ پہ جواب نہ دیگا تو تمکو برا معلوم ہوگا کہ
ہمنے پوچہا انہون نے نہ بتایا شاید ہمکو حقیر سمجہا یا جواب نہ دینے کا کوئی حیلہ سوچے گا تو ایک مشقت
مفت مین اوسکے ذمہ پڑجاوے گی پس اسطرح کے سوال سے ریا خواہ جہوٹ خواہ حقیر سمجہنا خواہ
حیلہ کی فکر مین مبتلا ہونا کوئی سی نکوئی سی خرابی مجیب پر آویگی علی ہذا القیاس اور عبادتون کا
حال پوچہنا بہی ایسا ہی ہے اسیطرح اگر گناہون کا حال یا پوشیدہ امور کا حال پوچہو اور وہ کہنے سے
شرماوے یا یون پوچہو کہ فلان شخص نے تم سے کیا کہا اور تمہاری کیا رای ہے یا کسی مسافر سے پوچہو
کہ کہان سے آئی اکثر تبلانا منظور نہین ہوتا کوئی وجہ مانع ہوتی ہے اگر سچ کہتا ہی تو راز کہلتا ہے
یا حیا آتی ہے ورنہ جہوٹ بولنا پڑتا ہی اور ان دونون باتون کا سبب صرف سوال ہی ہے یا کسی
مسئلہ کی حاجت تو نہو ویسے ہی کسی عالم سے پوچہو اور اوسکو یاد نہو مگر یہ کہنے کو جی نہین چاہتا
کہ ہمکو نہین آتا بلکہ ان گہڑ جواب کہدیگا پس کلام بے فائدہ سے ہمارا مقصود اسطرح کے سوالات
نہین کیونکہ انمین یا گناہ موجود ہے یا ضرر ہی بلکہ کلام غیر مفید کی یہ مثال ہی جو لقمان حکیم سے
منقول ہے کہ وہ حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین ایسے وقت گئے کہ آپ زرہ بنا رہے تہے
اور اونہون نے پہلے کبہی زرہ نہ دیکہی تہی تعجب سے دیکہتے رہے اور چاہا کہ پوچہین مگر حکمت مانع
ہوئی اور نہ پوچہا جب آپ تیار کرچکے تو کہڑے ہوکر اوسکو پہنا اور فرمایا کہ لڑائی کے لیے زرہ کیا
عمدہ چیز ہے حضرت لقمان نے دلمین کہا کہ سکوت بڑی حکمت ہی مگر اوسکو کم لوگ اختیار کرتے ہین
یعنے بے سوال ہی حال معلوم ہوگیا حاجت پوچہنے کی نرہی اور ایک روایت مین ہی کہ سال بہر تک

ایسا عمل تبلادون کہ بدن پر ہلکا ہو اور میزان مین بہاری انہون نے عرض کیا کہ بہت بہتر فرمایئے
آپ نے فرمایا هُوَ الصَّمْتُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِيكَ اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے
حضرت ابن عباس رض سی سنا ہی یہ کہا کرتے تہے کہ پانچ چیزین مجہے روپیون کے وقف سی بہی اچہی
معلوم ہوتی ہین ایک کلام بی فائدہ کا ترک کرنا کیونکہ وہ زیادہ ہوتا ہے اور اوس سے گناہ کا خوف
لگا رہتا ہے دوسرے کلام مفید بیموقع نکہنا کہ اکثر کلام مفید بہی اگر بیموقع بولا جاتا ہی خرابی لاتا ہے
تیسرے حلیم اور بے وقوف سی بحث نہ کرنی کیونکہ حلیم سے بحث کرنے سے اوسکو غصہ دلاتا ہی
اور بے وقوف سی ایذا اٹہانی چوتہی ذکر کسی غائب بہائی کا ایسی طرح کرنا جیسی طرح خود اپنا
ذکر اوس سے کہلانا منظور ہو اور اوسکی اون قصورونسے درگذر کرنا جنکو اوس سے معاف کرانا اچہا
معلوم ہو اور اوس سے وہ معاملہ کرنا کہ وہ بہی ویسا ہی کرے تو اچہا لگے ان سب کا خلاصہ
یہ ہے کہ ہرچہ برخود نہ پسندی بر دیگرے مپسند پانچوین عمل کرنا اس یقین کی ساتہہ کہ احسان
کرنے سے جزا پاؤن گا اور جرم کرنے سے سزا اور لقمان حکیم رحمہ اللہ سی پوچہا کہ آپ کیا حکمت
کرتے ہین فرمایا کہ جو چیز خود معلوم ہو جاوی اوسکے پوچہنے کے درپے نہین ہوتا اور بے تکلیف کلام
بے فائدہ نہین کہتا اور مورق عجلی کہتے ہین کہ مین بیس برس سے ایک امر کی تلاش مین ہون
نہ اب تک ملا نہ اوسکی طلب مین نے چہوڑی لوگون نے پوچہا کہ وہ کیا بات ہی انہون نے فرمایا
کہ کلام بیفائدہ سی سکوت چاہتا ہون اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ کلام بے فائدہ کا معترض نہونا
چاہیی اور دشمن سے کنارہ کش اور دوست سی پرحذر رہنا چاہیے مگر جو دوست امین ہو اور امین
وہی ہے جو خدا تعالے سے ڈری اور بدکار کی صحبت سی بچنا چاہے ورنہ اوسکا اثر اپنی آپ مین
ہو جاویگا اور اپنے بہید کی اوسکو خبر نکرنی چاہیے اور مشورہ کامون مین ایسے لوگونسے کری
جنکو خوف خدا ہو اب جاننا چاہیے کہ تعریف کلام بے فائدہ کی تو اوپر مذکور ہوئی یہان اوسکی
مثال تبلائی جاتی ہے مثلا کوئی شخص لوگون مین بیٹہکر اپنے سفرون کا ذکر کرے اور کوہ و بیابان
و سبزہ و آب روان و حالات ماضیہ اور عمدہ کہانے اور کپڑے اور عجیب و غریب طرز مشائخ کے
خواہ اور کوئی چیز جو سفر مین دیکہی ہو یا سنی ہو اوسکو بیان کرے تو یہ ایسی باتین ہین کہ اگر
انکو بیان نہ کرے تو کچہہ گناہ بہی نہ ہو اور نہ کچہہ اپنا نقصان ہو بشرطیکہ ان حکایات مین اپنی
طرف سی کچہہ کم و بیش نہ کرے نہ اپنا فخر ظاہر ہو کہ ہمنے ایسے بڑی بڑی امور دیکہی نہ کسی کی غیبت
شامل ہو اور نہ مذمت کسی مخلوق کی پائی جاتی ہو جب اسطرح پر بیان کرے گا تو یہ کلام بیفائدہ ہوگا

لہ وہ سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چہوڑنا ہے ۱۲ منہ

جنکے باعث جنت مین مکان بنتا ہی پس جس شخص کو قدرت اس بات کی ہو کہ خزانہ لے سکے اوہ اسکی عوض مین ڈھیلی جمع کرلے تو نقصان کے سوا اور کیا کہا چاہیے تو ذکر اللہ جو عمدہ خزائن مین سے اوسکو چھوڑ کر کلمات بے حاجت کو زبان سے نکالنا ایسا ہی ہے گو اونکا بولنا مباح تھا اور کچھ گناہ نہ ہوا مگر چونکہ بڑا مطلب اونکے سبب سے فوت ہوگیا اس حیثیت سے خسارہ ہی ہوا ایماندار کا سکوت فکر ہوتا ہے اور نطق ذکر اور دیکھنا عبرت اور اسیطرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بلکہ آدمی کا راس المال اوقات مین جب اونکو کلام بے ضرورت مین صرف کرے گا اور انہی تو آخرت کا ذخیرہ نہ حاصل کرے گا تو راس المال مین ٹبہ پڑے گا اسی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ بلکہ اس سے بھی سخت ایک حدیث ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ احد کی لڑائی مین ایک گروہ مین سے شہید ہوا ہمنے جو دیکھا تو بھوکھ کے سبب اوسکی پیٹ پر پتھر بندہا ہوا تھا اوسکی ماں اوسکے منہ سے مٹی جھاڑ کر کہنے لگی کہ بیٹا جنت مبارک ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا شاید وہ کلام بے فائدہ کیا کرتا ہو اور جس چیز سے اوسکا ضرر نہو وہ اور ونکو ندیتا ہے اور دوسری حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب کو چندے نہ دیکھا تو پوچھا کہ کہان ہین لوگون نے عرض کیا کہ بیمار ہین آپ عیادت کو تشریف لائی جب اونکی پاس آئی تو فرمایا کہ خوش خبری ہو تجھکو اے کعب اونکی مانے کہا کہ اے کعب تجھکو جنت بے روک ٹوک مبارک ہو آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہے کہ خدا پر حکم کرتی ہے حضرت کعب نے عرض کیا کہ میری ماہے آپ نے فرمایا کہ تمکو کیسے معلوم ہوا شاید تمہارے بیٹے نے کوئی کلام بے حاجت کیا ہو یا کسی چیز کو بیفائدہ منع کیا ہو اس سے یہ غرض ہی کہ کھڑا جنت مین بے حساب وہی جاتا ہے جسکے ذمہ کچھ حساب نہو اور جب کلام بے حاجت کرتا ہے تو اوسکا حساب باقی رہتا ہے اگرچہ مباح ہی کیون نہو تو باوجود مناقشہ حساب کی یہ کہنا کہ بے روک ٹوک جنت مبارک ہو نہین چاہیے اور محمد بن کعب سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دروازہ سے آج جو اول آویگا وہ جنتی ہوگا حضرت عبداللہ بن سلام داخل ہوئے تو اونکو دیکھکر کچھ اصحاب رضی اللہ عنہم اونکی پاس گئے اور جو کچھ آپ نے اونکی حق مین فرمایا تھا اونسے کہا اور پوچھا کہ جونسا عمل محکم تم کرتے ہو اور اوس سے توقع پڑتی ہوا وسکو ہمکو بھی بتلاؤ اونہون نے فرمایا کہ مین ضعیف آدمی ہون کیرا عمل کیا ہے الا جس سے مجھکو توقع ہی وہ یہ ہی کہ سینہ کو بچائے رکھتا ہون اور بیفائدہ کلام نہین کرتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ تجھے

۱ حضرت انس کی حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین

۲ حضرت کعب کی حدیث کو ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین

۳ ترمذی نے مختصر اور ابن ابی الدنیا نے مبسوط روایت کی ہے

۴ ابن ابی الدنیا نے بروایت کعب بن عجرہ

۵ ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت مین اور اسکی سند مین ایک راوی ضعیف ہے

۶ ابن ابی الدنیا نے مبسوط روایت کی ہے

زیادہ ہوئی علاوہ ازین سکوت سے یہ بھی فائدہ ہین کہ ہمت اکٹھی رہتی ہے اور ہیبت بنی رہتی ہے فکر و ذکر و عبادت کی فراغت میسر ہے بولنے کی آفات سے دنیا مین نجات حاصل اور آخرت مین حساب سے برایت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ اور فضیلت سکوت کی ایک اور دلیل عقلی عمدہ ہے وہ یہ ہے کہ کلام چار قسم ہے ایک تو وہ کہ اوسمین ضرر ہی ضرر ہو دوسری وہ کہ اوسمین محض نفع ہی ہو تیسری وہ کہ ضرر و نفع دونون ہون چوتھی وہ کہ نہ نفع ہو نہ ضرر تو قسم اول سے تو سکوت ضروری ہی ہو اور ایسی ہی قسم سوم سے بھی اگر ضرر نفع سے زیادہ ہو اور چوتھی قسم کے کلام مین وقت کا ضائع کرنا ہے اور یہ بھی بڑا نقصان ہے پس قابل بولنے کی دوسری قسم ہی رہی یعنے ایک چوتھائی کلام کے قابل بولنے کے ہے تین چوتھائی مین سکوت ہی اولے ہے اب یہ چوتھائی بھی خطر سے خالی نہین کیونکہ اسمین بعض آفات خفی مثل ریا اور تکلف اور خود پرستی اور زیادہ گوئی و غیبت و چغلی وغیرہ ملجاتے ہین کہ متکلم کو معلوم نہین ہوتی اس لیے بولنے سے ہر وقت حظرہ ہی ہے اور جو شخص زبان کی آفات سے ہماری تفصیل کے موافق آگاہ ہوجاویگا وہ قطعاً جان لے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کم صمت نجا بہت درست اور خطاب فصیل ہے خداوند کریم نے اوس ذات ستودہ صفات کو حکمت کی دُرے بہا اور کلمات جامع عنایت فرمائے ہین ہر ہر لفظ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھر دیتے ہین سمندر کو کوزہ مین پر فرما دیتے ہین صلی اللہ علیہ وسلم افضل صلواۃ خواص علما کے سوا آپ کی کلام کے دقائق اور نکات اور کوئی سمجھ بھی نہین سکتا انشاء اللہ بیان آیندہ سے اسکی حقیقت واضح ہوگی اب ہم بیس آفتین مرتب شروع کرتے ہین

پہلی آفت کلام بے فائدہ ہی

یعنی ایسا کلام منہ سے نکالنا کہ اگر اوسکو نہ کہے تو کچھ گناہ نہو اور نہ جان و مال مین کچھ ضرر ہو واضح ہو کہ سب مین عمدہ حال یہ ہی کہ آدمی اپنے سب الفاظ مین یہ خیال رکھے کہ جتنی آفتین مثل غیبت اور چغلی اور جھوٹ اور خصومت وغیرہ کے ہین سب سے الفاظ محفوظ رہین اور صرف وہی بات منہ سے نکلے جسکا بولنا مباح ہی اور اوس سے نہ اپنی کو ضرر ہو نہ اور کسی بھائی کا ضرر ہو لیکن بعض اوقات ایسی باتین بھی منہ سے نکلجاتی ہین کہ جنکی کچھ احتیاج نہو ایسی صورت مین وقت کا ضائع کرنا اور اپنی گردن پر حساب زبان کا لینا اور کمتر چیز کے بدلے بہتر شے کو دیدینا ہے اسلیے کہ اگر بولنے کیوقت کو فکر مین مصروف کرتا تو شاید فتوحات غیبی مین سے ایسی چیز مرحمت ہوتی کہ اوسکا نفع زیادہ ہوتا یا تہلیل اور تسبیح اور تکبیر یا کسی اور ذکر مین لگتا تو یقینا بہتر ہوتا بہت الفاظ ایسے ہین

قناعت کرتا ہے اور جو اپنے کلام کو بھی عمل تصور کرلے وہ بیفائدہ کم بولے گا اور بعض اکابر کا قول ہے
کہ سکوت سے آدمی مین دو خصلتین جمع ہوتی ہین اول تو دین سلامت رہتا ہے دوم دوسرے کی
بات خوب سمجھتا ہے اور محمد بن واسع رحمہ اللہ نے مالک بن دینار رح کو فرمایا کہ آدمی کو زبان کا
روکنا روپیہ پیسے کی حفاظت سے زیادہ مشکل ہے اور یونس بن سعید رح فرماتے ہین کہ جسکی زبان
ایک ٹھکانہ پر رہتی ہے اوسکے سب کام ٹھیک رہتے ہین اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ امیر
معاویہ رض کی مجلس مین لوگ بول رہے تھے اور احنف بن قیس چپ بیٹھے تھے حضرت مالک رح نے
اونسے کہا کہ آپ کچھ نہین فرماتے آپ نے جواب دیا کہ اگر جھوٹ کہون تو خدا کا خوف آتا ہے اور اگر
سچ کہون تو تم سے ڈر لگتا ہے اور ابوبکر بن عیاش رح فرماتے ہین کہ ایکبار چار بادشاہ جمع ہوئے بادشاہ
ہند اور بادشاہ چین اور بادشاہ فارس اور قیصر روم ایک نے کہا کہ جو مین کہتا ہون اوس سے پچتاتا ہون
اور جو نہین کہتا اوسپر کچھ ندامت نہین ہوتی دوسرے نے کہا کہ جب مین کوئی کلمہ بولتا ہون
مین اوسکے اختیار مین ہوجاتا ہون وہ میرے قابو مین نہین رہتا اور جب تک نہین بولتا تو وہ
میرے اختیار مین رہتا ہے مین اوسکے قابو سے باہر رہتا ہون تیسرے نے کہا کہ مجھے اپنے بولنے والے
ہی سے تعجب ہے کہ اگر وہی بات اوسپر واپس آوی تو ضرر دی اور اگر واپس نہ آوی تو کچھ فائدہ نہ دے
چوتھے نے کہا کہ مین بن کہے بات کی مٹا لینے پر زیادہ قادر ہون کہی ہوئی کو نہین مٹا سکتا اور منصور
بن المعتمر کے حال مین لکھا ہے کہ عشاء کے بعد چالیس برس تک کوئی کلمہ نہین بولتے تھے اسیطرح
ربیع بن خثیم نے بیس برس تک کوئی دنیا کے کلام نہین کیے اور جب صبح ہوتی دوات قلم اور چند
کاغذ اپنے پاس رکھہ لیتے جو کچھ بولتے وہ کاغذ پر لکھہ لیتے شام کو اپنے نفس سے اوسکا حساب کیا کرتے
یہ فضائل سکوت کے ہین اور وجہ سکوت کی افضل ہونے کی یہ ہے کہ بولنے مین صدہا آفات ہین
خطا اور جھوٹ اور غیبت اور چغلی اور ریا اور نفاق اور فحش اور تکرار اور اپنے آپ کو پاک بتلانا
اور باطل مین خوض کرنا خصومت زیادہ گوئی بات بدلنی بڑہانا گھٹانا خلق کو ایذا دینا پردہ دری
کرنی یہ سب زبان ہی کے سبب سے ہوتے ہین زبان ہلاتی کچھ دقت نہین معلوم ہوتی دل مین
فراغ معلوم ہوتا ہے طبیعت اور شیطان اکساتا رہتا ہے اور یہ بات بہت کم ہے کہ جو بولنے کا عادی ہو
تو زبان کو ایسی طرح قابو مین رکھے کہ جہان بولنا چاہیے وہان ہی بولے اور جس بات کو کہنا نچاہیے
اوس سے باز رہے کیونکہ اسکا معلوم ہونا بہت مشکل ہے کہ کونسی بات کہنے کے قابل ہے اور کونسی
نہین اس جہت سے بولنے مین خطرہ رہتا ہے اور خاموشی مین سلامتی ہے اسی بناپر اسکی فضیلت بھی

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ہمکو یہ حدیث
بہیجی ہے رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا تَکَلَّمَ فَغَنِمَ اَوْ سَکَتَ فَسَلِمَ اور حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت مین لوگون نے
عرض کیا کہ کوئی ایسا عمل تبلائی کہ جس سے جنت ملے آپ نے فرمایا کہ کبہی بولو مت انہون نے
عرض کیا کہ یہ تو نہین ہوسکتا فرمایا کہ خیر کے سوا کچہہ زبان سے مت نکالو اور حضرت سلیمان بن
داؤد علیہ السلام اماتے ہین کہ اگر کلام بالفرض چاندی ہو تو چپ رہنا سونا ہے اور براء ابن عازب رض
فرماتے ہین کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ کوئی عمل ایسا
ابن ابی الدنیا ۱۲
تبلائے جس سی مجکو جنت ملے آپ نے فرمایا کہ بہوکے کو کہانا کہلا اور پیاسے کو پانی پلا اور اچہی بات کا
امر کر اور بری بات سی منع کر اور اگر یہ نہو سکے تو اپنی زبان سے سوا خیر کے اور کچہہ مت بول اور ایک
حدیث شریف مین فرمایا اَخْزَنَ لِسَانَکَ اِلَّا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّکَ بِذٰلِکَ تَغْلِبُ الشَّیْطَانَ اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ
عِنْدَ لِسَانِ کُلِّ قَائِلٍ فَلْیَتَّقِ اِلَیْہِ اَمْرَءٌ عَلٰی مَا یَقُوْلُ اور فرمایا اِذَا رَاَیْتُمُ الْمُؤْمِنَ صَوْتًا وَقُوْرًا
فَادْنُوْا مِنْہُ فَاِنَّہٗ یُلَقَّنُ الْحِکْمَۃَ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا آدمی
تین قسم کے ہین ایک غنیمت لوٹنے والا جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور ایک آفتون سے محفوظ جو خاموش ہے
اور ایک ہلاک ہونے والا جو باطل مین خوض کرتا رہتا ہی اور ایک حدیث مین ہے کہ مومن کی
زبان دل کے پیچہے رہتی ہے جب بولنا چاہتا ہے تو اول دلمین سوچ لیتا ہے جب زبان سے
نکالتا ہے اور منافق کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے بے سوچے سمجہے جو چاہتا ہی بک دیتا ہی اور حضرت عیسے
علیہ السلام فرماتے ہین کہ عبادت کی دس حصہ ہین نو حصہ تو سکوت مین ہین اور ایک حصہ لوگون سی
جدا رہنے مین اور ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ کَثُرَ سَقَطُہٗ
وَمَنْ کَثُرَ سَقَطُہٗ کَثُرَتْ ذُنُوْبُہٗ وَمَنْ کَثُرَتْ ذُنُوْبُہٗ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِہٖ آثار حضرت ابوبکر صدیق
منہ مین کنکر رکہتے تاکہ بولنے سے رکی رہین اور اپنی زبان کیطرف اشارہ کرکے فرماتی اسنے مجکو بہت سے گہاٹ
اتارا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے کہ قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے سوا کوئی
معبود نہین زبان سے زیادہ کوئی چیز زیادہ قید رکہنے کی محتاج نہین اور حضرت طاؤس رحمہ اللہ
فرماتے ہین کہ میری زبان درندہ ہے اگر چہوڑ دون تو مجہے چٹ کرے اور وہب بن منبہ حکمت آل
داؤد مین فرماتے ہین کہ عاقل پر واجب ہی کہ عارف زمان اور حافظ زبان اور اپنی وضع کا پورا ہو
اور حضرت حسن رح فرماتے ہین کہ جسنے اپنی زبان نہ روکی اوسنے دین کو بہی نہین سمجہا اوزاعی فرماتے ہین
کہ ہمکو عمر بن عبد العزیز رح نے یون لکہا تہا کہ جو کوئی موت کو بہت یاد کرتا ہی دنیا سے تہوڑی چیز پر

زیادہ جاوین گے فرمایا کہ الا جوفان الفم والفرج اس حدیث مین فم سے مراد آفات زبان بھی ہوسکتی ہین کیونکہ منہ زبان کا محل ہے اور شکم بھی مراد ہوسکتا ہے کہ اوسکے بھرنے کا راستہ منہ ہی ہے اور حضرت معاذ بن جبل نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ ہم جو بولتے چالتے ہین اسپر ہم سے مواخذہ ہوگا آپ نے فرمایا ثکلتک امک یا ابن جبل وھل یکب الناس فی النار علی مناخرھم الا حصائد السنتھم اور حضرت عبد اللہ تقفی نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کوئی بات قابل تمسک مجکو ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا قل ربی اللہ ثم استقم اونہون نے عرض کیا کہ جس چیز کا آپکو مجھپر زیادہ خوف ہو وہ کیا ہے آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑکر فرمایا کہ یہ ہے اور حضرت معاذ رضی اللہ نے جب آپ سے پوچھا کہ اعمال مین سے افضل کونسا ہے آپ نے اپنی زبان نکال کر اوسپر انگلی رکھی یعنی سکوت افضل اعمال ہے اور حضرت انس بن مالک سے یہ حدیث مروی ہے کہ لا یستقیم ایمان العبد حتی یستقیم قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ ولا یدخل الجنۃ رجل لا یامن جارہ بوائقہ اور فرمایا من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت اور سعید بن جبیر رض روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جب صبح ہوتی ہے اعضا سب کے سب زبان سے کہتے ہین کہ ہمارے باب مین ذرا خدا کا خوف رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی رہینگے ورنہ تو ٹیڑھی ہوئی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو ہاتھ سے پکڑکر کھینچ رہے تھے آپ نے پوچھا کہ اے نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ کیا کرتے ہین آپ نے فرمایا کہ اسنے مجھے بہت ناک چنے چبائے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جسمین کوئی ایسا عضو نہین کہ زبان کی تیزی کی شکایت خدا سے نکرتا ہو اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر چڑھے ہوئے یون فرماتے تھے یا لسان قل خیرا تغنم واسکت عن شر تسلم من قبل ان تندم کوگون نے پوچھا کہ یہ اپنی طرف سے آپ فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ انہون نے ارشاد فرمایا ہے ان اکثر خطایا بنی ادم فی لسانہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ حدیث فرماتے ہین من کف لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن ملک غضبہ وقاہ اللہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ اور روایت ہے کہ معاذ بن جبل رض نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ مجکو کوئی وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا اعبد اللہ کانک تراہ وعد نفسک فی الموتی پھر فرمایا کہ اگر تو کہی ایسی بات بتادون کہ اس سب سے زیادہ تجکو نافع ہو اور ہاتھ سے اشارہ زبان کیطرف فرمایا اور صفوان بن سلیم سے یہ حدیث شریف مروی ہے الا اخبرکم یا یسیر العبادۃ واھونہ علی البدن الصمت وحسن الخلق اور حضرت ابوہریرہ رض سے یہ مروی ہے من کان یومن

معلوم کرنا کہ کس بات کا کہنا اچھا ہے اور کس کا برا بہت دقیق ہی اور اوسکی اور عمل کرنا اور بھی زیادہ مشکل انسان کے حق مین سب اعضا سے زیادہ نافرمان زبان ہے کیونکہ اسکے ہلانے مین ذرا بھی مشقت نہین ہوتی اور ازانجا کہ خلق اسکی آفات سے بچنے اور مضرات سے خوف کرنے مین سہل انگاری کرتی ہے حالانکہ یہ انسان کے بہکانے کو شیطان کے بڑے اوزارون مین سے ہے اس لیے ہم اللہ کی مدد و توفیق سے سب آفتین زبان کی ایک ایک مع تعریف و سبب اور انسے احتراز کی تدبیر مفصل لکھتے ہین اور اخبار و آثار جو اونکی مذمت مین وارد ہین وہ بھی نقل کرینگے قبل ذکر آفات کے فضائل خاموشی کے لکھتے ہین بعد اسکی بیس آفتین جو زبان سے متعلق ہین ذکر کرینگے اسطرح کہ اول جو سب سے ادنی ہوگی اوسکو لکھینگے بعد اوس سے زیادہ پھر اوس سے زیادہ اسیطرح آخر تک مرتب لکھینگے

بیان زبان کے خطرہ کے بڑے ہونے کا اور فضیلت چپ رہنے کی

معلوم کرنا چاہیے کہ زبان کے باعث اندیشہ بہت بڑا ہے اور اوس سے بچنے کی صورت بجز سکوت کے اور کوئی نہین اسیواسطے شرع مین سکوت کی مدح و ترغیب پائی جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صمت نجا اور فرمایا الصمت حکم وقلیل فاعلہ یعنی خاموشی حکمت اور احتیاط کی شے ہے اور عبداللہ بن سفیان اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ اسلام مین کوئی ایسی بات ارشاد فرما دیجیے کہ پھر آپ کے پیچھے کسی سے پوچھنے کی نوبت نہ آوے آپ نے فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم پھر اونہون نے عرض کیا کہ مین کس چیز سے بچون آپ نے اپنے دست مبارک سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے بچو اور عقبہ بن عامر کہتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہی آپ نے فرمایا امسک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک اور سہل بن سعد ساعدی فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا من تکفل لی بما بین لحییہ وما بین رجلیہ اتکفل لہ بالجنۃ اور فرمایا من وقی شر قبقبہ وذبذبہ ولقلقہ فقد وقی الشر کلہ یعنی جو شخص اپنے شکم اور شرمگاہ اور زبان کے سر سے بچا وہ سب شر سے محفوظ رہا کیونکہ اکثر لوگ انہین تین شہوتون سے تباہ ہوتے ہین اور اسی لیے ہمنے بھی بعد بیان شہوتین کے آفات زبان کی تشریح کو مقدم سمجھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس کی باعث جنت مین کثرت سے جائینگے آپ نے فرمایا تقوی اللہ وحسن الخلق اور جب یہ پوچھا کہ دوزخ مین کس چیز کے سبب

الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ اوس عورت نی گریبان مین منہ ڈال کر پہلی مرتبہ سے بہی زیادہ رونا شروع کیا اور پہر افاقہ کے بعد اپنی گہر چلی آئی اور خدا تعالی کی عبادت مین چندے مصروف رہکر اسی رنج مین مرگیی وہ جوان اوسکو یاد کرکے رویا کرتے لوگ پوچہتی کہ مصرع ای باد صبا این ہمہ اوردۂ تست آپ ہی نی تو اوسکو مایوس کیا تہا اب کیون روتے ہو فرمایا کہ مین نے بفحواے گربہ کشتن روز اول اوسکی طمع کو اول ہی دفعہ ذبح کر ڈالا اور اوس سے کنارہ کشی کو خدا کے یہان اپنے لیے ذخیرہ کیا اب یہ شرم آتی ہے کہ یہ ذخیرہ کہین واپس نہو جاوے باب کسر شہوتین تمام ہوا اسکی بعد آفات زبان مذکور ہوتے ہین وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ مُّصْطَفٰی مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ

باب چہارم آفات زبان مین

رباعی کر احسن تقویم مین پیدا انسان	اسرار دلی کیے ودیعت بزبان
پہر اپنے نبی سے من صمت سنوایا	اللہ اللہ تیرے ہین کیا کیا احسان

جاننا چاہیے کہ زبان اگرچہ ایک مضغۂ گوشت ہی مگر خدا تعالی کی بڑی نعمتون اور صنائع لطیفہ مین سے ہے اسکا گناہ بہی سب سی زیادہ ہے اور طاعت بہی بڑہکر ہے کیونکہ کفر و ایمان جو پرلے درجہ کی طغیانی و طاعت کہلاتی ہین وہ زبان کی شہادت سی ظاہر ہوتی ہین پہر کوئی سی چیز معدوم ہو یا موجود خالق ہو یا مخلوق معلوم ہو یا موہوم خیالی ہو یا ظنی سب کی سب زبان پر آتے ہین اور اونکی نفی و اثبات مین تعرض کرتی ہے مثلاً جس چیز پر علم حاوی ہوتا ہے اوسکو زبان ہی سے بیان کرتے ہین خواہ حق ہو یا باطل اور علم سی کوئی چیز باہر نہین اس لیے زبان پر سب طرح کی مذکورات آسکتے ہین اور یہ ایک ایسی خاصیت ہے کہ اور اعضا مین نہین پائی جاتی مثلاً آنکہہ رنگ کی چیزونکی صورتون کے سوا اور چیز نہین دیکہہ سکتی کان آواز کے سوا نہین سن سکتا ہاتہہ اجسام کے سوا نہین پہونچ سکتا اسیطرح سب اعضا کو جاننا چاہیے مگر زبان کا میدان وسیع ہی اسکے لیے کچہہ حد و انتہا نہین جیسے خیر کے بولنے پر قادر ہی ویسے ہی شر کے بولنے پر قابو رکہتی ہی پس جو کوئی اپنی زبان کو اختیار مین نہ رکہے نہ معلوم شیطان اوس سی کیا کیا کہلائی اور کس گڈہے مین ڈہکیلے وَلَا یَکُبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ حدیث صحیح ہی ہان زبان کی شرارت سی وہی بچے گا جو اوسکو لگام شرع دی رہیگا اور منہ سے بات وہی نکالے گا کہ جسمین نفع دنیا یا آخرت کا ہو اور جس بات کی ابتدا و انتہا مین کچہہ شک پاویگا اوسکو زبان تک نہ لاویگا اور اس بات کا

اور وہی ہے کہ تمکو بہر لیتا ہے رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو ۱۲ منہ

اور نہین اوندہا ڈالتے ہین لوگون کو ناک کے بل دوزخ مین مگر خرمن اونکی زبان کے یعنے اقوال ۱۲

ایسا ویسا حال معلوم ہو مگر مجکو جو خود اس جیسے کام مین تمہارے پاس آنا پڑا مجھے خود معلوم ہے کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ جانا کرتے ہین اور تم لوگ عابد مثل آئینہ کے ذرا سی بات سے تمکو عیب لگ جاتا ہی مجھے سو کی ایک بات یہ کہنی ہے کہ ؎

سمایا ہے جسد نسے نظر وینمین میری	جدہر دیکھتی ہون اودہر تو ہی تو ہی

تو میرے اور تیرے معاملہ کو خدا ہی چکاوے راوی کہتا ہے کہ وہ جوان یہ سنکر گھر چلے گئے اور نماز پڑہنی چاہی مگر سمجھہ مین نہ آیا کہ کیا پڑہتے ہین ایک پرچہ کاغذ لیکر اوسپر ایک رقعہ لکھا اور گھر سے نکلے دیکھا کہ عورت راہ مین اوسی جگہہ کھڑی ہوئی ہے وہ رقعہ اوسکی طرف پھینک کے اپنے گھر چلے آئی مضمون رقعہ کا یہ تہا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے عورت آگاہ ہو کہ جب بندہ نافرمانی خدا کی کرتا ہے تو وہ بردباری فرماتا ہے اور جب دوبارہ کرتا ہی تب بہی پردہ پوشی فرماتا ہی ع گنہ بنید و پردہ پوشد بحلم ۔ اور جب گناہ کو اپنا شعار کرلیتا ہے تو پہر اوسپر ایسا غضب نازل ہوتا ہے کہ نہ اوسکو زمین و آسمان سہار سکین نہ پہاڑ و اشجار نہ دود و دام ؎

بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم ۔	بمانند کروبیان صم و بکم ۔

پس ایسے غضب کی کسکو طاقت ہی اور جو تونے بات کہی تہی وہ اگر باطل ہے تو یاد کر اوسدن کو کہ آسمان گلے ہوئی تانبے کی شکل کا ہوگا اور پہاڑ دہنی روئی کیطرح اور صولت جباری اور دبدبۂ قہاری اس زور و شور پر ہوگا کہ تمام لوگ گھٹنے کے بل گرے ہونگے اور میرا حال یہ ہے کہ مین اپنی ہی نفس کی اصلاح نہین کرسکتا تا بدیگرے چہ رسد اور اگر تیرا مقولہ حق ہی تو ایسا طبیب بتلائے دیتا ہون کہ تمام دردون کی دوا کرے اور مہلک بیماریون کا علاج فرماوے وہ ذات پاک اللہ جل شانہ کی ہے اوسی کیطرف صدق دلسے رجوع کرنا چاہیے اور مجکو تیری طرف سے یہی آیت کافی ہے وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ اس آیت سے کوئی مفر نہین ہوتا فقط پہر وہ عورت بعد چندے آئی اور راہ مین کہڑی ہوئی جب اوس شخص نے اوسکو دور سے دیکہا گہر کو لوٹنے کا ارادہ کیا کہ اوسکی صورت نظر نہ پڑے اوسنے کہا کہ کیون جاتے ہو آج کے سوا کبہی ملاقات نہوگی اب خدا ہی کی پناہ ملینگے یہ کہکر خوب روئی اور کہا کہ مین خدا سے دعا کرتی ہون جسکے ہاتہہ مین تیرا دل ہے کہ مجہپر تیری مشکل آسان کرے لیکن مجکو کوئی نصیحت اور وصیت کر کہ اوسپر عمل کرون اوسنے کہا کہ مین بہی یہی وصیت کرتا ہون کہ اپنے آپ کو اپنے نفس سے بچائی رکہنا اور یہ آیت یاد رکہنا وَهُوَ

قشیری
اور جب خدا دی اوسکو اوس نزدیک والی دن کی جبکہ دل پہونچین گے گلون کے دبا ہوئے ہون گے
اور نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جسکی بات مانی جاوے
وہ جانتا ہی چوری کی نگاہ اور جو چہپا ہے سینون مین اوسکو

تو جس واسطے دیکھتا تہا بعضے حصول لذت کے لیے وہ حاصل نہوگی تو گناہ بے لذت مین مبتلا ہوگا
بہرصورت یا حسرت سی ہم آغوش ہوگا یا لذت کی نہ حاصل ہونے سے ہمکنار اور دونون امر محض
بیکار ہین اور اگر آنکہین بند کرلیجاوین تو بہت سی اشتہین دل پر سے جاتی رہتی ہین اور اگر آنکھہ
سے خطا بہی ہوے اور باوجود قدرت اپنے آپ کو زنا سے بچایا تو یہ بڑے زور اور نہایت توفیق کا
کام ہے ابوبکر بن عبداللہ مزنی روایت کرتے ہین کہ ایک قصاب اپنی ہمسایہ کی لونڈی پر عاشق
ہوا جب اوسکی مالک نے اوسکو کسی کام کے لیے دوسرے گاؤن بہیجا تو قصاب اوسکی پیچہے ہوا اور مطلب
خواہان اوس لونڈی نے کہا کہ جتنا تم مجہے چاہتے ہو اوس سے زیادہ مین تمہین چاہتی ہون مگر
اس بات سے درگذرو کہ مجہکو خدا کا خوف معلوم ہوتا ہے اوسنے کہا کہ جب تجہے خوف ہی تو مجہے
نہوگا غرض کہ تائب ہوکر پہر بعد اسکے اوسکو اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب مرنیکے ہوگیا
اتنے مین انبیاء بنی اسرائیل مین سے کسی کا قاصد ملا اوسنے اس سے حال پوچہا اسنے کہا کہ مین
پیاسا ہون نبی کے قاصد نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دعا کرین کہ خدا تعالے اس گاؤ مین جانی تک ابر کا
سایہ ہمیشہ کردے اوسنے کہا کہ مینے کوئی کام نیک نہین کیا کہ دعا مانگون تم دعا مانگو قاصد نے کہا
کہ اچہا مین دعا مانگتا ہون تم آمین کہنا پہر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین کہتا گیا یہانتک
کہ ایک بادل کا ٹکڑا ان دونون کے سر پر ہوگیا اور گاون مین پہونچ گئے جب قصائی اپنے مکان
کیطرف جدا ہوا تو ابر بہی اوسکے ساتہہ ہی ہولیا قاصد نے کہا کہ تم تو کہتے تہے کہ میرے پاس کوئی
عمل نیک نہین دعا مینے مانگی تہی اور آمین تم نے کی تہی اور بادل دونون پر آیا تہا اب کسطرح
تمہارے ساتہہ ہولیا اپنا حال مجہسے کہو اوسنے قصہ توبہ کا بیان کیا قاصد نے کہا کہ خدا کے نزدیک
تائب کا وہ درجہ ہے کہ کسی کا نہین اور احمد بن سعید اپنے باپ سی ناقل ہین کہ کوفہ مین ہماری پاس
ایک جوان نہایت شکیل وخوبصورت وخوش سیرت عابد رہتا تہا کبہی مسجد جامع سی گویا جدا
نہوتا ایک عورت جمیلہ عقیلہ اوسکو دیکہکر فریفتہ ہوئی اور مدت تک ویسے ہی رہی ایک روز وہ
شخص مسجد کو جاتا تہا اوسکی راہ مین کہڑی ہوگئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحب جو کچہہ مین کہون اوسکو
سن لیجیے پہر جو دلمین آوے سو کیجیے مگر شخص مذکور نے کچہہ نہ کہا اور چلا گیا پہر جب وہ گہر کو جانے لگا
پہر راستہ روک کر کہا کہ میری بات سنتے جاؤ اونہون نے گردن جہکالی اور بڑی دیر کے بعد فرمایا
کہ یہ تہمت کی جگہہ ہے مجہے اچہا نہین معلوم ہوتا کہ کوئی مجہپر تہمت کرے اوسنے کہا کہ مین جو یہان آکر
کہڑی ہون تو یہ بات نہین ہے کہ تمہارا حال نہین جانتی بلکہ خدا نکرے کہ لوگونکو میری طرف سے

رضامندی کے لیے کیا ہے تو اس بلا سے نجات فرما اسکی دعا سے وہ پتھر اتنا سرکا کہ آسمان سوجھنے لگا دوسرے نے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اور اوس سے وصال کی استدعا کی مگر اوسنے انکار کیا جب اوسکو قحط سالی مین تکلیف ہوئی تو میرے پاس آئی مینے ایک سو بیس اشرفیان دین بشرطیکہ مجھسے انکار نہ کرے اوسنے میرا کہنا مان لیا لیکن جب مینے اوس سے صحبت کرنا چاہا تو اوسنے کہا کہ خدا کا خوف کر ناحق میرا ہتک مت کر مین ڈر گیا اور اوسکو چھوڑ دیا اور جو کچھہ دے چکا تھا وہ بھی نہ لیا اور محبت بھی بدستور رکھی الٰہی اگر یہ امر مینے تیری خوف سے چھوڑا تھا تو تو ہماری مصیبت کو ٹالدے اسکی دعا سے وہ پتھر تھوڑا اور سرک گیا مگر ایسا راستہ نہوا کہ اوسمین سے نکل سکین تیسرے نے کہا کہ الٰہی مینے ایک بار چند مزدورون کو کام پر لگایا تھا اور سبکی مزدوری چکادی تھی مگر ایک فرد ور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا مینے اوسکو اوسکے پیچھے بڑہایا یہانتک کہ بہت سا مال ہو گیا جب وہ مدت کے بعد مجھسے مزدوری مانگنے آیا تو مینے جسقدر اوسکا مال تھا اونٹ اور گاے اور بکری سب دکھا دیا اور کہا کہ یہ سب تیرا ہے اوسنے کہا کہ بندۂ خدا کیا ہنسی کرتے ہو مینے کہا کہ ہنسی نہین ہے یہ تیری ہی مزدوری کی تجارت سے ہوئی ہین انکو لیجا وہ اون سب کو ہانک لے گیا اور کچھہ نچھوڑا الٰہی اگر یہ امر مینے تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمکو بلا سے نجات عنایت فرما پس اسکی دعا کے بعد وہ پتھر بالکل علیحدہ ہو گیا اور سبھون نے اپنی اپنی راہ لی یہ حال وفضیلت تو اوسکی ہے جسنے کہ اپنے آپ کو شہوت رانی سے بچایا اور پار سا رہا اسکی قریب وہ شخص بھی ہے جو آنکھہ کی شہوت رانی سے محفوظ رہے کیونکہ زنا کی ابتدا نظر ہی سے ہوتی ہے اس لیے کہ نظر کا روکنا بھی امر مہم اور مشکل ہے اسلیے کہ اسکو سہل تصور کر لیا ہے اور اسکا خوف بہت نہین ہے حالانکہ جتنی آفتین ہین سب کا منشا نظر ہے ایکبار دیکھنے سے تو مواخذہ نہین ہوتا مگر دوبارہ تاکنے پر مواخذہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَكَ الْاُولٰى وَعَلَيْكَ الثَّانِيَةُ مراد اس سے نظر ہی ہے اور علاوہ بن زیاد فرماتے ہین کہ اپنی نگاہ کو عورتکی چادر پر مت ڈال اسلیے کہ نظر تخم شہوت دلمین بوتی ہے اور انسان جب کبھی عورت یا لڑکے پر نظر ڈالتا ہے تو کم ایسا ہوتا ہے کہ دوبارہ نہ تاکے پس جب جمال کا خیال مد نظر ہو گا تو دوبارہ دیکھنے پر طبیعت راغب ہو گی اوسوقت اپنی نفس مین یہ ٹھہرالے کہ دوبارہ دیکھنا عین حماقت ہے کیونکہ دو حال سے خالی نہین اگر دوسری دفعہ مین صورت اچھی معلوم ہوئی تو نفس مقتضی شہوت کا ہو گا اور اوسکو ملنے کی نہین تو بجز دامان حسرت اور کیا ہاتھہ آویگا اور اگر بری معلوم ہوئی

بازار چلا گیا اور خیمہ مین بیٹھے رہے ایک بدوی عورت کی نگاہ جو انکے حسن و جمال پر پڑی بہزار جان
عاشق ہو گئی اور پہاڑ سے اتر کر سامنے آکر کھڑی ہوئی اور چونکہ خود بھی مہ پارہ تھی برقع اٹھا کر
چاند سورج کی جوت ملائی اور اونسے کہا کہ مجھے کچھ دیجیے انہون نے جانا کہ کھانا مانگتی ہے یہ روٹی
لیکر دینے لگے اوسنے کہا کہ مین یہ نہین مانگتی میری تمنا وہ امر ہے جو میان بیوی مین ہوتا ہی آپنے
فرمایا کہ تجھکو شیطان میرے پاس لایا ہے پھر اپنا سر گھٹنون کے اندر کرکے خوب زور سے رونے لگے جب
اوسنے یہ حال دیکھا تو اپنا سا منہ لیکر اپنے گھر چلی گئی جب اونکا رفیق آیا تو دیکھا کہ روتے روتے آنکھین
سوج گئی ہین اور گلا پڑ گیا ہے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین آپ نے فرمایا کہ کچھ نہین مجھے لڑکی یاد
آگئی تھی اوسنے کہا کہ کوئی اور بات ہے تین منزل مین آپکو لڑکی کبھی یاد نہ آئی آج کیا تھا غرض
بہت سے اصرار سے جو پوچھا تو آپ نے بدوی عورت کا قصہ کہدیا وہ شخص دسترخوان کھکر پھوٹ
پھوٹ رونے لگا اونہون نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین اسلیے روتا ہون
کہ اگر آپ کی جگہ مین ہوتا تو مجھسے نہ رہا جاتا معصیت مین مبتلا ہو جاتا تھوڑی دیر تک دونون
روتے رہے جب مکہ مین پہونچے اور طواف اور سعی کے بعد حجر اسود کے پاس آئے تو سلیمان بن سلام
گوٹ مار کر بیٹھے رہے اور اونکو نیند آگئی تو خواب مین دیکھا کہ ایک شخص دراز قد خوبصورت
لباس فاخرہ پہنے اور عمدہ خوشبو لگائے ہوئی ہے اونہون نے پوچھا کہ آپ کون ہین فرمایا کہ
مین یوسف ہون پوچھا کہ یوسف صدیق فرمایا کہ ہان عرض کیا کہ آپ کا حال زلیخا کے
ساتھہ بڑا عجیب ہے آپ نے فرمایا کہ تمہارا حال ابو اوالی عورت کی ساتھہ اوس سے بھی زیادہ عجیب ہے
اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یون
سنا ہی کہ زمانہ گذشتہ مین تین آدمی چلے جاتے تھے رات کو ایک غار مین رہے ایک پتھر اتفاقا
پہاڑ سے ایسا گرا کہ اونکے غار کا منہ بند ہو گیا اسپر بعض کہنے لگے اپنے اپنے عمل صالح یاد کرکے خدا سے
دعا مانگو شاید اونکی برکت سے یہ پتھر سرک جاوے ایک نے اونمین سے کہا کہ الٰہی تو جانتا ہے
کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور مین شام کا کھانا پہلے اونکو کھلا دیتا تھا جب اپنے گھر والون اور
جانورونکو دیتا تھا ایک روز مجھکو چارہ لانے مین دیر ہو گئی تو وہ سو گئے اور مین اونکے لیے دودھ
دوہکر اونکے پاس لے گیا تو سوتا پایا مجھکو جگانا اچھا نہ معلوم ہوا پیالہ ہاتھہ مین لیے اونکے
پاس صبح تک کھڑا رہا میرے بچے میرے پاؤن پر لوٹا کیے مگر مینے ماں باپ سے پہلے اونکو دینا اچھا
نجانا جب صبح کو دے پی چکے تب اوروں کو دیا الٰہی اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ کام مینے صرف تیری

عبد الملک بن مروان اپنے بیٹے ولید کے ساتھہ اپنے عہد خلافت مین نسبت چاہتے تھے مگر سعید بن المسیب نے انکار کر دیا تھا اور عبد الملک نے ایک حیلہ قائم کرکے اونکے سو کوڑے مارے تھے اور جاڑے کے موسم مین ایک گھڑا ٹھنڈا اون پر ڈالا تھا اور کمبل کا کرتہ پہنایا تھا پس اون کا اوسی رات رخصت کر دینا کمال دینداری اور احتیاط کی دلیل ہی جزاہ اللہ خیر الجزاء

آٹھوان بیان فضیلت اوس شخص کا جو زنا اور نظر سے بچے

جاننا چاہیے کہ شہوت شرمگاہ سب شہوات انسانی سے غالب ہی اور ہیجان کے وقت سب سے زیادہ عقل کے نافرمان علاوہ اس کی اوسکا نتیجہ ایسا برا ہی کہ جس سے شرم آتی ہے اور اوس کی مبادرت سے خوف معلوم ہوتا ہے اور لوگ جو اسکی مبادرت نہین کرتے تو یا عاجزی کی سبب یا لوگون کے خوف کے باعث یا حیا کے مارے یا حشمت بچانے کی جہت سے نہین کرتے اور انمین سے کسی مین ثواب نہین اسلیے کہ اسمین ایک حظ نفس کو دوسرے پر ترجیح دینی ہے ہان ان موانع مین بھی ایک فائدہ ہے کہ آدمی گناہ سے محفوظ رہتا ہے کسی سبب سے بچے مگر درجہ اور ثواب اسمین ہے کہ باوجود قدرت اور عدم موانع کے صرف خدا کے خوف سے زنا کرنے سے باز رہے جب کہ شہوت صادق موجود ہو اور یہ درجہ صدیقین کا ہے اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من عشق فعف فکتم فمات فھو شھید اور فرمایا کہ سات آدمیونکو قیامت کے روز اللہ تعالے عرش کے سایہ مین جگہہ دیگا اور اوسدن سوا اوسکے کہین سایہ نہوگا اونمین سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جسکو کوئی عورت خوبصورت حسب و نسب والی اپنی طرف بلاوے اور وہ جواب مین کہے کہ انی اخاف اللہ رب العلمین اور حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ زلیخا کے ساتھہ باوجود قدرت اور اوسکی رغبت کی مشہور و معروف ہے جسپر خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین اونکی ثنا کی ہے اور آپ اس باب مین سب کے امام ہین حضرت سلیمان بن یسار جو بہت خوبصورت جوان تھے اونکا ذکر ہے کہ ایک عورت اونکے گھر آئی اور اونسے مباشرت کی طالب ہوئی اونہون نے انکار کیا اور اوسکو گھر مین چھوڑ بھاگ گئی رات کو خواب مین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اونکی خدمت مین عرض کیا کہ تم یوسف ہو اونہون نے فرمایا کہ ہان مین وہ یوسف ہون کہ ارادہ کیا تھا اور تو وہ سلیمان ہے کہ ارادہ بھی نہ کیا یعنے آپ نے ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ کی طرف اشارہ فرماکے اونکی مدح کی اور ایک اور عجیب قصہ انہین کا مذکور ہے کہ ایک رفیق کے ساتھہ ایک بار مدینہ منورہ سے حج کے لیے نکلے جب ابوا مین پہونچے تو انکا رفیق دسترخوان لیکر کچھہ خریدنیکو

۱ جو شخص عاشق ہوا اور پاسا بنا رہا اور عشق کو چھپایا پھر اسی حالت مین مرگیا تو وہ شہید ہی ہے (احیاء) دیلمی نے بروایت ابن عباس اور اوسکی مانند

۲ مسلم و بخاری بروایت ابوہریرہ

۳ جو شخص اپنے جوان بیٹے کو جو بہت خوبصورت ہو اور اوسکے ساتھہ اوسکی ماں بھی ہو اکیلا چھوڑ دے

عرض کیا کہ حضرت میری دو چار پیسہ کی اوقات ہی مجھے کون بیٹی دیتا ہی آپ نے فرمایا کہ مین دیتا ہون مینے
عرض کیا کہ آپ دینگے فرمایا کہ ہان اور خطبہ پڑہکر تھوڑی سی مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح مجھسے کر دیا مین
دہانسے اوٹھا اور خوشی کے مارے پھول رہا تہا اور یہ سوچتا تہا کہ کس سے اُدہار لون کیا کرون اسمین
مغرب کا وقت ہوا مین نماز پڑہکر گہر آیا اور چراغ جلایا روزہ افطار کر کے روٹی اور تیل کہانے بیٹہا
اتنے مین دروازہ سے دستک کی آواز آئی مین نے پوچہا کون ہے کہا سعید مین نے بہت فکر کیا
کہ کونسے سعید ہین خیال مین نہ آیا اور سعید بن المسیب کا دہیان بہی نہ تہا کیونکہ اونہون نے
چالیس برس سے مسجد کے سوا جانا بالکل ترک کر دیا تہا جب مین دروازہ پر آیا تو دیکہا کہ سعید
بن المسیب ہین مجکو خیال ہوا کہ شاید کوئی ضرورت آپ کو ہوئی ہوگی مینے عرض کیا کہ آپنے
مجھے کیون نہ بلوا لیا فرمایا کہ تمہاری پاس آنا ہی مناسب تہا مینے پوچہا کہ کیا حکم ہے فرمایا کہ تمنے
نکاح کیا تہا مجھے تمہارا اکیلا سونا برا معلوم ہوا اسلیے تمہاری بیوی کو پہونچانے آیا ہون مینے
جو دیکہا تو واقع مین وہ نیکبخت اونکے پیچہے کہڑی ہوئی ہے اونہون نے اوسکا ہاتہہ پکڑکے دروازہ مین
کر دیا اور دروازہ کو بند کر دیا وہ عورت مارے شرم کے گر پڑی مینے دروازہ کو خوب بند کر دیا
پہر جس پیالے مین روٹی اور تیل رکہا تہا اوسکو چراغ کے سامنے سے ہٹایا کہ عورت کی نظر
اوسپر نہ پڑے پہر چھت پر چڑہکر اپنے ہمسایونکو پکارا سب جمع ہوگئے پوچہا کیا حال ہے مینے کہا
کہ سعید بن المسیب نے آج دنکو اپنی بیٹی مجھے بیاہی تہی اب رات کو مجھے خبر بہی نہ تہی وہ اوسے
یہان پہونچا گئے لوگون نے تعجب سے پوچہا کہ کیا سعید نے تمہارا نکاح کیا ہے مینے کہا ہان
اونہونے پوچہا کہ لڑکی گہر مین ہے مینے کہا ہان تو سب لوگ اوسکے پاس گئے اور میری والدہ کو
جو چیز پہونچی انہون نے آکر کہا کہ اگر تین دن تک تونے اوسکو چھیڑا تو کبہی منہ نہ دیکہون گی
تین دن مین ہم اسکو ٹہیک کر لین گے تب مضائقہ نہین تین دن مین علیحدہ رہا پہر جو مین نے
اوسکو دیکہا تو نہایت خوبصورت کلام اللہ کی حافظ اور طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی عالم اور حقوق شوہر سے واقف پایا ایک مہینے تک نہ سعید المسیب میرے پاس آئے اور نہ مین اونکے
پاس گیا بعد مہینے کے مین گیا تو آپ حلقہ مین تہے مینے سلام کیا آپ نے جواب سلام دیکر کہا کہ
جب لوگ اٹہہ گئے اوسوقت پوچہا کہ اوس آدمی کا کیا حال ہے مینے کہا کہ بہت اچہا حال ہے
کہ دوست خوش ہون اور دشمن جلین کہا کہ اگر کوئی بات خلاف مرضی پاؤ تو لاٹہی سے
خبر لینا مین گہر کو چلا آیا اونہون نے بیس ہزار درم میرے پاس بہیجدیے اور یہ لڑکی وہی تہی جسکو

ایک بدخلق عورت سے نکاح کیا ہمیشہ اوسکی باتین سنتے لوگون نے کہا کہ آپ طلاق کیون نہین دیدیتے آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ شاید کوئی اور شخص اسکے باعث ایذا پاوی پس اگر مرید نکاح کرے تو ایسا ہی ہونا چاہیے اور اگر بے نکاح رہ سکے اور جانے کہ نکاح کرنے سے سلوک آخرت مین خلل واقع ہوگا تو نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے محمد بن سلیمان ہاشمی کا ذکر ہے کہ اونکی یہان اسی ہزار درم کا اناج ہر روز آتا تہا بصرہ کے لوگون اور علما کو لکہا کہ مین کسی عورت سے نکاح کیا چاہتا ہون سب نے باتفاق لکہا کہ بی بی رابعہ عدویہ سے آپ نکاح کرین تو مناسب ہے آپ نے اونکو اسطرح خط لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد وصلوۃ کے معلوم کرو کہ اللہ تعالے نے مجہکو آج اتنا غلہ دیا ہے کہ اسی ہزار درم کا ہر روز آتا ہے اور کچہہ دن ہی جاتے ہین کہ پورے لاکہہ کا ہر روز عنایت فرماوینگا اگر تم مجہکو منظور کرو تو یہ سب تمہارا ہی ہے فقط اونہون نے جواب لکہا بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد ونعت کے واضح ہو کہ دنیا مین زہد کرنے سے دل کو چین اور بدن کو راحت ہے اور تاسف اور سخت رغبت کرنا موجب رنج واندوہ آپ کو چاہیے کہ بفور پہونچنے اس رقعہ کے اپنی زاد آخرت کی تیاری کرین اور معاد کی فکر مین لگین اور خود اپنے نفس کی وصی ہون تاکہ اور لوگونکو میراث بانٹنے مین وصی کرنیکی حاجت نہ رہے تمام عمر روزہ رکہو اور موت کے وقت افطار کرو اور میرا حال یہ ہے کہ اگر خداوند کریم مجہکو اتنا عنایت کرے جتنا تمکو دیا ہے یا اوس سے بہی دوچند سہ چند ہوتب بہی ایک لمحہ بے یاد الٰہی مجھے اچہا معلوم ہوگا فقط اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو چیز مانع شغل الٰہی سی ہو اوسمین نقصان ہے تو مرید بہی اپنے حال اور قلب پر غور کرے اگر مجرد رہنا اچہا معلوم ہو تو فبہا اور اگر نہ رہ سکے تو نکاح بہتر ہے اور اس مرض کی تین دوا ہین اول بہوکہ دوم نظر کا بند رکہنا سوم دل کو ایسے شغل مین مصروف کرنا جو اوسپر حاوی ہو جاوے اگر ان تینون تدبیرون سے کچہہ فائدہ نہو تو آخر کو نکاح ہے اس سے اوس بیماری کی جڑ جاتی رہتی ہے اور اسی جہت سے سلف کے لوگ نکاح کیطرف سبقت کرتے تہے اور اپنی لڑکیونکا نکاح کردیتے تہے سعید بن المسیب فرماتے ہین کہ شیطان کسی سے بی توقع نہین ہوا عورتونکی سبب ضرور ہی جال مارتا ہے اور جب اونکی عمر چوراسی برس کی ہوئی اور ایک آنکہہ بہی جاتی رہی اور دو میر یسی بہی رتوندا آتا تہا اوسوقت فرماتے تہے کہ مجہی عورتونسی زیادہ کسی چیز کا خوف نہین اور عبداللہ بن ابی وداعہ کہتے ہین کہ مین اونکی پاس جاکر بیٹہا کرتا تہا چند روز نہ گیا پہر ایک روز جب گیا تو پوچہا کہ کہان تہے مینے کہا کہ میری بیوی مرگئی تہی اس لیے حاضری سے مقصر رہا آپ نے فرمایا کہ تمنے مجہکو اطلاع کی ہم بہی آتے بعد اسکے مینے اٹہنا چاہا آپ نے فرمایا کہ اب کوئی اور بیوی ہے کہ اٹہائے جاتے ہو مین نے

میرے سینہ پر رکھا اوسکی ٹھنڈک مین نے اپنے دل اور بدن مین پائی صبح کو جو جاگا تو وہ جوش
اپنے آپ مین بنا یا برس روز تک ویسا ہی رہا پھر غلبہ ہوا پھر مینے فریاد مچائی ایک شخص خواب مین
نظر آیا اوسنے کہا کہ اگر تجھے اپنی گردن کٹوانی منظور ہو تو تیرا علاج کرون مین نے کہا کہ بہتر اوسنے
کہا تو گردن جھکا مین نے گردن جھکا دی اوسنے ایک نور کی تلوار میری گردن پہ ماری مین جاگ پڑا
اور برس روز تک پھر اچھا رہا بعدہ پھر وہی روز ہوا بلکہ اوس سے بھی سخت تو اس حال مین مینے
ایک شخص کو خواب مین دیکھا کہ میرے سینہ اور پہلو کے درمیان ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ جس چیز
کا خدا کو دور کرنا منظور نہین اوسکے دفع ہونے کے واسطے کب تک التجا کیا کرے گا پھر مینے
جاگ کر نکاح کر لیا اور اولاد ہوئی اور زور جاتا رہا پس اگر مرید کو حاجت نکاح ہو تو شرط ارادت
کسی حال مین نہ چھوڑے یعنی ابتدا مین تو نیت اچھی ہو اور انجام مین حسن خلق و سیرت سے پیش
آوے اور حقوق واجبہ کو ادا کرے جیسا کہ احکام نکاح مین ہم بیان کر چکے ہین دوبارہ لکھنے کی
ضرورت نہین اور صدق نیت کی علامت یہ ہے کہ کسی مفلس دیندار عورت سے نکاح کرے
مالدار کی تلاش نہ کرے بعض اکابر کا قول ہے کہ مالدار عورت سے نکاح کرنے مین پانچ خرابیان
ہین اوّل مہر کا زیادہ ہونا دوّم رخصت مین لیت لعل ہونا سوّم خدمت کا نکرنا چہارم زیادہ
خرچ کا تحمل پنجم اگر دل چھوڑنے کو ہو تو مال کے حرص سے چھوڑا نجانا اور مفلس مین ایکمین سے
کوئی سی بات نہین اور بعض اکابر فرماتے ہین کہ عورت چار چیزون مین مرد سے کم ہونی چاہیے ورنہ
وہ مرد کو حقیر سمجھی گی عمر مین قدر مین مال مین اور حسب مین اور چار چیزون مین بڑھکر ہونی چاہیے
خوب صورتی ہین ادب مین پرہیزگاری مین اور خلق مین اور علامت صدق ارادت کی دوام نکاح
مین خلق ہی ہے بعض مرید مین نے نکاح کیا اور ہمیشہ اوسکی خدمت کرتے رہے یہانتک کہ وہ
شرمائے اور اپنے باپ سے کہنے لگے کہ مین اس شخص کے حال مین حیران ہون اتنی برس سے اسکی گھر مین
جب پاخانہ کو جاتی ہون لوٹہ مجھسے پہلے وہان رکھدیتا ہے اور ایک بزرگ نے ایک خوبصورت
عورت سے نکاح کیا جب رخصت کے دن قریب آئے اوسکے چیچک نکل آئی اوسکے گھر والون کو نہایت
رنج ہوا کہ اب شوہر اسکو پسند نکریگا اس مرد بزرگ نے خبر پاکر بہانہ کیا کہ میری آنکھین دکھتی ہین
اور بعد اسکے اندہا بن گیا جب وہ عورت گھر مین آئی بیس برس تک رہکر مرگئی پھر آپ نے آنکھین
کھولدین لوگون نے سبب پوچھا کہا کہ مین جان بوجھکے اندہا ہوا تھا تاکہ سسرال والے رنج نکرین
لوگونکو کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ ایسے لوگ چل بسے اب دنیا مین نہین اور ایک صوفی نے

عرض کیا کہ وہ تو اندہا ہے آپ نے فرمایا کہ تم تو اوسکو دیکھتی ہو اس سے معلوم ہوا کہ عورتون کو اندہون کے پاس بیٹھنا اور بے ضرورت اونکو دیکھنا جائز نہین جیسا آج کل مروج ہو رہا ہی یہان حاجت کے وقت عورت کو مرد سے بات کرنی خواہ دیکھنا جائز ہے اور اگر مرید کا یہ حال ہو کہ عورتون سے تو آنکھہ بچا سکتا ہے مگر لڑکون کو دیکھنے سے نہین رہ سکتا تب بھی نکاح اولے ہے اس لیے کہ لڑکونکی حسن پرستی مین زیادہ خرابی ہے کیونکہ اگر مثلاً کسی عورت کیطرف دل راغب ہوگا تو اوس سے نکاح کرکے تمنا کو پہونچنا ممکن ہے اور لڑکے مین یہ بات مفقود ہے اسی لیے لڑکے کو نگاہ بسے دیکھنا حرام ہی بلکہ امرد کیصورت بھی اگر اچھی ہو اور ڈاڑھی والے کی نسبت دلمین زیادہ کھبتی ہو تو اوسکی طرف بھی دیکھنا ناجائز ہے لیکن اگر یون کہو کہ خوبصورت اور بدصورت مین تو ہر کوئی فرق کیا ہی کرتا ہے اور لڑکونکے چہرے ہمیشہ کھلے رہتے ہین تو اونسے بچاؤ کسطرح ہو سکتا ہی تو اوسکا جواب یہ ہی کہ ہماری غرض صرف تمیز ہی سے نہین تمیز اچھے اور بُرے کی سب سی اشیا مین ہوتی ہے مثلاً ایک درخت ہرا ہو اور دوسرا سوکھا یا ایک پانی صاف ہو اور دوسرا میلا یا ایک درخت مین پھول اور کلیان ہون اور دوسرے مین پتے بھی نہون تو بالضرور انمین سے ایک کیطرف طبیعت کو میل ہوگا مگر اس رغبت مین شہوت نہوگی کہ اوس سے بوس و کنار کیجیے پس اگر اسیطرح کا حال خوبصورت شکل کا ہے کہ جیسے اور چیزین خوب صورت اچھی معلوم ہوتی ہین اور اونمین لگاو شہوت کا نہین ہوتا تو دیکھنے مین کچھہ مضائقہ نہین اور اگر نفس مین یہ بات بھی ہو کہ کسیطرح سے اسکا قرب اور چھیڑ چھاڑ میسر ہو تو ایسی نظر نظر بد کہلاتی ہے اور حرام ہے اور اس باب مین آدمی بہت سستی برتتے ہین اور آیندہ کو ہلاکیون مین پڑتے ہین بعض تابعین کا قول ہے کہ مجکو جوان سالک پر امرد کی ہم نشینی کا اتنا خوف ہی کہ اتنا درندہ کا خوف نہین اور حضرت سفیان توری فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص براہ شہوت کسی لڑکے کی پاون کی انگلیون مین بھی گدگدی کرے گا تو لوطی ہوگا اور بعضے اکابر سلف کا قول ہے کہ اس امت مین تین طرح کی لوطی ہونگے بعضے تو صرف دیکھین گے اور بعضے مصافحہ کرینگے اور بعضے فعل شنیع کے مرتکب ہونگے اس سے معلوم ہوا کہ نظر کی باعث بڑی بڑی آفتین پیدا ہوتی ہین تو جب مرید اپنی نظر کے روکنے اور فکر کے ضبط کرنے پر قادر نہو تو اوسکی حق مین بہتر یہی ہے کہ نکاح کرلے اسلیے کہ اکثر آدمی ایسے ہوتی ہین جنکا جوش شہوت بہوکہہ سے کم نہین ہوتا چنانچہ ایک بزرگ روایت کرتے ہین کہ ابتدا سلوک مین مجھپر شہوت غالب ہوئی تو مین خدا کی درگاہ مین خوب رویا خواب مین ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پوچھتے ہین کہ تیرا کیا حال ہے مین نے ماجرا بیان کیا اونہون نے فرمایا کہ آگے آو مین بڑھگیا اونہون نے اپنا ہاتھہ

آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس نہین کرسکتا اور اگر کریگا تو دہوکا کہاویگا اسلیے کہ آپکے افعال کی اسرار کوئی نہین سمجھ سکتا غرضکہ ابتدا مین مرید کو تجرد ہی شایان ہی ابو سلیمان دارانی فرماتے ہین کہ جو شخص نکاح کرتا ہی دونیا کی طرف مائل ہوتا ہی مینے کسی مرید کو نہین دیکھا کہ بعد نکاح کے پہلا سا حال رہا ہو اور وہی فرماتے ہین کہ جو چیز اللہ تعالے سے باز رکھے خواہ بیوی ہو یا مال یا اولاد اوسکو منحوس جاننا چاہیے اور ایکبار اویس قرنی سے پوچھا کہ آپکو کیا حاجت ہوئی کہ ایک عورت سے مانوس ہوئے فرمایا کہ خدا نکرے کہ مین اوس سے انس کرون یعنی اوس سے انس کرنا اللہ کے ساتھ انس کرنے سے روکتا ہی بہرحال مرید کو تجرد جبھی تک زیبا ہی جب تک شہوت کا زور نہو اور اگر اوسکا غلبہ دیکھے تو اول بہو کہہ اور ہمیشہ کے روزے رکھے اوسکو توڑے اگر اس سے بھی دفع نہو باین طور کہ گو اپنی شرمگاہ کو روک سکتا ہے مگر آنکھہ کے روکنے پر قادر نہین تو ایسی صورت مین تسکین شہوت کے لیے نکاح کرنا مناسب ہے ورنہ اگر آنکھہ کو روک نسکیگا تو فکر اچھی طرح نہ کرسکیگا اور مطلب مین پریشانی واقع ہوگی اور بعض اوقات ایسی مصیبت مین پڑیگا کہ طاقت سے زیادہ ہو علاوہ ازین آنکھہ کا زنا صغیرہ گناہون مین بہت بڑا ہے اور اسی سے کبیرہ بھی ہوجایا کرتا ہے جو شخص اپنی آنکھہ پر قادر نہین وہ اپنے دین کی بھی حفاظت نہین کرسکتا حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ تانکنے سے بچتے رہو کیونکہ اوس سے دلمین شہوت کا بیج پڑتا ہے اور اسیقدر فتنہ کافی ہے حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو فتنہ مین مبتلا ہوے صرف نظر کے باعث سے ہوے اور اسی جہت سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ شیر اور سانپ کے پیچھے جایو مگر عورت کے پیچھے نہ جایو حضرت یحیی علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ زنا کی ابتدا کیا ہوتی ہے آپنے فرمایا کہ دیکھنا اور للچانا اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ابلیس کہتا ہی کہ نظر میری قدیم کی تیر و کمان ہے کہ کبھی خطا نہین کرتی اور حدیث شریف مین ہے النظرۃ سہم مسموم من سہام ابلیس فمن ترکہا خوفا من اللہ تعالی اعطاہ اللہ تعالی ایمانا یجد حلاوۃ فی قلبہ اور فرمایا ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء اور فرمایا اتقوا فتنۃ الدنیا وفتنۃ النساء فان اول فتنۃ بنی اسرائیل کان من قبل النساء اور اللہ تعالے فرماتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الایہ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے لکل ابن ادم حظ من الزنا فالعینان تزنیان وزناہما النظر والیدان تزنیان وزناہما البطش والرجلان تزنیان وزناہما المشی والفم یزنی وزناہ القبل والقلب یہوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج او یکذبہ اور حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ ایکبار ابن ام مکتوم اندہے رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنا چاہا اوسوقت مین اور میمونہ بیٹھی ہوئی تہین آپ نے فرمایا کہ پردہ کرو مینے

اسیطرح عشق مال اور جاہ اور اولاد اور ستارنوازی اور شطرنج و چوسرہازی وغیرہ کا ہے کہ بعض اوقات لوگونپر ایسے غالب ہوتے ہین کہ اونکے دین و دنیا کے کام نہین ہونے دیتے اور کسیوقت اونکو چین نہین لینے دیتے اگر اول مین عشق کا روک چاہے تو ایسا ہے جیسا سوار دروازہ سے باہر ہو اور منظور یہ ہو کہ گھوڑا دروازے مین نجاوے تو اوسنے اشارہ باگ کا کافی ہوتا ہے اور بعد استحکام کے علاج کرنا ایسا ہے کہ پہلے سے گھوڑیکو چھوڑدیا جب وہ دروازہ مین گھس گیا تو اوسکی دم پکڑکر کھینچے کو گھسیٹنا چاہا تو دونون باتونمین فرق زمین و آسمان کا ہے اسلیے احتیاط ابتدا امر مین ضروری ہے انجام کو علاج بہت دشواری اور نہایت کوشش سے ہوتا ہے کہ نوبت جان کندنی کی پہونچتی ہے خلاصہ یہ کہ اس درجہ کی افراط شہوت مذموم اور کمی کا درجہ نامردنجانے کا ہے وہ بھی مذموم اور برا ہے اور اعتدال کا درجہ جو محمود ہے وہ یہ ہے کہ شہوت مطیع عقل و شرع کی رہے اور انہین کے بموجب کام کرے اور جب اوسمین زیادتی ہو تو اوسکا توڑنا بہو کہہ اور نکاح سے ہوتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا معشر الشباب علیکم بالباءۃ فمن لم یستطع فعلیہ الصیام فانہ لہ وجاء

اگر وہ جوانان لازم پکڑے اپنے اوپر نکل کو اور جسکو قدرت نہو اوسکو چاہیے کہ روزہ رکھے کہ روزہ اوسکی حق مین خصی ہونا ہے ۱۲ باب النکاح گذری ۱۲

ساتوان بیان مرید کے نکاح اور ترک نکاح کے حال مین

ابتدا امر مین مرید کو شغل نکاح مین پڑنا نہین چاہیے کہ اس سے سلوک آخرت سے باز رہے گا اور بیوی کی محبت مین پھنس جاویگا اور جو غیر اللہ کے ساتھہ انس اختیار کرتا ہے وہ اللہ سے مانوس نہین ہوتا اور اس بات سے دھوکا نہ پڑے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے نکاح کیے تھے اسلیے کہ قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی چیزین اللہ تعالی کی طرف سے پھیر نہین سکتی تھین تو اون پر قیاس کرنا بیجا ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک آپ کا استغراق محبت الٰہی مین اس درجہ پر تھا کہ بعض مرتبہ گرمی محبت کا دلمین یہ جوش پاتے کہ یون خوف ہوتا کہ دل پھٹ جائیگا اور اوسی جوش و خروش مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھہ مارتے اور فرماتے کہ کچھہ باتین کرو تاکہ اونکے باتونکے باعث قلب پر جو زیادتی حرارت ہے اوسکا اثر کم ہو جاوے کہ بدن مبارک کو طاقت اوسکی تحمل کی نہ تھی واقع مین یہ بوجہ ایسا ہی ہے

آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من بیچارہ زدند

غرضکہ حضرت کی طبیعت دل کو اللہ تعالے کے ساتھہ انس طبعی تھا اور خلقت کے ساتھہ عارضی تاکہ بدن کو کچھہ راحت ملجاوے پھر جب لوگونمین بیٹھتے تو صبر نہ آتا اور تنگ ہو کر فرماتے ارحنا یا بلال تاکہ جس چیز مین آپ کی آنکھہ کو ٹھنڈک ملتی تھی اوسمین مصروف ہو جاوین پس دوسرا شخص نماز

حضرت عایشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا

اسکی مفصل حدیث جو بخاری مین ہے

راحت دو بلال رضی اللہ عنہ

آرام پہونچا ۱۲ باب الصلوۃ مین گذری ۱۲

بن گذری ۱۲

سب شہوات سے بڑہکر عورتونکی شہوت ہے پہر اس شہوت کے تین درجہ ہین افراط اور تفریط اور اعتدال افراط یہ ہے کہ عقل کو دبالے اور مرد کو بہمہ تن عورتونکی صحبت مین مصروف کردی اور سلوک طریق آخرت سے محروم رکہے یا دین پر غالب ہوکر امور قبیحہ مین مبتلا کردے اور بعض اوقات اسکے افراط سے کئی امر شنیع پیدا ہوتے ہین اول اوسے یہ قوی باہ کی فکر پڑتی ہے جیسے بعضے لوگ کہانے کے ہضم کے لیے چورن کی تلاش مین رہتے ہین اور انکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص درندون اور سانپونمین جا پڑا ہو اور وہ اگر کبہی اس سے غفلت کرین اور سوجاوین تو یہ کسی حیلہ سے اونکو جگادے پہر جب وہ ضرر پہونچاوین تو اونکی اصلاح و علاج مین مشغول ہو اسیطرح شہوت غذا اور جماع دونون موذی ہین انسے اول ہی محفوظ رہنا چاہیے اور جب چورن یا مقویات سے اونکو چوکنا کردیا تو پہر آفت سے بچنا معلوم یہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ایک حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے باہ کی شکایت کی تو آپ نے ہریسہ کہانیکو بتایا تو قوت باہ کی تلاش حدیث سے ثابت ہی اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیان تہین اور آپ پر سب کے اطمینان واجب تہی اس لیے کہ غیر پر اونکا نکاح حرام تہا گو آپ طلاق بہی دیدین تو اس لیے آپنے قوت چاہی تہی نہ لذت حاصل کرنیکے لیے دوسرے یہ کہ افراط کے باعث امراض خبیثہ پیدا ہوتے ہین بلکہ کچہہ اسی پر منحصر نہین اسکی اولاد تک بہی اونکا اثر رہتا ہی تیسرے یہ کہ افراط شہوت سے بعض مگر اہونکو عشق سوجہتا ہے اور اس سے کمال درجہ کی جہالت غرض اصلی جماع سے پائی جاتی ہے اور قوت بہیمی مین چوپاؤن سے بہی بڑہ جاتا ہے اس لیے کہ چوپایہ اپنی شہوت کو کسی طرح دور کردیتا ہے اور عاشق ایک خاص شخص کے سوا اور طرح اپنی شہوت رفع نہین کرسکتا گو سب خواہشون مین بری ہے اور شرم و حیا کا مقام ہے مگر اوسکا اعتقاد یہی ہے کہ اوسی معین شخص سے ہو یہانتک کہ اوسکے لیے ذلت پر ذلت اور غلامی اوٹہاتا ہے اور شہوت کی خدمت مین اپنی عقل کو فرمان پذیر کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ پیدائش عقل کی اسلیے ہے کہ یہ اوردن سے کام لے نہ یہ کہ خود شہوت کے مطیع ہوکر اوسکی اجرا کی حیلے تلاش کرے اور اگر عشق پر غور سے دیکہو تو ایسے آدمی کا کام ہے جسکے دل پر کوئی فکر نہو اور اوسکا منشا وہی افراط شہوت ہے اوائل مین اس سے بچنے کا ڈہنگ یہی ہے کہ دوبارہ نہ دیکہے اور اپنی فکر مین مشغول رہے ورنہ مستحکم ہونے پر اوسکا دفع کرنا مشکل ہوتا ہی ؎

سر چشمہ شاید گرفتن بہیل ۔ چو پر شد نشاید گذشتن بپیل ؎

اعتقلی وانفضا وطرائق در اوسط درجہ حنیفہ اوریہ موضع ہے ۱۲

کہ شدت شہوت جماع مراد ہے اور مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ مین حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مراد آلۂ تناسل کے کھڑے ہونے سے ہے اور بعضون نے اسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچائی ہے مگر تفسیر اسطرح کی ہے کہ آلۂ تناسل وقت دخول مراد ہی اور اس مین تو شک نہین کہ جب آدمی کو جوش شہوت کا ہوتا ہے تو دو ثلث عقل جاتی رہتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا مین فرماتے اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَقَلْبِیْ وَمَنِیِّیْ اور یہی فرمایا النساء حبائل الشیطان اور کہا ھذا الشھوۃ لما کان للنساء سلطنۃ علی الرجال ایک روایت مین ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کسی مجلس مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ابلیس آیا اوسکے سر پر ٹوپی تھی جسمین بیسون رنگ چمکتے تھے جب حضرت سے قریب ہوا تو ٹوپی اتار کر رکھدی حضرت مین اگر سلام کیا حضرت نے پوچھا کہ تو کون ہے عرض کیا کہ ابلیس ہون آپ نے فرمایا کہ خدا تجھے موت دی یہان کیون آیا ہے عرض کیا کہ چونکہ اللہ کے نزدیک آپ کو رتبہ اور منزلت ہے اس جہت سے آپکو سلام کو آیا ہون آپ نے فرمایا کہ تیرے سر پر کیا چیز تھی بولا کہ ٹوپی ہے جس سے آدمیونکے دل اچکتا ہون آپ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے کہ جب انسان اوسکو کرتا ہے تو تو غالب ہوجاتا ہے عرض کیا جب ہمچو من دیگرے نیست اوسکی دلمین سماتا ہے اور گناہون کو بھولکر اپنے اعمال کو زیادہ جانتا ہے اوسوقت میرے قابو مین آجاتا ہی اور تین باتونسے مین آپ کو ڈراتا ہون اول تو یہ کہ اجنبی عورت کی ساتھہ علیحدہ مت ہونا کیونکہ جو مرد اجنبی عورت کی ساتھہ تنہا ہوتا ہے تو وہان مین خود جاتا ہون اپنے اور کارندون کو نہین بھیجتا اور اوس مرد کو فتنہ مین ڈالدیتا ہون دوسری بات یہ ہے کہ اللہ سے جو عہد کرو اوسکو پورا کرنا اور جو زکوۃ وصدقہ کے لیے مال نکالو اوسکو بانٹ دینا اس لیے کہ جب آدمی کچھہ خیرات کرنے کو روپیہ علیحدہ کرتا ہے تو وہان بھی مین خود جاکر ایسا پیچ ڈالتا ہون کہ اپنی نیت پوری نہ کرسکے اسکے بعد شیطان چلا گیا اور یہ کہتا تھا کہ افسوس حضرت موسیٰ کو آدمیونکے مبتلا ہونیکی دا معلوم ہوگئی اور سعید بن مسیب فرماتے ہین کہ جو نبی زمانۂ سابق مین مبعوث ہوئے شیطان کو یہی توقع رہی کہ مین اونکو عورتون کی جہت سے ہلاک کرلونگا اور میرے نزدیک بھی کوئی چیز اونسے بڑھکر خوفناک نہین اسلیے مین مدینہ منورہ مین سوائے اپنے گھر کے اور کسی کے گھر مین نہین جاتا یا اپنی بہن کے یہان جمعہ کو صرف نہانے جاتا ہون اور بعض اکابر کا قول ہے کہ شیطان عورت سے کہتا ہی کہ تو میرا آدھا لشکر ہے اور تو میرا تیر ہے کہ جب چلاتا ہون چوکتا ہی نہین اور تو میرے بہید کی جگہہ ہی اور تو میری حاجت مین میری قاصد ہے یعنے نصف لشکر اوسکا شہوت ہے اور نصف غضب مگر

---

۱ اور بیہقی سے ابن مسعود کی جہ حدیث اوپر گذری اسکی پکہ اصل نہین ہے صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ۱۲

۲ مین بچکے پناہ مانگتا ہون تیرے شر سے اپنے کان اور آنکھہ اور دل اور نطفہ

۳ ارباب عقول سے ۱۲

۴ گزری ہے ۱۲

۵ عورتون سے شیطان کے جال مین گرفتار ہونیکے ۱۲

۶ ۱۲

۷ ۱۲

اسکو اوسمین مبتلا کر رکہا ہے اس لیے اوسکا کہل جانا گران معلوم ہوتا ہے گو یہ بہی جانتا ہو
کہ لوگونکو اطلاع ہونے سے کوئی میری پیروی نہ کرے گا اور نہ میرے تارک الشہوات ہونے سے
بد اعتقاد ہوگا دوسری آفت یہ ہے کہ ترک شہوت پر قادر تو ہی مگر عفیف مشہور ہونے کا شائق ہے
اور اس سے خوش بہی ہوتا ہے تو اسصورت مین شہوت غذا جو ضعیف تھی اوسکا تو تارک ہوا مگر
جو بدی مین اوس سے زیادہ تہے یعنی خواہش جاہ اوسکی اطاعت کی اور اسکو شہوت خفیہ کہتے ہین
پس جب آدمی اسطرح کی خواہش اپنے جی مین پاوے تو اوسکا توڑنا شہوت غذا سے موکد تر سمجھکر
اگر کہا لیوے تو اوسکی حق مین اچہا ہے حضرت ابو سلیمان رح فرماتے ہین کہ جب تیرے سامنے جی چاہتی
چیز آوے جسکا تو تارک ہے تو اوسمین سے ذرا سی کہالے نفس کی مرضی کے موافق مت کہا اسمین
دو فائدہ ہونگی ایک تو یہ کہ شہرت نہین رہنے کی دوسرے نفس تر ستارہ جاویگا اور حضرت
امام جعفر صادق رحمہ اللہ ارشاد فرماتے کہ جب میرے سامنے کوئی خواہش کی چیز آتی ہے تو مین
اپنے نفس کیطرف دیکہتا ہون اگر اوسکی تمنا ظاہر مین اوسپر پاتا ہون تو اوسکو کہلا دیتا ہون
روکنے سے یہ امر افضل ہے اور اگر خواہش خفی کرتا ہے اور ظاہر مین تارک ہونیکو چاہتا ہے تو اوسکی
سزا یہ ہے کہ اوس چیز کو مین ترک کر دیتا ہون اور کبہی نہین دیتا اس سے معلوم ہوا کہ طریق
سزا نفس کا شہوت خفیہ پر اسطرح ہوا کرتا ہے غرض یہ ہے کہ شہوت غذا کو چہوڑ کر جو شخص ریا مین
مبتلا ہو وہ ایسا ہے کہ بچہو سے ڈر کر سانپ کے پاس جاوے اس لیے کہ ریا کا ضرر خواہش غذا کے
ضرر سے بہت زیادہ ہے

چھٹا بیان شہوت شرم گاہ کا حال

جاننا چاہیے کہ آدمی پر شہوت جماع دو فائدونکے لیے مسلط ہوئی ہے اول تو یہ کہ اس سے لذت حاصل
کرکے قیامت کی لذتون کو یاد کرے کیونکہ اگر یہ لذت دیرپا ہوتی تو اجسام کی لذتونمین سے سب سے
زیادہ قوی ہوتی جسطرح کہ آگ کی تکلیف سب تکلیفونسے زیادہ ہی اور آدمیونکو سعادت اور جنت کی رغبت
دلانی اور شقاوت اور دوزخ سی ڈرانا بدون لذت محسوس اور تکلیف محسوس کے نہین ہو سکتا تو جب
دنیا مین مثلا کوئی لذت جماع کو عمدہ پاویگا جان لیگا کہ جنت کی لذائذ بہی اسیطرح کی خواہ اس سے
اعلی ہونگے دوسرا فائدہ نسل کا باقی رہنا ہے یہ تو دو فائدے ہین مگر اسمین آفتین ایسی بڑی ہین
کہ اگر آدمی اس شہوت کو ضبط کرکے اعتدال پر نہ رکہے تو دین و دنیا دونون کہو بیٹہے اس آیت
شریف مین رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ بعضون نے طاقت سی زیادہ چیز کے یہی معنے لکہے ہین

ق ۱
اے رب ہمارے اور نہ اوٹھوا ہمسے جسکی طاقت نہین ہمکو ۱۲

برائی اونکی آپ کو معلوم ہے اونہون نے کہا کہ وہ تنہائی مین ایسی چیزین کہاتا ہی جو مجمع مین نہین کہاتا
غرضکہ یہ بہت بڑی آفت ہے بندہ کو یہ مناسب ہے کہ اگر شہوات کی محبت مین مبتلا ہو جاوی تو اوسکو ظاہر
کر دیوے صدق حال اسیکو کہتے ہین اس سے صرف اتنا معلوم ہوگا کہ اعمال کی شامت سے مجاہدہ
جاتا رہا اور اگر کسی نقصان کو چھپا کر اوسکے متعابل کا کمال ظاہر کریگا تو اوسمین دو نقصان ہونگے
جیسے جھوٹ بولے اور اوسکو چھپاوے تو دو جھوٹ ہوتے ہین اور دونا غصہ ہوتا ہے اور جب تک وہ
توبہ صادق نہین کرتا تب تک اوس سے کوئی خوش نہین ہوتا اور اسی بنا پر خداوند کریم نے منافقو کا
عذاب زیادہ ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ کیونکہ کافر نے کفر علانیہ کیا
اور منافق نے کفر کرکے چھپایا تو چھپانا دوسرا کفر ہوا اسلیے کہ اوسنے اِس بات کو ہلکا جانا کہ خدا تعالے
دل کو دیکھتا ہی اور بندونکی نظر کو زیادہ سمجھکر اپنے ظاہر مین سے کفر کو دور کر دیا اسلیے مستحق دونے
عذاب کا ہوا اور عارمین شہوات کیا بلکہ معاصی مین بھی مبتلا ہو جاتے ہین مگر ریا مین گرفتار نہین
ہوتے اور اپنے عیوب کو پوشیدہ نہین کرتے بلکہ کمال عرفان یہ ہے کہ خدا کیواسطے شہوات اپنے نفس
سے دور کرے اور ظاہر مین لوگونکی اعتقاد دور کرنے کو اظہار شہوات کرے بعضے اکابر کوئی جی چاہتی چیز
مول لیکر اپنے گھر مین لٹکا دیتے حالانکہ اوسکو کہاتے نہین تھے مگر یہ باعث تھا کہ غافل لوگ اونکی پاس کر
خلل انداز نہون اور جانین کہ یہ شخص مبتلاء شہوات ہے زاہد کا بڑا کمال اسمین ہے کہ زہد مین زہد
کرے یعنے اوسکے خلاف ظاہر کرے اور یہ کام صدیقین کا ہے کیونکہ اسنے دو صدق کو اکٹھا کیا
یعنے دو بار نفس پر بوجھ ڈالا اور جام صبر نوش کیا ایک بار تو اوس چیز سے روکنے کے باعث اور
دوسری بار لوگون کے طعن کے باعث تو ایسے لوگونکا یہ حال ہی اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا
اور اوسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص ظاہر مین کسیکو کچھ دے اور وہ اوسوقت تو لے لیوے اور
چھپا کر مالک کو پھیر دے تو اس شخص کا دل دو بار شکستہ ہوگا اول تو ظاہر مین لینے کی ذلت سے دوم
چھپا کر واپس کرکے اپنی احتیاج باقی رکھنے سے پس جب تک یہ مرتبہ نہ حاصل ہو تب تک آدمی اپنے
آپ کو ناقص جانے اور اظہار شہوت سے اجتناب نکرے اور شیطان کے اس دھوکے مین نہ آوے کہ اگر
یہ بات ظاہر کروگے تو دوسرے لوگ بھی تمہاری پیروی کرینگے دوسرون کی اصلاح اسی مین ہے
کہ اسی دفعہ کہو اسلیے کہ اگر فی الحقیقت دوسرونکی اصلاح منظور ہوتی تو خود اپنے نفس کی اصلاح
مقدم اور اہم ہوتی بقول شخصی کہ اول خویش بعدہ درویش ورنہ خود را فضیحت و دیگری را نصیحت
کے کیا معنی معلوم ہوا کہ صرف مقصود ریا ہے کہ دوسرونکی اصلاح کے بہانہ سے شیطان نے

کو شہد پسند تہا اور اوسکو تناول فرمایا کرتے تہے مگر اپنے نفس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس مبارک پر قیاس نفرمایا بلکہ جب شہد کا ٹہنڈا شربت لوگ اونکے سامنے لائے تو اپنے ہاتہہ مین برتن کو پہراتے تہے اور کہتے تہے کہ اگر اسکو پیون تو مزہ تہوڑی دیر مین جاتا رہیگا مگر اسکا مواخذہ باقی رہے گا یہ کہکر کہا کہ مجہسے اسکا حساب الگ کرو مین نہ پیونگا مرشد کو چاہیے کہ ان اسرار کو مرید سے بیان نہ کرے بلکہ صرف بہوکہ کی صفت پر کفایت کرے اور یہ نہ کہے کہ اسمین اعتدال کرنا چاہیے کیونکہ وہ اعتدال سے کسیقدر ضروری قصور کرے گا بلکہ غایت درجہ کی بہوکہ کو ارشاد کرے تاکہ اعتدال پر نوبت آجاوے چنانچہ بمرگش بگیر تا بہ تپ اضی شود مثل مشہور ہے اور یہ بہی اوس سے نہ کہے کہ عارف کامل ریاضت سے مستغنی ہو جاتا ہے نہین تو شیطان اوسپر ہمیشہ وسوسہ ڈالیگا کہ اب تو عارف کامل ہوگیا اور کوئی دقیقہ باقی نہین رہا سب تمکو حاصل ہے حضرت ابراہیم خواص جو ریاضت مرید کو بتلاتے وہی آپ بہی اوسکے ساتہہ کرتے تاکہ اوسکے دلمین یہ نہ آوے کہ پیر جو خود تو کرتے ہی نہین مجہسے کہتے ہین اور باین لحاظ ریاضت سے نفرت کرنے لگے اور زبردست آدمی جب دوسرے کو ریاضت سکہاتا ہے اور اوسکی اصلاح کے درپے ہوتا ہی تو ضرور ہے کہ کمزورون کیطرح ہوجاوی جیسا کہ کشتی وغیرہ سکہانے والے کیا کرتے ہین اس امر سے زیادہ تر تلطف پایا جاتا ہے اور جلد آدمی سعادت کو پہونچتا ہے اور اسمین انبیا اور اولیا کا بڑا امتحان ہوتا ہے اور راز اینجا کہ حد اعتدال ہر ایک شخص کے حق مین ایک امر پوشیدہ ہے پس حزم و احتیاط کو کسی حال مین ہاتہہ سے نہ دینا چاہیے حضرت عمرؓ نے ایکبار اپنے لڑکے عبداللہ کو دیکہا کہ وہ گوشت اور گہی روٹی کے ساتہہ کہا رہے ہین آپ نے درہ سے اونکو مارا اور فرمایا کہ کسی روز روٹی دودہ سے کہا اور کسی روز گہی سے اور کسی روز تیل سے اور کسی روز نمک سے اور کسی روز روکہی پہیکی کہا اس سے معلوم ہوا کہ اعتدال اسی کا نام ہے گوشت اور شہوت کی چیزون پر مواظبت کرنی افراط اور اسراف مین داخل ہے اور بالکل گوشت کو ترک کر دینا تفریط اور تنگی مین شمار ہے اور کبہی کبہی کہا لینا درجۂ اوسط و اعتدال ہے ۱۲

پانچوان بیان ریا کی آفت کا جو شہوات کے تارک اور کم خوراک آدمی کو آتی ہے

جاننا چاہیے کہ تارک شہوات پر دو آفتین جو بہی چاہتی چیزونکے کہانے سے بہی زیادہ ہوتی ہین اول تو یہ ہے کہ نفس بعض شہوات کو تہین چہوڑ سکتا اونکی خواہش رہتی ہے لیکن یہ نہین چاہتا کہ کوئی جانے اسواسطے لوگون سے علیحدہ ہوکر اوس چیز کو کہا لیتا ہے مجمع مین نہین کہاتا اسکا نام ترک خفی ہے بعض علما سے کسی زاہد کا حال پوچہا تو وہ چپ ہو رہے لوگون نے کہا کہ کوئی

وتمیز سے کیا کام پڑا ہے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رح نے اپنے بہائیون مین سے کسی کو چند درم دیئے
اور کہا کہ انکا مکہن اور شہد اور روٹی لے آؤ اونہون نے عرض کیا کہ حضرت ان سب کا آپ نے فرمایا
بہلے مانس اگر ہمکو ملتا ہے تو مردون کی طرح کہاتے ہین اور اگر نہین ہوتا تو مردون ہی کی طرح
صبر کرتی ہین اور ایک روز بہت سا کہانا پکوایا اور چند لوگونکی دعوت کی کہ اونمین اوزاعی اور ثوری رح تہے
پس سفیان ثوری رح نے فرمایا کہ ای ابا اسحاق تمکو خوف نہین معلوم ہوتا کہ یہ کہین اسراف نہو جاوے آپنے فرمایا
کہ کہانے مین اسراف نہین ہوتا اسراف کپڑے اور اثاث البیت مین ہوتا ہی پس جس شخص کو علم
سمعی باتونسے اور نقل و تقلید سے ہوتا ہے حضرت ابراہیم بن ادہم کا تو یہ حال سنتا ہی اور مالک
بن دینار رح کا حال یہ سنتا ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ میرے گہر مین بیس برس سی نمک نہین آیا اور
سری سقطی رح کا حال دیکہتا ہے کہ چالیس برس تک اونکا دل شیرۂ انگور سی روٹی کے ٹکڑہ کو چاہتا رہا
مگر نہ کہایا تو ان باتون کو ایک دوسرے کی خلاف پاتا ہی اور حیران ہو کر جانتا ہے کہ انمین سی بیشک
ایک شخص خطا پر تہا اور جس بصیر آدمی پر اسرار علم کہل گئے ہین وہ یہ جانتا ہے کہ یہ سب لوگ حق پر تہے
مگر باعتبار احوال و اوقات انکی اعمال مختلف تہی پہر ان احوال مختلف کو سننے سے محتاط آدمی تو یہ
سمجہتا ہے کہ مین درجۂ معرفت کو نہین پہونچا مجکو کسی طرح کی مسامحت اور بے پروائی مثل اکابر
نہین چاہیے میرا نفس کچہہ مالک بن دینار یا سری سقطی کے نفس سے زیادہ مطیع نہین ہے جنہون نے
لذات کو ترک کر دیا تہا پس اونہین کا اقتدا کرتا ہے اور مغرور آدمی یون سوچتا ہے کہ میرا نفس ابراہیم
بن ادہم اور معروف کرخی کے نفس سے زیادہ نافرمان نہین مین بہی اونہین کا اقتدا کرون اور غذا کی
انداز کو بالاے طاق رکہون مین بہی اپنے خدا کے گہر مہمان ہون مجکو اعتراض سی کیا کام پڑا ہے
پہر اگر کوئی شخص ایسے آدمی کے حق مین یا تعظیم مین یا مال و جاہ مین ایک طور پر کفایت کرے تو اوسپر
قیامت برپا ہو اور اعتراض کرنے لگے احمقون کے ساتہہ شیطان کو اس باب مین بڑا دخل ہوتا ہے
بلکہ غذا اور روزہ رکہنے اور اشتہا کی چیزونکو کہانیکی قید اوٹہانی صرف اوسیکو زیبا ہی جو نور ولایت
اور نبوت سے دیکہتا ہی اور اوسکی اور خدا کے درمیان کوئی علامت انقباض خواہ استرسال کی ہو گئی ہی
اور یہ بات جبہی نصیب ہوتی ہے جب نفس ہواء نفسانی کی طاعت سی نکلجاوی اور عادات سی بالکلیہ
منقطع ہو جاوے یہانتک کہ اگر کچہہ کہاوے تو اوسمین بہی کچہہ نیت ہو اور نہ کہاوے تو وہ بہی خالی
از نیت نہ ہو تو البتہ اس صورت مین غذا اور عدم غذا دونون خدا کے واسطے ہونگے اس باب مین
حضرت عمر رض کی احتیاط مد نظر رکہنی چاہیے کہ باوجودیکہ آپ کو معلوم تہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] بخاری و مسلم مین بروایت عائشہ رض ہے کہ آپکا پیغمبر بہی پسند تہا [illegible] مین آپکے شہد کا حال ہے ۱۲

مین پڑا ہوا صدیق کو تو اس وجہ سے بہو کہہ کی ضرورت نہین کہ اوسکا نفس راہ راست پر مستقیم ہی اسکو تکلیف دہی نفس کی حاجت نہین اور جو شخص احمق ہے وہ اسلیے بہو کہا نہین رہتا کہ اپنے آپ کو صدیق جانتا ہے اور نفس کو تادیب کے قابل نہین سمجھتا اور یہ ایک بڑا دھوکا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے اس لیے کہ نفس کی تادیب بوجہ کمال کمتر ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی صدیق کو دیکھا کہ وہ اسباب مین پروا نہین کرتا تو آپ بھی ویسا ہی کرنے لگا اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی بیمار کسی تندرست آدمی کو جو مرض سے شفا پا چکا ہے کوئی چیز کھاتے دیکھے تو اپنے آپ کو صحیح جانکر وہی چیز کھانے لگے اور ہلاک ہو جاوے اور اس بات کی وجہ کہ مقدار اور جنس اور وقت غذا مین کچھ تخصیص نہین بلکہ مقصود اصلی مجاہدۂ نفس نافرمان کا ہی جو حق سے متجاوز ہو کر رتبۂ کمال کو نہین پہونچا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہی مقدار و وقت غذا مقرر نہ تھا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اسقدر روزے رکھتے کہ ہم کو گمان ہوتا کہ اب افطار نہ کرینگے اور کبھی افطار کے دن ایسے ہوتے کہ معلوم ہوتا کہ اب روزہ نہ رکھینگے اور جب گھر مین تشریف لاکر پوچھتے کہ کچھ ہے اور گھر کے لوگ عرض کرتے کہ ہے تو تناول فرماتے ورنہ فرماتے کہ تو آج میرا روزہ ہے اسیطرح جب آپ کے سامنے کوئی چیز پیش ہوتی تو فرماتے کہ میرا ارادہ تو روزہ رکھنے کا تھا اور ایک روز آپ باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تمین روزہ سے ہون حضرت عائشہ نے آپکی خدمت مین عرض کیا کہ ہمارے یہان حیس یعنے چھارے گھی اور پنیر ہدیہ ہوئے آئے ہین آپ نے فرمایا کہ مین نے تو روزہ رکھنا چاہا تھا مگر خیر لے آؤ اور اسی جہت سے سہیل تستری سے نقل ہے کہ اونسے کسی نے پوچھا کہ شروع مین آپ کا کیا حال تھا اونہون نے عجیب عجیب مشقتین بیان فرمائین یہانتک کہ فرمایا کہ مدت تک مین نے بیری کے پتون پر گذر کی اور تین برس تک انجیر کو کوٹ کر کھائے پھر یہ کہا کہ تین برس مین تین درم کی غذا کھاتا تھا پھر جب پوچھا گیا کہ اب آپ کی غذا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اب کچھ حد اور وقت مقرر نہین اس سے یہ غرض نہین کہ اب بہت کھاتا ہون بلکہ یہ مطلب ہے کہ کوئی مقدار مقرر نہین ہے اور نہ کچھ وقت مقرر ہے جسقدر کو ضروری سمجھتا ہون اور جسوقت مناسب جانتا ہون کھا لیتا ہون اور حضرت معروف کرخی رح کے پاس اچھے اچھے کھانے لوگ بھیجتے آپ کھا لیتے لوگون نے کہا کہ آپ کے بھائی بشیر ایسے کھانے نہین کھاتے آپ نے فرمایا کہ میرے بھائی بشر کو ورع نے روک رکھا ہے اور مجکو معرفت نے کشادہ کر رکھا ہے پھر فرمایا کہ مین خدا کا مہمان ہون جب مجھے کھلاتا ہے کھاتا ہون جب بھوکا رکھتا ہے صبر کرتا ہون مجکو اعتراض

کہ اونکو بھی غذا کی گرانی اور بھوکہ کی تکلیف نہین معلوم ہوتی اور انسان کا درجہ کمال بھی یہی ہے کہ اونکا اقتدا کرے اور چونکہ سیری اور بھوکہ سے تو چھوٹ ہی نہین سکتا تو دونون حالتون سے دور تر درجہ وسط ہی جسکو اعتدال کہتے ہین اور رجوع کرنا افراط و تفریط سے درجہ وسط و اعتدال کیطرف ایسا ہے کہ ایک لوہے کی گرم کنڈل کو زمین مین ڈالکر ایک چیونٹی کو اوسکی بیچ مین چھوڑدو اب چیونٹی اس حلقہ کی گرمی سے بچنا چاہے گی اور چارون طرف سے نکلنا چاہے گی مگر ہر طرف وہی گرمی موجود ہے کسی طرف سے نکل نہین سکتی بھاگتی پھری گی یہانتک کہ اوس حلقہ کی مرکز مین پہونچکر ٹھہر جاوے تو البتہ سب طرف کی حرارت سے دور تر رہیگی اسیطرح شہوات بھی انسان کو محیط ہین اور چیونٹی کی طرح اونکی کنڈل مین پڑا ہوا ہی اور فرشتے اس سے خارج ہین اور انسانکو اوسکے نکلجانا تو غیر ممکن ہی اور شبہ فرشتون کا کیا چاہتا ہے تو اسی صورت سے ہو سکتا ہی کہ شہوات سے جتنا دور ممکن ہو دتنا ہو جاوی اور چونکہ درجہ اعتدال سب اطراف سے برابر دوری پر ہے اسیواسطے سب اخلاق متقابلہ مین وہی مطلوب ہونا چاہیے اور اسی اعتدال سے اس حدیث مین مقصود ہے کہ خیر الامور اوسطہا اور اسی کی طرف اس آیت مین اشارہ ہی کلوا واشربوا ولا تسرفوا پس جب انسان کو بھوکہ اور سیری دونون محسوس ہونگی تب نفس بیکار رہیگا اور عبادت و فکر آسان معلوم ہونگی اور عمل کرنے پر قادر ہوگا مگر چونکہ ابتدا امر مین نفس سرکش ہوتا ہی اور شہوات کا شائق اور افراط کا مائل تو اعتدال کا حاصل ہونا سہل نہین ہوتا اور نہ اوس سے چندان فائدہ بلکہ اوسوقت بھوکہ سے اوسکی ایذا دینے مین خوب مبالغہ کرنا چاہیے جیسا اول اول گھوڑے وغیرہ کی شائستگی کے لیے بھوکہا پیاسا رکھتے ہین اور خوب کوڑے پڑتے ہین تب کہین سیدھا ہوتا ہی اور کام دیتا ہی پھر جب مرضی کام کرنیکے بعد سب مشقت اوس سے دور کردی جاتی ہے اور اعتدال پر چھوڑدیا جاتا ہے اور اسی بھید کی جہت سے مرشد اپنے مریدون کو ایسے کام بتاتا ہے جو خود نہین کرتا مثلاً بھوکہا رہنے کو کہتا ہے یا شہوات کے چھوڑنے کو فرماتا ہے حالانکہ خود بھوکہا نہین رہتا نہ شہوات سے بالکلیہ منقطع ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات فواکہ اور شہوات کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کی تادیب سے فارغ ہوگیا اب تکلیف دینے کی اوسکو حاجت نہین اور چونکہ نفس غالب احوال مین شہوت پرست اور شریر و سرکش اور عبادت کا چور ہوتا ہے تو مناسب یہی ہے کہ بھوکہا رکھا جاوے کہ اکثر احوال مین تکلیف اوٹھاوے اور انکسار پاکر درجہ اعتدال حاصل کرے بعد اسکے غذا بھی معتدل کردیجاوے اور ہمیشہ بھوکہا رہنے سے دو ہی شخص باز رہتے ہین ایک صدیق اور ایک احمق دھوکے

جی بہر کر کہالے چنانچہ خود بہی ارشاد فرماتا ہی کُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ پہلے عمل بہی کیا تہا کہ شہوات کو چہوڑدیا تہا اسی جہت سے ابوسلمان رح فرماتے ہین کہ ایک شہوت کا چہوڑ دینا برس روزکے روزے اور شب بیداری سے زیادہ نافع ہوتا ہی خدا ہمکو بہی اپنی رضا کی توفیق عنایت کرے بطفیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

بیان چوتہا اختلاف مین حکم بہوکہہ کے اور اوسکی فضیلت کی اور آنکہ احوال لوگون کا اسمین مختلف ہوتا ہے

جاننا چاہیے کہ غایت مقصود احوال اخلاق مین بفحوائے خَيْرُ الْأُمُورِ أَوْسَاطُهَا کے میانہ روی ہے اور دونون طرفین افراط و تفریط کے مذموم ہین اور بہوکہہ کی فضیلت مین جو کچہہ ہم لکہہ آئے ہین اوس سے کوئی یہ نسمجہے کہ اوسکی افراط منظور ہے بلکہ وجہ اوسکی یہ ہے کہ جن چیزون کی طرف اقتضا کو طبیعت طالب ہوتی ہے اور اوسمین کچہہ فساد ہوتا ہے تو اسرار حکمت شرعی مین سے ہے کہ ایسی صورت مین منع مبالغہ کے ساتہہ کیا جاتا ہے یہانتک کہ جاہل کو یہ گمان ہو کہ مقصود یہی ہے کہ ہر حال مین طبیعت کا ضد خیال کیا جاے اور جہانتک ممکن ہو اوسکی خلاف عمل کیا جاوے اور عاقل یہ سمجہتے ہین کہ منظور درجۂ اعتدال ہے مثلاً نہایت شکم سیری اقصاے طبع ہے تو شریعت کمال درجہ کی بہوک کی صفت اور ثنا کرتی ہی تاکہ طبیعت کسیقدر اپنے مقتضا سے باز رہکر سرحد اعتدال حاصل کرے کیونکہ اقصاے طبع کو بالکل استیصال کرنا امر محال ہی تو ضرور کوئی انتہا اوسکی ہوگی کہ اوسپر عمل کرنی سے شرعاً ممدوح ہو اسیطرح اگر کوئی مسرف خلاف طبع اسراف کرے تو شریعت مین اوسکی مذمت پائی جاوے گی مثلاً شب بیداری اور روزہ کے باب مین شریعت مین نہایت مبالغہ کے ساتہہ وصف ہی مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا کہ بعض لوگ ہمیشہ روزہ رکہتے ہین اور تمام رات جاگتے ہین تو اونکو اس سے منع فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مقصود صرف درجہ اعتدال ہی پس کہانے کی باب مین افضل اور معتدل یہ ہی کہ اتنا کہاوے کہ نہ معدہ ثقیل ہو نہ بہوکہ کی تکلیف معلوم ہو چنانچہ ان بجوز کز دہانت برآید و نچنانکہ از ضعف جانت برآید بلکہ کہانا ایسی طرح کہاوے کہ اوسکا اثر معلوم نہو اس لیے کہ غرض غذا سے بقاے حیات اور قوت عبادت ہی معدہ کی گرانی سے بہی عبادت نہین ہوسکتی اور بہوکہہ کی تکلیف بہی دل کی شغل کو مانع ہے تو یہی نتیجہ نکلا کہ ایسی طرح کہاوے کہ غذا کا اثر معلوم نہ ہوتا کہ فرشتون کے مشابہ ہوجاے

اور کہانا کہاوے پیچ
سے بہرا ہوا ہو بہوکہا
بہی نہ ہو پیٹ بہرا ہو
نہ ہو ۱۲

۲ پہلی گذری ۱۲

اور جب بھوکا ہوا ور جماع کو بھی دل چاہے تو یہ نہ کرے کہ کھاکر صحبت کرے اور نفس کی دو آرزوین پوری کرے کیونکہ وہ اوسوقت قوی ہو جاوے گا اور بعض دفعہ غذا اسی لیے کھاتا ہی کہ صحبت کی نشاط زیادہ ہو اور مستحب ہی کہ شکم سیری پر نہ سوی نہین تو دو غفلتون کا جامع ہوگا اور سستی کا عادی اور سختی دل بھی اس سے پیدا ہوتی ہے ایسی صورت مین نماز پڑہے یا بیٹھکر ذکر کرے کہ یہ بات شکر کے قریب ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہے اَذِیْبُوْا طَعَامَکُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃِ وَلَا تَنَامُوْا عَلَیْہِ فَتُقْسُوْا قُلُوْبُکُمْ اور اونی مقدار یہ ہی کہ چار رکعتین پڑہی یا سو دفعہ سبحان اللہ کہے یا ہر غذا کے بعد کچھ قرآن شریف کی تلاوت کرے حضرت سفیان ثوری رح جس رات شکم سیر ہوتے تو تمام رات عبادت کرتے اور اگر دن کو سیر ہوتے تو پیاپے نماز و ذکر مین مصروف رہتے اور فرماتے کہ کالی بلا کا پیٹ بھرو اور محنت بوجھو یون کہتے کہ گدہے کو شکم سیر کرکے اوس سے محنت لو اور جب کبھی کسی غذا کے بعد کچھ تفکہات کو جی چاہے تو روٹی نکھانی چاہیے اوسکی عوض اوسی میوہ کو کھالے تاکہ غذا مین داخل ہو اور نفس جامع عادت اور شہوت کا نہو اور سہیل بستری رحمہ اللہ نے ابن سالم کے ہاتھہ مین روٹی اور چھارے دیکر فرمایا کہ چھارے اول کھاؤ اگر کافی ہو تو فبہا ورنہ پھر روٹی بقدر ضرورت کھا لینا اور جب ایک کھانا لطیف اور ایک غلیظ میسر آوے تو اول لطیف کھاوے کیونکہ اوسکے بعد غلیظ کو دل نچاہیگا اور اگر پہلے اچھا نہ کھاوے گا تو دوسرے کھانے کے بعد اوسپر طبیعت کھٹکتی رہے گی اور بعض اکابر اپنے ساتھیون سے کہتے کہ جی چاہتی چیزین مت کھاؤ اور اگر کھاؤ تو اونکی تلاش نہ کرو اور اگر تلاش کرو تو اونسے محبت نہ رکھو اور خاص طرح کی روٹی ڈھونڈھنی داخل شہوت ہی حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے کہ عراق سے ہمارے پاس کوئی فاکہ روٹی سے بڑہکر نہین آتا تو دیکھنا چاہیے کہ روٹی کو آپنے فاکہہ ارشاد فرمایا حاصل کلام یہ ہی کہ مباحات کی شہوت و اتباع مین بھی نفس کو ڈالنا نہچاہیے ایسا نہ ہو کہ اگر یہان شہوتین پوری کرین اور قیامت کو کہا جاوے کہ اَذْہَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِہَا اور جسقدر یہان نفس پر مجاہدہ کرکے شہوات کو چھوڑیگا اوسیقدر آخرت مین چاہتی چیزین پاویگا بصرہ کے ایک بزرگ چانول کی روٹی اور مچھلی کو بیس برس تک چاہتے رہے مگر نفس پر مجاہدہ کرکے اوسکو روکا اور ہر چند اونکا نفس مانگا گیا مگر کبھی نہ دی جب وفات پائی تو کسی نے اونکو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ تمہارے ساتھہ خدا تعالے نے کیا معاملہ کیا اونہون نے کہا کہ جو نعمتین اور کرامتین عنایت فرمائین مین اچھی طرح بیان نہین کرسکتا سب سے اول چیز جو مجھکو عنایت ہوئی چانول کی روٹی اور مچھلی تھی ارشاد ہوا کہ آج جتنا چاہے بے حساب

مین ہے لا یستدیر الرغیف ویوضع بین یدیک حتی یعمل فیہ ثلاثمائۃ وستون صانعا اولھم میکائیل علیہ السلام الذی یکیل الماء من خزائن الرحمۃ ثم الملائکۃ التی تزجی السحاب والشمس والقمر والافلاک وملائکۃ الھواء وملائکۃ الارض واٰخرھم الخبازون یرتعد اعمۃ اللہ الاعظمون

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانے بکف آری و نخلت نخوری

اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ مین قاسم جوعی کے پاس آیا اور اونسے پوچھا کہ زہد کیا چیز ہی اونہون نے کہا کہ تم نے اوسکے باب مین کیا سنا ہے مین نے چند اقوال نقل کیے وہ چپ ہورہی مینے کہا کہ آپ کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ پیٹ آدمی کا دینا ہے جسقدر اوسکو ضبط کریگا اوتنا ہی زہد حاصل کریگا اور جتنا اوسکو نہ روکیگا اوتنی ہی دنیا اوسپر قابض ہوگی اور بشر بن الحارث ایکبار بیمار ہوے عبد الرحمن بن مطیع کے پاس جاکر ماکولات مین سے اپنے مزاج کے موافق پوچھنے لگے اونہون نے کہا کہ پوچھتے تو ہو لیکن اگر مین بتاؤن گا تو مانوگے انہین اونہون نے کہا کہ تم بتاؤ تو سہی مین مانونگا کہا کہ سکنجبین ہو اور سیب چو سو بعد اسکے شوربا کہا ؤ اونہون نے فرمایا کہ سکنجبین سے کمتر کوئی چیز ہے کہ اوسکے قائم مقام ہو کہا کہ مجھے معلوم نہین اونہون نے کہا مجھے معلوم ہو وہ کاسنی ہے سرکہ کے ساتھہ پھر پوچھا کہ سیب سے کمتر چیز قائم مقام اوسکے ہو اونہون نے کہا کہ مین نہین جانتا کہا کہ مین جانتا ہون وہ شامی لوبیہ کی پہلی ہے پھر پوچھا کہ شوربا سے کم کوئی چیز اوسکا عوض معلوم ہے کہا کہ نہین اونہون نے کہا کہ مجھکو معلوم ہو نخود آب گاوے گھی مین اوسکا بدل ہو عبد الرحمن نے کہا کہ تم مجھسے طب زیادہ جانتے ہو پھر بے فائدہ پوچھتے ہو ان حکایات سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ جو شہوات سے باز رہے اور غذا شکم سیر سے رکے اسکا باعث وہی فوائد ہین جنکا تم نے ذکر کیا اور بعض اوقات یہ بھی وجہ ہوتی تھی کہ روزی حلال وصاف نجانتے تھے اس وجہ سے بے ضرورت اپنی نفس کو اجازت غذا نہ دیتے تھے اور دل چاہتی چیزین داخل ضرورات نہین چنانچہ ابو سلیمان فرماتے ہین کہ نمک بھی شہوت و آرزو کی چیز ہے اسلیے کہ روٹی سے زیادہ ہے اور جو چیز روٹی کے سوا ہے سب زائد اور شہوت مین داخل ہے یہ انتہا درجہ کی بات ہو اگر کوئی اسپر قادر نہو تو بھلا اتنا تو ہو کہ اپنی نفس سے غافل نہو اور شہوات مین مستغرق نہو آدمی کو اسیقدر اسراف کافی ہے کہ جو دل چاہی وہ کہاوے اور جو جی مین آوے وہ کرے اسلیے ضرور ہوا کہ مداومت گوشت کی چھوڑ دی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جو شخص چالیس روز گوشت ترک کردے بدخلق ہوجاتا ہے اور جو برابر چالیس روز کہاوے سخت دل ہوجاتا ہے اور بعضون کا یہ قول ہو کہ گوشت کی مداومت مین شراب کا نشہ ہوتا ہے

کیسا بڑا حساب دینا پڑیگا پہر ہمیشہ روکہی روٹی کہائی اور عتبہ غلام نے ایک روز عبد الواحد بن زید سے
کہا کہ فلانا شخص اپنے نفس مین ایسا درجہ بتلاتا ہے کہ مین اوس رتبہ کو اپنے نفس مین نہین پاتا
اونہون نے کہا کہ یہ اس لیے ہے کہ تم روٹی کے ساتہہ خرما کہاتے ہو اور وہ صرف روٹی ہی کہاتا ہے
عتبہ نے کہا کہ اگر مین بہی خرما چہوڑ دون تو وہ رتبہ حاصل ہوگا اونہون نے کہا کہ بیشک پس
عتبہ رونے لگی لوگون نے کہا کہ کیا خرما پر روتی ہو عبد الواحد نے فرمایا کہ کچہہ نہ کہو انکی نفس نے
جان لیا کہ ارادہ پکا کرتے ہین اور جس چیز کو چہوڑینگے پہر اوسکی طرف رجوع نہ کرینگے اور جعفر
بن نصر کہتی ہین کہ مجہکو حضرت جنید رح نے فرمایا کہ تہوڑے انجیر میرے لیے خرید لا جب مین مول لی آیا
تو افطار کے وقت ایک منہ مین ڈالا اور تہوک دیا اور کہا کہ اٹہا لیجا مین نے سبب پوچہا تو فرمایا
کہ گوش دلمین غیب سے یہ ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چہوڑا تہا کیا پہر کہائیگا اور صالح کہتے ہین
کہ مین نے عطاء سلمی کی خدمت مین عرض کیا کہ مین آپ کی لیے ایک چیز بہیجا چاہتا ہون بشرطیکہ
آپ واپس نہ کرین اونہون نے فرمایا بہتر مین نے اپنے لڑکے کے ہاتہہ ستو گہی اور شہد مین ملا کر بہیجدیے
اور کہدیا کہ جب تک وہ کہا نہ لین تب تک مت آنا آپ نی کہا لیے دوسرے روز مین نی پہر بہیجے
آپ نے نہ پیے اور واپس کر دیے پس مین آپ سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ آپ نی میرا ہدیہ
واپس کیا جب اونہون نے مجہکو غصہ مین دیکہا فرمایا کہ برا ماننے کی بات نہین ایکبار تو مین نی تعمیل
کی جب دوسری بار تم نے بہیجا تو ہر چند مینے کہانا چاہا مگر نہو سکا جب مین ارادہ کہانیکا کرتا تہا
یہ آیت یاد پڑتی تہی یَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ آخر تک صالح کہتے ہین کہ مین رو پڑا اور دلمین کہنے
لگا کہ مین اور کہین ہون اور تم اور کہین اور سری سقطی فرماتے ہین کہ میرا نفس تیس برس سے
چاہتا ہے کہ روٹی شیرۂ انگور مین تر کرکے کہاؤن مگر مین نی نہین کہلائی اور ابو بکر جلانی فرمایا ہے
کہ ایک شخص مینے ایسا دیکہا ہے کہ اوسکا نفس اوس سے کہتا تہا کہ مین دس روز تک کچہہ نہ کہاؤنگا بشرطیکہ
تو دس روز کی بعد جو کہون وہ کہلا دے اوسنے جواب دیا کہ مین دس روز کا فاقہ نہین چاہتا تو بہی تمنا
چہوڑ دے ایک عابد کا ذکر ہے کہ اونہون نے کسی اپنے یگانہ کی دعوت کی اور روٹیان سامنے
رکہدین وہ شخص روٹیونکو لوٹنے لگا کہ اچہی دیکہکر کہاوے عابد نے فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو تمکو معلوم
نہین کہ جس روٹی کو تم نے چہوڑ دیا اوسمین کتنی حکمتین ہین اور کتنی کاریگرون کے ہاتہہ سے نکلکر تمہارے
پاس آئی اول ابر سے چلو کہ اوسمین پانی آیا اور پانی سے زمین اور ہوا اور چوپایہ تازے ہوئی اور
بہت سی لوگون نے کام کیا جب کہین تم تک آئی اب تم اونکو لوٹتے ہو رغبت سے نہین کہاتی حدیث شریف

محنت و مشقت کے بعد تونے میری آرزو جلد عنایت کی اب مین پکی توبہ کرتا ہون مجکو معاف فرما
احمد کہتے ہین کہ پھر کبھی نمک زندگی بھر نہ کھایا اور مالک بن ضیغم فرماتے ہین کہ مین بصرہ کی بازار مین
جاتا تھا ایک ترکاری دیکھی میرے نفس نے تمنا کہ رات کو مجکو یہ کھلا دے مین نے قسم کھائی کہ چالیس
روز نہ کھلاؤنگا اور حضرت مالک بن دینار بصرہ مین پچاس برس سے ہی مگر اون لوگونکے تر و خشک خرما
کبھی نہ کھائے بعد اسکے اونسے کہا کہ بصرہ والو مین تم مین پچاس برس رہا اور تمہاری تر و خشک سے
سروکار نہ رکھا مگر پھر بھی جو چیز مجھسے کم ہوئی تم مین نہ بڑھی اور نہ جو چیز تم مین زیادہ تھی مجھسے کم
ہوی اور یہ بھی اونہین کا قول ہے کہ مین نے دنیا کو پچاس برس سے چھوڑ دیا ہے میرا دل دو دفعہ
چالیس برس سے چاہتا ہے مگر بخدا عمر بھر نہ پیون گا اور حماد بن ابی حنیفہ کہتے ہین کہ مین داؤد
طائی کے پاس آیا وہ دروازہ بند کیے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تونے روٹی چاہی مین نے کھلا دی پھر خرما
کھانا چاہتا ہے مین نے قسم کھائی کہ کبھی نہ کھلاؤن گا پھر جب مین نے سامنے ہوکر سلام کیا تو معلوم
ہوا کہ صرف اکیلے اپنے نفس سے کہہ رہے تھے اور ابو حازم ایک روز بازار مین جاتے تھے ایک میوہ نظر پڑا
بیٹے سے کہا کہ یہ میوہ جو ٹوٹتا ہوا روکا ہوا دہرا ہے آ مین سے میرے واسطے خرید لا شاید میوہ رجنت
بن ٹوٹا ہے روک لہی ملجاوے جب وہ خرید کر لایا اپنے نفس سے کہنے لگے کہ تونے فریب دیا کہ دیکھتے
ہی آرزو پیدا کی اور پھر اوسکو مول لوایا بخدا کہ کھلاؤن گا نہین پس اوسکو یتیم محتاجونکو بانٹ دیا
اور موسیٰ اشتیح سے نقل ہے کہ بیس برس سے میرا دل درہ نمک کو چاہتا ہے اور احمد بن خلیفہ
کہتے ہین کہ بیس برس تک میرا نفس یہی کہتا رہا کہ پانی پیٹ بھر کر پلاوے مگر مین نے کبھی سیر ہوکر نہ پیا
اور عتبہ غلام کہتے ہین کہ سات برس تک میرا دل گوشت کو چاہتا رہا بعد اسکے مجھے شرم آئی کہ
کب تک خیال بناؤن سات برس سے تو ٹال رہا ہون آخر ایک گوشت کا ٹکڑا لیکر بھونا اور اوسکو
لیکر ایک روٹی مین لپیٹا اور ایک لڑکے کو دیکھکر اوس سے پوچھا کہ تو فلانے کا بیٹا ہے جو مر گیا اوسنے
کہا کہ ہان پس وہ روٹی اوسکے حوالہ کی کہتے ہین کہ روٹی دیکر آپ رونے لگے اور یہ آیت پڑھی
وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا اور پھر کبھی گوشت نہ کھایا اور چند روز اون کا
دل خرما کو چاہا کیا ایک روز کسیقدر خرید کر رات کے لیے رکھہ چھوڑے کہ اوسی سے افطار کرون گا
اتنے مین ہوا کا طوفان آیا اور اندھیرا ہوگیا لوگونکو خوف معلوم ہوا عتبہ اپنے نفس سے کہنے لگے کہ یہ بلا
اسی سبب سے آئی کہ مین نے تیری خاطر سے اتنے خرما مول لیے اب خبردار انکو مت چکھنا اور داؤد
طائی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل اور پیسے کا سرکہ مول لیا اور تمام رات نفس سے کہتے رہے کہ اے داؤد طائی

فصل
اور کھلانے کا دن کھانا
اوسکی محبت پر دلالت
کرتا ہے اور مین پاکر لڑکے
اور قیدی کو ۱۲

اور سبب گریہ کا پوچھا اونہون نے فرمایا خیریت ہی پھر مین نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو اُنہون نے فرمایا کہ کسی سے کہو نہین تو کہون مین نے کہا کہ بہتر آپ فرمائین اونہون نے کہا کہ تیس برس سے میرا دل حریرہ کو چاہ رہا تہا مگر مین کمال کوشش سے اوسکو روکتا تہا کل رات مین بیٹہا ہوا تہا کہ اونگھنے لگا اتنے مین ایک شخص آیا جسکے ہاتہہ مین سبز پیالہ تہا اور سمین بہاپ اور خوشبو حریرہ کی آئی مینے اپنی ہمت سے نفس کو روکا پہر اوسنے پیالہ میرے قریب کرکے کہا کہ اے ابراہیم کہا مینے کہا کہ مینے اوسکو للہ چہوڑ دیا ہے مین نہ کہاؤنگا اوسنے کہا کہ اگر خدا ہی کہلاوے تو کہانا چاہیے کچہہ جواب اور تو نہ بن آیا رونے لگا پہر اوسنے کہا کہاؤ مین نے کہا کہ ہمکو حکم ہے کہ جب تک یہ معلوم ہو کہ کہانا کہان سے آیا ہے تب تک ہاتہہ نڈالین اوسنے جواب دیا کہ کہاؤ یہ تمہاری ہی واسطے عنایت ہوا ہی مجہکو حکم ہوا ہے کہ ای اصفر اس پیالہ کو لیجا اور نفس ابراہیم بن ادہم کو کہلاوے کیونکہ اوسنے اب بہت دنون سے نفس پر صبر کرکے اوسکو روک رکہا ہے اب اللہ نے اوسپر رحم کیا اور اے ابراہیم یہ بہی یاد رکہو کہ مین نے فرشتون سے سنا ہی کہ وہ کہتے ہین جو شخص عطا کو نہین لیتا تو پہر اگر طلب کرتا ہے تو نہین ملتی مینے کہا کہ اگر یہی حال ہی تو مین تمہارے سامنے ہون اسکا عقدہ اللہ ہی کہولیگا پہر مین نے جو دیکہا تو ایک اور شخص نظر آیا کہ اوسنے پہلے کچہہ دیا اور کہا کہ تو ہی اپنے ہاتہہ سے کہلاوے پس اوسنے میرے منہ مین لقمہ دینا شروع کیا یہانتک کہ مین سو گیا جب جاگا تو اوسکا فرامنہ مین پایا شقیق کہتے ہین کہ جب ابراہیم رح نے یہ بات تمام کی مین نے کہا کہ اپنا ہاتہہ تو لاؤ اونکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑکے بوسہ دیا اور یون کہنے لگا کہ خداوندا جو لوگ اپنی شہوتون کو اچہی طرح روکتے ہین تو اونکی آرزو پوری کرتا ہے دلمین یقین تو ہی ڈالتا ہے دلونکو اون سے مطمئن تو ہی رکہتا ہے اپنے بندہ شفیق پر بہی نظر توجہ ہو پہر حضرت ابراہیم بن ادہم کا ہاتہہ آسمان کیطرف اٹہا کر کہنے لگا کہ الٰہی اس ہاتہہ کی اور اس ہاتہہ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تونے انپر فرمایا اپنے بندہ مسکین پر عطا کر وہ تیرے ہی فضل و احسان و رحمت کا محتاج ہے اگرچہ اوسکا سزاوار نہین اسکے بعد وہ اٹہکہڑے ہوئے اور چلکر حرم شریف مین داخل ہوئے اور مالک بن دینار رح کو کہتے ہین کہ چالیس برس دودہ کو چاہتے رہے مگر نہ پیا اور ایک روز اونکی پاس تسہا ہدیہ آئی اور لوگون نے اوسنے کہانیکو اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ تمہین کہا لو مین نے چالیس برس سے انکو نہین چکہا اور احمد بن ابی الحواری کہتے ہین کہ ابو سلیمان دارانی کا دل ایکبار گرم روٹی نمکین کو ہوا مین سامنے لے گیا آپ نے ایک بار دانت سے کترکر چہوڑ دیا اور رونے لگے کہ بہت سی

تازی مچھلی کو اونکا جی چاہا مدینہ منورہ مین باوجود تلاش نہ ملی بعد جندے جو ملی تو ڈیڑہ درم کو
مول لیکر اوسکو پکایا اور ایک روٹی پر رکھکر آپ کی سامنے لے گئے اتنے مین ایک سائل دروازہ
پر آیا آپ نی خادم سے کہا کہ اسکو روٹی مین لپیٹ کر سائل کو دیدے خادم نے عرض کیا کہ جناب عالی
آپکا دل اتنی دنونسے چاہتا تہا جب تو ملی نہ تہی اب جو ملی تو ڈیڑہ درم کو ہمنی مول لیکر آپ کی واسطی پکائی
تو اگر آپ فرماوین اوسکو اوسکا نقد دام دیدیا جاوے آپنے فرمایا کہ اسیکو روٹی مین لپیٹ کر دیدو
پہر خدام نے سائل سے کہا کہ تم اسکو ایک درم کی عوض دیتے ہو اوسنے کہا اچہا خادم نی ایک درم
اوسکو دیدیا اور مچھلی کو آپ کی سامنے لاکر رکہا اور کہا کہ اوسکو ایک درم دیکر یہ مول لی آپنے
فرمایا کہ اوس سے درم بہی واپس نہ کرو اور یہ بہی معہ روٹی دیدو مین نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تہے اَیُّمَا امْرِءٍ اشْتَهٰی شَهْوَةً فَرَدَّ شَهْوَتَهُ وَاٰثَرَ بِهَا عَلٰی نَفْسِهٖ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ
اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اِذَا سَدَدْتَ كَلْبَ الْجُوْعِ بِرَغِيْفٍ وَكُوْزٍ مِنَ الْمَاءِ الْقَرَاحِ
فَعَلَى الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا الدَّمَارُ اسمین اس امر کیطرف اشارہ ہے کہ مقصود بہوکہہ پیاس سی مشقت و ضرر کا دور
کرنا ہے لذات دنیاوی سے عیش کرنا منظور نہین حضرت عمر رض کو خبر پہونچی کہ یزید بن ابی سفیان
طرح طرح کے کہانے کہاتے ہین آپ نی اونکی خادم سے فرمایا کہ جب اونکا طعام شبینہ تیار ہو مجہکو
اطلاع کرنا اوسنے ویسا ہی کیا آپ اونکی یہان تشریف لیگئی جب کہانا آیا تو اول ثرید اور گوشت
لائے آپ نی بہی اونکے ساتہہ کہایا بعد اسکی بہنا ہوا گوشت آیا اونہون نی ہاتہہ بڑہایا مگر حضرت عمر رض
نے اپنا ہاتہہ روک لیا اور فرمایا کہ اے یزید بن ابی سفیان کیا ایک غذا کے بعد دوسری بہی ہوتی ہی
بخدا کہ اگر تم سلف کی سنت کو چہوڑدوگے تو بیشک اونکا طریق بہی تمسے جاتا رہیگا اور یسار بن عمیر رح
فرماتے ہین کہ مین نے کبہی حضرت عمر رض کے لیے آٹا نہین چہانا اور اگر چہانا بہی ہے تو اونکی مرضی کے
خلاف کیا ہی اور عتبہ رح اپنا آٹا گوندہکر دہوپ مین رکہدیتے جب سوکہہ جاتا تو کہا لیتے اور کہتے کہ
ایک ٹکڑا اور نمک پر رہنا چاہیے یہان تک کہ آخرت مین بہنا گوشت اور عمدہ کہانا تیار ہو جاوی اور
کوزہ اوٹہا کر ایک ٹہلیا مین سے پانی پیتے جو تمام دن دہوپ مین رہتی تہی آپ کی لونڈی کہتی
کہ اگر اپنا آٹا آپ مجہکو دیدیا کرین تو مین پکا دیا کرونگی اور پانی ٹہنڈا کر دیا کرونگی آپ جواب دیتے
کہ غرض بہوکہہ کے کتے کا روکنا ہے سو یون بہی رک جاتا ہی اور شقیق بن ابراہیم کہتے ہین کہ مینی
ابراہیم بن ادہم کو مکہ معظمہ کے سوق اللیل مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہہ کے
قریب ہی دیکہا کہ رستہ سی ایک کنارہ پر بیٹہی ہوتی روتی تہی مین بہی راہ چہوڑ کر اونکے پاس جا بیٹہا

نفس مین شیخی اور سختی ہوتی ہے اور لذات دنیا دلمین گھر کرجاتی ہین اونسے مالوف ہوکر موت
اور دیدار الٰہی کو برا جاننے لگتا ہے اور دنیا کو جنت اور موت کو قید خانہ تصور کرتا ہے اور اگر
نفس کو شہوات سے روکا جاوے تو سب معاملے برعکس ہوجاتے ہین نفس تنگ ہوکر چاہتا ہے
کہ کل کا مرتا آج مرجاون یہان کی لذتون سے محروم ہون وہان کی لذات سے جلد بہرہ یاب
ہون اور زندکی کی قید سے چھوٹون یحیی بن معاذ رح فرماتے ہین اے گروہ صادقان جنت کا
ولیمہ کہانا ہے اپنے نفسونکو خوب بھوکا کر رکھو جتنی بھوکہ زیادہ ہوگی اوتنی ہی اشتہا اوس
کہانے کی بڑہیگی علاوہ ازین جتنے آفات شکم سیری کی ہمنے لکھی ہین وہ دل چاہتی چیزون کے
کہانے اور لذات مین پڑنے سے ہوتی ہین اسی لیے شہوات کے ترک مین اگر مباحات کو بھی چھوڑ
دیا جاوے تو ثواب بہت ہوتا ہے اور اونکے کہانے مین خطرہ رہتا ہے اور اسی بنا پر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرار امتی الذین یاکلون مخ الحنطۃ اور اس سے یہ غرض نہین کہ میدا کہانا
حرام ہے بلکہ وہ تو مباح ہے اسطرح پر کہ اگر گاہ گاہ کہا لیا تو کچھ برا نہین مگر اسی پر مداومت کرے
تب بھی اسکے کہانے سے گناہگار نہوگا الا نفس کو لذت کی چاٹ پڑجاویگی اور دنیا کے انس مین
مبتلا ہوکر اوسکے طلب مین ساعی ہوگا اسمین گناہونکا ارتکاب بھی ہوجاویگا اسی جہت سے
شرار امت فرمایا کہ میدا ایسے امور مین مبتلا کرتا ہے کہ وہ باعث معاصی ہون اور نیز فرمایا شرار امتی
الذین غذوا بالنعیم وبنت علیہ اجسامھم واتما ھمتھم الوان الطعام وانواع اللباس ویتشدقون
فی الکلام اور خدا تعالے نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ یہ یاد کرلیا کرو کہ قبر مین رہنا ہی
اس سے بہت سی شہوتونسے باز رہوگے اور اکابر سلف لذید کہانون سے بہت ڈرتے اور اونکو
علامت بدبختی سمجھتے اور اللہ تعالے کے منع فرمانے کو نہایت سعادت جانتے چنانچہ وہب بن منبہ
فرماتے ہین کہ دو فرشتے چوتھے آسمان پر آپسمین ملے ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کہانسے آئے ہو
اوسنے کہا کہ مجکو حکم ہوا کہ ایک مچھلی سمندر سے فلانی جگہ لیجاؤن جسکو فلانے یہودی نے تمنا کی تھی
دوسرے نے کہا کہ مین بھی اس بات پر مامور تھا کہ فلانے عابد کے لیے تیل دال آؤن جو اوسکا
آرزومند تھا پس اس سے اسبات کا اشارہ ہے کہ آسان ہونا لوازم خیر کا علامت اچھی نہین
اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈے پانی کا شربت نہ پیا اور فرمایا کہ اسکا حساب مجھسے
الگ رکھو غرضکہ کوئی عبادت اسی مخالفت شہوات اور ترک لذات سے بڑہکر نہین جیسا کہ ریاضت
نفس مین ہمنے بیان کیا ہے اور حضرت نافع رض فرماتے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایکبار مریض ہوئے

تیسرا درجہ جو ادنے ہے وہ یہ ہے کہ رات دن مین ایک بار کہاوے اور اگر اس سے زیادہ ہوگا تو اسراف مین داخل ہی اور ہمیشہ شکم سیر رہنا کہ بھوکہ کی حالت محسوس نہو عیاشون کا کام ہے اور خلاف سنت حضرت ابو سعید خدری رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر صبح کو کہاتے تو شام کو نہ کہاتے اور شام کو تناول فرماتے تو صبح کو نہ کہاتے اور اکابر کا بھی یہی دستور تہا کہ ایکبار غذا کہاتے تہے اور حدیث شریف مین حضرت عائشہ رضہ کو آپ نے فرمایا اِیَّاکِ وَالسَّرَفَ فَاِنَّ اَکْلَتَیْنِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مِنْ سَرَفٍ وَ اَکْلَۃً وَاحِدَۃً فِیْ کُلِّ یَوْمَیْنِ اِقْتَارٌ وَ اَکْلَتِیْ کُلِّ یَوْمٍ اِقْوَامٌ بَیْنَ ذٰلِکَ وَھُوَ الْمَحْمُوْدُ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ پس جو کوئی ایک دفعہ رات دن مین کہانا چاہے تو مستحب یون ہی کہ سحر کیوقت صبح صادق سے پہلے تہجد کے بعد کہاوے کہ دن کو بھوکہا رہنے سے روزہ ہوجاوے گا اور رات کو بھوکہا رہنے سے تہجد کے لیے اوٹھنا سہل ہوگا اور معدہ کے خالی رہنے سے فارغ البال اور رقیق القلب اور مجتمع الہم رہیگا نفس بھی ساکن رہیگا پہلے وقت سے تقاضا نکرے گا اور عاصم بن کلیب اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا تہجد نہین پڑہتے تہے جیسا تم پڑہتے ہو بلکہ آپ کا دستور تہجد کا یہ تہا کہ کہڑے کہڑے پانو ورم کرجاتے تہے اور روزہ وصال بھی تمہارے طرح نہ رکہتے تہے بلکہ افطار روزہ سحر کے وقت کیا کرتے تہے اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کو سحر مین ملا دیتے تہے پس اگر روزہ دار کا دل بعد مغرب کہانیکا مائل ہو اسطرح کہ تہجد مین حضور قلب نہو سکے تو ایسی صورت مین چاہیے کہ جسقدر کہانے کی اسنے عادت کی ہے اوسکے دو حصہ کرے ایک کو بعد مغرب کہالیوے اور ایک کو سحر کیوقت افطار کیوقت کہانے سے یہ فائدہ ہوگا کہ نفس کہانیکی طرف نہ بھٹکے گا اور تہجد اچہی طرح ادا ہوگا اور سحر کے کہانے سے دن کو بھوکہ کی زیادتی نہوگی اور جو ایک روز افطار کرے اور ایک روز روزہ رکہے تو اوسکو اسمین کچہہ مضایقہ نہین کہ روزہ کے دن سحر کیوقت کہالے اور افطار والے دن ظہر کے وقت یہ طریق ہے غذا کا وقت مقرر کرنے کا تیسری بات مقرر کرنیکی جنس غذا ہے اور سالن کا چہوڑنا پس معلوم کرنا چاہیے کہ غذا سب سے عمدہ کیہون کا آٹا ہے اگر چھان کر ملے تو آسایش مین داخل ہی اور اوسط غذا چھنا ہوا آٹا جو کا اور ادنی اوسکا بن چھنا آٹا اور عمدہ سالن گوشت اور مٹھائی ہی اور اوسط شوربا اور چکنائی بے گوشت اور ادنا نمک وسرکہ ہے اور سالکین کی عادت یہ ہی کہ سالن کبھی نہین کہاتے بلکہ لذیذ چیز جسکو انسان کی طبیعت چاہے اوس سے بھی باز رہتے ہین کیونکہ اس سے

جسکو دور کرنے سے بہت ہی کم مقدار رہتی ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مؤمن مثل بھیڑ کے ہے اوسکو ایک مٹھی مٹرے خرما کی یا ستو کی اور ایک گھونٹ پانی کافی ہے اور منافق درندہ ایذا دہندہ کے موافق ہے کہ نگلے چلا جاتا ہے نہ ہمسایہ کے لیے اپنے پیٹ مین کمی کرے نہ اور کسی بھائی بند کو اپنے اوپر ترجیح دے اور سہیل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اگر بالفرض دنیا خون خالص ہی ہوتی تب بھی مومن کی غذا حلال ہی ہوتی اس لیے کہ مؤمن وہی ہے جو ضرورت کے وقت بقدر رمق کھاوے دوسری بات مقرر کرنے کی وقت غذا ہی کہ کتنی دیر کے بعد کھاوے اسمین تین درجہ ہین اعلی درجہ یہ ہے کہ تین دن یا اس سے زیادہ کچھ نہ کھاوے اور بعض عارفین نے اس باب مین اتنی ریاضت کی ہے کہ تیس روز اور چالیس روز کے طی تک نوبت پہونچا دی ہے اور علما مین سے بھی بہت سے لوگ ایسے ہی ہین مثلاً محمد بن عمر عزنی اور عبد الرحمن بن ابراہیم اور ابراہیم تیمی اور سلیمان خواص اور سہیل تستری اور ابراہیم بن احمد خواص وغیرہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضہ چھہ روز کا طے فرماتے اور عبد اللہ بن الزبیر رضہ اور ابو الجوزا سات روز کا اور سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم تین روز کا غرضکہ یہ سب بزرگ بھوکہ سے طریق آخرت پر مدد چاہتے تھے بعض علما کا قول ہے کہ جو کوئی خدا کیواسطے چالیس روز کچھ نہ کھاوے اوسپر بعض اسرار الٰہی کھل جاتی ہین اور ایک شخص اس جماعت مین کا ایک راہب کی پاس گیا اور اوسکو نصیحت کرنی شروع کی کہ اسلام اختیار کرنا چاہیے تمہارے طریق مین صرف دھوکہا ہی دھوکہا ہے اوسکو چھوڑ دینا چاہیے یہانتک اوس سے گفتگو کی کہ راہب کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالیسیر روز تک طی کا روزہ رکھتے اور یہ ایک ایسا معجزہ ہے کہ سوائے نبی صادق کے اور کوئی نہین کرسکتا صوفی نے کہا کہ اگر مین پچاس دن طی کا روزہ رکھون تو تو اپنے دین کو چھوڑ دے گا اور دین اسلام کو قبول کرکے جان لے گا کہ تمہارا دین باطل ہے اور اسلام حق ہے اوسنے کہا کہ ہان ایسا ہی کرونگا پھر صوفی نے اوسکے سامنے ہی بیٹھکر پچاس روز پورے کیے اور کہا کہ ساٹھہ پورے کیے دیتا ہون پس ساٹھہ روز کے بعد راہب کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ مجکو یہی خیال تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھکر کوئی نہ کرسکے گا آخر کو مسلمان ہوگیا اور یہ ایک بڑا درجہ ہے اسکو ایسا ہی شخص پہونچا ہے کہ قطع علائق و عادات کرکے مکاشفہ اور مشاہدہ مین مستغرق ہوکر بھوکہ و حاجت سے مستغنی ہوا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو روز سے تین روز تک کا طی کرے اور یہ امر عادت سے خارج نہین بلکہ ممکن ہے اور تھوڑے سے مجاہدہ اور کوشش سے اس تک پہونچ سکتا ہے

رہی گا مگذر کرکے لیے کچھ نہ رہا جیسا کہ بعض روایتون مین بجاے نفس کے ثلث للذکر واقع ہوا ہے
چوتھا درجہ یہ ہے کہ مد سے بڑھکر ایک سیر تک کھاوے اور سیر سے زیادہ کھانا اسراف مین داخل ہے
اور حکم ربانی وَلَا تُسْرِفُوا کے خلاف مگر یہ حکم اکثریہ ہے ورنہ مقدار غذا باعتبار شخص اور عمر اور
متعلقہ ہر شخص کی جداگانہ ہے اور ایک پانچوان طور اور بھی ہے مگر اوسمین دھوکے کا مقام
ہے وہ یہ ہی کہ جب اشتہاے صادق ہو جب کھانا کھاوے اور ابھی اشتہاے صادق باقی ہو کہ
ہانہ کھینچے لیکن جو شخص ایک یا دو روٹی کی مقدار مقرر نکریگا اوسکو انتہا اشتہار صادق کی ظاہر نہوگی
بلکہ اشتہار کاذب سے اوسکو تمیز نہ کرسکے گا اگرچہ اشتہار صادق کی علامتین بھی لکھی ہین
اول تو یہ کہ کوئی سی روٹی روکھی ملے اوسکو کھالے جب کسی معین روٹی کو جی چاہے یا سالن
کی تمنا ہو تو اشتہار صادق نہوگی اور ایک یہ ہے اگر تھوکے تو مکھی تھوک پر نہ بیٹھے یعنے چکنائی
تھوک مین نہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ معدہ خالی ہے اور اوسکی پہچان مشکل ہے تو مرید کے
حق مین اولی یہی ہے کہ ایسی مقدار کھانے کی مقرر کرلے کہ جو بسی عبادت کی درپے ہے اوسکو
بخوبی کرسکے اوسکے کرنے مین کمزور نہ ہوجاوے جب اس حد پر پہونچے تب ٹھہر جاوے گو اشتہا
باقی رہے خلاصہ یہ کہ اندازہ خاص غذا کا نہین ہوسکتا کیونکہ احوال اور اشخاص کے اعتبار سے
ہر ایک کے لیے حد جداگانہ ہے ہان صحابہ رض مین سے ایک جماعت کا معمول تھا کہ ہفتہ مین
ایک صاع گیہون تناول فرماتے اور اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع ہفتہ مین کھاتے اور صاع
چار مد کا ہوتا ہے تو اب اس سے ایک روز کی غذا کو حساب کرو تو ایک روز مین کچھ اوپر نصف مد
گیہون ہوتے ہین اور خرما کے بڑھنے کی یہ وجہ ہی کہ اوسمین سے گٹھلی نکل جاتی ہی پس یہ مقدار
اوسی کے قریب ہی جسکو ہمنے سوم حصہ شکم کے لیے لکھا ہے اور حضرت ابوذر غفاری رحمہ اللہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین ہر ہفتہ مین تین سیر جو کھاتے اور بعد آپ کی بھی اسیقدر تناول فرماتے
اور کہتے کہ بخدا مین اس مقدار پر زندگی بسر نہ بڑہاؤن گا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ تم سے
قیامت کو جسکی زیادہ قریب اور محبوب تر وہ ہوگا کہ مرتے دم تک اوسی حال پر رہے جسپر اب
موجود ہے اور بعض صحابہ رض کا حال دیکھکر برا معلوم ہوتا اور کہتے کہ تم نے سب ڈھنگ بل ڈالا
جو کوچاتے لگے تیلی چپاتیان پکوانے لگے دو دو سالن اور رنگ برنگ کی کھانے کھانے لگے
کپڑے صبح کو اور شام کو اور پہننے لگے یہ باتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کہان تھین
اور ارباب صفہ کی غذا یہ تھی کہ وہ آدمیون پیچھے تین پاؤ خرما ہر روز کھاتے اور اوسمین گٹھلی بھی ہے

۲ احمد در زہد اور ابو نعیم در حلیہ اور صفۃ الصفوۃ ۱۲

۳ حاکم در مستدرک طبرانی در معجم کبیر ۱۲

اور ہے جانا اور ۱۲

لکہا ہے یہان تین اول کی خبرونکا ذکر لکہا جاتا ہے مگر جان لینا چاہیے کہ مقدم غذاء حلال ہی اسلیے
کہ عبادت غذاء حرام کے ساتہہ ایسی ہے جیسی عمارت پانی پر بنایا چاہین اول بات جو مقرر کرنیکی
ہے مقدار غذا کو کم کرنا ہے اور اسمین ریاضت بتدریج کرنی چاہیے تاکہ ایک انداز پر پہونچ جاوی کیونکہ
اگر کوئی شخص بہت کہانے کا عادی ہوگا اور دفعۃً کم کردیگا تو مشقت بہی زیادہ ہوگی اور مارے
ضعف کی اوسکا مزاج متحمل ریاضت نہوگا پس تہوڑا تہوڑا کم کرنا چاہیے مثلاً اگر دو روٹی کہاتا ہے
اور یہ چاہے کہ ایک روٹی کہایا کرون تو چاہیے کہ ایسی طرح کم کرے کہ مہینے بہر مین ایک روٹی پر
آجاوے اور یہ بات کئی طرح ہوسکتی ہے خواہ اول مقدار دو روٹی کو وزن کرلے اور پہر ہر روز
ایک روٹی کے وزن کا تیسوان حصہ کم کردیا کرے یا لقمون کے شمار سے اوسکو گہٹائے تو نہ اوسکو
ضرر ہوگا اور نہ کچہہ اثر کسیطرحکا معلوم ہوگا اور غذا کے باب مین چار درجہ ہین درجہ اعلی یہ ہے
کہ غذا اتنی کم کرے کہ مقدار سد رمق رہجاوے جسکے بدون زندگی نہ ہوسکے یہ مرتبہ صدیقین کا ہے
اور سہیل تستری رحمہ اللہ بہی اسیکو پسند فرماتے ہین وہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی تین چیزونسی عبادت
لیتا ہے زندگی اور عقل اور قوت پس اگر بندہ کو اول کی دو چیزین جاتے رہنے کا خوف ہو تو کہاوے
روزہ ہو تو افطار کرے پاس نہو تو تلاش کرے اور اگر اون دونون کے جانے کا خوف نہو صرف
طاقت جانے کا ڈر ہو تو کچہہ پروا نکرے گو ضعیف ہوجاوے یہان تک کہ بیٹہہ کی نماز پڑہے اور یہ جانے
کہ بہوکہہ کے ضعف سی بیٹہکر نماز پڑہنی قوت غذا سے کہڑے ہوکر پڑہنے کی نسبت افضل ہی اور اونسی
جو کسی نے شروع کا حال اور غذا کی کیفیت پوچہی تو فرمایا کہ میری غذا سال بہر مین تین درم ہوتی تہی
ایک درم کا مین شیرۂ انگور لیتا تہا اور ایک کا چانول کا آٹا اور ایک کا گہی اور سب ملاکر تین سو
ساٹہہ گولیان بنالیتا تہا ہر ایک شب ایک گولی سے افطار کیا کرتا تہا لوگون نے کہا کہ اب کیا
حال ہے اونہون نے فرمایا کہ اب کچہہ مقدار و وقت مقرر نہین اور بعض راہبین کی حکایت ہے
کہ وہ اپنی خوراک ساڑہی تین ماشہ غذا تک پہونچاتے ہین دوسرا درجہ یہ ہی کہ رات دن مین مقدار
نصف مد یعنی سوا پاؤ کہاوے اور غالب ہی کہ اکثر لوگون کی نسبت یہ مقدار سوم حصہ شکم
کی مساوی ہوگی جسکا ذکر حدیث شریف مین وارد ہے اور لقیمات سے بڑہکر ہے کیونکہ یہ وزن
جمع سالم کا قلت کے لیے مستعمل ہے جو دس سے کم پر بولتے ہین حضرت عمر رض کی عادت یہی تہی
آپ سات لقمہ یا نو کہایا کرتے تہے تیسرا درجہ یہ کہ مقدار ایک مد کے یعنے اڑہائی پاؤ کہاوے یہ ثلث
شکم سے بڑہکر ہے اور غالب ہی کہ دو ثلث شکم کے مساوی ہو اس صورت مین ثلث شکم پانی کا حق

پہر اسیطرح زمین سے پوچھا اونسے بہی انکار کیا پہر بڑے بڑے مضبوط سخت پہاڑونپر یہ مضمون
پیش ہوا اونہون نے بہی انکار کیا پہر انسان سے جو فرمایا تو اونسے مان لیا کیونکہ اپنی نفس
پر ظالم اور امر ربانی کی حکمت سی ناواقف تہا اور بخدا کہ اب اس ظلم وجہل کا مشاہدہ ہوتا ہی
کہ ایمان کو مال کے بدلے مین دیڈالتے ہین اور نہرون کے مالک ہوکر گہرونکو وسیع اور قبرونکو
تنگ اور معیشتی کو موٹا اور دین کو دبلا کرتے ہین اور صبح شام حاکم کے دروازے پر جاکر
اپنی جانون کو مصیبت لگاکے حاکم حقیقی سے بے خوف ہوئے ہین کوئی یہ کہتا ہے کہ مین جاہتا ہون
اور یہ آرزو رکہتا ہون اور میرے لیے فلانی فلانی چیز نلے آؤ اور بائین ہاتہہ پر تکیہ لگاکر
پرایا مال چکہتا ہے اور جب نوبت بدہضمی اور ہیضہ کی پہونچتی ہے تو نوکرونسے کہتے ہین کہ کوئی
ایسی چیز لاؤ جس سے کہانا ہضم ہوا ے بیوقوف کہانا ہضم کیا چاہتا ہے یا دین کو ہضم کربیٹہا
فقیر اور یتیم اور بیوہ ومسکین کہان گئے جنکی خبرگیری کا حکم تجہکو خدا نے دیا تہا اس بیان سی اسی
فائدہ کیطرف اشارہ پایا جاتا ہے یعنے جو کچہہ کہانے سے بچے اوسکو محتاج کو دینا چاہیے تاکہ
اجر اخروی کا ذریعہ ہو اور کہانے کی نسبت یہ امر بہتر ہے اسلیے کہ اوس سی دونا گناہ ہوتا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی توند دیکہکر انگشت مبارک سی توند کیطرف اشارہ کرکے
اوسکو فرمایا کہ اگر اسقدر غیر کے پیٹ مین جاتا تو تیرے واسطے اچہا ہوتا یعنے اگر تو اپنی خوراک
کم کرکے اورونکو کہلاتا تو آخرت کی لیے ذخیرہ ہوتا اور حضرت حسن بصری رح فرماتے ہین کہ
مینے ایسے لوگ دیکہے ہین کہ جنکے پاس اتنی غذا تہی کہ اگر وہ چاہتے تو سب کہالیتے مگر یہ کہا کہ
بخدا سب اپنی پیٹ مین نہ ڈالونگا کچہہ بلکہ بہی دونگا پس یہ دس فائدی بہوکہہ کے ہین جنمین سے
ہر ایک حاوی فوائد بیشمار ہے اسی لیے بہوکہہ کو فوائد اخروی کا خزانہ کہنا چاہیے بعض اکابر سے
منقول ہے کہ بہوکہہ کلید آخرت اور زہد کا پہاٹک ہی اور شکم سیری کلید دنیا اور باب رغبت اور
یہی مضمون اخبار مین بہی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور ان فوائد کی تفصیل جاننے سے معانی اون
اخبار کی بخوبی معلوم ومفہوم ہوجاتے ہین اور اگر تفصیل فوائد معلوم نہو اور صرف بہوکہہ کو مفید جانو
تب بہی رتبہ ایمان تقلیدی کا حاصل ہوگا

بیان سوم ایسی ریاضت کا جس سے شہوت شکم ٹوٹے

جاننا چاہیے کہ مرید کو شکم اور غذا کے باب مین چار چیزین مقرر کرنی چاہیین اول مقدار غذا
دوم وقت غذا سوم جنس غذا چہارم درجات ورع ہین جنکا بیان باب حلال وحرام مین ہمنے

۱۲ بروایت جوہ حنفی

حاجتین اسطرح پوری کرتا ہون کہ اونکو ترک کر دیتا ہون اس سے دلکو بڑی آسایش پاتا ہون
اور ایک حکیم اور کہتے ہین کہ جب مین کسی دوسرے شخص سے اپنی خواہش پورا کرنے کے لیے قرض
لیا چاہتا ہون تو اپنے نفس ہی سے اوس خواہش کو قرض لیکر ترک کر دیتا ہون تو میرا نفس
میرے لیے خوب مودی ہے اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ اپنے یار وسنے ماکولات کا
نرخ پوچھتے اگر وہ گران بتاتے تو فرماتے کہ ترک کرکے ارزان کرلو اور سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہین
کہ بسیار خوار تین حال مین برا ہے اگر اہل عبادت ہی تو سستی کریگا اور اگر پیشہ والا ہے تو آفات
سے خالی نرہے گا اور اگر کچھہ آمد والا ہے تو اپنے دل سے خدا کا انصاف نہ کرے گا حاصل آ
کہ حرص دنیا موجب تباہی ہے اور دنیا کی حرص پیٹ اور شرمگاہ کے سبب سے ہی اور شہوت
جماع شہوت غذا سے ہوتی ہے جسکے تھوڑا کرنے سے یہ سب باتین جاتی رہتی ہین اور یہ سب
ابواب دوزخ ہین انکے بند ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہین جیسا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُدْخُلُوا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ بِالْجُوعِ پس جو شخص ایک چپاتی پر ہر روز قناعت
کرے گا وہ سب شہوت سے قناعت کرے گا اور آزاد اور مستغنی ہوکر رنج سے راحت پاویگا
اور عبادت الٰہی اور تجارت اخروی ہی کا ہو رہے گا اور اون لوگون مین سے ہوگا جنکی
شانمین ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کہ دنیا کی معاملات ایسونکو لہو مین نہین ڈالتی کیونکہ
یہ لوگ اوس سے بے پروا ہین اور جنکو اوسکی طرف حاجت ہی اونکو لہو مین ضرور ڈالتے ہین
دسوان فائدہ یہ کہ جو غذا کھانے سے بچے گی اوس سے صدقہ اور خیرات ہوسکتی ہی اور یتیمون
مسکینون کی خبر گیری سے قیامت کی دہوپ مین حدیث کی بموجب اپنی صدقہ کی سایہ مین
رہے گا جسقدر آدمی کما لیتا ہے وہ مٹی اور پاخانہ ہوجاتا ہی اور جو صدقہ دیتا ہے وہ فضل الٰہی
کے لیے ذخیرہ ہوتا ہے تو بندہ کو مال مین بھی یہونچتا ہے کہ خواہ صدقہ سے اوسکو جمع کرکے
یا کھا کر فنا کر دے یا پہنکر پرانا کر دے مگر اپنی غذا کو کم کرکے اگر بقیہ سے صدقہ کرے تو اس سے
بہتر ہے کہ شکم سیر ہوکر مبتلا ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ جب یہ آیت پڑہی
إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا
الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا فرمایا کہ خداوند کریم نے انہین سے تون آسمانونکو جو فرشتے نجوم ہین وحملہ
عرش ارشاد فرمایا کہ تم بار امانت کو مع مافیہا اوٹھاؤ انہون نے عرض کیا کہ اوسکے اندر کیا ہی ارشاد
ہوا کہ اگر نیک کرے ثواب پاوے اور برا کرے تو عذاب ہو عرض کیا کہ ہم سے نہین اٹھیگا

عبادت نہین ہوسکتی دل کو تشویش ہوتی ہے ذکر و فکر نہین کرسکتا زندگی تلخ ہوجاتی ہی فصد وحجامت و دوا و طبیب کی ضرورت ہوتی ہے اور ان سب کے لیے پیسا چاہیے جس سے کہ انسان رنج بہی اوٹھاوے اور معصیت سے خالی نرہے اور بہوکہہ مین یہ سب باتین مفقود ہین روایت ہی ہارون رشید نے چار طبیب ہندی اور رومی اور عراقی اور حبشی بلا کر اونسے کہا کہ ہر کوئی ایسی دوا تبلاؤ جس سے مرض نہو ہندی نے کہا کہ میرے نزدیک ایسی دوا سیاہ ہڑہی اور عراقی نے کہا کہ میرے نزدیک ترہ تیزک ہے اور رومی نے گرم پانی تبلایا حبشی کہ سب مین زیادہ جانتا تہا بولا کہ ہڑ سے معدہ تنگ ہوتا ہے اور یہ بہی ایک مرض ہے اور ترہ تیزک سے معدہ نرم ہوتا ہے وہ خود امرض ہے اور گرم پانی سے معدہ سست ہوتا ہے وہ بہی روگ ہے اونہون نے پوچہا کہ پہر آپ کے نزدیک کونسی دوا ہے اونسے کہا کہ میرے نزدیک جس دوا سے مرض نہو یہ ہی کہ کہانا ایسے وقت کہاوے کہ خواہش ہو اور موقوف ایسی وقت کرے کہ خواہش باقی ہو اسکو سب مان گئے بعض حکما اہل کتاب کے سامنے اس حدیث کا ذکر ہوا کہ ثلث طعام وثلث شراب وثلث النفس تو اونسے متعجب ہوکر کہا کہ کسی غذا کے باب مین اس سے زیادہ محکم کوئی قول مین نے نہین سنا یہ کلام بیشک کسی حکیم کا معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البطنة اصل الداء والحمیة اصل الدواء وعودوا کل جسم ما اعتاد ہمارے نزدیک اگر اس حدیث سے طبیب زیادہ تعجب کرین تو لائق ہی اور ابن سالم فرماتے ہین کہ اگر کوئی گیہون کی روکہی روٹی ادب کی ساتہہ کہاوے تو مرض موت کی سوا کبہی بیمار نہ پڑے لوگون نے کہا کہ ادب کیا ہے اونہون نے کہا کہ بہوکہہ پر کہانا اور سیری سے پہلے ہاتہہ کہینچنا اور بعض اطبا فاضلین کا قول بسیار خواری کی مذمت مین یہ ہی کہ معدہ مین سب سے زیادہ فائدہ انار کرتا ہی اور سب سے زیادہ ضرر نمک لیکن تہوڑا نمک کہانا بہ نسبت بہت انار کہانے کے مفید ہے اور حدیث مین ہی صوموا تصحوا بہوکہہ بہی صوم مین داخل ہے غرضکہ غذا کی کمی مین اجسام مرضونسے محفوظ رہتے ہین اور قلوب کو سرکشی اور تکبر وغیرہ کا روگ نہین ہوتا نوان فائدہ خرچ کا کم ہونا کیونکہ جو کم کہاوے گا اوسکو تہوڑا سامان کافی ہوگا اور اگر پیٹ بہرنے کی عادت ہوگی تو ہمیشہ پیٹ کا تقاضا ہوگا اور گردن پکڑکے کہے گا کہ کہانے کی بہی فکر ہے تو آدمی دربدر اوسکے لیے پہرتا پہریگا پہر اگر وجہ حرام سے کہہ پیدا کریگا تو گناہ گار ہوگا اور وجہ حلال سے لاویگا تو بہی رنج و ذلت سے خالی نہین اسلیے کہ اکثر لوگونکی طرف طمع سے دیکہنا پڑیگا جو کمال درجہ کی ذلت ہی مومن وہ ہی جو اپنا خرچ کم رکہے بعض حکما کا قول ہی کہ مین اپنی اکثر

ف ۱ شہوت فرج کی ضد اور شہوت شکم کی پانی اور ہوا ہے ۱۲

ف ۲ شکم سیری کی اصل مرض ہی اور پیٹ بہرنا اصل دوا اور معدہ کو ہر جسم کو وہی غذا عادی ہوا ۱۲ اسکی سند نہین ملی ۱۲ روزہ رکہو تندرست رہوگے ۱۲ طبرانی اوسط بروایت ابوہریرہ بسند ضعیف ۱۲

بعض اوقات نہین ملتا تو اگر وتر بھی اول شب نہ پڑھے ہونگے وہ بھی قضا ہو جاوینگے اسلیے
ابو سلیمانی دارانی نے فرمایا ہے کہ احتلام عقوبت ہی کہ بہت سی عبادت سے مانع ہوجاتا ہی پر وقت
آدمی سے غسل نہین ہو سکتا ہے غرضکہ نیند چشمہ آفات ہی اور سیری اوسکا سبب ہے اور بھوکہ اوسکی ضد ہے

ساتوان فائدہ آسان ہونا عبادت کی مواظبت کا کیونکہ خود کھانا کثرت عبادت
سے بانیوجہ مانع ہے کہ اوسکے لیے ایک وقت چاہیے اور کبھی آٹا وغیرہ مول لینے مین اور
پکانے مین بھی وقت گذر جاتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھہ دھونے اور خلال کرنے مین اور
کئی دفعہ پانی پینے مین بھی زمانہ صرف ہوتا ہے اگر ان اوقات کو ذکر و مناجات مین صرف
کرتا تو زیادہ نفع ہوتا سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مین نے جرجانی رح کے پاس ستو دیکھی کہ اسکو
پھانک رہے تھے مین نے کہا کہ یہ کس باعث سے آپ کرتے ہین کہا کہ مین نے چاہنے اور پھانکنے کا
جو حساب لگایا تو ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چاہنے مین زیادہ دیر لگتی ہے اسی لیے
چالیس برس سے مین نے روٹی کھانی چھوڑ دی غور کی جگہہ ہے کہ انہون نے کیسے اپنے وقت
کا تلف ہونا چاہنے مین سوچا اور اوسکو ضائع نہ ہونے دیا اسیطرح ہر ایک سانس عمر کا
جوہر نفیس بے مول ہے اوس سے آخرت کا خزانہ باقی حاصل کرنا چاہیے اور یہ بات اوسکو
اللہ کے ذکر و طاعت مین مصروف کرنے سے ہوتی ہے علاوہ ازین کثرت غذا سے مدام طہارت
نہین رہ سکتا نہ مسجد مین ٹھہر سکتا ہے کیونکہ بار بار پانی پینے اور پیشاب کرنیکے لیے نکلنا پڑیگا
اور روزہ رکھنا بھی ایسے شخص کو دشوار ہی اسلیے کہ جسکو بھوکہ کی عادت ہوتی ہے وہی
روزہ رکھہ سکتا ہے پس روزہ رکھنا اور دوام اعتکاف و طہارت اور اوقات حصول غذا
اور اوسکے لوازم کو عبادت مین صرف کرنا بڑی نعمتین اور نفع کی چیزین ہین انکی قدر اون
غافلون کو معلوم نہین جنکی شان مین یہ وارد ہی يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ اور حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین کہ سیری مین
چھہ آفتین ہین مناجات کی حلاوت نپانی حکمت کی حفظ سے معذور رہنا خلق پر شفقت سے
بے بہرہ رہنا کیونکہ اپنی سیری سے اور ونکو بھی ایسا ہی سمجھتا ہے عبادت کا گران معلوم
ہونا شہوات کی زیادتی سب ایماندار مسجدون کے گرد پھرین اور پیٹ بھرے گندی جگہونکو گھر

آٹھوان فائدہ بدن کا تندرست رہنا اور بیماریون کا دفع ہونا اس لیے کہ امراض کا سبب
بھی ہوتا ہے کہ غذا کی زیادتی سے نکمی اختلاط معدہ اور رگون مین جمع ہو جاتے ہین پھر مریض ہے

جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے یہ تھے کہ لوگ سیر ہو کر کھانا کھانے لگے پیٹ بھر کر کھاوینگے تو ضرور اونکے نفس دنیا کی طرف کو زور کرینگے اور اس کو ایک فائدہ تصور کرنا چاہیے بلکہ فوائد کی کہان جاننے چاہیے اور اسیواسطے بزرگ فرماتے ہین کہ بھوکہہ خدا تعالے کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے ایک ادنے بات یہ ہے کہ بھوکہہ کے سبب شہوت شرمگاہ اور شہوت کلام جاتی رہی کیونکہ بھوکہی کا دل زیادہ بولنے کو نہین چاہتا اور اس جہت سے زبانکی آفتون سے مثل غیبت اور فحش اور جھوٹ اور چغلی وغیرہ کے سب سے محفوظ رہتا ہی اور پیٹ بھرے پر دل لگی سوجھتی ہے اوسوقت لوگونکی غیبت کا ضرور ہی ذکر ہوتا ہی غرض کہ زبان ہی کی بدولت آدمی دوزخ مین جاوینگے اور شہوت زنا کی برائی خود مخفی نہین مگر بھوکہہ سے اوسکے شر سے بھی محفوظ رہتا ہے اور شکم سیری پر اور شہوت زور کرتی ہے اپنے آپی مین نہین رہتا اور اگر تقوے کی جہت سے اوسکو روکا تو آنکہہ قابو مین نہ رہیگی اور وہ بھی زنا مین داخل ہے اور اگر بالفرض آنکہہ بھی بند کرلے گا تو فکر تو اختیاری نہین دل مین خطرات خبیث اور وساوس اسباب شہوت کے ایسے پیدا ہونگے جن سے مناجات کہٹی پڑجاوے بلکہ اکثر اسطرح کے افکار نماز کی حالت مین پیش آوینگے اسیطرح اور اعضا کے معاصی کو خیال کرنا چاہیے زبان اور شرمگاہ کو تمنے بطور مثال لکھدیا ہے سب اعضا کسی افعال کا سبب قوت ہوتی ہے جو پیٹ بھرنے سے حاصل ہوتی ہے ایک حکیم کا قول ہے کہ جو مرید سیاست پر صبر کرے اور برس روز نصف پیٹ روکھی روٹی کھاوے اور اوسمین کوئی چیز اپنے دل چاہتی نہ ملاوی تو اللہ تعالے اوس سے عیبونکا فکر دور فرماتا ہے چھٹا فائدہ نیند کا دفع ہونا اور مدام بیدار رہنا کیونکہ جو پیٹ بھر کھاویگا وہ پانی بہت پیے گا اور زیادہ پانی پینے سے نیند بہت آتی ہے بعض اکابر اسی بنا پر اپنے مریدونسے کھانا کھانیکے وقت فرماتے کہ بہت مت کھائیو ورنہ پانی بہت پیوگے اور زیادہ سوؤگے اور کثرت سے حسرت کروگے اور ستر صدیق اسبات پر متفق ہین کہ نیند کی کثرت بہت پانی پینے سے ہوتی ہے اور کثرت نیند سے اور بھی خرابیان ہین تہجد جاتا رہتا ہے طبیعت غبی ہوتی ہی دل سخت ہوتا ہے اور از انجا کہ عمر جوہر نفیس ہی اور تجارت کی لیے راس المال آدمی کا یہی ہے اور نیند بمنزلہ موت ہی تو کثرت نیند سے عمر کم ہوتی ہے اور غلبہ خواب سے حلاوت تہجد بھی نہین ہوتی پھر مجرد آدمی اگر شکم سیری پر سو رہے گا تو احتلام ہوجاویگا یہ بھی تہجد سے مانع ہے اس لیے کہ حاجت غسل مین ٹھنڈے پانی سے تکلیف ہوتی ہے اور گرم پانی رات کو اوسوقت

آخرت کی مصیبت یاد کرتا ہے پیاس سے پیاس آخرت کو عرصات قیامت مین یاد کرتا ہے
اور بھوکہ سے دوزخیون کی بھوکہ یاد کرتا ہے کہ جب اونکو بھوک لگیگی تو سینہڑ اور خاردار درخت
غذا کے لیے ملینگے اور پیاس کیوقت پیپ اور ریم پاویگی اور بندہ کو ایسا ہی چاہیے کہ عذاب آخرت
کو مدنظر رکھے اس لیے کہ اوس سے خوف الٰہی کا جوش ہوتا ہے اور جو آدمی کبھی ذلت و علت
و مصیبت مین گرفتار نہوا ہو وہ عذاب آخرت کو بھول جاتا ہے بلکہ خود عذاب ہی کو نہین
جانتا اور نہ اوسکے دل پر اوسکا خوف غالب ہو تو بالضرور بندہ کے لیے مصیبت مین رہنا
یا مصیبت کو دیکھنا چاہیے اور سب سے اولے مصیبت جو آدمی اوٹھا سکتا ہے وہ بھوکہ ہے
کہ اوسمین سوائے یاد کرنے عذاب آخرت کی اور بہت سی فوائد عمدہ ہین اور یہی وجہ ہے کہ انبیا
اور اولیا سب سے اوچ کسی مصیبت خاص مین مبتلا ہوتے ہین حضرت یوسف علیہ السلام سے
لوگون نے کہا کہ آپ بھوکے کیون رہتے ہین آپ کی قبضہ مین تو زمین کے خزانے ہین آپنے
فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ پیٹ بھر کر بھوکون کو نہ بھول جاون اس سے معلوم ہوا کہ
بھوکون محتاجون کی یاد بھی ایک فائدہ بھوکہ کا ہے اس لیے کہ بھوکہ سے رحم اور کھانا
کھلانا اور شفقت خلق خدا پر پیدا ہوتی ہے اور پیٹ بھرے کو بھوکے کی تکلیف کیا معلوم ہے

آنکہ در راحت و تنعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست

جسکی نہ بیٹی ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی **پانچوان فائدہ** جب فائدون مین
زیادہ ہے توڑنا شہوات معاصی کا اور غالب آنا نفس امارہ پر ہے کیونکہ منشا تمام گناہون کا
شہوات اور قوی ہین جنکا مادہ غذائین اور کھانے ہین پس اونکی کم کرنے سے ہر ایک شہوت و قوت
کمزور ہو جاتی ہے اور چونکہ سعادت بتمامہا اسمین ہے کہ آدمی اپنے نفس کو قابو مین رکھے اور
شقاوت یہ ہے کہ نفس کے قابو مین پڑجاوے تو جیسے سرکش گھوڑا بے آب و دانہ رکھنے سے قابو مین
آجاتا ہے اسیطرح نفس بھی بھوکہا رہنے سے دب نکلتا ہے بعض اکابر سے منقول ہے کہ اونسے
لوگون نے کہا کہ آپ اب ضعیف ہوئے نفس کی خدمت کیون نہین کرتے کہ اب تو وہ کمزور ہو گیا
آپنے فرمایا کہ اس لیے کہ یہ جلدی اکڑنے لگتا ہے اور بہت شرارت کرتا ہے ایسا نہو کہ سرکشی
کرکے مجھے کسی ورطہ مین ڈالدے اسکی ساتھہ سختی برتنی اس سے بہتر ہے کہ مجھے ارتکاب گناہ کا
درپے ہو اور حضرت ذوالنون رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے جب کبھی پیٹ بھر کر کھایا
تو یا گناہ کیا یا قصد گناہ مین مبتلا ہوا اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اول بدعت

جو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے یہ تھے کہ لوگ سیر ہوکر کھانا کھانے لگے پیٹ بھر کر کھاوینگے تو ضرور اونکے نفس دنیا کی طرف کو زور کرینگے اور اس کو ایک قائدہ تصور کرنا چاہیے بلکہ فوائد کی کہان جاننے چاہیے اور اسیواسطے بزرگ فرماتے ہین کہ بھوکہہ خدا تعالے کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے ایک اور نے بات یہ ہے کہ بھوکہہ کے سبب شہوت شرمگاہ اور شہوت کلام جاتی رہی کیونکہ بھوکہی کا دل زیادہ بولنے کو نہین چاہتا اور اس جہت سے زبانکی آفتون سے مثل غیبت اور فحش اور جھوٹ اور چغلی وغیرہ کے سب سے محفوظ رہتا ہی اور پیٹ بھرے پر دل لگی سوجھتی ہے اوسوقت لوگونکی غیبت کا ضرور ہی ذکر ہوتا ہی غرض کہ زبان ہی کی بدولت آدمی دوزخ مین جاوینگے اور شہوت زنا کی برائی خود مخفی نہین مگر بھوکہہ سے اوسکے شر سے بھی محفوظ رہتا ہے اور شکم سیری پر اور شہوت زور کرتی ہے اپنے آپی مین نہین رہتا اور اگر تقوے کی جہت سے اوسکو روکا تو آنکھہ قابو مین نہ رہیگی اور وہ بھی زنا مین داخل ہے اور اگر بالفرض آنکھہ بھی بند کرلے گا تو فکر تو اختیاری نہین دل مین خطرات غیبت اور وساوس اسباب شہوت کے ایسے پیدا ہونگے جن سے مناجات کھٹی پڑجاوے بلکہ اکثر اسطرح کے افکار نماز کی حالت مین پیش آوینگے اسیطرح اور اعضا کے معاصی کو خیال کرنا چاہیے زبان اور شرمگاہ کو تمنے بطور مثال لکھدیا ہے سب اعضا کسی افعال کا سبب قوت ہوتی ہے جو پیٹ بھرنے سے حاصل ہوتی ہے ایک حکیم کا قول ہے کہ جو مرید سیاست پر صبر کرے اور برس روز نصف پیٹ روکھی روٹی کھاوے اور اوسمین کوئی چیز اپنے دل چاہتی نہ ملاوی تو اللہ تعالے اوس سے جو تو کا فکر دور فرماتا ہے چھٹا فائدہ نیند کا دفع ہونا اور مدام بیدار رہنا کیونکہ جو پیٹ بھر کھاویگا وہ پانی بہت پیے گا اور زیادہ پانی پینے سے نیند بہت آتی ہے بعض اکابر اسی بنا پر اپنے مریدونسے کھانا کھانیکے وقت فرماتے کہ بہت مت کھائیو ورنہ پانی بہت پیوگے اور زیادہ سوؤگے اور کثرت سی حسرت کروگے اور ستر صدیق اسبات پر متفق ہین کہ نیند کی کثرت بہت پانی پینے سے ہوتی ہے اور کثرت نیند سے اور بھی خرابیان ہین تہجد جاتا رہتا ہے طبیعت غبی ہوتی ہی دل سخت ہوتا ہے اور از انجا کہ عمر جوہر نفیس ہی اور تجارت کے لیے راس المال آدمی کا یہی ہے اور نیند بمنزلہ موت ہی تو کثرت نیند سے عمر کم ہوتی ہے اور غلبہ خواب سے حلاوت تہجد بھی نہین ہوتی پھر مجرد آدمی اگر شکم سیری پر سورہے گا تو احتلام ہوجاویگا یہ بھی تہجد سے مانع ہے اس لیے کہ حاجت غسل مین ٹھنڈے پانی سے تکلیف ہوتی ہے اور گرم پانی رات کو اوسوقت

آخرت کی مصیبت یاد کرتا ہے پیاس سے پیاس آخرت کو عرصات قیامت مین یاد کرتا ہے
اور بھوکہ سے دوزخیون کی بھوکہ یاد کرتا ہے کہ جب اونکو بھوک لگیگی تو سینہڑ اور خاردار درخت
غذا کے لیے ملینگے اور پیاس کیوقت پیپ اور ریم بجاویگی اور بندہ کو ایسا ہی چاہیے کہ عذاب آخرت
کو مدنظر رکھے اس لیے کہ اوس سے خوف الٰہی کا جوش ہوتا ہے اور جو آدمی کبھی ذلت و علت
و مصیبت مین گرفتار نہوا ہو وہ عذاب آخرت کو بھول جاتا ہے بلکہ خود عذاب ہی کو نہین
جانتا اور نہ اوسکے دل پر اوسکا خوف غالب ہو تو بالضرور بندہ کے لیے مصیبت مین رہنا
یا مصیبت کو دیکھنا چاہیے اور سب سے اولے مصیبت جو آدمی اوٹھا سکتا ہے وہ بھوکہ ہے
کہ اوسمین سوائے یاد کرنے عذاب آخرت کی اور بہت سی فوائد عمدہ ہین اور یہی وجہ ہے کہ انبیا
اور اولیا سب سے اوپر کسی مصیبت خاص مین مبتلا ہوتے ہین حضرت یوسف علیہ السلام سے
لوگون نے کہا کہ آپ بھوکے کیون رہتے ہین آپ کی قبضہ مین تو زمین کے خزانے ہین آپنے
فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ پیٹ بھر کر بھوکون کو نہ بھول جاون اس سے معلوم ہوا کہ
بھوکون محتاجون کی یاد بھی ایک فائدہ بھوکہ کا ہے اس لیے کہ بھوکہ سے رحم اور کھانا
کھلانا اور شفقت خلق خدا پر پیدا ہوتی ہے اور پیٹ بھرے کو بھوکے کی تکلیف کیا معلوم ہے

آنکہ در راحت و تنعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست

جسکی نہ بیٹی ہو بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی **پانچوان فائدہ** جسب فائدون مین
زیادہ ہے تو رنا شہوات معاصی کا اور غالب آنا نفس امارہ پر ہے کیونکہ غشا تمام گناہونکا
شہوات اور قوی ہین جنکا مادہ غذائین اور کھانے ہین پس اونکی کم کرنے سے ہر ایک شہوت و قوت
کم زور ہو جاتی ہے اور چونکہ سعادت بتمامہا اسمین ہے کہ آدمی اپنے نفس کو قابو مین رکھے اور
شقاوت یہ ہے کہ نفس کے قابو مین پڑجاوے تو جیسے سرکش گھوڑا بے آب و دانہ رکھنے سے قابو مین
آجاتا ہے اسیطرح نفس بھی بھوکہا رہنے سے دب نکلتا ہے بعض اکابر سے منقول ہے کہ اونسے
لوگون نے کہا کہ آپ اب ضعیف ہوگئے نفس کی خدمت کیون نہین کرتے کہ اب تو وہ کمزور ہوگیا
آپ نے فرمایا کہ اس لیے کہ یہ جلدی اکڑنے لگتا ہے اور بہت شرارت کرتا ہے ایسا نہو کہ سرکشی
کرکے مجھے کسی ورطہ مین ڈالدے اسکی ساتھہ سختی برتنی اس سے بہتر ہے کہ مجھے ارتکاب گناہ کا
درپے ہو اور حضرت ذوالنون رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے جب کبھی پیٹ بھر کر کھایا
تو یا گناہ کیا یا قصد گناہ مین مبتلا ہوا اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ اول بدعت

دوسرا فائدہ قلب کی نرمی ہے جس سے استعداد ادراک لذت ذکر کی حاصل ہوتی ہے بہت
بار ایسا ہوتا ہے کہ ذکر زبان پر حضور دل کے ساتھہ جاری رہتا ہے مگر قلب کو اوس سے لذت
اور اثر نہین ہوتا گویا قلب مین اور اثر مین حجاب سختی دل کا پڑا ہوا ہے اور بعض دفعہ ذکر سے
خوب اثر ہوتا ہے اور مناجات مین ایک لذت معلوم ہوتی ہے اور ظاہرا اسکی علت معدہ کا
خالی ہونا ہی ہے چنانچہ ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین کہ مجھکو عبادت مین زیادہ حلاوت جبھی ہوتی ہے
جب میری پیٹھہ پیٹ سی لگی رہے اور یہ بہی اونکا ہی قول ہے کہ جب دل بہوکہا پیاسا رہتا ہے
تو صاف و رقیق ہوتا ہے اور جب پیٹ بہرا ہوتا ہے تو اندہا اور کثیف اور حضرت جنید فرماتی ہین
کہ بعض آدمی اپنے سینے مین کہانے کی آخور رکہہ لیتے ہین اور پہر مناجات کی حلاوت چاہتے ہین
اس بیان سے معلوم ہوا کہ آسان ہونا فکر کا اور حصول معرفت اور شی ہی اور اوس سے لذت
و تاثیر ہونی اور چیز اور یہ دوسرا فائدہ ہے تیسرا فائدہ انکسار اور فروتنی ہے اور دور ہونا اترانے
اور خوشی کا جو مبدء طغیان اور غفلت کا ہی کیونکہ نفس کسی شی سے اتنا منکسر اور ذلیل نہین ہوتا
جتنا بہوکہہ سے ہوتا ہے اور بہوکہہ کیحالت مین جب اوسکی قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور حیلہ
جاتا رہتا ہے اور ٹکڑا روٹی کا اور گہونٹ پانی کا نہین ملتا تو مالک کی اطاعت کرتا ہی اور
ذلیل و عاجز بنا رہتا ہے اور جب تک انسان اپنے نفس کو عاجز و ذلیل مشاہدہ نہین کرتا
تب تک عزت و غلبہ مولی نہین سوجہتا اور چونکہ سعادت انسانی اسمین ہے کہ ہمیشہ اپنے آپکو
ذلیل و عاجز جانے اور خدا تعالے کو عزیز و غالب تو ضرور ہوا کہ ہمیشہ بہوکہا اور خدا کیطرف
مضطر رہے اور اس اضطرار مین ذوق و حلاوت پاوے اور یہی باعث تہا کہ جب دنیا اور
اوسکے خزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے تو آپ نی اونسے اعراض کیا
اور فرمایا کہ لا بل اجوع یوما و اشبع یوما فاذا جعت صبرت و تضرعت و اذا اشبعت شکرت
یا کچہہ اور طرح فرمایا غرض کہ شکم اور شرمگاہ ایک دوزخ کے دروازونمین سے ہی اور اوسکی اصل
پیٹ بہرنا ہے اور عاجزی اور انکسار جنت کا دروازہ ہے اور اوسکی اصل بہوکہا رہنا ہے
پس جو کوئی دروازہ دوزخ کو بند کریگا تاب جنت کہل جاوے گا اس لیے کہ یہ دونون ایک
دوسری کی ضدین ہین جیسا مشرق و مغرب کہ جتنا ایک کیطرف چلو دوسری سے دور ہو جاوگے
چوتہا فائدہ نہ بہولنا عذاب الٰہی اور اہل مصیبت کا اس لیے کہ پیٹ بہرے کو بہوکہا اور
بہوکہہ دونون یاد نہین رہتے اور ہوشیار آدمی جب کوئی مصیبت دیکہتا ہے اوس سے

لہ نہین بلکہ ایک روز بہوکہا رہون اور ایک روز شکم سیر ہون تاکہ جب بہوکا ہون تو صبر اور تضرع کرون اور جب شکم سیر ہون تو شکر کرون ۱۲ یہ حدیث ترمذی کی ہی پیشتر گذری ۱۲

جیسے دوا پینے والے کو نفع ہوتا ہے گو اوسکی وجہ نہین جانتا مگر بفحوائے اس آیت کی
یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ درجات اگر کوئی علاوہ فوائد کے
تصدیق کی اوسکا علم بھی ترقی مدارج کے لیے چاہیے تو اوسکے لیے ہم بھوکہ کے دس فائدہ لکھی دیتے ہین

فائدہ اول قلب کی صفائی اور طبیعت کی تیزی اور بصیرت کا نافذ و کامل ہونا کیونکہ
سیری سے غباوت ہوتی ہے اور ذہن اندھا ہوجاتا ہے اور دماغ مین بخار نشہ کیطرح زیادہ
چڑھتا ہے اور فکر کی جگہہ کو گھیر لیتا ہے تو دل بھاری ہوکر فکر کیطرف نہین دوڑتا اور جلد
ادراک نہین کرسکتا بلکہ لڑکا جب زیادہ کھا جاتا ہے تو اوسکے حفظ مین فرق آجاتا ہے اور ذہن
بگڑجاتا ہے اور غبی ہوجاتا ہے اور حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بھوکہہ کو اختیار
کرنا چاہیے کہ اوس سے نفس ذلیل اور قلب رقیق ہوتا ہے اور باعث علم آسمانی کا ہوتی ہے
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَحْیُوْا قُلُوْبَكُمْ بِقِلَّةِ الضَّحِكِ وَقِلَّةِ الشِّبَعِ وَ
طَهِّرُوْهَا بِالْجُوْعِ تَصَفُّوْ وَتَرِقُّ اور بعض اکابر کا قول ہے کہ بھوکہہ مثل رعد کی ہے اور قناعت
مثل ابر کے اور حکمت مثل مینہ کے یعنے اون دونون سے حاصل ہوتی ہے اور حدیث شریف
مین ہے مَنْ اَجَاعَ بَطْنَهٗ عَظُمَتْ فِكْرَتُهٗ وَفَطِنَ قَلْبُهٗ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ شَبِعَ وَنَامَ قَسَا قَلْبُهٗ اور پھر آپ نے فرمایا کہ
لِكُلِّ شَیْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْبَدَنِ الْجُوْعُ اور حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جب کبھی
مین خدا کے واسطے بھوکہا رہا ہون تو ایک دروازہ حکمت اور عبرت کا اپنے دل مین ایسا
کھلا پایا ہے کہ پہلے نہ تھا اور یہ تو بدیہی بات ہی کہ مقصود عبادات سے وہ فکر ہے جو معرفت
پہونچاوے اور حقائق اشیا جون کی تون نظر آوین اور بھوکہہ سے یہ مقصود حاصل ہے
اور سیری اسکی مانع اور چونکہ معرفت الٰہی جنت کا ایک دروازہ ہی تو ضرور ہے کہ بھوکہہ کی
ملازمت سے جنت کی دروازہ کا کھٹکھٹانا نصیب ہو اور حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اسی وجہ سے
اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ جب معدہ پر ہوتا ہی تو فکر سو رہتا ہے اور حکمت ساکت ہوتی ہی اور اعضا
عبادت سے مٹبھیہ رہتے ہین اور حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بھوکہہ ایک
ابر ہے جس سے بندہ کے دل سے بھوکہہ کیوقت حکمت برستی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا وَنُوْرُ الْحِكْمَةِ الْجُوْعُ وَالتَّبَاعُدُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الشِّبَعُ وَالْقُرْبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حُبُّ الْمَسَاكِیْنِ وَالدُّنُوُّ مِنْهُمْ
لَا تَشْبَعُوْا فَتَطْفَؤُا نُوْرَ الْحِكْمَةِ عَنْ قُلُوْبِكُمْ وَمَنْ مَاتَ یَصْلٰی فِیْ خِفَّةٍ مِنَ الطَّعَامِ بَاتَ الْحَیُّ حَوْلَهٗ حَتّٰی یُصْبِحَ

ابن زید فرماتے کہ بجز امحبت الٰہی نہین ملتی مگر بھوکہ سے اور اولیا پانی پر نہین چلتے اور زمین اونکے لیے طی نہین ہوتی مگر بھوکہ سے اور خدا تعالے اونکی کفالت نہین فرماتا مگر بھوکہ سے اور ابوطالب مکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ پیٹ مثل ستار کے ہی کہ خالی لکڑی مین تار لگے رہتے ہین مگر اوسکی حسن صوت سبکی اور رقت سے ہوتی ہے کہ جوف دار ہوتا ہی اوسمین کچھ بھرا نہین ہوتا اسیطرح پیٹ کا حال ہے کہ جب خالی رہتا ہے تو تلاوت بھی شیرین معلوم ہوتی ہی اور شب بیداری اور قلت خواب پر بھی مداومت کرتا ہے اور بکر بن عبداللہ فرماتے ہین کہ تین آدمیونکو خدا تعالی دوست کہتا ہی کم خواب کم خوار کم راحت اور روایت ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام دو مہینے تک خدا تعالے سے مناجات اور باتین کرتے رہے اور کچھ نکھایا یکایک جو روٹی کا خیال دل مین آیا تو مناجات جاتی رہی اور دیکھا کہ روٹی سامنے رکھی ہے آپ مناجات کے جاتے رہنے سے بیٹھے رویا کیے اتنے مین ایک مرد پیر اونکے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ اے ولی اللہ خدا تجھکو برکت دے مین ایک حالت مین تہا کہ روٹی کا دھیان آیا اور وہ حالت جاتی رہی تو خدا سے میرے لیے دعا کر اوسنے کہا کہ الٰہی جب سے مینے تجھے پہچانا ہے اگر روٹی کا دھیان مجھے آیا ہو تو میری مغفرت مت کیجو بلکہ جو کچھ کبھی دھیان مین گذرا اوسیکو بے فکر کہا لیا اور روایت ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کو جب شرف ہم کلامی خدا سے نصیب ہوا تہا تو چلہ بھر کہانا نہین کہایا تہا

دوسرا بیان بھوکہہ کی فائدی اور پیٹ بھرنی کی آفتین

اب اگر کوئی یون کہے کہ بھوکہہ مین اتنی فضیلت کہان سے آئی اور اسکی وجہ کیا ہے کیونکہ بھوکہہ سے تو صرف معدہ کا رنج دنیا اور تکلیف اٹھانا ہی ہے اور اگر تکلیف ہی مین فضیلت ہے تو چاہیے کہ جو لوگ خودکشی کرین یا اپنی بوٹیان کاٹین یا بری چیزین کہائین یا ایسی ہی اور حرکات کرین اونکو زیادہ ثواب ملا کرے تو اسکا جواب یہ ہی کہ قول ایسا ہی کہ کوئی دوا پینے سے اچھا ہو جاوے تو یون سمجھے کہ اسمین جو برائی اور تلخی تہی اوس سے مجھکو آرام ہوا ہے اور اسی خیال سے اور بری کڑوی چیزین کہانے لگے حالانکہ یہ امر غلط ہی دوا کا نفع تلخی کی جہت سے نہین بلکہ اوسمین ایک خاصیت ہی جسکو اطبا جانتے ہین اسیطرح بھوکہہ مین جو فوائد ہین اونکو علما جانتے ہین جو کوئی اوسکے نافع ہونیکا یقین کرکے اپنے اوپر بھوکہہ اختیار کرے اور جانے کہ شرع مین یہہ اچھی چیز ہے تو اوسکو بیشک نفع ہوگا گو نفع کا سبب معاوضہ ہو

کہ رات کے کھانے مین سے ایک لقمہ کم کھانا مجکو بہ نسبت تمام شب کی بیداری کے اچھا معلوم ہوتا ہے
اور یہ بھی اونہین کا قول ہی کہ بھوکہ اللہ کے خزانہ سے اوسیکو عنایت ہوتی ہے جسکو وہ دوست
رکھتا ہے اور حضرت سہیل بن عبد اللہ تستری بیس روز نہ کھاتے اور ایک درم کی غلہ مین ایکسال
گذار دیتے اور بھوکہ کا بڑا رتبہ جانتے اور اوسکے باب مین مبالغہ کرتے اور کہتے کہ قیامت کے
روز کسی نیک عمل کا اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی
جہت سے فضول طعام کو چھوڑنے سے ملے گا اور یہ بھی فرمایا کہ دانا لوگون کو کوئی چیز دونون
جہان کی نافع بھوکہ سے بڑھکر نہین ملی اور فرمایا کہ طالبین آخرت کے حق مین کوئی چیز کھانے سے
زیادہ مضر نہین اور فرمایا کہ حکمت اور علم بھوکہ مین ہین اور معصیت اور جہل سیری مین اور فرمایا
کہ کوئی عبادت اس سے بڑھکر نہین کہ ہوائے نفسانی کی خلاف حلال چیز کو ترک کرے اور جس حدیث مین
مذکور ہے کہ پیٹ کی تہائی غذا کے لیے ہے اوسمین آپ نے فرمایا کہ جو اس مقدار پر زیادہ کھائیگا
وہ اپنی نیکیان کھائے گا اور اس درجہ سے بڑھکر مرتبہ کا حال جو اون سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اوسکو
فضیلت نہوگی جب تک کہ غذا کا نکھانا اوسکے نزدیک کھانے کی نسبت محبوب نہو اور اگر
ایک رات بھوکا رہی تو خدا تعالے سے دعا مانگی کہ دو رات بھوکا رکھی اور جب یہ حال اوسکا ہوجائیگا
کہ غذا نکھانیکو محبوب جانیگا اور ایک رات کی فاقہ سے دو رات کی فاقہ سے دعا مانگے گا تو البتہ فضیلت
اوسکو حاصل ہوگی اور فرمایا کہ لوگ جو ابدال ہوئے ہین تو شکم کو بھوکا رکھتے اور بیداری اور
سکوت اور خلوت سے ہوئے ہین اور فرمایا کہ آسمان و زمین مین ہر نیکی کی جڑ بھوکہ ہی اور ہر بدی
کی اصل پیٹ بھر کھانا اور فرمایا کہ جسنے اپنے نفس کو بھوکا رکھا اوس سے وساوس دور ہوتی ہین
اور فرمایا کہ اللہ عزوجل کا متوجہ ہونا بندہ پر بھوکہ اور مرض سے معصیت سے ہوتا ہی مگر جسکو
خدا چاہے اور فرمایا کہ جان لو یہ وہ زمانہ ہی کہ اوسمین نجات اوسیکو ملی گی جو بھوکہ اور صبر
اور مجاہدہ سے اپنی نفس کشی کرے اور فرمایا کہ جو آدمی اسی پانی کو خوب پیٹ بھر کر پیتی تو مجھکو
نہین معلوم ہوتا کہ معصیت سے بچ رہے اگرچہ شکر اللہ تعالے کا کرلے پس کھانے سے سیر ہونے مین
کیا حال ہوگا اور ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ مین اپنے نفس کو کس چیز سے روکون اوسنے
جواب دیا کہ بھوکہ اور پیاس کی بیڑی مین ڈال اور گمنامی اور ترک لذت سے اوسکو ذلیل کر اور آخرت
والونکا خاک پا بنا کر اوسکو جھوٹا کر اور پڑے ہوئے لوگون کے لباس چھوڑنے سے اوسکو توڑ
اور اوسکیطرف مدام بدن ہوکر اوسکی آفتون سے بچ اور اوسکی خواہشون کی خلاف کرتا رہ اور عبد الواحد

ایک روٹی پکائی تھی میرا دل چاہا تو یہ ٹکڑا آپ کی پاس لے آئی آپ نے تناول فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اول غذا ہے جو تیرے باپ کے منہ مین تین دن کے پیچھے پہونچی ہے اور حضرت ابوہریرہ رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مدت العمر اپنے گھر والونکو تین دن پی ہم گیہون کی روٹی پیٹ بہر نہین دی اور آپنے فرمایا ہے اِنَّ اَھْلَ الْجُوْعِ فِی الدُّنْیَا ھُمْ اَھْلُ الشِّبَعِ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِنَّ اَبْعَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ الْمُتْخَمُوْنَ الْمَلَالٰی وَمَا تَرَکَ عَبْدٌ اَکْلَۃً یَشْتَھِیْھَا اِلَّا اَکَلَ دَرَجَۃً فِی الْجَنَّۃِ۔ اور آثار بھی فضیلت بھوک مین بہت ہین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پیٹ بھرنے سے اپنے اپ کو بچاؤ کہ زندگی مین موجب گرانی اور موت کی بعد باعث بدبو ہوتا ہے اور شقیق بلخی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عبادت ایک پیشہ ہے جسکے دکان خلوت اور اوزار بھوکہ اور حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا جب معدہ پر ہوتا ہے تو فکر سو رہتا ہے اور اعضا عبادت سے بیٹھ رہتی ہین اور حکمت بیکار ہوجاتی ہی سعدی فرماتے ہین

تہی از حکمتے بعلت آن ۔۔۔ کہ پری از طعام تا بینی

اور حضرت فضیل بن عیاض اپنے نفس سے کہتے کہ تو کس بات سی ڈرتا ہے کہا بھوکہ سے ڈر لگتا ہے اوس سے خوف نہ کرنا چاہیے کیونکہ اوسکے باعث خدا کی سامنے ہلکا پہلکا رہتا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے اصحاب سب بھوکے رہتے تھے اور کہس رح فرماتے کہ ابھی تو نے مجکو بھوکہا رکھا ننگا رکھا اندہیری راتون مین بی چراغ رکھا کیسے کیسے وسیلونسے مجکو اس درجہ پر پہونچایا اور فتح موصلی کو جب مرض اور بھوک زیادہ ہوتی تو کہتے کہ الٰہی تونے مجکو مرض اور بھوکہ مین مبتلا کیا اور تو اپنے دوستونسے ایسا کیا کرتا ہی تو کونسی بات سی تیری نعمت کا شکر کرون اور مالک بن دینار فرماتے ہین کہ مین نے محمد بن واسع سے کہا کہ خوش حال وہ شخص ہے جسکے پاس تھوڑا غلہ اوسکے سد رمق کے لیے ہو اور لوگونکا محتاج نہو اونہونے فرمایا کہ اے مالک خوش حال وہ ہی جو صبح اور شام کو بھوکہا رہی اور پھر خدا سے راضی ہی اور حضرت فضیل بن عیاض فرماتے کہ الٰہی تو نے مجکو اور میری عیال کو بھوکہا رکھا اور اندہیری راتون مین بے چراغ رکھا یہ باتین تو اپنے دوستونسے کیا کرتا ہے مجکو بڑا رتبہ کیسے ملیگا اور یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ راغبین کی بھوکہ تنبیہ کے لیے ہوتی ہے اور تابعین کی امتحان کے لیے اور مجتہدین کی بزرگی کے لیے اور صابرین کی سیاست کے لیے اور زاہدین کی حکمت کے لیے اور توریت مین مذکور ہے کہ اللہ سی ڈرو اور جب پیٹ بھرے تو بھوکے کو یاد کرو اور ابوسلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہین

۱ مسلسل نقل کیا ہے اور بھوکا رہنے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے

۲ دنیا مین جو بھوکے اور پیاسے رہتے ہین آخرت مین وہی سیر ہونگے اور جو دنیا مین سیر رہتے ہین وہ آخرت مین بھوکے اور پیاسے رہینگے

۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ساٹھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ستر برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا سو برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ہزار برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس ہزار برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا لاکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس لاکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کروڑ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کروڑ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک ارب برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس ارب برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۲۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۳۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۴۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۵۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۶۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۷۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۸۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۹۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۰۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۱۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۷ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۸ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس نیل مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۲۹ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۰ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس پدم مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۱ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۲ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس شنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۳ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۴ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۵ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا ایک کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ برس کی روزے اور نماز سی بہتر ہے

۱۳۶ ایک روایت مین ہے کہ بھوکے کو کھانا کھلانا دس کھرب مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنکھ مہاشنک

غذا پر دلالت کرتا ہے اور یہ امر عالم کے حق مین اچھا نہین اور اسی لیے حضرت ابن مسعود رضی
فرماتے ہین کہ اللہ تعالی اوس قاری سے جو پیٹ بھر بھر موٹا ہوا ہو بغض رکھتا ہی اور ایک حدیث
مین ہے کہ شیطان آدمی مین خون کی طرح پھرتا ہے تو اوسکے راستونکو بھوکہ اور پیاس سے
تنگ کرو اور ایک روایت مین ہے کہ پیٹ بھرے پر کھانے سے برص ہو جاتا ہے اور فرمایا
کہ اَلْمُؤْمِنُ یَاْکُلُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ یعنے مومن کی نسبت کافر سات گنا
کھاتا ہے یا اوسکی خواہش مومن سے سات گنی ہوتی ہے اور آنت کو بجاے شہوت مجازاً
ارشاد فرمایا اس لیے کہ طعام کا قبول کرنا اور لینا شہوت کے متعلق ہے جیسا کہ آنت اوسکے
اخذ اور قبول کرتی ہے اور اس سے یہ غرض نہین ہے کہ منافق کی آنتین درحقیقت زیادہ ہوتی ہین
اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ یہ فرماتے تھے اَدْخِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَابَ الْجَنَّۃِ سَیُفْتَحُ لَکُمْ
انہون نے پوچھا کہ باب جنت کو ہمیشہ کیسے کھٹکھٹاوین آپ نے فرمایا بِالْجُوْعِ وَالظَّمَاءِ یعنی
بھوک اور پیاس سے اور ایک حدیث مین ہے کہ حضرت ابو جحیفہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس اقدس مین ڈکار لی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کرو کیونکہ قیامت کے روز وہی
زیادہ بھوکا ہوگا جسنے دنیا مین زیادہ پیٹ بھرا ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہین کھایا اور بعض اوقات اونکی بھوک
دیکھکر رحم کے مارے رو پڑتین اور آپ کی پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیر کر کہتین کہ مین آپ کی قربان
جاؤن دنیا سے اتنا تو لے لیا کرو جس سے قوت رہی اور بھوکہ سے محفوظ رہو تو آپ یہ فرماتے
کہ اے عایشہ میرے بھائیون نے یعنے اولوالعزم رسولون نے مجھ سے بھی زیادہ شدائد اٹھائے
اور اونپر صبر کرکے جب پروردگار کے سامنے گئے تو اونکی بڑی تکریم ہوئی اور نہایت ثواب
عنایت ہوا مجھکو یہ حیا آتی ہے کہ ایسا نہو زندگی مین کچھ آرام کرنے سے کل کو اونسے کمتر
رتبہ ملے پس چند روز صبر کرنا آسان ہے اس سے کہ کل کو آخرت مین حصہ کم ملے اور مجھکو
اپنے بھائیون اور دوستونسے ملنے کے سوا کوئی چیز اچھی نہین معلوم ہوتی حضرت عائشہ
فرماتی ہین کہ بخدا اس گفتگو کے بعد آپکو ایک ہفتہ بھی نہین گذرا تھا کہ آپ نے وفات پائی
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک
روٹی کا ٹکڑا آپ کی خدمت مین لائین آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے اونہون نے کہا کہ مین نے

۱ باب الصوم مین گذری اور اجنبی کی اینا سے نیز دیکھو امام زین العابدین اسکو لکھا ہے ۱۲
۲ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہے اور کافر سات مین بخاری و مسلم ابوہریرہ و ابوہریرہ ۱۲
۳ باب جنت کو ہمیشہ کس طرح کھلوا سکتے ہین

مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً اَشَرَّ مِنْ بَطْنِهٖ حَسْبُ ابْنِ اٰدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهٗ وَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَثُلُثٌ لِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهٖ اور ایک حدیث طویل مین اسامہ بن زید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فضیلت بھوکہہ کی وارد ہوئی ہے اوسمین ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل سے زیادہ قریب وہ ہونگے جو دنیا مین زیادہ بھوکے پیاسے اور غمگین رہے وہ لوگ چھپے متقی ہین کہ اگر ظاہر ہون تو کوئی نہ جانے اور اگر غائب ہو جاوین تو کوئی تلاش نہ کرے زمین اونکو سب جانتی ہے اور فرشتے اونکو گھیرے رہتے ہین وہی اچھے لوگ ہین اور خدا تعالے کی طاعت بھی اچھی طرح وہی کرتے ہین لوگ نرم نرم فرش بچھاتے ہین اور وہ اپنا ماتھا اور گھٹنے بچھاتے ہین نبیون کے اخلاق اور افعال لوگونکو نہ ملے مگر اونکو حفظ ہین جس زمین پر سے وہ چلے جاتے ہین تو زمین اونکے لیے روتی ہے اور جس شہر مین کوئی اونمین سے نہو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی دنیا کے لیے مردار پر کتونکی طرح نہین لڑتے بقدر سد رمق کھاتے ہین اور پھٹا پرانا پہنتے ہین میلے کچیلے حال سے رہتے ہین لوگ یہ جانتے ہین کہ انکو کچھ مرض ہے حالانکہ اونکو کوئی مرض نہین اور بعضے سمجھتے ہین کہ اونکی عقلین جاتی رہین اور یہ بات بھی نہین ہوئی بلکہ جن چیزون پر لوگونکی عقل دنیا مین دوڑتی ہے وہ اونمین نہین پائی جاتی اسواسطے لوگ جانتے ہین کہ بے عقل ہین مگر وہ لوگ وہ باتین سمجھتے ہین کہ جہان لوگون کی عقل گم ہوتی ہی شرف آخرت اونہین لوگونکے لیے ہی اے اسامہ جس شہر مین ایسے لوگ نظر آوین تو جان لے کہ اس شہر کی امن کا باعث یہی ہین جس قوم مین وہ ہوتی ہین اوسکو خدا عذاب نہین دیتا زمین بھی اونسے خوش ہی اور خدا بھی راضی آدمیونمین اونکو اس لیے رکھا ہی کہ شاید اونکی باعث اونکی نجات ہو اور اگر تجھسے بھوکہ پیاس کی برداشت مرتے دم تک ہوسکے تو کیا کر اسکے باعث تجھکو شرف منزلت ملیگا اور نبیون کی صفت مین داخل ہوگا اور جب تیری روح فرشتونکی پاس جائیگی تو وہ خوش ہونگے اور خدا تجھپر رحمت کریگا اور حضرت حسن رض ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِلْبَسُوا الصُّوْفَ وَشَمِّرُوْا وَكُلُوْا فِي اَنْصَافِ الْبُطُوْنِ تَدْخُلُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمَآءِ اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زمرۂ حواریین اپنے معدونکو بھوکا رکھو اور بدنون کو ننگا تاکہ تمہاری دل خدائے عزوجل کو دیکھہ پاوین اور یہی روایت طاؤس رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کی ہے اور روایت ہے کہ توریت مین لکھا ہے کہ اللہ تعالی کو موٹا عالم پسند نہین اس لیے کہ موٹاپن غفلت اور کثرت

ف ۱ زیادہ خوب اسکی تحقیق باب پنجم مین ہوگی ۱۲

ف ۲ اون پھٹے اور مستعمل کپڑے کو کہتے ہین ۱۲

اور مکروہات وممنوعات کرنے لگتا ہے اور یہ سب اس بات کا ثمرہ ہے کہ معدہ کو خالی نہ رکھا اور ناکون ناک بھر لیا اگر آدمی اپنے نفس کو بھوک سے ذلیل رکھے اور اوسکی سبب شیطان کے راستے تنگ کردے تو البتہ قدم جادۂ طاعت الٰہی سے نہ اوٹھاوے گا اور سیر شکمی اور اترانا پاس نہ پھٹکے گا اور بالکل آخرت کو چھوڑ کر دنیا کا نہ ہو رہے گا اور دنیا کے واسطے جھگڑے اور خصومات نہ مول لے گا پس ازانجا کہ آفت شہوت شکم اس درجہ ہے تو ضرور ہوا کہ اوسکی آفات ومہلکات کو بیان کردیا جاوے کہ اوس سے لوگ بچین اور طریق مجاہدہ کا اور اوسکی فضیلت بھی شرح کردیجاوے تاکہ اوسکی طرف رغبت کرین اور چونکہ شہوت فرج بھی کچھ ایسی ہی ہے اور اسکے بعد ہوتی ہے اس لیے اسکا بیان بھی ضرور ہے لہذا ہم ان سب امور کو آٹھ بیانونمین ذکر کرین گے

بیان اول بھوکہہ کی فضیلت اور سیری کی مذمت مین

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جَاهِدُوا أَنْفُسَكُمْ بِالْجُوعِ وَالْعَطَشِ فَإِنَّ الْأَجْرَ فِي ذَلِكَ كَأَجْرِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَإِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَى اللهِ مِنْ جُوعٍ وَعَطَشٍ اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ آسمان کے فرشتے اوس شخص کے پاس نہین آتے جو اپنا پیٹ بھرے اور کسی نے آپسے پوچھا کہ آدمیونمین سے کون افضل ہے آپ نے فرمایا مَنْ قَلَّ طَعْمُهُ وَضَحِكُهُ وَرَضِيَ بِمَا يَسْتُرُ بِهِ عَوْرَتَهُ اور فرمایا سَيِّدُ الْأَعْمَالِ الْجُوعُ وَذُلُّ النَّفْسِ لِبَاسُ الصُّوفِ ابو سعید خدری فرماتے ہین کہ آنہی فرمایا ہی کہ اون کا کپڑا پہنو اور آدھے پیٹ کھاؤ پیو یہ ایک نبوت کا جزء ہے اور حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے فکر نصف عبادت ہے اور قلت غذا پوری عبادت اور یہی انہین سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا أَفْضَلُكُمْ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَطْوَلُكُمْ جُوعًا وَتَفَكُّرًا فِي اللهِ سُبْحَانَهُ وَأَبْغَضُكُمْ عِنْدَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُلُّ نَوُومٍ أَكُولٍ شَرُوبٍ اور روایت ہے کہ آپ بی ضرورت بھی بھوکے رہتے تھے یعنے یہ امر آپ کو پسند تھا اور حدیث قدسی مین ہے کہ اللہ تعالے اوس شخص سے کہ جسکا خورونوش دنیا مین کم ہو فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے بندہ کو دیکھو کہ مین نے اوسکو دنیا مین اکل وشرب کم دیا ہے اوسنے صبر کیا اور اونکو ترک کردیا تم گواہ رہو کہ جو لقمہ وہ چھوڑیگا اوسکی عوض جنت مین درجات عنایت کرونگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَمَنَّقُوا الْقَلْبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ الْقَلْبَ كَالزَّرْعِ يَمُوتُ إِذَا أُكْثِرَ عَلَيْهِ اللَّهْوُ اور فرمایا

محبت ہوتی ہے اور مال اور جاہ مین مبتلا ہوتا ہے مال وجاہ مین بڑہکر کبر وعجب وریاست مین ایسا پہنستا ہے کہ سرے سے دنیا چہوڑنے کو دل نہین چاہتا اور دین مین بہی ایسی بات کو لیتا ہے جسمین ریاست اور غرور پایا جاوے اس لیے ضرور ہوا کہ بعد ان دونون بابون کے آٹہہ باب اس تفصیل سے لکہین باب اول شہوت شکم وفرج کی کمی مین باب دوم حرص کلام کے دور کرنے مین باب سوم غضب اور حقد وحسد کے دور کرنے مین باب چہارم دنیا کی مذمت اور اوسکی مکرون کی تفصیل مین باب پنجم مال محبت توڑنے اور بخل کی برائی مین باب ششم ریا اور محبت جاہ کی برائی مین باب ہفتم کبر وعجب کی برائی مین باب ہشتم دہوکہا کہانے کے مواقع مین ان مہلکات اور اونکے معالجات کے تمام ہونے کے بعد جو ہماری غرض اس جلد مین بیان کرنی ہے انشاء اللہ پوری ہوجاویگی کیونکہ باب اول مین تو ہمنے صفات قلبی کی شرح کی ہے جو معدن مہلکات اور منجیات دونون کا ہے اور دوسرے باب مین تہذیب اخلاق اور امراض قلبی کے معالجات کا طور بطور کلی اجمالاً ذکر کیا ہے اب ان بابون مین اونکی تفصیل بیان ہوگی ذکر ریاضت نفس وتہذیب اخلاق خدا تعالی کی مدد وحسن توفیق سے تمام ہوا اسکے بعد دو شہوتون کے دور کرنے کا مذکور ہوتا ہے والحمد للہ اولا واٰخرا والسلام علی من اتبع الہدی وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

باب سوم شہوت شکم اور شرمگاہ کی توڑنے کی بیان مین اور اسمین آٹہہ بیان ہین

رباعی دل کہتا تہا حمد کبریا کو لکہیے	زان بعد ثنای مصطفے کو لکہیے
پر حوصلہ اپنا دیکہہ عاجز ہو کہا	احسن ہے یہی کہ مدعا کو لکہیے

جاننا چاہیے کہ بڑا مہلک اولاد آدم کا شہوت شکم ہے جسکے سبب حضرت آدم وحوا علیہما السلام دار القرار سے اس دار ناپائدار مین نکالی گئے کیونکہ اونکو درخت خاص سے منع کیا گیا تہا مگر اونکی شہوت غالب ہوئی کہا بیٹہے اور سا اونکی برائیان اونپر کہل گئین اور درحقیقت شکم خشیمہ شہوات اور معدن آفات ہے اسلیے کہ شہوت شکم کو شہوت جماع لازم ہے پیٹ بہرنے پر یہ سوجہتا ہے کہ بہت سی منکوحہ ہون اور خوب صحبت کیجیے اسکے بعد مال وجاہ کو دل چاہتا ہے کہ اون کے ذریعہ سے یہ مطلب بخوبی نکلتا ہے اور مال کی کثرت سے طرح طرح کی رعونتین اور حسدین پیدا ہوتی ہین اور انہین مال وجاہ کی بدولت ریا اور تفاخر اور غرور پیدا ہوتا ہے جن سے حقد وحسد وکینہ ودشمنی اوٹہتی ہے اور پہر یہ نوبت پہونچتی ہے کہ آدمی سرکشی اور نافرمانی

اور انمین سے کچھ منکشف ہونے لگے تو اوسوقت بڑا راہ زن یہ امر ہوتا ہے کہ ان امور کو بطور پند و نصیحت بیان کرنے لگتا ہے اور وعظ گوئی کے درپے ہوتا ہے اس سے نفس کو کمال درجہ کی لذت ملتی ہے اور اوس لذت سے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ اون معانی کو جس الفاظ سے مرتب و مزین بیان کیجیے اور حکایات و دلائل قرآن و حدیث سے مدلل اور ایسی خوبصورتی سے ادا ہون کہ لوگونکو انکے سننے کیطرف رغبت ہو اور شیطان دلمین یہ خیال ڈالدیتا ہے کہ یہ امر اس لیے ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہین انکے دل زندہ ہوجاوین ہمکو اس سے کچھ فائدہ ہے نہ لذت ہم صرف خدا تعالیٰ اور اوسکے بندونمین ذریعہ ہین کہ اونکو اوسکی راہ بتاتے ہین اور یہ شیطانی وسوسہ اوس وقت کہلتا ہے کہ کوئی اپنے ہمسرون مین ایسا ہو کہ اوسکا وعظ اپنی نسبت عمدہ ہو اور لوگون کا میلان بھی اوسکی طرف زیادہ ہو پس اگر وعظ گوئی لذت کی سبب سے ہوئی ہوگی تو ایسے شخص کو دیکھکر رگ حسد اندر سے جوش کریگی اور اگر واقع مین بھی منظور ہوگا کہ لوگ راہ راست پر آجاوین تو ایسے شخص سے کمال طبیعت خوش ہوگی اور خدا کا شکر کریگا کہ خوب ہوا ایک سے دو ہوئی جیسے کوئی لاوارث مردہ کو دفنانا چاہے اور کوئی وہان موجود نہو اور شرعاً اسی کے ذمہ آپڑے تو ایسے وقت مین اگر کوئی مددگار پیدا ہوجاوے تو کمال خوشی ہوتی ہے اور کسیطرح کی حسد نہین اٹھتی اسیطرح غافل لوگ مردہ ہین اور وعظ اونکے دلونکو زندہ کرنا چاہتے ہین تو واعظین کی کثرت سے ایک دوسرے کو اعانت اور راحت ہوتی ہے یہ مقام خوشی کا ہے نہ حسد کا اور ایسا بہت کم پایا جاتا ہے اسلیے مرید کو چاہیے کہ اس سے بچے کیونکہ یہ شیطان کی بڑے جالونمین سے ہے جس سے اون لوگونکی راہ مارتا ہے جنپر اول اول کچھ راہ معرفت کہلتی ہے اور لوگ اسوجہ سے اس حال مین پھنس جاتے ہین کہ زندگانی دنیاوی انسان پر طبعاً غالب ہے اسی جہت سے اللہ تعالے نے فرمایا بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا پھر فرمایا کہ طبیعتون مین شر ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور کتب سابقہ مین بھی اسکا ذکر ہوا ہے اور یہ فرمایا اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُولٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى یہی حال مرید کو ریاضت سکھانے کا اور بتدریج اوسکی تربیت کا خدا تعالے کے دیدار کے لیے اور تفصیل ریاضت کی ہر ہر صفت مین آگے مذکور ہوگی اور از انجا کہ صفات انسانی مین غالب تر شہوت پیٹ اور شرمگاہ اور زبان کی ہے اور اوسکے بعد غضب ہے جو شہوات کی حمایت کرتا ہے اور جب شہوت پیٹ اور شرمگاہ کے ساتھہ مانوس ہوتا ہے تو دنیا کی

فصل
کوئی انمین سے
انکے کیطرف
دیکھا کہ جنا ۱۲

ہوشیار نہو اور اعتقاد ظاہری بھی قرار واقعی نہ رکہتا ہو تو اوسکو ذکر و فکر مین مشغول نکری
بلکہ اعمال ظاہری کا پابند کرکے وظائف متواتر و مشہور بتلاوی یا فکر والونکو خدمت مین
مشغول کردی تاکہ اونکی برکت مین یہ بھی شریک ہوجاوے جب کوئی شخص جہاد سی عاجز
ہو تو اوسکو چاہیے کہ مجاہدین کو پانی پلاوے اور اونکے جانورون کی خبر لے تاکہ قیامت کو
اونکے ساتہہ اوٹھے اور اونکی برکت مین شریک ہو گو اونکا درجہ نپاوی پہر مرید ذاکر کو اور بہت سے
راہزن مثل عُجب اور ریا اور احوال کے منکشف ہونی کی خوشی اور اوائل کرامات کے ظاہر
ہونے کی فرحت کی پیش آتے ہین کہ اگر انمین سے کسی کیطرف التفات کرے اور نفس کو اوسقدر
پر مانع کردی تو سلوک مین خلل واقع ہو اور اوسی جگہہ رہ جاوے تو ایسی صورت مین
چاہیے کہ اپنے حال پر مدت عمر چلا جاوے اور کسی امر پر قناعت نکرے بلکہ اپنا حال مثل
اوس پیاسے کے جانے کہ اگر بالفرض دریا کے دریا اوسکے سامنے آجاوین تب بھی پیاس
نہ بجہے اور راس المال اپنا خلق سے علیحدہ گی اور خلوت کو جانے بعض سیاحون سے
منقول ہے کہ مین نے ایک ابدال عزلت گزین کی خدمت مین عرض کیا کہ تحقیق کی راہ
کسطرح ہے اور ایک دفعہ یہ پوچہا کہ کوئی ایسا عمل بتلائیے جس سی مدام میرا دل خدا کے
ساتہہ رہے اونہون نے فرمایا کہ خلق کو مت دیکہہ اونکی طرف دیکہنا تاریکی ہے مین نی کہا
کہ یہ تو ضروری ہے اونہون نے فرمایا اونکا کلام مت سن کہ سختی دل کا باعث ہے
مین نے کہا کہ یہ بھی ضروری ہے اونہون نے فرمایا کہ اونسے لین دین مت کر اس سی وحشت
ہوتی ہے مین نے کہا کہ اونمین تو رہتا ہون لین دین کیسے چہوڑ دون اونہون نی فرمایا کہ اونمین
مت رہو اونمین رہنا تو عین تباہی ہے مین نے کہا کہ اونکے درمیان رہنی کا مرض ہوگیا ہے
اونہون نے فرمایا کہ عجیب بات ہی غافلون کی طرف دیکہنا بھی چاہتے ہو جاہلونکی کلام
بھی سنو جہوٹونسے معاملہ بھی کرو اور پہر چاہتے ہو کہ مدام دل خدا تعالے کے ساتہہ رہی
یہ کبہی نہین ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ منتہاے ریاضت یہ ہے کہ آدمی علی الدوام اپنے
دل کو خدا تعالے کے ساتہہ پاوے اور یہ بات بدون اسکے کہ غیر سے خالی ہو غیر ممکن ہے
اور غیر سے خالی ہونا بے مجاہدہ نہین ہوسکتا پس جب اپنی دل کو اللہ کے ساتہہ پاویگا
تو جلال حضرت ربوبیت منکشف ہوگا اور حق جلوہ گر اور ایسے ایسے لطیفے اللہ تعالے
کیطرف سے معلوم ہونگے جنکی صفت ہرگز نہین ہوسکتی جب مرید کا حال اس درجہ کو پہونچے

مستعد رہے گا تو اسسے کچھ ضرر نہ پہونچے گا پہر ان وساوس کی دو قسمین ہین ایک تو
وہ کہ جنمین یقینی معلوم ہو جاوے کہ خداوند کریم ان شبہات سے پاک ہے مگر شیطان
دلمین ڈالکر اونمین پھنسایا چاہتا ہے تو اوسکا علاج یہ ہے کہ اوسکی پروا نکرے اور ذکر
الٰہی مین مشغول ہو اور خدا تعالے سے اسکے لیے پناہ مانگے وہ ہی اوسکو دور کریگا
جیسا خود فرمایا وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور فرمایا اِنَّ
الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ اور
ایک وہ ہین کہ اونمین تردد اور شک ہو تو اونکی تدبیر یہ ہے کہ مرشد سے کہے بلکہ جو کچھ
دل پر گذرے خواہ سستی ہو یا نشاط یا التفات کسی علاقہ کیطرف یا صدق ارادت
سبکو اوس سے کہدینا چاہیے سوا اوسکے اور وںسے اوسکا ذکر نہ کرے پہر مرشد کو
چاہیے کہ اوسکی حال کو اور اوسکی ذکا اور گیاست کو بنظر تامل دیکھے اگر اوسکو ایسا جانے
کہ بحال خود چھوڑنے اور فکر کی اجازت دینے سے خود بخود امر حق پر متنبہ ہو جاویگا
تو اوسکو فکر ہی مین لگادے اور اوسپر مداومت کی اجازت دی یہانتک کہ اوسکے
دلمین نور الٰہی جلوہ گر ہو اور حقیقت امر جون کی تون معلوم ہو جاوی اور اگر ایسا جانے
کہ اس جیسا شخص آپ ہی آپ معلوم نہ کرسکے گا تو اوسکے سامنے اعتقاد یقینی شبہ
مذکور کا جسقدر اوسکے دل کو تحمل ہو بیان کرے اور پند و نصیحت کے بعد ایک ایسی دلیل
اعتقاد کی سنادی جو اوسکے فہم مین آجاوے اور چاہیے کہ حسب مقتضای حال بہت
نرمی سے سمجھاوے کیونکہ یہ طریق مہلک اور پر خطر ہے بعض مریدون کو اثنار شغل
ریاضت مین ایسے خیال فاسد جم گئے ہین کہ اونکے کشف پر اونکو قدرت نہووی تو اپنی
چال چھوڑکر راہ بطالت طے کرنے لگے اور یہ امر نہایت درجہ کی تباہی کا ہے اور جو شخص
کہ صرف ذکر ہی کا ہو رہے اور اون علائق کو جو دل کو مشغول کرتے ہین دفع کرے
وہ بھی ایسے افکار سے خالی نہین ہوتا کیونکہ خطر کی کشتی مین سوار ہے لیکن اگر بچ گیا
تو دین کا بادشاہ ہے اور اگر چوک گیا تو تباہ ہوا اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے عَلَیْکُمْ بِدِیْنِ الْعَجَائِزِ یعنے اصل ایمان اور ظاہر اعتقاد بطور تقلید مان کر
اعمال خیر مین مصروف ہونا چاہیے اسکے خلاف مین بہت سے خطرے ہین اسی لحاظ سے
بعضونکی نزدیک مرشد پر واجب ہے کہ مرید کا حال فراست سے معلوم کرلے اگر ذکی اور

اور اوکا ہے اوسکا ورد کردے اور وہ یہ ہے کہ جب دل غیر اللہ سے فارغ ہوجاوے خدا تعالے
کا ذکر کرادے اور جب تک اوسکا دل اور علائق کیطرف ملتفت نہو اوس ذکر مبارک کا شغل
نہ بتاوے چنانچہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حصری سے فرمایا تھا کہ جس جمعہ کو تم میرے پاس
آتے ہو اگر اوس سے لیکر دوسرے جمعہ تک تمہارے دلمین سوا خدا کے کوئی اور چیز گذری
تو تمکو میرے پاس آنا حرام ہے اور اسطرح کا تجرد بے صدق ارادت اور غلبہ محبت الٰہی کے حاصل
نہین ہوتا جب تک کہ عاشق صادق نہ بنجاوے کہ سوائے ایک فکر کے دوسرا باقی نہ رہے
جب اسطرح کا حال مرید کا ہو تو مرشد اوسکو اجازت دی کہ کسی گوشہ مین تنہا بیٹھے اور ایک
آدمی ایسا مقرر کردے کہ اوسکو تھوڑی سی غذا حلال پہونچا دیا کرے روزی حلال
ہونی بہت ضرور ہے کیونکہ طریق دین کی اصل یہی ہے کہ غذا حلال کھاوے اور پھر اوسکو
کوئی ذکر تعلیم کرے کہ وہ اپنا دل اور زبان اوسمین مشغول کرے مثلاً اللہ اللہ یا سبحان اللہ
سبحان اللہ یا اور الفاظ جو مرشد کی تجویز مین آوین ہمیشہ بیٹھا کہتا رہے یہان تک اسکی
مواظبت کرے کہ حرکت زبان کی موقوف ہوجاوے اور کلمہ مذکور گویا زبان پر بے
حرکت جاری ہوجاوے پھر اس حال پر مداومت کرتے کرتے زبان سے بھی اثر جاتا رہے دلمین
صورت لفظ کی منقوش ہوجاوے پھر اوسپر مزاولت کرنے سے صورت لفظونکی یعنی
حروف دل پر سے مٹ جاوین صرف معانی لفظ کے دل کے ساتھہ اور اوسپر غالب ہین
اسطرح کہ کبھی سامنے سے غائب نہون اور کل ماسوا سے دل خالی ہوجاوے کیونکہ
دل جب ایک چیز مین مشغول ہوتا ہے تو دوسری شے کوئی سی ہو اوس سے نکلجاتی ہے
اسی لیے اگر ذکر الٰہی مقصود بالذات مین مشغول ہوجاویگا تو بیشک ماسوا سے خالی ہوجاویگا
اب اسوقت یہ چاہیے کہ وساوس اور خواطر دنیاوی سے دلکو بچاوے اور اپنا اور پرایا
حال کچھہ یاد نہ کرے اس لیے کہ اگر ذرا بھی دل اسطرف متوجہ ہوگا یاد الٰہی سے خالی ہوگا
اور اتنا ہی نقصان ہوجاوے گا تو ایسے امور کو ضرور ہی دفع کرنا چاہیے ہر چند جب
وساوس کو دفع کرکے ایک خاص کلمہ کیطرف نفس کو پھیریگا تو اوسی کلمہ کے باب مین وساوس
پیدا ہونگے کہ یہ کلمہ کیا ہے اور اللہ کے معنی کیا ہین اور وہ کس سبب سے خدا اور معبود ہے
اور ان وساوس سے فکر کا دروازہ کھل جاویگا اور شیطان کیطرف سے ایسے وساوس آنے
لگینگے کہ کفر و بدعت ہون مگر جب ان وساوس کو برا جانتا ہوگا اور قلب سے انکو دور کرنیکی

ہوجاتا ہی اور دلکو کلام کیطرف بڑی رغبت ہی کیونکہ ذکر و فکر سی تھک کر اوسمین آرام ملتا ہی خلاصہ
یہ کہ سکوت سی عقل کو قوت ہوتی ہے اور باعث ورع و تقوی کا ہوتا ہی اور خلوت کا فائدہ یہ ہے
کہ آنکھہ اور کان جو قلب کی دروازی ہین کر رہین اور شغل دور ہوجاوین کیونکہ دل بمنزلہ ایک حوض
کے ہی جسمین حواس کی نہرونسے گندہ پانی آوین و خاشاک گرتا ہی اور ریاضت سی یہ منظور ہی کہ یہ
حوض اس خراب پانی سی خالی ہوجاوی اور کیچڑ تہ مین سے نکل جاوی تاکہ اوسکو کھودکر کھودنی اصل
پانی تک پہونچاوین اور پھر صاف و شستہ پانی نکل آوی پس یہ غیر ممکن ہی کہ نہرونمین سے پانی کو
نہ روکین اور حوض خالی ہوجاوی بلکہ جتنا خالی کروگے اوس سی زیادہ اور چلا آویگا اسلیے ضرور ہوا کہ
حواس کو ضرورت کے سوا ضبط کیا جاوے اور یہ بات بدون خلوت نشینی اندھیری مکانکے
نہین ہوسکتی اور اگر اندھیرا مکان نہ ملے تو اپنا منہ چادر یا لنگی وغیرہ سے ڈھانپ لیوی اسوقت
مین آواز غیب سنے لگیگا اور جلال بوبیت سوجھنے لگے گا دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
ایسے ہی حال مین آواز پہونچتی تھی کہ یا ایہا المزمل اور یا ایہا المدثر اس سے
معلوم ہوا کہ یہ چارون چیزین بمنزلہ قلعہ یا سپر کے ہین جنسے رہزن دور ہوتے ہین اور
موانع بر طرف جب یہ بات بھی کرچکے تو اب راہ معرفت کی چلنے مین مشغول ہو اور اوسکا
چلنا بدون طے کرنے گھاٹیون کی نہ ہوگا اور اس راہ مین گھاٹیان صفات قلبی ہین جو التفات
دنیا کے سبب سی ہوتی ہین اور انمین سے بعض آسان ہین اور بعض مشکل اونکا طے کرنا بہ ترتیب
شروع کرے یعنے اول سب سے آسان کو قطع کرے پھر اوس سی مشکل کو پھر اوس سے مشکل کو
اور یہ صفات اونہین علائق کے اسرار اور آثار ہین جو شروع ارادت مین قطع کیے ہین یعنے
مال و جاہ و حب دنیا و التفات الی الخلق اور معاصی کا میل پس ضرور ہے کہ جیسا ظاہر
مین اونکے اسباب دفع کردیے باطن سے بھی اونکے نشان دفع کرے اور اسمین مجاہدہ بہت
چاہیے اور اختلاف احوال کے اعتبار سے یہ بھی مختلف ہوتا ہی بعض لوگ اکثر صفات سے
محفوظ ہوتے ہین اونکو تھوڑا ہی مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور یہ ہم پہلے لکھہ چکے ہین کہ مجاہدہ مخالفت
ہوا اور شہوات کی خلاف سی کرنا ایسی صفت ہی کہ نفس مرید کے ہر صفت پر غالب ہوتی ہے
پس جب شہوات سی محفوظ ہوجاوے یا اونکو ضعیف کرپاوے اور دلمین کوئی علاقہ قابل
شغل نرہے تو مرشد کو چاہیے کہ ہمیشہ اوسکے دلکے پیچھے پڑا رہی اور وظائف ظاہری زیادہ
نہ پڑہنے دے بلکہ فرائض اور سنن پر اکتفا کر کر صرف ایک وظیفہ جو لب لباب اور ثمرہ تمام

۱ بخاری و مسلم بروایت عبادہ رضی اللہ عنہ
ق ۲
ای جھوٹ سچ مارکر نکالدیتا ہے
ق ۳
ای کھاد نہین پہونچتی
۱۲

وہ استاد ہے اوسپر تمسک ایسا چاہیے جیسا نہر کے کنارہ اندہا آدمی اپنی لاٹھی پکڑنے والے پر کرتا ہے کہ اپنا سب امر اوسکے سپرد کر دیتا ہے نیچ اونچ مین اوسکی متابعت کرتا ہی اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا اسیطرح مرید کو مرشد کے ساتھہ ہونا چاہیے اور یہ جان لینوی کہ اگر مرشد غلطی بھی کریگا تو اوسکی غلطی مین مجکو نفع زیادہ ہی بہ نسبت اسکی کہ مین اکیلا چلون اور اتفاقاً راہ صواب ہی جاون تو جب ایسا مرشد ملجاوے تو مرشد کو چاہیے کہ اپنے مرید کو ایسی پناہ کی جگھہ اور قلعہ مین بٹھا دیوے کہ راہ زنون سے محفوظ رہے اور یہ قلعہ چار چیزین ہین خلوت اور سکوت اور بیداری اور بھوکھہ کیونکہ مقصود مُرید کا یہی کہ قلب کی اصلاح ہوجاوے تاکہ اوس سے پروردگار کا مشاہدہ کرے اوسکی قرب کی لیاقت بہم پہونچاوے اور یہ بات ان چار دن چیزونسے حاصل ہے بھوکھہ سے دلکا خون کم ہوتا ہے اور سفید ہوجاتا ہے اور سفیدی مین اوسکا نور ہی اور نیز جب دل کی بھوکھہ سے دور رہوتی ہے اور یہ باعث اوسکی نرمی کا ہے جو کلید مکاشفہ ہی جسطرح سختی دل باعث حجاب ہی اور جب خون دل کم ہوجاتا ہی تو دشمن کی راہ تنگ ہوجاتی ہے اسلیے کہ اوسکی گذرگاہ رگین ہین جنمین شہوات بہرے ہین اور حضرت عیسی علیہ السلام نے حوارین کو فرمایا کہ اپنے شکمونکو بھوکھا رکھو تاکہ اپنے پروردگار کو دیکھو اور حضرت سہیل تستری فرماتے ہین کہ ابدال چار چیزونسے یہ رتبہ پاتے ہین پیٹ کو بھوکھا رکھنا جاگنا سکوت اور عزلت غرضکہ بھوکھہ سے روشنی قلب کا ہونا ظاہر ہے تجربہ بھی اسکا مدد ہے اور باب کسر شہوتین مین اسکا بیان مفصل آویگا اور بیداری سے یہ فائدہ ہے کہ جلا اور صفا قلب کی حاصل ہوتی ہی اور جسقدر بھوکھہ سے نور حاصل ہوا تھا اوسپر یہ نور زیادہ ہوجاتا ہے اور دل مثل ستارہ یا آئینہ جلا کیے ہوئے کے چمکنے لگتا ہے اور اوسمین جمال حق ظاہر ہوتا ہی اور درجات بلند آخرت کی اور دنیا کی حقارت اور اوسکی آفتین نظر آنے لگتی ہین تو اسصورت مین آدمی کا دل اوسکی طرف سے ہٹ جاتا ہی اور ہمہ تن متوجہ آخرت کیطرف ہوتا ہی اور بیداری بھی نتیجہ بھوکھہ کا ہے پیٹ بھرنے پر جاگنا نہین ہوسکتا نیند دل کو سخت اور مردہ کر دیتی ہے لیکن اگر بقدر ضرورت ہو تو سبب مکاشفہ اسرار غیبی کا ہوتی ہے ابدال کی صفات مین لکھا ہے کہ غذا اونکی خاقہ ہے اور نیند غلبہ اور کلام بقدر ضرورت اور ابراہیم خواص فرماتے ہین کہ ستر صدیقین کی رائے اس بات پر متفق ہوئی ہے کہ زیادہ پانی پینے سے نیند بڑہتی ہے اور سکوت کا فائدہ یہ ہی کہ اس سے عزلت آسان ہوجاتی ہے مگر عزلت نشین کو اوس شخص کا دیکھنا ضرور ہوتا ہی جو کھانا پانی وغیرہ پہونچاوے تو چاہیے کہ اوس سے ضرورت کی سوا کلام نکرے کلام سے دل اور طرف مصروف

ملک سے نکال دے کیونکہ جب تک ایک رسم بھی پاس رہیگا دل کی توجہ اوسکی طرف رہے گی
اور وہی حجاب رہیگا اور جاہ کے حجاب دور کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ ایسی جگہ مین نرہے جہان جاہ
حاصل ہو اور سکوت اور تواضع اختیار کرے اور ایسے اعمال کرے کہ خلق کو اس سے نفرت ہو جائے
اور تقلید کا حجاب مرتفع ہونے کا یہ طور ہے کہ مذہبون کا تعصب چھوڑ دے اور لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ کے معنے کی تصدیق کرکے اسکی تصدیق حقیقی کے حاصل کرنے کی
حرص کرے یعنے سوا خدا تعالے کے جو چیز اسکی معبود ہوا اوسکو نابود کرے اور سب سے بڑھکر
معبود آدمی کا ہوا نفسانی ہے اوسکو دور کرے اگر ایسا کیے جائیگا تو جس چیز کا اعتقاد تقلید کے
باعث حاصل ہوا ہے اوسکی حقیقت کھل جاویگی اور یہ بات مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہے مجادلہ سے
نہین ہوتی پس اگر اوسپر تعصب کا غلبہ ہوگا کہ نفس مین سوا اوس اعتقاد تقلیدی کے اور بات
کی گنجایش نہوگی تو اسی مین پھنسا رہے گا اور یہی امر باعث حجاب ہوگا کیونکہ مرید مین یہ
شرط نہین کہ کسی خاص مذہب کا ہو اور نافرمانی کے حجاب رفع کرنیکی تدبیر بجز اسکی نہین کہ
توبہ کرے اور گناہون سے صاف ہو اور عہد مضبوط کرے کہ دوبارہ ایسا نہ کرونگا اور پہلے گناہون سے
شرم کرکے جو چیز کسیکی چھین لی ہو وہ واپس کرے اور حق والونکو اونکی حق ادا کرے پھر جو کوئی
توبہ تو نکرے اور گناہ ظاہری بھی نہ چھوڑے اور یہ چاہے کہ اسرار دین کے مکاشفہ سے معلوم ہو جاوین
اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی بے عربی سیکھے یہ چاہے کہ قرآن شریف کے اسرار اور تفسیر معلوم ہو جاوے
حالانکہ دستور یہ ہے کہ اول ترجمہ الفاظ عربی کا سیکھتے ہین پھر اوسکے بعد معانی کے اسرار معلوم کرتے
ہین اسیطرح یہان اول ظاہر شریعت کو ابتدا سے آخر تک درست کر لیتے ہین پھر اوسکے اسرار و دقائق
کیطرف ترقی کرتے ہین غرضکہ جب ان چارون شرطون کو مقدم کرکے مال و جاہ سے کنارہ کریگا
تو ایسا ہو جاویگا کہ جیسا کوئی شخص وضو اور طہارت کرکے نماز کے قابل بنجاوے اور صرف ایک
امام کی اقتدا کی ضرورت رہی اسیطرح مرید کو ایک مرشد اور اوستاد کی ضرورت ہوگی جو راہ مستقیم
بتاوے اس لیے کہ دین کا راستہ بہت باریک ہے اور شیطان کی راہ ظاہر اور بہت ہین تو اگر
مرشد ہادی نہوگا تو بالضرور شیطان اپنے راستونکی طرف کھینچ لیگا کہ بدون راہ بر راہ پر خطر مین
چلنا اپنی جان کو تباہی مین ڈالنا ہے اور جو اپنی عقل پر اعتماد رکھتے ہین وہ ایسے ہین جیسا خود رو
پیڑ ہوتا ہے کہ تھوڑی ہی عرصہ مین سوکھ کر رہجاتا ہے اور اگر چند روز ٹھہر گیا اور پھل بھی نکل آئے
تو پھل نہین لگتا خلاصہ یہ کہ بعد تقدیم چارون شروط مذکورہ کے مرید کے لیے جو شے قابل گرفت ہے

کسیکے پاس پوت ہوا اور اوسکو کوئی جوہر قیمتی نظر پڑے تو پوت کی رغبت اوسکے دل سے جاتی رہیگی اور یہ چاہے گا کہ اس جوہر سے اُسکو بدل لون اور جسکو کہ رغبت آخرت نہین اور نہ دیدار الٰہی کا طالب ہی وہ اس وجہ سی ہے کہ اللہ تعالے اور قیامت پر اوسکو ایمان نہین اور ہماری غرض اوس ایمانسے نہین کہ زبان سی کلمۂ شہادت کہ لیا اور بے صدق و اخلاص دلمین وسوسہ سا گذر گیا اسطرحکی ایمانکی مثال ایسی ہے کہ کوئی اس بات کی تصدیق کرے کہ جوہر پوت سی اچھا ہے مگر جوہر کا نام ہی سنا ہے اوسکی حقیقت نہین جانتا اور اسطرح کا شخص اگر پوت کی الفت مین پڑ جائیگا تو اوسکو نہین چھوڑیگا یا جوہر کا اشتیاق خوب نہ کریگا اس سے معلوم ہوا کہ وصول الی اللہ بے سلوک کے نہین ہوتا اور سلوک بے ارادہ ممکن نہین اور ارادہ کا مانع ایمانکا نہونا ہے اور سبب ایمان کے نہونیکا یہ ہے کہ کوئی ہادی اور مذکر نہین اور علما جو راہ حق بتاوین اور دنیا کی حقارت اور اوسکا فانی ہونا اور آخرت کا امر مہم ہونا اور اوسکی بقا سمجھاوین مفقود ہین خلق خدا غافل ہے اور اپنے شہوات مین مستغرق اور معرفت الٰہی سے خواب خرگوش مین ہین کوئی عالم دین ایسا نہین کہ اونکو متنبہ کرے اگر کوئی متنبہ ہوتا ہے تو خود ناواقفیت کی جہت سی چل نہین سکتا اور اگر علما سے پوچھتا ہے تو وہ خود ہوای نفسانی مین مبتلا ہو کر راہ راست سے علیحدہ ہین تو ضعف ارادہ اور راہ کی ناواقفیت اور علما کا ہوا نفسانی سے بولنا اس بات کا باعث ہوا کہ خدا تعالے کی راہ کے چلنے والے نہ رہے پس جب مقصود محجوب ہوا اور راہ برمفقود اور ہوا نفسانی غالب اور طالب غافل تو راہ البتہ خالی رہیگی اور پہونچنا دشوار ہوگا پھر اگر کوئی ہوشیار خود بخود یا کسی دوسرے کی ترغیب سے تجارت آخرت کا ارادہ کرے تو اوسکو معلوم کرنا چاہیے کہ ارادت یعنی مرید ہونیکے لیے شروع مین چند شرطین ہین کہ اونکا پہلے بجالانا چاہیے اور ایک گرفت کی چیز ہے جسکو گرفت کرنی چاہیے اور ایک قلعہ ہے جسمین پناہ لینی چاہیے تاکہ دشمنان راہ زن سے بچے اور نیز چند وظائف ہین کہ اثنا سلوک مین اونکی مداومت کرنی چاہیے پس جو شرطین کہ اونکا اول مقدم کرنا ضرور ہے وہ یہ ہین کہ اپنے اور حق کے بیچ مین جو حجاب اور روک ہے اوسکو دور کرنا چاہیے کیونکہ خلق کا محروم رہنا حق سے اسی باعث ہے کہ بہت سے پردے بیچ مین حائل ہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ اور یہ حجاب مرید اور حق کے درمیان چار ہین مال اور جاہ اور تقلید اور نافرمانی مال کا حجاب اسطرح دور ہوتا ہی کہ اوسکو بانٹ دی اور بقدر ضرورت کی سوا اپنے

اور بنا ہے غلبہ ہونیکی اگر دیوار اور اونکے دیوار پر اور سامنے دیا سو وہ نہین سمجھے ۱۲

اور اپنے مامون محمد بن سوار کو نماز پڑہتے دیکھتا ایک روز انہون نے فرمایا کہ تو اللہ کا ذکر نہین کرتا جسنے تجکو پیدا کیا ہے مین نے کہا کسطرح ذکر کرون کہا کہ جب تو لیٹا کرے تین بار یہ الفاظ دلسے کہہ لیا کر زبان مت ہلانا اَللّٰہُ مَعِیْ اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ اَللّٰہُ شَاھِدِیْ مینے چند شب ایسا ہی کیا اور اونکو اطلاع دی انہون نے فرمایا کہ سات بار کہا کر مینے ویسا ہی کیا اور اونسے کہدیا اونہون نے فرمایا کہ گیارہ مرتبہ کہا کر مینے گیارہ بار کہنا شروع کیا تو میرے دلمین اسکا فر معلوم ہوا جب مینے برس روز اسکا ورد کیا تو اونہون نے فرمایا کہ جو کچھہ مینے تجکو سکھایا ہے اوسکو یاد رکہنا اور ہمیشہ کہی جانا یہانتک کہ قبر مین جاوے یہ بات تجکو دونون جہانمین کام آوے گی مینے چند سال اسکی مزاولت کی اور باطن مین حلاوت زیادہ معلوم ہوئی تو ایک روز مامون صاحب نے فرمایا کہ اے سہیل جو شخص کہ اللہ اوسکے ساتھہ ہو اور وہ اوسکا ناظر اور شاہد رہے بہلا وہ شخص اوسکی نافرمانی کرسکتا ہے خبردار خدا کی نافرمانی مت کرنا پس مین الگ ہوکر یہی ذکر کرتا جب مجکو مکتب مین بٹہایا تو یہ ڈر ہوا کہ کہین اس امر مین فتور نہو اسی لیے مینے کہا کہ استاد سے یہ شرط کرلو کہ ایک گھنٹہ پڑہکر چلا آونگا پہر مکتب مین جاکر جمیع پانچ برس کی عمر مین کلام اللہ حفظ کرلیا اور ہمیشہ روزہ رکہتا اور جو کی روٹی بارہ برس کی عمر تک کہاتا جب تیرہ برس کا ہوا تو ایک سوال میرے دلمین آیا مینے گہر والونسے کہا کہ مجھی بصرہ مین بھیجدو کہ وہان جاکر یوچھون بصرہ مین آکر وہانکی علما سے دریافت کیا کسی نے جواب شافی نہ دیا تو عبادان کو چلا گیا وہان ایک بزرگ ابو حبیب رہتے تھے اونسے جاکر پوچھا تو اونہون نے جواب شافی دیا مین انکی خدمت مین ایک مدت تک رہا اونکی کلام سے نفع لیتا اور اونکی طریق سیکہتا پہر مین تستر کو چلا آیا اور اپنی غذا یون مقرر کی کہ ایک درم کی جو خریدتا اور اونکو پیسکر روکہی روٹی بے نمک سحر کیوقت مقدار ایک چٹانک کی کہاتا تو ایک درم سال بہر کو کافی ہوجاتا پہر مینے یہ قصد کیا کہ تین دن روزہ اتصال رکہتا اور ایک روز افطار کرتا پہر پانچ دن پہر سات دن کا اتصال کرتا یہانتک کہ بچیس دن کے اتصال پر نوبت پہونچی اور مینے برس اسی طرح گذر گئے پہر مینے چند سال ملکون کا سفر کیا اور تستر مین لوٹ کر تمام شب کا جاگنا اختیار کیا

گیارہوان بیان مرید ہونیکی شرطون اور مقدمات مجاہدہ کا اور راہ ریاضت کی چلنے مین بتدریج مرید کی ترقی کا

جاننا چاہیے کہ جو کوئی اپنے دل سے آخرت کو مشاہدہ یقینی کرلیتا ہے وہ آخرت کی زاد کا مشتاق ہوتا ہے اوسکے راستہ پر چلتا ہے دنیا کی نعمتون اور لذتون کو خوار اور ناپایدار سمجہتا ہے جیسا

اثر تعلق ۱۲ سے ساتھہ ہے اثر تعلق غیر کی طرف دیکھتا ہے اثر تعلق غیر آگاہ ۱۲

اصل بہی یہی ہے کہ بدلوگونکی صحبت سے روکنا چاہیے اور جب اوستاد مارے تو زیادہ تشدد نکرے نہ کسیکو سفارشی ڈہونڈے بلکہ صبر کرے اور اوس سے کہدینا چاہیے کہ صبر کرنا مردون اور بہادرون کا کام ہے اور زیادہ رونا پیٹنا عورتون اور غلامون کا کام اور مکتب سے آنیکے بعد اوسکو اجازت کسی اچھی کہیل کی دینی چاہیے جس سے کہ مکتب کی مشقت سے راحت ہو مگر کہیل بہی اتنا کہیلے کہ تہک نجاوے اگر اسقدر کہیل کی اجازت نہو اور تعلیم مین ہمیشہ کمال سخت گیری کیجاوے تو لڑکے کا دل مرجاتا ہے اور تیزی طبیعت کی جاتی رہتی ہے اور زندگی تلخ ہوجاتی ہے یہانتک کہ کوئی حیلہ ایسا ڈہونڈہنے لگتا ہے کہ جس سے بالکل کچہہ بہی نہ سیکہے اور یہ بہی تعلیم ضرور ہے کہ اپنے والدین اور معلم مؤدب اور عمر مین زیادہ کی فرمان برداری کرے خواہ اپنا ہوگا اور اونکی طرف نظر تعظیم سے دیکہے اور اونکے سامنے نہ کہیلے اور جب سن تمیز کو پہونچے تو طہارت اور نماز کے سکہلانے مین بہی غفلت نکرنی چاہیے اور رمضان مین کچہہ روزے رکہانے چاہیین اور جب وہ دیا اور سنہرے کپڑے پہننے سے قطعی روکا جاوے اور بقدر ضرورت حدود شرع تعلیم کرنی چاہیے اور چوری اور مال حرام اور خیانت اور جہوٹ اور بخرش اور جو باتین کہ لڑکون پر غالب ہوجاتی ہین اونسے ڈرانا چاہیے جب اسطرح پر پرورش ہوئی تو قریب بلوغ ان باتونکے اسرار بتلانی چاہیین اور یہ کہنا چاہیے کہ کہانے بمنزلہ دواؤنکے ہین اونسے یہ غرض ہے کہ انسانمین طاقت خدا تعالی کی عبادت کی آوے اور چونکہ دنیا ایک ناپایدار چیز ہے اسلیے اسکی کچہہ اصل نہین موت پر اسکی لذتین جاتی رہتی ہین یہ صرف گذرگاہ ہی آخرت رہنے کی جگہہ ہے اور موت ہر گہڑی کہڑی تاک رہی ہے دانا وہوشیار وہی ہے جو دنیا سے زاد آخرت لیا اور چلدے اور خدا تعالے کے پاس بڑا رتبہ پاوے اور دعت جنت سے مزا اوٹہاوے پس اگر پہلے سے تربیت اچہی ہوگی تو یہ باتین دل مین بلوغ کے وقت دل پر پتہر کی لکیر ہوجانیگی اور اگر تربیت اچہی طرح نہوگی اور لڑکے کو عادت کہیل کود اور بخش اور زی حیائی اور کہانے اور لباس وغیرہ اور تفاخر کی ہوگی تو ان باتونکا اثر دل پر کچہہ نہوگا جیسے خشک مٹی دیوار پر نہین ٹہہرتی حاصل کلام یہ ہے کہ لڑکونکی تربیت ابتدا مین بہت ضروری ہے کہ اوسوقت اوسکا جوہر قلبی سب طرحکی لیاقت رکہتا ہے خیر و شر دونون سیکہہ سکتا ہے اور اسکا اختیار ماپ کو ہے جسطرف چاہین اوس طرف پہیر سکتے ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنَّمَا اَبَوَاہُ یُہَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رح فرماتے ہین کہ جب مین تین برس کا تہا رات کو جاگتا

ہر ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے فطرت پر اور اوسکے ماپ ہی اوسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کردیتے ہین ۱۲ پہر گذری

اور باپ کو چاہیے کہ اوسکے ساتھہ کلام لحاظ کے ساتھہ کرے کسیوقت صرف گھرک دیا کرے اور ہمیشہ
اوسکو بری باتونسے روکے اور باپ کا خوف دلاوے اور دن کو سونے کی عادت نہ ڈالنی چاہیے
کہ موجب سستی کا ہوتی ہے مگر رات کو سونے سے روکنا نچاہیے الا گدگدا بچھونا نہ دینا چاہیے تاکہ بدن
سخت رہے آرام طلب نہو غرض کہ فرش و لباس و غذا مین آرام طلبی چھوڑانے کا لحاظ رہے اور کوئی
کام اوسکو پوشیدہ نہ کرنے دیوین کیونکہ جس امر کو وہ اپنے نزدیک بُرا سمجھیگا اوسکو چھپا کر کرے گا
پس اوسکو عادت علانیہ کام کرنے کی ہوگی تو برے افعال سے باز رہیگا اور دن کو کوئی وقت ایسا
مقرر کرنا چاہیے کہ جسمین چلنے پھرنے کی عادت ہو تاکہ سستی کا غلبہ نہو اور اوسکی یہی عادت رہے کہ ہاتھہ
ہاتھہ پاون نہ کھولے اور دوڑکے نہ چلے اور اپنے باپ کی چیزونسے بجز لیون پر فخر کرے خواہ کھانے پہننے کی
اشیا پر نہ اتراوے اور نہ تختی و دوات وغیرہ پر ناز کرے بلکہ جو اوس سے ملے اوسکے ساتھہ تواضع اور
اکرام سے پیش آوے اور کلام ملایمت کی ساتھہ کرے اور لڑکو کسنے کوئی چیز نہ لے اگر امیرزادہ ہے تو اوسکو
یون سمجھایا جاوے کہ تمہارا مرتبہ دینے کا ہے لینا نہین چاہیے کسی سے لینا خست اور دنائت کا
نشان ہے اور اگر فقیرزادہ ہے تو اوسکو یہ کہا جاوے کہ طمع اور لینا ذلت ہی اور کتے کی عادت کیونکہ
لقمہ کے لیے وہی دم ہلایا کرتا ہے حاصل یہ کہ لڑکونکو سونے چاندی کی محبت اور طمع سے روکنا چاہیے
اور سانپ بچھو سے زیادہ ان چیزونکا خوف دلانا چاہیے کیونکہ ان چیزونکی آفت کا ضرر بہ نسبت زہر کے
لڑکے کے حق مین زیادہ مضر ہے بلکہ بڑونکے حق مین بھی یہی حال ہے اور اس بات کی بھی عادت
ڈالنی چاہیے کہ بیٹھنے کی جگہہ مین تھوک وغیرہ نہ ڈالے اور دوسرے کے سامنے جمائی نہ لیوے اور
نہ کسی کی طرف پشت پھیر کر بیٹھے اور ایک پاون پر دوسرا نہ رکھے اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھہ نہ دے اور نہ
کو سر کا تکیہ کرے کیونکہ یہ سب امور سستی کے نشان ہین کیفیت جلوس کی اوسکو بتانی چاہیے اور کثرت
کلام سے منع کرنا چاہیے اور بیان کرنا چاہیے کہ زیادہ بولنا بے حیائی کا کام ہے کمینے آدمی زیادہ
بکا کرتے ہین اور قسم خواہ سچی ہو خواہ جھوٹی مطلق دونونسے روکنا چاہیے تاکہ لڑکپن مین عادت قسم
کی نہ پڑے اور اس بات کی بھی عادت ڈالنی چاہیے کہ سب سے پہلے نہ بولے بلکہ کوئی کچھہ پوچھے تو صرف
اوسکا جواب دیوے زیادہ کچھہ نکہے اور جب کوئی دوسرا شخص خواہ بڑا کچھہ بات کہے تو اوسکو خوب سنے
اور اپنے سے بڑے کی اُٹھکر تعظیم کرے اور اوسکے لیے جگہہ خالی کردے آپ اوسکے سامنے بیٹھے
اور لغو اور فحش اور لعنت اور دشنام سے روکنا چاہیے بلکہ جس شخص مین یہ عادتین ہون اوس سے
ملنے دینا بھی نہین چاہیے کیونکہ یہ باتین صحبت بد سے حاصل ہوتی ہین اور تادیب مین لڑکونکی

اور نہ کسی کھانے کیطرف تاکے اور جلدی جلدی نہ کھاوے اچھی طرح چبا کر کھاوے اور پے در پے لقمہ منہ مین نہ دے اور ہاتھہ اور کپڑا نہ بھرے اور کبھی کبھی روکھی روٹی کی بھی عادت ڈالنی چاہیے کہ یہ نجانے کہ سالن کے ساتھہ ہی کھانا ضرور ہے اور بسیار خواری کی مذمت اوسکے سامنے کرنی چاہیے اسطرح کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ چوپایونکی طرح ہے یا کسی لڑکے بسیار خوار کی مذمت اوس کے سامنے بیان کیجاوے اور کم خوار کی ثنا کیجاوے اور اوسکی نظر مین یہ بات بھی اچھی جتانی چاہیے کہ کھانا دوسرونکو دیدیا کرے اپنے آپ اوسکی پروا کم کرے اور دال دلیہ جو کچھہ میسر آوے اوسپر قناعت کرے اور کپڑونمین سے سفید کپڑا اوسکو پسند کرانا چاہیے رنگین اور ریشمی کو کہدینا چاہیے کہ یہ عورتون اور مخنثونکا لباس ہے مرد اوسکو بُرا جانتے ہین اور اسیطرح کئی بار اوس سے کہا جاوی اور جب کوئی لڑکا رنگین اور ریشمی کپڑا پہنے نظر پڑے اوسکی حقارت اوسکے سامنے بیان کرین اور اوسکو ایسے لڑکونکی صحبت سے بچانا چاہیے جنکو شوق و عادت آرام طلبی اور عمدہ پوشاک کی ہو اور ایسونسے بھی نہ ملنے دے جنکے کہنے سے اوسکے دلمین ان باتونکی رغبت ہوجاوے اس لیے کہ ابتدا مین اگر لڑکے کی خبر گیری نہین ہوتی تو اکثر عادات بد اوسمین پیدا ہوتے ہین جھوٹا حاسد چور جھگڑالو چغل خور بیہودہ گو ہنسوڑ مکار بے پروا ہوجاتا ہے ان امور سے بچاو بہت حسن تادیب سے ہوتا ہے بعدہ مکتب مین بھیجنا چاہیے اور قرآن و حدیث اور صلحا کی حکایتین سکھانی چاہیین تاکہ محبت صالحین کی اوسکے دلمین جمے اور ایسے اشعار جنمین عشق و عاشق کا ذکر ہو اوسکو پڑھنے نہ دیوین بلکہ جو لوگ ایسے اشعار کو ظرافت اور ہوشیاری جانتے ہون اونسے بھی نہ ملنے دین کہ ان اشعار سے فساد کا بیج دل مین پڑتا ہے اور جب لڑکا کوئی عمدہ کام کرے تو چاہیے کہ اوسکو کچھہ انعام دین کہ جس سے خوش ہو اور لوگونمین اوسکی تعریف کرین اور اگر کبھی ایک آدہ مرتبہ امر خلاف کرے تو اوس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اور اوسکا پردہ نہین کھولنا چاہیے خاص کر ایسی صورت مین کہ خود لڑکا اوس کام کو چھپاوے اور اوسکے پوشیدہ رکھنے مین جد و جہد کرے کیونکہ اگر اوسکو معلوم ہوجاویگا کہ اس امر کے ظاہر ہونے سے کچھہ نہو تو آیندہ کو جرات ہوگی اور راز کھلنے کی پروا نہ رہیگی اگر دوبارہ اوس حرکت کو کرے تو اوسکو پوشیدہ عتاب کرنا چاہیے اور تاکید سے کہنا چاہیے کہ خبردار آیندہ ایسا مت کرنا اگر پھر کروگے تو لوگونمین فضیحت ہوگی اور ہر وقت عتاب نہین کرنا چاہیے اس ملامت کا عادی ہوجاتا ہے اور بری باتین کرنیکی جرات بڑھجاتی ہے کلام کی تاثیر دل سے جاتی رہتی ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

اور اوسپر راضی نہو تو اوسکی نہایت بدخلقی ہے ان لوگونکی ظاہر مین علامتین حسن خلق کی
موجود تہین جیسا کہ مذکور ہوا پس اگر کوئی شخص اپنے نفس مین یہ علامات پاوے تو اوسکو متصف
بحسن خلق نہ خیال کرے اور دہوکہ نہ کہاوے بلکہ ریاضت اور مجاہدہ مین مشغول ہو یہانتک
کہ درجہ حسن خلق نصیب ہو یہ درجہ نہایت عظیم الشان ہے مقربین و صدیقین ہی اوسکو پہونچتے ہین

دسوان بیان لڑکونکی ریاضت اور تادیب اور تحسین اخلاق کا

واضح ہو کہ لڑکونکی تہذیب ایک امر نہایت ضروری ہے اور لڑکا ماباپ کی پاس امانت ہے اور اوسکا
قلب ایک جوہر نفیس سادہ ہر نقش و صورت سے خالی ہر ایک نقش کی قابل ہے اور جسطرف کو مائل
کرو اوسطرف میلان کے لائق ہوتا ہے مثلاً اگر تعلیم خیر کی پاوے اور اوسکا عادی کیا جاوے تو بڑا
ہوکر بہی ایسا ہی رہیگا اور دونون جہان کی سعادت لیگا اور اس ثواب مین ماباپ اور استاد و ادب
شریک رہین گے اور اگر برائی کا عادی ہوگا اور جانورونکی طرح بے غور چہوڑا جاویگا تو تباہ ہوجاویگا
اور اوسکا وبال اوسکی مربی پر ہوگا اور اللہ تعالی فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا
توجب باپ اپنی آگ سے اپنی اولاد کو بچاتا ہے تو آخرت کی آگ سے بچانا بطریق اولے ضروری ہے
اور اوسکی حفاظت نار آخرت سے اسطرح ہے کہ ادب اور تہذیب اور محاسن اخلاق سکہاوے اور صحبت
بد سے بچاوے زینت اور بناو سنگار اور لذت اور آرام طلبی اوسکی نظرونمین حقیر کرے تاکہ بڑا ہوکر
انکی طلب نکرے اور ہلاک ابدی سے بچے بلکہ شروع ہی سے اوسکی حفاظت ضرور ہے بانیطور کہ اوسکو
کسی عورت نیک بخت متدین حلال خوار کا دودہ پلاوے کیونکہ حرام کے دودہ مین برکت نہین ہوتی
اور جب لڑکپن مین حرام کا دودہ پیتا ہے تو اوسکے خمیر مین پچ جاتا ہے بڑا ہوکر خبث کیطرف میل کرتا ہے
اور جب اوسمین کچہہ تمیز شروع ہو تب زیادہ حفاظت ضرور ہے اور شروع تمیز حیا کے ظاہر ہونے سے
ہوتی ہے اس لیے کہ جب لڑکا بعض افعال حیا کے سبب چہوڑ دیتا ہے تو یہ اسی سبب سے ہوتا ہے
کہ عقل کے نور کی جہلک اوسمین آتی ہے اور بعض چیزونکو بہ نسبت بعض کے برا جانتا ہے تو افعال
بد سے حیا کرنے لگتا ہے اور یہ امر خدا کی عنایت سے ہے اور اعتدال اخلاق اور صفاء قلب پر دلالت
کرتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑا ہونے پر کمال عاقل ہوگا تو ایسے شرمالو لڑکے کو مہمل نہین چہوڑنا چاہیے
بلکہ حیا اور تمیز پر تادیب مین اوسکی مدد کرنی چاہیے اول اول جو صفت کہ لڑکے پر غالب ہوتی ہے
وہ خواہش کہانیکی ہے تو اوسکے ادب اوسکو سکہانے چاہین کہ دہنی ہی ہاتہہ سے کہاوے اور کہانے پر
بسم اللہ کہے اور اپنے سامنے سے کہاوے اور دوسرونسے پہلے کہانا شروع نکرے اور کہانیکی طرف گہورے نہین

ق ۱
ای ایمان والو بچاؤ
اپنی جان کو اور اپنے
گھر والونکو آگ سے ۱۲

اجرت دیکر اپنا کپڑا مانگا شاگرد نے کہوٹا دام دیکہکر پہیر دیا جب ابو عبد اللہ آئے تو اونسے حال کہا
آپ نی فرمایا کہ تونے برا کیا یہ مجوسی ایک برس سے یہی معاملہ کرتا ہی اور مین چپ چاپ اجرت لیکر
کنوئیمین ڈالدیتا ہون تاکہ کسی مسلمان کو دہوکا نہ دیوے اور یوسف بن اسباط رح فرماتے ہین
کہ حسن خلق کی علامت دس باتین ہین قلت خلاف حسن انصاف انتقام نہ لینا گناہونکا برا جاننا
عذر کرنا ایذا سہنا نفس کو ملامت کرتے رہنا دوسرونکی عیوب سی قطع نظر کرکے اپنے عیوب کو پہچاننا
چہوٹے بڑے سی بکشادہ پیشانی پیش آنا اپنے سی ادنے اور اعلے کی ساتہہ نرمی سے بولنا کسی شخص نی
سہل تستری رح سی پوچہا کہ حسن خلق کیا ہی آپ نی فرمایا کہ ادنے یہ ہی کہ انتقام نہ لی اور ایذا کو سہے
اور ظالم پر رحم کرکے اوسکی لیے دعاء مغفرت مانگی اور احنف بن قیس سے پوچہا کہ آپ نی حلم کس سے
سیکہا کہا کہ قیس بن عاصم سے لوگون نے کہا کہ اونکی حلم کا کیا حال ہی آپ نی کہا کہ ایک روز وہ اپنے
گہر مین بیٹہے تہے اونکی لونڈی ایک سینچہ جسپر کباب چڑہی تہی لیکر آئی اوس کی ہاتہہ سے چہوٹکر
اونکی ایک لڑکے صغیر سن پر گرا کہ اوسکی صدمہ سی وہ لڑکا مرگیا وہ لونڈی ڈری آپ نی فرمایا کہ کچھ
خوف نکر مینے تجہے للہ آزاد کیا اور حضرت اویس قرنی رح کا حال لکہا ہے کہ جب آپ کو لڑکے دیکہتے
تو پتہر مارتی تہے آپ اونسے کہتی کہ بہائیو اگر مارنا ضرور ہی ہے تو چہوٹی پتہر مارو کہ میری پاؤنمین سے
خون نہ نکلے اور نماز کا ہارج نہو اور احنف بن قیس کو ایک آدمی نے گالیان دینی شروع کین
آپ چپ چاپ چلی گئے جب محلہ کی قریب پہونچی تو ٹھہر کر اوس سی یہ کہا کہ اگر کچہہ اور جیمین رہا ہو تو وہ
بہی اب کہہ لے ایسا نہو کہ محلہ کا کوئی بیوقوف تیری آواز سنے تو تجہے ایذا دی اور حضرت علی رض نے
ایک بار اپنی ایک غلام کو پکارا وہ نہ بولا پہر آپ نی دوبارہ سہ بارہ پکارا پہر نہ بولا آپ خود اوسکی پاس
تشریف لائی تو دیکہا کہ لیٹا ہوا ہے آپ نی فرمایا کہ تونے سنا نہین اوسنی عرض کیا کہ سنا تو تہا آپ نی
پوچہا کہ پہر جواب کیون نہین دیا اوسنے عرض کیا کہ مجکو یہ خوف تو تہا ہی نہین کہ آپ مارینگے
اس لیے کسل کر گیا آپ نی فرمایا کہ مین نے للہ تجہے آزاد کیا اور مالک بن دینار رح کو ایک عورت
نے پکارا کہ او ریاکار آپ نی فرمایا کہ یہ نام تونے خوب نکالا جو اہل بصرہ بہول گئے تہے اور یحیی ابن
زیاد حارثی کے پاس ایک غلام بدخلق تہا لوگون نے اونسے کہا کہ آپ اسکو کیون کہتی ہین آپ نے
فرمایا تاکہ مین اس سے حلم سیکہون ان روایات سی معلوم ہوا کہ ان لوگونکی نفوس ریاضت سی ڈہیلے
ہوکر انکے اخلاق اعتدال پر آگئے تہے اور دغا و خیانت اور حقد سے دل صاف تہی اوسکا ثمرہ یہ ہوا
کہ تقدیرات الٰہی پر راضی ہوی جو کہ اقصی غایت حسن خلق کی ہے کیونکہ جو شخص خدا کی کام کو اچہا نجانے

کہ یہ ابراہیم بن ادہم ہین سپاہی گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ کی ہاتھہ پاؤن چومنے لگا اور عذر کرنے
بعد اسکے لوگون نے انسے کہا کہ آپ نے کیون فرمایا تہا کہ مین بندہ ہون آپ نے فرمایا کہ اونسے مجھ
یون نہین پوچہا کہ تو کس شخص کا بندہ ہی بلکہ یون پوچہا کہ تو بندہ ہی چونکہ مین بندۂ خدا تہا اسنے
کہدیا کہ بندہ ہون جب اونسی مجھے مارا تو مینے اوسکے لیے دعا جنت کی مانگی لوگون نے پوچہا اونسنے
آپ پر ظلم کیا تہا آپ نے فرمایا کہ یہ مجھکو یقین تہا کہ اس مصیبت پر مجھکو ثواب ملیگا تو مینے یہ اچہا نجانا کہ اونسکی
مجھکو ثواب ملی اور میری طرف سی اوسکو عذاب ہوا ابو عثمان حیری کو کسی شخص نے بنظر امتحان دعوت
کی بہانے بلایا جب آپ اوسکے گہر گئے تو کہا کہ اسوقت تو مجھسے کچہہ بن نہین سکا آپ وہان سی پہر آئے
جب بہت دور نکل آئے پہر وہ شخص آیا اور کہا کہ جو اسوقت موجود ہی اوسی پر قناعت کیجیے جب دوبارہ
پہونچے تو جیسا پہلے کہا تہا ویسا کہا پہر آپ لوٹ گئے اسیطرح کئی بار بلایا اور پہر لوٹا دیا مگر آپ ذرا نہ مکدر
ہوئے پہر تو وہ شخص پاؤن پر گر پڑا اور کہا کہ مینے آپکو آزمانا چاہا تہا سبحان اللہ کیا خلق ہے آپ نے فرمایا
کہ جو بات تو نے میری دیکہی وہ تو صفت کتے کی ہے کہ جب بلاو چلا آوے اور ہنکاو تو ہٹ جاوے
اور یہ بہی انہین کا ذکر ہے کہ کسی روز سوار ہو کر ایک کوچہ مین گذرے اوپر سی کسی نے اوپر راکہہ پھینک
دی آپ اتر پڑے اور سجدہ شکر ادا کیا اور کپڑون سے راکہہ جہاڑ دی اور کچہہ نہ کہا لوگون نے کہا کہ اسنے
نے راکہہ ڈالنی والی کو جھڑکا نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص مستحق آگ کا تہا اوسپر راکہہ پڑتی تو اوسکو غصہ کرنا مناسب
نہین اور روایت ہی کہ حضرت علی بن موسی رضا رہ کا رنگ سانولا تہا اس جہت سی کہ آپکی والدہ
حبشن تہین نیشاپور مین آپکی دروازہ پر ایک حمام تہا جب آپ حمام مین جایا چاہتے تہے تو حمامی
آپ کے لیے حمام خالی کر دیا کرتا تہا ایک روز جو آپ حمام مین تشریف لے گئے وہ دروازہ بہیڑ کر کسی
کام کو چلا گیا اتنی مین ایک شخص رستاقی آیا اور حمام کا دروازہ کہولکر اندر گہسا اور کپڑے اتار کر
حمام مین گیا آپ کو دیکہکر یہ جانا کہ حمام کا کوئی خادم ہے آپ سی کہا کہ اٹہکر میرے لیے پانی لا آپنے
اوسکا کہنا کیا اور جو جو کہتا گیا کرتے گئے جب حمامی پہر کر آیا اور رستاقی کے کپڑے دیکہے اور اوسکی
گفتگو آپ کی ساتہہ سنی ڈر کر بہاگ گیا جب آپ حمام سی نکلے تو حمامی کو پوچہا لوگون نے کہا کہ وہ خوف کے مارے
بہاگ گیا آپ نے فرمایا کہ اوسکو بہاگنا کیا ضرور تہا قصور اوسکا ہی جسنے اپنا لحظہ حبشن کے حوالے کیا
اور ابو عبد اللہ خیاط کے حال مین لکہا ہے کہ آپ دوکان پر بیٹہتے اور کپڑا سیتے ایک مجوسی جو آپسے
دشمنی رکہتا تہا اپنا کپڑا سلواتا اور کہوٹے دام مزدوری مین دیتا آپ اونکو لیکر نہ واپس کرتے
اور نہ اوسکو خبر کرتے ایک روز جو وہ مزدوری دینے آیا تو آپ کو نہ پایا آپکا شاگرد بیٹہا تہا اوسکو

کم آزار کم سخن غیر فضول کثیر العمل کم لغزش راست گفتار نیکوکار صاحب وقار صابر شاکر رضی حلیم
رفیق پارسا شفیق ہشاش بشاش ہو بدگفتار دشنام دہندہ چغل خور غیبت کنندہ جلد باز کینہ ور
بخیل حاسد نہو بغض و غضب اللہ ہی کے واسطے کرے اور حب و رضا بہی اللہ ہی کی لیے اتنی
باتونسے خوش خلق ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو علامات مومن اور منافق
کو پوچہا تو آپ نی فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَ هِمَّتُهُ فِي الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْعِبَادَةِ وَالْمُنَافِقُ هِمَّتُهُ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ كَالْبَهِيْمَةِ
اور حاتم اصم فرماتے ہین کہ مومن فکر و عبرت مین مشغول رہتا ہی اور منافق حرص و امل مین مومن
سواء خدا کے کسی سے توقع نہین رکہتا ہے اور منافق بجز اللہ تعالے کے سب سی متوقع رہتا ہی مومن
سواء خدا کے سب سی مامون و نڈر ہی اور منافق سواء خدا کے سب سی خائف مومن مال دیتا ہے
دین نہین دیتا اور منافق دین دیتا ہے مال نہین دیتا مومن حسنات کرکے روتا ہی اور منافق
گناہ کرکے ہنستا ہے مومن کو خلوت اور تنہائی اچہی معلوم ہوتی ہے اور منافق کو جماؤ اور جماعت
اچہی لگتی ہے مومن کھیتی کرتا ہی اور اوسکے بگاڑ سی ڈرتا ہے اور منافق بیخ کنی کرتا ہے اور توقع
خرمن کی رکہتا ہے مومن امر و نہی سیاست کی کرکے اصلاح کرتا ہی اور منافق امر و نہی فساد کی
کرکے فساد کرتا ہی اور حسن خلق کا اول امتحان ایذا پر صبر کرنے سے ہوتا ہی پس جو کوئی دوسری کی
بدخلقی کی شکایت کرے اوسکی بدخلقی کی دلیل ہے کیونکہ حسن خلق ایذا و جفا کی برداشت کا نام
ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر نجرانی موٹی کنارے کی اوڑہی
تشریف لیے جاتے تہی اور آپکی ہمراہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تہی ایک اعرابی رستہ مین ملا اوسنی
چادر پکڑکے اس زور سی کہینچا کہ چادر کا کنارہ آپکی گردن مبارک مین گہس گیا اور کہا کہ اے محمد ص
تمہارے پاس جو خدا کا مال ہے اوسمین سے مجہی بہی دو آپ نی اوسکی طرف دیکہا اور ہنسکر اوسکو کچھ
دلوا دیا اور جب قریش نی ایذا اور ضرب آپ پر بہت روا رکہی تو فرمایا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ کلام آپ نی احد کی لڑائی مین فرمایا تہا بہر صورت انہین
باتونسے اللہ تعالے نی آپ کی شان مین فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ اور روایت ہی کہ ایک
روز ابراہیم ادہم کسی جنگل مین جاتے تہے ایک سپاہی ملا اوسنے کہا کہ تو بندہ ہی آپ نی فرمایا کہ ہان
اوسنے پوچہا کہ بستی کدہر ہی آپ نی قبرستان کیطرف اشارہ کر دیا اوسنے کہا کہ مین آبادی پوچہتا ہون
آپ نی فرمایا کہ قبرستان ہی آبادی ہے اس سی سپاہی کو غصہ آیا سر مین ایسا کوڑا مارا کہ سر پہٹ گیا
اور اونکو شہر مین پکڑ لایا جب دوست آشنا آئی اور حال پوچہا تو سپاہی نے ماجرا بیان کیا اونہون نے کہا

ظاہر ہوا اوسکو تاکتا رہے جبہی کچہہ پیدا ہو فورا اوسکی جڑ اڑا دے یعنے ظہور وسوسہ کے لیے کوئی سبب ضرور ہے پس اوسکا استیصال اس سبب کے قطع کرنے سے ہوگا اور اسیطرح عمر بہر کرتا رہی اس سے معلوم ہوا کہ مجاہدۂ نفس کی انتہا موت ہی ہے

نوان بیان تمیز علامات حسن خلق کا

جاننا چاہیے کہ آدمی کو اپنے عیوب کی خبر نہین ہوتی پس جب ذرا سا مجاہدہ کرکے بڑے بڑے گناہ چہوڑ دیتا ہے تو جاننے لگتا ہے کہ اب مین مہذب ہوگیا اور مجہہ مین حسن خلق آگیا اب مجاہدہ کی ضرورت نہین اس لیے ضرور ہوا کہ علامات حسن خلق تبلا دیے جاوین کیونکہ حسن خلق عین ایمان ہے اور سوء خلق عین نفاق اور کتاب مجید مین خداوند کریم نے صفات مومنین اور منافقین کے بیان کردیے ہین اور وی سب نتیجہ حسن خلق اور سوء خلق کے ہین کچہہ ہم یہان بیان کرتے ہین تاکہ نشانی حسن خلق کی معلوم ہوجاوی فرمایا اللہ تعالی نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ آخر اُولٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ تک اور فرمایا اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک اور فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ آخر سورہ تک پس جس کسیکو اپنی حالمین کچہہ شک پڑے تو ان آیتونکے مطابق اپنے آپ کو دیکہے اگر سب باتین اوسمین انہین کے مطابق ہون تو حسن خلق حاصل ہوا اور اگر کوئی مطابق نہین تو سوء خلق کی علامت ہے اور اگر تہوڑی باتین مطابق ہین اور تہوڑی نہین تو اوسیقدر نقصان ہے ایسی صورت مین جو بات حاصل ہوگئی ہو اوسکی حفاظت کری اور دوسری بات کی تلاش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کو بہت صفات سی ذکر فرمایا اور اون سب سی اشارہ محاسن اخلاق کیطرف فرمایا ہے مثلاً یہ ارشاد کیا اَلْمُؤْمِنُ یُحِبُّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ اور فرمایا مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ اور ایک روایت مین فَلْیُكْرِمْ جَارَهٗ ہے اور ایک مین فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ ہی اور یہ بہی بیان فرمایا کہ صفات مومنین کی حسن خلق ہی ہین چنانچہ ارشاد فرمایا اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ اَخْلَاقًا اور فرمایا اِذَا رَاَیْتُمُ الْمُؤْمِنَ صَمُوْتًا وَقُوْرًا فَادْنُوْا مِنْهُ فَاِنَّهٗ یُلَقِّنُ الْحِكْمَةَ اور فرمایا مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَیِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور فرمایا لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اَخِیْهِ بِنَظْرَةٍ تُؤْذِیْهِ اور فرمایا لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّرْدَعَ مُسْلِمًا اور فرمایا اِنَّمَا یَتَجَالَسُ الْمُتَجَالِسَانِ بِاَمَانَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَا یَحِلُّ لِاَحَدِهِمَا اَنْ یُّفْشِیَ عَلٰی اَخِیْهِ مَا یَكْرَهُهٗ اور بعض لوگون نے سب علامات حسن خلق کو جمع کردیا ہے اور فرمایا کہ خوش خلق وہ آدمی ہے کہ کثیر الحیا کثیر الصلاح

جو کہانا اوسکے سامنے لاتے ہین اوس سے بہی نفرت کرتا ہی مگر جب سر سے دود نہین ملتا بتدریج
بعد چندی غلبہ بہوکہہ مین بتکلف کچہہ کہانے لگتا ہی یہانتک کہ پہر کہانا ہی اچہا معلوم ہونی لگتا ہے
دود کا نام بہی نہین لیتا بلکہ اوسکو برا جانتا ہے اسیطرح بچہیرا اول اول لگام اور زین اور سواری
سے بہاگتا ہے لیکن زبردستی اوس سی یہ کام لیا جاتا ہی اور چہوٹے رہنے کی عادت چہڑانی کو اگاڑی
بچہاڑی لگائی جاتی ہے مگر رفتہ رفتہ ایسا مؤدب ہو جاتا ہے کہ جس جگہہ سوار چہوڑ دی وہانسی
نہین ہلتا گو بندہا نہوا نہین چیزونکی تادیب کیطرح نفس کی تادیب بہی ہوتی ہے اور اوسکو ادب
اسطور دیتے ہین کہ لذائذ دنیاوی کے دیکہنے اور اونسے انس اور خوشی حاصل کرنے سے روک دیتی ہین
بلکہ جتنی چیزین کہ موت کی بعد اس سے چہوٹ جاتی ہین سب کا انس چہڑا دیتے ہین اور یون سمجہاتی
رہتے ہین کہ جس چیز کے ساتہہ چاہے محبت کر انجام کو چہوڑنی پڑیگی جب اوسکو یقین ہو جاتا ہی
کہ جو شخص کسی چیز کی طرف دل لگاویگا بیشک درد فراق مین مبتلا ہوگا اور جدا ہونا ضروری ہی تو
اس نصیحت سی ایسی چیز کی محبت کرتا ہے جس سے کبہی جدا نہو یعنی ذکر الٰہی کہ قبر مین بہی ساتہہ رہیگا
جدا نہوگا اور اس بات کے واسطے چند روز صبر کرنا پڑتا ہی یعنے مدت حیات تک جو بہ نسبت حیات
آخرت کی بہت ذراسی ہے دیکہو عاقل آدمی اس بات پر راضی ہوتے ہین کہ چندی سفر کرکے
کوئی کام یا پیشہ ایک آدہ مہینے مین ایسا سیکہہ لین جس سی ایک برس خواہ عمر بہر کو چین ہو جاوے
پس اگر حساب کرو تو مدت زندگی بہ نسبت ابدالآباد کے اتنی بہی نہین ہے جتنی مدت ایک
مہینی کی ہے بہ نسبت ایام زندگی کے تو اتنے دنونکا صبر اور مجاہدہ اوس خوشی دائمی کے لیے
بہت ضرور ہے اور طریق مجاہدہ اور ریاضت کا باعتبار احوال ہر ایک انسان کے مختلف ہے
مگر کلیہ یہ ہی کہ اسباب دنیا مین سی جس شخص کو جس سی خوشی ہوتی ہو اوسکو ترک کر دے مثلاً
جو لوگ مال اور جاہ سے خوش ہوتے ہون یا اپنے وعظ کی تاثیر سے خوش ہوتی ہون یا ریاست
و حکومت کی عزت سی یا کثرت تلامذہ سے خوش ہوتے ہون تو انکو چاہیے کہ اول ان چیزونکو
ویسی بہلا دین پہر اسکے بعد اگر کوئی چیز ان چیزونمین اونسے روکدی جاوے اور کہا جاوی کہ
تمکو اسکے نملنی سے کچہہ آخرت کا ثواب کم نہین ہوگا اور وہ اس سے ناراض ہون اور رنج اٹہاوین
تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ اون لوگون مین سی ہین کہ رَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِہَا
اور یہ اونکے حق مین زہر ہے جب اسباب فرح کو چہوڑ دے تو لوگونسے الگ ہو کر اپنی دلکا نگران رہے
یہانتک کہ بجز ذکر اور فکر الٰہی کے اور کسی چیز مین مشغول نہو اور جو کچہہ نفس مین وسوسہ یا شہوت

وہ یہ ہے کہ لذت دنیا پاکر نفس خوش ہوتا ہے اور اوسکیطرف میل اور اطمینان کرتا ہے اور اترا
پھولا نہیں سماتا اور ایسا ہوجاتا ہے جیسا کوئی مستولا کہ کبھی ہوش میں نہیں آتا اور یہ خوشی
اوسکے حق میں زہر قاتل ہے کہ رگ و ریشہ میں پھیل جاتی ہے اور دل سے خوف اور ذکر موت
اور احوال قیامت کو یک بخت اڑا دیتی ہے اسی کا نام موت قلب ہے قرآن مجید میں اکثر جا مذمت
دنیا کی اور اوسپر خوش ہونیکی موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا رَضُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوا بِهَا
اور فرمایا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اور فرمایا اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ
وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ خدا تعالیٰ ان آفات سے بچاوے علاوہ ازیں
جو لوگ ارباب قلوب میں محتاط ہیں اونہوں نے امتحان کیا ہے تو دنیاوی خوشی کی حالت میں دل کو
سخت اور سرکش اور ذکر الٰہی سے کم متاثر پایا اور غم کی حالت میں نرم اور صاف اور متاثر معلوم
کیا اس سے جان لیا کہ نجات آدمی کی اسی میں ہے کہ مدام غمگین رہے اور اسباب خوشی اور طغیان سے
کوسوں دور اسی لیے اپنے نفسونکو اس بات کی عادت ڈالی کہ شہوات خواہ حلال ہوں یا حرام
سب پر صبر کرے اور جتنے اوسکے مفر اور ٹھکانے تھے اوسکو سب سے علیحدہ کردیا اور یہ بھی جان لیا
کہ حلال شہوت میں بھی حساب ہوتا ہے جو ایک قسم کا عذاب ہے اس لیے کہ جس سے مناقشہ حساب
کا ہوگا عرصات قیامت میں کیسی تکلیف اوٹھاویگا ان باتونکے لحاظ سے اونہوں نے اپنے نفسونکو
اس تکلیف سے بچایا اور شہوات کی غلامی اور قید سے چھوٹ کر دونوں جہانکی آزادی اور بادشاہت
لی اور خدا تعالےٰ کے ذکر و طاعت سے شغل و انس حاصل کیا اور اپنے نفسونسے وہ معاملہ کیا جو باز سے
تادیب کی وقت کیا جاتا ہے یعنے اولاً باز کو اندھیرے مکانمیں رکھتے ہیں اور اوسکی آنکھیں سیدیتے ہیں
تاکہ ہوا میں اڑنا اور جھپٹا مار رہنا جسکا پہلے سے عادی تھا وہ موقوف ہوجاوے بعد اوسکی اوسکو
گوشت پر لگاتے ہیں تاکہ اپنے مالک کو پہچان لے اور جب اوسکی آواز سنے اوسکے پاس پھر آوے
اسیطرح نفس بھی اپنے رب سے مانوس نہیں ہوتا اور نہ اوسکی ذکر سے الفت کرتا ہے لیکن اول اس کی
عادتمیں خلوت اور عزلت سے چھڑائی جاتی ہیں اور کان اور آنکھہ کو اونکے مالوف چیزونسے حفاظت
کیجاتی ہے پھر ذکر و ثنا کی عادت ڈالی جاتی ہے یہانتک کہ اوسکو اسی سے انس ہوجاوے اور اس
دنیاوی مع تمام شہوات نسیاً منسیاً ہوجاوے اور یہ امر مرید کو اول میں گران گذرتا ہے مگر انجام میں
چاٹ پڑجاتی ہے جیسے شیر خوار لڑکے کا دودھ چھڑاوین تو کیسا روتا ہے کیونکہ دم پھر بھی اوسکو
بے دودھ رہنے کی عادت نہ تھی اب دفعتہ روک دیا گیا اسی لیے بہت روتا ہے اور عوض دودھ کے

قول
اور راضی ہوئی دنیا
کی زندگی پر اور اسی پر
چین پکڑا ۱۲
قول
اور دنیا کی زندگی تو کھیل
تماشہ ہے اور آخرت
میں گھر تو وہی ہے ۱۲
قول
جان رکھو کہ دنیا کا
جینا یہی ہے کھیل

آگ مین تو ضرور جائیگا مگر جسقدر دلپر غلبہ ذکر الٰہی ہوگا اوسیقدر جلد نجات پاویگا چوتہا وہ شخص ہی کہ دونون مین مشغول ہے مگر دنیا کا غلبہ دلپر ہے تو یہ شخص دوزخ مین زیادہ رہیگا لیکن اوسمین سے بیشک نکلیگا کیونکہ اگرچہ دنیا اوسکے دلپر غالب تہی مگر خدا کا ذکر بہی تہ دل سے کرتا تہا اوسیکی قوت سی نجات حاصل ہوگی الٰہی ہمکو ذلت و رسوائی سے بچانا ؎

نفس و شیطان زد کریما راہ ما		رحمتت باد اشفاعت خواہ ما	

بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ اشیاء مباح سے لذت لینی مباح ہے تو اس سے خدا کی دوری کیسے ہوگی مگر یہ اونکا خیال خام ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ دوستی دنیا کی ہر ایک گناہ کی جڑ ہے اور ہر ایک حسنہ کو حبط کرتی ہے اور مباح شے جو ضرورت سی زیادہ ہو وہ بیشک دنیا ہی ہے اور دوری کا سبب ہوتی ہے چنانچہ اسکا ذکر ذم دنیا کے باب مین آویگا ابراہیم خواص کہتے ہین کہ مین ایک دفعہ پہاڑ لکام پر تہا مجکو انار نظر پڑے اور دل چاہا ایک توڑ کر جو چیرا تو کہٹا پایا اوسے ڈالکر چلدیا راہ مین ایک شخص پڑا ہوا تہا اور اوسپر بہڑین جمع تہین مینے اوس سے کہا السلام علیک اوسنی کہا وعلیک السلام یا ابراہیم مینے پوچہا کہ تم نے مجہے کیسے پہچانا اوسنے کہا کہ جو خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز مخفی نہین رہتی مینے کہا کہ آپ تو رسیدہ ہین خدا سی دعا کیون نہین مانگتی کہ ان بہڑونسے تمکو بچا دے اوسنی جواب دیا کہ آپ بہی تو رسیدہ ہین دعا کیون نہین کرتے کہ انار کی خواہش سے تمہاری دلکو بچا دی بہڑونکا رنج تو دنیا ہی تک ہی شہوت کا دُکہہ تو آخرت تک رہیگا مین چُپ ہوکر چلا گیا اور سری رح فرماتے ہین کہ چالیس برس سی میرا نفس یون چاہتا ہے کہ روٹی چہوہاری کی شیرہ مین تر کرکے کہاؤن مگر مینے نہ کہلائی اس سے معلوم ہوا کہ اصلاح قلب طریق آخرت کی سلوک کے لیے نہین ہوتی جب تک کہ نفس کو شہوات سی اور مباح چیزون کی لذت سی روکا نجاوی اسلیے کہ مباحات کی لذت سی محظورات مین پڑجاتا ہی مثلاً اگر کوئی چاہی کہ زبان سے غیبت اور فضول بات نہ نکلی تو اوسکو چاہیی کہ بجز ذکر الٰہی یا ضروریات دین کی اور کوئی کلمہ زبانسی نہ نکالے اور سکوت اختیار کری یہانتک کہ شہوت کلام فنا ہوجاوی پہر جو کلام نکلے گا وہ حق ہوگا اور سکوت اور کلام دونون عبادت ہونگی اور جب آنکہہ مین یہ عادت ہو کہ ہر ایک اچہی چیز کیطرف پڑتی ہی تو حرام چیزون پر بہی پڑیگی اور علی ہذا القیاس اور شہوات کو خیال کرو کیونکہ حلال اور حرام دونونکی شہوت تو ایک ہی ہے اور بندہ کو حکم ہے کہ حرام سے شہوت کو روکی پس اگر مقدار حاجت پر کفایت کا عادی نہوگا تو شہوت کا غلبہ ہوجاویگا اور یہ ادنی آفت مباحات کی ہی اسکی سوا اور بڑی آفتین ہین

کہنے لگا کہ سن مینے تجکو سات بار یہی جواب دیا تھا تو نے نہ مانا اور کہا کہ جنید سے سنون گا لے اب
سن لیا پھر وہ شخص چلدیا اور مینے نہ پہچانا اور بیزید قاشی فرمایا کرتے کہ یار وٹھنڈا پانی مجکو دنیا مین
ندوا ایسا نہو کہ آخرت مین اوس سے محروم رہون اور ایک شخص نے عمر بن عبد العزیز سے پوچھا کہ مین
کسوقت کلام کیا کرون آپ نے فرمایا کہ جب نفس خاموشی چاہے اوسنے پوچھا کہ چپ کسوقت
ہون فرمایا کہ جب وہ بولنا چاہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جسکو شوق جنت کا ہو
وہ دنیا مین شہوات سی الگ رہی اور حضرت مالک بن دینار بازار مین پھرتے جب کوئی چیز اپنے
جی چاہتی دیکھتے تو نفس سے کہتے کہ صبر کرنا چاہیے بخدا کہ مین جو تجکو منع کرتا ہون صرف تجکو
اپنے نزدیک بڑا سمجھکر روکتا ہون ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ علما اور حکما کا اسپر اتفاق
ہے کہ سعادت اخروی کا طریق سوای روکنے نفس کے ہوای نفسانی سے اور مخالفت شہوات
کے اور کوئی نہین تو اسپر ایمان واجب ہی اور علم تفصیل اس امر کا کہ شہوات سی کون شی ترک
کرنی چاہیے اور کونسی نہین اوس بیان سے معلوم ہوتا ہی جو ہم اوپر لکھہ چکے ہین اور اصل ریاضت
اسکا نام ہے کہ جو چیز قبر مین بجائے اوس سی نفس کو بقدر ضرورت بہرہ مند کرے یعنے کہانا
اور لباس اور نکاح اور مسکن اور جو چیزین کہ ضروری ہون اوسنے بقدر حاجت و ضرورت مستفید
ہوا گر اسقدر سے کچھہ بھی زیادتی کریگا تو اوسیقدر کے ساتھہ انس و الفت ہوگی جب مریگا
تو اسی جہت سے تمنا دنیا مین پھر آنیکی باقی رہیگی اور دنیا مین آنیکی تمنا اوسیکو ہوگی جسکو
آخرت سی بہرہ نہو اور اس سے نجات کیصورت بھی ہے کہ قلب خدا کی معرفت اور محبت اور فکر
مین مشغول رہے اور اوسیکا ہو رہی اور دنیا سے اوسقدر پر قناعت کرے جو فکر اور ذکر کے مانع
نہو اور یہ باتین سب اوسیکی عنایت سی میسر ہوتی ہین پس جو کوئی اس ریاضت حقیقی تک پہونچ
سکے اوسکے قریب قریب پہونچنے کا قصد کرے اس باب مین لوگ چار طرح پر ہین ایک وہ ہی کہ اوکا
قلب ذکر الٰہی مین مستغرق ہی اور دنیا کیطرف سوای ضرورت معیشت کے التفات ہی نہین کرتا ایسا شخص
صدیقین مین سی ہے مگر یہ رتبہ بہت دنونکی ریاضت اور مدت تک ترک شہوات کی بعد ملتا ہی ؎

عمرے باید کہ یار آید بکنار		این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند	

دوسرا وہ شخص ہے کہ دنیا مین اوسکا دل ڈوبا ہوا ہے اور اللہ تعالے کا ذکر صرف بطور حدیث
نفس کے آجاتا ہے یعنے صرف زبانسی ذکر کرتا ہے نہ دل سے تو ایسا شخص ہالکین مین ہے ہے
تیسرا وہ شخص ہے کہ دنیا اور دین مین دونومین مشغول ہے لیکن قلب پر دین غالب ہی تو ایسا شخص

برابر کوئی چیز سخت نہین پس جب نفس مین سی ارادہ شہوات کا اٹھے یا شیرینی کلام بیہودہ کی
اوس سے جوش مارے اوسیوقت چاہیے کہ شمشیر قلت طعام غلاف کمخوابی سے برہنہ کرے اور خاموشی
کا تازیانہ اوسپر جڑے یہانتک کہ ظلم اور انتقام سے باز آوے اور ہمیشہ کو اوسکے وبال سے چھوٹے
اور کدورت شہوات سی اوسکو پاک وصاف کردے تب کہین اوسکی آفتونسے چھٹی ملے اسوقت نوری
اور روحانی ہلکا پھلکا ہوجاویگا اور میدان خیرات مین دوڑتا پھریگا اور طاعت کی رستون مین
سرپٹ گھوڑیکی طرح جولانیان کریگا اور ایسا ہوجائیگا جیسے بادشاہ چمن مین سیر کرتا ہی اور یہی
اونہونے ہی فرمایا ہی کہ انسان کے دشمن تین ہین دنیا اور شیطان اور نفس تو دنیا سے تو رہند
کرنے سے بچنا چاہیے اور شیطان سے اوسکی مخالفت کرنے سے اور نفس سے ترک شہوات سی اور بعض
حکما کا قول ہے کہ جس شخص پر نفس غالب ہوجاتا ہی وہ اوسکی چاہ کی چاہ مین قید ہوجاتا ہی اور
بیڑیان اور طوق پڑجاتا ہے باگ اوسکے قبضہ مین ہوجاتی ہے جدہر چاہتا ہے لیے پھرتا ہی قلب کو
فوائد سے مانع ہوتا ہے اور امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہین کہ اسپر علما وحکما کا اتفاق ہے کہ عیش دائمی
بے عیش چھوڑے نہین ملتا اور ابو یحیی وراق فرماتے ہین کہ جس نے اعضا کی خوشی شہوات کے ارتکاب
سے کی اوسنے مزرعۂ دل مین تخم ندامت بویا اور وہب بن الورد فرماتے ہین کہ روٹی سے زیادہ اگر ہو تو
خواہش نفس مین داخل ہی اور یہ بھی اونکا قول ہے کہ جو کوئی شہوات دنیا سے محبت کرتا ہی چاہیے کہ
ذلت کیواسطی تیار رہے اور روایت ہی کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام سے اوسوقت مین کہ آپ
مالک مصر ہوگئے تھے عرض کیا اے یوسف حرص اور شہوت نے بادشاہونکو غلام کردیا اور صبر وتقوی
نے غلامون کو بادشاہ بنا دیا آپ نے فرمایا کہ یہ تو خدا ہی نے کہا ہے اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ
لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ اور حضرت جنید رح فرماتے ہین کہ ایک دفعہ رات کو مین جاگا اور نماز پر
کھڑا ہوا کچھ وہ لذت نہ ملی جو ہمیشہ ہوتی تھی تو ارادہ کیا کہ سو رہون یہ بھی نہ ہوسکا پھر بیٹھنا چاہا
تو وہ بھی ممکن نہ ہوا آخر مکان سے نکلا تو دیکھا کہ ایک آدمی کمل مین لپٹا ہوا راستہ مین لیٹا ہی جب
اوسنے میری آہٹ سنی تو کہا کہ ای ابو القاسم اسوقت ذرا میرے پاس آ مین نے کہا کہ میان صاحب
پہلے سی تو آپ نے اطلاع نہین فرمائی اوس نے کہا کہ ٹھیک ہی مینے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ تمہاری دل کو
میرے لیے حرکت دی مینے کہا کہ یہ تو اللہ تعالے نے کیا اب آپ فرمائین کیا مطلب ہے اوسنے کہا کہ نفس کا
درد کسوقت اوسکا علاج ہوتا ہی مینے جواب دیا کہ جب آدمی خواہش نفس کے خلاف کرتا ہی تو
اوسکو تکلیف ہوتی ہے مگر یہی اوسکا علاج اور دوا ہی پس وہ شخص اپنے نفس کیطرف متوجہ ہوکر

البتہ جو کوئی پرہیزگار ہوا ور ثابت ہو تو ایسے لوگون کو تعلق نہین کی وجہ سے

عاجز ہو تو یہ ضرور چاہیے کہ اسکی تصدیق اور ایمان براہ تقلید حاصل ہو کیونکہ ایمان کا جدا درجہ ہے
اور علم کا جدا علم بعد ایمان کے حاصل ہوتا ہی اور اوسکا درجہ بھی ایمان کی اوپر ہے قال اللہ تعالیٰ یرفع
اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات پس جس شخص نے اس بات کی تصدیق کی کہ شہوت
کی مخالفت موصل الی اللہ ہے اور اسکا سبب اور رہبر نہین جانا تو وہ ایمان والون مین ہی اور جب
سبب اور رہبر پر بھی وقوف ہو گیا تو علم والونمین ہو وکلا وعد اللہ الحسنیٰ اور اس بات پر ایمان لانا
قرآن و حدیث و اقوال علماسی ثابت ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وینھی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی المأوی
اور فرمایا اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی اسکی تفسیر یونکی ہی کہ اونکی دلون سے محبت
شہوات نکال لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المؤمن بین خمس شدائد مؤمن ہے پانچ سختیون مین
یعضہ وکافر فرحا تالہ وشیطان یضلہ ونفس تنازعہ اسمین بیان فرمایا کہ آدمی کا نفس دشمن نزاع کنندہ ہی اوس سے
مجاہدہ واجب ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ
اے داود اپنے اصحاب کو شہوات کی کھانے سے ڈرا اور بچا کیونکہ جن قلوب کی عقلین شہوات
دنیا و یسی متعلق ہین وہ مجھسے محجوب ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ خوشا حال
اوس شخص کا جسنے حال کی شہوت کو بن دیکھی وعدہ کی لیے چھوڑ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون لوگونکو فرمایا جو جہاد سی پھر کر آئے تھے مرحبا بکم قدمتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے آپنے فرمایا جہاد النفس اور فرمایا المجاھد من جاھد نفسہ فی
طاعۃ اللہ عزوجل اور فرمایا کف اذاک عن نفسک ولا تتابعھا فی معصیۃ اللہ تعالیٰ اذا حاکم
یوم القیامۃ فیلعن بعضک بعضا الا ان یغفر اللہ تعالیٰ ویستر اور حضرت سفیان ثوری رح
فرماتے ہین کہ نفس سے سخت تر علاج مینے کسی چیز کا نہین دیکھا کبھی تو میری مفید ہوتا ہی اور کبھی
مضر اور ابو العباس موصلی اپنے نفس سی کہتے کہ نہ تو شہزادونکی ساتھہ دنیا کا مزا پاتا ہی نہ آخرت کی
طلب مین عابدونکی ساتھہ محنت اٹھاتا ہی کیا مجکو دوزخ اور جنت کی بیچ مین قید کریگا شرم نہین کرتا
اور حسن بصری رح فرماتے ہین کہ نفس سی زیادہ سرکش گھوڑی کو بھی سخت لگام کی حاجت نہین ہوتی
اور یحییٰ بن معاذ فرماتے ہین کہ نفس کی ساتھہ ریاضت کی تلوارون سے لڑنا چاہیے اور ریاضت
چار طرح پر ہے تھوڑا کھانا تھوڑا سونا بقدر حاجت بولنا اور سب لوگون کی ایذا کو سہنا تھوڑے
کھانے سے شہوت مرجاتی ہے اور تھوڑی سونی سی نیت صاف ہوتی ہی اور کم بولنے سے آفتون سے
سلامت رہتا ہی اور ایذا کی برداشت سی اقصے مراتب کو پہونچتا ہے اور بندہ پر حلم اور بردباری جھانک

عیب جوئی کی جہت سی اوسکی نصیحت کا فائدہ مہمل ہوجاتا ہے اور یہ امر کثرت ذنوب سی سختی دل کا نشان ہے اور اصل سب کی وہی ضعف ایمان ہم اللہ سے چاہتی ہین کہ ہمکو راہ ہدایت دکھلاوے اور ہمارے عیبون پر ہمکو مطلع کرکے اوسکی علاج مین مصروف کردے اور اس بات کی توفیق عنایت کرے کہ جو کوئی ہمکو عیب بتلاوی اوسکے ممنون اور مشکور ہون تیسرا طور یہ ہی کہ اپنی عیب دشمنونکی زبانی معلوم کرے کہ وہ لوگ عیوب ہی کی درپے رہتی ہین اور غالب یہ ہی کہ آدمی اس باب مین بہ نسبت دوستونکے دشمنان عیب جوسی زیادہ نفع حاصل کرسکتا ہے اس لیے کہ دوست خوشامد کی جہت سی عیب نہین ظاہر کرتے مگر آدمی کی پیدایش مین یہ بات ہی کہ دشمن کے قول کو جھوٹا اور مبنی بر حسد جانتے ہین لیکن اہل بصیرت دشمنونکی قول سے بہی فائدہ مند ہوتے ہین اس لیے کہ برائیان ضرور اونکی زبانون پر مذکور ہوتی ہین جو تیسرا طور یہ ہی کہ آدمی سنے ملکر جو بات اونمین بری دیکھے اپنے نفس کو اوسپر متنبہ کرے اس لیے کہ مومن ایک دوسری کا آئینہ ہوتا ہے دوسرے کی عیب دیکھکر اپنے عیب معلوم کرلے اور جان لے کہ طبیعتین سب کی قریب قریب ہوتی ہین جو بات ایک مین ہوگی اوسکی اصل دوسرے مین بہی ہوگی یا اوس سے بڑہکر ہوگی اسطرح جو بات دوسرے سی بری معلوم ہو اوس بات کو اپنے نفس سے دور کرے اور یہ تادیب بہت عمدہ ہے اگر آدمی اسپر عمل کرین تو مرشد و مؤدب کی کچھہ حاجت نہو حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو ادب کس نے سکھلایا آپ نے فرمایا کہ مجکو کسی نے ادب نہین سکھلایا جاہل کی جہالت مجکو بری معلوم ہوئی اوس سے مینے کنارہ کیا اور یہ طور اون لوگون کے لیے ہین جنکو ایسا اوستاد کامل میسر نہو جو عارف اور ذکی اور عیوب نفس سے واقف ہو اور شفقت دین کی نصیحت کرے اور اپنے نفس کی تہذیب سے فارغ ہوکر اللہ کی بندونکی تہذیب و تعلیم مین مشغول ہو ورنہ جسکو ایسا مرشد میسر آجاوے تو گویا طبیب ملگیا اوسکا پیچھا نچھوڑے وہ اس کا مرض کھودیگا اور ہلاک سے بچادیگا

آٹھوان بیان دلائل نقلی ارباب بصیرت اور شواہد شریعت کا اس بات پر کہ امراض قلوب کا علاج شہوات کے چھوڑنے سے ہی اور یہ کہ مادہ ان امراض کا اتباع شہوات ہی

جاننا چاہیے کہ بیان مذکورہ بالا اگر بنظر تامل اور اعتبار کے دیکھا جاوے تو آدمی کی بصیرت کھل جاوے اور امراض قلوب مع اونکے علاج کے نور علم و یقین سی معلوم ہوجاوین پس اگر اس سے

تبلادیتا ہے مگر اسوقت مین ایسے شخص کا وجود کمیاب ہی دوسرے یہ کہ کسی اپنے دوست صادق متدین عقیل سے کہے کہ میری احوال اور افعال کو تاکتے رہو اور جو کچھ میرے اخلاق و افعال ظاہری و باطنی مین برا معلوم ہو اوس سے مجکو اطلاع کردو اکابر ائمہ دین اسیطرح کیا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ خدا کی رحمت ہو اوس شخص پر جو مجکو میرے عیب تبلادی اور حضرت سلمان فارسی سے اپنے عیب پوچھا کرتے جب حضرت سلمان آپ کی پاس تشریف لائی تو آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی بات بھی میری تم تک پہونچی ہے جو تمہین بری معلوم ہو اونہون نے عرض کیا کہ اس بات سے مجکو معاف رکھیے آپ نے اصرار پوچھا تو انہون نے کہا کہ مینے سنا ہی کہ آپ نے دسترخوان پر دو سالن جمع کیے اور آپ کی پاس دو لباس ہین ایک رات کا ایک دن کا آپ نے فرمایا کہ انکی سوا اچھہ اور سنا ہے انہون نے کہا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ ان دونونسے تسلی رکھو انکی ایک وجہ بھی اور حضرت حذیفہ سے پوچھتے کہ آپ منافقین کے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راز دار ہین یہ تبلاؤ کہ مجھمین تو کوئی نشان نفاق کا نہین باقی سبحان اللہ باوجود اس جلالت شان اور علو مکان کی آپ اپنے نفس کو اسقدر متہم کرتے تھے پس جو کوئی عقل زیادہ اور منصب عالی رکھتا ہوگا وہ کمبخت کریگا اور سب سے زیادہ اپنے نفس پر تہمتین باندہیگا اور اس زمانہ مین ایسا دوست ملنا دشوار ہی کہ منہ دیکھے پر کا لحاظ برطرف کرکے عیب تبلادے یا حسد کی باعث جتنا چاہے اوس سے زیادہ نہ کہی آجکل کے دوست حاسد اور خود غرضے ہین کہ جو عیب بھی اوسکو بھی عیب جانین یا خوشامد کی ماری عیب چھپاوین اسی جہت سے داؤد طائی نے لوگون سے کنارہ کرلیا تھا جب اونسے پوچھا کہ لوگونسے آپ کیون نہین ملتے اونہون نے کہا کہ مین ایسے لوگونسے ملکر کیا کرون جو میرے عیب پوشیدہ رکھین غرضکہ ارباب دین کی آرزو یہی ہوتی تھی کہ دوسرے کے بتلانے سے اپنی عیبون پر متنبہ ہون لیکن اب زمانہ ایسا ہوگیا ہے کہ جو کوئی نصیحت کی بات کہی اور ہمکو ہماری عیب تبلادی وہ سب سے بڑا دشمن گنا جاتا ہے اور یہ علامت ضعف ایمان کی ہے کیونکہ اخلاق بد مثل سانپ اور بچھو کے ہین پس اگر کوئی ہم سے یون کہے کہ تمہارے کپڑونمین بچھو ہے تو اوسکا ممنون ہونا چاہیے اور خوش ہوکر اوسکی علیحدہ کرنے اور قتل کرنے مین کوشش کرنی چاہیے حالانکہ بچھو کا زہر اوسمین صرف ایک روز یا اوس سے بھی کم رہتا ہے اور اخلاق بد کا وبال یہ خوف ہی کہ بعد موت بھی ہمیشہ کو ہزارون برس ہی تو جو کوئی اونکا حال ہمکو تبلاتا ہے اوس سے خوش نہین ہوتے اور اونکی دور کرنے مین مشغول نہین ہوتے بلکہ اوسکے مقابلہ مین کوئی عیب نصیحت کنندہ کا کہنے لگتے ہین کہ تم مین بھی تو فلان عیب ہے اور اس

جاویگا کہ وہ اس سے راضی اور یہ اوس سے خوش اور بندگان مقرب یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی جماعت مین داخل ہوگا جو عمدہ رفیق ہین اور ازانجا کہ درجۂ اوسط دونون طرفون مین نہایت باریک بلکہ بال سے زیادہ پتلا اور تلوار سے زیادہ تیز ہے تو بالضرور جو اس صراط المستقیم پر دنیا مین قائم رہیگا وہ اسیطرح آخرت کی پل صراط پر گذریگا اور چونکہ آدمی کچھ نہ کچھ صراط مستقیم درجۂ اوسط سی ایک نہ ایک طرف کو جہک جاتا ہی اسی لیے اوسکا قلب متعلق اوسی جانب کو ہوتا ہے جس طرف کہ جہکا ہے اور بہمین لحاظ کچھہ نہ کچھہ عذاب اور گذر دوزخ ضرور ہوگا گو بجلی ہی کیطرح نکل جاوی اللہ تعالے فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا یعنے وہ لوگ کہ صراط مستقیم سے اکثر قریب رہی بعید کمتر رہے اور اسی استقامت کی دشواری کی جہت سی ہر روز بندہ پر اثناء قرأت الحمد مین سترہ بار یہ دعا واجب ہوئی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ روایت ہی کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور عرض کیا کہ آپ نی فرمایا ہے کہ مجکو سورۂ ہود نے بوڑہا کر دیا اسکی وجہ کیا ہے آپ نی ارشاد فرمایا کہ اوسمین حکم خداوندی یون ہے کہ فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ اس سے معلوم ہوا کہ استقامت راہ راست پر نہایت دشوار ہے مگر بندہ کو چاہیے کہ اگر استقامت حقیقی میسر نہو تو اوس سے قرب ہی کے لیے کوشش کی جاوے غرض کہ جو شخص اپنی نجات چاہے تو بدون عمل صالح نہوگی اور اعمال صالح عمدہ اخلاق سے ہوتی ہین اسلیے ضرور ہی کہ آدمی اپنے صفات اور اخلاق کیطرف متوجہ ہو اور ایک ایک کا علاج بترتیب کری خداوند کریم ہمکو تقوے نصیب فرماوی

ساتوان بیان اوس طریق کا جس سے انسان اپنی عیب پہچانے

جاننا چاہیے کہ جب خدا تعالی کو کسی کے ساتہہ بہلائی کرنی منظور ہوتی ہے اوسکی نظر کو خود اوسکی عیبون کیطرف پھیر دیتا ہے پس جسکی عقل تیز ہوتی ہے اوسپر اوسکے عیب پوشیدہ نہین رہتے اور عیب کے معلوم ہونیکی بعد علاج بہی ممکن ہے مگر افسوس کہ لوگ اپنی عیبونسے جاہل ہین دوسرونکی عیوب ذرا ذرا معلوم کرتے ہین لیکن اپنی بڑے عیب بھی نہین جانتے **قطعہ**

ای ہنرہا نہادہ بر کف دست	عیبہا را گرفتہ زیر بغل
تا چہ خواہی خریدن ای مغرور	روز درماندگی بسیم دغل

پس جو کوئی اپنے عیب جاننا چاہے اوسکے چار طور ہین اول یہ کہ جو مرشد کہ عیوب نفس جان سکتا ہو اور آفات پوشیدہ کو معلوم کر سکتا ہو اوسکے سامنے بیٹھے اور اپنے آپکو اوسکے حوالے کری اور جو کچھہ وہ مجاہدہ بتلاوے اوسکی بموجب عمل کرے یہ حال مرید کا مرشد کے ساتہہ ہے کہ مرشد عیوب نفس اور علاج دونون

اونہین مین سی ہی اسیواسطی آدمی غافل رہتا ہی اور اگر جان بہی جاتا ہے تو اوسکے علاج کی تلخی پر صبر مشکل ہے اس لیے کہ دوا اوسکی شہوات کی مخالفت ہی جسکو جان کندنی سمجہتا ہے اور اگر نفس مین صبر بہی پاتا ہے تو کوئی معالج حاذق نہین ملتا کہ اوسکا علاج کرے کیونکہ طبیب اس مرض کی علما ہین اور وہ خود اس مرض مین مبتلا ہین پس جب وہ اپنا ہی علاج نہین کرتے تو دوسرے کا کسطرح کرینگے ؎

جو معالج تہا وہی اس درد سی لاچار ہی	پھر دوا بیمار کی ہونے بہت دشوار ہے

اسی جہت سی مرض قلوب مرض لاعلاج ہو گیا ہی نہ اسکا علم لوگونمین رہا نہ اس مرض کو کوئی جانتا ہے لوگ حب دنیا پر جہک پڑے اور ایسے اعمال پر متوجہ ہوئی کہ ظاہر مین عبادت ہون اور باطن مین ریا و عادت یہانتک اصول امراض کی علامات ہو چکین اب علامات صحت کو بعد معالجہ کی سننا چاہیے وہ اسطرح ہے کہ جس بیماری کا علاج کرنا ہے اگر وہ بخل ہے جو موجب تباہی اور بعد عن اللہ ہوتا ہے تو اوسکا علاج مال کے دے ڈالنی اور خرچ کرنے سے ہوتا ہے مگر بذل مال اس درجہ پر کرے کہ مسرف نہو جاوے ورنہ ایک اور مرض مین مبتلا ہو جاویگا جیسی کوئی شخص سردی کا علاج گرمی سے اتنا کری کہ حرارت بڑہ جاوی تو یہ بہی ایک مرض ہے بلکہ مقصود یہ ہی کہ اعتدال سردی اور گرمی مین ہو جاوی اسیطرح یہان بہی یہ مقصود ہے کہ فضول خرچی اور کم خرچی مین اعتدال ہو جاوے اور درجہ وسط جو دونون طرفونسے نہایت فاصلہ پر ہی حاصل ہو جاوے پس اگر یہ منظور ہو کہ درجہ وسط معلوم کرو تو اوسکا طریق یہ ہی کہ جو فعل کسی خلق کی باعث ہوتا ہے اوسکو دیکہنا چاہیے اگر وہ سہل اور شیرین معلوم ہو تو جان لینا چاہیے کہ یہی خلق نفس پر غالب ہے مثلاً اگر مال کا روکنا اور جمع کرنا آسان اور لذیذ معلوم ہو بہ نسبت مستحقین کے دینے کے تو جان لو کہ بخل کا غلبہ ہے اس صورت مین داد و دہش کی مواظبت زیادہ کرنی چاہیے اور اگر غیر مستحقون کو دینا آسان اور لذیذ معلوم ہوتا ہو بہ نسبت امساک واجبی کے تو اپنی اوپر فضول خرچی کا غلبہ سمجہو اور اس صورت مین امساک کی مواظبت کیطرف رجوع کرو اور اسیطرح نفس کے افعال کو دیکہکر اونکی سہولت اور اشکال سے عادت پر استدلال کرتے رہو یہانتک کہ علاقہ دل مال کیطرف التفات سے منقطع ہو جاوے اور بذل اور امساک دونون کی طرف رجوع نکرے بلکہ مال کا حال پانی کا سا ہو جاوے کہ اگر امساک بہی ہو تو کسی محتاج کی حاجت کی لیے ہو اور بذل بہی ہو تو ایسا ہی کچہہ ہو مگر ان دونون کو ایک دوسری پر غلبہ نرہے پس جو قلب اسیطرح کا ہو جاوے گا وہ اس مقام خاص سے سالم رہیگا اور تمام اخلاق سے سالم ہونا ضروری ہے یہانتک کہ متعلقات دنیا مین سی کسی چیز کا علاقہ نرہے اور یہان سے بی لگ اوٹھہ جاوے نہ خود دنیا کا التفات ہو نہ اوسکی لوازم کا شوق اسوقت پروردگار کے سامنی اطمینان کے سا

تو اوسپر ایک سزا مقرر کرے جیسا کہ ہمنے باب محاسبہ اور مراقبہ مین نفس کی تعزیر مین بیان کیا ہے اور اگر اوسکو سزا سے نہین ڈراویگا تو نفس اوسپر غالب آجاویگا اس صورت مین شہوت کی محبوب مرتکب ہو بیٹھیگا جسکے سبب سب ریاضت برباد ہوجاوے گی

چھٹا بیان قلوب کی بیماریون کی علامتون کا اور اوسکے تندرست ہوجانے کی علامتون کا

واضح ہو کہ ہر ایک عضو اعضا بدنسے ایک فعل خاص کے لیے پیدا ہوا ہے اگر اوس سے وہ فعل صادر نہ ہوگا یا کچھ اضطراب کی طور پر صادر ہوگا تو وہ عضو صحیح نہ کہلاویگا بیمار ہوگا مثلاً ہاتھ کا مرض یہ ہے کہ اوس سے گرفت نہوسکے اور آنکھ کا مرض یہ ہے کہ دیکھہ نسکے یا دیکھنا مشکل ہو اسیطرح مرض قلب وہ ہوگا جس سے قلب اپنا فعل خاص نہ کرسکے اور اوسکا فعل خاص علم اور حکمت اور معرفت اور محبت اور عبادت الٰہی ہے اور اوسکے ذکر سے لذت پانا اور سوا اوسکی ہر چیز کی خواہش پر اسی لذت کو ترجیح دینی اور تمام اعضا اور آرزوون سے اوسکے لیے مدد چاہنی جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اس سے معلوم ہوا کہ قلب انسانی کا فعل خاص عبادت و معرفت الٰہی ہے اور خاصیت نفس انسانی وہ ہی ہونی بھی چاہیے کہ جس سے بہائم سے علیحدہ ہوجاوے کیونکہ قوت کھانے اور پینے اور جماع اور دیکھنے مین تو انسان اونسے متمیز نہین بلکہ اس امر مین متمیز ہے کہ چیزونکو اون کی اصل حقیقت پر جانتا ہے اور ازانجا کہ موجد اور مخترع تمام اشیا کا اللہ جل شانہ ہی پس اگر کوئی تمام اشیا کو جانے اور اونکے صانع کو نہ پہچانے تو گویا اوسنے خاک بھی نجانا اور علامت خدا کی پہچان اوس کی محبت ہے جو اوسکو پہچانتا ہے اوسکی دوستی مین محو ہوجاتا ہے

این ہمہ عیان در طلبش بیخبر انند	آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

اور اوسکی محبت کی یہ نشانی ہے اوسپر دنیا اور مافیہا اور تمام اپنی محبوب چیزونکو ترجیح نہ دے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ پس جس کسی کے نزدیک خدا کی سوا اور کوئی چیز محبوب تر ہو تو اوسکا دل مریض ہے جیسا کسیکے معدہ مین روٹی اور پانی کی نسبت محبت مٹی کی زیادہ ہوجاوے اور غذا کی خواہش جاتی رہے تو وہ مریض ہوتا ہے پس مرض قلوب کی یہ علامات ہین اور اس بیانسے معلوم ہوا کہ تمام قلوب بیمار ہین إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ اور چونکہ بعضے مرض ایسے ہوتی ہین کہ بیمار کو معلوم نہین ہوتے اور مرض قلب بھی

اسیطرح جس کسیکا نفس دفعۃً جاہ کی چھوڑنے پر راضی نہو تو چاہیے کہ اوسکو کسی ہلکی جاہ مین مصروف کیا جاوے
اسیطرح بتدریج اوس صفت کو اوس سے دور کرنا چاہیے اور جب اوسپر حرص کھانیکی غالب ہو تو ہمیشہ
روزہ رکھواوے اور کھانا کم کھلاوے اور یہ حکم کرے کہ مزہ دار کھانے پکاکر دوسرونکو کھلاوے آپ اونمین
سے نہ کھاوی یہانتک کہ اوسکے نفس کو صبر کی عادت ہو اور کھانیکی حرص دور ہو اور جب اوسکو جوان
شائق نکاح جانے مگر نان نفقہ سے عاجز ہو تو اوسکو روزہ رکھنے کا حکم کرے اور اگر اس سے خواہش
کم نہو تو یون کہے کہ رات کو پانی سے افطار کیا کرو روٹی نہ کھاؤ اور دوسرے دن شام کو روٹی کھاؤ
پانی نہ پیو اور گوشت وسالن کی ممانعت قطعی کردے تاکہ اوسکا نفس ذلیل ہو اور خواہش کم ہو جاوے
کیونکہ شروع مین بھوکہ سی بڑھکر کوئی اچھا علاج نہین اور اگر غصہ کو اوسپر غالب دیکھی تو حلم اور سکوت کی
حکم کرے اور ایک بدمزاج کے ساتھہ اوسکو کرکے کہدی کہ اسکی اطاعت کیا کر یہانتک کہ اوسکا نفس
برداشت کرنے پر عادی ہو جاوی چنانچہ بعض بزرگون کے حال مین لکھا ہی کہ وہ اپنی نفس کو حلم کی
عادت ڈالنی اور شدت غضب کو دور کرنیکے لیے ایسے آدمیونکی مزدوری کیا کرتے تھے جو برملا گالیان
دے پس اپنے نفس سے بزور صبر کراتے تھے اور غصہ پیتے تھے یہانتک کہ حلم اونکی عادت ہوگئی اور اس باب مین
ضرب المثل بن گئے اور بعضے بزرگ اپنی آپ مین نامردی اور ضعف قلب پاتے تھے تو تحصیل شجاعت کے لیے
جاڑونکی موسم مین جب سمندر مین خوب موجین اوٹھتی ہوتین سوار ہوتے اور بعضے عابد کسل عبادت کا
علاج یون کرتے ہین کہ تمام تمام رات ایک ہی ہیئت پر کھڑے رہتے ہین اور بعض بزرگ ابتداء
مریدی مین قیام سے کسل کرتے تھے تو اپنے نفس پر لازم کرلیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا
تاکہ پاؤن پر کھڑا ہونیکو بخوشی مان لے اور بعضون نے دوستی مال کا یون علاج کیا کہ سارا مال بیچکر
اوسکا دام دریا مین پھینک دیا اس حبت سے کہ لٹانے مین شبہ سخاوت یا ریا کا بھی نہا ان سب مثالونسے
علاج قلوب کا طور معلوم ہوتا ہے مگر ہماری غرض یہ نہین کہ ہر ہر مرض کے لیے جدا جدا دوا لکھین
اسکا بیان آگے آویگا یہان یہی غرض ہے کہ طریق عام اس باب مین نفس کی خواہش کے خلاف
چلنا ہے اور اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین اس بات کو ایک ہی کلمہ مین ارشاد فرمایا ہے یعنے
وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ اور اصل مہم مجاہدہ نفس مین
پورا کرنا عزم کا ہے پس جب آدمی ترک شہوت کا عزم کرے اور اوسکے لوازم پیش آجاوین تو یہ
جانے کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے امتحان ہی اوسوقت چاہیے کہ صبر کرے اور اپنی وعدہ پر جما رہے اسلیے
کہ اگر عہد شکنی کریگا تو نفس کو ویسی ہی عادت ہو جاویگی اور تباہ ہو جاویگا بلکہ اگر عہد شکنی کرے

اگر سب مریدونکو ایک ہی لکڑی ہانکے گا وہ بہی ہلاک ہونگی بلکہ یون چاہیے کہ مرید کا مرض اور اوسکا
حال اور سن وسال اور مزاج غور سے دیکھے اور معلوم کرے کہ کس قسم کی ریاضت اس سی ہوسکتی ہے
اوسی قسم کی مشقت اوس سے لیوی مثلاً اگر مرید مبتدی جاہل ہو اور احکام شرع نجانتا ہو تو اول اوسکو
طہارت اور نماز اور عبادات ظاہری سکھلاوے اور اگر مال حرام اور معصیت مین مشغول ہو تو اوسکو
ان چیزونکے ترک کا حکم کرے جب ظاہر اوسکا زیور عبادات ظاہر سے آراستہ ہوجاوی اور عضا بھی
علانیہ معاصی سے پاک ہوجاوین تو قرائن احوال سے اوسکی باطن کیطرف متوجہ ہوکر اوسکے اخلاق
اور امراض قلبی کو دیکھے پس اگر اوسکے پاس قدر ضرورت سی مال زیادہ جانے اوس سے لیکر خیرات
کردالے کہ اوسکی طرف سی فارغ البال ہوجاوے اور اوسطرف ملتفت نہو اور اگر رعونت اور کبر اوس پر
غالب پاوی تو اوسکو بازار مین گداگری کے لیے بہیجے کیونکہ غرت ریاست کی اور شیخی نفس کی بی ذلت
نہین جاتی اور سوال سے زیادہ کوئی ذلت نہین پس اوسکو اسکی مواظبت کا حکم کرے جب تک اوسکا
کبر جاتا رہے کہ کبر اور رعونت امراض قلبی مین سی مہلک ہین اور اگر بدن کی صفائی اور نظافت لباس کو
غالب دیکھے اور اوسکا دل بہی ان باتونکی طرف متوجہ پاوی تو اوس سے آبدارخانہ کا کام لے
اور خس و خاشاک کی جگہہ مین جہاڑو دلواوے اور مدام باورچی خانہ اور دہوئین کی جگہون مین
بیٹہنے کی اجازت دی یہانتک کہ صفائی کی رعونت مزاج سے نکلجاوے کیونکہ جو لوگ کپڑونمین
بناوسنگار کرتے ہین اور زرنگارنگ کی مصلے تلاش کرتے ہین اونمین اور دولہن مین کیا فرق ہے
وہ بہی دن بہر اپنے آپ کو بنایا سنوارا کرتی ہے اور آدمی خواہ اپنے تن کی پرستش کرے خواہ کسی
بت کی عبادت کرے اسمین بہی کچہہ فرق نہین کیونکہ جب غیر خدا کی عبادت ہوتی ہے تو خدا تعالے
سے حجاب ہوجاتا ہے اسمین اپنا نفس اور بت برابر ہین پس جو کوئی اپنے کپڑے کیطرف مائل ہو اور
بجز حلال اور طاہر ہونیکی اور طور پر اوسکی طرف دل لگاوے تو وہ اپنے نفس کا پابند ہے اور ایک
عجیب طرح کی ریاضت یہ ہی کہ جب مرید رعونت یا کسی دوسری صفت کی ترک پر اصلا راضی نہو اور اوسکی
ضد کو دفعۃ گوارا نہ کرے تو مرشد کو چاہیے کہ اوسکو ایک عادت بد سی دوسری عادت بد مین
جو اوس سی ہلکی ہو لگاوے مثلاً اگر کپڑے پر خون لگجاتا ہے اور پانی سے اوسکا دہبا نہین جاتا
تو اول کپڑے کو پیشاب سے دہوتی ہین بعد اوسکی پانی سے دہوتے ہین یا لڑکے کو مکتب مین اول
ترغیب گیند بلا وغیرہ کی دیجاوے پہر کہیل سے عمدہ کپڑونکی ترغیب دیجاوے اوسکی بعد ریاست
اور جاہ کی ترغیب دیجاوے پہر ان سب کی بعد جاہ و ریاست آخرت کیطرف برانگیختہ کیا جاوی

اوسکی صحت و تندرستی مین کوشش کیجاوی پس جسطرح پر کہ اکثر اصل مزاج اعتدال ہی پر ہوتا ہے اور غذا اور خواہش و دیگر عوارض کی جہت سی معدہ مین خلل ہوجاتا ہی اسیطرح اصل فطرت بھی صحیح و معتدل ہی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ وَاِنَّمَا اَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ یعنی آدمی عاوت خواہ تعلم سے اکتساب رذائل کرتا ہے اور جیسے کہ بدن ابتدا مین کامل نہین پیدا ہوتا بلکہ نشو اور تربیتا اور غذا سی کامل ہوتا ہے اسیطرح نفس بھی ناقص پیدا ہوتا ہے مگر لیاقت کمال کی اوسمین رہتی ہی تزکیہ اور تہذیب اخلاق اور غذاء علم سے کامل ہوجاتا ہی اور جسطرح کہ بدن اگر صحیح ہو تو طبیب حفظ صحت کی تدبیر کرتا ہے اور اگر بیمار ہو تو حصول صحت کی فکر مین رہتا ہی اسیطرح اگر آدمی کا نفس پاک و صاف و مہذب ہو تو چاہیے کہ اس باب مین کوشش کرے کہ ویسا ہی بنا رہے بلکہ ان امور کو اوسمین قوت اور زور ہوجاوے اور اگر اوسمین کچھہ کمال نہو تو اوس کمال کے حاصل کرنے مین سعی کرے اور جیسا کہ اوس علت کا علاج جس سے اعتدال بدن مین خلل ہوا ہی اوسکی ضد سی ہوتا ہی مثلاً اگر حرارت سی ہو تو برودت سی تدبیر کی جاتی ہے اور اسکا عکس اسیطرح رذائل یعنی امراض قلبی کا علاج بھی اونکی ضد سی ہوتا ہی مثلاً جہل کا علاج تعلم سے اور بخل کا علاج سخی بننے سی اور کبر کا تواضع سی اور حرص کا علاج بزور خواہش نفسانی کے روکنے سے ہوتا ہے اور جیسے مرض بدن مین تلخی دوا کی برداشت کرنی پڑتی ہے اور دل چاہتی چیز وں سے صبر کرنا ہوتا ہے اسیطرح علاج قلب مین تلخی مجاہدہ کا برداشت کرنا اور علاج پر صبر کرنا ہوتا ہی بلکہ اسمین بطریق اولی چاہیے اسواسطے کہ مرض بدنی سے تو مرنے پر نجات ہوجاتی ہے اور مرض قلبی معاذ اللہ ایسا مرض ہے کہ بعد موت بھی ابدالآباد تک رہتا ہے اور جسطرح کہ ہر ایک حرارت کے لیے ہر دوا سرد کافی نہین بلکہ برعایت شدت اور ضعف اور دوام اور اتفاق اور کثرت اور قلت کے مختلف طور پر دیجاتی ہے اور خوراک کے لیے بھی وزن معین ہوتا ہے کیونکہ مراعات وزن کے نہونے سے فساد زیادہ ہوتا ہے اور وزنکی مقدار دوا کی درجہ کی موافق اور احوال بدن کے مناسب اور مریض کے سن و سال و موسم کے مطابق اور مرض کی شدت و ضعف کی بموجب ہوا کرتی ہے کہ جب طبیب حرارت یا برودت کی قوت و ضعف معلوم کرلیتا ہے تو انہین باتون کے لحاظ سے نسخہ تجویز کرتا ہی اسیطرح مرشد استاد جو مریدون کے نفوس کے معالج ہین اونکو چاہیے کہ مریدونپر ایک بارگی ریاضت اور تکلیف صرف ایک فن مخصوص یا طریق معین کی نہ ڈالین جب تک کہ اونکے اخلاق و امراض سے بخوبی واقف نہون اور جیسے کہ طبیب اگر سب مریضونکا علاج ایک ہی دوا سے کرے تو اکثر مرجائینگے اسیطرح مرشد

ہر ایک لڑکا پیدا ہوتا ہی اصل ایمان پر اور اوسکے ماں باپ اوسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہین ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲

ثواب تو کہین نہین گیا وہ عوض تاثیر کی موجود ہے اسیطرح معصیت کو قیاس کرنا چاہیے اور بہت سے فقیہ ایسے ہوتے ہین کہ ایک روز کی تعطیل کو ہیچ سمجھتے ہین اور پھر رفتہ رفتہ پیاپے تعطیل کرکے نفس کو ایک ایک روز کی توقع دیتے رہتے ہین یہانتک کہ طبیعت قبول فقہ سے خارج ہوجاتی ہے اسیطرح لوگ صغیر گناہونکا حقیر جانتے ہین اور نفس کو توبہ کا وعدہ آج کل دیتے رہتے ہین یہانتک کہ دفعتہ موت مین گرفتار ہوجاتے ہین اور سیاہی گناہونکی دلپر دہوان دہار ہوجاتی ہے اور توبہ مشکل پڑجاتی ہے اس لیے کہ تھوڑے تھوڑے گناہ ہوتے ہوتے بہت ہوگئے اور قلب ان پھندونمین ایسا پھنسا کہ رہائی غیر ممکن ہوگئی اور دروازۂ توبہ کی بند ہونے سے یہی مراد ہے اور اس آیت سی بھی یہی غرض ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور اسی جہت سی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ قلب مین اول ایمان ایک سفید نقطہ کے برابر ہوتا ہے جتنا ایمان زیادہ ہوتا جاتا ہے اوسیقدر یہ سفیدی بڑہتی جاتی ہے جب بندہ کا ایمان کامل ہوجاتا ہے تو تمام دل نورانی ہوجاتا ہے اور نفاق اول ایک نقطہ سیاہ کی برابر دل مین ظاہر ہوتا ہے پھر جتنا بڑہتا جاتا ہے اوتنا سیاہی دوڑتی ہے جب نفاق کامل ہوتا ہے تو دل بہی تمام سیاہ ہوجاتا ہے اس بیانسے واضح ہوا کہ اخلاق حسنہ کبہی تو طبیعت اور اصل پیدائش سی ہوتی ہین اور کبہی عمدہ افعال کے عادی ہونے سی اور کبہی صلحا اور ارباب خیر کے افعال دیکہنے سے کیونکہ ایک طبیعت دوسرے جیسے شر اور خیر دونون چوراتی ہے پس اگر کوئی شخص ایسا ہو جسمین تینون جہات جمع ہوگئے ہون یعنے طبعاً اور عادۃً اور تعلم سے فضیلت کو پہونچا ہو تو ایسا شخص نہایت درجہ فضیلت پر ہے اور جو شخص کہ طبیعت کا اچھا نہو اور اسباب شر کے مہیا ہونے سے اوسی کا عادی ہوگیا ہو اور صحبت والے بھی بد ہون تو وہ نہایت درجہ پر خدا تعالے سے بعید ہے اور جسمین ان جہات کا کچہہ اختلاف ہے وہ اون دونون مرتبونکے درمیان ہے اور اوسکا قرب و بعد بموجب اوسکی صفت اور حال کے ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

پانچوان بیان تہذیب اخلاق کے طریق مفصل کا

یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مزاج بدن مین اخلاق کا معتدل رہنا صحت نفس کہلاتا ہے اور اونکا اعتدال سے نہ رہنا سقم اور مرض نفس ہے جیسے کہ اعتدال اخلاط صحت بدن ہے اور انکا میل کرنا اعتدال سے مرض بدن اب جاننا چاہیے کہ نفس کا علاج باین طور کہ اوسمین سے رذیل اور ردی اخلاق دور کیے جاوین اور فضائل اور افعال حسنہ کا مورد بنایا جاوے مشابہ بدن کی علاج کے ہے کہ اوسمین سے امراض کو دور کرکے

کیطرف مائل ہوگا اوسیقدر اوسمین مرض ہوگا مگر اوسصورت مین کہ اوس شے کی محبت صرف اس غرض سے ہو کہ اوس سے محبت اور دین الٰہی مین مدد ملیگی اس صورت مین البتہ یہ محبت غیر اللہ فرض مین شمار نہ ہوگی اس بیان سے اب قطعاً معلوم ہوگیا کہ ان اخلاق حسنہ کا اکتساب ریاضت سے ہوسکتا ہے یعنے اولا تکلف اونکی مرتکب ہونے سے آخر کو امور طبعی اور خلقی ہوجاتے ہین اور یہ ایک عجیب طرح کا علاقہ قلب اور اعضا مین ہے کہ جو صفت قلب مین ظہور کرتی ہے اوسکا اثر اعضا پر پہونچتا ہے کہ اوسکے موافق حرکت کرنے لگتے ہین اور جو فعل اعضا سے کیا جاتا ہے اوس سے بھی کبھی اثر دل پر بطریق دور ہوجاتا ہے اوسکو مثال سے سمجھنا چاہیے مثلاً کوئی شخص چاہے کہ خوش خطی مین ماہر ہوجاوے تو اوسکا طریق یہی ہے کہ جیسے کاتب اپنی ہاتھ سے مشق کرتے ہین ویسے ہی یہ بھی مدت مدید تک مشق کیے جاوے یہانتک کہ صفت کتابت اسکی نفس مین جم جاوے اور حروف خوشخط آمد کطور پر ہاتھ سے نکلنے لگین جیسے پہلے آور دہی نکلتے تھے اسیطرح اگر کوئی فقیہ بنا چاہے تو افعال فقہا کی مواظبت کرے یعنے فقہ کی مسائل مکرر سہ کرر زبانسے ادا کرے یہانتک کہ دل پر اثر اس فقہ کا پہونچے اوسوقت فقیہ النفس ہوجاویگا اسیطرح جو سخی یا پارسا حلیم متواضع ہونا چاہے اوسکو چاہیے کہ ابتدا اُن لوگونکے افعال تکلف ادا کرے تاکہ رفتہ رفتہ یہ امور طبیعت مین جگہ پکڑلین اسکی سوا اور کوئی تدبیر نہین اور جسطرح کہ طالب فقہ ایک روز تعطیل کرنے سے اپنی مطلب سے محروم نہین رہتا اور صرف ایک روز کی بحث سے فقیہ نہین ہوجاتا اسیطرح جو شخص تزکیہ اور تکمیل اور تحسین قلب کی اعمال حسنہ سے چاہتا ہے وہ نہ ایک دن کی عبادت مین یہ رتبہ پاسکتا ہے اور نہ ایک دن کی نافرمانی سے اس رتبہ سے محروم ہوسکتا ہے اور یہ جو قول ہمارے بزرگونکا ہے کہ ایک کبیرہ موجب ہمیشہ کی بدبختی کا نہین ہوتا اوسکے یہی معنی ہین ہان ایک روز کو بیکار چھوڑنا دوسرے روز کی بیکاری کا باعث ہوتا ہے پھر اسیطرح ہوتے ہوتے آخر کو نفس کسل کا عادی ہوکر سر سے تحصیل ہی چھوڑ دیتا ہے اور فضیلت فقہ سے محروم رہتا ہے اسیطرح ایک گناہ صغیرہ کا ارتکاب دوسرے کا باعث ہوتا ہے اور بتدریج اصل سعادت سے باز رکھتا ہے اور خاتمہ کیوقت اصل ایمان کو غارت کرتا ہے نعوذ باللہ منہ اور جسطرح ایک رات کی بحث سے فقہ کے آثار نمودار نہین ہوتے بلکہ بتدریج مثل نشوونما بدن اور قد کے ظاہر ہوتے ہین اسیطرح ایک طاعت کے کرنے سے اثر تزکیہ نفس کا اوسوقت محسوس نہین ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ مدت کی بعد معلوم ہوتا ہے تاہم تھوڑی طاعت کو حقیر نہ جاننا چاہیے اس لیے کہ تھوڑی ہی تھوڑی ہوکر بہت ہوجاتی ہے اور مجموع کا اثر کچھ کچھ حصہ ہر ایک ایک کے بھی مقابل ہوتا ہے گو محسوس نہین ہوتا علاوہ ازین اگر تاثیر مخفی ہے تو ہوا کرے

کام مین لاوے کہ جس سے خدا ملے اور ظاہر ہے کہ یہ اس صورت مین ہوگا کہ شرع اور عقل کے مطابق ہو
پھر اسطرح کے کام موسنی خوشی ہو اور مزا پاوے اور اگر کسیکو نماز مین راحت اور خنکی چشم حاصل ہو یا عبادات
اچھی معلوم ہونے لگین تو کچھہ بعید نہین عادت کی باعث نفس مین اس سے بھی زیادہ عجیب باتین ہوجاتی ہین
دیکھو جوار ی مفلس جوے مین کیسا خوش ہوتا ہے اور مزا پاتا ہے حالانکہ جس حال مین وہ ہے اگر دوسرے
وہ نوبت ہو تو نے قمار ہی زندگی ناگوار ہوجاوے اسکے سوا قمار کے باعث مال سب جاتا رہتا ہے گھر
خراب ہوتا ہے پھر بھی محبت اور چسکا قمار کا لگا رہتا ہے یہ اسی باعث سے ہے کہ کھیلتے کھیلتے اوس سے
الفت ہوگئی ہے اسیطرح کبوتر بازون بھر دھوپ مین کھڑا رہتا ہے دھوپ کی گرمی نہین مانتا اسلیے
کہ کبوترونکا اوڑنا اور اونکی حرکات اور بازیان اچھی معلوم ہوتی ہین چوراہے پر کیسے کیسے کوڑے
پڑتے ہین اور ہاتھہ کاٹا جاتا ہے مگر وہ لوگ اسکو اپنا فخر سمجھتے ہین اور سختی کی برداشت سے خوش ہوتے ہین
یہانتک کہ بالفرض اگر اونکے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالو تب بھی نہ مال کا نشان دینگے نہ اپنے ساتھیونکا
نام لینگے پس ایسی سختیونکا سہنا اور سیاستونکو خیال مین نہ لانا اسی جہت سے ہے کہ اپنے کام کو کمال
اور شجاعت اور بہادری اعتقاد کرلیا ہے اور باوجودیکہ اوسمین اتنے شدائد ہین تاہم اونکی راحت
اوسمین ہے سب سے زیادہ بدتر حال مخنث کا ہے کہ اپنے آپ کو عورتونکی صورت بناتا ہے مگر وہ بھی اس
حالمین خوش ہی رہتا ہے بلکہ اپنے کمال کا فخر کرتا ہے اور مخنثونمین بیٹھکر شیخی بگھارتا ہے اسیطرح
کنجر اور حلال خور اپنے پیشہ مین فخر و مباہات کرتے ہین جیسا علما اور سلاطین مین ہوتا ہے تو یہ سب
امور عادت سے متعلق ہین کہ جب ایک بات پر مدت مدید مواظبت ہوتی ہے اور ہمجولیون مین وہی
مشاہدہ ہوتی ہے تو اپنے نفس کو اچھی لگتی ہے پس جب عادت کی سبب امر باطل سے لذت ہوتی ہو اور
نفس اوسکی طرف راغب ہوتا ہو تو امر حق پر اگر مواظبت مدت مدید رہیگی اوس سے کیون نہین لذت حاصل
ہوگی بلکہ رغبت نفس کی امور بد کی طرف مقتضای طبع سے خارج ہے اور ایسی ہے جیسے کسیکو مٹی کھانیکی
رغبت ہوجاوے جیسا کہ بعض لوگونکو کھاتے کھاتے عادت ہوجاتی ہے لیکن حکمت کیطرف راغب ہونا
اور محبت اور معرفت و عبادت الٰہی کا میل کرنا حسب مقتضای طبیعت قلبی ہے اور ایسا ہی جیسا کھانے
پینے کی رغبت کرنی اس لیے کہ قلب ایک امر ربانی ہے مقتضای شہوت کیطرف اوسکا میل کرنا امر
عارضی ہے اور اوسکی ذات سے بعید بلکہ اوسکی غذا حکمت اور معرفت اور محبت الٰہی ہے مگر کسی بیماری
لاحقہ سے اپنے مقتضای طبعی سے منحرف ہوگیا ہے جسطرح معدہ مین کچھہ خلل ہو تو کھانیکو اور پینے کو
دل نہین چاہتا حالانکہ کھانے پینے ہی سے زندگی ہوتی ہے پس جسقدر کوئی دل غیر اللہ کی محبت

فعل یعنے بذل مال اختیار کرے اور ہمیشہ اپنی نفس پر زور دے دیکر یہ کام لیتا رہے یہانتک کہ یہ امر اوسکی عادت ہوجاوے اور طبیعت مین جم جاوے تو اس بات سی سخی ہوجاویگا اسیطرح جو شخص خلق تواضع کو حاصل کیا چاہی اور اوسپر کبر غالب ہو تو اوسکو چاہیے کہ اول مدت مدید اہل تواضع کے افعال پر بہ تکلف ومجاہدہ مواظبت کرے یہانتک کہ وہ افعال اوسپر آسان ہوجاوین اور خلق وطبیعت بن جاوین اور جتنے اخلاق شرعاً عمدہ ہین سب اسیطرح حاصل ہوسکتے ہین اور اوسکی انتہا یہ ہی کہ اوس کام مین آدمی کو لذت معلوم ہونے لگی مثلاً سخی اوسیکو کہینگے کہ جو مال خرچ کرے اور اوسمین اوسکو لذت ملی اور اگر خرچ کرتا ہی مگر بر معلوم ہوتا ہی تو سخی نہوگا اسیطرح متواضع وہ آدمی ہوگا جسکو تواضع مین مزا ملے اور اخلاق دینی نفس مین جب تک نہین جب تک نفس سب بری عادتونکو چھوڑکر اچھی عادتونکا معتاد نہوجاوے اور افعال حسنہ پر مشتاقون کیطرح مواظبت نکرے اور اسسے لذت حاصل نکرے اور افعال قبیحہ کو برا جانکر اوسسے اجتناب نہ دے چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ اور جب تک عبادات کا بجالانا اور ممنوعات کو چھوڑنا برا معلوم ہوگا اور نفس پر شاق گذریگا تب تک نقصان باقی رہیگا اور کمال سعادت کو نہ پہونچیگا ہان ان باتون پر مواظبت بہ نسبت نہ کرنیکی بہتر ہوگی مگر طوع ورغبت کی ساتھہ کرنیکی نسبت بہتر نہین اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُعْبُدِ اللّٰهَ فِي الرِّضَاءِ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَفِي الصَّبْرِ عَلَى مَا تَكْرَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ پھر سعادت موعودہ کی حاصل ہونیکے لیے یہ امر کافی نہین کہ کبھی تو طاعت مین فرملے اور نافرمانی بری معلوم ہو اور بعض اوقات نہو بلکہ تمام عمر یہی بات رہنی چاہیے اب جسقدر عمر زیادہ ہوگی یہ فضیلت زیادہ مستقل ہوگی اور اسی لیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کیا کہ سعادت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ طُوْلُ الْعُمْرِ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اور اسی حجت سی انبیا اور اولیا موت کو برا سمجھتے تھے کیونکہ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ واقع ہے پس جسقدر طول عمر سے عبادات زیادہ ہونگی اوسیقدر ثواب زیادہ ہوگا اور نفس طاہر اور اطہر بنے گا اور اخلاق اقوی اور راسخ تر ہونگی علاوہ ازین مقصود عبادات سے یہ ہی کہ اونکا اثر قلب پر ہو اور تاثیر قلب پر جبھی ہوتی ہے جب عبادات پر مواظبت اور مداومت کثیر ہو اب معلوم کرنا چاہیے کہ ان اخلاق سی غرض یہ ہے کہ نفس مین سے دنیا کی محبت جاتی رہے اور خدا تعالیٰ کی محبت اوسمین جم جاوی یہانتک کہ کوئی چیز اوسکے نزدیک دیدار الٰہی سے محبوب تر نرہے اپنا مال بھی ایسے ہی باتونمین خرچ کرے جس سے یہ مطلب حاصل ہو اور غضب وشہوت کو بھی ایسی ہی طرح

تو کمال قلب اسمین ہوا کہ یہ دونون وصف اوسمین نہون اور چونکہ ارتفاع نقیضین دنیا مین
ہو نہین سکتا تو ایسی بات کیطرف رجوع کرنی پڑی جو دونون وصفونکے نہونیکی مشابہ اور اونسے
علیحدہ ہو وہ درجہ اوسط اون دونون کا ہے گویا درجۂ اوسط مین دونون وصف نہین مثلاً پانی
گرم کی اگر حرارت نکل جاوے اور ٹھنڈا ابھی نہونے پاوی تو اوسکو نہ ٹھنڈا ہی کہتے ہین نہ گرم یہی
حال سخاوت کا ہی درمیان اسراف اور کم خرچی کے اور شجاعت کا درمیان تہور و نامردی کے
اور عفت ہ درمیان حرص و بیحسی اور اور تمام اخلاق کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ دونون
طرفین مذموم ہین اور صرف وسط مقصود ہے اور وہ ممکن ہے ہان استاد مرشد کو یہ چاہیے کہ مرید کو
یہی فرماوے کہ غصہ بالکل نہ کر اور مال ذرا بھی مت رکھ اور ہمیشہ غضب اور امساک کی برائی ہی
اوسکے سامنے بیان کرتا رہی تاکہ بموجب اس مثل کے کہ ہر کش گیرتا بہ تپ رضی شود دونون چیزین
اوسمین اوسط درجہ پر ہو جاوینگی ورنہ اگر اوسکو ذرا بھی ان دونون چیزونکا اشارہ ملجاوے گا
تو اوسکو بخل اور غضب کا ایک حیلہ ہو جاویگا جسقدر ان دونون کا مرتکب ہوگا یہی سمجھیگا کہ اتنے کی
مجھے اجازت ہو گئی ہے اسلیے اوس سے بھی فرماوے کہ ان دونون کا استیصال کر مگر یہ بھید اوسے
کہنے کا نہین احمقونکو اس سے دھوکا ہو جاتا ہی وہ یہی تصور کرتے ہین کہ ہمارا غضب اور بخل جائز طور پر ہین

چوتھا بیان اوس سبب کا جس سے حسن خلق حاصل ہو

یہ بات پہلے بیان ہو چکی کہ حسن خلق سے اعتدال قوت عقل اور کمال حکمت اور اعتدال قوت غضب
و شہوت اور اونکا منقاد ہونا شرع اور عقل کو مقصود ہے پس یہ بات دو وجہ سے حاصل ہوتی ہی وجہ اول
داد الٰہی ہے کہ آدمی ابتدا پیدائش سے کامل العقل خوش خلق پیدا ہوے اور شہوت غضب کچھ اوسپر
غلبہ نہو بلکہ یہ دونون عقل و شرع کے منقاد رہین تو ایسا شخص بے تعلیم عالم ہو جاتا ہی اور بے تادیب
مؤدب جیسی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اور جناب سید الاولین والآخرین
صلی اللہ علیہم اجمعین اور انبیا علیہم السلام اور یہ بات کچھ بعید نہین کہ آدمی کی پیدائش اور فطرت
مین وہ بات ہو جو اکتساب سے حاصل ہوتی ہے اکثر لڑکے شروع ہی سے سخی اور حیا دار اور
صادق اللہجہ پیدا ہوتے ہین اور بعضے انکے خلاف ہوتے ہین مگر یہ امر اونکو اور لوگونمین ملی جلی حالت سے
حاصل ہوتا ہے جو ان اوصاف سے متصف ہوتی ہین اور کبھی سیکھنے سے آتا ہی دوسری وجہ ان
اخلاق کو مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل کرنا یعنے نفس سے ایسے کام لینے جن سے کہ خلق مطلوب
حاصل ہو جاوے مثلاً جو شخص خلق سخاوت حاصل کیا چاہے اوسکا طور یہ ہے کہ بتکلف اہل سخاوت کا

منظور ہے کہ افراط اور تفریط کو چھوڑ کر معتدل درجہ پر آجاوے علی ہذا القیاس غضب میں مقصود ہے
کہ تہور و زنامردی سے علیحدہ ہو کر حسن جمعیت کا پابند ہو اور اوسکو عقل کا منقاد کردے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ صحابہ کی وصف شدت کی ساتھ کی جو غضب سے
صادر ہوتی ہے اگر غضب بالکلیہ جاتا رہے تو جہاد بھی منقطع ہو جاوے اور غضب اور شہوت کی بالکل
منقطع ہو جانیکا کیسے کوئی دعوی کر سکتا ہے انبیا علیہم السلام تو اس سے علیحدہ ہوئے ہی
نہیں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ اور جب کبھی کوئی
بات آپکی سامنے خلاف مرضی بیان ہوتی تو ایسے غصہ ہوتے کہ رخسار مبارک سرخ پڑ جاتے مگر جب ہی
حق بات ہی فرماتے یعنے آپکا غصہ بھی آپکو احاطہ حق سے باہر نہیں جانے دیتا تھا اور خدا تعالیٰ فرماتا
وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ اسمیں صفت ایسے لوگونکی ہے جو غصہ ہوتے ہیں مگر اوسکو
دبا لیتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ جنمیں غصہ بالکل نہیں اس بیان سے معلوم ہوا کہ غضب اور شہوت کا
اعتدال پر آنا اسطرح پر کہ کوئی انمیں سے عقل پر غالب نہو بلکہ عقل ہی کے قابو میں رہیں ممکن ہے
اور تبدیل خلق سے بھی غرض یہی ہے اسلیے کہ بعض اوقات آدمی پر شہوت ایسا زور کرتی ہے
کہ پھر عقل سے کچھ بن نہیں پڑتی مگر ریاضت سے اوسکا حد اعتدال پر آنا ممکن ہے امتحان اور تجربہ سے
یہ بات ایسی ظاہر ہو جاتی ہے کہ اوسمیں کسی طرح کا شک نہیں رہتا اور اس بات کی دلیل کہ اخلاق
میں غرض افراط و تفریط نہیں بلکہ درجہ اوسط مطلوب ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ درجہ اوسط اخلاق ہی
کی تعریف فرماتا ہے چنانچہ فرمایا وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا
اسمیں اشارہ سخاوت کیطرف ہے جو اسراف اور کمی کے درمیان ہے اور فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً
اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور اسیطرح شہوت طعام میں اعتدال مطلوب ہے حرص اور
بستگی طبع ناپسند ہے جیسا کہ فرمایا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ
اور غضب کی باب میں فرمایا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اور حدیث شریف میں ہے کہ
خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُهَا اور اوسط درجہ محمود ہونے میں ایک بھید ہے وہ یہ ہے کہ سعادت انسانی
اسمیں ہے کہ اوسکا قلب عوارض دنیاویسے سالم ہو جسکے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اور بخل اور اسراف دونوں عوارض دنیاویسے ہیں تو دل کو ان دونوں سے بچا رہنا چاہیے
نہ جمع مال کیطرف متوجہ ہو اور نہ اوسکے خرچ کرنیکا حریص ہو اسلیے کہ جسکو خرچ کرنیکی حرص
ہوگی اوسکا دل اوسمیں لگا رہیگا اور جو بخل دوست ہوگا وہ امساک میں اپنا دل مصروف رکھیگا

نور الانوار میں کا قول ہے کہ اوسکو غصہ آوے اور اوسکو ضبط نہ کر سکے اور اوسکا غصہ
عصہ کرنا ہوں پر حد
آدمی غصہ ہوتا ہے ۱۲
مسلم کی روایت اس
اور بروایت ابوہریرہ
یہ الفاظ ہیں انما
یغضب کما یغضب البشر
بخاری و مسلم
بروایت عبداللہ بن
زبیر رضی اللہ عنہ و ابو
اور بیہقی و ابن عساکر
اور ابن کریمہ
دونوں کو ۱۲
اور ابو داؤد
اور ابن ماجہ
اور ابن حبان
اور ابن ابی شیبہ
اور ابن ابی الدنیا
اور ابن مردویہ
اور ابن عساکر
اور ابن ابی حاتم
اور ابن جریر
اور ابن منذر
اور ابن ابی شیبہ
اور ابن ابی الدنیا
اور ابن مردویہ
اور ابن عساکر
اور ابن ابی حاتم
اور ابن جریر
اور ابن منذر

مضبوط ہوجاتی ہے کہ لوگ اپنی عادت کی مقتضا کے موافق کام کرتے ہین اور اوسکی طاعت مین
سرگرم رہتے ہین اور اوسیکو پسندیدہ اور عمدہ سمجھتے ہین اور اس باب مین لوگونکے چار درجہ ہین پہلا
تو یہ کہ آدمی جیسا پیدا ہوا ہے ویسا ہے حق و باطل اور اچھے بُرے مین تمیز نہ کرسکے سب اعتقادات
سے غافل اور خالی ہو اور اتباع لذات سی شہوت ہی کامل نہوئی ہو تو ایسے شخص کا علاج جلد
ہوسکتا ہے اسکے لیے صرف ایک استاد اور مرشد ہی کیضرورت ہوتی ہے اور ایک اوسکی نفس مین
باعث اوسکے مجاہدہ کا ہو تو تھوڑی ہی دنون ایسے شخص کا خلق درست ہوجاتا ہے دوسرا یہ کہ عمل
بدکو تو جانتا ہی مگر عمل صالح کا عادی نہین عمل بد ہی اچھا معلوم ہوتا ہی اس امر مین اپنی شہوت کا
تابع ہے اور رائے اصواب سی منحرف تاہم اپنے عمل کے قصور سے واقف ہے تو ویسے شخص کا روبراہ ہونا
پہلے کی نسبت سخت ہی کیونکہ اسمین دو باتونکی ضرورت پڑیگی اول تو عادت عمل مذکی چھڑانی دوسرے
عمل صالح کی عادت ڈالنی بہرحال ایسا شخص بھی قابل تاثر ہے اگر ریاضت مین جو اچھی طرح
مستعد ہو تیسرا یہ کہ اخلاق بد پر اوسکو یہ اعتقاد ہو کہ یہ بہت اچھی ہین اور انکا کرنا واجب ہے
اور انہین پر اوسکی پرورش بھی ہوئی ہو تو ایسے آدمی کا علاج گویا محال ہے اور اوسکی صلاح
کی توقع نہین کیونکہ گمراہی کے اسباب کی کثرت ہی چوتھا یہ کہ باوجود رائے فاسد پر نشو و نما پانی
اور اعمال بد پر پرورش ہونی کی یہ بات بھی ہو کہ بہت سی شر کرنے کو اور لوگون کے تباہ کرنے کو
باعث فضیلت اور فخر جانتا ہو اور خیال کرتا ہو کہ ہماری عزت اسی سے ہے پس یہ درجہ سب مین
زیادہ سخت ہی اسے جیسے شخص کی شان مین یہ مصرعہ شیخ کا ہی ع تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبدست
ان چار مین سے اوّل تو جاہل محض ہی دوسرا جاہل و گمراہ ہے تیسرا جاہل و گمراہ و فاسق ہے
چوتھا جاہل و گمراہ و فاسق و شریر ہے اب ہم دوسری وجہ کے جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین
کہ وہ لوگ یہ بات جو کہتے ہین کہ حسن خلق سے استیصال شہوت و غضب کا ہوتا ہی اور یہ آدمی مین
پایا جانا محال ہے تو اونکو یہ خیال ہوا ہے کہ حسن خلق سے یہ صفات بالکل نیست ہوجاتی ہین
حالانکہ یہ بات مقصود نہین بلکہ شہوت تو ایک فائدہ کے لیے پیدا ہوئی ہی خلقت انسانی مین
اوسکا ہونا بھی ضرور ہے اگر بالفرض شہوت کہانیکی نر ہے تو آدمی ہلاک ہوجاوے یا شہوت جماع
نر ہے تو نسل منقطع ہو اسیطرح غضب اگر بالکل نابود ہوجاوے تو مہلک چیزونکو آدمی دفع نکرسکے
اور تباہ ہوجاوے اور اگر اصل شہوت باقی ہے تو حب مال جو شہوت تک پہونچاتی ہی وہ بھی
باقی رہیگی اور بخل کی ترغیب دیگی اور اس اصل کا بالکل نیست و نابود کرنا غرض نہین بلکہ یہ

کہ حسن خلق سے شہوت اور غضب کا استیصال مراد ہے مگر ہمنے جو طول مجاہدہ سے امتحان کیا
تو معلوم ہوا کہ یہ چیزین مزاج اور طبیعت کی اقتضا سے ہوتی ہین اور کبھی منقطع نہین ہوتین
پس اسکی درپے ہونا بے فائدہ عمر کا ضائع کرنا ہے کیونکہ غرض تزکیہ نفس سے یہ ہی کہ قلب کا التفات
لذات فانی کیطرف نہ رہے اور اسکا وجود محال ہے اب ہم ان دونون وجہونکا جواب دیتے ہین
وجہ اول کے جواب مین کہتے ہین کہ اگر اخلاق مین تغیر نہو سکتا تو وعظ و نصیحت اور تادیب سب بیکار
جاتین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیون فرماتے کہ حَسِّنُوا اَخْلَاقَکُمْ آدمی تو درکنار یہ بات تو جانور مین
بھی ممکن ہے دیکھو باز کی وحشت کیسی انس کی ساتھہ بدلجاتی ہے شکاری کتا کیسا تعلیم سی مؤدب ہو جاتا ہے
کہ شکار کو صرف پکڑ لیتا ہے کھانیکی حرص مطلق نہین کرتا گھوڑا سرکش کیا غریب اور فرمان بردار
بنجاتا ہے پس اگر یہ اخلاق کی تغیر نہین تو اور کیا ہے اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ موجودات
مین سے بعض اشیا تو ایسے ہین کہ جنکا وجود کامل ہے اور جس جس بات کی اوسمین ضرورت تھی
وہ ہو چکی اب آدمی کے اختیار سے اوسمین کچھہ نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور اعضا ظاہری
و باطنی انسان یا حیوان کے اور بعض چیزین ایسی ہین کہ اونکا وجود ناقص ہے مگر استعداد کامل
ہونیکی اونمین موجود ہے اگر شرائط کمال پائے جاوین تو وہ درجہ کمال کو پہنچ جاوین اور وے
شرائط کبھی انسان کے اختیار مین ہوتی ہین مثلاً آم کی گٹھلی نہ تو پھل ہے نہ پیڑ ہے مگر اوس کی
پیدایش اسطرحکی ہے کہ پیڑ ہو سکتی ہے بشرطیکہ خدمت معمولی کیجاوے اور اگر اوس گٹھلی کو پھل بنانا
چاہین تو ہرگز نہین ہو سکے گا اسکی استعداد اوسمین نہین جب گٹھلی بندہ کی اختیار سے متاثر
ہوتی ہے کہ ایک حال سے دوسرے مین بدلجاتی ہے تو غضب اور شہوت اگر متغیر ہو جاوین تو کیا
بعید ہے ہان اونکا اسطرح پر استیصال ہو جانا کہ بالکل اثر نہ رہے اسپر ہمارا قابو نہین مگر اونکا
دبا دینا اور ریاضت و مجاہدہ سے اپنے قابو مین رکھنا یہ ہو سکتا ہے اور اسیکا ہمکو حکم بھی ہی اور
یہی ہماری نجات اور وصول الی اللہ کا سبب ہی البتہ طبائع مختلف ہین کہ بعضی جلدی متاثر
ہوتی ہین اور بعضی دیر کر پس انکی اختلاف کی دو سبب ہین اول دیر پا ہونا وجود اوس شی کا جسکا
بدلنا مقصود ہی یعنے اصل پیدایش سی اوسکی ساتھہ ہی مثلاً شہوت اور غضب اور تکبر ہر ایک انسان
مین موجود ہین مگر سب سے زیادہ مشکل بدلنا شہوت کا ہی کیونکہ یہ شروع پیدایش سے ساتھہ ہی ہوتی ہے
چنانچہ لڑکپن سے بچی کو خواہش ہوتی ہے اور غصہ اکثر سات برس کی عمر مین پیدا ہوتا ہی اور اوسکی
بعد قوت تمیز عنایت ہوتی ہے اور دوسرا سبب یہ ہی کہ خلق یعنی عادت کبھی کثرت عمل سی بھی

ح اپنے اخلاق کو اچھا کرو ۱۲ ابوبکر بن لال در مکارم اخلاق بروایت معاذ اور اوسکے راوی معتبر ہین مگر سند منقطع ہے ۱۲

پر ہونا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسیکو نصیب نہین ہوا اور آپ کے بعد لوگونمین تفاوت ہے جو شخص کہ ان اخلاق مین آپ سے قریب ہے وہ اوسیقدر خدا تعالے سے قریب ہے اور جو بعید ہے وہ بعید ہے اور جو شخص جامع ان سب اخلاق کا ہو وہ مستحق اسکا ہے کہ مرجع کل ہو اور لوگ اوسکی اطاعت اور اقتدا کرین اور اوسکی پیروی سب افعال مین عمل مین لاوین اور جو کوئی انمین سے کسی بات کے ساتھ متصف نہو بلکہ انکے ضد و نکا جامع ہو وہ اس بات کے لائق ہے کہ شہر و نمین سے نکالدیا جاوی کیونکہ وہ شیطان الرجیم سے قریب ہو گیا ہے تو چاہیے کہ شیطان کیطرح اوسسے بھی علیحدگی کیجاوے جیسا کہ پھلا شخص فرشتہ کے قریب ہوجاتا ہے تو وہ اسی بات کے لائق ہے کہ اوسکی پیروی اور نزدیکی کیجاوی کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اسی لیے مبعوث ہوئے ہین کہ مکارم اخلاق کو پورا کرین جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے اور قرآن مجید مین بھی مؤمنین کے اوصاف مین ان اخلاق کیطرف اشارہ ہے فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ یعنی اللہ و رسول پر بے تردد ایمان لانا قوت یقین سے ہوتا ہے جو ثمرہ عقل اور منتہا حکمت ہے اور مجاہدہ مال سے کرنا سخاوت ہے جو قوت شہوت کو روکنے سے ہوتا ہے اور جہاد بنفس کا نام شجاعت ہے جو شرائط عقل اور حد اعتدال کے مطابق استعمال قوت غضبی سے ہوتی ہے اور صحابہ کی تعریف مین اسطرح ارشاد ہوا ہے کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اسمین اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ شدت اور رحمت جدے جدے مقاموں پر ہوتے ہین اس سے یہ معلوم ہوا کہ نہر حال مین شدت ہی کرنے سے کمال ہے نہ رحمت کرنے مین یہ بیان

حقیقت خلق اور اوسکے حسن و قبح اور ارکان اور ثمرات و فروع کا

تیسرا بیان اس بات کا کہ ریاضت سے اخلاق مین تغیر ہو سکتا ہے

جاننا چاہیے کہ جن لوگونپر اعتقاد باطل کا غلبہ ہے اون پر مجاہدہ اور ریاضت تزکیہ نفس کے لیے شاق ہے اونکا نفس اس بات کو گوارا نہین کرتا کہ تزکیہ نفس باوجود نقصان اور خبث باطن کے ہمسے ہو سکے تو اس قسم کے لوگونکا یہ قول ہے کہ اخلاق مین تغیر ہو ہی نہین سکتی کیونکہ طبیعت مین تبدیل نہین ہو سکتی اور اس دعوی کی دو وجہین بیان کی ہین اول یہ کہ خلق صورت باطن کا نام ہے جیسے کہ خلق صورت ظاہری کو کہتے ہین لیکن صورت ظاہری کی تبدیل ممکن نہین مثلاً بونا آدمی اپنے قد کو بڑھا نہین سکتا نہ بڑے قد والا چھوٹا ہو سکتا ہے اور نہ بدصورت خوبصورت بن سکتا ہے اور نہ اسکا عکس ممکن پس باطن کی برائی کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیے دوسری وجہ

آداب المعیشت گزشتہ ۱۲

ایمان و اسکے شعبے ایمان لانے والے پر واجب ہے اور اوسکے رسول پر اور اوسکے بھیجے ہوئے پیغمبر پر اور آخرت کے دن پر اور اعمال اور جزا کے دن پر اور جو جو مین دی ہین بھی ۱۲

نوٹ نور قرآن مین کافروں کے دل مین اپنے کا ذکر ہے ۱۲

اور کمی کیصورت مین بی وقوفی کہلاتی ہے اور درجہ اوسط کا نام حکمت ہی اس سب بیان سے
معلوم ہوا کہ اخلاق کی اصل چار چیزین ہین حکمت اور شجاعت اور عفت اور عدل حکمت سے
ہماری غرض وہ حالت نفس کی ہے جس سے کہ سب احوال اختیاری مین صحت اور غلطی کو
معلوم کرلے اور عدل سے مراد وہ حالت نفس کی جس سے کہ غضب اور شہوت کو قابو مین رکھے
اور اونکا چھوٹنا اور روکنا مقتضا حکمت کے موافق ہو اور شجاعت سے یہ غرض ہے کہ غضب عقل کا
منقاد ہو جہان وہ اقدام کو کہے وہان کرے اور عفت سے یہ غرض ہے کہ قوت شہوت عقل کی
تادیب کے بموجب کاربند ہو پس ان چارون اصول کے اعتدال کی جماعت سب اخلاق عمدہ
پیدا ہوتے ہین اور افراط و تفریط سے اخلاق بد ہوتے ہین مثلاً قوت عقلی کے اعتدال سے یہ چیزین
پیدا ہوتی ہین حسن تدبیر اور تیزی ذہن اور رائے صائب اور دقائق اعمال اور آفات پوشیدہ
نفس کا معلوم کرنا وغیرہ اور اوسکی زیادتی سے مکر و فریب اور حقد اور خبث باطن پیدا ہوتی ہین
اور کم ہونے سے ناتجربہ کاری اور بے شعوری اور حمق اور جنون پیدا ہوتے ہین ناتجربہ کار سے
یہ غرض ہے کہ باوجود سلامتی تخیل کے تجربہ نہو جیسے بعض آدمی ایک بات مین ہوشیار ہوتے ہین اور
دوسری مین جاہل اور حمق اور جنون مین یہ فرق ہے کہ احمق کا مقصود تو صحیح ہوتا ہے مگر اوس تک
پہونچنے کا راستہ اوسکو معلوم نہین ہوتا اور یہ نہین جانتا کہ کس طریق سے غرض تک پہنچوگا تو اوسکا
طریق فاسد ہوتا ہے اور جنون یہ ہے کہ جو بات قابل اختیار نہین ہے اوسکو اختیار کرلے پس اسکے
اختیار ہی مین سر سے فساد ہوتا ہے مقصود بھی صحیح نہین ہوتا اور قوت غضبی کے اعتدال یعنے
خلق شجاعت سے یہ چیزین پیدا ہوتی ہین کرم اور دلیری اور شہامت اور کسر نفس اور حلم اور استقلال
اور غصہ کا فرو کرنا اور وقار وغیرہ اور یہ سب باتین اچھی ہین اور اوسکی زیادتی یعنے تہور سے کبر اور
شیخی اور غصہ سے جل اٹھنا اور عجب وغیرہ صادر ہوتے ہین اور اوسکی کمی یعنی نامردی سے خواری
اور ذلت اور خوف اور سست اور پست حوصلگی اور واہی بات سے منقبض ہونا صادر ہوتے ہین
اور اعتدال قوت شہوت یعنی عفت سے یہ افعال صادر ہوتے ہین سخاوت حیا صبر چشم پوشی
قناعت پرہیز لطافت حوصلہ قلت طمع اور اوسکی کمی اور بیشی کیصورت مین یہ باتین صادر ہوتی ہین
حرص بے حیائی خبث اسراف گھر والونپر کم خرچ کرنا ریا بے حرمتی فحش لغو خوشامد حسد شماتت
تونگرونمین ذلیل بننا فقیرونکو حقیر جاننا وغیرہ غرض کہ محاسن اخلاق کے اصول مین چار چیزین ہین
یعنے حکمت و شجاعت اور عفت و عدل ہین اور باقی چیزین انکی فروع ہین اور ان چار کا کمال اعتدال

پورا ہوتا ہے اسیطرح باطن کے حسن کے لیے بہی چار ارکان ہین جب اونمین حسن ہوگا تو خوش خلقی
پوری ہوگی یعنے جب وی چارون ارکان درجہ اعتدال پر متناسب رہینگے تو خوش خلق کہلائیگا
وہ چارون ارکان یہ ہین قوت علم قوت غضب قوت شہوت قوت عدل یعنے اون تینون قوتونکو
اعتدال پر رکہنی کی طاقت قوت علم کی خوبی تو یہ ہی کہ آدمی اوسکے سبب اقوال کا صدق اور
کذب اور اعتقادات مین حق و باطل اور اعمال مین اچہا اور برا جان لیوی پس جب قوت علم
اسطرحکی ہوجاویگی تو اوسکا ثمرہ حکمت حاصل ہوگی جو کہ سب اخلاق عمدہ مین اصل ہے اور
جسکے باب مین اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوت غضب اور
شہوت کی خوبی یہ ہے کہ یہ دونون حکمت کے موافق ہووین اوسکے اشارہ پر چلین یعنے جس بات کو عقل
و شرع تجویز کرے ویسا ہی عمل کرین اور قوت عدل سے یہی غرض ہے کہ غضب اور شہوت کو
عقل و شرع کے پابند کر دینکی قدرت ہو پس عقل کو مثل مشیر ناصح کے سمجہنا چاہیے اور قدرت
عدل کو ایسا جاننا چاہیے کہ یہ اشارہ عقل کی تعمیل کرنیوالی ہے اور غضب وہ چیز ہے جسپر
اشارہ کی تعمیل منظور ہے اوسکو بمنزلہ شکاری کتے کے تصور کرنا چاہیے جسکو تعلیم کی حاجت
ہوتی ہے یہانتک کہ چہوٹنا اور ٹہرنا سب اشارہ پر ہو اپنی خواہش نفس کی ہیجان سے نہ ہو
اور شہوت کو مثال اوس گہوڑیکے جاننا چاہیے جسپر شکار کی تلاش مین سوار ہوتی ہین اور وہ
کبہی تو مؤدب اور عادی ہوتا ہی کبہی سرکش اور شریر ہوتا ہے غرضکہ جس شخص مین یہ چارون
رکن درجہ اعتدال پر ہونگے وہ خوش خلق مطلق کہلاویگا اور جسمین کہ صرف ایک ہی چیز
یا دو چیز حد اعتدال پر ہونگی تو وہ صرف اوسی اعتبار سے خوش خلق ہوگا جیسے کسی کے
چہرہ مین بعض چیزین اچہی ہون تو اوتنی ہی چیزونکو اچہا کہینگے پورا خوبصورت نہین کہلاویگا
اب قوت غضبی کے اعتدال اور حسن کا نام شجاعت ہی اور قوت شہوت کی حسن و اعتدال کا
نام عفت پس قوت غضبی اگر حد اعتدال سی زیادہ ہوگی تو اوسکا نام تہور ہی اور اگر کم ہوگی
تو نامردی اور جور کہلاویگی اور قوت شہوت زیادہ ہونیکی صورت مین شرہ اور حرص بولی
جاتی ہی اور کمی کی صورتمین جمود یعنی بستگی طبیعت نام ہی اور انمین فضیلت اور عمدگی اوسط
درجہ کو ہے دونون طرفین کمی زیادتی کی مذموم اور رذیل ہین اور قوت عدل مین کمی بیشی
کچہہ نہین ہوتی اسکی ضد صرف ظلم ہے کہ جب عدل نہ ہوا تو ظلم ہوگا اور قوت علمیہ کا حسن
و اعتدال یعنے حکمت اگر اسکی زیادتی خراب مطلبونمین واقع ہو تو اسکا نام مکر و فریب ہوتا ہے

ف ۱ اور جسکو سمجہہ ملی اوسکو بہت خوبی ملی ۱۲

کیونکہ انسان دو چیزونسے مرکب ہی ایک تو بدن جو آنکہہ سے سوجہتا ہے اور ایک روح یعنی نفس
جو بصیرت اور عقل سے معلوم ہوتا ہے اور انمین سے ہر ایک کی لیے ایک صورت ہوتی ہی خواہ اچہی
خواہ بری اور نفس جو عقل کی آنکہہ سے سوجہتا ہی قدر و منزلت مین جسم سے بڑہکر ہے اور اسی لیے
خدا تعالے نے بہی اوسکو اپنی طرف منسوب کیا تاکہ اوسکی عظمت معلوم ہو فرمایا کہ اِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا
مِّن طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ اس آیت مین صاف ارشاد ہی کہ جسم
منسوب ہے مٹی کیطرف اور روح منسوب ہے خدا تعالی کیطرف اور روح اور نفس اس جگہہ ایک ہی ہین غرضکہ
خلق کی تعریف یہ ہی کہ خلق وہ ہیئت راسخہ ہی نفس مین جس سے کہ افعال بآسانی بلا فکر و تامل
صادر ہون پس اگر یہ ہیئت ایسی ہے کہ اوس سی ایسے افعال صادر ہون جو عقلا اور شرعا عمدہ
ہین تو اس ہیئت کا نام خلق خوش ہے اور اگر اوس سے بُرے افعال صادر ہون تو اوس ہیئت کا
نام خلق بد ہی اب ہم ان قیدونکا فائدہ بتلاتے ہین کہ راسخ اور ثابت فی النفس کی قید اسلیے ہے
کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً کسی ضرورت مین بہت سا اوٹہا ڈالے تو اوسکا خلق سخاوت نہ کہلاویگا
جب تک کہ یہ بات اوسکی دلمین نہ جم جاوے اور بدون تامل کی قید صدور افعال مین اس لیے ہے
کہ اگر کوئی بڑے فکر و تامل سے بہ تکلف مال خرچ کرے یا اپنی غصہ کو فرو کرے تو اوسکا خلق سخاوت
اور حلم نہوگا خلاصہ یہ کہ یہان چار باتین ہین اول فعل اچہا یا برا دوسری اوسپر قادر ہونا تیسری
اوسکو پہچاننا چوتہی نفس مین ایسی صورت ہونی جس سے کہ اوسکو دونون طرف مین سے
ایک کی طرف رغبت ہو یعنی حسن و قبح مین سی ایک اوسپر آسان ہو جاوے پس خلق صرف
فعل کا نام نہین کیونکہ بہت سے آدمی خلق سخا رکہتے ہین مگر مفلسی یا کسی اور مانع کے سبب خرچ
کرنے سے معذور ہین یا بعضے ایسے ہین کہ خلق بخل رکہتے ہین مگر ریا وغیرہ کی جہت سے خرچ
کرتے ہین اور نیز خلق ملکہ کا نام بہی نہین اسلیے کہ ملکہ کی نسبت سخا اور بخل بلکہ اور ضدین کیطرف
بہی یکسان ہے اور ہر ایک انسان اپنی فطرت سی سخا اور بخل پر قدرت رکہتا ہے اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ خلق بخل اور خلق سخاوت اوسمین ہو اور صرف معرفت یعنی پہچاننا بہی خلق نہین
کیونکہ معرفت بہی مثل ملکہ اور قدرت کی اچہی بُری سب کی ساتہہ متعلق ہو سکتی ہے تو اب چوتہی
بات رہی یعنے وہ ہیئت کہ جس سے نفس صدور بخل یا سخا کا مستعد ہوتا ہے تو خلق نام
اوسی نفس کی ہیئت اور صورت باطنی کا ہے اور جسطرح کہ حسن ظاہری صرف ایک عضو مثلاً
آنکہونکے اچہا ہونے سے کامل نہین ہوتا بلکہ ناک منہ رخسار سب کی عمدہ ہونے سے حسن ظاہری

ت ۱
مین بتاتا ہون ایک انسان مٹی کا پہر جب ٹہیک بنا چکون اور پہونکون اوس مین ایک اپنی جان تو گر پڑو اوسکے آگے سجدہ مین ۱۲

کے باعث سی ہوا ہے اور کوئی شخص اوسکے کمال کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین
پہونچا اخلاق مین زیادہ مقرب الی اللہ وہی لوگ ہین جو خوش خلقی مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے ہین

دوسرا بیان حقیقت خوش خلقی اور بد خلقی کا

جاننا چاہیے کہ لوگون نے خوش خلقی کے باب مین بہت کچھہ لکھا ہے مگر اوسکی حقیقت کے بیان کا
تعرض کسی نے نہین کیا فقط اوسکی ثمرات اور نتایج لکھے ہین وہ بھی پورے نہین لکھے بلکہ جسکی جو سمجھہ مین
آیا وہی ثمرہ لکھدیا اوسکی حد اور ماہیت اور بیان ثمرات کا مفصل کسی نے نہین لکھا ہم کچھہ اقوال
اون لوگونکے نقل کرتے ہین حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ خوش خلقی عبارت اس سے ہی کہ کشادہ
پیشانی رہے اور دولت کو خرچ کرے اور ایذا سے باز رہے اور واسطی کا قول ہے کہ وہ یہ ہی کہ نہ خود
کسی سے خصومت کرے نہ اوس سے کوئی خصومت کرے اور اونکا دوسرا قول یہ ہی کہ مفلسی اور تونگری
مین خلق کو راضی رکھے اور شاہ کرمانی معرفت الٰہی کے جوش مین یون کہتے ہین کہ ایذا سے باز رہنا
اور مشقتونکا سہنا ہی اور بعضونکا قول ہی کہ لوگونسے قریب رہنا اور انمین غریب ہونا ہی اور ابو عثمان
فرماتے ہین خدا تعالیٰ کی خوشنودی سے مراد ہی اور سہل تستری سے جو خوش خلقی کو پوچھا تو جواب دیا
کہ ادنے یہ ہی کہ بردباری کرے اور انتقام نہ لے بلکہ ظالم پر رحم اور شفقت کرے اور اوسکے لیے مغفرت
چاہے اور اونکا دوسرا قول یہ ہی کہ رزق کے باب مین خدا سے بدگمان نہو اور سیر اعتماد کرے
اور جس چیز کا وہ ضامن ہوا ہے اوسکی وعدہ پورا نہ ہونے پر ساکت رہے اور اوسکی جتنے حقوق ہین
اونمین اور حقوق عباد مین اوسکی نافرمانی نہ کرے بلکہ اطاعت کرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
فرماتے ہین کہ خوش خلقی تین چیزونمین ہے محرمات سی بچنا اور حلال روزی کا تلاش کرنا اور
عیال پر زیادہ خرچ کرنا اور حسین بن منصور فرماتے ہین کہ خوش خلقی یہ ہے کہ بعد معلوم ہونے
حق کے ظلم لوگونکا تاثیر نکرے اور ابو سعید خراز کہتے ہین کہ سوای خدا تعالے کی کسیطرف ہمت کرنیکا
نام خوش خلقی ہے اسیطرح کی بہت سے اقوال ہین مگر ان سب مین ثمرات خوش خلقی کا ذکر ہے خود اوسکا
ذکر نہین علاوہ ازین ثمرات بھی سب مذکور نہین ہین نظر بر این حقیقت امر بیان کرنا ان اقوال کی
نقل سے بہتر معلوم ہوتا ہی پس جاننا چاہیے کہ خلق اور خلق دو لفظ ہین کہ ایک ہی ساتھہ مستعمل ہین
یعنے اسطرح بولتے ہین کہ فلان شخص خوش خلق اور خوش خلق ہی یعنے حسن ظاہری اور باطنی دونون
رکھتا ہی تو معلوم ہوا کہ خلق سے صورت ظاہری مراد ہوتی ہے اور خلق سے صورت باطنی

فرمایا کہ دین اوسنے پوچھا کہ اگر دو ہون تو کونسے ہون فرمایا کہ دین اور مال پوچھا کہ اگر تین ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا پوچھا کہ اگر چار ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا اور حسن خلق پوچھا کہ اگر پانچ ہون فرمایا کہ دین اور مال اور حیا اور حسن خلق اور سخاوت ہین پوچھا کہ اگر چھ ہون انہون نے ارشاد کیا کہ بیٹا پانچ ہی خصلتونکے جمع ہونے سے صاف متقی اور اللہ کا ولی اور شیطان سے بری ہوجاتا ہے زیادہ کی کیا حاجت ہی اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ جو کوئی بدخلقی کرتا ہے اپنی جان کو ستاتا ہی اور حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ آدمی اپنے حسن خلق کی بدولت جنت کی اعلے درجہ کو پہونچ جاتا ہی گو عبادت نکرتا ہو اور بدخلقی کے باعث اسفل طبقۂ جہنم کو پہونچ جاتا ہے گو عابد ہی ہو اور یحیی بن معاذؒ کا قول ہی کہ حسن خلق روزی کا خزانہ ہی اور وہب بن منبہؒ فرماتے ہین کہ بدخلق آدمی پھوٹی گھڑی کی مثال ہے کہ نہ جڑ سکے نہ مٹی ہوسکے اور فضیلؒ فرماتے ہین کہ اگر کوئی بدکار خوش خلق آدمی میرے ساتھہ رہی اس سی بہتر ہے کہ عابد اور بدخلق ہو اور صحب بن المبارکؒ سے منقول ہے کہ ایک بار کوئی بدخلق آدمی اونکے ساتھہ سفر مین ہولیا آپ اوسکی بہت سی مدارات اور نازبرداری کرتے جب وہ علیحدہ ہوگیا تو رونے لگے لوگون نے رونی کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجکو اوسپر رحم آیا کہ مین تو اوس سے علیحدہ ہوگیا مگر اوسکا خلق بد اوسکے ساتھہ ہی رہا وہ نہ جدا ہوا اور حضرت جنیدؒ فرماتے ہین کہ چار باتین آدمی مین ایسی ہین کہ گو علم و عمل کم ہو تب بھی اعلی درجات ملجاتے ہین وہ حلم اور تواضع اور سخاوت اور حسن خلق ہین اور کمال ایمان اسی حسن خلق سے ہوتا ہے اور کنانیؒ کا قول ہی کہ تصوف خلق کا نام ہی جو کوئی آدمی مین خلق زیادہ کردے وہ گویا اوسکے تصوف کو زیادہ کردے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ لوگون سے اخلاق کے ساتھہ ملو اور اعمال کی جہت سی اونسے علیحدہ رہو اور یحیی بن معاذؒ فرماتے ہین کہ بدخلقی ایسی بلا ہے کہ اوسکے ہوتی حسنات کی کثرت سی کچھہ فائدہ نہین ہوتا اور خوش خلقی ایسی خوبی ہے کہ اوسکے ہوتی برائیونکی کثرت سی کچھہ ضرر نہین ہوتا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ کرم کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ جو خدا تعالے نے اپنی کلام پاک مین فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ پوچھا کہ حسب کیا ہی آپ نے فرمایا کہ جو خوش خلق زیادہ ہے وہی خوش حسب زیادہ ہی اور یہ سب بزرگوارون کا قول ہے کہ عمارت بنا پر موقوف ہی اور بنا اسلام حسن خلق ہی اور ابن عطاءؒ کا قول ہے کہ جس کسیکو شرف رتبہ حاصل ہوا ہی صرف حسن خلق

یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ اور حضرت انس
فرماتے ہین کہ ہم ایک روز آپ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر تہے آپ نی فرمایا اِنَّ حُسْنَ الْخُلُقِ
لَیُذِیْبُ الْخَطِیْئَةَ کَمَا تُذِیْبُ الشَّمْسُ الْجَلِیْدَ اور فرمایا مِنْ سِیَادَةِ الْمَرْءِ حُسْنُ الْخُلُقِ اور اَلْیُمْنُ حُسْنُ الْخُلُقِ
اور حضرت ابوذر کو فرمایا یَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ اور حضرت انس رض فرماتے ہین
کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ اگر کسی عورت کی دنیا مین
دو شوہر تہے اور وہ دونون مرگئے اور جنتی ہوئے وہ عورت کسکو ملے گی آپ نی فرمایا
لِاَحْسَنِهِمَا خُلُقًا کَانَ عِنْدَهَا فِی الدُّنْیَا یَا اُمَّ حَبِیْبَةَ ذَهَبَ حُسْنُ الْخُلُقِ بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اور نیز فرمایا
اِنَّ الْمُسْلِمَ الْمُسَدَّدَ لَیُدْرِکُ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ وَکَرَمِ مَزِیَّتِهٖ اور ایک روایت مین دَرَجَةَ
الظَّمْاٰنِ فِی الْهَوَاجِرِ آیا ہے اور حضرت عبد الرحمن بن سبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ہم آپکی خدمت مین تہے
آپ نی فرمایا کہ مینے رات کو عجیب خواب دیکہا کہ ایک آدمی میری امت مین سے دو زانو بیٹہا ہے
اور اوسکے اور خدا تعالے کے درمیان حجاب ہی اتنے مین اوسکا حسن خلق آیا اور اوسکو خدا کی
سامنے کر دیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ سی روایت کرتے ہین کہ بعض لوگ عبادت مین
ضعیف ہوتے ہین مگر اپنے حسن خلق کی جہت سی شرف منازل اور بڑے بڑے درجات آخرت
کے پاوینگے اور روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین حاضر ہوئی اوسوقت آپ کی خدمت مین کچہہ قریش کی عورتین جمع تہین اور آپ سی
زور زور باتین کر رہی تہین جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جلدی سے پردے مین
ہوگئین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ کو ہنستے پایا اونہون نی سبب
آپ کی ہنسنے کا پوچہا آپ نی فرمایا کہ مجہے ان عورتون کی بات پر ہنسی آئی جو میرے پاس تہین
کہ جب تمہاری آواز سنی فوراً پردہ کر لیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ
زیادہ تر مستحق ہیبت تہی پہر عورتونکی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بے وقوفو مجہسے ڈرتی ہو اور
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتی اونہون نے جواب دیا کہ ہان تمہارا خوف ہی کیونکہ
تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت مزاج ہو پہر آپ نی ارشاد فرمایا کہ اَیُّهَا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ قَطُّ سَالِکًا فَجًّا اِلَّا سَلَکَ فَجًّا غَیْرَ فَجِّکَ اور ایک حدیث مین ہے
کہ سُوْءُ الْخُلُقِ ذَنْبٌ لَا یُغْفَرُ وَسُوْءُ الظَّنِّ خَطِیْئَةٌ تَنُوْجُ اور نیز آپ نی فرمایا اِنَّ الْعَبْدَ لَیَبْلُغُ مِنْ سُوْءِ
خُلُقِهٖ اَسْفَلَ دَرْکِ جَهَنَّمَ آثار لقمان حکیم سے اونکے بیٹے نے پوچہا انسانمین کونسی خصلت اچہی ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ذکر کیا کہ فلان عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور راتکو تہجد پڑہتی ہے مگر بدخلق ہے ہمسایونکو اپنی زبانسے ایذا دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ لَا خَیْرَ فِیْهَا هِیَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے آپ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے میزان مین جو چیز اول تلے گی حسن خلق اور سخاوت ہوگی اور جب اللہ تعالے نے ایمان کو پیدا کیا اوسنے عرض کیا کہ الٰہی مجھے قوت عنایت کر خداوند کریم نے اوسکو حسن خلق اور سخاوت سے زور دیا اور جب کفر کو پیدا کیا اوسنے بہی تقویت کے لیے عرض کیا اوسکو بخل اور بدخلقی سے زور عنایت ہوا اور ایک حدیث مین ہے اِنَّ اللّٰهَ اسْتَخْلَصَ هٰذَا الدِّیْنَ لِنَفْسِهٖ وَلَا یُصْلِحُ لِدِیْنِکُمْ اِلَّا السَّخَاءُ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَلَا فَزَیِّنُوْا دِیْنَکُمْ بِهِمَا اور ایک جگہہ یون فرمایا حُسْنُ الْخُلُقِ خُلُقُ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ اور کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومنین مین سے باعتبار ایمان کے کون افضل ہے آپ نے فرمایا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا یعنے خلق مین سب سے اچھا ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِکُمْ فَسَعُوْهُمْ بِبَسْطِ الْوَجْهِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ اور یہ بہی فرمایا کہ سُوْءُ الْخُلُقِ یُفْسِدُ الْعَمَلَ کَمَا یُفْسِدُ الْخَلُّ الْعَسَلَ اور حضرت جریر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ مجکو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجکو خدا تعالے نے خوبصورت بنایا ہے اپنی خلق کو بہی خوبصورت کر اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب مین زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ خلیق تھے

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یون دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت اکثر اسطرح دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَّةَ وَالْعَافِیَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کَرَمُ الْمَرْءِ دِیْنُهٗ وَحَسَبُهٗ حُسْنُ خُلُقِهٖ وَمُرُوَّتُهٗ عَقْلُهٗ اور اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین ایک بار خدمت اقدس مین حاضر ہوا اوسوقت بدو لوگ آپ سے یہ پوچھہ رہے تھے کہ بندہ کو سب مین بہتر کیا چیز عنایت ہوئی ہے آپ نے فرمایا خُلُقٌ حَسَنٌ اور ایک روایت مین ہے اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبَکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا جس شخص مین تین چیزین نہون یا ایک بہی اونمین کی نہو تو اوسکے عمل کا کچھہ اعتبار نہ کرو تَقْوٰی تَحْجُزُهٗ عَنْ مَعَاصِی اللّٰهِ اَوْ حِلْمٌ یَکُفُّ بِهِ السَّفِیْهَ اَوْ خُلُقٌ یَعِیْشُ بِهٖ بَیْنَ النَّاسِ اور شروع نماز مین آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا

علاج و اصلاح کے لیے مستعد ہونا ضروری ٹھہرا اور آیت قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا مین دل کے علاج ہی سے غرض ہی اور قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا مین اوسکے علاج سی غفلت مقصود ہی ہم اس باب مین کچھہ امراض قلوب اور اونکا علاج بطور اجمال بیان کرتے ہین اور تفصیل وار بیان ہر مرض کا مع علاج جداگانہ آگے بیان کرینگے یہان صرف یہ مقصود ہی کہ تہذیب اخلاق اور اوسکے ڈھنگ ڈالنی کو عام طور پر بیان کرین اور اثنا ذکر مین علاج بدنسی مثال دینگی تاکہ سمجھہ مین جلد آجاوے

بیان اول فضیلت حسن خلق اور مذمت خلق بدکا

واضح ہو کہ جناب رب العزت نے اپنے حبیب نبی کریم کی ثنا مین اونپر اپنی نعمت کا اظہار کرکے فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تہا اور جب آیت اتری خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ تو آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سی سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے اونہون نے عرض کیا کہ جب تک جناب احدیت سی نہ سوال کرون مجکو معلوم نہین پہر حضرت جبریل آسمان پر گئے اور تشریف لاکر عرض کیا کہ اس سے یہ غرض ہے کہ آپ سی جو علیحدہ ہو اوس سے آپ ملین اور جو آپ کو ندے اوسکو آپ مرحمت فرماوین اور جو کوئی آپ پر ظلم کرے اوسکو آپ معاف فرماوین اور حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ اور یہ بہی فرمایا اُثْقَلُ مَا يُوْضَعُ فِي الْمِيْزَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اور ایک شخص نے آپکے سامنے سی آکر سوال کیا مَا الدِّيْنُ یعنی دین کیا ہے آپ نے فرمایا حُسْنُ الْخُلُقِ یعنی خوش خلق ہونا پہر وہ شخص آپکی داہنی طرف سی آکر پوچہنے لگا کہ مَا الدِّيْنُ آپ نے وہی جواب فرمایا پہر بائین طرف سے ہوکر وہی سوال کیا آپ نے پہر وہی جواب دیا اونسے پیچہے سے آکر وہی سوال کیا آپ نے اوسکیطرف متوجہ ہوکر فرمایا اَمَا تَفْقَهُ هُوَ اَنْ لَّا تَغْضَبَ اور ایک شخص نے آپ سی پوچہا کہ نحوست کیا چیز ہے آپ نے فرمایا سُوْءُ الْخُلُقِ یعنی بدخلقی اور ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجکو کچہہ نصیحت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ جہان کہین رہے خدا سے ڈرا اوسنے عرض کیا کہ کچہہ اور فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی گناہ ہوجاوے تو اوسکے پیچہے نیکی کیا کر اوس سے وہ گناہ مٹ جاویگا اوسنے عرض کیا کچہہ اور فرمائیے آپ نے فرمایا خَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ اور ایک شخص نے پوچہا کہ اعمال مین سے افضل کون سا ہے آپ نے فرمایا کہ حسن خلق اور ایک حدیث مین ہے مَا حَسَّنَ اللّٰهُ خَلْقَ عَبْدٍ وَخُلُقَهٗ فَتَطْعَمُهُ النَّارُ اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

زبانسے یون بھی ارشاد فرمایا هُوَ كَاءٍ فِي الْجَنَّةِ وَلَا أُبَالِي وَهُوَ كَاءٍ فِي النَّارِ وَلَا أُبَالِي غرضکہ اوسکا معاملہ بہت بڑا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ اب ذکر عجائب قلبی کو ہم اسی تھوڑیسی مقدار پر کفایت کرتے ہین اسکا پورا بیان علم معاملہ کے مناسب نہین بلکہ اوسیقدر بیان کردیا ہے جس سے کہ علوم معاملہ کی باریک باتین اور اسرار کے دریافت کرنے مین حاجت پڑتی ہے کیونکہ بعض لوگونکو صرف بیان ظاہر ایسے سیری نہین ہوتی وہ کچھ اوسمین باریکیان بھی معلوم کرنیکے مشتاق ہوتے ہین پس اسقدر بیانسے انشاء اللہ اونکو اطمینان اور فائدہ ہوجاویگا واللہ ولی التوفیق عجائب قلبی پوری ہوگئین انکی بعد ریاضت نفس اور تہذیب اخلاق کا ذکر ہی والسلام علی من اتبع الہدی والحمد للہ اولا وآخرا ۱۲

باب دوم ریاضت نفس اور تہذیب اخلاق اور قلب کی بیماریون کے علاج مین اسمین گیارہ بیان ہین

رباعی ہے خلق حسن وصف نبی مرسل	ثمرہ ہے عبادت کا ریاضت کا پھل
بدخلق کو زمرہ ہو شیاطین کا نصیب	دارین مین رہتا ہے ذلیل وارذل

معلوم کرنا چاہیے کہ حسن خلق صفت سید المرسلین کی ہے اور اعمال صدیقین مین سے افضل یہی ہے اور حقیقت مین نصف دین اور ثمرہ مجاہدۂ متقین اور نتیجۂ ریاضت عابدین اسیکو کہنا چاہیے اور اخلاق بد زہر قاتل اور مہلک ہین اور ذلت وخواری اور فضیحت ورسوائی انہین سے ہوتی ہے خدا کے قرب سے دور کرتے ہین اور شیطان کی گروہ مین منسلک نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ کے کھلے دروازہ ہین جیسے کہ اخلاق جمیلہ دار النعیم کے کھلے پھاٹک ہین اور قرب الی اللہ کے وسائل خلاصہ یہ کہ اخلاق بد قلوب کی ایسی بیمارین ہین کہ جنسے حیات ابدی جاتی رہتی ہے اور امراض بدنی صرف حیات جسد ایسی دور کرتے ہین پس اونمین اور انمین کچھ نسبت نہین اور ازانجا کہ اطبا اون امراض کا علاج کرتے ہین جنسے کہ صرف حیات فانی جاتی رہتی ہے اور اوسکے لیے قانون اور تشخیص و علامات کیطرف توجہ مصروف رکھتے ہین تو امراض قلوب جنسے کہ حیات باقی فوت ہوجاتی ہے اسکے علاج کے لیے بھی ضبط قوانین پر ضرور ہے اور یہین طب کا سیکھنا سب اہل عقل پر واجب کیونکہ ہر ایک دلمین کوئی نہ کوئی مرض ہوتا ہے اگر اوسکا علاج نکیجیے تو صدہا امراض لاعلاج پیدا ہوتے ہین اسی لیے ہر شخص کو اون امراض کا پہچاننا اور اونکے اسباب کا جاننا اور پھر

دونون فریق کے رہتا ہے یہانتک کہ دل پر اگر صفات شیطانی غالب ہونگی تو اوسیطرف کا ہو رہیگا اور گروہ شیاطین کا مدد و معاون ہو کر گروہ رحمانی سے اعراض کریگا اور اعضا سابقہ تقدیر ازلی سے وہ کام جاری ہونگے جو اللہ تعالے سے دور ہونیکے سبب ہون اور اگر اوسپر صفات ملکیہ کا غلبہ ہوگا تو اغوا شیطانی اور اوسکی ترغیب کو ہیچ جانیگا اور دنیا فانی کی ترجیح اور آخرت کی سستی کیطرف ذرا بھی مائل نہوگا بلکہ گروہ رحمانی کی طاعت قبول کریگا اور اعضا سے وہی کام صادر ہونگے جو موجب رضاء الٰہی ہون اور یہ بھی معاملہ تقدیر ہی کا ہے کیونکہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ واقع ہے یعنی کشاکشی درمیان ان دونون فریق کے اکثر رہتی ہے اور تقلب ادہر اودہر کرتا رہتا ہے مگر ایک ہی گروہ کیطرف ہمیشہ کو جم جانا بہت کم ہے اور جمیع طاعات خواہ معاصی خزانہ غیب سے ہی جو عالم ظہور مین آتے ہین بواسطہ خزانہ قلب کے آتے ہین کیونکہ قلب خزائن ملکوت سے ہے اور اونکے ظہور ہی سے ارباب قلوب قضاء الٰہی پہچانتے ہین یعنے جو جنت کے لیے پیدا ہوا ہے اوسکے واسطے اسباب طاعت آسان کر دیے جاتے ہین اور جو دوزخ کے لیے پیدا ہوا ہے اوسکے لیے لوازم معصیت کے مہیا ہوجاتے ہین صحبت بھی ویسی ہی ملتی ہے حکم شیطان دلمین چر جاتا ہے کیونکہ وہ بسیسیون حکمتونسے احمقونکو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے ع غفور ست داور توساغر بنوش + کچھ پروانہ کر سب لوگ خدا سے ڈرتے ہین اونکے خلاف نہونا چاہیے ابھی زندگی بہت ہے کل توبہ کرلیجو يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ اِلَّا غُرُورًا یعنے توبہ کا وعدہ دیتا ہے اور مغفرت کی تمنا دلاتا ہے تاکہ ان جیسے حیلونسے آدمی کو تباہ کرے پس آدمی دھوکے مین آکر اوس کی بات مان لیتا ہے اور امر حق کے قبول سے اوسکا دل تنگ ہوتا ہے اور پہلے سے حکم الٰہی اسیطرح ہوتا ہے فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ اِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اور ضلالت اوسکی ہاتھ ہی یَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ نہ اوسکی حکم کو کوئی ٹال سکے اور نہ اوسکی قضا کو کوئی تاخیر کرسکے اوسی نے جنت کو پیدا کیا اور اوسکے لیے کچھ لوگ بنائی اونکو ویسے ہی کاموں مین لگایا اور دوزخ کو بھی پیدا کیا اوسکے لیے بھی لوگ بنائے اونکو ویسے ہی کاموں مین لگایا لوگون کو نشان دونون طرح کے لوگون کے تبلا دیے اور فرمایا اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ پھر اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی

اور بعضے لوگ ایسے ہین کہ اگر کوئی کلمہ اپنی حقارت یا عیب کا سنین غصہ کی مارے آگ ہبولا ہوجاتے ہین اور بعضے روپیہ پیسا لینے کیوقت ایسی تیز ہوتے ہین کہ مروت اور تقوی کا کچھہ خیال نہین رکھتے پس سب باتین اسی سے ہوتی ہین کہ سیاہ دھوان ہوا نفسانی کا قلب پر چھا جاتا ہے اور اوسمین نور بصیرت دھندلا پڑجاتا ہی اسی جہت سے حیا اور ایمان اور مروت کو بالاے طاق رکھکر مراد شیطانی کی تحصیل مین کوشش کرتے ہین تیسرا قلب وہ ہی کہ اوسمین ہوا نفسانی کی خاطر ظاہر ہوتی ہے اور اوسکو شر کیطرف کھینچتی ہے اوسیوقت خاطر ایمان آتی ہی اور خیر کیطرف بلاتی ہے اور نفس شہوت پرست خاطر شر کیطر فداری پر مستعد ہوتا ہی اسوقت شہوت کو بہت غلبہ ہوتا ہی اور تمتع اور لذت اچھی معلوم ہونے لگتی ہے پس عقل خاطر خیر کی تبع کرتی ہے اور شہوت کی برائی بیان کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ کام نادانی کا ہے یا مشابہ افعال بہائم اور سباع کی ہی جنکے انجام کی پروا نہین ہوتی اور بدی پر گر پڑتے ہین تو نفس عقل کی نصیحت پر راغب ہوتا ہے اوسیوقت شیطان عقل پر حملہ کرتا ہے اور ہوا نفسانی کو کمک پہونچاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ زاہد خشک کیسا ہی تو اپنی خواہش سے کیون نہ کہتا ہی دنیا مین اور بہی کوئی ہے جو اپنا مطلب چھوڑتا ہی کیا دنیا کی لذتین اور ونکے حصہ مین ہین تیرے نصیب مین بدبختی اور رنج و مصیبت اور حرمانکی سوا کچھہ نہین لوگ تجھپر ہنسینگے دیکھہ فلان فلان شخص نے یہی بات چاہی تہی اور اوسکی مراد بر آئی ہوئے کیسے چین کرتے ہین تو اونسے بڑھکر رتبہ کیون نہین حاصل کرتا فلان شخص عالم بہی ہے تو ایسا ہی کرتا ہی اور اوس سے پرہیز نہین کرتا اگر یہ بات منع ہوتی تو وہ کیون کرتا ان باتونسے نفس شیطان کی طرف کو جھکتا ہے اوسوقت فرشتہ شیطان پر چڑہ آتا ہی اور یون سمجھاتا ہے کہ جو شخص اتباع لذت حال کرتا ہے اور انجام اور مآل پر دھیان نہین دھرتا وہ تباہ ہوجاتا ہے کیا اس چند روزہ عیش پر قانع ہوکر ابدالآباد کی لذت بہشتی کو چھوڑے دیتا ہے شہوت پر صبر کرنیکا رنج نہین اٹھا سکتا دوزخ کا عذاب ہلکا سمجھا ہوگا لوگونکی اتباع شہوات مین پڑنے اور اطاعت شیطانی کرنے سے تو بہی اپنی نفس سے غافل ہوا جاتا ہی یہ بڑا دھوکہ ہے دوسرونکا گناہ تیرے عذاب کو ہلکا نہین کریگا اگر بالفرض چیٹہ اساڑہ کی دونو نمین اور لوگ دھوپ مین جلتی ہون اور تجکو کوئی ٹھنڈا مکان میسر ہوجاوے تو تو لوگونکا ساتھہ دیگا یا اپنا بچنا غنیمت جانیگا جب دھوپ مین تجکو اورونکے ساتھہ کھڑا ہوتے ڈر لگتا ہے تو دوزخ مین اورونکے ساتھہ جاتے کیون نہین ڈرتا اس نصیحت سے نفس فرشتہ کیطرف میل کرتا ہی اور اسی کشاکشی مین

کہ جسکی طرف خود مبدأ فیاض یعنی خدا عزوجل کی توجہ ہوتی ہے اور قلب مطمئن اسیکا نام ہی
جو اس آیت سے مراد ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اور اس آیت مین بھی وہی غرض ہے
يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ دوسرا قلب اول کے عکس ہی یعنے ہوای نفسانی سے معمور
اور عادات مذموم مین آلودہ ہو دروازے شیطانون کے اسکی طرف مفتوح ہون اور فرشتونکے
ابواب مسدود ولیسے دلمین آغاز شر کا اسطرح ہوتا ہی کہ اول اوسمین ایک خطرہ ہوای نفسانی کا
آتا ہی اور دلمین کھٹکتا ہی تو وہ حاکم عقل کی تجویز پوچھتا ہی کہ مصلحت کیا ہی تو چونکہ عقل پہلے ہی ہوائے نفسانی
کی خدمتگذاری کی معتاد ہوتی ہے اور ہمیشہ اوسکے لیے حیلے ڈھونڈھا کرتی ہے اور اوسکی
مرضی کی موافق کام کرتی ہے اب بھی نفس کی مساعدت کرتی ہی اور اوسکے مطابق
جواب دیتی ہی تو ہوای نفسانی کے لیے سینہ کھل جاتا ہی اور اوسکا اندھیرا پھیلتا ہی اور لشکر عقل
مغلوب ہوجاتا ہی شیطان کی بن پڑتی ہے خوب پاؤن پھیلاتا ہے اور زینت ظاہری اور
فریب اور طول امل اور اور اسیطرحکی تمنی باتونکی ترغیب یہانتک کرتا ہی کہ سلطان ایمان
کم زور ہوجاتا ہی اور نور یقین گل ہوجاتا ہے یعنے وعدہ اور وعید اور خوف آخرت کا یقین
نہین رہتا کیونکہ ہوای نفسانی سے ایک ایسا سیاہ دھوان نکلتا ہے کہ قلب کے چہار طرف پھیلکر
اوسکے نور کو بجھا دیتا ہی عقل کا حال اوسوقت ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کی آنکھہ مین کڑوا دھوان
بھرا ہو اور دیکھہ نسکے یہی حال غلبۂ شہوت سے قلب پر طاری ہوتا ہے کہ تامل اور استبصار
ذرا نہین رہتا اور اگر امر حق کو کوئی واعظ سوجھاوے تو بھی نہین سمجھتا اور نہ کان دھرتا ہی ایسی
صورت مین شیطان جد حملہ کرتا ہی شہوت جد ہیجان مین آتی ہے اعضا جدا موافق ہوای نفسانی
کی حرکت کرتے ہین معصیت تقدیر الٰہی کی جہت سے ظاہر ہوتی ہے ایسے ہی دل کیطرف اس آیت مین اشارہ ہے
اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ
اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور اس آیت مین بھی لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ
اور اس آیت مین سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اور بعضے قلوب کا تو حال
بہ نسبت سب شہوات کے ایسا ہی ہوتا ہی اور بعضونکا ایسا حال باعتبار بعض شہوات کے ہوتا ہے
مثلاً بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ بعض معصیتونسے پرہیز کرتے ہین لیکن جب کوئی خوبصورت
صورت نظر پڑتی ہے تو اوس سے صبر نہین کرسکتے عقل رخصت ہوتی ہے اور دل کو ضبط نہین
کرسکتے اور بعضونکا یہ حال ہے کہ اگر جاہ اور ریاست اور کبر کا سامان نظر پڑتا ہی تو اوسپر دیوانہ ہوجاتے ہین

عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو اپنے قلب کا خوف ہی آپ نے فرمایا کہ وَمَا یُؤْمِنُنِیْ وَالْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُہٗ کَیْفَ یَشَآءُ اور ایک روایت مین ہی اِنْ شَآءَ اَنْ یُّقِیْمَہٗ اَقَامَہٗ وَاِنْ شَآءَ اَنْ یُّزِیْغَہٗ اَزَاغَہٗ اور آپ نے قلب کی تین مثالین فرمائین ایک یہ کہ فرمایا مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الْعُصْفُوْرِ یَتَقَلَّبُ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ اور دوسری جگہہ فرمایا مَثَلُ الْقَلْبِ فِیْ تَقَلُّبِہٖ کَالْقِدْرِ اِذَا اسْتَجْمَعَتْ غَلَیَانُھَا اور تیسری مثال مین فرمایا مَثَلُ الْقَلْبِ کَمَثَلِ رِیْشَۃٍ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ تُقَلِّبُھَا الرِّیَاحُ ظَھْرًا لِبَطْنٍ اور یہ دلونکی تبدیل اور اللہ تعالی کی عجیب صفت اس باب مین ایسی ہے کہ بجز اون لوگونکے جو اپنے احوال کے نگران رہتے ہین اور مراقبہ مین لگے رہتے ہین اور کسیکو معلوم نہین ہوتے۔ اور قلب باعتبار ثابت رہنے کی خیر اور شر پر یا مذبذب رہنے کے ان دونو مین تین قسم پر ہے ایک قلب تو وہ ہے کہ تقوی سے پر ہو اور ریاضت سے اوسکا تزکیہ ہوا ہو اور خبیث عادات سے پاک وصاف ہوگیا ہو ایسے دلمین خواطر خیر خزانۂ غیب اور طریق ملکوت سے آتے ہین اور عقل ان خواطر کے تفکر مین مصروف ہوتی ہے کہ اونکے دقائق خیر اور اسرار فوائد سے مطلع ہو پس جب نور بصیرت سے اوسپر اونکی وجہ ظاہر ہوجاتی ہے تو کہدیتی ہے کہ اس کام کا کرنا ضروری ہے اور قلب کو اوسکے ارتکاب کی ترغیب دیتی ہے اور فرشتہ کی نظر جو اس قلب پر پڑتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اسکا جوہر صاف ہے اور نور خرد سے تمام اوجالا ہو رہا ہے تقوی سے معمور ہے شمع معرفت سے نور علی نور ہے ہماری رہنے کے قابل ہے اور ہماری اور نیکی صلاحیت حاصل تو اوسوقت ایسے لشکر ونسے اوسکی مدد کرتا ہے کہ جو سوچتے نہین اور بہت سی اور خیرات کیطرف ہادی بنتا ہے یہانتک کہ ایک چیز سے دوسری اور پھر تیسری اور پھر جو تھی اسیطرح بے شمار خیرات کی ترغیب علی الدوام کرتا رہتا ہے اور ان باتونکو اوسپر آسان کرتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی اسیطرح جسکے دلمین مطلع ربوبیت سے خورشید معرفت طلوع ہوتا ہے کہ جسکی لمعان نور سے اوسپر شرک خفی چھپا نہین رہتا حالانکہ وہ اندھیری رات مین سیاہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتا ہے اسیطرح اور پوشیدہ باتین اوسپر چھپی نہین رہتین اور نہ مکر شیطانی کارگر ہوتا ہے بلکہ شیطان کھڑا ہو کر بہت سی چکنی باتین دھوکہ کی کہتا ہے مگر وہ متوجہ بھی نہین ہوتا اور اسطرح کا دل جب مہلکات سے صاف ہوجاتا ہے منجیات سے معمور ہوتا ہے یعنی شکر اور صبر اور خوف ورجا اور فقر وزہد اور محبت اور رضا اور شوق اور توکل اور تفکر اور محاسبہ وغیرہ جنکو آگے بیان کرینگے اونکا محل ہوجاتا ہے یہی دل ہے

کردیا جاوے اور جب تک ایک روپیہ بھی ملک مین رہیگا نماز مین شیطان اوسیکا وسوسہ کریگا کہ اوسکو کہان چھپایا جاوے کہ کسی کی نظر نہ پڑے اور حفاظت کسطرح ہو اور کس خرچ مین اٹھانا چاہیے اور کیونکر اوسکو ظاہر کرکے نام پیدا کیا جاوے اسیطرح کے بیسیون وسوسہ کرتا ہے پس جو کوئی دنیا مین پھنسکر یہ طمع کرے کہ مجھے شیطان سے نجات ملے اوسکی ایسی مثال ہے کہ شہد بدن پر لیکر یہ جانے کہ اسپر مکھی نہ بیٹھی گی اور یہ بات محال ہے غرضکہ دنیا وسوسہ کا بڑا پھاٹک ہے اور اوسکا ایک راستہ نہین بہت سے راستے ہین ایک حکیم کا قول ہے کہ شیطان اول نبی آدم کے پاس معاصی کیطرف سے آتا ہی اگر اوسنے کہنا نمانا تو نصیحت کی طور پر پیش آتا ہے کہ کسی بدعت مین پھنساوے اور اگر اسکو بھی نمانا تو اوسکو تنگی اور شدت کا حکم کرتا ہے کہ جو چیز حرام نہو اوسکو بھی حرام کرلے اگر اسکو بھی پذیرا نہ کیا تو وضو اور نماز مین شبہ ڈالدیتا ہے کہ کسی کا یقین نرہے اگر یہ بھی بن نہ پڑا تو اعمال نیک کو اوسپر آسان کردیتا ہے اور جب لوگ اوسکو صابر اور عفیف دیکھتے ہین اور اوسکی طرف راغب ہوتے ہین تو عجب مین ڈالکر تباہ کردیتا ہے مگر اسصورت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا اسلیے کہ یہ جانتا ہے کہ اگر ایکبار بہندے مین نہ آیا تو آخر جنت کو چلا جاوے گا

پندرہوان بیان قلب کے جلد بدلنے کا اور تغیر اور ثبات کی اعتبار اوسکی تقسیم کا

پیشتر ہم لکھہ چکے ہین کہ قلب پر آثار اور احوال مختلف طرق سے آتے رہتے ہین اور اس باب مین گویا وہ ایک تو وہ ہے جسپر چہار طرف سے تیر پڑتے رہتے ہین پس جب ایکطرف سے کسی چیز کا اوسپر اثر ہوا دوسری طرف سے اوسکے خلاف کوئی چیز آجاتی ہے تو پہلی صفت بدلجاتی ہے مثلاً اگر شیطان نے اوسکو ہوائے نفسانی کیطرف کھینچا فرشتہ اوسکو اگر اوس سے باز رکھتا ہے اور اگر ایک شیطان نے ایک برائی کو کہا دوسرے نے دوسری طرف کھینچلیا اور اگر ایک فرشتہ نے کسی چیز کی رغبت دلائی دوسرے نے دوسری چیز سوجھائی پس کبھی تو دو فرشتونکی کشاکش مین رہتا ہے اور کبھی دو شیطانون کی اور کبھی ایک فرشتہ اور ایک شیطان کی مگر کسی وقت فارغ نہین رہتا اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے اس آیت مین وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ اور ازانجاکہ قلب کو خداوند کریم نے ایک عجیب چیز بنایا ہے اور اوسمین بہت عجائب بھرے ہین اور ان عجائب سے اور اوسکے بدلنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی واقف کیا تھا تو اکثر آپ اسطرح قسم کہاتے تھے وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ اور اکثر یون دعا مانگتے تھے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ لوگون نے

ق ۱ اور ہم اول بار پیدا کرنے کی طرح پھیر دینگے اول اور آخر ۱۲

ع ۲ ہین قسم کے دل کی بدلنے والی ۱۲ بخاری بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ

ع ۳ ای بدلنے والا دلون کے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ ترمذی بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

کہ اوسکے دفع کے لیے مجاہدہ کی ضرورت ہوگی پس وسوسہ تو موجود رہتا ہے مگر دبا ہوا ہوتا ہے
تیسری قسم وسوسہ کی خواطر ہین اور غائب چیزونکا حال یاد کرنا پس جب دل متوجہ ذکر الٰہی
کیطرف ہوتا ہے تو ذرا ٹلجاتا ہے پھر آجاتا ہے پھر ذرا دیر کو ٹلجاتا ہے تو ذکر اور وسوسہ پے در پے
اسی طرح آتے ہین کہ یہ خیال ہوتا ہے کہ دونون کا ایک سلسلہ ہوگیا ہے یہانتک کہ ذہن مین
معنی قرارت کی بھی آتے ہین اور یہ خواطر بھی رہتے ہین گویا ان دونون چیزون کے ٹھکانے
دلمین دو جگہہ ہین اور اس قسم کا وسوسہ بالکلیہ منقطع ہوجانا بہت مشکل ہے مگر محال نہین اسلیے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ مِّنَ الدُّنْیَا
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ پس اگر یہ بات محال ہوتی تو حضرت ذکر نفرماتے ہان یہ امر اسی
دلمین ہوسکتا ہے جس پر محبت الٰہی حاوی ہوگئی ہو کیونکہ قلب کو جس طرف مشغولی تام ہوتی ہے
اوسکے سوا اور کچھہ دل پر نہین گذرتا جیسے عاشق اگر فکر محبت مین مستغرق ہوتا ہے تو سوا
ذکر محبوب اور کوئی بات اوسکے دلمین نہین گذرتی یا جسکو کسی دشمن کا خیال ہوتا ہے تو بعض
اوقات دو رکعت یا زیادہ کی مقدار ایسا فکر مین ڈوبا رہتا ہے کہ سوا اوس دشمن کی بات کی اور کچھہ
دل پر نہین گذرتا یہانتک کہ اگر اس عرصہ مین کوئی پاس کو نکل جاوے یا کچھہ کہ جاوے تو اوسکو
خبر نہین ہوتی گویا کہ اوسپر آنکھہ ہی نہین پڑی پس جب یہ بات دنیا کی تفکرات مین ممکن ہے
تو اگر کسیکو خوف دوزخ یا حرص جنت سے یہ استغراق نصیب ہو تو کیا بعید ہے ہان بنظر ضعف
ایمان کے البتہ شاذ و نادر ہے پس جبان سب اقسام وساوس کو سوچ تو معلوم ہوجاوے کہ مذہب
مذکورۂ بالا مین سے ہر ایک کے لیے ایک وجہ ہی لیکن اوسکا محل مخصوص ہے خلاصہ یہ کہ شیطان سے
خلاص ہونا ایک لحظہ یا ساعت کو کچھہ بعید نہین مگر عمر بھر اوس سے نجات ملنی بہت بعید ہی بلکہ
محال ہے کیونکہ اگر یہ بات ممکن الوجود ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی قسم کا
وسوسہ نہوتا حالانکہ وسوسہ آپ کو بھی ہوا جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ آپ نے نماز مین
اپنے کپڑے کے نقوش پر نگاہ کی اور سلام پھیر کر وہ کپڑا پھینک دیا اور فرمایا شَغَلَنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ اور ایک بار
سونے کے حرام ہونے سے پیشتر آپ کی ہاتھہ مین ایک انگوٹھی سونے کی تھی خطبہ پڑھتے مین اوسپر نگاہ
جا پڑی تو آپ نے اوسکو نکالکر پھینک دی اور فرمایا نَظَرْتُ اِلَیْهِ وَنَظَرَ اِلَیْکُمْ تو لذت نگاہ کو
سونے کی انگوٹھی یا کپڑے کے نقش کیطرف حرکت دینی وسوسہ کے باعث تھی اسی لیے آپ نے اونکو پھینک دیا
اس سے یہ معلوم ہوا کہ وسوسہ متاع دنیا وی اور نقد کا جبھی منقطع ہوگا جب اوسکو علیحدہ

۱ جو شخص دو رکعت نماز ایسی پڑھے کہ اوسمین اوسکا نفس کوئی بات دنیا کی نکرے تو اوسکے سب گناہ جو اگلے ہوچکے ہین بخش دیے جاتے ہین کما فی الصحیحین ۱۲

۲ یعنی کپڑے کو نہ دیکھا ۱۲

۳ یعنی مکروہ ہے ۱۲

۴ یعنی ایک بار اوسکو اور ایک بار انگوٹھی کو دیکھا ۱۲

۵ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے ۱۲

ہا معلوم ہونگے اور یہ لوگ اپنے قول کی دلیل یہ فرماتے ہین کہ حدیث شریف مین جنس مذکور ہی مگر ہمکو
ذکر کے ساتھہ وسوسہ سوجھتا ہے تو اوسکی تطبیق بجز بیان مذکور کے اور کسی طرح نہین ہوسکتی اور ایک
فرقہ کا یہ قول ہے کہ وسوسہ اور ذکر دل پر ہمیشہ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے رہتے ہین اور منقطع نہین ہوتے
جیسے کوئی آدمی ایک ہی حالت مین اپنی آنکھہ سے دو چیزین دیکھے اسیطرح دل بھی دو چیزون کا مقام
ہوتا ہے حدیث شریف مین وارد ہی کہ مَا مِنْ عَبْدٍ اِلَّا وَلَهٗ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ عَيْنَانِ فِيْ رَاْسِهٖ يُبْصِرُ بِهِمَا
اَمْرَ دُنْيَاهُ وَعَيْنَانِ فِيْ قَلْبِهٖ يُبْصِرُ بِهِمَا اَمْرَ دِيْنِهٖ اور یہی مذہب محاسبی رح کا ہے اور ہمارے نزدیک
یہ سب مذہب درست ہین مگر اقسام وسواس کا حصر کسی مین نہین ہر ایک نے جس وسواس کو دیکھا
ویسا ہی تبلا دیا اسلیے ہم اوسکے اقسام لکھتے ہین اور کہتے ہین کہ وسواس تین قسم کے ہین اول یہ
کہ امر حق کو مشتبہ کرنے سے شیطان وسوسہ کرے مثلاً یون سمجھاوے کہ دنیا کی لذت بچھوڑنی
چاہیے زندگی بہت ہی خواہشات کو اتنے دنون روکنا بڑا عذاب ہی پس اسوقت اگر بندہ اللہ تعالے
کا حق اور اوسکا ثواب عظیم اور عقاب یاد کریگا اور اپنے نفس کو سمجھاویگا کہ خواہش سے رکا رہنا
تو سخت ہی مگر دوزخ کی آنچ کا سہنا سخت تر ہے دونون مین سے ایک ہی ہوسکتا ہی تو جب اسطرح
وعدہ اور وعید کو یاد کرکے تجدید اپنے یقین کی کریگا تو شیطان بھاگ جاویگا کیونکہ یہ نہین
کہہ سکتا کہ دوزخ کی آگ پر صبر کرنا گناہونکی صبر سے ہلکا ہے نہ یہ کہہ سکتا ہے کہ گناہ کا انجام دوزخ
نہین اسلیئے کہ اگر کہے گا یہی تو بندہ کتاب اللہ پر ایمان رکھنے سے اوسکی کب سنیگا بہرکیف اوس کا
وسواس منقطع ہوجاویگا اسیطرح اگر عجب کی لیے وسوسہ ڈالے مثلاً دلمین یہ بات ڈالے کہ آج
تیری برابر معرفت اور عبادت الٰہی مین کوئی نہین تیرا رتبہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہی اور اوسوقت
بندہ یہ یاد کرے کہ میری معرفت اور اختیار اور قلب اور اعضا جنسے کہ مینے جانا یا عمل کیا سب کے سب
اللہ تعالی نے پیدا کیے ہین پس عجب کس پر کرنا چاہیے تو اسوقت بھی شیطان ٹلے گا کیونکہ یہ نہین
کہہ سکتا کہ یہ اللہ کی جانب سے نہین اور اگر کہے بھی تو ایمان کی جہت سے شنوائی کب ہوسکتی ہے
غرضکہ اس قسم کا وسواس تو بالکل منقطع ہوجاتا ہے جو لوگ عارف ہین اور نور ایمانی اور معرفت
روشن ضمیر ہین اونکے پاس نہین رہتا دوسری قسم وسواس کی یہ ہی کہ شہوت کو حرکت دی اور اسمین
یہ تفریق ہے کہ تحریک یا تو ایسی چیز کیطرف ہو کہ بندہ کو یقینی معلوم ہوجاوے کہ وہ چیز معصیت ہے
یا صرف غلبہ ظن ہی ہو پس یقینی جاننے کی صورت مین شیطان ہیجان شہوت سے تو بار نہین رہیگا
مگر ایسا ہیجان نہین کریگا جس سے تحریک ہو اور اگر مرتطنون ہوگا تو اکثر مؤثر رہیگا یہان تک کہ

ہر ایک میں ہین دو دو
بندون کی
ہین اور دونون
ہین
السلام
اور دونون میں
ہوتی نہین
اور دیکھتا ہے ۱۲
دیکھی در پسند افتد و ش
بجای لفظ دیدہ کہ
کا لفظ آیا ہے ۱۲

بلکہ اصل یہی ہے کہ جو اعمال بندہ کے اختیار مین ہین خواہ آنکھہ کے ہون یا کان یا دل کے
سب پر مواخذہ ہوگا یہانتک کہ اگر آنکھہ نے اختیار کسی غیر محرم پر پڑجاوی تو اوسپر بھی مواخذہ
نہین ہان اگر دوبارہ پھر دانستہ دیکھیگا تو اوسپر مواخذہ ہوگا اسیطرح خواطر قلبی کا حال ہے بلکہ
مواخذہ قلب ہی سے اول ہونا چاہیے کیونکہ اصل وہی ہے حدیث شریف مین ہے کہ اَلتَّقْوٰی ہٰھُنَا یعنی
دل کیطرف اشارہ کرکے آپ نے یہ لفظ فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ اور ایک حدیث مین اسطرح ارشاد ہے اَلْاِثْمُ حَوَّازُ الْقُلُوْبِ اور یہ بھی فرمایا
اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ اِلَیْہِ الْقَلْبُ وَاِنْ اَفْتَوْکَ وَاَفْتَوْکَ یہانتک کہ ہم یہ کہتے ہین کہ اگر مفتی کے دل نے
کسی چیز کے واجب ہونیکو کہا اور وہ مثلاً غلطی پر ہی تب بھی اوسکو ثواب ہوگا یا کسی نے یہ جانا کہ مین
وضو سے ہون اور نماز پڑہی بعد نماز کے خیال ہوا کہ مجکو وضو نہ تہا تو اوسکو پہلی نماز کا ثواب ملے گا
لیکن باوجود جاننے اپنی طہارت کی نماز چہوڑدیگا تو مستحق عقاب ہوگا گو پیچہے یاد آوے کہ مجکو وضو نہ تہا
یا کسی نے اپنے بستر پر ایک عورت کو پایا اور یہ جانا کہ میری منکوحہ ہے اور اوس سے جماع کیا
تو گناہ گار نہوگا گو وہ عورت اجنبی ہی ہو اور اگر بالفرض اوسکی منکوحہ ہی ہوتی مگر یہ شخص اوسکو
غیر عورت جانکر صحبت کرتا تو گناہ گار ہوتا پس ان سب مسائل کی بنا دل ہی پر ہے اعضا کو انمین کچہہ دخل نہین

چودہوان بیان اس بات کا کہ ذکر کرنیکے وقت وسوسہ بالکل منقطع ہوجاتا ہی یا نہین

واضح ہو کہ جو علما قلوب کی احوال کے نگران ہین اور اسکی صفات و عجائب کو دیکہتے رہتے ہین
اس مسئلہ مین اونکی پانچ فریق ہین ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ ذکر الٰہی سے وسوسہ منقطع ہوجاتا ہے کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ اور خنس کے معنی خاموشی کے ہین گویا
کہ شیطان چپ ہوجاتا ہے اور ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ اصل وسوسہ تو نہین جاتا مگر اوسکا
اثر جاتا رہتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب دل مین ذکر بہر جاویگا تو وسوسہ تاثیر نکرنے پاویگا جیسے
کوئی آدمی کسی سوچ مین بیٹہا ہو تو بعض اوقات کلام نہین سمجہتا اگرچہ آواز اوسکی کان تک پہونچتی
ہے اور ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ نہ وسوسہ منقطع ہوتا ہے نہ تاثیر جاتی ہے مگر غلبہ اوسکا فرو ہوجاتا
یعنے وسواس تو ہوتا ہے مگر بہت ضعیف اور ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ ذرا سی دیر ذکر سے وسوسہ
معدوم ہوجاتا ہے اور اتنی ہی دیر کو وسوسہ سے ذکر معدوم ہوجاتا ہی اور انکے پے در پے اور جلد جلد
آنے سے ایک تار سا بندہ جاتا ہے اور انکی مثال ایسی ہے کہ ایک کرہ پر چند نقطے متفرق دیکر اگر
اوسکو زور سے گہماؤ تو وہ نقطے دائرہ کی شکل معلوم ہونگے کیونکہ تیزی حرکت کی باعث ایک دوسرے

بمثلها وان ترکها فاکتبوها له حسنة فانما ترکها من جرائی اور جس روایت مین لم یعملها آیا ہے اوس سے بھی یہی مراد ہے کہ خدا کے خوف سے چھوڑ دیا ہو اور اگر گناہ پر ارادہ کرکے کسی عذر یا غفلت کے سبب چھوڑا ہو تو اوس صورت مین نیکی کا مستحق نہین ہوگا کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے انما یحشر الناس علی نیاتهم اور یہی معلوم ہے کہ جو کوئی رات کو اس بات کا ارادہ کرکے صبح کو کسی مسلمان کو قتل کرونگا یا کسی عورت سے زنا کرونگا اور اوسی رات مین مرجاوی تو اپنے ارادہ پر مصر مریگا اور اسی نیت پر اسکا حشر ہوگا حالانکہ فعل کا مرتکب نہین ہوا تو معلوم ہوا کہ حدیث مذکور مین لم یعملها سے مراد یہی ہے کہ خدا کے خوف سے چھوڑ دیا ہو اور دلیل قاطع نیت پر مواخذہ کے باب مین یہ حدیث شریف ہے اذا التقی المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار فقیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل صاحبه اس سے صریح معلوم ہوگیا کہ صرف ارادہ کی جہت سے ناری ہوا باوجودیکہ خود ظلماً مقتول ہوا پس مواخذہ نیت جب نص صریح سے معلوم ہوا تو اب گمان یہ نہین ہوسکتا کہ خدا تعالی نیت پر مواخذہ نفرماوے گا بلکہ جو قصد کہ آدمی کے اختیار سے ہوگا اوسپر اوسکا مواخذہ ہوگا لیکن اگر اسکا کفارہ نیکی سے کردیگا تو مواخذہ سے بری ہوجاویگا اور اپنے عزم کو ندامت کی سبب فسخ کرنا نیکی ہے اس لیے مستحق نیکی کا ہوتا ہے مگر مانع کے سبب کام کو ترک کرنا نیکی نہین اسلیے مواخذہ دار رہتا ہے اور خواطر اور میل طبع بندہ کے اختیار مین نہین اگر انپر مواخذہ ہو تو گویا جو بات طاقت سے باہر ہے اوسکا حکم ہوا اور یہی وجہ ہے کہ جب یہ آیت اتری وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله کچھ صحابی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ ہمپر حکم ایسی بات کا ہوا جو ہماری طاقت سے باہر ہے ہم مین سے بعضونکی دلمین ایسی باتین گذرتی ہین کہ یہ منظور نہین کہ وہ دلمین رہین ہمپر مواخذہ ہوگا آپ نے فرمایا کہ شاید تم بھی ایسا کہتے ہو جیسا یہودیون نے کہا تھا سمعنا وعصینا یونکہ سمعنا واطعنا اونہون نے کہا سمعنا واطعنا ایک برس کے بعد خداوند کریم نے وہ تنگی رفع کی اور یہ آیت اتری لا یکلف الله نفسا الا وسعها پس ظاہر ہوا کہ جو بات اعمال قلبی سے بندہ کی اختیار مین نہین اوسپر مواخذہ بھی نہین یہ ہی بیان شافی اس امر کا اور جو لوگ یہ گمان رکھتے ہین کہ جو بات دل پر گذرے وہ حدیث نفس ہے اور ان اقسام کی کچھ تفریق نہین کرتے وہ بیشک غلطی پر ہین اور کیا وجہ ہے کہ اعمال قلبی پر مواخذہ نہو حالانکہ کبر اور عجب اور ریا اور نفاق اور حسد وغیرہ سب اعمال قلب ہی مین سے ہین

پھر میل طبع پھر اعتقاد پھر عزم اب ان چارون کا حکم سننا چاہیے کہ حدیث نفس اور میل طبع یہ تو مواخذہ نہین اسواسطے کہ انسان کا ان پر کچھ بس نہین یہ باتین آدمی کے اختیار سے باہر ہین اور اس حدیث مین کہ عفی عن امتی ما حدثت بہ نفوسھا یہی دونون مراد ہین اس لیے کہ حدیث نفس اوسیکو کہتے ہین کہ صرف دلمین گذرے اور اوسکی کرنیکا عزم نہو اور عزم اور ارادہ کو حدیث نفس نہین کہتے بلکہ حدیث نفس وہی جیسا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا حضرت میرے جیمین یون آتا ہی کہ اپنی بی بی خولہ کو طلاق دیدون آپ نے فرمایا کہ مہلا ان من سنتی النکاح اونہون عرض کیا کہ میرا جی یون چاہتا ہے کہ خصی ہو جاون آپ نے فرمایا کہ مہلا خصاء امتی صوم الصیام عرض کیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ راہب بن جاون آپ نے فرمایا کہ مہلا رھبانیۃ امتی الجہاد والحج عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ گوشت کھانا چھوڑدون آپ نے ارشاد فرمایا کہ مہلا فانی احبہ ولو سألت ربک لاطعمنیہ پس جن خواطر کے ساتھہ عزم نہین ہوتا وہ حدیث نفس مین داخل ہین جیسے ان صحابی کے خواطر تھی اسی جہت سے اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انکے باب مین مشورہ لیا کہ غرم اونکے ارتکاب کا نہ تھا تیسری بات یعنی اعتقاد اوسکی دو قسمین ہین ایک اختیاری اور ایک اضطراری اور دونون کا حکم بھی مختلف ہی کہ اختیاری یہ مواخذہ ہوتا ہے اور اضطراری پر نہین ہوتا اور چوتھی بات یعنی قصد فعل اسپر مواخذہ ہوتا ہے مگر جب کام اس قصد کے بعد نہین کیا تو یہ دیکھنا چاہیے کہ خوف الٰہی اور ندامت کی باعث سے نہین کیا یا کسی اور سبب سے اول صورت مین ایک نیکی اسکے لیے لکھی جاویگی اس لیے کہ ارادہ شر گناہ ہے اور اوس سے باز رہنا اور نفس پر مجاہدہ کرنا نیکی ہے اور نیز ارادہ کرنا برحسب اقتضای طبع اسپر دلالت نہین کرتا کہ خدا سے بالکل غافل ہوگیا لیکن نفس کو مجاہدہ سے طبیعت کی خلاف پر باز رکھنا اسکو بڑی قوت چاہیے تو اسنے جسقدر کوشش ارادۂ فعل کی جہت سے شیطان کی متابعت مین کی تھی اوس سے زیادہ مخالفت طبع اور للہ کام کرنے مین کی اس لیے ستر اور ایک نیکی کا ہوا اور اگر کسی مانع یا عذر کے باعث اوس فعل سے باز رہا ہی تو اسپر ایک برائی لکھی جاویگی اس لیے کہ ارادہ کرنا بھی قلب کا فعل اختیاری ہے اور یہ احکام جو ہمنے مفصل لکھی ہین انکی دلیل یہ ہی کہ اسیطرح الفاظ حدیث مین مفصل مذکور ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قالت الملائکۃ علیہم السلام ربنا ذاک عبدک یرید ان یعمل سیئۃ وھو ابصر بہ فقال ارقبوہ فان ھو عملھا فاکتبوھا لہ

عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا سَيِّئَةً وَإِذَا هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوهَا حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوهَا عَشْرًا اور یہ حدیث بخاری اور مسلم دونون مین موجود ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمل قلبی اور اوسکا میلان طرف بدی کے معاف ہی اور دوسری روایت یون ہی کہ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً وَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ عَلَيْهِ وَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ اور ایک روایت یون ہی وَإِذَا تَحَدَّثَ بِأَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَأَنَا أَغْفِرُهَا لَهُ مَا لَمْ يَعْمَلْهَا اور ان سب سے عفو ہی سمجھا جاتا ہی اور مواخذہ کی باب مین یہ آیت ہی اِنْ تُبْدُوا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ اور یہ آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنی عمل قلب مثل عمل آنکھہ اور کان کی ہی معاف نہین ہونیکا اور یہ آیت وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اور یہ آیت لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ان سب سے مواخذہ پایا جاتا ہے اور اس مسئلہ مین حق یہ ہی کہ جب تک تفصیل اعمال قلوب کی شروع سے لیکر اعضا کی ارتکاب تک نہ تبلائی جاوی تب تک کچھہ حکم عفو یا مواخذہ کا مطلق نہین کہنا چاہیے اب ہم کہتے ہین کہ قلب پر اول جو چیز وارد ہوتی ہے اوسکو خاطر اور حدیث نفس کہتے ہین مثلاً ایک عورت کیصورت دل مین آوی جو اسکی پس پشت ہو کہ اگر چاہے تو پھر کر اوسکو دیکھہ لے دوسری بات دیکھنے کی رغبت کا ہیجان ہے یعنے وہ شہوت جو طبیعت مین موجود ہی متحرک ہو اور یہ امر پہلے خاطر سے پیدا ہوتا ہی اوسکو میل طبع کہتے ہین تیسری بات دل کی اجازت اس رغبت کی تعمیل کے لیے مثلاً مثال مذکور مین دیکھنے کے لیے اجازت دینی کیونکہ بعضی دفعہ طبیعت کی رغبت تو ہوتی ہے مگر موانع کے باعث دل اجازت نہین دیتا مثلاً حیا کے بسبب نہین دیکھہ سکتا یا پھر کر دیکھنے سے کچھہ خوف معلوم ہوتا ہے اور ان موانع کا برطرف ہونا تامل سے ہوتا ہی جو بہرحال عقل کی ہی اجازت سے ہی اسکا نام اعتقاد ہی اور یہ اون دو پہلی باتون کے بعد ہوتا ہی چوتھی بات پکا کرنا ارادہ کا متوجہ ہونے پر اسکو نیت اور قصد اور ارادہ کہتے ہین اس ارادہ کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہی مگر باعتبار خاطر اول کے کشش نفس کو اسقدر ہوتی ہے کہ یہ ارادہ مصمم اور موکد ہو جاتا ہے بعد اس ارادہ کی مصمم ہونیکے کبھی آدمی ندامت کی باعث فعل کا مرتکب نہین ہوتا اور کبھی اس نظر سے نہین کرتا کہ کسی وجہ سے غافل ہو جاتا ہے اور اُس کام کی طرف توجہ نہین رہتی اور کبھی کوئی ایسا مانع پیش آتا ہی کہ اوس کام کا کرنا متعذر ہو جاتا ہے غرضکہ دل کے لیے پہلے اعضا کی عمل سے چار حالتین ہوتی ہین اول حدیث نفس

مقابل ہوتی ہے اور وہی مدخل وحی والہام ہے کہ عالم ظاہری کیطرف کو ہے تو جب قلب کی پہلی جانب پر عالم ملکوت سے کسی شے کی اصل حقیقت ظاہر ہوتی ہے تو اوسکے اثر سے وہ جانب جو عالم ظاہری کیطرف ہی اوسمین بھی چمک آجاتی ہے اس لیے کہ دونون جانبین ایک دوسرے سے ملی چلی ہین تو ظاہر ہے کہ اس جانب مین جو عالم ظاہری کیطرف کو ہے جو شی نظر آویگی وہ ایک صورت متخیلہ ہوگی اس وجہ سے کہ تمام عالم ظاہری متخیلات ہی مین داخل ہی اتنا فرق ہے کہ آدمی کا خیال جو حس ظاہر پر ہوتا ہی اوسمین یہ بات ممکن ہے کہ صورت مطابق سیرت نہو کیونکہ عالم ظاہری مین تلبیس بہت واقع ہوتی ہے مثلاً ممکن ہی کہ جو آدمی ظاہر مین خوبصورت نظر آتا ہی وہ باطن کا خبیث ہو مگر جو صورت کہ عالم ملکوت کی چمک سے دل کو حاصل ہوتی ہے وہ بعینہ مطابق صفت اور سیرت کے ہوتی ہے کیونکہ عالم ملکوت مین صورت مطابق سیرت ہی کی ہوا کرتی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس حیثیت کا باطن برا ہوگا وہ اسطرح پر بُری ہی نظر آویگی اسی لیے شیطان جب اسطرح نظر آتا ہی تو کتے اور مینڈک اور سور وغیرہ کیصورت مین معلوم ہوتا ہے اور فرشتہ اوسکے برعکس خوبصورت سوجتا ہے پس یہ صورت گویا باطن کا عنوان ہوجاتی ہی اور اوسکی مطابق ہوتی ہے پس اگر کوئی شخص خواب مین بندر یا سور دیکھے تو اوسکی تعبیر انسان خبیث کی دیکھنے سے ہوگی اور اگر بکری دیکھے تو انسان سلیم الطبع سے مراد ہوگی اور تمام تعبیرات خواب کا یہی حال ہی غرضکہ یہ امر بھی اسرار قلبی مین سے ایک عجیب بات ہی اوسکا ذکر کرنا علم معاملہ کی مناسب نہین یہان بھی مقصود ہی کہ اس بات کا یقین کر لیا جاوے کہ شیطان خواہ فرشتہ اہل دل کو منکشف ہوتا ہی کبھی تو بطریق حکایت اور تمثل کے جیسا کہ خواب مین ہوتا ہے اور کبھی بطور حقیقت کی لیکن اکثر اسیطرح ہوتا ہے کہ تمثل ایسی صورت مین ہوتا ہے جو مشابہ باطن کے ہو مگر نظر آنا اوس مثال کا آنکھ سے حقیقت مین ہوتا ہی اور اوسکو ارباب مکاشفہ صرف دیکھ سکتے ہین اوسکے گرد کے لوگ نہین دیکھ سکتے جیسے سونیوالی نہین دیکھ سکتی

تیرہوان بیان اس امر کا کہ قلب کی وساوس اور ہم اور قصد اور خواطر سے کونسی چیز پر مواخذہ ہوتا ہے اور کونسی چیز معاف ہے

واضح ہو کہ اس باب مین آیات اور اخبار مختلف واقع ہوئے ہین کہ سوائے علماء کاملین شریعت اوسمین کسی سے تطبیق نہین ہوسکتی چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ آپ نے فرمایا عفی لامتی ما حدثت بہ نفوسہا ما لم تتکلم او تعمل بہ اور ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ یقول للحفظۃ اذا ھم عبدی بسیئۃ فلا تکتبوھا علیہ فان

---

۱ یعنی اللہ تعالیٰ وہ گناہ معاف کیے گا جن کو چاہے نہ کیے ہون یا کرنے کا دل مین خیال کرلیا ہو بشرطیکہ اوسکو زبان سے نکالے یا عمل مین لاوے ۱۲ منہ للدین ۱۲ بخاری مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان اللہ یجاوز لامتی عما حدثت بہ انفسہا ۱۲ منہ

۲ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ جب میرا بندہ کسی گناہ کا ارادہ کرے تو اوسکو نہ لکھو جب تک کہ وہ اوسکو کر نہ لے پھر اگر اوسکو چھوڑ دیا ہو تو ایک نیکی لکھو اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیان لکھو ۱۲ منہ بخاری مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

اونکی ہمین کچہہ فکر نہین اور تیسری قسم آپ جیسے لوگ معصوم ہین اونپر ہمارا کچہہ بس نہین چلتا اب اگر
یہ کہو کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ بعض لوگونکو تو شیطان صورت پکڑکر سوجہتا ہے اور بعضونکو نہین
معلوم ہوتا اور نیز جب نظر آتا ہی تو وہ شکل اوسکی اصلی صورت ہی یا اوسکا عکس و مثال ہی اور اگر اصلی
صورت ہی تو اوسکی مختلف صورتین کیون معلوم ہوتی ہین اور ایک ہی وقت مین دو جگہہ جدا جدا
صورت دو شخصونکو کیسی معلوم ہوتی ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ شیطان اور فرشتونکی اصلی صورتین
بہی ہین مگر اون اصلی صورتونکو مشاہدہ سے نہین دیکہہ سکتے بلکہ اونکا دیکہنا انوار نبوت سی ہوتا ہے
اسی لیے حضرت جبریل علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی اصلی صورت پر صرف دو مرتبہ
ملاحظہ فرمایا تہا یعنے ایک دفعہ تو خود حضرت نے اونسے درخواست کی کہ اپنی اصلی صورت مجکو دکہاؤ
اونہون نے وعدہ کیا کہ بہت اچہا اور کوہ حرا پر اصلی صورت مین نمود ہوئے تو شرق سے غرب تک
تمام آفاق کو روک لیا اور دوسری دفعہ معراج کی رات مین سدرۃ المنتہی پر اونکو اصلی صورت مین
دیکہا ورنہ اکثر حضرت دحیہ کلبی کی صورت مین ملاحظہ فرماتے تھی اور یہ شخص نہایت خوبصورت
تہے اور اکثر مکاشفہ اہل دل کا یون ہوتا ہے کہ صورت اصلی کی مثال اونکے سامنی ہوجاتی ہے
مثلاً شیطان بیداری مین صورت پکڑکر اونکی آنکھ کے سامنی آتا ہے تو وہ اوسکو دیکہتے بہی ہین
اور کلام بہی سنتے ہین اور یہی صورت قائم مقام صورت اصلی کے ہوجاتی ہے جیسا کہ اکثر صلحا کو
خواب مین اتفاق ہوتا ہے اور صاحب کشف اوسکو کہتے ہین کہ ایسے درجہ پر پہونچ جاوے کہ باوجود
مشغولی حواس کے دنیا مین اوسکے مکاشفہ مین خلل نہ آوے یعنی اوسکو بیداری مین وہ بات
معلوم ہوجاوے جو اورونکو خواب مین سوجہے ہی جیسا کہ عمر بن عبد العزیز سے روایت ہی کہ ایک شخص نے
رب العزت سی یہ دعا مانگی کہ مجکو وہ جگہہ دکہلادے جہان قلب بنی آدم پر شیطان رہتا ہے تو خواب مین
یہ دیکہا کہ ایک آدمی کا جسم بلور کی صورت کا ہے یعنی اوسکے اندر کی چیز باہر سے معلوم ہوتی ہے
اور شیطان مینڈک کی صورت مین اوسکے بائین شانہ پر مونڈہے اور کان کے درمیان بیٹہا ہے
اور اوسکی ایک پتلی اور لمبی سونڈہے جسکو آدمی کے دلمین ڈالکر وہان ہی سے وسوسہ کر رہا ہے اور جب
وہ ذکر الٰہی کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اسیطرح کا امر کبہی بیداری مین ہو بہو معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض
اہل کشف نے دیکہا کہ شیطان ایسی صورت مین نظر آیا کہ گویا کوئی کتا مردار پر گرتا ہے اور لوگونکو
اوسطرف بلاتا ہے یعنی دنیا بصورت مردار معلوم ہوئی پس اسطرح پر معلوم ہونا قائم مقام صورت
اصلی کی نظر آنیکی ہے کیونکہ یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ قلب کے لیے دو طرف ہین ایک وہ ہی جو عالم ملکوت کے

۱ بخاری و مسلم بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ۱۲

۲ بخاری و مسلم بروایت اسامہ بن زید ۱۲

لَاخْتَطَفَتْهُ الشَّيَاطِينُ اور ایوب بن یونس سے روایت ہی کہ مجکو یون پہونچا ہی کہ اولاد آدم کے ساتھہ اولاد
جن بہی پیدا ہوتی ہے اور اونہین کے ساتھہ نشو و نما ہوتی ہے اور جابر بن عبد اللہ سی منقول ہے
کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو انہون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ خدایا تو نے
مجھہ مین اور شیطان مین عداوت کر دی اگر میری اعانت نہوگی تو مین اوسپر غالب نہونگا
ارشاد ہوا کہ تیرا جو فرزند پیدا ہوگا اوسپر ایک فرشتہ موکل معین ہو جاویگا عرض کیا کہ اور زیادہ
عنایت ہو حکم ہوا کہ اگر کوئی ایک بدی کریگا تو ایک ہی بدی کی سزا پاویگا مگر نیکی کا بدلہ دس گنی
سے جہانتک مجکو منظور ہوگا دونگا پہر زیادتی اعانت کی درخواست کی تو ارشاد ہوا کہ جب تک روح
بدن مین رہیگی دروازہ توبہ کا مفتوح رہیگا شیطان نے عرض کیا کہ الٰہی اس بندہ کو تو نے مجھسے اشرف
بنایا اگر مجکو اعانت نہوگی تو مین کیسے قادر ہونگا حکم ہوا کہ جو بچہ آدم کے ہوگا اوسکے ساتھہ تیری بہی
بچہ پیدا ہوگا اوسنے عرض کیا کہ اور زیادہ عنایت ہو حکم ہوا کہ جیسے خون بدن مین چلتا ہی ویسا ہی
تو بہی اونکے رگ و پی مین جاری ہوگا اور اونکی سینونمین اپنا گہر بناویگا اوسنے عرض کیا کہ اور زیادہ
مدد ملی حکم ہوا اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا
يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا اور حضرت ابو درداء رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نی فرمایا خَلَقَ اللّٰهُ الْجِنَّ ثَلٰثَةَ أَصْنَافٍ صِنْفٌ حَيَّاتٌ وَعَقَارِبُ وَخَشَاشُ الْأَرْضِ وَصِنْفٌ كَالرِّيحِ
فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ عَلَيْهِمُ الثَّوَابُ وَالْعِقَابُ وَخَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْإِنْسَ ثَلٰثَةَ أَصْنَافٍ صِنْفٌ كَالْبَهَائِمِ
كَمَا قَالَ تَعَالٰى لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولٰئِكَ
كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ وَصِنْفٌ أَجْسَامُهُمْ أَجْسَامُ بَنِي آدَمَ وَأَرْوَاحُهُمْ أَرْوَاحُ الشَّيَاطِينِ وَصِنْفٌ فِي ظِلِّ
اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمٌ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ اور وہیب بن الورد کہتی ہین کہ شیطان ایکبار حضرت یحییٰ
کی خدمت مین آیا اور کہا کہ مین آپ کو کچھہ نصیحت کیا چاہتا ہون آپ نی فرمایا کہ مجکو تیری نصیحت کی
حاجت نہین مگر مجھسے بنی آدم کا حال کچھہ کہہ اوسنے کہا کہ ہماری نزدیک اونکی تین قسمین ہین
ایک قسم جو ہم پر بڑے سخت ہین وہ لوگ ہین کہ ہم اونکے پاس جاتے ہین اور اونکو بہکا کر اپنی قابو مین
لاتے ہین مگر وہ استغفار اور توبہ کرنے لگتے ہین ہمارا کیا کرایا سب مٹی ہو جاتا ہے پہر اگر ہم دوبارہ
کچھہ فکر کرتے ہین وہ اوسکے بعد بہی ایسا ہی کرتے ہین اسی حیص و بیص مین نہ ہم اونسے ناامید ہی
ہوتے ہین نہ مطلب ہی نکلتا ہی مشقت ہی مشقت ہی اور دوسری قسم وہ لوگ ہین کہ وہ ہمارے
پنجہ مین ایسے ہین جیسے لوگونکی ہاتھہ مین گیند ہوتا ہی اونکو ہم جدہر چاہتے ہین اودہر پہیر لیتے ہین

پنجم حکم الٰہی یون تہا کہ شیطان کو دشمن جانو جیسا کہ فرمایا اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا مگر تم نے معصیت مین اوس سے یاری کی ششم دعوی خوف دوزخ کا کیا مگر پہر اپنے بدنون کو اوسمین جہونکدیا ہفتم جنت کو ویسے چاہتی رہے مگر اوسکے لیے کوئی کام نہ کیا ہشتم صبح اٹہتی ہی اپنے عیبونکو تو پیٹہ پیچہے ڈالدیا اور لوگونکی عیب چینی اختیار کی پس ان باتونسے خدا تعالے ناراض ہوگیا تو دعا کسطرح قبول فرماوے باقی رہی یہ بات کہ معاصی مختلفہ کا داعی ایک ہی شیطان ہے یا سب گناہونکے لیے جدا جدا شیطان ہین تو اس امر کا جاننا علم معاملہ مین چندان ضروری نہین یہان یہی ضرور ہے کہ اپنی نفس کو دشمن سے بچاوی اور اپنی مطلب سی غرض رکہی بقول شخصی کہ آم کہانے یا پیڑ گننے تاہم جو کچہہ اخبار اور نور بصیرت سی واضح ہوا ہے اوسکو ہم بیان کیے دیتے ہین کہ ہر نوع معصیت کی لیے ایک شیطان مخصوص ہے اوسکا کام یہی ہے کہ اوسے خاص گناہ کیطرف بلاتا ہی اس حساب سی شیطانونکے دل کے دل ہین اور جس طریق سی کہ یہ امر دریافت ہوا ہے اوسکا لکہنا طویل ہے وہی ایک بات کافی ہے کہ مسبب کی اختلاف سے سبب کا اختلاف معلوم ہوتا ہی جیسا کہ آگ کی روشنی اور دہوین کی سیاہی مین مذکور ہوا لیکن دلائل اخبار یہ ہین کہ حضرت مجاہد رض فرماتے ہین کہ شیطان کے پانچ فرزند ہین اونمین سے ہر ایک کو ایک کام سپرد کردیا ایک کا نام ثبر ہے اور اوسکو مصیبت کا کام سپرد ہی تو واویلا کرنا اور گریبان پہاڑنا اور طمانچہ مارنا اور نوحہ وغیرہ کرنا سب اوسکے اعوان سی ہوتا ہے دوسرے کا نام اعور ہے اوسکا کام زنا کے لیے بہکانا اور اوسکو نظر دنمین اچہا معلوم کرانا ہے تیسرا مبسوط ہے جسکو جہوٹ کا عہدہ ہی چوتہا داسم ہے کہ آدمی کے ساتہہ گہر دنمین جاکر اقربا کی برائیان اوسکے سامنے پیش کرتا ہی اور اوسکو اونسے خفا کردیتا ہے پانچوان زلنبور وہ بازار مین رہتا ہی وہان کے فسادات سب اوسکی جہت سی ہوتے ہین اور یہ بہی ایک روایت مین ہی کہ نماز کے شیطان کا نام خنزب ہی اور وضو کے شیطان کا نام دلہان اور جیسے کہ شیطان کثرت سی ہین ویسے ہی فرشتونمین کثرت ہی باب الشکر مین ہم لکہہ چکے ہین کہ وجہ انکی کثرت کی اور ہر عمل کی لیے جدا جدا مخصوص ہونیکی کیا وجہ ہی اور حضرت ابو امامہ باہلی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وُکِّلَ بِالْمُؤْمِنِ مِائَۃٌ وَسَبْعُوْنَ مَلَکًا یَذُبُّوْنَ عَنْهُ مَا لَمْ یُقْدَرْ عَلَیْهِ مِنْ ذٰلِکَ لَلْبَصَرِ سَبْعَۃُ اَمْلَاکٍ یَذُبُّوْنَ عَنْهُ کَمَا یُذَبُّ الذُّبَابُ عَنْ قَصْعَۃِ الْعَسَلِ فِی الْیَوْمِ الصَّائِفِ وَمَا لَوْ بَدَا لَکُمْ لَرَاَیْتُمُوْهُ عَلٰی کُلِّ سَهْلٍ وَجَبَلٍ کُلٌّ بَاسِطٌ یَدَهٗ فَاغِرٌ فَاهُ مَا لَوْ وُکِّلَ الْعَبْدُ اِلٰی نَفْسِهٖ طَرْفَۃَ عَیْنٍ

شیطان کی متابعت کریگا وہ اوسکا تہانگی اور یار کہلاویگا اگرچہ زبانسے ذکر اللہ کرے اب اگر
کوئی یہ کہے کہ حدیث مین تو مطلق یون وارد ہے کہ ذکر اللہ سے شیطان دفع ہوتا ہی اور یہ
خصوصیات جنکا علماے دین بیان کرتے ہین اوسمین لفظ عام مین مفہوم نہین ہوتے
تو اسکا جواب یہ ہی کہ ہاتھہ کنکن کو آرسے کیا ہے اسکا امتحان اپنے ہی نفس مین کر لینا چاہیے
تاکہ حقیقت اونکی بیان کی معلوم ہو غور کرنا چاہیے کہ آدمی کا منتہا ذکر اور عبادت نماز ہے
توجب نماز مین کھڑا ہوا اوسوقت اپنے دل کا حال دیکھتا ہی کہ شیطان کہان کہان اوسکو کھینچتا ہے
کبھی فکر بازار اور لوگونکے حساب کتاب مین اور کبھی دنیا کی دوادارو اور معاذیر کے جواب مین
غرض کہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ جو دنیا کی بات دل سے جاتی بھی رہی ہو وہ بھی نماز ہی مین
یاد آتی ہی اور شیطان کا حملہ بھی نماز ہی مین زیادہ ہوتا ہے پس نماز دلونکے لیے کسوٹی ہے
کہ اوس سے خوبی اور برائی اونکی معلوم ہو جاتی ہے اور جو دل کہ شہوات دنیا سے بھرے ہین
اونکی نماز مقبول نہین ہوتی ؎ لبت در ذکر و دل در فکر خانہ + چہ حاصل زین نماز نیچگانہ
توایسی نماز کی سبب سے دفعیہ شیطان کا بھی نہین ہوگا بلکہ غالباً وسواس اور زیادہ ہوگا جیسے
دوا بدون پرہیز کے اکثر نقصان ہی کیا کرتی ہے اگر کسیکو شیطان سے خلاص منظور ہو تو اول
پرہیز تقوی اختیار کرے بعد اوسکی ذکر کی دوا پیے تب شیطان اوسکے پاس سے بھاگیگا جیسا
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتا تھا وہب بن منبہ فرماتے ہین کہ اللہ سے ڈرو اور شیطان سے
ظاہر مین برا مت کہو کہ تم باطن مین اوسکے دوست یعنی فرمانبردار ہو اور بعضون نے فرمایا کہ بڑی
تعجب کی بات ہی کہ آدمی جس شخص کا اپنے اوپر احسان دیکھہ لے پھر محسن کی نافرمانی کرے اور
شیطان لعین کی سرکشی اور زور معلوم کرلے اور پھر اوسکی اطاعت کرے اور جسطرح بموجب اس آیت
شریف کی کہ اُدْعُونِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ دعا مانگتے ہو اور قبول نہین ہوتی اسیطرح ذکر الٰہی کرتے ہو
اور شیطان نہین دفع ہوتا کیونکہ شرطین ذکر اور دعا کی سب مفقود ہین حضرت ابراہیم بن ادہم رح
سے کسی نے پوچھا کہ یہ تو فرمائیے کہ ہم لوگونکی دعا کیون نہین قبول ہوتی اور خدا تعالے فرماتا ہی
ادعونی استجب لکم آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہی کہ تمہارے دل مردہ ہین پوچھا کہ اونکی مردہ ہونیکی
کیا جہت ہی آپ نے فرمایا کہ آٹھہ عادتین ہین اول یہ کہ اللہ کا حق معلوم کرلیا اوسکو بجا نہ لائے
دوم قرآن کو پڑہا اور اوسکی بموجب عمل نکیا سوم دعوی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کیا اور اونکے طریق کے موافق عمل نہ کیا چہارم موت کا خوف کیا اور اوسکے لیے سامان نہ کیا

ساتھ ہون کہ ان باتون مین سے کسی پر بھی خدا کا نام نہین لیتا اسی لیے مین اوسکے سب امور مین شریک
رہتا ہون اور محمد بن واسع رض ہر روز بعد نماز صبح یہ دعا مانگا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ سَلَّطْتَ عَلَيْنَا عَدُوًّا بَصِيْرًا لِعُيُوْبِنَا
يَرَانَا هُوَ وَقَبِيْلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَاهُمْ اَللّٰهُمَّ فَاٰيِسْهُ مِنَّا كَمَا اٰيَسْتَهُ مِنْ رَحْمَتِكَ وَقَنِّطْهُ مِنَّا كَمَا قَنَّطْتَهُ مِنْ عَفْوِكَ وَبَاعِدْ بَيْنَنَا
وَبَيْنَهُ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَحْمَتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وہ فرماتے ہین کہ ایک روز شیطان مجکو مسجد کے
راستہ مین ملا اور پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو مینے کہا کہ تو کون ہی جواب دیا کہ ابلیس ہون مینے پوچھا کہ کس غرض
سے آیا ہی کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ اس دعا کو کسیکو مت سکھلانا مین تمسے کچھ مزاحم نہوگا مینے کہا کہ مین
ہرگز کسیکو منع نہین کرونگا جو چاہے پڑہی تیرا جو دل چاہے وہ کر اور حضرت عبد الرحمن بن ابی لیلی فرماتے ہین
کہ ایک شیطان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز کی حالت مین ہاتھ مین آگ کی مشعل لیکر کھڑا
ہوا کرتا تھا اور قرارت اور استعاذہ سی نہین جاتا تھا آپ کی خدمت مبارک مین حضرت جبریل علیہ السلام
تشریف لائی اور عرض کیا کہ آپ یون پڑہیے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ
مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ
طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ پس حضرت نی اسیطرح پڑہا تو اوس مردود کی شمع گل
ہوگئی اور اوندہے منہ گر پڑا اور حضرت حسن بصری رح سے منقول ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکی
ابن ابی الدنیا در مکائد مرسلا بکذا ۱۲
خدمت مبارک مین آئے اور عرض کیا کہ ایک جن ایسے دغا کیا چاہتا ہے جب آپ بستر پر لیٹین آیت الکرسی
پڑہلیا کیجیے اور حدیث شریف مین آیا ہے لَقَدْ اَتَانِي الشَّيْطَانُ فَنَازَعَنِيْ فَاَخَذْتُ بِحَلْقِهِ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ
مَا اَرْسَلْتُهُ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ مَاءِ لِسَانِهِ عَلٰى يَدَيَّ وَلَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَاَصْبَحَ طَرِيْحًا
فِي الْمَسْجِدِ اور یہ بھی وارد ہے وَمَا سَلَكَ عُمَرُ فَجًّا اِلَّا سَلَكَ الشَّيْطَانُ فَجًّا غَيْرَ الَّذِيْ سَلَكَهُ عُمَرُ اور اس جہت سی فرمایا کہ اون لوگونکے
قلوب شیطانونکی مداخل اور غذا سی پاک تھی یعنے شہوات کا دخل نہ تھا پس اگر کوئی اور شخص چاہی کہ صرف
ذکر الٰہی سے شیطان دور ہو جاوی جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سی دور ہو گیا تھا تو یہ امر محال ہے اور
اوسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص دوا پیوی اور پرہیز نکرے حالانکہ معدہ مین بھی بلا بتر بھری ہو اور اسپر
توقع دوا کی نفع کی بھی کرے کہ جیسا پرہیز اور تنقیہ والونکو فائدہ ہوتا ہے ویسا ہی مجھے بھی ہو یہان ذکر
الٰہی کو دوا سمجھنا چاہیے اور تقوے کو پرہیز اور قلب کے خالی ہونیکو شہوات سی تنقیہ تصور کرنا چاہیے تو جب
ذکر الٰہی ایسے قلب مین جاوے گا جو ماسوی اللہ سی خالی ہی تو شیطان دفع ہو جاویگا جیسے تنقیہ کی بعد دوا
کھانے سے بیماری جاتی رہتی ہی اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہی اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اور دوسری
جگہ فرمایا كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ پس جو کوئی عمل کی رو سے

بد آدمی کی ہے وہ شیطان کا ہتھیار ہے اور وہی اوسکا مدخل بھی ہے اب اگر کوئی یون پوچھے کہ شیطان کے دفع کرنیکی تدبیر کیا ہے اور اوسکے دفعیہ مین زبان سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا کوئی اور ذکر کافی ہے یا نہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ دل کا علاج شیطان سے بچانیکے لیے یہی ہے کہ اوسکی راہ بند کردی جاوین یعنے دلکو اون صفات مذمومہ سے صاف کیا جاوے اور اسکا بیان بہت طویل ہے اور اس جلد مین ہمکو یہی غرض ہے کہ صفات مہلکہ انسانی بیان کرین ہر ایک صفت کے لیے ایک بار علٰحدہ کی حاجت ہے جیسا کہ مشرح آیندہ بیان ہوگا یہان اسقدر ضروری ہے کہ جب قلب ان صفات کے اصول سے منقطع اور علٰحدہ ہوجاتا ہے تو پھر شیطان صرف ہیرا پھیری اور خطرات ہی کرتا رہتا ہے جمکر نہین بیٹھتا اور اوسکی آمد و رفت کو ذکر اللہ مانع ہے کیونکہ دلمین ذکر اللہ جبھی جاگزین ہوتا ہے جب تقوی اور صفائی کے باعث صفات مذمومہ سے دل آباد ہوجاتا ہے اور اگر ایسا نہو تو ذکر بھی از قبیل خطرات ہوتا ہے اسکو دل پر کچھہ قابو نہین ہوتا اور شیطان کو بھی دفع نہین کرسکتا اسی جہت سے خداوند کریم نے اِس آیت مین اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ذکر دافع شیطان کو متقی کے ساتھہ خاص فرمایا ہے خلاصہ یہ کہ شیطان کو مثل بھوکے کتے کے اپنے پاس سمجھنا چاہیے پس اگر آدمی کے پاس روٹی و گوشت وغیرہ نہو تو صرف دوت کہنے ہی سے ٹل جاویگا لیکن اگر سامان کھانیکا ہوگا اور کتا بھوکا ہوگا تو ضرور کھانے پر گریگا اور صرف للکارنے سے نہین ٹلے گا اسیطرح جس دلمین غذاء شیطانی نہین تو اوسکے پاس سے شیطان صرف ذکر اللہ سے ہٹ جاویگا لیکن اگر دل پر شہوت غالب ہے تو دل کا سوید اشیطان کے قابو مین ہوگا اوسوقت ذکر اللہ کو قلب کے اطراف مین پھیلاوے گا اور متقیونکے دل جو ہوا نفسانی اور صفات مذمومہ سے خالی ہوتے ہین اونپر شیطان کا آنا شہوات کی باعث نہین ہوتا بلکہ جسوقت ذکر سے غفلت ہوتی ہے اوسوقت اپنی راہ نکالتا ہے اور جب یہ وہ ذکر کرنے لگتے ہین تو ٹل جاتا ہے اور اوسکی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالے نے اسکے دفع کے لیے فرمایا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اسیطرح اور آیات اور احادیث جو ذکر کے باب مین ہین مفہوم ہوتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک بار مومن کا شیطان اور کافر کا شیطان آپسمین ملے کافر کا شیطان تو خوب چکنا اور موٹا اور اچھا لباس پہنے تھا اور مومن کا شیطان ننگا دبلا غبار آلود تھا اوس نے اُس سے پوچھا کہ تو دبلا کیون ہے اوسنے کہا کہ مین ایسے شخص کے ساتھہ رہتا ہون کہ اپنے کھانے اور پینے اور کپڑا پہننے اور سر مین تیل ڈالنے کیوقت بسم اللہ کہتا ہے تو نہ مجھی کھانا نصیب ہوتا ہے نہ پانی نہ کپڑا نہ تیل اسیواسطے بھوکا پیاسا ننگا بال بکھرے رہتا ہون کافر کے شیطان نے کہا کہ یار مین تو ایسے کی

نہین ہے طاقت کافر کی پرہیزگاری اور توفیق طاعت مگر اثر احسان و توفیق ۱۲

جو ذکر کرتے ہین چور پڑیا اور ہم شیطان کا کام چونکہ ذکر ہی سے بھاگتا ہے تو ہم کو آگئی ۱۲

حدیث دال اشتراک شیطان ۱۲ منہ

باب مین شیطان کے فریب بے حد و انتہا ہین ہمنے بطور نمونہ کچھ لکھدیا ہے اور ایک اوسکی دروازہ بدگمانی ہے
مسلمانونسے بدگمان ہونا ہی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ
اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ پس جو کوئی دوسرے پر بدی کا گمان کریگا شیطان اوسکو اس بات کی بہی ترغیب
دیگا کہ اوسکی غیبت کری یا اوسکے حقوق کم ادا کرے یا تعظیم مین سستی کرے اور اوسکو بچشم حقارت دیکھے
اور اپنے آپکو اوس سے بہتر سمجھے یہ سب صورتین تباہی کی ہین اور اسی جہت سے شریعت مین تہمتونسے بچنے کے لیے
حکم ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہمت
سے احتراز فرمایا علی بن حسین رضی اللہ عنہ صفیہ بنت حیی سے روایت کرتی ہین کہ انہون نے فرمایا
کہ ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین معتکف تہے مین جب آپکی خدمت مین گئی تو حائض ہوگئی
شام کو وہانسے مراجعت کی اور آپ بہی میرے ساتہہ چلے راستہ مین دو انصار ملے اور آپ کو سلام کرکے
پہرے آپ نے اونکو پکارا اور فرمایا کہ یہ صفیہ بنت حیی ہے یعنی میری زوجہ ام المومنین ہے اونہون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم ہمکو آپکے ساتہہ گمان خیر ہی آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہی مگر شیطان آدمی کے ساتہہ ایسا ہے
جیسا خون بدن مین ہے اس لیے مجھے یہ خوف ہوا کہ کہین تمکو نہ بہکاوے پس اس شفقت نبوی کو
دیکھنا چاہیے کہ اونکے دین کا خوف کرکے اونکو بہی بچا دیا اور امت کی لیے طریق احتراز تہمت سبکہلادیا
کہ ایسا نہو کوئی عالم متقی جو دینداری مین انگشت نما ہو تہمت کی حالات مین سہل انگاری کرے
اور اپنے نفس پر عجب کرکے یہ جانے کہ مجہپر کوئی بدگمانی نہ کریگا لوگ میرے ساتہہ ظن خیر ہی سے پیش آوینگے
اس لیے کہ کیسا ہی بڑا متقی اور عالم ہو سب لوگ اوسکے یکسان نہین معتقد ہوتے بلکہ بعض اوس سے
خوش رہتے ہین اور بعضی ناراض جو خوش ہین وہ اوسکے عیب نہ دیکہینگے اور فریق ثانی اظہار عیب
ہی مین مبتلا رہین گے جیسا کہ قول سعدی کا ہے ؎ چشم بد اندیش کہ برکند باد + عیب نماید
ہنرش در نظر + ور ہنرے داری و ہفتاد عیب + دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر + پس ضرور ہوا
کہ بدگمانی اور بدون کی تہمت سی احتراز کیا جاوی کیونکہ یہ فرقہ تمام لوگونسے بدگمان رہتا ہی پس
جب کوئی آدمی ایسا نظر آوے کہ لوگونکی طرف بدگمانی کرتا ہو اور اونکے عیوب کا متلاشی تو جان
لینا چاہیے کہ وہ خود باطن مین خباثت رکہتا ہے اور یہ عیب جو بی اوسی خباثت کا ظہور ہے کہ سبکو
اپنی ہی جیسا جانتا ہے کیونکہ عیب جوئی منافق کا کام ہے مومن کا سینہ سب خلق کیطرف سی صاف
رہتا ہے یہ ہی تہوڑا سا بیان شیطان کے راستونکا قلب کی جانب اور اگر سب راستونکو لکہا جاوے تو ہماری
قدرت سی باہر ہے اسی قدر سے اورونکا قیاس ہوسکتا ہے مثلاً یون جاننا چاہیے کہ جو صفت

بھول گئے تو وہ خود بھی تباہ ہوئے اور اور ونکو بھی تباہ کر دیا خدا تعالے اونکی اور ہماری توبہ
قبول فرماوے اور حضرت حسن بصری رض فرماتے ہین کہ شیطان کا یہ قول ہے کہ مینے امت محمد صلعم
کے لیے جو معصیتونکو آراستہ کیا تو انہون نے استغفار کر کرکے میری پیٹھہ توڑدی پھر مینے اونکے لیے
ایسے گناہ گڑھے کہ اونسے استغفار نہ کرین اور وہ خواہشات نفسانی ہین اور یہ بات اوس ملعون نے
سچ کہی کیونکہ ایسے امور مین لوگونکو خبر ہی نہین ہوتی کہ انکا انجام نافرمانی ہے ورنہ استغفار ضرور
کرتے اور ایک بڑا حیلہ شیطان کا یہ ہے کہ انسان اپنی اپ لوگونکے اختلافات اور خصومات مین لگجاوے
چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رض فرماتے ہین کہ ایک جماعت ذکر الٰہی مین مشغول تھی شیطان نے
چاہا کہ یہانسے اوٹھ کھڑے ہون اور جدا ہوجاوین مگر کچھہ بن نہ پڑی پس ایک دوسری جماعت مین
گیا جو دنیا کی باتین کر رہے تھے اونمین فساد کرادیا یہانتک کہ اونکے اپسمین کشت وخون ہونے لگا
تو پہلی جماعت اوٹھ کھڑی ہوئی اور اونمین میل بچاؤ کردیا مطلب اوسکا یہ تھا کہ پہلی جماعت مین
کشت وخون ہو بلکہ جماعت اول کا اوٹھانا مقصود تھا سو اسطرح اٹھا دیا اور ایک اوسکی طرف
مین سے یہ ہے کہ عوام لوگونکو جو علم مین کم تجربہ کہتے ہین خدا تعالی کی ذات اور صفات اور ایسے امور کی
فکر مین اُلجھا دیتا ہے جو اونکی عقل مین نہ آسکین یہانتک کہ اصل دین مین شک کرنے لگتے ہین
اور خداوند کریم کی نسبت اونکو ایسے خیال پیدا ہوتے ہین کہ اونسے یا کافر یا دہریہ ہوجاتے ہین
اور ان باتونسے بہت خوش ہوتے ہین اور جانتے ہین کہ بصیرت اور معرفت یہی ہے اور یہ امر ہمکو
کشف سے معلوم ہوا ہے اپنی تیزی عقل پر نازان ہوتے ہین حالانکہ سب مین زیادہ بیوقوف وہ ہے
جو صرف اپنی عقل پر زیادہ اعتماد کرے اور عقیل وہ شخص کہ اپنی عقل کو متہم سمجھے اکثر علما سے
یوچھتا ہے حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْتِیْ
اَحَدَکُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَکَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ اللّٰہَ فَاِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ
ذٰلِکَ فَلْیَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ یَذْھَبُ عَنْہُ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہین فرمائی کہ
اس وسواس کے علاج مین بحث کیجاوے کیونکہ یہ وسواس عوام کو ہوتا ہے علما کو نہین ہوتا عوام کو
بھی چاہیے کہ ایمان واسلام لاکر اپنی عبادت ومعیشت مین مصروف ہون علم کی باتین علما پر
چھوڑین عامی آدمی اگر زنا اور چوری کرے تو اوس سے بہتر ہے کہ ایسی باتونمین پڑے کیونکہ جو کوئی
نے جانے بوجھے اللہ تعالی اور اوسکے دین کی نسبت کچھہ کہے گا کافر ہوجاوے گا اور اوسکو خبر بھی نہو
اور اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تیرنا نجانے اور دریائے موج مین کود پڑے غرضکہ مذاہب اور عقائد

کرتے ہین حضرت ممدوح نے عین خلافت مین وہ کپڑے پہنے ہین کہ اونکا دام ایک روپیہ سی بہی
کم تہا پہر ایسے شخص سے وہ کیسے خوش ہونگے بلکہ قیامت کو یہ شخص اونکا دشمن ہوگا مقام غور ہے
کہ اگر کوئی شخص کسیکے فرزند لخت جگر کو اپنی یہان لیجاوے اور اوسکی بال نوچے اور بدن کو قینچیون سے
کاٹے اور سب طرح کی ایذا دے اور پہر اس بات کا مدعی ہو کہ مین اس بچہ کی باپ سی محبت رکہتا ہون
یہ دعوی کسطرح صحیح ہوگا یہی حال ان لوگون کا ہے کہ دین اور شریعت جو خلفاء اربعہ اور جمیع
صحابہ کے نزدیک فرزند و زن و مال و عیال بلکہ خود اپنی جانون سے بہی عزیز تہا اوسکی تو یہ لوگ
یون ٹکڑے کرین کہ کوئی بات اوسکی اختیار نکرین بلکہ پابندی شہوات سی ابلیس لعین دشمن دین کی
خوشی مناتے رہین پہر محبت صحابہ رض کا دم بہرین قیامت کی روز معلوم ہوگا کہ صحابہ اور اولیا کے
سامنی ان لوگون پر کیا گذرے گا قیامت تو دور ہے اگر دنیا ہی مین پردہ اٹہا لیا جاوے اور صحابہ رض کا
عندیہ امت کے باب مین معلوم ہو جاوے کہ انکو کسطرح کی لوگ اچہی معلوم ہوتے ہین تو یہ لوگ اپنی حالات
کو دیکہکر شرم کے مارے کبہی اپنی زبان ناقص سے اونکا نام بہی نہ لین خلاصہ یہ کہ تخیلات شیطانی سی
انکے دلونمین یہ بات چر گئی ہے کہ جو کوئی محبت مین حضرت ابوبکر رض و حضرت عمر رض کے مریگا اوسکے
گرد شعلہ دوزخ نہ پہریگا یا جو کوئی محبت مین حضرت علی رض کی وفات پاویگا اوسکے گرد خوف نہ آویگا
اس حدیث شریف کو نہین دیکہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر قرۃ العین حضرت فاطمہ رض
سے فرماتی ہین کہ اِعْمَلِي فَاِنِّي لَا اُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اور یہ ہوائے نفسانی مین سے ایک مثال ہے
اسیطرح اون لوگونکا حال ہے جو امام ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک اور احمد رح کے باب مین تعصب کرتی ہین
پس جو لوگ ایک امام کے مذہب کا دعوی کرتے ہین اور اونکی سیرت اختیار نہین کرتے قیامت کے
روز وہی امام اونکے مقابل ہوکر پوچہینگے کہ میرا مذہب تو عمل تہا قول نتہا اور قول بہی عمل
کیواسطے تہا جہک کرنیکی لیے نہین تہا تونے میرے عمل کی مخالفت کیون کی جسپر مین ہمیشہ رہا اور اوسپر
خاتمہ ہوا اور پہر جہوٹ موٹ کا دعوی میرے مذہب کا کیا غرضکہ یہ ایسا بڑا راہ شیطان کی
آمد کا ہے کہ بہت لوگ اسمین تباہ ہوتے ہین وعظ و نصیحت ایسی لوگونکے متعلق ہے جو خدا کا خوف
نہین کرتے دین کے مسائل سے کم واقف ہین دنیا کی رغبت کا زور ہے لوگونکی معتقد کرنے کی
حرص بہت ہی اور لوگونکا اعتقاد اور اونکا وقر صرف تعصب ہی سے بڑہا ہے اس لیے اسی بات کو
اچہا بتلاتے ہین شیطان کے فریبون کو نہین بتلاتے بلکہ اوسکے فریب جاری ہونیکے لیے وہ
اوسکے نائب بن گئے ہین اور لوگ بہی اونہین کی باتون پر جم گئے ہین اور اصول دین کو بالکل

۱ عمل کر کہ مین تیری طرف سی خدا تعالی کی کسی چیز کو نہین بچا سکتا ۱۲ بخاری و مسلم بروایت ابی ہریرہ ۱۲

جہان ضرورت خرچ کی ہو وہان نہ خرچ کرنا اور سفیان رح فرماتے ہین کہ شیطان کے پاس کوئی ہتیار
مفلسی کے خوف دلانے سے بڑہکر نہین جب آدمی اسکو مان لیتا ہے تو باطل کیطرف راغب ہوتا ہی اور امر حق
سے باز رہتا ہے اور مطلب ہی کی بات کہتا ہے اور خدا تعالے سے بدگمان ہوجاتا ہے اور بخل اور
حرص کی آفتونمین سے یہ بہی ہے کہ مال جمع کرنیکے لیے ہر وقت بازار مین موجود رہے جو شیطان
کی رہنی کی جگہہ ہی اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب ابلیس زمین پر اترا تو رب العزت سی درخواست کی کہ الٰہی تونے مجکو زمین پر اوتار کر مردود کردیا
میرے لیے رہنے کی جگہہ کیا ہے فرمایا کہ حمام تیرے رہنے کا مقام ہی عرض کیا کہ بیٹہک بہی ارشاد ہو
حکم ہوا تیری بیٹہک بازار اور چوراہہ ہی عرض کیا کہ میری خوراک بھی مقرر ہو حکم ہوا کہ جس کہانے پر خدا کا نام
نلیا جاوے وہ تیری غذا ہے عرض کیا کہ میرے لیے پانی بہی عنایت ہو ارشاد ہوا کہ نشہ کی چیزین تیرا پانی ہین
عرض کیا کہ مجہے ایک خبر رسان بہی ملے حکم ہوا کہ مزامیر تیرے مؤذن ہین عرض کیا کہ میری لیے کچہہ پڑہنی کی
چیز مرحمت ہو حکم ہوا کہ وہ شعر ہین عرض کیا کہ لکہنے کے لیے بہی ارشاد ہو حکم ہوا کہ بدن کو گودنا تیری کتابت ہے
عرض کیا کہ مجہے حدیث عنایت ہو حکم ہوا کہ جہوٹ تیری حدیث ہی عرض کیا کہ میری شکارگاہ بہی مقرر ہو
حکم ہوا کہ وہ عورتین ہین اور ایک اوسکے بڑی راستونمین سے تعصب مذاہب اور خواہش نفسانی کا ہی اور
اپنی خلاف پر ہون اونسے بغض رکہنا اور اونکو حقارت سی دیکہنا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے
عابد اور فاسق دونون ہلاک ہوتے ہین کیونکہ لوگون پر طعن کرنا اور اونکی برائیونکا ذکر کرنا یہ ایک
صفت سبعی ہے جو آدمی کی طینت مین داخل ہے پس جب شیطان اس صفت کو آدمی کی نظر مین
حق قرار دیتا ہے اور اوسکی طبیعت مین تو پہلے ہی سے تہی تو قلب پر اوسکا چسکا پڑجاتا ہے اور تمام
ہمت اوسمین لگجاتا ہے اور اس بات سی بہت خوش ہوتا ہی اور جانتا ہے کہ مین دین مین سعی کرتا ہون
یہ خبر نہین کہ اتباع شیاطین کرتا ہون مثلاً ایک شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت
مین متعصب ہے مگر حرام خوار اور منہ پہٹ اور جہوٹا اور بکہیڑیا اور فسادی ہے تو ایسے شخص کو اگر حضرت
صدیق رض دیکہتے تو اپنا بڑا دشمن تصور فرماتے اس لیے کہ اونکا دوست تو وہ ہی جو اونکی راہ چلے اور
اونکی سیرت کو دستور العمل بناوے اور زبان کو واہیات سی روکے حضرت کا یہ دستور تہا کہ منہ مین کنکر
رکہی رہتے تہی تاکہ کوئی کلمہ بیجا منہ سے نکلے پس یہ مدعی کیسی اونکی محبت کا دعوے کرتا ہی اور اونکی سیرت
اختیار نہین کرتا اسیطرح بعضونکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی محبت مین تعصب ہوتا ہی حالانکہ
ریشمی کپڑے بدن پر ہوتے ہین اور مال حرام سے خوب زرق برق بنے رہتے ہین پہر دعوی محبت علی رض کا

ح طبرانی بروایت ابو امامہ و ابن عباس بسند ضعیف ۱۲

اوس سی کام نہ نکلے گا بلکہ نوسو کی اور ضرورت رہیگی حالانکہ جب کچہہ نہ تہا تب فارغ البال اور
بے پروا تہا اسکو یہی علم ہے کہ سو روپیہ سے مجہی تونگری ہو گئی یہ خبر نہین کہ سو کے ملنے سی نوسو کا محتاج
ہو گیا مثلاً سو جب ملی تو یہ خیال ہوا کہ اگر نوسے اور ہوتے تو ایک گہر مول لیتے اور اسباب خانہ داری
اور لباس وغیرہ بہی درست ہو جاتا اور ہر ایک انمین سے ایسی شے ہی کہ جسکو دوسری کوئی اور
چیز لازم ہے اسی طرح بے انتہا چیزین ضروری نکلتی چلی آتی ہین انکا فکر کرتے کرتے انجام یہ ہوتا ہے
کہ جہنم مین پڑ جاتا ہے اور اسی پر خاتمہ ہوتا ہے حضرت ثابت بنانی رح روایت کرتے ہین کہ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جامۂ رسالت در بر فرمایا ابلیس نے اپنی گروہ سے کہا کہ کوئی نئی بات
ہوئی ہے اوسکو تلاش کرو سب شیاطین ادہر اودہر پہر کر عاجز ہو کر چلے آئے کہ ہمکو کچہہ معلوم نہین ہوتا
ابلیس نے کہا کہ رہو مین خبر لاتا ہون اور خود جا کر یہ خبر لایا کہ خدا تعالے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
پیغمبر فرمایا اب تم اونکی یارونکی خبر لو شیاطین نا امید ہو کر اوسکے پاس گئی اور کہا کہ ایسے لوگ ہم نے
کبہی دیکہی ہی نہین اگر کوئی بات ہم اونسے کرا پاتی ہین وہ نماز کو کہڑے ہو جاتے ہین اس سے اونکی
خطائین محو ہو جاتی ہین ابلیس نے کہا کہ چندے توقف کرو غالب ہے کہ جب لوگ ملکون کو فتح کرینگے
اور اونکو دنیا ملیگی تو اوسوقت ہمارا مطلب نکل آویگا اور روایت ہی کہ ایک روز حضرت عیسی علیہ السلام
نے ایک پتہر اپنے سر تلے رکہلیا ابلیس کا جو گذر اونپر ہوا کہنے لگا کہ یا حضرت آپ کو بہی دنیا کی رغبت
ہوئی آپ نی پتہر کو سر کے نیچے سے نکالکر پہینک مارا اور فرمایا کہ یہ مع دنیا تیرے ہی لیے ہے اور در حقیقت
اگر غور کرو تو جس شخص کے پاس تکیہ کی بجا پتہر ہو تو اوسکے پاس اتنی دنیا تو ہو گئی کہ شیطان اپنا
داو کہیلے مثلاً اگر کوئی تہجد کو اٹہے اور اوسکی قریب ایک پتہر بہی ہو جسپر تکیہ ہو سکتا ہے تو شیطان ضرور
دل مین ڈالے گا کہ ذرا اسپر تکیہ لگالے اور اسصورت مین رغبت نیند کی ہو جاتی ہے کہ گاڑی دیکہکر
پاؤن پہولتے ہین اگر سرے سی پتہر نہوتا تو ایسی بات دل مین نہ گذر سکتی اور نہ سونے کی رغبت ہوتی
یہ حال تو پتہر کا ہے لیکن جسکے پاس گاو تکیے اور گدگدے فرش اور اور آرام طلبی کے لوازم موجود ہین
اوسکو عبادت الٰہی سے کب مزا حاصل ہو سکتا ہے اور ایک اوسکی بڑی راہونمین سے بخل اور فقیر ہو جانیکا
خوف ہی اور یہ وہ بات ہے کہ صدقہ اور خیرات کچہہ نہین کرنے دیتی بلکہ جمع کرنے اور گاڑ رکہنے کی رغبت
دلاتی ہے ایسے لوگونکی واسطے عذاب الیم کا وعید کلام مجید مین موجود ہی خیثمہ بن عبد الرحمن فرماتی ہین
کہ شیطان کا قول ہے کہ آدمی کتنا ہی مجہپر غالب ہو جاوے مگر تین باتونمین مجہپر نہین بڑہ سکتا
جو کہتا ہون وہ مانتا ہے اول ناحق کسی کا مال لینا دوسرے اوسکا بے موقع خرچ کرنا تیسرے

ابن ابی الدنیا در مکائد الشیطان بروایت ثابت رضی اللہ عنہ مرسلاً ۱۲

ہوتی ہے تو شیطان یہ سکھلاتا ہی کہ جس سے طمع رکھتا ہے اوسکے سامنے خوب تکلف اور زینت ظاہر کرنی چاہیے اور اتنی تلبیس اور ریا کرتا ہے کہ گویا جس سے طمع ہی وہی اوسکا معبود ہے اور ہمیشہ اسی فکر میں رہتا ہے کہ کوئی حیلہ ایسا نکلے جس سے اوسکی نظر و یمین محبوب ہو جاوں اور اس بات کیواسطے تہیہ خاک چھانتا ہے ادنے بات یہ ہے کہ اوسکی تعریف مین غلو کرتا ہی اور اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موقع آوے تو دیدہ و دانستہ اوسکے سامنے درگذر کرتا ہی حضرت صفوان بن سلیم سی روایت ہے کہ ایکبار ابلیس عبد اللہ بن حنظلہ کے سامنے آیا اور کہا کہ مین تجکو ایک بات سکھائے دیتا ہون یاد رکھنا اونہون نے فرمایا کہ مجکو تیری بات کی ضرورت نہین اوسنے عرض کیا کہ اگر ایسی ہو تو یاد رکھنا بری ہوتے تو میرے لیے باندھنا بات یہ ہی کہ سوے خدا کے کسی سے ایسا سوال مت کرنا جسمین طمع پائی جاوی اور غصہ کے وقت اپنے آپکو سنبھالنا کیونکہ اوسوقت تم میرے قابو مین ہوتے ہو اور ایک اوسکی بری طرح تعوین سے کامون مین جلدی کرنا اور استقلال کو ہاتھہ سے دینا ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّأَنِّي مِنَ اللهِ تَعَالَى اللہ تعالی فرماتا ہی خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ اور فرمایا وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا اور آپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اعمال کا ارتکاب بعد تبصر اور جانچ کے ہونا چاہیے اور جانچ کیواسطے تامل اور مہلت چاہیے جلد بسی یہ بات نہین ہوسکتی اور جلدی مین شیطان اپنی بدی انسان پر ایسی طرح ڈالدیتا ہی کہ اوسکو خبر بھی نہین ہوتی چنانچہ روایت ہی کہ جسوقت حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے تو سب شیطان ابلیس کے پاس آئے اور کہا کہ آج سب بت اوندھے ہوگئے اوسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی نئی بات ہوئی تم یہان ہی ٹھہرو مین خبر لاتا ہون اور اوسوقت روے زمین پر اوڑ گیا مگر کوئی چیز معلوم نہین ہوئی پھر دیکھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے ہین اور اونکو فرشتون نے گہیر رکھا ہے پس اپنے گروہ سے آکر بیان کیا کہ شب گذشتہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوا ہے اور جو عورت حاملہ ہوتی ہے یا بچہ جنتی ہے مین اوسوقت موجود رہتا ہون مگر اس لڑکی کا مجکو علم نہو تو آج سے بتونکی پرستش سی ناامید ہونا چاہیے لیکن آدمیونکو جلدی کیوقت نہین بہکایا کرو اور ایک اوسکی بڑی راہون مین سی روپیا پیسا اور اسباب اور جائداد وغیرہ ہے کیونکہ ان چیزونمین سی جب مقدار قوت سی زائد ہوتی ہے اوسپر شیطان کا پیدا ہوتا ہی اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ جسکے پاس مقدار قوت موجود ہو وہ آدمی فارغ البال ہے لیکن اگر کسیطرح اوسکو سو روپیہ ملجاوین تو اوسکے دل کے اندر سے دس ایسے شہوات اوٹھینگے کہ ہر ایک کی پورا ہونیکے لیے سو سو روپیہ چاہین تو جسقدر اسکے پاس ہے

۱ جلدی شیطان کیطرف سی اور دیر انتظار کیطرف سی ۱۲ ترمذی و ابو داؤد سہل بن سعد بلفظ اناۃ بجای العجلۃ ۱۲

۲ نباہی آدمی شتابی کا ۱۲

۳ ہر بات انسان کا اول ۱۲

۴ اور تو جلدی مانگ قرآن کا پڑھنا مین جبتک نہ پورا ہو چکا اوسکا اوتارنا ۱۲

تین تو آپکو بتلادونگا دو نہین بتاؤنگا اوسوقت آپ کو وحی ہوئی کہ جو باتین یہ بتایا چاہتا ہی اونکی
آپ کو کچھہ حاجت نہین وہ دو باتین پوچھو جو چھپاتا ہے تو آپنے اوس سے پوچھا کہ وہ دو باتین کونسی
ہین اوسنے کہا وہ وہ ہین کہ کبھی مجھے دھوکا نہ دینگی اور لوگونکے ہلاک کرنے مین کبھی خطا نہ کرینگی
وہ دونون حسد اور حرص ہین حسد تو وہ چیز ہے جس سے مین ملعون اور شیطان رجیم ہوا ہون اور حرص
وہ ہے کہ آدم کے لیئے تمام جنت سوا ایکدرخت کی مباح ہوئی تھی تو مینے حرص ہی کی جہت سے اپنا کام
نکالا اور انکو خرابی مین ڈالا اور ایک اوسکے بڑے راستونمین سے پیٹ بھر کر کھانا ہی خواہ مال حلال طیب ہے
کیون نہو اسلیے کہ پیٹ بھرنے سے شہوات کا زور ہوتا ہے اور شہوات شیطان کی ہتیار ہین چنانچہ روایت ہے
کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے سامنے ابلیس آیا اور اوسکے ہاتھہ مین پھندے تھے آپ نے پوچھا کہ یہ پھندے
کیسے ہین اوسنے عرض کیا کہ یہ شہوات ہین کہ انسے آدمیونکو پھنساتا ہون آپنے پوچھا کہ انمین کوئی
میرے لیے بھی ہے اوسنے جواب دیا کہ ہان کبھی جو آپ پیٹ بھر کھانا کھاتے ہین تو مین آپ پر نماز پڑھ
اور ذکر کرنا بھاری کر دیتا ہون پھر آپ نے فرمایا کہ اسکے سوا کوئی اور چیز بھی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین
آپنے فرمایا کہ مجکو بھی قسم ہے کہ کبھی پیٹ بھر کھانا نکھاؤنگا شیطان نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون
کہ مسلمانونکی کبھی خیر خواہی کی بات نہ کہونگا اور کہتے ہین کہ بہت کھانے مین چھہ چیزین مذموم جمع ہین
اول یہ کہ خوف الٰہی دل سے جاتا رہتا ہی دوسرے یہ کہ خلق پر رحم نہین رہتا کیونکہ یہ جانتا ہے کہ سب
پیٹ بھرے ہین تیسرے یہ کہ طاعت خدا بھاری پڑجاتی ہے چوتھے یہ کہ حکمت کی بات سنی سے دل مین
نرمی نہین ہوتی پانچوین یہ کہ اگر اورونکو نصیحت کرتا ہے تو کسی کے دل مین تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ
کہ بیماریون کا گھر ہوجاتا ہی اور ایک اوسکے بڑے راستونمین سے اچھا معلوم ہونا نیت ظاہری کا
اسباب اور لباس اور مکان وغیرہ سے ہے کیونکہ شیطان جب یہ بات قلب انسان پر غالب
پاتا ہے تو اوسمین انڈے بچے دیدیتا ہے اور ہمیشہ یہی کہتا رہتا ہے کہ گھر خوب اونچا اور وسیع بناکر
اوسکی جہت اور دیوارونکو خوب آراستہ کرنا چاہیے اسیطرح لباس اور سواری بھی خوب تڑک بھڑک
کی ہونی چاہیے غرض کہ مدت العمر اسی بات مین لگائے رہتا ہے اور جب آدمی کو ایک بار اس
امر مین لگا پایا تو پھر دوبارہ اپنے آنیکی ضرورت بھی نہین جانتا کیونکہ آدمی کو خود ایک چیز سے
دوسرے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور زنانوے کے پھیر مین پڑجاتا ہے یہانتک کہ موت آجاتی ہے اور اسی
راہ شیطانی اور ہوا نفسانی مین چلدیتا ہے اور اس سے خوف خرابی عاقبت اور کفر کا بھی ہے
نعوذ باللہ منہ اور ایک اوسکے بڑے راستونمین سے طمع ہی دوسرے شخصونکی کیونکہ جب دل پر طمع غالب

کرنے لگا ہون یہہ عرض کیا کہ آپ کا مجھپر حق ہے کہ آپ ذخدا سے میری سفارش کی مین آپ کو
ایک بات بتلاتا ہون کہ مجکو تین چیز دنمین یاد رکھیے اونسے آپکو ضرر نہ پہونچا سکونگا ایک تو غصہ کی حالت
مین کیونکہ میری روح تو آپ کی دلمین ہے اور آنکھ آپکی آنکھہ مین اور جہان جہان بدن کا خون پہرتا ہے
وہان وہان میرا گذر ہے تو غصہ کی حالت مین میرا خیال ضرور کرلیا کرو اس لیے کہ آدمی جب غصہ
کرتا ہی تو مین اوسکی ناک مین پہونک مار دیتا ہون پہر اوسکو خبر نہین رہتی کہ مین کیا کرتا ہون
اور ایک صف قتال مین مجکو یاد رکھو کیونکہ جب آدمی لڑائی مین جاتا ہے تو مین اوسکو اوسکا گہر بار جورو بچے
یاد دلاتا ہون یہانتک کہ بہاگ جاوے اور ایک اس بات کو یاد رکھو کہ جس عورت کا محرم پاس نہ ہو
اوسکے پاس ہرگز مت بیٹہنا کیونکہ مین اوسکی طرف تمہارا پیام پہونچاتا ہون اور اوسکا پیام تمکو
پہونچاتا ہون یہانتک کہ دونون گناہ مین مبتلا ہوجاؤ غرض ان باتونسے اوسنے شہوت اور غضب اور
حرص کیطرف اشارہ کیا کیونکہ آدم کو مرنی سجدہ نکرنا تو حسد کے باعث تہا اور بہاگنا صف قتال سے دنیا کی
حرص کی جہت سے ہوتا ہی اور یہ شیطان کے بڑے مداخل مین سے ہے اسیطرح بعض اولیا سے منقول ہے
کہ اونہون نے ابلیس سے پوچہا کہ آدمی کے دل پر تو کسوقت غالب ہوتا ہی اوسنے جواب دیا کہ غضب اور
خواہش نفسانی کیوقت اوسکو دبالیتا ہون اور یہ بہی مروی ہے کہ ابلیس ایک اہب کے سامنے آیا اوسنے
پوچہا کہ آدمی کی کون سی صفت سے تجکو زیادہ مدد ملتی ہی اوسنے کہا کہ تیزی مزاج سے کیونکہ جب آدمی
تیز مزاج ہوتا ہے تو مین اوسکے دل کو ایسا لوٹتا ہون جیسا کوئی لڑکا گیند کو لوٹتا ہے اور کہتی ہین
کہ شیطان کا یہ قول ہے کہ آدمی مجھپر کسطرح غالب ہوسکتا ہی کیونکہ جب وہ ہنسی خوشی رہتا ہی تو مین
اوسکے دل مین رہتا ہون اور جب غصہ ہوتا ہی تو اڑکر اوسکے سر مین پہونچتا ہون و سر اڑا مدخل
شیطان کا حسد اور حرص ہی جب آدمی کسی شے پر حریص ہوتا ہے تو حرص اوسکو اندہا اور کر دیتی ہے
جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ پس جب نور بصیرت حسد اور حرص کے
باعث جاتا رہتا ہے تو کچہہ نہین سوجہتا اور شیطان کو اسوقت موقع ملجاتا ہے کہ جو چیز حریص کی
خواہش تک پہونچا نیکی ہوا وسیکو اوسکی نظر دنمین اچہا کرکے دکہلاتا ہی گو وہ کیسی ہی بری ہو حضرت
نوح علیہ السلام جب کشتی مین سوار ہوئے اور موافق ارشاد الٰہی کے ہر ایک چیز کا اوسمین ایک جوڑا کرلیا
تو کشتی مین آپ نے ایک بوڑہا اجنبی شخص دیکہا آپنے پوچہا کہ تو کیون سوار ہوا ہی اوسنے عرض کیا کہ آپکی
یاد نکے دل لینے آیا ہون اونکے بدن آپ کیساتہہ رہینگے اور دل میرے ساتہہ ہونگے آپنے فرمایا کہ معلوم
ہوا تو مردود دشمن خدا ہے یہانسے نکل اوسنے عرض کی کہ پانچ باتین ہین جنسے مین لوگونکو ہلاک کرونگا

حاجیانہا پیرا کسی
پیرا تجکو نہین
کرو یہ ہے ۱۲ ابو داؤد
بروایت ابن الدرداء
بسند ضعیف ۱۲

تو اوس خوشی بیچ گا اوسنی پوچھا کہ کیا کرون کسطرح خوشی نجات پاؤن اوسنی جواب دیا کہ مجکو دو سجدی کرلی تو بچ جاویگا جب اوسنی سجدی کرلیے تو کہا کہ مین کچھہ نہین کرسکتا مین تجھی کیا جانون پس یہی شخص ہے جسکا حال اللہ تعالی نی یون ارشاد فرمایا ہی کَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ تو دیکھنا چاہیی کہ کیسا بڑا حیلہ باز ہی کہ راہب کو کسطرح کبیرہ گناہ مین مبتلا کردیا اور مذشار اسکا صرف اسقدر ہوا کہ راہب نی علاج کی یا یمین اوسکا وسوسہ مان لیا اور یہ ایک امر بہت آسان تہا ابتدا ہی معلوم ہوتا تہا کہ علاج کرنا عمدہ بات ہی پس اس سی معلوم ہوا کہ اول اول دلمین ایسی بات ڈالتا ہی کہ آدمی بسبب رغبت خیر کی اوسکو اچھا جانی اور انجام کو کام ہاتہہ سی نکلجاتا ہی اور ایک بات سی دوسری ایسی پیدا ہوجاتی ہی کہ اوس چھوٹنا میسر نہین ہوتا ابتداء امور کی صنائع ہونی سی خدا بچاوی اور یہ جو حدیث شریف مین وارد ہی مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ اس مین بہی اسی بات کی طرف اشارہ ہے

بارہوان بیان تفصیل شیطانکے راستونکی دل کی طرف

جاننا چاہیی کہ قلب انسانی بمنزلہ ایک قلعہ کی ہی اور شیطان دشمن ہی کہ اوسکی اندر گیسکر اوسکا قبضہ کرنا چاہتا تو اگر قلعہ کی دروازونکی حفاظت کیجاوی اور شیطانکی آمد کی راستونکی حراست رہی تو قلب محفوظ رہسکتا ہی لیکن جو شخص اوسکی دروازی ہی نجانتا ہو وہ حفاظت بہی نہین کرسکتا اور قلب کو بچانا وسواس شیطانسی واجب ہے بلکہ ہر بندہ عاقل بالغ پر فرض عین ہے اور جو چیز کہ ذریعہ فرض عین تک پہونچنی کا ہو وہ بہی واجب ہے اور دفع کرنا شیطانکا اوسکی آمد کی راستونکی پہچانے سی ہوسکتا ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ ایسی راستونکا پہچاننا واجب ہے اور یہ راستے بندون کی صفات مین اسی لیی انکی کچھہ انتہا نہین لیکن ہم اونمین سی بڑی بڑی راستونکو بتلائی دیتی ہین کہ جنپر شیطانکی لشکر کی کثرت رہتی ہی اول اوسکا بڑا مدخل غضب اور شہوت ہی کیونکہ غصہ سی عقل جاتی رہتی ہی اور جب عقل کمزور ہوتی ہی فورا لشکر شیطان حملہ کرتا ہی اور جب آدمی غصہ کرتا ہی تو شیطان اوس سے ایسا کہیلتا ہی جیسا لڑکا گیند سی کہیلا کرتا ہی چنانچہ روایت ہی کہ ابلیس حضرت موسی علیہ السلام سی ملا اور عرض کیا کہ تم تو وہ ہو جنکو خدا نی رسول کیا اور کلام کیا اور مین بہی اللہ کی مخلوق ہون مجھسی ایک گناہ ہوگیا ہی اور اوس سے توبہ کیا چاہتا ہون تو آپ خدا سی میری سفارش کرکے دیجیی کہ توبہ قبول فرماوی حضرت موسی علیہ السلام نی اوسکی عرض قبول کی اور جب پہاڑ پر تشریف لیگئے اور رب سی ہم کلام ہوکر اترنا چاہا رب العزت سی ارشاد ہوا کہ ای موسی امانت ادا کر آیا عرض کیا کہ الہی تیرا بندہ ابلیس یہ چاہتا ہی کہ اوسکی توبہ قبول ہو حکم ہوا کہ اگر وہ آدم کی قبر کو سجدہ کری اوسکی توبہ قبول ہوگی حضرت موسی نی ابلیس سی فرمایا کہ تیری حاجت مینے پوری کی یون حکم ہوا ہی کہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو توبہ قبول ہوویگی وہ ملعون غصہ ہوا اور تکبر سی کہنے لگا کہ مین نی اوسکو زندگی مین تو سجدہ کیا ہی نہین مری پر تو کیون

ہین اونمین اونکو بہی لغزش ہوجاتی ہے کیونکہ وہ جلدی معلوم نہین ہوتے کہ اونکی حفاظت کرین
جیسا کہ ہمنے علما کی فریب دینی مین ایک مثال لکہدی ہی اور زیادہ تر مشکل یہ ہی کہ جو ابواب شیطانی
دلپر مفتوح ہین وہ تو بہت سے ہین اور فرشتون کیطرف کا دروازہ صرف ایک ہی اور یہ اکیلا دروازہ اون
سب مین مشتبہ ہوگیا ہے بندہ کا حال باعتبار ان دروازونکے ایسا ہی جیسا کوئی مسافر اندہیری رات
مین کسی جنگل مین کہڑا ہو جسمین بہت سی راہین دشوار گذار موجود ہین تو اوس شخص کو ٹہیک راستہ
دو طرح معلوم ہوسکتا ہے یا تو بصیرت اور عقل سے یا آفتاب کی چاندنی سے پس ان دروازونکی
معرفت مین قلب متقی بجاے بصیرت اور عقل کی ہی اور علم کثیر کتاب اللہ اور سنت کا مثل آفتاب کہ انکی
سبب سے البتہ راستہ درست معلوم ہوگا ورنہ شیطان کے طریق بہت ہین اور نامعلوم اور اسیکے مطابق
وہ روایت ہی جو حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے منقول ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نی ہماری سامنی ایک خط کہینچا اور فرمایا کہ یہ راستہ اللہ کا ہے پہر اوس خط کے دہنی اور بائین بہت سی خطوط
کہینچے اور فرمایا کہ یہ راستی شیطان کے ہین ہر ایک راہ پر ایک شیطان ہے کہ اوسیطرف کو بلاتا ہی پہر یہ
آیت پڑہی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ اور سبل اونہین خطوط کو ارشاد فرمایا
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکے راستونکی کثرت واضح کردی اور ہمنے اوسکی باریک راہ کی ایک
مثال بہی لکہدی جس سے کہ وہ علما اور عابدونکو فریب دیدیتا ہی حالانکہ یہ لوگ اپنے شہوات کی مالک
ہوتے ہین اور گناہ ظاہری بہی نہین کرتے اب ہم اوسکی ایک واضح طریق کا ذکر کرتے ہین کہ آدمی
خواہ مخواہ اوس راہ چلنے لگتا ہی اور یہ قصہ حدیث شریف مین بہی وارد ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک راہب تہا
شیطان نے ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اوسکے گہر والونکے دلمین یہ بات ڈالی کہ اسکا علاج فلان راہب
کے پاس ہے پس وے لوگ اوسکو راہب کے پاس لیگئے اوسنے اول معالجہ سے انکار کیا مگر انہون نے اصرار
کرنا شروع کیا یہانتک کہ راہب مان گیا اور لڑکی کو اپنے پاس علاج کے لیے رکھ چھوڑا اب شیطان نے راہب کے
پاس آکر اوس سے صحبت کرنیکا وسوسہ دلمین ڈالا یہانتک کہ وہ نہ رہ سکا اور مباشرت کر بیٹہا اوسکو
حمل رہگیا تب اوسکے دلمین یہ بات پیدا کی کہ اب تیری فضیحت ہوگی اسکے گہر والے آوینگے بہتر یہ ہے
کہ اسکو مار کر دفن کردے اگر کوئی پوچہنے آویگا تو کہدیجو کہ مرگئی راہب نی ایسا ہی کیا پہر شیطان اوس
لڑکی کی اقربا کی پاس گیا اور اونکے دلمین وسوسہ کیا کہ راہب نی اوسکے ساتہہ ایسا ایسا کیا اور مار کر
دفنا دیا وہ لوگ راہب سی پوچہنے آئے اور کچہہ دال مین کالا معلوم کرکے اوسکو قصاص مین مار ڈالنے
کے لیے گرفتار کیا تب شیطان اوسکے سامنے آیا کہ یہ سب کام میرے کیے ہوئے ہین اب اگر میرا ہی کہنا مانی

نسائی در کبری و حاکم بروایت ابن مسعود ۱۲

اور کہا یہ راہ ہے میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین ۱۲

ابن ابی الدنیا در مکائد و ابن مردویہ در تفسیر بروایت عبید بن رفاعہ مرسلا و حاکم موقوفا علی المرتضی ۱۲

ایسے وقت مین نور علم کیطرف رجوع کرتے ہین اور انکا اشکال دور ہوجاتا ہے اور جو شخص کہ تفکر نہین کرتا اوسکو خواہش نفس کی متابعت کی جہت سے شیطان کے فریب کا یقین ہوجاتا ہی اور بہت دہوکے کہاتا ہے اور نہ سمجھے بوجھے ہلاک ہوجاتا ہے انہین جیسون کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہی وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ یعنی جن عملونکو وہ حسنات تصور کرتے تہے وہ سیئات مین داخل ہوے اور علم معاملہ مین سب سے باریک بات نفس و شیطان کے فریبون کا معلوم کرنا ہے اور یہ ہر ایک بندہ پر فرض عین ہے مگر لوگ اس سے غافل ہوکر ایسے علوم مین مشغول ہوے ہین جن سے وسواس زیادہ ہو اور شیطان غالب ہو اور اوسکی عداوت اور اوس سے بچنے کا طور بہول جاوین اور کثرت وسواس سے بچنے کا یہ طور ہے کہ ابواب خواطر کے بند کیے جاوین اور وہ حواس خمسہ ظاہری مین اور باطن مین شہوات اور دنیا کے علائق پس حواس ظاہری تو اسطرح بند ہوتے ہین کہ اندہیرے مکانین بیٹہے اور باطن کے وسواس کم کرنیکا یہ طور ہی کہ اہل اور مال سے جدا ہوجاوی اسصورتمین صرف تخیلات کی راستی کہلے رہینگے جو ہر وقت دلمین جاری رہتی ہین اونکی دفع کے لیے سوای ذکر اللہ کے اور کوئی چارہ نہین لیکن شیطان دلکو یہان بہی نہین چہوڑتا ہی اور خدای تعالی کا ذکر اوس سے بہولاتا رہتا ہی پس اسصورتمین اوس سے مجاہدہ کرنا چاہیے اس مجاہدہ کی انتہا موت پر ہوتی ہے کیونکہ جب تک آدمی زندہ رہتا ہے شیطان سے چھٹکارا نہین ہوتا ہان بعض اوقات ایسا زبردست ہوجاتا ہی کہ شیطان کا فرمان بردار نہین رہتا اور مجاہدہ سے اوسکے شر کو ٹالدیتا ہے لیکن جب تک خمن بدن مین رہتا ہی جب تک اوسکا مجاہدہ ضروری ہے کیونکہ ابواب شیطانی زندگی بہر تک آدمی کے دل پر مفتوح رہتے ہین اور بند نہین ہوتے اور وہ غضب اور شہوت اور طمع اور حسد وغیرہ ہین جیسا کہ عنقریب اونکا بیان ہوگا اور جب دروازے کہلے ہون اور شیطن بہی غافل نہو تو بجز حفاظت اور مجاہدہ کے کام نہ چلیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کسی نے پوچہا کہ ای ابو سعید شیطان سویا بہی کرتا ہے آپنے فرمایا کہ اگر وہ سوتا تو ہمکو چین ہوتی خلاصہ یہ کہ بندہ مومن کو اوس سے چھٹی نہین البتہ اوسکا زور کم کرسکتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَنْضِي شَيْطَانَهُ كَمَا يَنْضِي اَحَدُكُمْ بَعِيرَهُ فِي السَّفَرِ اور حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا ہی کہ مومن کا شیطان دبلا ہوتا ہے اور قیس ابن حجاج فرماتے ہین کہ میرا شیطان مجہسے کہنے لگا کہ مین تمہارے پاس اونٹ کی موافق توانا آیا تہا اب چڑیا جیسا ہوگیا ہون مینے پوچہا کہ یہ کسطرح ہے جواب دیا کہ تم ذکر اللہ سے مجہی گہلاتے ہو تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ تقوے والون پر ابواب ظاہری شیطانی کا بند ہونا مشکل نہین کہ جو طریق واضح مفضے الی المعاصی ہین اونسے اجتناب کرتے ہین اور حفاظت و حراست کما ینبغی بجالاتے ہین مگر جو شیطان کے طریق غامض

کنارے پر ہین ان اسکے بندون پر رحم کرکے ہلاکی سے بچانا چاہیے اور وعظ و نصیحت انکو سنانا چاہیے
خدا تعالیٰ نے تجکو نعمت علم اور دل روشن اور تقریر دلکش اور لحن خوش سے بہرہ مند فرمایا ہی تو اللہ کی
نعمت کی ناشکری کسطرح کریگا اور علم کی اشاعت سے رک کر مورد عنایت خداوندی کیونکر ہوگا لوگونکو
راہ راست کیطرف بلانا چاہیے اسیطرح کی تقریرین اوسکے نفس سے ہمیشہ کرتا رہتا ہی یہانتک کہ اوسکو
وعظ گوئی پر بلطائف الحیل آمادہ کردیتا ہے پھر اسکے بعد یون دلمین ڈالتا ہے کہ اگر عمدہ لباس پہنکر
اچھے لہجہ سے تقریر اور اظہار خیر نہ کروگی تو تمہاری بات دل پر اثر نہ کریگی اور نہ کسیکو راہ راست ملیگی اور اسطرح کی
تقریرین مدام کرتا رہتا ہی اور اوسکی غرض ان باتونسے یہ ہوتی ہے کہ عالم مذکور کو ریا مین ڈالیے کہ اسکو شوق
اپنی تعظیم اور کثرت خدام کا اور تکبر اپنے علم اور جاہ کا اور حقارت کی آنکھ سے اور لوگونکو دیکھنے کا ہوجاوے تو دیکھو
کہ ظاہر مین تو کیسی خیر خواہی کی باتین پیش کرتا ہے مگر واقع مین ایک غریب بیچارہ کی ہلاک کا فکر ہے
اسکی چکنی باتونسے سنی والا ہی جانتا ہے کہ یہ خیر خواہی کرتا ہے اور اللہ کے نزدیک ہمارا بڑا مرتبہ ہوگا
حالانکہ اوسکی غرض یہی ہوتی ہے کہ ریا اور عجب مین پڑکر تباہ ہوجاوے ایسے ہی لوگونکی طرف اشارہ
ہے ان حدیثونمین اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِقَوْمٍ لَا خَلَاقَ لَھُمْ وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ
بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ اور اسی لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیطان مردود کے جواب مین کیا اچھا ارشاد فرمایا تھا
یعنی ابلیس مردود جو حضرت کے سامنے آیا اور آپ سے عرض کیا کہ فرمایئے لا الہ الا اللہ تو آپنے ارشاد فرمایا
کہ یہ کلمہ تو ٹھیک ہے مگر تیرے کہنے سے مین نہین کہونگا اس سے غرض آپ کی یہی تھی کہ یہ مردود خیر
اندر بھی کچھ دغا کرتا ہے اور شیطان کے اس قسم کے فریب بے شمار ہین اونکے باعث علما اور عابد و زاہد
اور فقرا اور اغنیا اور اور قسم کے لوگ جو صرف ظاہر شرع کو برا جانتے ہین اور محض گناہ علانیہ کے مرتکب
نہین ہوتے تباہ و برباد ہوجاتے ہین باب غرور و مغالطہ مین ہم کچھ شیطان کے فریب اس جلد کی
آخر مین لکھینگے اور اگر فرصت ملی تو شاید ایک کتاب بھی اسی باب خاص مین لکھکر اوسکا نام تلبیس ابلیس
رکھینگے کیونکہ آجکل اوسکے فریب زمانہ مین اور مخلوق مین خاصکر مذاہب اور اعتقادات مین بہت پھیلے
ہوئے ہین حتی کہ خیر کا نام ہی نام رہگیا ہے اور یہ اسی لیے ہی کہ لوگ شیطان کے دھوکونکو یقین کرلیتے
ہین پس بندہ پر واجب ہے کہ جو قصد اوسکے دلمین آوے اوسمین توقف اور تامل سے یہ بات معلوم کرے
کہ یہ فرشتہ کی جانب سے ہی یا شیطان کی جانب سے اور اسکو خوب غور سے سوچے کیونکہ یہ بات بدون نور تقوے
اور کثرت علم اور بصیرت کے معلوم نہین ہوسکتی جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ اس سے غرض یہی ہے کہ تقوے والے

---

۱ آیا شک الشک دین کو لیے دوڑنے مردود کا جنکو پہچانا ہوا ہے یعنی وہ پہچانتے ہین کہ یہ شیطان ہے ۱۲
۲ اور تمام اسی دین کو بیکار آدمی سے دوڑنا بخاری و مسلم ابو ہریرہ ۱۲

متصور نہین البتہ اوسکی متابعت اور فرمانی کی جہت سے آدمیونمین اختلاف ہوتا ہے اسی جہت سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مامن احد الا وله شیطان اس سارے بیانسے معنی وسوسہ
اور الہام اور فرشتہ اور شیطان اور توفیق اور خذلان کی معلوم ہوگئے اب اگر کوئی یہ دریافت کیا چاہے
کہ شیطان کیا چیز ہے وہ جسم لطیف ہی یا نہین اور اگر جسم ہی تو انسان کے بدنمین کیسے گھستا ہی تو ان
باتونکا ذکر علم معاملہ مین ضروری نہین بلکہ جو کوئی ایسی باتین پوچھے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے
کسی کے کپڑونمین سانپ گھس جاوی تو وہ اس بات کی تو فکر نہ کرے کہ کیطرح نکل جاوی اور اوسکے
آپ سے حفاظت ہوجاوے بلکہ یون پوچھنے لگے کہ سانپ کا رنگ اور شکل کیسی ہے اور اوسکا طول و عرض
کیا ہے تو ایسا سوال جہالت محض ہی پس جب یہ معلوم ہوگیا کہ آدمی کے دلمین ایسے خواطر گذرتے ہین
جو باعث شر کے ہوا کرتے ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اون خواطر کا کوئی سبب ہوا کرتا ہی اور یہ امر بھی
یقینی ہے کہ جو چیز آیندہ کی شر کیطرف داعی ہو وہ دشمن جانی ہے تو ان باتونسے دشمن کا وجود تو یقیناً
معلوم ہوا اب اس باب مین کوشش کرنی چاہیے کہ یہ دشمن ضرر نہ پہونچا سکے اللہ تعالے نے اوسکی
عداوت کا اپنی کتاب پاک مین اکثر جا اسی لیے ارشاد فرمایا کہ لوگ اوسپر ایمان لاوین اور اوسکی ضرر سے
بچین ایک جگہ فرمایا ان الشیطان لکم عدو فاتخذوه عدوا انما یدعو حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر
اور دوسری جگہ ارشاد ہوا الم اعهد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انه لکم عدو مبین
پس آدمی کو واجب ہے کہ اس دشمن سے اپنی آپکو بچاوی یہ نہ پوچھے کہ اسکی اصل و نسب و مسکن کیا ہی بلکہ
پوچھنے کے قابل یہ امر ہے کہ اوسکی ہتیار کیا کیا ہین تاکہ اونسے اپنی آپکو دور رکھے اور یہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ
شیطان کے ہتیار شہوات اور ہوا و نفسانی ہین پس اسقدر علما کے لیے جاننا کافی ہے لیکن پہچاننا
اوسکی ذات کا اور فرشتونکی حقیقت کا پس یہ امر متعلق عارفین سے ہی جو علوم مکاشفات مین مستغرق
رہتے ہین اسکے دریافت کی حاجت علم معاملہ مین نہین پڑتی یہان یہ بات جاننے کے قابل ہی کہ خواطر
تین قسم پر ہین اول تو وہ کہ قطعاً داعی الی الخیر ہون تو اونکے الہام ہونے مین کچھ شک نہین دوسرے
وہ کہ یقیناً داعی الی الشر ہون اونکے وسوسہ ہونے مین کچھ کلام نہین تیسرے وہ کہ بین بین ہون اور معلوم نہو
کہ یہ خاطر فرشتہ کی طرفسے ہی یا شیطان کیطرفسے تو اسمین بڑا دھوکا پڑتا ہے اور تمیز اسکی بہت دقیق ہے
کیونکہ بعض لوگ جو نیک ہوتے ہین شیطان اونکو صریح شر کی طرف تو بلا نہین سکتا بلکہ شر کو خیر
کیصورت مین لاکر اونکے سامنے کرتا ہی اور یہ بڑا سبب ہی اس سے اکثر لوگ ہلاک ہوجاتے ہین مثلاً
عالم سے بطریق وعظ کہتا ہے کہ خلق کا حال دیکھو کہ جہل مین گرفتار اور غفلت مین سرشار دوزخ کے

ایک شیطان کی کیفیت

دوسرا خاطر شیطان

تیسرا خاطر

۳

پرنہ ذکر کیا کہ ای آدم کی اولاد کہ پہچانو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہے

کہ دلکو پاس پہنچکے اس سے معلوم ہوا کہ وساوس کے دفع کے لیے سوائے ذکر الٰہی اور اوسکے متعلقات
کے کوئی شے مفید نہین اور اسی سے دفع شیطان کے لیے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ واقع ہوا ہی اور اوسکے دفع کی قدرت اونہین ہی
جو متقی ہین اور اکثر ذکر الٰہی مین مصروف رہتی ہین ایسے لوگو پر شیطان زلات کیوقت مین خفیہ
گذر کرجاتا ہے جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ
تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ اور مجاہد رضی اللہ عنہ من شر الوسواس الخناس کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ شیطان
دل پر پہلا ہوا ہے جب قلب ذکر الٰہی کرتا ہے تو وہ دبکتا ہے اور سکڑ جاتا ہی اور جب غافل ہوتا ہی تو پہلتا ہے
اور ذکر اللہ اور وسوسہ مین ایسا خلاف ہی جیسا روشنی اور اندھیرے مین یا دن اور رات مین ہی اور دونو مین
ضدیت ہی کی وجہ سے خدا تعالے نے فرمایا ہی اِسْتَحْوَذَ عَلَیْھِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰھُمْ ذِکْرَ اللّٰہِ
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الشَّیْطَانَ وَاضِعٌ خَرْطُوْمَہٗ
عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِنْ ھُوَ ذَکَرَ اللّٰہَ تَعَالٰی خَنَسَ وَاِنْ نَسِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی اِلْتَقَمَ قَلْبَہٗ اور ابن وضاح سے روایت ہے
کہ جب آدمی چالیس برس کا ہوجاتا ہی اور توبہ نہین کرتا تو شیطان اوسکے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہی اور کہتا ہے
کہ اس صورت کی قربان جائیے کہ فلاح نہین پاتیگی غرض کہ شہوات آدمی کے گوشت اور خون مین
گھسے ہوئے ہین تو سلطنت شیطانکی بھی اوسکے خون اور گوشت مین موجود ہی اور قلب کو چہار طرف سے محیط ہے
اسی لیے حدیث شریف مین وارد ہی کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَجْرِیْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَی الدَّمِ فَضَیِّقُوْا مَجَارِیَہٗ
بِالْجُوْعِ اور یہ اس لیے فرمایا کہ بھوک کے باعث شہوات کم زور ہوتے ہین اور شیطان کی دخل کی راہ شہوات
ہی ہین اور قلب کا چار طرف سے شہوات مین گھرا رہنا اس آیت سے ثابت ہی لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ
الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ اَیْمَانِھِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ اور بھی ذکر اس حدیث مین ہے
کہ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ اٰدَمَ بِطُرُقٍ فَقَعَدَ لَہٗ بِطَرِیْقِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ اَتُسْلِمُ وَتَذَرُ دِیْنَ اٰبَآئِکَ
فَعَصَاہُ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَہٗ بِطَرِیْقِ الْھِجْرَۃِ فَقَالَ اَتُھَاجِرُ وَتَدَعُ اَرْضَکَ وَسَمَآئَکَ فَعَصَاہُ وَھَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَہٗ بِطَرِیْقِ
الْجِھَادِ فَقَالَ اَتُجَاھِدُ وَھُوَ تَلَفُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْکَحُ نِسَآئُکَ وَیُقْسَمُ مَالُکَ فَعَصَاہُ وَجَاھَدَ
پھر آپنے یہ فرمایا کہ جو شخص ایسا کریگا خدا تعالے بالضرور اوسکو داخل جنت کریگا پھر آپنے ذکر وسوسہ کا فرمایا کہ وہ
اسیطرحکی خواطر ہین جیسے مجاہد کے دلمین گذرین کہ اگر مارا جاؤنگا تو میری منکوحہ غیر سے منسوب ہوجاوینگی
اور اسیطرحکی اور وساوس جو اوسکو جہاد سے مانع ہون اور یہ خواطر سب کو معلوم ہین تو وسواس بھی
معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہوچکا کہ سبب ان خواطر کا شیطان ہوتا ہے اور آدمی کا اوس سے جدا

نہین ملتا ہے اور چلدیتا ہے اسوقت فرشتہ اپنی مداخلت کرتا ہی لیکن شیاطین اور فرشتونکے دونون لشکرون مین ہمیشہ یہی کشمکش دلپر رہتی ہے یہانتک کہ قلب ایک کا ایمن سے منقاد ہوجاتا ہے اور یہ اوسکا مستقر اور مکان بنجاتا ہے دوسرے کا گذر اوسمین اگر ہوتا بھی ہے تو چھپنا چھپٹی کے طور پر ہوتا ہے لیکن اکثر قلوب کا یہ حال ہے کہ لشکر شیاطین نے اونکو مفتوح اور مسخر کرلیا ہے اور اونکا مالک بن بیٹھا ہے تو ایسے دل وسوسون سے پر ہین اور انہون نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دے رکھا ہی اور اس لشکر کے غالب ہونیکا مبدا شہوات اور ہوے نفسانی کا اتباع ہے اب جب تک کہ شیطان کا زور کم نہوگا اونکا مسخر ہونا ممکن نہین اور اوسکا زور اسطرح کم ہوتا ہے کہ شہوات اور ہواے نفسانی سے دل کو خالی کرے اور اللہ تعالے کے ذکر سے اوسکو پر کرے جسکے سبب فرشتونکا اثر دل پر نزول کرتا ہے جابر بن عبیدہ عدوی فرماتے ہین کہ علاء ابن زیاد سے مین نے شکایت کی کہ میرے دلمین وسوسہ ہوتا ہے اونہون نے فرمایا کہ اسکی مثال یون سمجھنی چاہیے کہ ایک گھر مین چور گھسے اگر اوسمین کچھ ہوگا تو مار کرلیجاوینگے اور اگر کچھ نہوگا تو چھوڑ جاوینگے غرض اس سے یہ ہی کہ جو دل ہواے نفسانی سے خالی ہے اوسمین شیطان نہین جاتا اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ پس جو آدمی اتباع ہوا نفسانی کرتا ہے وہ گویا اللہ کا بندہ نہین ہی اوسکو بندہ ہوا کہنا چاہیے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہی اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اسمین صاف ارشاد فرمایا کہ متبع ہوا نفسانی بندہ ہوا ہے اوسکو اپنا معبود سمجھتا ہے پس ایسے شخص پر شیطان کو غالب فرمادیتا ہے اور شیطان سے بچاؤ کے لیے بھی احادیث مین ذکر اللہ ہی مذکور ہے مثلاً حضرت عمرو بن العاص سے روایت ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ یارسول اللہ شیطان مجھ مین اور میری نماز مین حائل ہوتا ہے یعنے نماز و قرأت مین وسوسہ ڈالتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ذٰلِكَ شَیْطَانٌ یُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَنْ یَّسَارِكَ ثَلٰثًا عمرو بن عاص فرماتے ہین کہ مینے آپ کی ارشاد کے بموجب عمل کیا تو وہ بات جاتی رہی اسیطرح دوسری حدیث مین وارد ہی اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَیْطَانًا یُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ فَاسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْهُ اور خدا کے ذکر ہی سے شیطان کا دفع ہونا ایک عمدہ وجہ ہی ہم ثابت کرتے ہین وہ یہ ہی کہ وسوسہ شیطانی دلمین سے جبہی جاویگا جب اوس وسوسہ کی سوا کوئی اور بات دلمین گذرے کیونکہ جب ایک بات کا دلمین گذر ہوتا ہے تو دوسری جو اوس سے اول تھی وہ اوسمین نہین رہتی پس دل کو کسی اور بات کیطرف متوجہ کرنے سے وسوسہ شیطانی رفع ہوسکتا ہے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ اس دوسری بات مین بھی وسوسہ کرنے لگے لیکن ذکر الٰہی اور اوسکے متعلقات ایک ایسے شی ہین کہ اونکے ہوتے ہوئے شیطان کی مجال نہین ہوتی

اینچا تانی مین رہتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ فی القلب لمتان لمۃ من الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالحق
فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ سبحانہ ولیحمد اللہ ولمۃ من العدو ایعاد بالشر وتکذیب بالحق ونہی
عن الخیر فمن وجد ذلک فلیستعذ باللہ من الشیطان الرجیم پھر آپ نے یہ آیت پڑہی الشیطان یعدکم
الفقر ویامرکم بالفحشاء آخر تک اور حسن بصری کا قول ہے کہ دو قصد دل کے گرد پھرتے ہین ایک
اللہ کیطرف سے اور ایک دشمن کیطرف سے پس اللہ رحم کرے اوس بندہ پر جو قصد کرنیکے وقت توقف کیا کرے
اگر اللہ کیطرف سے معلوم ہوا کرے تو اوسکو جاری کرے اور اگر دشمن کیطرف سے جانے تو اوس سے لڑے اور قلب
کی اسی اینچا تانی کیطرف اشارہ ہی اس حدیث مین قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمن کیونکہ
خدا تعالے اس بات سے بری ہے کہ اوسکی کوئی اونگلی مرکب گوشت و پوست و خون و ہڈی وغیرہ سے
ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ جیسا آدمی جلد جلد انگلیون سے کام کرتا ہی اور دوسرے کی سرعت کو تحریک انگلیون سے
بتلایا کرتا ہے اسیطرح اللہ تعالی فرشتہ اور شیطان سے کام لیتا ہے اور یہ دونون دل کے بدلنے مین
مثل آدمی کے انگلیون کے ہین اجسام کے بدلنے مین اور باعتبار اصل پیدایش کے دلمین لیاقت قبول کرنے
آثار ملکی اور شیطانی کے دونون کے مساوی ہے کسی کو ترجیح ایک دوسرے پر نہین ہان اتباع شہوات
اور اونکی مخالفت سے ایک جانب کو دوسرے پر ترجیح ہوجاتی ہے یعنے اگر انسان غضب اور شہوت کے
مقتضا کے موافق کام کریگا تو شیطان بواسطہ خواہش نفسانی غالب ہوجاویگا اور اس صورت مین
قلب شیطان کا ملجا اور ماوا ہوگا کیونکہ خواہش نفسانی اوسکی چراگاہ اور سیرگاہ ہی اور اگر شہوات کو مغلوب
کرکے فرشتون کے اخلاق اختیار کریگا تو اس صورت مین دل فرشتونکی منزل اور مستقر ہوجاویگا اور چونکہ
قلب مین صفات بشریہ یعنی شہوت و غضب و حرص و طمع و طول امل وغیرہ جو خواہش نفسانی کی
فرع ہین سب موجود ہین تو بالضرور ہر ایک قلب مین شیطان کو بہی وسوسہ کرنیکی مجال ہے اسی
جہت سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ما منکم من احد الا ولہ شیطان قالوا وانت یا رسول اللہ قال وانا
الا ان اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامر الا بخیر اور شیطان کا خیر کے لیے امر کرنا صرف شہوت ہی کے
ذریعہ سے تصرف کرتا ہے پس جس کسی پر خدا تعالے نے عنایت کی اور اوسکی شہوت کو اوسکا ایسا
مطیع کردیا کہ حد مناسب کے سوا اوسکا ظہور نہ ہونے پاوے تو اس صورت مین اوسکی شہوت اوس شخص کو شر
کیطرف داعی نہین ہوتی پس شیطان بہی کہ شہوت ہی کا چولا پہنے ہوئے ہی اوسکو امر خیر کے سوا کچھ نہین
کہتا اور جب دل پر ذکر دنیا خواہش نفسانی کے سبب غالب ہوجاتا ہے تو شیطان کو مجال وسوسہ کی
ملتی ہے اور اپنے کام مین مصروف ہوتا ہی اور جب قلب ذکر اللہ کیطرف رجوع کرتا ہے تو شیطان کو موقع

خیال بنے گا اور جسطرح خیال ایک شی سے دوسری کیطرف بدلتا جاویگا اسیطرح دل بھی ایک
حال سے دوسری کیطرف بدلتا جاویگا غرض کہ دل کی تغیر اور تاثیر ہمیشہ انہین اسباب سے ہوتی ہے
اور جو آثار خاصکر دلمین آتے ہین اونکو خواطر کہتے ہین یعنی فکر اور ذکر اور فکر اور ذکر سے یہ مراد ہے کہ جو علوم
قلب ادراک کرتا ہے خواہ وہ نئی ہون یا پہلی باتو نکا تذکر ہو اسی کا نام خواطر ہے کیونکہ یہ چیزین دلمین
آتی ہین حالانکہ پہلے سے دل کو انسے غفلت تھی اور ارادونکی محرک بھی خواطر ہوتے ہین اس لیے
کہ جس چیز پر آدمی نیت اور عزم اور ارادہ کرتا ہے پہلے وہ چیز دلمین گذرتی ہے خلاصہ یہ کہ آدمی کے افعال
کا مبدا خواطر ہین پھر خواطر سے رغبت متحرک ہوتی ہے اور رغبت سے عزم اور نیت کو حرکت ہوتی ہے
اور نیت اعضا کو حرکت دیتی ہے لیکن جن خواطر سے رغبت متحرک ہوتی ہے اوسکی دو قسمین ہین ایک خاطر شر
جو بالجام کو مضر ہو اور ایک خاطر خیر جس سے آخرت مین نفع ہو اور چونکہ یہ دونون بالکل مختلف ہین اسلیے
انکی نام بھی جدا جدا رکھے گئے ہین خاطر خیر کو تو الہام کہتے ہین اور خاطر شر کو وسواس بولتے ہین
اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ خاطر جو دلمین حادث ہوتی ہے کوئی اسکا بانی بھی چاہیے جسکے سبب
یہ دلمین حادث ہوتی ہین اور از انجا کہ مسبب مختلف ہین انکے اسباب بھی مختلف ہی ہونگے اور خدا تعالے
کی عادت بھی اسیطرح جاری ہے کہ جیسا مسبب ہوتا ہے ویسا ہی اوسکا سبب ہوتا ہی مثلاً اگر گھر
مین آگ جلاوین اور دیوارین اوسکی روشنی سے روشن ہوجاوین اور دھوین سے چھت کالی
پڑجاوے تو صاف معلوم ہوگا کہ سیاہی کا سبب آگ کی روشنی نہین ہے اسیطرح دل کی روشنی
اور سیاہی کے بھی سبب جدا جدا ہین یعنی خاطر خیر کا سبب فرشتہ ہی اور خاطر شر کا سبب شیطان اور دل کی
نرمی جس سے کہ الہام خیر کے قبول کے لیے تیار ہوتا ہے توفیق کہلاتی ہے اور اگر اوس سے وسواس
شیطانی کو پذیرا کرے تو اوسکو خذلان بولتے ہین کیونکہ معانی کے اختلاف سے الفاظ مین بھی اختلاف
ہونا چاہیے اور فرشتہ سے وہ مخلوق مراد ہے کہ جسکو خدا تعالے نے افاضۂ خیر اور افادۂ علم اور کشف
حق اور وعدۂ خیر اور امر بالمعروف کے لیے پیدا کیا ہے اور وہ اسی کام کے لیے مسخر ہے اور شیطان وہ مخلوق
ہے کہ جسکا کام اسکے خلاف ہو یعنی وعدہ شر اور امر بالفحشاء اور خیرات کرنیکے وقت مفلسی کا خوف
دلانا وغیرہ اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ کی مقابل الہام ہی اور شیطان کے مقابل فرشتہ اور خذلان
کے مقابل توفیق اور اسی کیطرف اشارہ ہی اس آیت مین وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ
یعنی موجودات تمامہا متقابل اور جفت ہین سوائے ذات خدائے پاک کے کہ اوسکا نہ کوئی جفت ہے
نہ مقابل بلکہ وحدہ لاشریک خالق تمام جفت چیزون کا ہے غرضکہ قلب انسانی شیطان اور فرشتہ کی

متوجہ ہوکر یہی کہا پہر سینہ کیطرف گردن جھکا کر یہی کہا اسکے بعد بڑا عجیب و غریب جواب دیا کہ مینے ویسا کبھی نہین سنا تھا پہر مین نے اونسے متوجہ ہونیکا حال پوچھا تو انہون نے فرمایا کہ مجکو جواب تمہارے سوال کا معلوم نہ تھا تو مین نے بائین طرف کی فرشتہ سے پوچھا اوسنے کہا کہ مجکو معلوم نہین تب مینے دہنے فرشتہ سے پوچھا کہ وہ زیادہ جانتا ہے اوسنے بھی لاعلمی کا بیان کی تب مینے اپنے دل کی طرف دیکھا اور اوس سے دریافت کیا تو اوسنے وہ جواب دیا جو مینے تم سے ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اون دونون سے زیادہ جانتا ہے پس یہ صاحب گویا مصداق اس حدیث کی ہے اِنَّ فِی اُمَّتِیْ مُحَدَّثِیْنَ وَاِنْ عُمَرَ مِنْهُمْ اور ایک حدیث قدسی مین ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اَیُّمَا عَبْدٍ اطَّلَعْتُ عَلٰی قَلْبِهٖ فَرَاَیْتُ الْغَالِبَ عَلَیْهِ التَّمَسُّكَ بِذِكْرِیْ تَوَلَّیْتُ سِیَاسَتَهٗ وَكُنْتُ جَلِیْسَهٗ وَمُحَادِثَهٗ وَاَنِیْسَهٗ اور ابو سلیمان دارانی فرماتے ہین کہ قلب بمنزلہ ایک برج کے ہے جسکے چارون طرف دروازے بند ہین اونمین سے جو دروازہ اوسکے لیے کہلتا ہے وہ اوسمین کام کرتا ہے غرضکہ اس بیانسے ظاہر ہوا کہ قلب کے دروازونمین سے ملکوت کی جانب بھی ایک دروازہ ہے اور وہ مجاہدہ اور ورع اور انقطاع شہوات دنیاوی سے کہلتا ہے اور اسی جہت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے رئیسونکو ارقام فرمایا تھا کہ جب مطیع لوگ تم سے کچھ کہین اوسکو یاد رکھا کرو کیونکہ اونپر امور صادقہ منکشف ہوتی ہین اور بعض علمانے یہ فرمایا ہے کہ حکما کے منہ پر اللہ کا ہاتھہ ہے وہی بات اونکے منہ سے نکلتی ہے جو اللہ تعالے اونکے لیے امر حق تیار کر دیتا ہے اور ایک بزرگ فرماتے ہین کہ اللہ تعالے خاشعین کو اپنی بعض اسرار پر مطلع فرما دیتا ہے

گیارہوان بیان شیطان کے مسلط ہونیکا دل پر وسواس کی جہت سے اور معنی وسوسہ کی اور اوسکے غلبہ کا سبب

یہ مثال پہلے بیان ہو چکی ہے کہ قلب مثل ایک برج کے ہی جسکے گرد بہت سی دروازی ہون انہین دروازونسے اوسپر احوال کی آمد و شد ہوتی ہے یا قلب کو مثل تودہ کے سمجھنا چاہیے جسپر چار طرف سے نشانی لگتی ہون یا مثال آئینہ کے جاننا چاہیے جسپر مختلف صورتین گذرتی رہتی ہین اور ایک کا عکس بعد دوسرے کے پڑتا رہتا ہی یا ایک حوض ہی جسمین مختلف نالیونسے پانی آتا ہے بہر صورت قلب مین ہر وقت ان نئی آثار کا ظہور یا تو حواس خمسہ ظاہرہ کی جہت سے ہوتا ہی یا باطن کی جہت سے اس صورتمین خیال اور شہوت اور غضب اور اخلاق مرکبہ انسان کے مزاج مین داخل ہین مثلاً اگر کسی چیز کو حواس سے معلوم کریگا تو اوس سے دلمین ایک اثر پیدا ہوگا اسیطرح کثرت غذا اور زور طبیعت کے باعث اگر ہیجان شہوت ہوگا تو اوسکا بھی دل پر ایک اثر ہوگا اور اگر حواس کو روک دیوے تو نفس مین جو خیالات باقی رہتی ہین اونکی طرف

پایا جاتا ہی بلکہ مشائخ نے جو حضرت خضرؑ سی ملاقات کی ہی اور اونسے سوال کیے ہین اور ہاتف کی آواز ین سنی ہین اور دیگر اقسام کی کرامات اسقدر ہین کہ اونکا حصر بھی نہین ہوسکتا ہان منکر کے لیے صرف حکایات کافی نہین جب تک اوسکو اوسکے نفس سے اسکا مشاہدہ نہو جاوی اور جو شخص خود اس کیفیت کا منکر ہوگا وہ سب تفصیل کا منکر ہوگا لیکن وہ دلیل قاطع کہ جسکا کوئی انکار نکری دو باتین ہین اول تو عجیب و غریب سچی خوابین کہ اونسے غیب کا حال کھلتا ہی کیونکہ جب یہ ممکن ہوا کہ خوابمین احوال غیب منکشف ہوجاوے تو بیداری مین ہوجانا محال نہین اسواسطے کہ فرق دونون حالتونمین صرف یہی ہی کہ خوابمین حواس ساکن ہوتی ہین اور محسوسات ظاہری کیطرف مشغول نہین ہوتے اور یہ بات اکثر بیدارمین بھی واقع ہوجاتی ہی کہ آدمی اگر کسی بات کو خوب غور کر رہا ہو تو اوسوقت نہ آواز سنتا ہے نہ کوئی چیز دیکھتا ہی اپنے دھیانمین لگا رہتا ہی دوسرے خبر دینا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا غیب کے احوال سی اور امور آیندہ سی جیسا کہ قرآن و حدیث سی ثابت ہی اور جب بات نبی سی ثابت ہوئی تو غیر نبی سے بھی ہوسکے ہی کیونکہ نبی اوسی شخص کو کہتے ہین جسکو حقائق امور مکاشفہ سی معلوم ہون اور اصلاح خلق مین مشغول ہو تو ممکن ہے کہ کوئی اور شخص اسطرح کا ہو جسکو حقائق امور مکاشفہ سی معلوم ہوجاوین مگر اصلاح خلق اوسکا کام نہو تو ایسے شخص کو نبی تو نہ کہینگے بلکہ ولی کہینگے اب جو آدمی انبیا کو مانیگا اوسچی خوابونکی تصدیق کریگا اوسکو بالضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ قلب کے دو دروازہ ہین ایک خارج یعنی حواس کیطرف اور دوسرا عالم ملکوت کیطرف جسکو دروازہ الہام اور وحی کہتے ہین جب ان دونون دروازونکا اقرار کریگا تو پھر یہ نہین کہہ سکتا کہ علوم انحصار صرف تعلم اور اسباب معتادہ ہی پر منحصر ہی بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہی کہ ذریعہ علم کا صرف مجاہدہ ہو اسمین بہانسی حقیقت آمد و شد قلب کی درمیان عالم ظاہری اور عالم ملکوت کی صاف ظاہر ہی لیکن یہ بات کہ خوابمین انکشاف امر کیون ہوتا ہے اور انبیا اور اولیا کے لیے فرشتے صور مختلفہ مین کیون معلوم ہوتے ہین تو یہی اسرار عجائب قلب مین سی ہے اور اوسکا بیان علم مکاشفہ کے لائق ہے اسی لیے ہم اسقدر پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ ترغیب مجاہدہ اور اوس سے احوال کے معلوم کرنیکے لیے اتنا ہی بہت ہی بعض مکاشفین سے منقول ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ مجکو کرامات کاتبین نے ظاہر ہوکر یہ کہا کہ تم اپنا ذکر خفی اور مشاہدۂ توحید کچھ لکھدو کیونکہ ہم تمہارا کوئی عمل نہین لکھتے اور اس بات کی آرزومند ہین کہ جس عمل سی تم تقرب الی اللہ کرتے ہو اوسکو لیکر آسمان کو جاوین مینے پوچھا کیا تم میرے فرائض نہین لکھتے اونھونے کہا کہ فرائض تو لکھتے ہین مینے جواب دیا کہ لکھنے کو بس اسقدر کفایت ہی اس سی معلوم ہوا کہ کرام کاتبین کو بھی اسرار قلب پر اطلاع نہین ہوتی وہ بھی اعمال ظاہری پر مطلع ہوتے ہین اور بعض عارفین سے منقول ہی کہ مینے ایک ابدال سے مسئلہ مشاہدۂ یقین پوچھا تو وہ اپنی بائین طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون بھائی کیا کہتا ہی پھر دہنی طرف

اللہ یعلم ما فی انفسکم فاحذروہ تو مینے اپنے دلمین استغفار کیا پہر اونسے مجکو پکار کر کہا الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ اور یہ کہکر میری نظر سے غائب ہوگیا اور زکریا ابن داود سے روایت ہے کہ ابو العباس ابن مسرق رح ابی الفضل ہاشمی کی عیادت کو گئے اور یہ مریض عیال والے تھے اور بسر اوقات کا سامان ظاہری کچھ نہ تھا تو جب ابو العباس اوٹھنے لگے دلمین کہا کہ الٰہی یہ شخص کہانسے کہاتا ہوگا اوسیوقت ابو الفضل رح نے آواز دی کہ خبردار اس نکمی بات کا کبھی دھیان نکر خدا تعالے کے الطاف پوشیدہ بہت ہین اور احمد نقیب سے روایت ہے کہ ایک روز مین حضرت شبلی رح کیخدمت مین گیا تو آپ نے فرمایا کہ ای احمد خدا تعالے نے ہم سبکو پہچان کے لیے داغدیا ہے مین نے پوچھا کہ حضرت کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ مین اس وقت بیٹھا ہوا تھا میرے دلمین یہ بات گذری کہ تو بخیل ہے احمد کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ حضرت مین تو بخیل نہین ہون پہر آپ نے تامل کرکے فرمایا کہ بیشک تو بخیل ہے پہر مینے دلمین قصد کیا کہ جو کچھہ آج مجکو ملے گا اوسکو جو فقیر مجکو اول ملے گا اوسے دیڈالونگا مین اسی فکر مین تھا کہ ایک شخص میرے پاس بجاسر اشرفیان لیکر آیا اور کہا کہ اسکو اپنے مصارف مین خرچ کرین اونکو لیکر افیار وعدہ کے لیے اوٹھا دیکھا تو ایک اندھا فقیر نائی سے سر منڈاتا ہے مین اوسکے سامنے جاکر اشرفیان اوسکو دینے لگا اوسنے جواب دیا کہ اس نائی کو دیدے مین نے کہا کہ پاس ہین اوسنے جواب دیا کہ تجھہ سے کہہ نہین دیا ہے کہ تو بخیل ہے نائی کو دیدے جب نائی کو دینے لگا تو اوسنے کہا کہ جب سے یہ فقیر مجھہ سے سر منڈانے بیٹھا ہے مینے عہد کیا ہے کہ اجرت نہین لونگا پس مینے اون اشرفیونکو دریا مین پھینک دیا اور یہ کہا کہ جو کوئی تمہاری غرت کرتا ہے اوسکو خدا ذلیل کرتا ہے اور خمرہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مین ایک دفعہ حضرت ابو الخیر رح کے گھر گیا اور دلمین عہد کیا کہ اونکے گھر کچھہ کھانا نہ کھاؤنگا جب مین گھر سے نکلا تو دیکھا کہ وہ میرے پاس ایک کھانیکا طباق لیے آتے ہین اور فرمایا کہ لو اب کھاؤ یہان تو میرا گھر نہین ہے اور ان صاحب کی اور کرامتین بھی مشہور ہین چنانچہ ابراہیم رقی سے روایت ہے کہ مین ایک دفعہ اونکی زیارت کو گیا مغرب کی نماز اونہون نے پڑہائی تو الحمد بھی اچھی طرح نہ پڑہ سکی مینے اپنے دلمین سوچا کہ ناحق مین اونکے پاس آیا جب نماز ہوچکی تو مین استنجے کو باہر گیا ایک شیر نے مجکو لتاڑا مینے حضرت ابو الخیر کی خدمت مین آکر حال بیان کیا آپ نے وہین سے شیر کو للکارا کہ کیون ہمنے کہہ نہین دیا کہ ہمارے مہمانونسے مزاحمت نکیا کر یہ سنتے ہی شیر علیحدہ ہوگیا مین طہارت کے بعد جب پہرا تو مجھسے ارشاد فرمایا کہ تم نے اپنے ظاہر کو سیدہا کیا ہے اسی جہت سے شیر سیدہا ہوگیا اور ہمنے اپنے باطن کو سیدہا کیا ہے اسلیے شیر ہمسے ڈرتا ہے اسیطرح کی بے انتہا حکایتین ہین حضرت مشائخ کی فراست اور لوگونکے دلونکا حال معلوم کرنا اور اونکے اعتقاد کو تبدیل

۱ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دلمین ہے سو اوس سے ڈرو اوس سے توبہ کرو وہ اپنے بندون کی توبہ قبول کرتا ہے ۱۲

۲ دھیان مت کر جو قبول کرتا ہے تو ہمارے ذمہ چھوڑ دے ۱۲

وان عمر منہم اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ کے
بعد ولا محدث بھی پڑہا ہے اور محدث کی معنی صدیقین فرمائی ہین غرضکہ محدث اوسکو کہتے ہین
جسپر الہام ہو اور الہام والا وہ شخص ہے کہ جسپر باطن قلب سی انکشاف اشیاء محسوسات خارجی کی
حاجت نہو اور قرآن شریف مین یہ امر مصرح ہی کہ تقوی مفتاح ہدایت اور کشف ہی اور اسیکا نام علم بدون
تعلم ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ اور
هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ہدایت مین اہل تقوی کے ہے تخصیص فرمایا ہی اور ابو نعیم
وغیرہ رض فرماتے تہے کہ عالم اوس شخص کا نام نہین ہی کہ کتاب مین سی کہہ یاد کرلے اور جب اوسکو بہول
جاوے تو جاہل ہوجاوے بلکہ عالم اوسکو کہتے ہین کہ علم اشیا پروردگار کے پاس سی جسوقت چاہے
بدون درس و حفظ حاصل کرلے اور علم ربانی اسیکو کہتے ہین اور اسی کیطرف اشارہ ہی اس آیت مین
وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ورنہ ہر ایک علم اوسیکی طرف سی ہے فرق یہ ہی کہ بعض علوم بواسطہ تعلیم خلق
ہوتے ہین اونکا نام علم لدنی نہین بلکہ علم لدنی وہ ہے کہ جو قلب مین بدون کسی سبب خارجی معتاد کے
حاصل ہو یہ دلائل نقلی ہین اور اگر سب آیات و احادیث جو اس باب مین وارد ہین لکھے جاوین تو بیشمار
ہوجاوین تجربہ سی جو مشاہدہ ان امور کا ہوا ہی وہ بیان ہوتا ہے اور وہ بہی بے نہایت ہے اور صحابہ رض تابعین
اور بعد کے لوگونکو سب کو ہوا ہے جیسا کہ روایت ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رض نے حضرت عایشہ رض سے
اپنی موت کی وقت فرمایا کہ تیرے دو بہائی اور دو بہنین ہین حالانکہ حضرت کی زوجہ اوسوقت
حاملہ تہین اور بعد کو بیٹی پیدا ہوئی تو پیدا ہونے سے پہلی ہی معلوم کرلیا کہ لڑکی ہوگی اور حضرت عمر رض
نے عین خطبہ کے درمیان مین ارشاد فرمایا کہ یَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ یعنی جب آپکو کشف سی معلوم ہوا
کہ دشمن لشکر اسلام پر چڑہ آیا تو آپنے لشکر اسلام کو للکارا کہ پہاڑ کیطرف ہوجاؤ پہر اس آواز کا اوس
لشکر مین پہونچ جانا نہایت بڑی کرامت ہی اور انس بن مالک رض سی روایت ہی کہ مین ایک روز حضرت عثمان رض
کی خدمت مین جاتا تہا راستے مین مجکو ایک عورت ملی مینے اوسکو دیکہا اور اسکے حسن کو اچھی طرح معاینہ کیا جب
مین خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت عثمان رض نے مجکو ارشاد فرمایا کہ تم مین سی بعض آدمی میرے پاس اسطرح
آتے ہین جنکی آنکہونمین زنا کا اثر ہوتا ہی کیا تجکو یہ معلوم نہین کہ آنکہون کا زنا بری طرح سے دیکہنا ہی یا تو توبہ کر
ورنہ تجکو سزا دونگا مینے پوچہا کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہی وحی ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ نہین لیکن
بصیرت اور فراست صادقہ ہی اور ابو سعید خراز سے نقل ہے کہ ایکبار مین حرم شریف مین گیا اور ایک فقیر کو
دیکہا کہ دو خرقہ پہنے ہوئی ہے دلمین کہا کہ اس قسم کے لوگ آدمیونپر بہاری ہوتے ہین اوسنے مجکو پکارا اور کہا

ظہور قلب سے بسبب دوام عبادت کے بے تعلم بطریق کشف اور الہام کے ہوتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَوَفَّقَهُ فِيمَا يَعْمَلُ حَتّٰى يَسْتَوْجِبَ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِمَا يَعْلَمُ تَاهَ فِيمَا لَمْ يَعْلَمْ وَلَمْ يُوَفَّقْ فِيمَا يَعْمَلُ حَتّٰى يَسْتَوْجِبَ النَّارَ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی اشکالات اور شبہات سے مخرج نصیب ہوتا ہی اور علم و فطانت بدون تعلم اور تجربہ کے عنایت ہوتا ہی اور فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اسمین فرقان سے مراد نور ہے کہ جس سے حق و باطل مین فرق کرے اور شبہات سے نکل جاوی اور اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤنمین اکثر نور اسطرح مانگا کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَفِيْ قَبْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا یہانتک کہ یون فرماتے میرے بال اور گوشت و پوست اور خون اور ہڈیونمین نور عنایت فرما اور جب آیہ اس آیت کی تفسیر مین اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ شرح صدر کے معنی پوچھے گئے تو ارشاد فرمایا کہ اس سے غرض فراخی ہے یعنی نور جب دلمین ڈالا جاتا ہے تو اوسکے لیے سینہ کھل جاتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دعا مانگی اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيْلَ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ ہمکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات خفیہ نہین بتلادی ہے مگر اللہ تعالے اپنے کسی بندہ کو کتاب اللہ کی سمجھہ مرحمت کردیتا ہے اور یہ بات تعلم سے نہین آتی اور اسی آیت مین کہ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ بعضون نے حکمت کی تفسیر فہم کتاب اللہ کی ہو اور اس آیت مین فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ جو بات حضرت سلیمان عم پر بواسطہ کشف ظاہر ہوئی تہی اوسکو فہم سے تعبیر فرمایا اور حضرت ابو درداء رض فرماتے تھے کہ مومن وہ ہی جسکو اللہ کے نور سے پردہ کے پیچھے کی چیز نظر آوے اور قسم کہا کر ارشاد فرماتے کہ یہ بات ٹھیک ہی کہ اللہ تعالی امر حق کو مومن کی دلونمین ڈالدیتا ہے اور اونکی زبانونپر جاری کردیتا ہے اور بعض سلف کا قول ہی کہ مومن کا غلبہ گمان کہانت ہی اور حدیث شریف مین وارد ہی اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ تعالی اور اوسکی طرف اشارہ ہی اس آیت مین اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ اور اسمین کہ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ اور حضرت امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت فرماتے ہین کہ آپ نے فرمایا اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ بَاطِنٌ فِي الْقَلْبِ فَذٰلِكَ هُوَ الْعِلْمُ النَّافِعُ اور بعض علما سے علم باطن کے معنی پوچھے گئے تو اونہون نے فرمایا کہ وہ ایک بھید ہی اللہ کے اسرار مین سے کہ اپنے دوستونکے دلونمین ڈالدیتا ہے اور کسی فرشتہ خواہ آدمی کو اوسپر آگاہ نہین فرماتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مُحَدَّثِيْنَ وَمُعَلَّمِيْنَ وَمُكَلَّمِيْنَ

ایمان مثقال سے بڑھکر ہوگا تو وہ داخل نار نہوگا کیونکہ اگر وہ بھی داخل ہوتا تو حکم اوسکے اخراج کا بھی ہوتا اور ایک یہ کہ جس کے دلمین بوزن ذرہ ایمان ہوگا اگرچہ دوزخ مین جاوے مگر اوسمین ہمیشہ نرہیگا اور اسیطرح اس حدیث شریف مین لَیْسَ شَیْءٌ خَیْرًا مِّنْ اَلْفٍ مِثْلِہٖ اِلَّا الْاِنْسَانُ الْمُؤْمِنُ اشارہ ہی فضیلت پر قلب عارف باللہ کے جو یقین کامل رکھتا ہو کیونکہ وہ ہزار عام لوگون کے قلب سے بہتر ہوتا ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ مومنین کو فضیلت دی مسلمانونپر اور مومن سے غرض یہ ہے کہ عارف ہو مقلد نہو اور یہ بھی فرمایا یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اس آیت مین الذین امنوا سے وہ لوگ مراد ہین کہ جنہون نے بدون علم کے تصدیق کی اون لوگون کو علم والونسے علیحدہ بیان فرمایا اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مومن کا لفظ مقلد پر بھی بولا جاتا ہی اگرچہ تصدیق اوسکی کشف اور بصیرت سی نہو اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے والذین اوتوا العلم درجات کی تفسیر مین فرمایا ہی کہ اللہ تعالی عالم کا درجہ مومن پر سات سو درجے اونچا کریگا کہ ہر درجہ کا فاصلہ اسقدر ہوگا جیسا آسمان و زمین کا ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ وَعَلَیُّوْنَ لِذَوِی الْاَلْبَابِ اور نیز یہ ارشاد فرمایا فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنٰی رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ اور ایک روایت مین یون وارد ہے فَضْلُ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ پس ان دلیلونسے واضح ہوتا ہے کہ تفاوت درجات اہل جنت کا مطابق اونکے معارف اور قلوب کی ہوگا اسی لیے روز قیامت کو یوم تغابن یعنی گھاٹے کا دن کہتے ہین کیونکہ جو کوئی اسدن کی رحمت سی محروم رہیگا اوسکو بڑا گھاٹا اور نقصان ہوگا اور اسطرح کا شخص اپنے اوپر بڑے درجے دیکھیگا تو اوسکا دیکھنا ایسا ہوگا جیسے دس روپیہ والا ایسے شخص کو دیکھے جو روی زمین کا مالک ہی اگرچہ دونون غنی ہین لیکن دونونمین فرق زمین و آسمان کا ہے پس جسکو آخرت کی بڑے بڑے درجات اور فضائل سے کچھ کم ملیگا اوسکو کتنا بڑا نقصان ہوگا

وسوان بیان دلائل شرعی کا اس بات پر کہ اہل تصوف کو جو معرفت تعلم سے اور معتاد طور سی نہین کرتی اونکا یہ طریق درست ہے

جاننا چاہیے جس شخص کے دلمین کچھ تھوڑیسی چیزین بطریق الہام یا بخبر دلمین پڑنیکی منکشف ہوجاوے تو وہ بجہت صحت طریق کے عارف کہلاویگا اور جسکو یہ بات کبھی نہ معلوم ہو تو اوسکو بھی سپر ایمان چاہیے کیونکہ درجہ معرفت آدمی کے اندر امر جبلی ہے اور اسکے لیے دلائل شرعی اور تجربہ اور حکایات موجود ہین دلائل یہ ہین اللہ تعالے فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی حکمت کا

کہ خاک محل ایمان کو نہین کہاتی بلکہ وسیلہ تقرب الی اللہ ہوتی ہے اور نفس علم جو دلمین آتا ہی
اور صفا اور استعداد اس علم کے حاصل ہونیکی یہ چیزین لابدی ہین سعادت ابدی بدون علم اور معرفت کے کیسکو
نہین مل سکتی اور اس سعادت مین بہی بعض لوگ اشرف ہین بعض سے جسطرح کہ تونگری کیواسطے
مال کی ضرورت ہوتی ہے تو تہوڑے روپیہ والا بہی غنی کہلاتا ہے اور جسکے پاس بہت سی خزانے
ہون وہ بہی غنی ہی مگر دونون مین بہت فرق ہوتا ہے اسیطرح معرفت و ایمان مین بہی تفاوت
درجات ہی کہ اوسکی کچہہ انتہا نہین معرفت وہ نور ہے جس سی کہ ایمان والے خدا تعالے کے دیدار کیطرف
چلینگے جیسا خود اللہ تعالے نے فرمایا نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ اور حدیث شریف مین
وارد ہے کہ بعضونکو نور مثل پہاڑ کے عنایت ہوگا اور بعضونکو اوس سے کم یہانتک کہ سب سے پچہلا وہ
شخص ہوگا کہ اوسکو صرف دونون پاؤنکے انگوٹہونپر نور عنایت ہوگا اور وہ کبہی تو چلنے لگیگا اور کبہی
گل ہوجاویگا چلنے کی حالت مین تو وہ قدم آگے کو بڑہاویگا اور گل ہونیکی صورت مین کہڑا رہیگا
اور پل صراط پر گذرنا بہی موافق نور ہی کے ہوگا کوئی تو آنکہہ کے جہپکتے ہی اور ترجاوے گا اور بعض بجلی
کیطرح اور کوئی بادل کیطرح اور کوئی شہاب کیطرح اور کوئی سرپٹ گہوڑے کیطرح گذریگا اور جسکی
صرف انگہوٹہون پر نور ہوگا وہ رگڑتا چلے گا کہ ایک ہاتہہ کو بچاوے گا تو دوسرا لٹک جاویگا
اور اسیطرح ہاتہہ پاؤنکو آگ لگ کر خلاص ہوگا اس بیانسے لوگون کے ایمان کا تفاوت معلوم
ہوتا ہے اور یہ جو ایک روایت مین آیا ہے کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایمان تمام جہانون کے ایمان
کے ساتہہ سوای پیغمبرون کے وزن کیا جاوے تو اونہین کا ایمان بہاری ٹہہرے اسکی یہ مثال ہے
کہ کوئی یون کہے کہ اگر آفتاب کا نور اور تمام دنیا کی جراغونکا مقابل کیا جاوے تو آفتاب ہی کا نور
غالب رہی پس عوام مین سی بعضون کی ایمان کا نور چراغ جیسا ہے اور بعضون کا نور مشعل جیسا
اور صدیقین کے ایمان کا نور مثل چاند اور ستارونکی نور کے ہی اور انبیا کے ایمان کا نور آفتاب کی مانند
تو جسطرح کہ آفتاب کی نور سے تمام آفاق کی صورت باوجود وسعت کی منکشف ہوجاتی ہی اور چراغ
کے نور سے صرف مکان کا ایک کونا ظاہر ہوتا ہی اسیطرح سینہ کی انشراح کا فرق سمجہنا چاہیے
کہ قلوب عارفین پر بباعث معرفت تمام عالم ملکوت منکشف ہوجاتا ہی اور اسی بنا پر حدیث
شریف مین وارد ہی کہ يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرِجُوْا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ
وَنِصْفَ مِثْقَالٍ وَرُبْعَ مِثْقَالٍ وَشَعِيْرَةٍ وَّذَرَّةٍ اس حدیث سی کئی باتین نکلتی ہین ایک یہ کہ درجات
ایمانی مین تفاوت ہوتا ہے اور ایک یہ کہ اسقدر ایمان دخول نار کا مانع نہین اور ایک یہ کہ جس شخص کا

۱ روی روشنی دوڑتی ہی
دوڑکر گاڑی روکے ۱۲
۲ طبرانی وحاکم ابوہریرہ
ابن مسعود ۱۲

۳ حکایت کہ یہودی نے
کہا ہمارے ایمان سے
تمہارے ایمان کو کیا
نسبت ہے
۴ ایک مثقال کے ایمان مین
اور نصف مثقال کے ایمان مین
مثقال کے ایمان مین
ذرہ ہوتا ہے ۱۲ منہ
روایت ابوسعید خدری
رضی اللہ عنہ ۱۲
۵ ربع مثقال کے ایمان مین
۱۲

معلوم ہے کہ کسکے سامنے مین اپنا چہرہ کرتا ہون اور کوئی جانتا ہے کہ مین اونکو کیا دیا چاہتا ہون
پہر ارشاد فرمایا کہ اول یہی عطا ہوتی ہے کہ اونکے دلونمین روشنی ڈالدیتا ہون تو وہ میرے حال سے
خبر دینے لگتے ہین جیسے مین اونکا حال کہتا ہون اور مدخل ان خبرونکا دروازہ باطنی ہے اس سے
فرق علوم اولیا اور انبیا اور علوم علما اور حکما کا ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ علم اولیا وانبیا کا تو اوس دروازہ سے
ہوتا ہے جو عالم ملکوت کیطرف کہلا ہوا ہے اور علم حکمت وغیرہ ابواب حواس سے حاصل ہوتا ہے جو عالم
ظاہری کیطرف منفتح ہین غرضکہ عجائب قلبی اور اوسکی آمد وشد دونون عالمون غیب اور شہادت
مین علم معاملات مین حصر نہین ہوسکتے صرف اس مثال سے مدخل دونون علمون کا معلوم ہوگیا
اب دوسری مثال اس لیے بیان ہوتی ہے کہ اوس سے علما اور اولیا کے عمل کا فرق معلوم ہوجاوے
یعنی علما کا عمل تو یہ ہے کہ نفس علوم کو حاصل کرتے ہین اور اوسکو دل کیطرف کھینچتے ہین اور اولیا
صوفیہ صرف قلوب کی جلا اور صفائی مین کوشش کرتے ہین تو ان دونون کی مثال یہ ہے
کہ کہتے ہین کہ کسی بادشاہ کے سامنے مذکور ہوا کہ اہل روم اور چین والے نقاشی کے کام مین بڑے
ماہر ہین اور تصویر بہت عمدہ کھینچتے ہین اوسکے دلمین یہ آیا کہ ایک مکان ایک طرف تو روم والونکو
سپرد کرنی چاہیے اور ایک جانب چین والونکو دینی چاہیے تاکہ دونون فریق اپنی کارستانی ظاہر کریں
اور بیچ مین ایک ایسا پردہ ڈالنا چاہیے کہ ایک کے کام کی دوسری کو اطلاع نہو چنانچہ ایسا ہی کیا
پس روم والون نے عجیب عجیب رنگ بیشمار اکٹھے کیے اور چین والے بے رنگ ہی کام مین مصروف
ہوئے یعنے اپنی طرف کی جانب کو خوب جلا کرنی شروع کردی جب روم والی رنگ کے نقوش سے
فارغ ہوئی تو چین والون نے بھی کہا کہ ہم بھی نقش کرچکے بادشاہ بہت متحیر ہوا کہ انہون نے کیسا نقش
بنایا ہے جسمین رنگ کی ضرورت نہوئی اونسے پوچھا تو انہون نے جواب دیا کہ آپکو اس سے کچھ غرض
نہین پردہ اٹھا کر ملاحظہ فرمایئے جو نہین پردہ اٹھایا گیا تمام نقوش رومیون کی چین والونکی
جانب مین جلا کی سبب معلوم ہونے لگے بلکہ اونمین چمکاہٹ زیادہ تھا کیونکہ اونکی جانب جلا کے
سبب آئینہ کے مثال ہوگئی تھی اس سے اور بھی زیادہ خوبی معلوم ہوتی تھی پس اولیا اللہ کی
توجہ بھی چین والون کیطرح قلب کی جلا اور تطہیر وصفا مین مصروف رہتی ہے یہانتک کہ اوسمین
امور حق چمکنے لگتے ہین اور علما ظاہر کی توجہ روم والونکی طرح اکتساب اور نقوش علمی کی طرف
رہتی ہے بہرصورت علم قلب مین کسیطرح حاصل ہو قلب مومن کا فنا نہین ہوتا اور نہ اوسکا علم
موت پر جاتا رہتا ہے نہ صفاء قلب مین کچھ کدورت آتی ہے جیسا کہ حسن بصری رضی فرمایا ہے

جانکی صورت اور آسمان و زمین کی شکل اوسمین پیدا ہو جاتی ہے اور ان چیزونکا پھیلاؤ اسقدر ہے
کہ بیانسے باہر ہر آنکھ کے ذریعہ سے ان چیزونکا وجود خیال مین پہنچتا ہے اور وہانسے دلمین جاتا ہے
جب دلکو معلوم ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب تک کوئی چیز اوس تک نہین پہونچتی خبر نہین ہوتی پس اگر
خدا تعالے آدمی کے دلمین عالم کی صورت نہ بناتا تو جو چیزین آدمی سے علیحدہ ہوتین اونکا کبھی
علم نہ آتا سبحان اللہ قلوب اور ابصار مین کیسی عجیب باتین رکھین ہین اور بعض قلوب اور ابصار کو
اندھا بھی کر دیا ہی یہانتک کہ اکثر لوگونکو اپنی نفس کی اور اوسکے عجائب کی مطلق خبر نہین اب ہم اصل
مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ قلب مین جو حقیقت عالم کی آتی ہی تو کبھی تو حواس ہی سے آتی ہی
اور کبھی لوح محفوظ سے آتی ہی جسطرح پر کہ آنکھ مین سورج کیصورت کبھی تو اوسکی طرف دیکھنے سے
آتی ہے اور کبھی بذریعہ پانی کے دیکھنے کے جسمین کہ آفتاب کا عکس ہوتا ہی اور یہ عکس آفتاب کیصورت
اصلی ہی کے مشابہ ہوتا ہی اسیطرح جب دلکی سامنے سے حجاب دور ہو جاتا ہی تو لوح محفوظ کی چیزین
سوجھنے لگتی ہین اور اونکا علم اسمین آجاتا ہی اسصورتمین جو اسکے استفادہ سے مستغنی ہو جاتا ہی اوسکی
ایسی ہی مثال ہو جاتی ہے کہ گویا زمین کو اسقدر کھودا کہ خود بخود اوسمین سے پانی نکل آیا
اور کبھی قلب کی توجہ اون خیالات کیطرف ہوتی ہے جو محسوسات سے حاصل ہوتی ہین تو یہ
امر اوسکو مطالعہ لوح محفوظ سے مانع ہوتا ہے جیسی کہ پانی جب نہر مین جمع ہو جاتا ہی تو نیچے سے
نہین نکل سکتا یا جسطرح کہ کوئی شخص آفتاب کی عکس کو پانی مین دیکھے تو اوسکو خود آفتاب
نظر نہ آویگا حاصل یہ کہ قلب مین دو دروازہ ہین ایک تو عالم ملکوت اور لوح محفوظ کیطرف کو ہی
اور ایک دروازہ حواس خمسہ کی جانب کو ہی جو عالم ظاہر سے اخذ اشیا کرتے ہین اور ان دونون
عالمونمین ایک طرحکی مشابہت ہی پس دروازۂ عالم ظاہری سے جسطرح پر کہ قلب کو بذریعۂ حواس
علم ہوتا ہے وہ تو معلوم ہی ہے مگر جو دروازہ کہ عالم ملکوت کیطرف ہی اور اوس سے لوح محفوظ کا
مطالعہ کرتا ہے اوسکا بھی یقین ہو سکتا ہے اگر اس بات کو سوچو کہ خواب مین عجیب عجیب حالات
پیش آتے ہین اور دل کو احوال آیندہ اور گذشتہ معلوم ہو جاتا ہی حالانکہ جو اس کو اوسمین کچھ
دخل نہین ہوتا اور یہ دروازہ اوس شخص کے لیے کھلتا ہے جو خدا تعالے کے ذکر ہی مین مستغرق رہے
جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سَبَقَ الْمُفَرِّدُونَ قِيلَ وَمَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
قَالَ الْمُسْتَهْتَرُونَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى وَضَعَ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَوْزَارَهُمْ فَوَرَدُوا الْقِيَامَةَ خِفَافًا پھر ان لوگون کی صفت تو
مین خداوند کریم کا یہ قول ارشاد فرمایا کہ پھر مین اپنے چہرہ کو اونکی طرف کرکے متوجہ ہوتا ہون تجھ

نکل آوے یہ دوسرے طریق کا پانی صاف بھی زیادہ ہوگا اور ہمیشہ بہی رہیگا اور بعض اوقات
زیادہ بھی ہوگا پس قلب کو حوض سمجھنا چاہیے اور علم کو پانی اور حواس خمسہ کو مثل نالیوں کے
تصور کرنا چاہیے تو قلب کیطرف علم کا پہنچنا یون بھی ہوسکتا ہے کہ حواس خمسہ کے ذریعہ سے جسقدر
مشاہدات ہوتے جاوین علم آتا جاوے یہانتک کہ قلب خوب علم سے بھر جاوی اور ایک صورت یہ ہے
کہ حواس کی نالیان غفلت کی باعث بند کردی جاوین اور خود قلب کی کاوش مین سعی کی جاوے
اسطرح کہ خلوت مین بیٹھکر اوسکی صفائی کیجاوے اور پردونکی طبقات اوسپر سے دور کیے جاوین
یہانتک کہ خود اوسمین سے علم کا چشمہ پیدا ہوجاوی مگر اسمین یہ اعتراض ہوتا ہے کہ جب دلمین
علم موجود نہین تو اوسکے اندر سے کسطرح چشمہ نکلیگا اسکا جواب یہ ہے کہ اسرار قلبی مین سے یہ ایک
عجیب بات ہے اور علم معاملہ مین اوسکا اسی قدر ذکر ہوسکتا ہے کہ حقائق اشیا لوح محفوظ مین مکتوب
ہین بلکہ نوشتون کے دلونمین مسطور ہین جسطرح کہ معمار پہلے ایک سادہ کاغذ پر نقشہ عمارت کا کھینچ
لیتا ہے پہر اوسیکے موافق عمارت بناتا چلا جاتا ہے اسیطرح خالق آسمان وزمین نے عالم کا حال
اول سے آخر تک لوح محفوظ مین لکھدیا ہے اور اوسیکے مطابق بناتا رہتا ہے پس اس عالم ظاہری کی
شکل آدمی کے حس اور خیال مین بھی موجود ہوتی ہے مثلاً آسمان اور زمین کیطرف دیکھکر اگر کوئی
آنکھین بند کرلے تو صورتان دونون کی خیال مین معلوم ہوگی گویا اونہین کیطرف دیکھہ رہا ہے
یہانتک کہ اگر بالفرض آسمان وزمین نابود ہوجاوین اور دیکھنے والا صرف باقی رہجاوی تب بھی
آسمان وزمین کیصورت اپنے خیال مین ایسی ہی پاویگا گویا اونکی طرف دیکھہ رہا ہے پہر خیال سے
ایک اثر قلب پر پڑتا ہے تو اوسمین حقائق اون اشیا کی آتے ہین جو حس اور خیال مین موجود رہتے
ہین پس جو کچھہ دلمین حاصل ہوا ہے وہ تو مطابق صورت خیالی کی ہے اور صورت خیالی موافق وجود ظاہری کے ہے جو
انسان اور اوسکے قلب سے دونونسے علیحدہ موجود ہے اور یہ عالم ظاہری مطابق اوس نقشہ کے ہے
جو لوح محفوظ مین مندرج ہے اس بیانسے یہ معلوم ہوا کہ عالم ظاہری کو چار وجود ہین ایک تو لوح محفوظ
مین اور یہ وجود اوسکے وجود جسمانی سے مقدم ہین دوم وجود حقیقی جو دنیا مین ہوتا ہے تیسرا
وجود خیالی جو وجود حقیقی کے بعد صورت خیال مین موجود ہوتی ہے چوتھا وجود عقلی جو صورت
خیالی سے قلب مین صورت حاصل ہوتی ہے اور ان چارون وجودونمین بعض تو وجود جسمانی
ہین اور بعض روحانی اور وجودہا روحانی مین سے بعض مین روحانیت زیادہ ہے اور بعض مین
کم اور ایسی باتونمین حکمت الٰہی نظر پڑتی ہے دیکھو آنکھہ کی حدقہ کو ایسا بنایا کہ باوجود چھوٹے ہونیکے

مقصود تک پہونچ جانے مین تو کسیطرح کا انکار نہین کیونکہ اکثر انبیا اور اولیا کا یہی حال ہوتا ہی مگر یہ کہتے ہین کہ یہ طریق نہایت مشکل ہے اور اسکا نتیجہ دیر کر حاصل ہوتا ہی اور ان شروط کا جمع ہونا بھی بہت بعید ہے کیونکہ علائق کا اس درجہ تک کھو دنیا گویا کہ غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی جاوے تو اوسکا باقی رہنا اوس سے بھی زیادہ مشکل ہے کیونکہ ذرا سی وسوسہ اور اندیشہ سے قلب کو تشویش ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَشَدُّ تَقَلُّبًا مِّنَ الْقِدْرِ فِیْ غَلَیَانِهَا اور یہ بھی فرمایا کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ علاوہ اسکے اس مجاہدہ مین کبھی مزاج بدمزہ ہو جاتا ہے اور عقل خبط ہو جاتی ہے اور بدن بیمار پڑتا ہے اور اگر پہلے سے حقائق علوم سیکھکر نفس کی تہذیب نہین کیجاتی تو دلمین صدہا طرح کے خیالات فاسد جمع ہوتی ہین کہ بدون اونکے رفع کیے ہوئے نفس اونہین مین مبتلا رہتا ہے اور عمر بہر وہ حل نہین ہوتے بہت سی صوفی جو اس راہ پر چلے ایک ہی خیال مین بیس بیس برس الجھ رہے اگر پہلے سے علم پڑھ لیتے تو اسطرح کے خیال کا التباس اونپر فورا کھل جاتا اس سے معلوم ہوا کہ اشتغال تعلم ہی کی طریق پر معتبر اور اقرب الی المقصود ہی اور علما یہ حجت پیش کرتے ہین کہ اہل تصوف کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص فقہ نہ سیکھے اور یون کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نہین سیکھا تھا اور وحی اور الہام سے بلا قید فقیہ ہو گئے تھے پس مین بھی ریاضت اور مواظبت کرتے کرتے ویسا ہی ہو جاونگا تو جس کسی نے ایسا خیال کیا اوسنے اپنی جان پر ظلم کیا اور عمر بہر ناحق تلف کی بلکہ وہ تو ایسا ہے کہ کھیتی اور کمائی کچھ نہ کرے اور اس بات کا متوقع ہو کہ کہین سے خزانہ ملجاوے تو گو یہ بات ممکن ہی مگر نہایت بعید ہی اور علما کا اس باب مین یہ قول ہی کہ اول تحصیل علم کرنی چاہیے اور علما کے اقوال کے معانی سمجھنے چاہین پیدا وسکے بعد اس بات کا منتظر ہوے کہ جو اور علما کو نہین معلوم ہوا وہ مجکو معلوم ہو جاوے تو شاید بعد مجاہدہ کے یہ بات حاصل ہو جاوے

نوان بیان دونون مقامونکی فرق کا ذکر مثال محسوس سے

جاننا چاہیے کہ قلب کی عجائب حواس سے مدرک نہین ہو سکتے جیسا کہ خود قلب حیطۂ حواس سے خارج ہے اور جو چیز مدرک بالحواس نہین ہوتی تو جب تک اوسکی مثال محسوس چیز سے نہ بتلائی جاوے تب تک سمجھ مین اچھی طرح نہین آتی لہذا کم سمجھون کے واسطے ہم اسکی دو مثالین بیان کرتے ہین ایک تو یہ کہ فرض کرو کہ ایک حوض زمین مین کھدا ہوا ہے اب اسمین پانی ہونیکے دو طریق ہین یا تو اوپر سے نالیان بنا کر کسی جگہ سے اسمین پانی بہا دیا جاوے یا زمین کو اتنا کھودا جاوے کہ خود بخود اندر سے پانی

ف ۱ قلب مومن ہر وقت بدلتا رہتا ہے اور یہ بات سب سے زیادہ قابل بیان ہے ۱۲ احمد وصالحی بروایت ابن ابی الدنیا ۱۲

ف ۲ مومن کا قلب خدا تعالیٰ کی دو انگلیون کے بیچ مین ہے مسلم بروایت عبد اللہ بن عمرو ۱۲

کتب سے نہین ہوتا بلکہ دنیا مین زہد کرنے اور علائق سے منقطع ہونے اور اشتغال دنیا ویسے فارغ البال ہونے اور تمام ہمت متوجہ الی اللہ ہونے سے ہوتا ہے کیونکہ جو اللہ کا ہو رہتا ہے اللہ اوسکا ہو جاتا ہے اور اہل تصوف کا یہ بھی مقولہ ہے کہ اس باب مین اول علائق دنیا کو تمامتہا منقطع کر ڈالے اور دل کو اونسے خوب فارغ کرلے اور ہمت کو اہل اور مال اور اولاد اور وطن اور علم اور ولایت اور جاہ سے اٹھالے اور دل کو ایسی حالت مین کرلے کہ اوسکے سامنے چیز دینا ہونا اور نہونا برابر ہو جاوے پھر اپنے آپ ایک گوشہ مین ہو بیٹھے اور ضروریات فرائض و وظائف پر کفایت کرکے بجمیع ہمت ماسوی اللہ سے فارغ البال ہو جاوے یہانتک کہ قرات قرآن اور معانی تفسیر و حدیث وغیرہ کی فکر سے بھی اپنا ذہیان پریشان نکرے بلکہ اس باب مین کوشش کرے کہ سوائے اخذ تعالے کے دلمین اور کچھ نہ رہنے پاوے اور خلوت مین بیٹھکر ہمیشہ بحضور قلب اللہ اللہ کہتا رہے اور اس اسم پاک کا یہان تک ورد کرے کہ ایسی حالت پر پہونچ جاوے کہ اگر زبان کی حرکت موقوف کردی تب بھی یہی معلوم ہو کہ زبان سے اللہ اللہ نکلتا ہے پھر اس پر حالت پر ٹھہر کر اوس لفظ کا اثر زبان سے مٹادے اور قلب سے اوس ذکر کی مواظبت کرے حتی کہ قلب مین سے صورت اور ہیئت لفظونکی محو ہو جاوے اور صرف معنی اوس لفظ کی مدام موجود رہین گویا کہ قلب کے ساتھہ لازم ہین اور اس حد تک پہونچنے مین اور اس حالت کی مدام کرنے مین بندہ کو اختیار ہے اسطرح کہ وسوسہ غیر اللہ کا دفع کرتا رہے لیکن رحمت الٰہی کی کشش کا اختیار نہین بلکہ اس فعل سے جذب رحمت کی لیاقت ہو جاتی ہے پس اب یہی باقی رہا کہ اس درجہ کو پہونچکر فتوحات غیبی کا منتظر ہووے کہ جیسا اللہ تعالے نے انبیا اور اولیا پر امور حق مفتوح فرمائے انپر بھی منکشف فرماوے اور اسصورت مین اگر اوسکا ارادہ سچا ہوگا اور ہمت بھی درست ہوگی اور مواظبت بھی خوب کریگا اور جذب شہوات سے بچا رہیگا اور علائق دنیا کی کوئی بات دلمین نہ آویگی تو البتہ لوامع حق کے اوسکے دلمین چمکنے لگینگے اور ابتدا مین بجلی کیطرح گذر جائینگے اور زیادہ نہین ٹھہرینگے پھر دوبارہ ایسا ہی ہوگا اور بعض اوقات دیر بھی ہو جاویگی اور اگر دوبارہ آوینگے تو کبھی ٹھہرینگے اور کبھی نہین ٹھہرینگے اور ٹھہرنیکی صورت مین بھی کبھی زیادہ مدت ہوگی اور کبھی تھوڑی اور بعض اوقات اسطرح کے لوامع پے درپے ہونگے اور بعض دفعہ صرف ایک ہی فن پر اقتصار رہیگا اور بلحاظ ان وجوہ مذکورہ کے اولیا کی منازل کا تفاوت کچھہ انتہا نہین رکھتا جیسے کہ اونکے اخلاق کی تفاوت کی انتہا نہین غرض کہ مآل اہل تصوف کی تقریر کا یہ ہے کہ تصفیہ اور جلاء قلب بندہ کی جانب سے ہونا چاہیے اور پھر کیا حاصل ہونیکی بعد امید وار رحمت ہونا چاہیے اور علماء ظاہر کو اس طریق کے امکان اور بسبیل شاذ و نادر

انبیا کا ہے اور علم جو اکتساب اور استدلال سے ہوتا ہے وہ علما کو ہوتا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ قلب
مین استعداد اس امر کی ہے کہ سب چیزون امر حق اوسکو معلوم ہوجاوے مگر وہی پانچ وجہین جنکا اوپر ذکر ہوچکا ہے
اوسکو مانع ہوتی ہین تو گویا یہ چیزین آئینہ قلب اور لوح محفوظ کے درمیانمین حجاب ہوجاتی ہین اور لوح محفوظ
وہ ہے جسمین تمام امور شدنی قیامت تک کی منقوش ہین اور لوح محفوظ سے حقائق علوم کا قلب پر جلوہ گر ہونا
ایسا ہی جیسا ایک آئینہ کا عکس دوسرے آئینہ محاذی مین معلوم ہوا کرتا ہے اور جسطرح کہ دونون آئینون
درمیان کا حجاب کبھی ہاتھہ سے سرکا دیتے ہین اور کبھی خود بخود ہوا سے ٹل جاتا ہے اسیطرح کبھی نسیم الطاف
یزدانی چلتی ہے اور قلب کی آنکھہ کے سامنے سے پردہ ہٹ جاتا ہے تو بعض چیزین جو لوح محفوظ مین مسطور ہین
وہ نظر آنے لگتی ہین اور یہ امر کبھی تو خواب مین ہوتا ہے کہ اوس سے مستقبل کا حال معلوم ہوجاتا ہے اور بالکل
حجاب کا مرتفع ہونا موت پر ہے موت کی باعث انکشاف تام ہوجاتا ہے اور کبھی بیداری مین ہوتا ہے کہ حجاب
کے اوٹھتے ہی پردہ غیب سے بڑی عجیب باتین علوم کی دل پر کھلتی ہین مگر یہ انکشاف بعض اوقات
بجلی کیطرح دل پر گذرتا ہے اور بعض اوقات پے در پے ایک حد تک گذرتا رہتا ہے اور اسکا دائمی ہونا
نہایت قلیل ہے خلاصہ یہ کہ الہام اور اکتساب مین نہ تو نفس علم مین فرق ہے نہ محل اور سبب مین بلکہ
صرف فرق حجاب کے زائل ہونے کا ہے جو بندہ کے اختیار مین نہین اسیطرح وحی اور الہام مین بھی یہ
فرق نہین صرف اتنا فرق ہے کہ وحی مین وہ فرشتہ جو ذریعہ علم کا ہوتا ہے نظر آتا ہے اور علم جو دلو نمین
حاصل ہوتا ہے وہ فرشتون ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ اور جب معلوم
ہوچکا تو اب جاننا چاہیے کہ اہل تصوف علوم الہامی کی طرف راغب ہوتے ہین علوم تعلیمی کیطرف مائل
نہین ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ کتابین مصنفین کی نہین پڑہتے اور اقوال اور ادلہ سے بحث نہین کرتے
بلکہ یہ فرماتے ہین کہ اول خوب مجاہدہ کرنا چاہیے اور صفات ذمیمہ اور تمام علائق کو قطع کرکے بہمہ تن و تمام
ہمت خدا تعالے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور جب یہ بات حاصل ہوجاویگی تو خدا تعالے خود متکفل اور
متولی اپنے بندہ کے قلب کا ہوجاویگا اور جب وہ متولی ہوگا تو اوسپر سایہ رحمت ہوگا اور قلب مین نور چمکنے
لگے گا اور سینہ کھل جاویگا اور سر ملکوت اوسپر ظاہر ہوگا اور قلب کے سامنے سے حجاب دور ہوجاویگا اور امور
الہیہ کی حقائق اوسمین روشن ہونگے پس اس تقریر کے بموجب بندہ کا کام صرف اتنا ہے کہ محض تصفیہ کرکے
اور اپنی ہمت کو ارادہ صادق کے ساتھہ متوجہ کرے اور رحمت الہی سے انکشاف کا ہمیشہ منتظر اور پیاسا رہے
پس انبیا اور اولیا کے اوپر جو امر منکشف ہوجاتا ہے اور دلون پر نور پھیل جاتا ہے کچھہ تعلم اور نوشتخواند

اور تیسری مین فرمایا کہ وہ دونون مثل دوسو تونکے ہے اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناخوش ہوگی
اور یہی سبب ہی کہ جو لوگ امور دنیا مین خوب ہوشیار رہوتے ہین اور علم طب اور حساب اور ہندسہ اور
حکمت خوب جانتے ہین وہ امور آخرت سی جاہل رہتے ہین اور جن لوگونکو دقائق علوم آخرت پر عبور رہوتا ہی
وہ اکثر علوم دنیا کو نہین جانتے کیونکہ قوت عقلی اکثر لوگونکی دونون باتونکے جمع کرنیکو وفا نہین کرتی
جب ایک کو سیکھتے ہین تو دوسری بات مین کمال نہین ہوسکتا اور اسی بنا پر حدیث شریف مین
وارد ہے کہ اِنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ یعنی جنکو کہ امور دنیا مین شعور نہین اور حضرت حسن بصری رضؓ نے
اپنے کسی وعظ مین فرمایا کہ ہمنے ایسے لوگونسے ملاقات کی ہے کہ اگر تم اونکو دیکھو تو مجنون کہو اور اگر وے
تمکو دیکھین تو شیطان کہین پس آدمی کو چاہیے کہ جب کسی امر دینی عجیب کو سنے کہ علماء علوم ظاہری
اوسکے منکر ہون تو یہ شبہ کرے کہ اونکو ایسے امور کے اقرار سے انکار ہی بلکہ یون سمجھے کہ یہ ہو نہین سکتا
کہ کوئی چلے تو مشرق کو اور مغرب کی چیز اوسے ملجاوے امر دنیا اور آخرت بھی ایسے ہی ہین دیکھو
اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِھَا وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ
اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اور یہ بھی فرمایا کہ یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا
فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ذٰلِکَ مَبْلَغُھُمْ مِّنَ الْعِلْمِ حاصل یہ کہ امور دنیا و دین
مین کمال بصیرت اونہین لوگونکو حاصل ہے جنکو اللہ تعالے نے اپنی بندونمین سے تدبیر معاش اور معاد
دونون عنایت فرمائی ہین اور وہ زمرۂ انبیا علیہم الصلوٰۃ کا ہے کہ جنکو روح قدس اور قوت الٰہی
سے تائید ہوتی رہتی ہے اونکے دلونمین سب امور کی گنجایش ہے اور کچھہ دقت نہین مگر اور لوگونکی
قلوب اگر امر دنیا مین پکے ہونگے تو آخرت کے کمال سی قاصر رہینگے

آٹھوان بیان فرق کا الہام اور تعلم مین اور امر حق کی وضوح ہونی مین صوفیہ اور علما ظاہر پر

جاننا چاہیے کہ جو علم بدیہی نہین اور دلمین کبھی کبھی آتے ہین اونکا دلمین آنا کئی طرح ہوتا ہے کبھی
تو دل پر ایسی طرح آجاتے ہین گویا کسی نے بے خبر دلمین ڈال دیے اور کبھی بطریق تعلم اور
استدلال کے حاصل ہوتے ہین پس جو علم کہ بدون اکتساب اور دلیل کے حاصل ہوتے ہین اونکو الہام
کہتے ہین اور جو استدلال سے حاصل ہوتے ہین اونکو اعتبار اور استبصار بولتے ہین پھر علم اول کی دو قسمین
ہین ایک تو یہ کہ بندہ کو یہ خبر نہو کہ علم مذکور کہان سی اور کسطرح حاصل ہوا اوسکو تو الہام اور نفث فی
القلب کہتے ہین اور یہ اولیا اور اصفیا کے لیے ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو
وہ بندہ کو معلوم ہوجاوے یعنی وہ فرشتہ جو دلمین ڈالتا ہے وہ نظر آجاوی اوسکو وحی کہتے ہین اور یہ خاصہ

---

۱ آدمی کو چاہیے کہ جب کسی امر دینی عجیب کو سنے کہ علماء ظاہر اوسکے منکر ہون تو یہ شبہ نہ کرے کہ اونکو ایسے امور کے اقرار سے انکار ہی بلکہ یون سمجھے کہ یہ ہو نہین سکتا کہ کوئی چلے تو مشرق کو اور مغرب کی چیز اوسے ملجاوے امر دنیا اور آخرت بھی ایسے ہی ہین دیکھو اللہ تعالے فرماتا ہے الخ

۲ جاننا چاہیے کہ جو علم بدیہی نہین اور دلمین کبھی کبھی آتے ہین اونکا دلمین آنا کئی طرح ہوتا ہے کبھی تو دل پر ایسی طرح آجاتے ہین گویا کسی نے بے خبر دلمین ڈال دیے اور کبھی بطریق تعلم اور استدلال کے حاصل ہوتے ہین پس جو علم کہ بدون اکتساب اور دلیل کے حاصل ہوتے ہین اونکو الہام کہتے ہین اور جو استدلال سے حاصل ہوتے ہین اونکو اعتبار اور استبصار بولتے ہین پھر علم اول کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ بندہ کو یہ خبر نہو کہ علم مذکور کہان سی اور کسطرح حاصل ہوا اوسکو تو الہام اور نفث فی القلب کہتے ہین اور یہ اولیا اور اصفیا کے لیے ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو وہ بندہ کو معلوم ہوجاوے یعنی وہ فرشتہ جو دلمین ڈالتا ہے وہ نظر آجاوی اوسکو وحی کہتے ہین اور یہ خاصہ

۳ جاننا چاہیے کہ جو علم بدیہی نہین اور دلمین کبھی کبھی آتے ہین اونکا دلمین آنا کئی طرح ہوتا ہے کبھی تو دل پر ایسی طرح آجاتے ہین گویا کسی نے بے خبر دلمین ڈال دیے اور کبھی بطریق تعلم اور استدلال کے حاصل ہوتے ہین پس جو علم کہ بدون اکتساب اور دلیل کے حاصل ہوتے ہین اونکو الہام کہتے ہین اور جو استدلال سے حاصل ہوتے ہین اونکو اعتبار اور استبصار بولتے ہین پھر علم اول کی دو قسمین ہین ایک تو یہ کہ بندہ کو یہ خبر نہو کہ علم مذکور کہان سی اور کسطرح حاصل ہوا اوسکو تو الہام اور نفث فی القلب کہتے ہین اور یہ اولیا اور اصفیا کے لیے ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ جس ذریعہ سے وہ علم حاصل ہو وہ بندہ کو معلوم ہوجاوے یعنی وہ فرشتہ جو دلمین ڈالتا ہے وہ نظر آجاوی اوسکو وحی کہتے ہین اور یہ خاصہ

۴ سو تو درمیان تو اور اوپر ہے جو منہ تو رہے ہے اوری یا اور پھر پھر جانے ہے تو دونا جیا یہان ہی تک پہنچی اون کی بھی ۱۲

کیونکہ یہ باتین خود بخود عقل سے نہین معلوم ہوتین مگر سننے کی بعد اونکے سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ عقل کو سماع سے چارہ نہین اور سنے کو عقل سے گزیر نہین پس جو شخص کہ محض تقلید ہی کا ہو رہے اور عقل کو بالاے طاق رکھے وہ جاہل ہے اسیطرح جو صرف عقل ہی پر اکتفا کرے اور انوار قرآنی اور حدیث شریف کیطرف ملتفت نہو وہ مغرور ہے طالب کو چاہیے کہ ان دونون طریقون کو چھوڑے اور دونون اصلون کا جامع ہو کیونکہ علوم عقلیہ مثل غذا کے ہین اور علوم شرعیہ مثل دوا کے بیمار شخص کو اگر دوا نہ ملیگی تو صرف غذا سے البتہ تکلیف ہوگی اسیطرح قلوب کی بیماری کا علاج اونہین معجون سے ہو سکتا ہے جو شریعت کی شفاخانہ سے ملتی ہین یعنی وظائف عبادات اور اعمال جنکو اصلاح قلوب کے لیے حکماء روحانی انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ترتیب دیا ہے پس جو شخص اپنے دل بیمار کا علاج عبادات شرعیہ سے نکرے اور علوم عقلی ہی پر کفایت کرے تو اوسکو ضرر ہوگا جیسا اوس بیمار کو ہوتا ہے جو دوا نہ کھاوے اور غذا کھاتا ہے اور جو لوگ یہ کہتی ہین کہ علوم عقلیہ علوم شرعیہ کی خلاف ہین اور دونونکا جامع ہونا ممکن نہین یہ بات اونکی لاعلمی سے ہے وے لوگ نور بصیرت سے عاری ہین بلکہ ایسے لوگونکی نزدیک بعض اوقات بعض علوم شرعیہ بھی ایک دوسرے کی مخالف معلوم ہونے لگتے ہین اور اونکو جمع کرنے سے عاجز ہو کر یہ گمان کرتے ہین کہ اس دین ہی مین تناقض ہے اور حیران ہو کر دین مین سے ایسے نکل جاتے ہین جیسا بال آٹے مین سے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ اونکو اپنے عجز کے باعث دین مین اختلاف معلوم ہوا حالانکہ یہ بات نہ تھی اور اوسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی اندہا آدمی کسیکے گھر مین جاوے اور اتفاقاً اوسکا پاون برتنون پر پڑ جاوے اور لوگونسے کہنے لگے کہ عجب طرح کے آدمی ہین کہ برتن راہ مین رکھہ چھوڑے ہین انکو اپنی موقع پر کیون نہین رکھا تو وہ لوگ اوس سے کہین کہ میان صاحب برتن تو سب اپنے اپنی موقع سے ہین مگر آپ کو نابینائی کے سبب راہ کی تمیز نہین اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ اپنی آپ تو منسوجے اور دوسرونکا قصور بتلاؤ یہی نسبت علوم دینیہ کیطرف علوم عقلیہ کی ہے پھر علوم عقلی کی دو قسمین ہین دنیوی اور اخروی دنیوی جیسے علم طب اور حساب اور ہندسہ اور نجوم وغیرہ صناعات اور حرفہ اور اخروی مثل علم احوال قلب اور آفات اعمال اور علم اللہ تعالے اور اوسکی صفات اور افعال کا جیسا کہ باب العلم مین ہم مفصل کہ چکے ہین اور یہ دونون ایک دوسرے کے منافی ہین اس نظر سے کہ اگر کوئی شخص انمین سے ایک کیطرف تمام ہمت متوجہ ہوگا تو غالباً اوسکی بصیرت دوسرے سے قاصر ہوگی اور اسی لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دنیا اور آخرت کی تین مثالین فرمائی ہین ایک مین فرمایا کہ دونون دو مثل دو پلہ ترازو کے ہین اور دوسرے مین ارشاد کیا کہ دونون مثل مشرق اور مغرب کے ہین

ایک ایسا لطیفہ ہے جو اندھے مین نہین ہوتا اور بینا مین موجود رہتا ہے گو وہ اپنی آنکھین بند کرلے
یا اندھیری رات مین ہو اور قلب کو جو علم اس عقل سے حاصل ہوتا ہے، اوسکو بجاے قوت ادراک آنکھ کے
یعنے رویت عین اشیا کی گنا چاہیے اور عقل کی آنکھہ سے جو اور علوم وقت طفلی سے سن تمیز اور بلوغ تک
مخفی رہتے ہین اسکو یون جاننا چاہیے کہ آنکھ بھی جب تک آفتاب نہین چمکتا اور مبصرات پر اوسکا نور
نہین پھیلتا تب تک کچھہ کام نہین کرتی اور وہ قلم کہ جس سے خدا تعالی معلوم کو قلب پر نقش فرماتا ہے
منزلہ قرص آفتاب کے خیال کرنا چاہیے اور لڑکپن مین جو علم نہین حاصل ہوتا اوسکی وجہ یہی ہے کہ اوسوقت تک
اوسکے قلب کی تختی مین لیاقت نقش علوم کی نہین ہوتی اور قلم سے ہماری یہ غرض ہے کہ خدا تعالی ایک
ایسی چیز پیدا کی ہے جس سے علوم کا نقش دل پر ہو جاتا ہے جیسا خود فرمایا کہ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اور خدا تعالی کا قلم ہماری تمہاری قلم کی صورت کا نہین جیسے اوسکے اوصاف خلق کے اوصاف
بالکل جدا ہین اوسکا قلم لکڑی اور نے وغیرہ کا نہین جیسے وہ خود جوہر و عرض ہونے سے منزہ ہے غرض
کہ بصیرت باطنی اور بینائی ظاہری مین ان وجوہ مذکورہ بالا سے مشابہت ہو سکتی ہے مگر شرف اور رتبہ
مین کچھہ مناسبت نہین کیونکہ بصیرت باطنی عین نفس ہے جو لطیفہ مدرکہ کہلاتا ہے اور وہ منزلہ سوار کے ہے اور
بدن مثل گھوڑی کے اور سوار اگر اندھا ہو تو اوسکا زیادہ ضرر ہے بہ نسبت گھوڑی کی نابینائی کے بلکہ ایک ضرر کو
دوسرے سے کچھہ بھی مناسبت نہین اور چونکہ بصیرت باطنی اور ظاہری مین مشابہت پائی جاتی ہے تو خداوند کریم
نے بھی دل کے ادراک کو بینائی سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ ارشاد کیا کہ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اور اسیطرح
اس آیت شریفہ مین وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ادراک قلبی کو رویت سے
بیان فرمایا اس سے رویت ظاہری ہرگز مقصود نہین کیونکہ اوسمین کچھہ خصوصیت حضرت ابراہیم کی
نہین رہتی بلکہ گنجایش اعتراض کی باقی رہتی ہے اور نیز بوجہ مشابہت مذکورہ ضد ادراک کو نابینائی سے
تعبیر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ اور فرمایا
وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا یہ بیان علم عقلی کا اب علوم دینی کو
سننا چاہیے کہ وہ وہ ہین کہ بطور تقلید انبیا صلوت اللہ علیہم سے پہونچے ہون اور وہ کتاب اللہ اور حدیث
شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیکھنے اور اونکے معانی کے سمجھنے سے حاصل ہوتے ہین اور صفت قلبی
کا کمال اونہین سے ہوتا ہے اور قلب امراض اور دردون سے اونہین کے باعث بچا رہتا ہے غرض کہ علوم
عقلیہ قلب کی سلامتی کے لیے کافی نہین گو اونکی حاجت ہوتی ہو جسطرح کہ دوا صحت بدن کے لیے
صرف عقل کافی نہین بلکہ خواص ادویہ اور اونکے اصول کو اطبا سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی ہے

وہ اچھی طرح نہ آوینگی اسیطرح مشاہدہ امور مین بھی فرق ہوا کرتا ہے کہ بعضونکو خوب دقائق خفیہ تک معلوم ہوجاتے ہین اور بعضے اونسے محروم رہتے ہین اور جیسا کہ تفاوت علم مین ہوتا ہے ویسا ہی معلوم مین بھی ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے زید کو مع بکر و عمرو وغیرہ کے دیکھا اور دوسرے نے صرف زید ہی کو دیکھا تو اول کی معلومات زیادہ ہونگی یہ ہی حال قلب کا باعتبار علوم کے واللہ اعلم بالصواب

ساتوان بیان قلب کے حال کا باعتبار اقسام علوم کے یعنے علوم عقلی اور دینی اور دنیاوی اور اخروی کے

پہلے مذکور ہوچکا ہے کہ قلب اپنی طبیعت سے حقائق معلومات کے قبول کرنیکا مستعد ہے اب یہ بیان ہوتا ہے کہ جو علوم اوسمین آتے ہین اونکی دو قسمین ہین ایک عقلی اور ایک شرعی پھر عقلی کی بھی دو قسم ہین ایک وہ کہ بدیہی ہون اور ایک وہ کہ سیکھنے سے آوین اور جو سیکھنے سے حاصل ہوتی ہین وہ بھی دو طرح کی ہین یا دنیاوی ہین یا اخروی اور علوم عقلی سے ہمارے غرض ہے کہ نفس عقل اونکی مقتضی ہو تقلید اور سنی کو اوسمین دخل نہو اونمین سے بدیہی وہ ہین کہ جنمین یہ معلوم نہو کہ یہ کہانسے اور کس طور حاصل ہوئی مثلاً اس بات کو جاننا کہ ایک شخص دو مکان نمین ایک ہی وقت نہین رہسکتا اور ایک ہی چیز قدیم اور حادث یا موجود اور معدوم معاً نہین ہوسکتی تو یہ علوم آدمی کو کہین سے جانتا ہے مگر یہ معلوم نہین کہ یہ کب اور کسطرح حاصل ہوئے یعنے انکا کوئی سبب قریب ظاہری نہین جانتا ورنہ یہ تو جانتا ہے کہ یہ علوم خدا کیطرف سے دل مین آگئی ہین اور جو علوم کہ سیکھنے سے آتے ہین وہ وہ ہین کہ جنمین تعلم اور استدلال کی ضرورت ہو اور ان دونون قسمونکو عقل کہتی ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل دو قسمین ہین عقل کی یہ مجموعی سنلو اول طبعی ہے دوم سمعی جانور طبعی کے بدون ہووے سمعی بے فیض خورشید سے جیسے نفع اندہی کو نہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا ہی کہ مَا خَلَقَ اللّٰہُ وَلَا ذَرَأَ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیْہِ مِنَ الْعَقْلِ اس سے عقل اول قسم کی مراد ہے اور اس ارشاد مین اِذَا تَقَرَّبَ النَّاسُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِاَنْوَاعِ الْبِرِّ فَتَقَرَّبْ اَنْتَ بِعَقْلِکَ دوسری قسم کی عقل مراد ہی کیونکہ تقرب الی اللہ عقل غریزی فطری سے ممکن نہین اور نہ علوم بدیہی سے حاصل ہوسکتا ہے بلکہ اسکے لیے علوم مکتسبہ درکار ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ جیسا شخص ہے تقرب کے لیے اون علوم کی حاصل کرنے مین کہ جنسے قرب رب العالمین حاصل ہو عقل کو استعمال کرسکتا ہے ہر ایک کا کام نہین غرضکہ قلب کو بمنزلہ آنکھ کے تصور کرنا چاہیے اور عقل فطری کو اوسمین بمنزلہ قوت بینائی معلوم کرنا چاہیے اور قوت بینائی

اور اوسکا خلاف اونکے دلمین نہین گذرتا کیونکہ اپنے ماباپ اور استاذہ کی طرف حسن ظن ہوتا ہے
پس اسطرحکا ایمان باعث نجات اخروی ہوتا ہے اور ایسے ایمان دار اصحاب یمین مین سے ادنی
درجہ کے ہوتے ہین مقربین مین سے نہین ہوتے کیونکہ تقرب مین کشف اور بصیرت اور نور یقین
سے سینہ کا منور ہونا بھی ہوتا ہے جو اسطرح کے ایمان مین نہین پایا جاتا علاوہ اسکے اعتقاد
باب مین جو خبر بعض لوگ یا بہت سے لوگ بیان کرین اوسمین غلطی بھی ممکن ہے دیکھو یہود اور
نصاری کے دلونکو بھی اپنے ماباپ کی قول پر اطمینان ہوتا ہے مگر جس بات کی وہ معتقد ہین
وہ غلط ہے کیونکہ اونکے دلون پر غلطی ہی کا القا ہوا اور مسلمانون کا اعتقاد حق ہے اور حقیقت
اس جہت سے نہین کہ اونکو اوسکی اطلاع ہوگئی بلکہ اس جہت سے ہے کہ دلون مین حق بات ہی
پڑی دوسری طرح یہ ہے کہ آدمی زید کی آواز گھر مین سے سنے اور خود دیوار کی آڑ مین ہو تو اس سے
بھی معلوم ہوگا کہ زید گھر مین ہے اور جسقدر تصدیق دوسرے شخص کے کہنے سے ہوتی آواز سنے سے بیشک
اوس سے کسیقدر زیادہ ہوگی مثلاً پہلے سے سن رکھو کہ زید گھر مین ہے پھر اوسکی آواز بھی اندر سے سنو
تو زیادہ یقین ہوجاویگا کیونکہ آواز سننے سے تمام شکل وصورت بولنے والی کی دہیان مین گذر جاتی
ہے اور دلمین یہ بات آجاتی ہے کہ یہ آواز فلان شخص کی ہے پس یہ مثال دوسری قسم کے
ایمان کی ہے جسمین کچھ دلیل کا بھی ملا ہوتا ہے مگر غلطی اسمین بھی ممکن ہے کیونکہ ایک آواز
دوسرے ایسے ملتی ہوئی بھی ہوسکتی ہے اور بعض اوقات دوسرے شخص کے نقل کرنیکو بیتکلف ویسا ہی
بولنے لگتے ہین اور یہ امر سامع کو معلوم نہین ہوتا کیونکہ وہ بالکل خالی الذہن ہوتا ہے اور آواز کی
مشابہت اور نقل وحکایت سے کچھ غرض نہین رکھتا تیسری طرح یہ ہے کہ آدمی خود اندر جاکر زید کو
دیکھ لے کہ گھر مین موجود ہے پس یہ مثال ایمان عارفین اور مقربین اور صدیقین کی ہے اسیکو معرفت حقیقی
اور مشاہدہ یقینی کہتے ہین کہ اونکا ایمان مشاہدہ کے بعد ہوتا ہے اونکا ایمان ایمان عوام اور متکلمین
کو متضمن ہے مگر اسمین ایک ایسی زیادتی مشاہدہ کی ہوجاتی ہے کہ اوسکے ساتھہ احتمال غلطی کا
نہین رہتا ہان اونمین بھی مقدار علوم اور کشف مین تفاوت ہوتا ہے علم کے درجہ کا تفاوت
تو یون سمجھنا چاہیے کہ مثلاً مثال مذکورہ بالا مین ایک شخص زید کو گھر کے صحن مین قریب جاکر خوب
روشنی مین دیکھے اور دوسرا شخص اوسکو کسی کوٹھری مین یا دور سے یا شام کیوقت دیکھے تو پہلے
شخص کا دیکھنا زیادہ کامل ہوگا اور دوسرے کا ادراک بھی گو اسوجہہ سے عمدہ ہے کہ دیکھنے کے بعد
یقین اوسکے وجود کا ہوگیا اوسکے خیال مین زید کی شکل وصورت مین جو علامات ہون گے

ایسی جنت نظر پڑتی ہے کہ اوسمین سے تہوڑی سی کا عرض آسمانون اور زمین کے برابر
ہو اور سب کی سب جنت تو ایسی ہوتی ہے کہ ان آسمانون اور زمینون مین نہین سما سکتی
کیونکہ یہ چیزین اس عالم محسوس کی ہین اور یہ عالم اگرچہ بہت لمبا چوڑا ہے پہر بھی حد
و نہایت رکہتا ہے لیکن عالم ملکوت یعنی وہ اسرار غائب جو آنکہہ سے نہین سوجہتے اور اونکے
لیے نور بصیرت درکار ہی وہ بے حد و پایان ہی ہان جسقدر کہ قلب مین اونکا ظہور ہوتا ہے وہ مقدار متناہی
ہے مگر اونکو اگر بذات خود دیکہو یا باعتبار علم الٰہی کے خیال کرو تو کچہہ ٹہکانا نہین بے انتہا ہین اور سب
عالم ملک و ملکوت کا اگر ایک ساتہہ لیا جاوی تو اوسکا نام حضرت ربوبیت ہی کیونکہ حضرت
ربوبیت تمام موجودات کو محیط ہے اسلیے کہ سواے خدا کے جو کچہہ موجود ہی وہ یا اوسکے افعال ہین
یا مملکت یا بندے تو جسقدر انمین سے قلب پر واضح ہوتا ہے بعضون کے نزدیک بعینہ وہی جنت ہے
مگر اہل حق اوسکو سبب استحقاق جنت جانتے ہین اور جنت مین وسعت ملک موافق وسعت معرفت
کے ہوگی یعنی اللہ کی صفات اور افعال مین سے جسقدر اسکو زیادہ معلوم ہوا ہوگا اوسی قدر
وسعت بہی زیادہ ہوگی اور سب طاعات اور اعمال جوارح کا مقصود یہی ہے کہ دل صاف و شستہ
ہو اور جلا پاوے اور اوسکی جلا سے یہ غرض ہے کہ نور ایمان یعنی لمعۂ معرفت اوسمین آجاوے اور یہی
مراد ہے اس آیت شریف مین فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ اور اس دوسری
آیت مین بہی اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ اب اس تجلی اور ایمان کے
تین مرتبہ ہین پہلا مرتبہ ایمان عوام کا ہے کہ محض تقلید پر اوسکی بنا ہوتی ہے دوسرا مرتبہ ایمان
متکلمین کا کہ اوسمین کچہہ حجت و دلیل بہی ہوتی ہے مگر اسکا درجہ بہی ایمان عوام کے قریب ہی ہے
تیسرا مرتبہ ایمان عارفین کا جو نور یقین سے دریافت ہوتا ہے اور ہم ان مراتب کو ایک مثال سے بیان
کرتے ہین وہ یہ ہے کہ مثلاً زید کے گہر مین ہونیکی تصدیق آدمی کو تین طرح سے ہو سکتی ہے ایک تو
یہ ہی کہ کوئی ایسا شخص بیان کرے کہ بارہا اوسکی راست گوئی کا امتحان ہوا ہو اور کسیطرح کی
جہوٹی بات اوسکیطرف سے مشہور نہ ہوئی ہو نہ اوسکی قول مین گنجایش اتہام ہو تو ایسے آدمی کے
کہتے ہی یقین ہوگا کہ بیشک زید گہر مین ہے یہ مثال اوس ایمان کی ہے جو محض تقلید سی ہو یعنی
ایمان عوام کی کیونکہ اونکا بہی یہی حال ہے کہ جب سن تمیز کو پہونچکر اپنے ماپاپ سے اللہ تعالیٰ
کے وجود اور علم و قدرت و ارادہ و جمیع صفات الٰہی کو اور انبیا کے مبعوث پر حق ہونے کو اور جو
احکام وے لائے ہین اونکی سچ ہونے کو سنتے ہین فوراً ایمان لاتے ہین اور اوسپر ثابت رہتے ہین

ف ۱ جسکو اللہ چاہے کہ راہ دکہاوے کہولدے اوسکا سینہ حکم برداری کو ۱۲

ف ۲ بہلا جسکا سینہ کہولدیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ اُجالے مین ہے اپنے رب کیطرف سے ۱۲

کہ دونون آئینون مین بہی محاذات رہی اسصورتمین یہ شخص اپنی پشت کو دیکھ سکتا ہی اسلیے کہ اسکی
پشت کا عکس پیچھے کے آئینہ مین پڑیگا اور اوسکا عکس دوسرے آئینہ مین جو سامنے رکہا ہوا ہے
پڑیگا تو پہلے آئینہ مین جو پشت کا عکس تہا وہ دوسرے مین معلوم ہونے لگے گا اسیطرح علوم کے
حاصل کرنے مین تصرفات اور تحریفات اس مثال سے بڑہکر عجیب ہوتی ہین اور روی زمین پر ایسا
کوئی نہین کہ جسکو کیفیت ان تحریفات کی معلوم ہی ہوجایا کرے تو یہی سبب قلوب کے لیے مانع معرفت
حقائق امور کا ہوجاتا ہے ورنہ ہر ایک قلب کو باعتبار جبلت صلاحیت ادراک حقائق کی ہی اسلیے
کہ وہ ایک امر ربانی شریف ہی اور سب جواہر مین اسی خاصیت کی باعث ممتاز و اشرف ہی اور اسی
کیطرف اللہ جلشانہ نے اس آیت شریف مین اشارہ فرمایا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی انسان مین ایک خاصیت ہے
کہ جسکے باعث آسمانون اور زمین اور پہاڑون سے ممتاز ہوا اور تحمل امانت الٰہی کی قابل ٹہہرا اور وہ امانت
معرفت اور توحید کی ہے کہ ہر ایک شخص کا دل اوسکے اوٹہانیکی لیاقت رکہتا ہے مگر جو اسباب ہمنے
ذکر کیے اون کے باعث امر واجبی تک پہونچ نہین سکتا اور اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنَّمَا اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ وَيُمَجِّسَانِهٖ اور اس حدیث شریف
مین کہ لَوْلَا اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى قُلُوْبِ بَنِيْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمَاءِ اشارہ ہی بعض
اسباب کیطرف جو قلب اور ملکوت مین حجاب ہوتے ہین اور اسی کیطرف اشارہ ہے اوس قول مین
جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ
یا حضرت خدا تعالیٰ کہان ہے زمین مین یا آسمان مین آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ایمان والے
بندونکے دل مین ہے سچ ہے ؎ ارض و سما کہان تری وسعت کو پاسکے + میرا ہی دل ہی وہ
کہ جہان تو سما سکے + اور حدیث قدسی مین ارشاد ہے نہ میری گنجایش زمین مین ہی نہ آسمان
مین اور میری گنجایش میرے بندہ مومن کے دل مین ہے جو نرم اور ساکن ہو اور ایک حدیث
مین ہی کہ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ فَقَالَ كُلُّ مُؤْمِنٍ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ فَقِيْلَ مَا مَخْمُوْمُ
الْقَلْبِ فَقَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ الَّذِيْ لَا غِشَّ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غَدْرَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ
اور اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے دل نے خدا کو جب دیکہا تقوی
کے باعث حجاب دور ہوگیا اور جس شخص کے اور خدا تعالے کے درمیان سے حجاب
اوٹہہ جاتا ہے تو صورت ملک اور ملکوت کی اوس کے دل مین ظاہر ہوتی ہے تو اوسکو

خفیہ عیوب جاننے مین یا مصالح معیشت کی باب مین تو یہی باتین منکشف ہوجاوینگی اور جب یہ بات ٹھہری کہ صرف ہمت اعمال اور تفصیل طاعات مین مانع انکشاف جلوہ حق ہے تو جو لوگ اپنی ہمت کو شہوات دنیوی اور اوسکی لذات وعلائق مین مصروف رکھتے ہین اونپر کسطرح کشف حقیقی ہوسکتا ہے چوتھا حجاب مانع انکشاف ہوتا ہے مثلاً کوئی مطیع آدمی جسنے اپنی شہوات کو دبا رکھا ہے اگر کسی حقیقت کی دریافت مین فکر کرے تو بعض اوقات اوسکو امر حق نہین منکشف ہوتا اس لیے کہ بباعث تقلید آبائی یا حسن ظن کے کسی ایسی بات کا اعتقاد کرلیتا ہے کہ یہی اعتقاد امر حق مین اور اوسکے دلمین حجاب ہوجاتا ہے اور جس بات کا وہ لڑکپن سے معتقد ہے اور تقلید کی باعث اوسکی دل پر جم رہی ہے وہ مانع ہے اس سے کہ اوسکا خلاف اوسکی دل پر منکشف ہوجاوے اور یہ بھی بڑا حجاب ہے کہ جسکے باعث اکثر متکلمین اور مذاہب کے متعصبین امر حق سے محجوب ہین بلکہ اکثر صالحین جنکی فکر ملکوت زمین و آسمان مین رہتی ہے وہ بھی اسی بلا مین مبتلا ہوتے ہین کہ بعض اعتقادات تقلیدیہ اونکی نفوس مین ایسے جم جاتے ہین کہ ادراک حقائق سے مانع ہوتی ہین پانچوین عدم واقفیت اوس جہت کی جس سے مطلوب ملے مثلاً کوئی طالب علم اگر کسی مجہول کو دریافت کرنا چاہے تو جب تک معلومات مناسب مطلوب کو خیال نہ کریگا اور اون معلومات کو بہ ترتیب خاص کہ علما کے نزدیک معتبر ہو نہ رکھیگا تب تک مجہول مطلوب حاصل نہوگا کیونکہ جو معلومات جبلی نہین ہین اونکا علم بدون دوسرے معلومات کے نہین آسکتا بلکہ ہر ایک علم کے لیے یہ ضرور ہے کہ دو علم اوس سے پہلے حاصل ہون اور اونمین ترکیب و ازدواج مخصوص عمل مین آوے جب تسییر اعلم حاصل ہو جسطرح کہ بچہ نر اور مادہ سے پیدا ہوتا ہے پھر جیسا کہ بھیڑ مثلاً اگر کسی کو مطلوب ہو تو وہ اونٹ اور گدہے اور انسان سے نہین مل سکتا بلکہ اوسکے لیے گھوڑا اور گھوڑی چاہیے کہ ان دونمین مجامعت ہوکر مطلوب حاصل ہو اسیطرح ہر ایک علم کیواسطے دو اصل مخصوص اور ایک طریق اونکی ترکیب کا چاہیے جنسے علم مطلوب حاصل ہو پس عدم واقفیت اون اصول کی اور اونکی کیفیت ترکیب کی مانع ادراک ہوتی ہے جیسا آئینہ مین جہت مطلوب کی معلوم نہونے سے صورت عکس افگن نہین ہوتی اور ایک مثال واضح تر یہ ہے کہ مثلاً کوئی آدمی یہ چاہے کہ آئینہ مین اپنی پشت دیکھلے تو اگر آئینہ کو اپنے منہ کے سامنے رکھیگا تو پشت نظر نہ آویگی کیونکہ آئینہ اوسکے محاذی نہین اور اگر آئینہ کو پشت کے محاذی کریگا تب بھی پشت نہ سوجھیگی بلکہ خود آئینہ بھی نظر نہ آویگا کہ آنکھ سے اوجھل ہوگیا تو ضرور اس صورت مین ایک اور آئینہ کی ضرورت ہوگی کہ ایک کو تو وہ محاذی پشت کی رکھے اور دوسرے کو ایسی طرح آنکھ کے سامنے رکھی

اسیطرح دل مین بہی معلوم کی صورت ہی آجاتی ہے اور بڑی وجہ مشابہت کی آئینہ کے ساتھہ یہ ہے کہ آئینہ مین پانچ وجہ سے صورت معلوم نہین ہوتی اول تو یہ کہ آئینہ ہی اچھا نہو یعنی اوسکے جوہر مین نقصان ہویا اوسکی شکل ٹہیک نہو دوسرے یہ کہ اوسمین کسی اور وجہ سے کدورت آگئی ہو تیسرے یہ کہ جس چیز کا آئینہ مین عکس پڑے وہ اوسکے سامنے نہو مثلاً اوسکے پیچہے ہو چوتھے یہ کہ چیز اور آئینہ کے بیچ مین آڑ ہو پانچوین یہ کہ جس چیز کی صورت آئینہ مین دیکہنی ہے اوسکی جہت معلوم نہو کہ اوس بموجب آئینہ ٹہیک سمت پر رکہا جاوے اسیطرح آئینہ قلب بہی ایسی چیز ہے کہ اوسمین تمام امور مین امر حق منکشف ہوسکتا ہے مگر قلوب مین جو بعض علوم نہین آتے تو اونکا سبب وہی پانچ چیزین ہین اول خود قلب کا ناقص ہونا جیسے لڑکونکا قلب ہوتا ہے کہ اوسمین انکشاف معلومات کا نقصان کی جہت سے نہین ہوتا دوسرے کدورت گناہونگی اور میل معاصی کا کہ بباعث کثرت شہوات کے قلب پر پیاپے آتا ہے اور اوسکی صفائی اور جلا کو کہو دیتا ہے تو اس تاریکی کی وجہ سے حق بات اوسمین ظاہر نہین ہوسکتی اور اسیکی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف مین کہ جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو عقل اوس سے جدا ہوجاتی ہے اور پہر کبہی اوسکے پاس نہین آتی یعنی اوسکے دلمین ایسی کدورت آجاویگی کہ اوسکا اثر کبہی نہین جاویگا کیونکہ غائت ما فی الباب یہ ہی کہ گناہ کے بعد کوئی نیکی کریگا جسکے سبب وہ اثر دور ہو لیکن اگر گناہ نکرتا اور نیکی ہی کرتا تو بیشک دل مین نور زیادہ ہوتا مگر چونکہ پہلے گناہ کرچکا ہے تو فائدہ نیکی کا کچہہ نہوا جیسا قلب پہلی گناہ کے تہا ویسا ہی ہوگیا نور کی زیادتی نہوئی تو یہ واقع مین بڑا نقصان ہے جسکا کچہہ علاج نہین دیکہو جس آئینہ پر زنگ لگجاتا ہے اور صیقل سے دور کیا جاتا ہے وہ اوس آئینہ کے برابر نہین ہوتا جسپر بے زنگ جلا کیجاوے خلاصہ یہ کہ اللہ کی طاعت کیطرف متوجہ ہونا اور مقتضاء شہوات سے روگردان ہونا جلاء قلب اور صفاء باطن کرتا ہے اور اسی جہت سے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللَّهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تیسرے یہ کہ حقیقت مطلوبہ کی جہت سے پہرا ہوا ہو مثلاً ایک شخص مطیع اور صالح ہی مگر اوسکا قلب طالب امر حق نہین بلکہ اکثر طاعات بدنیہ یا اسباب معیشت کی تہیہ مین اپنی ہمت کو مصروف رکہتا ہے اور اپنی فکر کو حقائق خفیہ الہیہ اور حضرت ربوبیت کے تامل مین نہین لگاتا تو اوسکا دل اگرچہ صاف ہوتا ہے لیکن اوسمین جلوۂ حق نہین ہوتا بلکہ اوسمین وہی امر منکشف ہوتا ہے جسکا اوسکو خیال رہتا ہے مثلاً اگر فکر آفات اعمال کی دقائق مین تہی یا نفس کے

ف ۱ جنہون نے غفلت کی جہاں سے اوسکو اپنی راہ لی ۱۲

ف ۲ جو شخص کہ علم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالی اوسکو ایسی چیز کا علم دیتا ہے جو اوسکو معلوم نہوں ابو نعیم در حلیہ بروایت انس رضی اللہ عنہ ۱۲

تو اوسمین کچھ کچھ کدورت رہجاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْقُلُوْبُ اَرْبَعَۃٌ قَلْبٌ اَجْرَدُ فِیْہِ مِثْلُ السِّرَاجِ یَزْہَرُ فَذٰلِکَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ وَقَلْبٌ اَسْوَدُ مَنْکُوْسٌ فَذٰلِکَ قَلْبُ الْکَافِرِ وَقَلْبٌ اَغْلَفُ مَرْبُوْطٌ عَلٰی غِلَافِہٖ فَذٰلِکَ قَلْبُ الْمُنَافِقِ وَقَلْبٌ مُصَفَّحٌ فِیْہِ اِیْمَانٌ وَّنِفَاقٌ مَثَلُ الْاِیْمَانِ فِیْہِ کَمَثَلِ الْبَقْلَۃِ یَمُدُّھَا الْمَاءُ الطَّیِّبُ وَمَثَلُ النِّفَاقِ فِیْہِ کَمَثَلِ الْقُرْحَۃِ یَمُدُّھَا الْقَیْحُ وَالصَّدِیْدُ فَاَیُّ الْمَادَّتَیْنِ غَلَبَتْ عَلَیْہِ حَکَمَتْ لَہٗ بِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ ذَھَبَتْ بِہٖ اور اللہ جلشانہ فرماتا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ اِس آیت مین تبلادیا کہ جلا قلب ذکر اللہ سی حاصل ہوتی ہی اور ذکر تقوی والی کرتی ہین پس معلوم ہوا کہ تقوی ذکر کا پہاٹک ہی اور ذکر کشف کا دروازہ ہی اور کشف نور کبریٰ یعنی دیدار الٰہی کا دروازہ ہی

چھٹا بیان دل کی مثال کا صرف باعتبار علوم کے

واضح ہو کہ محل علم کا قلب ہی یعنے وہ لطیفہ جو تمام اعضا کی تدبیر کرتا ہے اور سب اوسیکی اطاعت و خدمت کرتے ہین اوسکا حال حقائق معلومات کی نسبت کرا ایسا ہے جیسا آئینہ کا حال بہ نسبت صور محسوسات کی یعنے جسطرح کہ چیزونکی تصویر آئینہ مین منقش ہوکر اوسمین موجود رہتی ہے اسیطرح ہر ایک معلوم کی تصویر آئینہ قلب مین عکس افگن ہوکر اوسپر واضح ہوجاتی ہے اور جسطرح کہ آئینہ اور چیز ہے اور صورت چیزونکی اور چیز اور اونکا آئینہ مین آجانا اور چیز اسیطرح دل کے باب مین بھی تین چیزین جدا جدا ہین ایک قلب دوسرا حقائق اشیا تیسری حصول نفس ان حقائق کا قلب مین پس عالم تو قلب ہی جسمین کہ حقائق اشیا کی صورتین حلول کرتی ہین اور معلوم حقائق اشیا ہین اور علم ان حقائق کی صورتونکا آئینہ قلب مین حاضر ہوتا ہے ایک اور مثال عالم اور معلوم اور علم کی یہ ہے کہ قبضہ اور گرفت کے لیے تین چیزین چاہیین ایک گرفت کرنیوالا مثلاً ہاتھ دوسرے جس کو گرفت کرتا ہے مثلاً تلوار تیسرے ملنا ہاتھ اور تلوار کا جسکو گرفت کہتے ہین اسیطرح معلوم کی تصویر کا دل مین پہونچنا علم کہلاتا ہے اور کبھی حقیقت چیز کی بھی موجود ہوتی ہے اور دل بھی موجود مگر علم نہین ہوتا کیونکہ علم نام اسی بات کا کہ حقیقت چیز کی دل تک پہونچ جاوے جسطرح تلوار بھی ہو اور ہاتھ بھی مگر جب تک ہاتھ مین نہ آویگی تو گرفت نہین کہلاویگی ہان اتنا فرق ہے کہ گرفت مین بعینہ تلوار ہاتھ مین آجاتی ہے اور معلوم بعینہ دل مین نہین آتا مثلاً کوئی اگر اگ کو جان لیوے تو خود اگ اوسمین نہین چلی جاویگی بلکہ اگ کی حقیقت جو اوسکی ظاہری شکل کے مطابق ہے وہ دل مین آتی ہے اسی جہت سے اوسکو آئینہ کے ساتھ مشابہت دینی مناسب ہے کیونکہ آئینہ مین بھی خود انسان نہین چلا جاتا بلکہ ایک نقش و صورت اوسکی مطابق حاصل ہوتی ہے

کہ اوسمین تجلی حق جلوہ گر ہوتی ہے اور جو امر دینی مطلوب ہو اوسکی حقیقت منکشف ہوجاتی ہے اور ایسے ہی دل کیطرف اس حدیث شریف مین اشارہ ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِّنْ قَلْبِہٖ اور آسمین بھی جسشخص کے لیے اوسکے دل سے واعظ موجود ہے اوسکے لیے خدا کیطرف سے نگاہبان رہتا ہی اور ایسے ہی دلمین ذکر الٰہی ٹھہرتا ہے جسکے لیے خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اور آثار مذمومہ جو آئینہ قلب پر عکس افگن ہوتی ہین اونکا حال سیاہ دھوئین کا سا ہے کہ جتنا آئینہ پر پہونچتا جاتا ہے وہ کالا ہوتا جاتا ہے اسیطرح دل بھی اِن آثار سے تاریک ہوتے ہوتے بالکلیہ خدا تعالیٰ اسے محجوب ہوجاتا ہی اور اسی پردہ کا نام طبع اور رین ہے یعنی مہر اور زنگ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۝ اور فرمایا اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خٰضِعِیْنَ ۝ اور فرمایا اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَنَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ اس آیت شریف مین نہ سننے کو کثرت گناہونکے باعث مہر لگ جانیکے ساتھہ مربوط کیا ہے جیساکہ دوسری جگہہ سننے کو تقوے کے ساتھہ ربط دیا ہی اور فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاسْمَعُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ غرضکہ جب گناہونکی کثرت سے دل پر مہر ہوجاتی ہے تو وہ ادراک حق اور درستی دین سے اندھا ہوجاتا ہی اور امر آخرت کو ہلکا جاننے لگتا ہی اور دنیا کا کام بڑا سمجھتا ہی اور بالکل اسی مین ہمت صرف کرتا ہی اور جب کہ آخرت اور اوسکے احوال کا ذکر سنتا ہی تو ایک کان سے سنکر دوسرے سے نکالدیتا ہی اور یہ ذکر اوسکے دلمین قیام نہین کرتا اور تدارک اور توبہ کیطرف رغبت نہین دلاتا تو ایسون کا یہ حال ہی کہ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَۃِ کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ اور یہی معنی ہین سیاہی قلب کے جسکا ذکر قرآن مجید اور سنت سعید مین ہی میمون بن مہران فرماتے ہین کہ جب بندہ گناہ کرتا ہی اور اوسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ منقوش ہوجاتا ہی اور جب توبہ کرتا ہی تو مٹ جاتا ہے پھر اگر دوبارہ گناہ کرتا ہی تو اوس نقطہ مین زیادتی ہوتی ہے یہانتک کہ ہوتے ہوتے ساری دل پر سیاہی دوڑتی ہی اور اسی کا نام رین یعنی زنگ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین قَلْبُ الْمُؤْمِنِ اَجْرَدُ فِیْہِ سِرَاجٌ یَزْھَرُ وَقَلْبُ الْکَافِرِ اَسْوَدُ مَنْکُوْسٌ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ جلشانہ کی طاعت اور شہوات کی مخالفت سے دل کو جلا ہوتی ہے اور اوسکی نافرمانی سے دل سیاہ ہوتا ہی پس جو کوئی گناہ کرتا ہی تو اوسکا دل سیاہ ہوجاتا ہی اور اگر گناہ کے بعد نیک کام کرتا ہی اور پہلا اثر مٹانا چاہتا ہی تو اگرچہ سیاہی دور ہوجاتی ہے مگر نور مین نقصان جب بھی رہتا ہی جیسے آئینہ پر دم کرو اور اوسکو صاف کرڈالو پھر دم کرو پھر صاف کرو

اور اطاعت کر رہا ہی اور اوسکے التماس کو بسمع رضا سن رہا ہے اور اوسکی طاعت کی بجاآوری مین
فکر و تدقیق کر رہا ہی اور ان باتونسے اپنے شیطان کی خوشی مین ساعی ہوتا ہی کیونکہ شیطان ہی
سور اور کتے کو بڑھاتا ہی اور انسان سے خدمت لینے کے واسطے اونکو برانگیختہ کرتا ہے تو اسوجہ سے
سور کتے کی کیا عبادت کی بلکہ شیطان کی پرستش کرتا ہے پس ہر ایک شخص اپنے حرکات اور
سکنات اور سکوت اور نطق اور قیام و قعود کو تاکتا ہے اور غور سے ملاحظہ کرے پھر اگر انصاف کریگا
تو معلوم ہوگا کہ تمام دن انہین چیزونکی پرستش مین سعی کرتا رہتا ہے اور یہ نہایت درجہ کا ظلم ہی
کہ مالک کو مملوک کر دیا اور آقا کو غلام بنا دیا اور غالب کو مغلوب ٹھہرا دیا اسلیے کہ غلبہ اور سرداری کے
قابل عقل تھی جسکو اسنے ان تینون چیزون کا مغلوب اور خادم کر دیا پس نتیجہ اونکی طاعت کا یہ ہوگا
کہ اوسکے دل پر پیاپی ایسے صفات آوینگے جنسے دل پر زنگ ہو جاویگا اور انجام کار باعث اوس کے
ہلاک کی ہونگی خنزیر شہوت کی طاعت سے یہ صفات اوس سے صادر ہونگی بے حیائی خبث اسراف
بخل ریا تہتک رکھائی بیہودگی حرص حسد خوشامد غضب حقد شماتت وغیرہ اور کلب غضب کی
طاعت سے دل پر یہ صفات منتشر ہونگی تہور عدم صیانت تعلی خودستائی مغلوب الغضب ہونا
تکبر عجب استہزا تحقیر خلق ارادۂ شر خواہش ظلم وغیرہ اور شیطان کی طاعت سے طاعت
غضب اور شہوت پرستی سے لازم آتی ہے اوس سے مکر و فریب و حیلہ اور دغابازی اور خیانت
اور دنائت اور فحش کلامی وغیرہ صفات حاصل ہوتی ہین۔ اور اگر امر بالعکس ہو اور سب کو
صفت ربانیت کی سیاست سے دبا لیا تو دل مین صفات ربانیت قائم ہونگے یعنی علم اور حکمت
اور یقین اور معرفت حقائق و ماہیت اشیا اور غالب ہونا سب پر قوت علم و عقل سے اور استحقاق
تقدم خلق پر بباعث کمال علم اور جلال کے اور نیز اس صورت مین شہوت و غضب کی عبادت
سے مستغنی ہو جاویگا اور خنزیر شہوت کی روکنے سے اور اوسکی حد اعتدال پر رکھنے سے بہت سی
صفات شریفہ پیدا ہونگی مثلاً عفت اور قناعت اور سکون اور زہد اور ورع اور تقوی اور
انبساط اور حیا اور حسن صورت اور ظرافت اور مساعدت وغیرہ اسیطرح قوت غضب کے روکنے اور
مغلوب رکھنے اور حد واجبی پر لانے سے یہ صفات حاصل ہونگی شجاعت اور کرم اور رفعت اور ضبط
نفس اور صبر اور حلم اور عفو اور استقلال اور جوانمردی اور توقیر و اصالت وغیرہ پس اس معاملہ مین
دل کو آئینہ سمجھنا چاہیے کہ جسکو اون تینون امور مؤثرہ نے لے رکھا ہے اور یہ آثار پے در پے دلپر ہوتے
رہتے ہین مگر آثار محمودہ مذکورۂ بالا سے آئینہ قلب کو زیادہ تر جلا اور نور و چمک بڑھتی ہی یہانتک

جدا ہے تو اسمین شیطانیت بھی ہے جس سے شریر کہلاتا ہے اور اپنی تمیز کو شر کی صورتون مین استعمال کرتا ہے اور اپنی غرضین مکر و حیلہ و فریب سے حاصل کرتا ہے اور خیر کے بدلے شر ظاہر کرتا ہے اور یہ سب عادتین شیطانونکی ہین غرضکہ ہر ایک آدمی مین ان چارون اصول یعنی ربانیت اور شیطانیت اور سبعی اور بہیمی کا خلط پایا جاتا ہے اور یہ چارون قلب مین جمع ہین تو گویا انسان کی جلد مین چار چیزین ہین سور اور کتا اور شیطان اور حکیم سور تو اوسکی شہوت ہے اسلیے کہ سور جو مذموم کہلاتا ہے تو رنگ اور شکل کے باعث بر انہین بل کہ شدت حرص اور بسیار خواری سے مذموم ہے اور کتا آدمی کا غضب ہے کیونکہ درندہ جو ضرر پہونچاتا ہے اور کتا جو کاٹ لیتا ہے باعتبار صورت و شکل کے یہ امر اونسے سرزد نہین ہوتا ہے بلکہ معنی سبعیت کے یعنی آزار دینا اور عداوت اونمین پائی جاتی ہے اسیطرح انسان کے باطن مین بھی تکلیف دہی اور غضب درندہ کا سا موجود ہے اور حرص و طمع سور کی سی پس سور اپنے حرص کے باعث فحش اور مناہی کیطرف بلاتا ہے اور درندہ غضب کی جہت سے ظلم اور ایذا کیطرف اور شیطان ان دونون کی حرص و غضب کو اشتعال دیتا رہتا ہے اور ایک کو دوسرے پر بھڑکاتا رہتا ہے اور اونکی جبلی صفت کو اونکی نظر مین اچھا کرتا رہتا ہے اور عقل انسانی جو منزلہ حکیم کے ہے اسپر مامور ہے کہ شیطان کے مکر و حیلہ کو دفع کرے یعنی اپنی بصیرت کاملہ اور نور واضح سے اوسکا مکر و اشگاف کر دے اور سور اور کتے کو مسلط کر کے اوسکی شہوت توڑ دے کیونکہ غضب سے شہوت ٹوٹتی ہے اسیطرح سور کو کتے پر مسلط کر کے اوسکی ایذا کو دفع کرے اور کتے کو اپنی سیاست کا مغلوب رکھے پس اگر ایسا کیا تو خاصی بات بنیگی اور مملکت بدن مین عدل ظاہر ہوگا اور سبکے سب راہ راست پر آجاوینگے اور اگر وہ حکیم اونکو مغلوب نکر سکا تو یہ چیزین اوسکو دبا لیتی ہین اور اوس سے خدمت لیتی ہین تو اب اوسکو سور کے پیٹ بھرنے اور کتے کے راضی رکھنے کے حیلے ڈھونڈنے پڑتے ہین اور ہمیشہ ان دونونکا غلام رہتا ہے اور یہ حال اکثر لوگونکا ہے کہ اونکی اکثر ہمت شکم اور شہوت اور اعدا کی خوشامد پر مصروف ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ایسا آدمی بت پرستون پر پتھر کی پرستش کا اعتراض کرتا ہے اور اگر اوسکا حجاب دور کیا جاوے اور حقیقت حال تبلائی جاوے اور مکاشفہ والون کیطرح اوسکی صورت حال کو مجسم بنا کر بیداری یا خواب مین دکھلایا جاوے تو یہ معلوم ہوگا کہ شخص مذکور کبھی سور کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور کبھی رکوع اور اوسکی اشارہ اور امر کا منتظر ہے اور جب اپنی خواہش کی کوئی چیز مانگتا ہے فوراً اوسکی تعمیل اور بجا آوری مین اوٹھ کھڑا ہوتا ہے یا یون معلوم ہوگا کہ خود ایک دیوانے کتے کیطرف مائل ہے اور اوسکی عبادت

نعوذ باللہ منہا اور جو مثال کہ ہم نے بیان کی ہے حضرت کعب احبار رض نے اوسکی طرف اشارہ
فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا کہ مین حضرت عائشہ رض کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آنکھین تو راہبر ہین اور کان محافظ اور زبان ترجمان اور ہاتھ دو طرف لشکر کے اور پاؤن دستہ اور قلب بادشاہ ہے پس جب بادشاہ اچھا ہوگا تو اوسکے توابع بھی اچھے ہونگے حضرت عائشہ رض نے جواب دیا کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی سنا ہے وہ بھی یہی فرماتے تھے اور حضرت علی رض نے تمثیل قلوب مین یون ارشاد فرمایا ہے کہ زمین مین خدا کی برتن قلوب ہین اونمین سے اوسکو زیادہ محبوب وہ ہے جو نرم اور صاف اور سخت ہے پھر ان لفظون کی تفسیر یون فرمائی کہ اپنے بھائیونکے ساتھ نرم اور یقین مین صاف اور دین مین سخت ہو اسمین اشارہ ہے اس آیت کریمہ کیطرف کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ یہ مثال نور مومن اور اوسکے دل کی ہے اور اس آیت مین اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ فرمایا کہ یہ مثال قلب منافق کی ہے اور زید بن اسلم نے لوح محفوظ کو جو قرآن شریف مین وارد ہے فرمایا ہے کہ وہ مومن کا قلب ہے اور سہیل تستری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مثال قلب اور صدر کی عرش و کرسی ہے یہ ہین مثالین قلب کی

پانچوان بیان اوصاف جامع قلب کا اور اوسکی مثالین

جاننا چاہیے کہ انسان کی خلقت اور ترکیب مین چار عنصر شامل ہین جنکے سبب اوسمین چار اوصاف سبعی اور بہیمی اور شیطانی اور ربانی جمع ہین پس اس جہت سے کہ اوسپر غضب مسلط ہے افعال سباع کا مرتکب ہوتا ہے اور عداوت اور کینہ اور لوگونسے دھول دھپا گالی گلوچ کرتا ہے اور شہوت کے مسلط ہونے کے باعث بہائم کے افعال یعنے حرص و حسد و طمع وغیرہ اوس سے سرزد ہوتے ہین اور اس جہت سے کہ وہ خود فی ذاتہ امر ربانی ہے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وعوی ربوبیت کا کرتا ہے اور تعلی اور تشخص اور سب امور پر اصرار کرنا اور ربانیت کا مدعی ہونا اور عبودیت اور تواضع کے حلقہ سے نکلنا ان سب باتونکو پسند کرتا ہے اور آرزومند تمام علوم کی اطلاع کا ہوتا ہے بلکہ علم اور معرفت اور حقائق امور پر ہونے کا مدعی ہوتا ہے اور جب علم کیطرف منسوب ہوتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جہل کی طرف نسبت کیے جانے سے ناراض اور ظاہر ہے کہ جمیع امور کے حقائق پر محیط ہونا اور سب خلق پر کبریا و منی کا مدعی ہونا اوصاف ربوبیت سے ہے اور انسانمین اسکی حرص موجود ہے اور چونکہ باوجود اشتراک غضب و شہوت کی تمیز کے باعث بہائم سے

لہ ابو نعیم در حلیۃ الاولیاء بطریق ابی خالد الوالبی از شعبی از مسروق بروایت عائشہ رض قولہ و فعلہ و بیہقی در شعب الایمان از ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۱۲

ق ۲ نور آدمیون کا دو قسم نرم دل ہین ۱۲ منہ

ق ۳ کہ ادسکی روشنی کی چھپیالیس اور سیمین ایک پرتو ہے ۱۲

ق ۴ یا چھپیالیس نوری کہ ہین ۱۲

ق ۵ کہ ہر ایک سے ہوتا ہے ۱۲

پس جس شخص نے اپنے تمام اعضا اور قوا سے اسطرح کام لیا کہ علم اور عمل مین اوسکو استعانت ہو ویسا شخص مشابہ فرشتونکے ہے اور اونمین لاحق ہونے کا سزاوار ہے اور اگر اوسکو ملک ربانی کہا جاوے تو بجا ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دیکھنے والیون کا قول نقل فرمایا ہے مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ اور جس شخص نے کہ اپنی ہمت لذات بدنی کیطرف مصروف کی اور چوپایونکی طرح کھانے لگا تو وہ درجہ بہائم مین داخل ہوکر یا تو زابیل ناتجربہ کار ہوگا یا حرص مثل سور کے یا غرانیوالا مثل کتے بلی کے یا کینہ ور مثل اونٹ کی یا متکبر مثل چیتے کے یا مکار مثل لومڑی کے بنجاویگا اور اگر ان سب باتونکا جامع ہوگا تو پورا شیطان رجیم ہے اور آدمی مین کوئی عضو یا حاسہ ایسا نہین کہ جس سے وصول الی اللہ کیطرف مدد نہ مل سکے جیسا کہ باب الشکر مین کچھ تھوڑا سا بیان اسکا آویگا پس جو کوئی اپنے اعضا کو اسی کام مین لگا ویگا وہ فلاح کو پہونچیگا اور جو اس سے عدول کریگا وہ نقصان مین رہیگا اور انسان کی سعادت کامل اسیمین ہے کہ دیدار الٰہی کو اپنا مقصد بناوے اور آخرت کو اپنا مستقر جانے اور دنیا کو منزل اور بدن کو سواری اور اعضا کو خادم تصور کرے اور اپنی قوت مدرکہ کو بادشاہ قرار دی جسکا دار السلطنت قلب ہی اور قوت خیالی جو مقدم دماغ مین ہے اوس بادشاہ کا قاصد کیونکہ محسوسات کی خبرین اوسکے پاس جمع ہوتی ہین اور قوت حافظہ جسکا مسکن موخر دماغ ہے اوسکا خزانچی ہے اور زبان اوسکی ترجمان اور اعضا متحرکہ اوسکی محرر اور حواس خمسہ اوسکی جاسوس ہین اور ہر واحد انمین سے ایک طرف کی اخبار رسانی پر متعین ہے آنکھ عالم رنگ پر متعین ہے اور کان عالم آواز پر اور ناک عالم خوشبو پر اور علی ہذا القیاس پھر یہ سب اپنے اپنے علاقہ کی اخبار جمع کرتے ہین اور قوت خیالی تک پہونچا دیتے ہین جسکا کام قاصدی ہے وہ ان اخبار کو خزانچی یعنی حافظہ کے سپرد کرتی ہے اور خزانچی حضور بادشاہ پیش کرتا ہے تاکہ بادشاہ کو ان اخبار مین سے جسقدر سلطنت کی تدابیر مین یا جس سفر کے درپے ہی اوسکی تکمیل مین یا جس دشمن کے ساتھہ منازعت ہے اوسکے قلع قمع من یا رہزنون کے دور کرنے مین ضرورت ہو اوسقدر لے لیوے پس اگر ایسا ہی کیا تو سعید اور کامیاب اور خدا کی نعمتونکا شاکر رہا اور جب ان سب کو بیکار رکھا یا کام تو لیا مگر اوسمین پنے دشمنون یعنے شہوت اور غضب اور لذائذ فانی اور آبادی رہگذر مسمی بہ دنیا کا ہی لحاظ رکھا تو شقی اور رسوا اور خدا کی نعمتونکا کافر ہوگا اور لشکر الٰہی کو جو اسکا تابع تھا تلف کریگا اور دشمنان خدا کی عزت اور حزب اللہ کی ذلت ہوگی انجام اوسکا یہ ہوگا کہ مستحق عقاب اور عذاب اور خرابی معاد کا ہوگا

ورحمت زیادہ فرمائے ہین مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا اور یہ رحمت بموجب جود اور کرم خداوندی کے عام ہے کسی کے ساتھہ اوسکی طرف سے بخل نہین مگر ظہور اس رحمت کا اون دلونمین ہوتا ہی جو نفحات رحمت کی تاک لگائے رہتے ہین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِرَبِّكُمْ فِيْ اَيَّامِ دَهْرِكُمْ نَفَحَاتٍ اَلَا فَتَعَرَّضُوْا لَهَا اور ان پر تاک لگانا اسطرح ہی دل کو پاک رکھین اور خبث و کدورت جو اخلاق مذمومہ سے ہوتی ہے اوس سے اجتناب کرین جیسا کہ عنقریب اوسکا بیان آنے والا ہے اور خدائے پاک کی اسی جود کیطرف اشارہ ہے اس حدیث شریف مین يَنْزِلُ اللّٰهُ كُلَّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ هَلْ مِنْ مُّذْنِبٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اور اس حدیث قدسی مین لَقَدْ طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَآئِيْ وَاَنَا اِلٰى لِقَآئِهِمْ اَشَدُّ شَوْقًا اور اس حدیث قدسی مین مَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ان سب احادیث متبرکہ سے یہ معلوم ہوا کہ انوار علوم جو دلون سے پوشیدہ رہتے ہین تو منعم حقیقی کیطرف سے کچھہ بخل اور روک نہین بلکہ خبث اور کدورت جو دلونمین رہتی ہے وہی باعث حجاب انوار معرفت ہوتی ہے کیونکہ دلونکا حال برتن کا سا ہے جب تک برتن مین پانی بھرا رہیگا اوسمین ہوا نہین جاسکیگی اسیطرح جب تک دل غیر اللہ سے مشغول رہیگا اوسمین معرفت نجا سکیگی اور اسی بات کیطرف اشارہ ہے اس حدیث شریف مین لَوْلَا اَنَّ الشَّيَاطِيْنَ يَحُوْمُوْنَ عَلٰى قُلُوْبِ بَنِيْ اٰدَمَ لَنَظَرُوْا اِلٰى مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ خلاصہ اس سب بیان کا یہ ہوا کہ خاصیت انسان علم اور حکمت سی اور اشرف علوم علم اللہ جلشانہ اور اوسکی صفات اور افعال کا ہے کہ جسمین کمال انسانی ہے اور اس کمال کے باعث سعادت اور لیاقت حضوری حضرت رب العزت اوسکو حاصل ہوتی ہے غرض کہ بدن نفس کی سواری ہے اور نفس محل علم ہی اور علم انسان کا مقصود اور اوسکی خاصیت ہی کہ جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اور جس طرح پر کہ گھوڑا بوجھہ اٹھانے مین گدہی کا شریک ہی اور خوبصورتی اور دوڑ دھوپ مین اوس سے خاص ہے تو گو گھوڑیکی خاصیت یہی ہے اور اوسیکے لیے پیدا ہوا ہے پس اگر اس بات سی عاری ہوگا تو گدہی کے درجہ کو پہونچ جائیگا اسیطرح انسان بہت سی باتونمین گھوڑے اور گدہے کا شریک ہی مگر جو خاصیت انسانی ہے اوسکے باعث اون دونونسے ممتاز ہے اور یہ خاصیت ملائکہ مقربین کے اوصاف مین سے ہے اور انسان کا رتبہ بہائم اور ملائکہ کے درمیانمین ہے اسواسطے کہ انسان باعتبار غذا اور نشو و نما کے تو سبزہ ہے اور حس و حرکت اختیاری کی جہت سے حیوان ہے اور صورت و قد و قامت کے اعتبار سے مثل نقش دیوار ہے لیکن خاصیت اوسکی حقائق اشیا کی معرفت ہے

۱ جو کہ اللہ کا کوئی کچھہ ہرج نہین کرسکتا اور نہ کوئی انہین اوسکو روک سکتا ۱۲

۲ خدای تعالیٰ کی رحمت کی بہت سی قسمین ہین ان مین سی ایک قسم کا بیان اس حدیث مین ہے پس تم اوسکی تاک مین رہو ۱۲ بابرا لصلوٰۃ

۳ خدا تعالیٰ ہر ایک رات مین آسمان دنیا پر اترتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کوئی ہے کہ مجھسے مانگے تاکہ مین اوسکو دونگا کوئی ہے کہ مجھسے دعا کرے تاکہ مین اوسکی دعا قبول کرون ۱۲

۴ اگر شیطان بنی آدم کے دلون کے گرد نہ پھرتے ہوتے تو وہ دیکھہ سکتے آسمان کے فرشتون کو ۱۲ منہ

۵ اگر شیطان بنی آدم کے دلون کے گرد نہ پھرتے ہوتے تو وہ دیکھہ سکتے آسمان کے فرشتون کو ۱۲ منہ

کیونکہ یہ ارادہ اونمین بعد بلوغ کے پیدا ہوتا ہی اور شہوت اور غضب اور سوا اس ظاہری کے باطنی اونمین سب
موجود ہوتی ہین ہان ان علوم کے حاصل ہونیکی لڑکے مین دو درجے ہین ایک تو یہ کہ اوسکی دلمین علم بدیہی
باتونکا آجاوی مثلاً جن چیزونکا وجود ظاہر مین نہین ہوسکتا اونکا محال جاننا یا ممکنات ظاہری کا جائز سمجھنا
تو اس صورت مین اوسکو علوم نظریہ تو حاصل نہونگی مگر اونکی حصول کی قریب ہوجاویگا اور اوسکا حال علوم
نظریہ مین ایسا ہوگا جیسا کوئی کاتب کہ کتابت مرکبات سی تو عاری ہی مگر مفردات حروف اور دوات
وقلم کو جانتا ہی اسیطرح کاتب اگرچہ درجہ کتابت پر نہین پہونچا مگر اوسکی قریب ہوجاتا ہی۔ دوسرے یہ کہ علوم
اوسکو اکتساب اور تجربہ اور فکر سی حاصل ہووین اور اونکا مخزن اوسکے پاس رہی جب چاہی اونکی طرف
رجوع کرے تو ایسے شخص کا حال کاتب حاذق کا سا ہی کہ گو وہ بالفعل لکھتا نہو مگر اوسکو کاتب کہینگے
کیونکہ وہ کتابت پر ہر وقت قدرت رکھتا ہے اور یہ مرتبہ علوم کا انسانیت کی مدارج مین سے اعلیٰ درجہ
ہے لیکن اس درجہ مین مراتب غیر متناہی ہین کہ اونمین لوگ کثرت اور قلت معلومات کے باعث
یا شرافت اور خست معلومات کی جہت سی متفاوت ہین اور نیز طریق حصول مین بہی تفاوت ہوتا ہے
کہ بعض قلوب کو اول ہی دہلہ مین بسبیل مکاشفہ الہام الٰہی سے حاصل ہوجاتے ہین اور بعض کو
نوبت اکتساب اور تعلم کی پہونچتی ہے پہر بعضے سریع الفہم ہوتے ہین اور بعضے بطی الحصول اور استقام
مین درجات انبیا و علما اور اولیا اور حکما کے مختلف ہین اور درجات ترقی کی کچہہ انتہا نہین اسلیے
کہ معلومات الٰہی کی کچہہ حد نہین اور سب مین اعلیٰ رتبہ اوس نبی کا ہوتا ہے جس پر سب حقیقتین
بلا اکتساب و تکلف صرف مکاشفہ الٰہی سے بہت جلد منکشف ہوجائین اور اسی سعادت سے بندہ کو
خداوند پاک سے قرب معنوی اور حقیقی اور وصفی ہوتا ہے مگر قرب مکانی اور نزدیکی مسافت نہین
ہوتی اور ان درجات مین ترقی کرنی سالکین الی اللہ کی منزلین کہلاتی ہین اور ان منازل
کی کچہہ حد نہین بلکہ ہر سالک کو جس منزل تک وہ پہونچتا ہے اوسکا اوسکے نیچے کی منزلون کا حال
معلوم رہتا ہے لیکن جو منزلین اوسکے آگے ہین اونکو علماً تو نہین جانتا الا کبہی ایماناً بالغیب
اونکی تصدیق کرتا ہے جیسے ہم نبوت اور نبی پر ایمان رکہتے ہین اور اونکے وجود کی تصدیق
کرتے ہین مگر حقیقت نبوت کو سوائے نبی کے دوسرا نہین جانتا اور جسطرح کہ پیٹ کی بچہ کو شیر خوار کا
حال معلوم نہین ہوتا اور شیر خوار کو تمیز دار لڑکے کا حال معلوم نہین ہوتا کہ اوسکو کیا کیا بدیہی
باتین حاصل ہوگئین ہین اور تمیز دار کو عاقل کا حال معلوم نہین ہوتا کہ علوم نظریہ سے اوسنے
کیا سیکہا ہے اسیطرح عاقل کو بہی یہ معلوم نہین ہوتا کہ اللہ تعالےٰ نے اولیا اور انبیا پر کیا کیا الطاف

اپنی جان ہی بچانی دشوار ہوگی اس مثال مین سوار کو سواری نہ آتی مثال انسان کی جہالت اور قلت حکمت اور کمی بصیرت کی ہے اور گھوڑے کی سرکشی مثل غلبہ شہوت کی خصوصاً شہوت شکم اور شرمگاہ کی اور کتے کی دیوانگی مثل غلبہ غضب کے ہی اللہ تعالیٰ اپنے فضل وعنایت سے اونسے بچاوے

چوتھا بیان قلب انسان کی خاصیت کا ذکر

واضح ہو کہ جسقدر چیزین ہم نے اعضا و حواس سے بیان کی ہین وہ اللہ تعالے نے تمام حیوانات کو بھی دی ہین مثلاً شہوت اور غضب اور حواس ظاہری و باطنی سب حیوانونکو بھی حاصل ہین دیکھو جب بکری بھیڑیے کو آنکھ سے دیکھتی ہے تو اوس کی عداوت اپنے دل سے معلوم کرکے فوراً بھاگتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ حیوان کو بھی ادراک باطنی موجود ہے پس اب ہم وہ چیز ذکر کرتے ہین جو خاص قلب انسانی مین پائی جاوے اور جسکے باعث اوسکو شرف اور تقرب الی اللہ کی لیاقت ہے اور وہ دو باتین ہین ایک علم اور دوسرا ارادہ۔ علم تو امور دنیوی اور اخروی اور حقائق عقلی کا ہے کہ یہ امور نہ محسوسات کی حد مین داخل ہین اور نہ حیوانات کو انمین انسان کے ساتھہ شرکت بلکہ علوم کلیہ بدیہی بھی خاص عقل انسانی سے ہین مثلاً انسان یہ حکم کرتا ہے کہ ایک شخص کا دو مکانونمین ہونا ایک ہی حالت مین غیر ممکن ہے پس یہ حکم ہر شخص کے واسطے ہے گو اوس نے دنیا کے بعض ہی اشخاص دیکھی ہین اس صورت مین اوسکا حکم کر دینا جمیع اشخاص پر اوسکی جسکے ادراک سے زائد ہے اور جب علم ظاہر بدیہی ہین یہ امر سمجھہ چکے تو اور تمام نظریات مین اور بھی ظاہر تر ہے اور ارادہ سے یہ غرض ہے کہ جب انسان عقل سے انجام کار کو سوچتا ہے اور اوسمین بہتری معلوم ہوتی ہے تو اوسکی طبیعت مین ایک شوق اوس بہتری کا اور اوسکے لوازم کے حاصل کرنیکا پیدا ہوتا ہے اسکو ارادہ کہتے ہین اور یہ ارادہ وہ نہین جو ارادہ شہوت یا ارادہ حیوانات کا ہوتا ہے بلکہ یہ ارادہ شہوت کے ارادہ کے ضد ہے مثلاً شہوت فصد اور پچھنے سے نفرت کرتی ہے مگر عقل اوسکا ارادہ کرتی ہے اور اوسکے لیے مال تک خرچ کرتی ہے یا بیماری کی حالت مین شہوت کا میل لذیذ کھانون کیطرف ہوتا ہے اور عاقل آدمی اپنے نفس مین اوسنے ایک مانع پاتا ہے اور یہ مانع شہوت کیطرف سے نہین اور اگر خدا تعالے عقل کو تو پیدا فرماتا جس سے انجام کار سوجھتا ہے اور اس ارادہ کو پیدا نفرماتا جس کے باعث حرکت اعضا کی عقل کے حکم کے بموجب ہوتی ہے تو عقل کا حکم بفائدہ محض ہوتا غرضیکہ قلب انسانی مین وہ علم و ارادہ ہے جو تمام حیوانات مین نہین بلکہ اول اول لڑکونمین بھی نہین ہوتے

زیادہ منہ نہ لگے تو ظاہر ہے کہ بادشاہی انتظام بہت درستی اور عدل کے ساتھہ ہوگا اسی طرح اگر نفس عقل سے استعانت لیگا اور غضب کی تادیب کرکے اوسکو شہوت پر مسلط رکھی گا اور کبھی غضب کو کم کرنیکے لیے شہوت سے مدد چاہے گا اور کبھی شہوت کے دبانیکے لیے غضب کو اوسپر مسلط کرکے مقتضیات شہوت کو برا سمجھیگا تو اوسکے قوی سب درجہ اعتدال پر رہینگے اور اوسکی اخلاق سب بہتر ہونگے اور اگر اس طریق سے عدول کریگا تو اون لوگونمین سے ہوگا جنکی شانمین خدا تعالے فرماتا ہے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ یا یہ ارشاد ہے وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور جو شخص کہ نفس کو شہوات سے روکتا ہے اوسکے حق مین یون ارشاد ہے وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور کیفیت ان چیزونکی ساتھہ مجاہدہ کی اور ایک کو دوسرے پر مسلط کرنیکے انشاء اللہ عنقریب باب ریاضت نفس مین آویگی دوسری مثال فرض کرو کہ بدن ایک شہر ہے اور اوسکا حاکم مدبر عقل ہے یعنی وہ چیز جو انسان کے اندر مدرک ہے اور حواس ظاہری اور باطنی اوسکے لشکر اور اعوان ہین اور اعضا اوسکے رعیت اور نفس امارہ یعنی شہوت و غضب اوسکا دشمن کہ اوسکے سلطنت کا خواہان ہے اور رعیت کو تباہ کیا چاہتا ہے تو اب بدن کو ایک مورچہ جاننا چاہیے جسمین بادشاہ خود حفاظت کے لیے موجود ہے پس اگر اپنے دشمن سے لڑکر اوسکو بھگا دیگا یا مغلوب کرلیگا تو اسکا کام دربار اعلی مین پسند ہوگا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً اور اگر اس مورچہ کو کھو بیٹھیگا اور اپنی رعیت کو بیکار کردیگا تو خدا کے نزدیک مذموم ہوگا اور اوسکی سزا اوسکو دیجاویگی جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے کہ ایسے شخص سے قیامت کو یون کہا جاویگا ای خبیث نگاہبان تونے گوشت کھایا اور دودھ پیا مگر گم ہوئی چیز کا ٹھکانا نہ لگایا اور شکستہ کو درست نہ کیا آج مین تجھسے عوض لونگا اور اسی مجاہدہ کیطرف اشارہ ہے اس حدیث شریف مین کہ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ تیسری مثال عقل کو ایک سوار سمجھنا چاہیے جسکا ارادہ شکار کا ہے اور شہوت کو اوسکا گھوڑا اور غضب کو اوسکا کتا خیال کرنا چاہیے پس اگر سوار حاذق اور ماہر ہوگا اور گھوڑا بھی سدھا ہوا اور کتا بھی تعلیم یافتہ تو بیشک اپنے مقصود کو پہونچیگا اور جب سوار بذات خود فن سواری سے جاہل ہوگا اور گھوڑا سرکش اور کتا دیوانہ تو نہ گھوڑا ہی اوسکا کہنا کریگا اور نہ کتا اشارہ پر چلیگا پس ایسے شخص کو شکار کا ملنا تو درکنار

اور گو اس جیسی کتاب مین غرض یہی ہے کہ منتہی لوگونکو نفع ہو پھر بھی ہم مثالین لکھکر ایسا بیان کرتے ہین جسکو مبتدی بھی سمجھ سکین

تیسرا بیان مثالین قلب کے باطنی خادمونکی

جاننا چاہیے کہ قلب کے دو خادم غضب اور شہوت کبھی اوسکی فرمان برداری بدرجۂ اتم کرتے ہین تو اوسوقت قلب کو سلوک مین اونسے مدد ملتی ہے بلکہ اون دونونکو اپنے سفر الی اللہ مین اچھا رفیق سمجھتا ہی اور کبھی یہ دونون اوسکی نافرمانی کرکے اوس سے باغی ہوجاتے ہین تو یہ نوبت پہونچتی ہے کہ اوسکو غلام کرلیتے ہین اور موجب اوسکی بربادی کا ہوتے ہین اور جس سفر سے کہ اوسکو سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے اوس سے باز رہتا ہے مگر اوسکے مددگار اور بھی ہین جنکو علم اور حکمت اور تفکر کہتے ہین اور اونکا بیان عنقریب آتا ہے پس ایسے وقت نازک مین قلب کو مناسب ہے کہ اون مددگارون سے جو اللہ کے گروہ کہلاتے ہین اون دونون خادمونکے مقابلہ کے لیے استعانت چاہے اسلیے کہ وہ دونون کبھی شیطان کی جماعت مین ملجاتے ہین اور قلب کو دباتے ہین پس اگر قلب نے استعانت نہ کی اور غضب اور شہوت کا مطیع ہوگیا تو بھی صورت ہلاکی اور نقصان بین کی ہے اور اکثر لوگون کا یہی حال دیکھا جاتا ہی کہ اونکی عقلین شہوات کی ایسی مطیع ہوگئی ہین کہ اپنی شہوات کے پورا کرنیکے لیے بیسون حیلے ڈھونڈھتے ہین اور مناسب یون تھا کہ عقل کی ضروریات مین شہوت اوس کی مطیع رہتی اب ہم ناظرین کے سمجھانیکے لیے اسکی توضیح تین مثالون سے کرتے ہین **مثال اول** فرض کرو کہ نفس انسانی یعنی لطیفہ مذکورہ بالا بادشاہ ہی اور بدن اوسکا شہر اور دار السلطنت اور جوارح اور قوی اوسکے کارکن اور عملہ اور قوت عقلیہ اوسکا وزیر خیرخواہ و باتدبیر ہے اور غضب اوس شہر کا کوتوال ہے اور شہوت اوسکا غلام بدسرشت جو اوس شہر مین کھانا وغیرہ لایا کرتا ہی اور بڑا مکار جھوٹا فریبی پلید ہے کہ خیرخواہونکی صورت مین اگر بظاہر خیرخواہی کرتا ہے مگر اوسکی خیرخواہی مین سراسر فساد اور زہر قاتل ہے اور اوسکی عادت یہ ٹھہر گئی ہے کہ وزیر باتدبیر کے ساتھ اوسکی تجویزونمین نزاع کرتا رہتا ہے یہان تک کہ کوئی گھڑی اوسکے نزاع سے خالی نہین رہتا پس ایسی صورت مین اگر بادشاہ اپنے امور سلطنت مین وزیر کے مشورونپر چلیگا اور اوس غلام پلید کے کہنے سے روگردان رہیگا اور یہ بات ٹھہان لیگا کہ اسکے خلاف ہی مین بہتری ہے اور اپنی وزیر کی خاطرداری سے کوتوال کی بھی تادیب کریگا اور وزیر کی طرف ہوکر اوسکو اوس غلام خبیث اور اوسکی تابعین پر معین فرماویگا تاکہ غلام مذکور اپنے درجہ سے بڑھنے نپاوے مغلوب اور محکوم بنا رہے

کیا حکمت ہی اتنا طول کلام چاہتی ہے کہ بہت سی جلدون مین بھی بیان نہو سکے اور ہم نے کچھ تھوڑا سا باب العشکر مین لکھا ہے اوسی پر کیتفا کی جاتی ہے۔ حاصل یہ کہ قلب کی خادم تین قسم کے ہین ایک قوہ کہ اوسکو کسی شے کی طرف رغبت دلاوین خواہ حصول نفع کی طرف مثل بھوک کے خواہ ضرر دفع کی طرف مثل غضب کے اس قسم کے خادم کو ارادہ بھی کہتے ہین دوسری قسم وہ ہے جو حصول مقصود کے لیے اعضا کو حرکت دیتی ہے اوسکو قدرت وطاقت کہتے ہین جو تمام اعضا خصوصاً رگ وپے مین پھیلی ہوئی ہے تیسری قسم جاسوسون کیطرح مدرک اور پہچاننے والی ان اشیا کی ہے وہ قوت دیکھنے اور سونگھنے اور سننے اور چکھنے اور چھونے کی ہے جو اعضا معینہ مین موجود ہے اس قسم کا نام علم وادراک ہے اور ان باطنی لشکرون مین سے ہر ایک کے ساتھ ظاہری لشکر بھی ہین یعنی اعضا مرکب گوشت وپوست وچربی وخون وہڈی وغیرہ سے یہ اعضا آلات واسباب پہلے لشکرون کے ہین مثلاً قوت گرفت انگلیون سے متعلق ہے اور قوت بینائی آنکھ مین ہے اور علی ہذا القیاس اور قوی کو سمجھنا چاہیے اور ہم کو اعضا ظاہری سے بحث نہین کیونکہ یہ عالم ظاہری سے ہین بلکہ ہم اون اعوان قلبی کا ذکر کرتے ہین جو آنکھ سے نہین سوجھتے اور وہ اون سب مین سے قسم سوم ہے یعنی قوائے مدرک اور انکی دو قسمین ہین ایک تو وہ جسکا ٹھکانا اعضائے ظاہری مین ہے یعنی حواس خمسہ ظاہری جو متعلق اعضا ظاہری آنکھ کان ناک وغیرہ سے ہین اور ایک وہ جنکا مسکن منازل باطنی مین ہے یعنی دماغ کی تجویفین اور یہ بھی پانچ ہین اسلیے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھکر جو اپنی آنکھین بند کر لیتا ہے تو اوس شے کی تصویر اپنے نفس مین پاتا ہے اسکو خیال کہتے ہین پھر یہ صورت بعض باتین یاد رکھنے سے اوسکے ساتھ رہتی ہے وہ حافظہ کہلاتا ہے پھر یاد کی چیز کو سوچتا ہے اور بعض کو بعض سے ملاتا ہے اور جو بھولا ہوا ہوتا ہے وہ یاد آجاتا ہے اور صورت جون کی تون نفس مین ہوتی ہے پھر محسوسات کی سب باتونکو حس مشترک سے اپنے خیال مین جمع کر لیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ باطن مین یہ قوتین ہین حس مشترک اور خیال اور فکر اور ذکر اور حفظ۔ اور اگر خدا تعالے قوت حفظ اور فکر اور ذکر اور خیال پیدا نہ فرماتا تو دماغ ان چیزونسے خالی ہوتا جیسے اب ہاتھ پاؤن وغیرہ اونسے خالی ہین غرضکہ جیسے یہ قوتین باطنی ہین اسیطرح انکی جگہین بھی باطنی ہین ف مترجم کہتا ہے کہ اطبا کے نزدیک جو حواس خمسہ باطنی ہین وہ سب کو معلوم ہین اور نام بھی اونکے مشہور مصنف رحمہ نے جو تبدیل کی ہے نہ معلوم کس رعایت سے کی ہے اونکی تقریر کا ترجمہ کر دیا گیا ہے پس یہ اقسام ہین قلب کے لشکرونکے اور انکا بیان اسطرح کہ کم علمونکی بھی سمجھ مین آجاوے طول چاہتا ہے

مطیع ہین کہ وے بہی طاعت الٰہی کے لیے مخلوق ہوئے ہین خلاف کی قدرت نہین رکہتے بلکہ اونکا حال یہ ہے
لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ البتہ ایک بات کا فرق ہے کہ فرشتے اپنی طاعت اور امر الٰہی
کی بجا آوری کے عالم بہی ہوتے ہین اور اعضا مین یہ بات نہین مثلاً آنکھ کی پلکین کہلنے اور بند ہونے مین
اطاعت قلب کی تو کرتی ہین مگر اونکو مطلق نہ اپنے وجود کی خبر ہے اور نہ اس اطاعت کی خبر
اور چونکہ قلب کو حاجت سواری اور زاد راہ کی اوس سفر کے لیے ہوتی ہے جسکے لیے پیدا ہوا ہے
یعنی سفر معرفت الٰہی اور قطع منازل دیدار رحمانی کے جیسا کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ
الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اسی لیے اوسکو ان اعوان اور مددگارونکی حاجت پڑی ان مین
سے اوسکی سواری تو بدن ہے اور زاد راہ علم ہے اور جن اسباب سے کہ یہ زاد راہ تک پہونچکر توشہ
حاصل کرتا ہے وہ اعمال نیک ہین اور بندہ کے لیے ممکن نہین کہ راہ سلوک الے اللہ بدون سکونت بدن
اور بسر کرنے دنیا کے حاصل ہوسکے کیونکہ بڑی منزل تک پہونچنے کے لیے چہوٹی منزل کا قطع کرنا
ضرور ہے اور اسی بنا پر اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ واقع ہوا ہے گویا دنیا بھی ایک منزل ہدایت ہے
اور اس کا دنیا اس وجہ سے نام ہوا کہ قدر و منزلت مین اوس دوسری منزل سے کم ہے غرض
کہ قلب کو ضرور ہے کہ اس عالم مین زاد راہ حاصل کرے اور بدن وہ سواری ہے جسکے باعث اس
دنیا مین پہونچ جاتا ہے پس اوسکی حفاظت اور کفالت بہی ضرور ہوئی اور اوسکی حفاظت اسطرح ہے
کہ جو غذا وغیرہ اوسکے موافق ہو وہ اوسکو دیجاوے اور جو اسباب اوسکے ہلاک کے ہون وہ اوس سے
دور کیے جاوین اس اعتبار سے حصول غذا کے لیے دو خادمون کی حاجت ہوئی ایک باطنی جسکا نام
بہوک اور خواہش ہے اور ایک ظاہری یعنی ہاتہہ وغیرہ اعضا جنسے غذا حاصل ہو اسی لیے قلب مین بقدر
حاجت خواہش بہی پیدا کی گئی اور اعضا جو ذریعہ خواہش ہین وہ بہی عنایت ہوئے اسیطرح مہلکات
سے بچنے کے لیے دو لشکرونکی ضرورت ہوئی ایک باطنی جسکو غضب کہتے ہین اور جسکے باعث دشمنونسے
انتقام لیتا ہے اور مہلکات کو دور کرتا ہے اور ایک ظاہری یعنی ہاتہہ اور پاؤن وغیرہ جنسے غضب
کے وقت حسب مقتضاے غضب کام لیتا ہے گویا ان اعضا کا وجود بدن مین مثل ہتیارونکی ہے
اب جو شخص محتاج غذا کا ہے جب تک اوسکو غذا کا حال معلوم نہو تو صرف محبت غذا اور بہوک
سے کام نچلے گا اس لیے قلب کو غذا کے پہچاننے کے لیے دو خادمون کی ضرورت ہوئی ایک باطنی
یعنی ادراک حواس خمسہ ظاہری کا اور ایک ظاہری یعنی مواضع حواس خمسہ ظاہری کے کہ آنکھ
وکان وناک وغیرہ ہین۔ اور قلب کو جو ان اشیا کی طرف حاجت ہے اوسکی وجہ مفصل اور یہ کہ اسمین

۱۰۰ بی حکمی نہین کرتے اللہ کی جو بات اونکو فرمائی اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو ۱۲

۲۰۰ اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی اپنی بندگی کو ۱۲

۳ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ۱۲

چیزون مین کچھہ معانی کا اختلاف معلوم نہین ہوتا اسی قباحت کے دور کرنے کے لیے ہم نے ان الفاظ کی شرح اول کردی - اور جہان کہین قرآن مجید یا حدیث شریف مین لفظ قلب واقع ہے پس اوس سے مراد وہ چیز ہے جو انسان مین سمجھتی ہے اور حقیقت اشیا کو معلوم کرتی ہے اور اوسکو کنایۃ اوس قلب پر بولتے ہین جو آدمی کے سینہ مین ہے کیونکہ اوس لطیفہ اور جسم قلب مین ایک علاقہ خاص ہے اور اگرچہ وہ تمام بدن سے متعلق ہے اور سب اعضا سے کام لیتا ہے لیکن تعلق اوس کا اور اعضا سے بواسطہ قلب کے ہے یعنی لطیفہ مذکورہ کا تعلق اول قلب جسمانی ہی سے ہے گویا کہ قلب جسمانی اوسکا محل اور دار السلطنت اور مرکب ہے اور اسی جہت سے سہیل تستری رحمہ اللہ نے قلب جسمانی کو عرش سے اور سینہ کو کرسی سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ قلب عرش ہے اور صدر کرسی ہے اور اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اونکی غرض یہ ہے کہ قلب عرش خدا کا ہی اور صدر اوسکی کرسی ہے کیونکہ یہ امر تو محال ہے بلکہ مراد اونکی یہ ہے کہ قلب جسمانی اور صدر لطیفہ قلبی کے لیے دار السلطنت اور تختگاہ ہین کہ اول اوسکا تصرف یہان ہی سے شروع ہوتا ہے غرضکہ قلب جسمانی اور صدر کو لطیفہ قلبی سے وہ نسبت ہی جو عرش و کرسی کو ہی خدائے پاک سے اور یہ تشبیہ بھی صرف بعض وجوہ سے درست بیٹھتی ہے اور چونکہ اوس سے ہماری غرض متعلق نہین اس لیے فروگذاشت کرتے ہین

دوسرا بیان قلب کے لشکرون کا

واضح ہو کہ اللہ تعالے کے لشکر قلوب اور ارواح اور دوسرے عالمون مین اتنے ہین کہ اونکی حقیقت اور گنتی سوا اوسکے اور کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود فرماتا ہے وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اور ہم اب بعض لشکر قلب کے بیان کرتے ہین کیونکہ ہماری غرض قلب ہی سے متعلق ہی پس جاننا چاہیے کہ قلب کے دو لشکر ہین ایک وہ جو ظاہری آنکھ سے محسوس ہوتا ہے اور ایک وہ جو عقل کی آنکھ سے سوجھتا ہی اور وہ دونون قلب کے لیے بمنزلہ خادم اور مددگار کے ہین اور یہان لشکر کے یہی معنی ہین پس وہ لشکر جو ظاہری آنکھ سے سوجھتا ہے وہ ہاتھ پاؤن آنکھ کان ناک اور تمام اعضا ظاہری اور باطنی ہین کہ سب کے سب اوسکے خادم اور مسخر ہین وہ جسطرح چاہتا ہے اونمین تصرف کرتا ہے یہ سب اوسکی اطاعت کے لیے پیدا ہوئے ہین حتی کہ اوسکے خلاف کی قدرت نہین رکھتے اور اوسے منحرف ہو سکتے ہین مثلاً جب آنکھ کو حکم کھلنے کا کرتا ہے کھل جاتی ہے اور پاؤنکو چلنے کا کہتا ہے تو چلنے لگتا ہے زبان کو بولنے کے لیے حکم ناطق دیتا ہے تو بولنے لگتی ہے اور اسیطرح تمام اعضا کا حال ہے اور اعضا اور حواس کا مطیع ہونا قلب کے لیے من وجہ ایسا ہی جیسا فرشتے اللہ تعالے کے

۱ اور کوئی نہین جانتا تیرے رب کے لشکرکو مگر وہی آیت ۳۱

کو روکتا رہتا ہے اور اوسپر اعتراض کرتا رہتا ہے تو اوسکو نفس لوامہ کہتے ہین اس لیے کہ وہ
اپنے مالک کو عبادت مولے مین قاصر پاکر ملامت کرتا ہے اسکا ذکر بھی خدا تعالے نے فرمایا ہے
لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور جب نفس شہوانی کی روک نہ کرے بلکہ مقتضاے شہوات اور حرکات
شیطانی کا مطیع اور منقاد ہوجاوے تو اوسکو امارہ بالسوء کہتے ہین جیسا کہ خدا تعالے نے حضرت
یوسف علیہ السلام یا عزیز مصر کی بی بی کے حال مین ارشاد فرمایا وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ
بِالسُّوْٓءِ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امارۃ بالسوء سے مراد نفس باعتبار معنے اول ہو تو اس صورت
مین نفس بمعنی اول نہایت ہی برا ہے اور دوسرے معنی کی روسے عمدہ ہے اس لیے کہ وہ انہین
معنی کے اعتبار سے ذات وحقیقت انسانی ہے جو معرفت الٰہی و دیگر معلومات کی علم ہے چوتھا لفظ
عقل ہے اور وہ بھی معانی مختلفہ مین مشترک ہی جنکا بیان ہم باب العلم مین کر چکے اور اونمین
سے دو معنون کے ساتھ ہماری غرض متعلق ہے اول تو یہ کہ کبھی عقل بولتے ہین اور اوس سے
مقصود علم حقائق امور کا ہوتا ہے اس صورت مین عقل صفت علمیہ ہوگی جسکا محل قلب ہی
دوسرے یہ کہ کبھی عقل کہتے ہین اور اوس سے مراد مدرک علوم ہوتی ہے تو اس صورت مین عقل
بھی وہی لطیفہ مذکورہ بالا ہوگی اور اوسکی تفصیل یہ ہے کہ ہم جانتے ہین کہ جو عالم ہے وہ بنفسہ
موجود اور قائم بذات خود ہے اور صفت علم اوسمین حلول کی ہوئی ہے اور صفت غیر ہوتی ہے
اپنے موصوف کی پس عقل سے کبھی تو یہ صفت علم مراد ہوتی ہے اور کبھی محل ادراک یعنی موصوف
اوس صفت کا مراد ہوتا ہے اور یہی معنی ہین عقل کے اس حدیث شریف مین کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
الْعَقْلَ کیونکہ صفت علم تو قائم بالذات نہین ایک عرض ہے اوسکا اول مخلوق ہونا کیسے سمجھا جاے
تو ضرور ہے کہ اوسکا محل اوس سے پہلے یا اوسکے ساتھ مخلوق ہو ورنہ خطاب کسطرح ممکن ہوگا
جو اسی حدیث مین مذکور ہے کہ خدا تعالے نے اوسکو فرمایا کہ سامنے آ تو سامنے آئی پھر فرمایا پیٹھ
پھیر تو پیٹھ پھیری اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث مین عقل سے محل صفت علمی مراد ہی اب معلوم
کرنا چاہیے کہ ان چارون الفاظ قلب و نفس و روح و عقل کے مدلول جدا جدا موجود ہین یعنی
قلب جسمانی اور روح جسمانی اور نفس شہوانی اور علوم اور پانچوین معنی یعنی لطیفہ مدرکہ انسانی
وہ ان چارون لفظونمین مشترک ہے اس صورت مین لفظ چار ہوئے اور معنی پانچ اور ہر لفظ کے
دو دو معنی ہوئے۔ اور چونکہ اکثر علما پر ان الفاظ کا اختلاف اور اشتراک مشتبہ ہوگیا ہی اسی وجہ سے
وہ خواطر مین لکھتے ہین کہ یہ خاطر قلب ہی اور یہ خاطر نفس ہے اور یہ خاطر روح ہی مگر ناظر کو ان

۱ قسم کھاتا ہون بی بی کی جو اُلہنا دیتا ہے ۱۲

۲ اور مین پاک نہین کہتا اپنی کو بی تو سکھاتا ہے برائی ۱۲

ایک جسم لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کا خلو ہے اور وہانسے بذریعۂ شریانونکے تمام اعضاء بدنمین پھیلتی ہے اور اوسکا بدن مین پھیلنا اور حیات اور حواس خمسہ کا اعضا کو دینا ایسا ہے جیسا ایک چراغ کسی گھر مین رکھدو اور اوس سے چار طرف روشنی پھیل جاوے اور گھر کے اندر جس جگہ یہ روشنی جاوے وہان اُجالا ہوجاوے پس روح بمنزلہ چراغ کے ہے اور حیات بمنزلہ نور کے اور روح کا بدن مین حرکت کرنا اور بدنمین ساری ہونا ایسا ہے جیسا چراغ مثلاً اطراف گھر مین پھرایا جاوے - یہ معنی روح کے اصطلاح اطبا کی ہے یعنی روح ایک بخار لطیف ہے جو حرارت قلب سے نضج پاتا ہے پس ان معنون کا بیان کرنا ہماری غرض نہین اس سے غرض اطبا کی متعلق ہے جو علاج بدن کرتے ہین اور اطبا دین جو قلب کی معالج اس لیے ہوتے ہین کہ اوسکو جوار رب العالمین تک پہونچاوین وہ اس روح سے ذرا بھی بحث نہین کرتے بلکہ اونکی غرض دوسری معنی سے ہے اور روح کے دوسرے معنی یہ ہین کہ وہ ایک لطیفۂ مدرکہ ہے انسان مین اور یہ وہی معنی ہین جسکی شرح دوسرے معنی قلب مین ہم کرچکے ہین اور یہی معنی مراد ہین اس آیت شریفہ مین قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور یہ ایک ایسی عجیب ربانی شے ہے کہ جسکے کنہ حقیقت کے ادراک مین اکثر عقول وفہم عاجز ہین تیسرا لفظ نفس ہے یہ کئی معنون مین مشترک بولا جاتا ہے جنمین سے دو معنی ہمارے مقصود کے موافق ہین اول یہ کہ نفس انسان مین وہ شے ہے جو قوت غضب اور شہوت کی جامع ہے اور اسکا بیان عنقریب آویگا اہل تصوف مین یہ معنی اکثر شائع ہین اونکے نزدیک نفس وہی ہے جسمین صفات مذمومہ انسانی جمع ہین اور اسی بنا پر وہ لوگ فرماتے ہین کہ نفس پر مجاہدہ کرنا چاہیے اور نفس کو خوب توڑنا چاہیے اور اس حدیث شریف مین بھی کہ اَعْدٰی عَدُوِّکَ نَفْسُکَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْکَ یہی معنی مراد ہین - دوسرے معنی نفس کے یہ ہین کہ نفس ایک لطیفہ ربانی ہے جسکا ہم پہلے ذکر کرچکے اور اس اعتبار سے واقع مین انسان وہی ہے اور نفس انسان اور ذات انسان بھی اوسیکو سمجھنا چاہیے البتہ اتنا ہے کہ بسبب اختلاف احوال صفات مختلفہ کے ساتھہ موصوف ہوتا ہے پس جب شہوات سے مزاحمت کرتے کرتے اوسکا اضطراب دور ہوجاتا ہے اور فرمان برداری مین ٹھہر جاتا ہے تو اوسکو نفس مطمئنہ کہتے ہین جسکے باب مین خدا تعالے فرماتا ہے یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً کیونکہ نفس کے اول معنی جو بیان ہوئے اونکے اعتبار سے اوسکا اللہ کیطرف رجوع کرنا متصور نہین ہوتا بلکہ وہ تو اللہ سے دور کرتا ہے اور جماعت شیطان سے ہے - اور جب اوسکا سکون کامل نہین ہوتا مگر نفس شہوانی

باب اول ذکر عجائبات قلبی کا مشتمل پندرہ بیانون پر

بیان اول نفس اور روح اور قلب اور عقل کے معنی کا اور یہ کہ ان چارون اسماسے کیا مراد ہے جاننا چاہیے کہ ان چارون لفظونکا استعمال فصول ہلکات اور منجیات مین ہوتا ہے اور علما مین سے ایسے لوگ کم ہین جو ان الفاظ کے معانی کا اختلاف اور اونکا مصداق جانتے ہون اور اکثر غلطی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ لوگ انکے معنے نہین جانتے اور انکے معانی مختلفہ مین مشترک آنے کا حال پہچانتے ہین لہذا ہم انکے معانی وہ بیان کرینگے جن سے ہماری غرض متعلق ہی لفظ اول قلب ہے اسکے دو معنی ہین اول تو وہ گوشت کا ٹکڑا گاودم جو سینے کی بائین جانب ہی اور اسکے بیچ مین خلا ہے جسمین سیاہ خون رہتا ہی جو منبع اور معدن روح کا ہے لیکن ہمکو اوس شکل و کیفیت کا بیان کرنا مقصود نہین اوس سے غرض اطبا کی متعلق ہوتی ہے دینی غرض اوس سے کوئی متعلق نہین اسطرح کا دل تو بہائم بلکہ مردہ مین بہی موجود ہوتا ہے پس جب ذکر قلب کا اس کتاب مین آویگا تو اوس سے یہ معنی مراد نہونگے اسلیے کہ ان معنی کے اعتبار سے تو دل ایک گوشت کا ٹکڑا بیقدر ہے اور عالم محسوسات ظاہری سے ہے یہانتک کہ جانورونکو بہی آنکھ سے سوجھ سکتا ہے آدمیونکا تو کیا ذکر ہے اور دوسرے معنے دل کے یہ ہین کہ وہ ایک لطیفۂ روحانی ربانی ہے جسکو قلب جسمانی سے تعلق ہے اور یہی لطیفہ حقیقت انسانی کہلاتا ہے اور مدرک اور عالم اور مخاطب اور معاتب یہی ہے اور اسی سے باز پرس ہے اور جو وجہ علاقہ کی اس لطیفہ کو قلب جسمانی سے ہے اوسکی ادراک مین اکثر لوگونکی عقل حیران ہے کیونکہ اوسکا تعلق قلب جسمانی سے ایسا ہے جیسا تعلق اعراض کا اجسام سے یا صفات کا اپنے موصوف سے یا تعلق کاریگر کا اپنے آلہ سے یا مکین کا مکان سے اور ہم جو اوسکو جہ کو نہین بیان کرتے اوسکی دو سبب ہین اول تو یہ کہ یہ امر علوم مکاشفہ یعنے اسرار غیبی سے متعلق ہے اور ہم کو اس کتاب مین صرف علوم معاملہ بیان کرنے مقصود ہین دوم یہ کہ اسکی تحقیق روح کے راز فاش ہونے پر موقوف ہے اور یہ وہ راز ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ارشاد نہین فرمایا پس دوسرے کو بہی لب کشائی اسباب مین نچاہیے غرضکہ اس کتاب مین جس جگہ ہم قلب لکھینگے اوس سے یہی لطیفہ مراد ہوگا اور ہماری غرض بھی یہی ہے کہ اوسکے اوصاف اور احوال بیان کرین اوسکی حقیقت فی ذاتہ کا بیان کرنا منظور نہین اس لیے کہ مدار علم معاملہ کا اوسکے صفات اور حالات کے جاننے پر ہے اوسمین کچھ ضرورت ذکر حقیقت کی نہین پڑتی دوسرا لفظ روح ہے اسکے بھی دو معنی ہین ایک یہ روح

عتاب اور یہی سعادت قرب الٰہی سے بھی مشرف ہوتا ہے پس اگر صفائی اور تزکیہ نصیب ہوگیا
تو فلاح کو پہونچتا ہے اور اگر آلودگی مین پڑا رہا تو بدبختی اور نا امیدی کا سورد ہوتا ہے حاصل یہ
ہر حقیقت خدا تعالے کی اطاعت دل ہی کرتا ہے اور اعضاء ظاہری مین صرف عبادت کی سبب
نور پھیل جاتا ہے اور عصیان اور تمرد بھی دل ہی کا کام ہے اور اسوقت اعضا مین خشش اور بدرنگی
آثار نمودار ہوجاتے ہین اسکی روشنی اور تاریکی سے ظاہر کے محاسن اور قبائح کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ
برتن مین سے وہی نکلتا ہے جو اوسکے اندر ہوتا ہے اور دل ایسی چیز ہے کہ آدمی جب اسکو
جان لے تو اپنے نفس کا عالم ہوجاتا ہے جسکے جاننے پر مدار خدا تعالے کی معرفت کا ہے اور اگر
دل سے جاہل رہے تو نفس سے بھی جاہل رہتا ہے اور نفس کی جہالت سے خدا تعالے کو بھی
نہین پہچان سکتا اس لیے کہ جو اپنے قلب سے ہی جاہل ہے تو غیر سے بطریق اولے جاہل ہوگا
اور اکثر لوگ اپنے قلوب اور نفوس سے ناواقف ہین اور اونکی بیچ مین اور اونکی نفسونکی دریا نہین
حجاب ہے چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ اور خدا حائل ہونا اسطرح ہے
کہ دل کو مشاہدہ اور مراقبہ اور ادراک صفات قلبی سے روکدے اور یہ کیفیت معلوم ہونے دے کہ دل
خدا تعالے کی دو انگلیون مین کسطرح پھرتا رہتا ہے اور یہ کہ کسطرح بعض اوقات اوسکا میلان
اسفل السافلین کی طرف ہوکر شیاطین کی حد تک پہونچتا ہے اور بعض اوقات اوسکی رغبت
اعلی علیین کیطرف ہوکر عالم ملائکہ مقربین تک عروج کرجاتا ہے اور جو شخص اپنے قلب کا حال نجانے
کہ اوسکی نگہبانی اور محافظت کرے اور خزاین ملکوتیہ جو اوسپر وارد ہوتے ہین اونکا امیدوار رہے
وہ اون لوگون مین سے ہے جنکے حق مین خدا تعالے فرماتا نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الْفٰسِقُوْنَ اس سے معلوم ہوا کہ قلب کا پہچاننا اور اوسکے صاف کی حقیقت کو دریافت کرنا
اصل دین اور بنیاد طریق سالکین ہے اور چونکہ ہم نصف اول کتاب مین عبادات و معاملات متعلقہ
اعضاے ظاہری کا حال لکھہ چکے ہین جسکو علم ظاہر کہتے ہین اور وعدہ کرچکے ہین کہ نصف ثانی
مین صفات مہلکہ اور منجیات جو قلب پر جاری ہوتے ہین اور جنکا نام علم باطن ہے بیان کرینگے
اس لیے ضرور ہوا کہ قبل تفصیل مہلکات اور منجیات کے دو باب لکھین اول مین عجائب صفات
اور اخلاق قلبی کا مذکور ہو اور دوم مین کیفیت ریاضت قلب اور اوسکے اخلاق کی تہذیب کا طریقہ
اب ہم عجائب قلبی کو بطریق ضرب امثال ذکر کرتے ہین کہ جلد سمجھہ مین آوے ورنہ اسکی عجائب
واسرار جو عالم ملکوت سے متعلق ہین اکثر سمجھہ مین نہین آتے

۱ اشارہ دل کی طرف ہے اور ضمیر اوسکی دل کی طرف ہے ۱۲

۲ اونھون نے بھلا دیا اشر کو پھر اوس نے بھلا دیا اونکو اونکی جی ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ ای چارنما و بندپرور ۔ ہردم ہے تجھی سے استعانت ۔ جلد ثالث کو کردون پوری
یہ زور قلم مین کر عنایت ۔ رباعی گو حمد سے بہتر نہین کوئی مذکور ۔ لاا حصے کا مضمون نہی
ہے لیکن مشہور ۔ کیا نسبت خاک کو ہے با عالم پاک ۔ انسان جو کرے دعوی سراسر ہے فتور
دیباچہ حمد اوس خدا کو سزاوار ہے جسکے جلال کے ادراک مین دل اور خواطر سرگردان ہین
اور اوسکے نور کی ادنے تجلی سے انجمین اور نظرین حیران سب رازہاے مخفی اور مکنونات ضمیر کو
جانتا ہے اور اپنی سلطنت کی تدبیر مین مشیر وزیر سے بے پروا عیبونکو چھپانا دلونکو بھیر دینا اوسکا
کام ہے اور غفار الذنوب اور ستار العیوب اوسکا نام اور صلوۃ وسلام حضرت شفیع المذنبین
سید المرسلین پر کہ انہون نے دین کی ابتری کو درست فرمایا اور بے دینونکو جڑسے اکھاڑا اور انکی
آل پاک وصحابہ طیبین پر بہت سا سلام بعد حمد وصلوۃ کے معلوم کرنا چاہیے کہ شرف انسانی
جس سے کہ اوسکو اور مخلوقات پر فضیلت ہی وہ استعداد معرفت خداے پاک ہے اور یہی معرفت
دنیا مین جمال وکمال انسان ہے اور آخرت مین اوسکا ذخیرہ وسامان اور استعداد معرفت قلب کو
مرحمت ہوئی اور کسی عضو کو نہین ہوئی کیونکہ خدا تعالے سے نزدیک ہونا اور اوسکو پہچاننا
اور اوسکے لیے کام کرنا اور اوسکی طرف دوڑنا یہ سب کام قلب ہی کا ہے اور اشیاء حضوری کا
مکاشفہ بھی اوسی سے متعلق ہے دوسرے اعضا اوسکے آلات اور تابع اور خدمتگار ہین وہ اوسے
اسطرح کام لیتا ہے جیسے مالک غلام سے یا حاکم رعیت سے یا کاریگر آلات سے غرض کہ اللہ تعالے
کی نزدیک دل ہی مقبول ہے اگر غیر اللہ سے محفوظ ہے اور یہی محبوب بھی ہوجاتا ہے اگر غیر اللہ کی طرف
بہت متوجہ ہو اور اسی سے باز پرس متعلق ہے اور اسکو اوامر اور نواہی کا خطاب ہی اور اسی پر

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ

ہادی و برحق شافی مطلق کا احسان کہ نسخہ دافع زلل صوری رافع علل معنوی نافع مومنین

جلد سوم

مذاق العارفین

ترجمہ

احیاء علوم الدین

مصنفہ

اکمل زمان افضل دوران عالم المعی فاضل لوذعی مولوی محمد احسن صدیقی نانوتوی ادامہ اللہ تعالی القوی

مطبع نامی منشی نولکشور میں طبع ہوا

خلاصہ مطالب	صفحہ
بیان ششم ریا کی دوا کا اور وقت ریا دل کے علاج کا طریق	۴۹۲
بیان ہفتم اظہار طاعت کے قصد کے جواز مین۔	۵۰۴
بیان ہشتم گناہ ہونکے چھپانے کے جواز مین۔	۵۰۸
بیان نہم ریا اور آفات کی ڈر کے ماری عمل کے چھوڑ دینے کے ذکر مین۔	۵۱۲
بیان دہم اس باب مین کہ عبادت کو لوگون کے دیکھنے سے جو نشاط بندہ کو حاصل ہوتا ہی اوسمین کون درست ہے اور کون نادرست ہے۔	۵۲۴
بیان یازدہم اس امر مین کہ مرید پر قبل عمل اور بعد عمل اور عین عمل مین کیا کرنا چاہیے۔	۵۳۴
باب نہم کبر اور عجب کی برائی مین	۵۳۴
فصل اول کبر کے بیان مین۔	″
بیان اول کبر کی مذمت کا۔	″
بیان دوم اترانے کی برائی اور چلنے اور کپڑونکے لٹکانے سے اظہار تکبر کی مذمت مین۔	۵۳۷
بیان سوم تواضع کی فضیلت مین۔	۵۴۸
بیان چہارم کبر کی حقیقت اور اوسکی آفت کا۔	۵۴۳
بیان پنجم اس امر مین کہ جس شخص مین تکبر کیا جاتا ہی اوسکے کتنے درجات اور اقسام ہین اور نتیجہ کبر کا اوسمین کیا ہے	۵۴۵
بیان ششم اون چیزونکا جنسے تکبر ہوتا ہے۔	۵۴۹
بیان ہفتم اون اسباب کا جنسے تکبر پہچان مین آتا ہے	۵۵۷
بیان ہشتم تواضع والون کی اخلاق کا اور تفصیل اون افعال کی جنمین اثر تواضع اور تکبر کا ظاہر ہو۔	۵۵۹
بیان نہم طریق علاج کبر کا اور تواضع کے حاصل کرنے کا۔	۵۶۱
بیان دہم تواضع مین نہایت درجہ کی ریاضت کا	۵۸۵
فصل دوم بیان عجب مین۔	۵۸۶
بیان اول عجب کی مذمت مین۔	″
بیان دوم عجب کی آفت کے ذکر مین۔	۵۸۷
بیان سوم عجب و ناز کی حقیقت اور اونکا تعریف	۵۸۸
بیان چہارم عجب کی مجمل علاج مین	۵۸۹
بیان پنجم اون چیزون کی اقسام جنسے عجب ہوتا ہے اور جدا جدا ہر ایک کا علاج۔	۵۹۵
باب دہم غرور یعنے مغالطہ کی مذمت مین	۶۰۲
بیان اول غرور کی مذمت اور اوسکی حقیقت اور مثالین۔	۶۰۳
بیان دوم مغرور کی چارون صنفون کے فرقون کا حال۔	۶۱۹
فصل اول صنف اول یعنے اہل علم کے فرقونکا حال	″
فصل دوم ارباب عبادت و عمل کے غرور مین۔	۶۴۴
فصل سوم صوفیون کے مغالطہ مین۔	۶۵۰
فصل چہارم ارباب اموال کے مغالطہ کا ذکر۔	۶۵۷
قطعۂ تاریخ ترجمہ۔	۶۷۰

خلاصۂ مطالب	صفحہ
بیان ثانزدہم اوس مقدار حسد کا جسکا دور کرنا دلمین ہے واجب ہی۔	۳۰۹
باب ششم دنیا کی مذمت کا	۳۱۱
بیان اول دنیا کی مذمت مین۔	۳۱۲
بیان دوم اون نصیحتون کا اور وعظونکا جنمین دنیا کی مذمت اور صفت مذکور ہے۔	۳۲۸
بیان سوم دنیا کی کیفیت کا مثالونمین۔	۳۳۶
بیان چہارم دنیا کی حقیقت اور ماہیت کا بندہ کے حق مین	۳۴۴
بیان پنجم خود دنیا کی حقیقت اور اوسکے شغلونکا ذکر جنمین خلق ایسی ڈوبی ہوئی ہی کہ اپنے نفس اور خالق کو اور دنیا مین اپنے آنے جانے کو بولی ہوئی ہے۔	۳۵۳
باب ہفتم بخل کی مذمت اور مال کی دوستی کے بیانمین	۳۶۴
بیان اول مال کی مذمت اور اوسکی محبت کی برائی۔	۳۶۵
بیان دوم مال کی تعریف اور اوسکی مدح و مذمت مین تطبیق کی وجہ۔	۳۶۸
بیان سوم آفات مال اور اوسکے فوائد کی تفصیل مین۔	۳۷۰
بیان چہارم حرص و طمع کی مذمت اور قناعت اور لوگونسے توقع نہ رکھنے کی ثنا۔	۳۷۳
بیان پنجم حرص و طمع کا علاج اور اوس دوا کا ذکر جس سے کہ قناعت کی صفت حاصل ہو۔	۳۷۸
بیان ششم سخاوت کی فضیلت مین۔	۳۸۱
بیان ہفتم بخل کی مذمت مین۔	۳۹۵
بیان ہشتم ایثار اور اوسکی فضیلت کے بیانمین۔	۴۰۲
بیان نہم سخاوت اور بخل کی تعریف اور اونکی حقیقت مین۔	۴۰۵
بیان دہم بخل کا علاج۔	۴۰۹
بیان یازدہم اون باتون کا جو آدمی کو مال کے باب مین ضروری ہین۔	۴۱۴
بیان دوازدہم توانگری کی مذمت اور فقیری کی ثنا مین۔	۴۱۶
باب ہشتم جاہ و ریا کی مذمت کے بیانمین	۴۳۲
فصل اول ایسی باتونکا ذکر جنسے ریا پیدا ہوتا ہی۔	۴۳۴
بیان اول شہرت اور خلق مین نام ہونے کی برائی۔	″
بیان دوم گمنامی اور عدم شہرت کی فضیلت۔	۴۳۶
بیان سوم جاہ کی محبت کی برائی۔	۴۳۸
بیان چہارم جاہ کے معنی اور اوسکی حقیقت کے ذکر مین۔	۴۳۹
بیان پنجم اس امر کا کہ جاہ کے محبوب ہونے کی کیا وجہ ہے	۴۴۰
بیان ششم کمال حقیقی اور کمال وہمی بے اصل کا ذکر۔	۴۴۶
بیان ہفتم اس امر مین کہ جاہ کی کونسی محبت اچھی ہے اور کونسی بری۔	۴۵۰
بیان ہشتم اسباب مین کہ نفس کو اپنے مدح و ثنا کی محبت اور خوشی کس سبب سے ہی اور ہجو سے نفرت اور بغض کس وجہ سے	۴۵۲
بیان نہم محبت کی جاہ کے علاج مین۔	۴۵۴
بیان دہم مدح کی محبت کے علاج مین۔	۴۵۷
بیان یازدہم مذمت کی نفرت کے علاج مین۔	۴۶۰
بیان دوازدہم مدح اور مذمت مین لوگونکے مختلف احوال ہونے کے باب مین۔	۴۶۲
فصل دوم ریا کے باب مین۔	۴۶۵
بیان اول ریا کی مذمت مین۔	″
بیان دوم ریا کی حقیقت اور جس چیز مین کہ ریا ہوتا ہے	۴۷۱
بیان سوم ریا کے درجات مین۔	۴۷۷
بیان چہارم اوس ریای خفی کا جو چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ تر ہے۔	۴۸۴
بیان پنجم اس بات کا کہ ریای خفی اور جلی مین سے کون کونسی صورت مین عمل باطل ہوتا ہے	۴۸۷

خلاصۂ مطالب	صفحہ
باب چہارم آفات زبان مین	۱۷۳
بیان زبان کے خطروں کے بڑے ہونے کا اور فضیلت چپ رہنے کی	۱۷۴
پہلی آفت کلام لاحاصل ہے۔	۱۷۸
دوسری آفت زیادہ گوئی ہے۔	۱۸۲
تیسری آفت امور باطلہ کا ذکر کرنا۔	۱۸۴
چوتھی آفت مراء دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا	۱۸۵
پانچوین آفت خصومت ہے	۱۸۹
چھٹی آفت کلام کو خوب بنا کر کہنا۔	۱۹۲
ساتوین آفت فحش کہنا اور گالی اور پھکڑ دینا ہے۔	۱۹۳
آٹھوین آفت لعنت کرنا۔	۱۹۵
نوین آفت راگ اور شعر ہے۔	۲۰۰
دسوین آفت ہنسی ٹھٹھا ہے۔	۲۰۱
گیارھوین آفت مسخرا پن اور دوسرے کو بنانا اور ٹھٹھول کرنا ہے	۲۰۶
بارھوین آفت راز کا ظاہر کر دینا۔	۲۰۸
تیرھوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے۔	〃
چودھوین آفت جھوٹ بولنا اور قسم کھانی۔	۲۱۰
پندرھوین آفت غیبت ہے۔	۲۲۱
بیان اول غیبت کی مذمت۔	〃
بیان دوم معنی غیبت اور اوسکی تعریف مین۔	۲۲۴
بیان سوم اسباب غیبت کے ذکر مین۔	۲۲۸
بیان چہارم اوس تدبیر کے ذکر مین جس سے زبان غیبت سے باز رہے۔	۲۳۰
بیان پنجم اس امر کا کہ دل سے بھی غیبت کرنی حرام ہے۔	۲۳۴
بیان ششم اون عذرونکا جنکے سبب غیبت درست ہے۔	۲۳۷
بیان ہفتم غیبت کے کفارہ کے ذکر مین۔	۲۳۹
سولھوین آفت چغلی ہے۔	۲۴۱
سترھوین آفت دورخی بات کہنی۔	۲۴۶

خلاصۂ مطالب	صفحہ
اٹھارھوین آفت تعریف و مدح ہے۔	۲۴۸
اونیسوین آفت فحوائے کلام مین باریک غلطیونسے غافل ہونا	۲۵۱
بیسوین آفت عام لوگونکا سوال کرنا۔	۲۵۲
باب پنجم غضب اور حقد وحسد کی برائی کے بیان مین	۲۵۴
بیان اول غصہ کی برائی مین۔	۲۵۵
بیان دوم غضب کی حقیقت مین۔	۲۵۹
بیان سوم اس بات کا کہ ریاضت سے اصل غضب کا دور ہونا ممکن ہے یا نہین۔	۲۶۲
بیان چہارم غصہ کے سببون کے ذکر مین اور اونکے دور کرنے کی تدبیرون مین۔	۲۶۷
بیان پنجم غصہ کے علاج کا بعد جوش کے۔	۲۶۸
بیان ششم فضائل غصہ پینے کے۔	۲۷۲
بیان ہفتم حلم کی فضیلت مین۔	۲۷۳
بیان ہشتم اوس مقدار کلام کا جو انتقام و تشفی کے لیے جائز ہے۔	۲۷۷
بیان نہم حقد یعنے کینے کے معنی اور ثمرہ کا اور عفو اور نرمی کی فضیلت کا۔	۲۸۰
بیان دہم فضیلت عفو اور احسان مین۔	۲۸۱
بیان یازدہم حسد کی برائی اور اوسکی حقیقت و اسباب و علاج کے بیانمین۔	۲۸۸
بیان دوازدہم حسد کی حقیقت اور حکم اور اقسام اور مراتب کے ذکر مین۔	۲۹۲
بیان سیزدہم منافست اور حسد کے اسباب مین۔	۲۹۷
بیان چہاردہم اس بات کی وجہ کہ ہمسرون اور برابرون اور بھائیون اور یگانونمین زیادہ حسد کیون ہوتی ہے۔	۳۰۰
بیان پانزدہم اوس دوا کا جس سے حسد کا مریض دل سے جاتا رہے۔	۳۰۴

فہرست مطالب مذاق العارفین ترجمۂ احیاء علوم الدین جلد سوم

خلاصہ مطالب	صفحہ
دیباچہ	۲
باب اول ذکر عجائبات قلبی کا	۴
بیان اول نفس اور روح اور قلب اور عقل کے معنی کا	〃
بیان دوم قلب کے لشکرونکا۔	۷
بیان سوم مثالین قلب کی باطنی خادمونکی۔	۱۰
بیان چہارم قلب انسان کی خاصیت کا ذکر۔	۱۲
بیان پنجم بیان اوصاف جامع قلب کا۔	۱۶
بیان ششم دل کی مثال کا صرف باعتبار علوم کے۔	۲۰
بیان ہفتم قلب کے حال کا باعتبار اقسام علوم کے	۲۶
بیان ہشتم فرق کا الہام اور تعلم مین اور امر حق کے واضح ہونے مین صوفیہ اور علماء ظاہر پر۔	۲۹
بیان نہم دونون مقاموں کے فرق کا ذکر۔	۳۲
بیان دہم دلائل شرعی کا اس بات پر کہ اہل تصوف جو تحصیل معرفت تعلم سے اور معتاد طور سے نہین کرتے اونکا یہ طریق درست ہے	۳۷
بیان یازدہم شیطان کے مسلط ہونیکا دل پر وسواس کی جہت سے اور معنی وسوسہ کے اور اوسکے غلبہ کا سبب۔	۴۲
بیان دوازدہم تفصیل شیطان کے رستونکی دل کیطرف	۵۱
بیان سیزدہم اس امر کا کہ قلب کے وساوس اور ہم اور تصور اور خواطر سے کونسی چیز پر مواخذہ ہوتا ہے اور کونسی چیز معاف ہے۔	۶۶
بیان چہاردہم اس بات کا کہ ذکر کرنیکے وقت وسواس بالکل منقطع ہوجاتا ہے یا نہین۔	۷۰
بیان پانزدہم قلب کے جلد بدلنے کا اور تغیر اور ثبات کے اعتبار سے اوسکی تقسیم کا۔	۷۳
باب دوم ریاضت نفس اور تہذیب اخلاق اور قلب کی بیماریون کے علاج مین	۷۸
بیان اول فضیلت حسن خلق اور مذمت خلق بد کا۔	۷۹
بیان دوم حقیقت خوش خلقی اور بد خلقی کا۔	۸۳
بیان سوم اس بات کا کہ ریاضت سے اخلاق تغیر ہوسکتا ہے یا نہین	۸۷
بیان چہارم اوس سبب کا جس سے حسن خلق حاصل ہو	۹۱
بیان پنجم تہذیب اخلاق کے طریق مفصل کا۔	۹۵
بیان ششم قلوب کی بیماریون کی علامتون کا اور اوسکے تندرست ہوجانیکی علامتونکا۔	۹۹
بیان ہفتم اوس طریق کا جس سے انسان اپنے عیب پہچانے	۱۰۱
بیان ہشتم دلائل نقلی ارباب بصیرت اور شواہد سیرت پر اس بات پر کہ امراض قلوب کا علاج شہوات کے چھوڑنے سے ہے اور یہ کہ مادہ ان امراض کا اتباع شہوات ہے۔	۱۰۳
بیان نہم تمیز علامت حسن خلق کا۔	۱۱۰
بیان دہم لڑکون کی ریاضت اور تادیب اور تحسین اخلاق کا	۱۱۴
بیان یازدہم مرید ہونے کی شرطون اور مقدمات مجاہدہ کا اور راہ ریاضت کی چلنے مین بتدریج مرید کی ترقی کا۔	۱۱۸
باب سوم شہوت شکم اور شرمگاہ کے توڑنے کے بیان مین	۱۲۷
بیان اول بھوکھ کی فضیلت اور سیری کی مذمت مین۔	۱۲۹
بیان دوم بھوکھ کے فائدہ اور پیٹ بھرنے کی آفتین۔	۱۳۳
بیان سوم اوس ریاضت کا جس سے شہوت شکم ٹوٹے۔	۱۴۱
بیان چہارم اختلاف مین حکم بھوکھ کے اور اوسکی فضیلت کے اور یہ کہ احوال لوگونکا اسمین مختلف ہوتا ہے۔	۱۴۳
بیان پنجم ریا کی آفت کا جو شہوات کے تارک اور کم خوراک آدمی پر آتی ہے۔	۱۵۷
بیان ششم شہوت شرمگاہ کا حال۔	۱۵۹
بیان ہفتم مرید کے نکاح اور ترک نکاح کے حال مین	〃
بیان ہشتم فضیلت اوس شخص کا جو زنا اور نظر سے بچے۔	۱۶۸

Mirzakul Arfeen III Part

INDIAN INSTITUTE

مذاق العارفین

ترجمہ جلد سوم

احیاء علوم الدین

یہ نسخہ دافع زلل ضروری رافع علل معنوی من تصنیف مشہور علامۂ زمان فخر کبرای اہل اسلام محی مراسم دین متین حضرت خیر الانام برگزیدۂ اولیای کرام مقتدای ادانی واعالی امام **محمد غزالی** علیہ رحمۃ اللہ العلی زبان عربی مین مستند اکابر واصاغر طبقۂ اسلام کی کوشش بالغ وسعی فراوان سے پہلے مقام مصر مین طبع ہوا تھا اور بوجہ گران ارز ہونے کے دو مرتبہ اوسی عربی مطبوعہ کی نقل اس مطبع مین طبع ہوئی جب اہل اسلام ہند نے اوس نسخۂ جلیلۂ مخزن ذینی کا حال سنا تو بدرجۂ غایت اوسکی ترجمہ کے شایق ہوئے چنانچہ اکمل الفضلا افضل العلما المعی زمان لوذعی دوران مقبول زمن حاجی مولوی **محمد احسن** صاحب صدیقی نانوتوی مدرس اول عربی بریلی کالج نے بہ صحت احادیث علی الخصوص تخریجات عراقی سے ہر حدیث کے مخرج کا حوالہ باسناد صحیحہ حاشیہ پر لکھدیا ہے الحق کہ مترجم ممدوح نے اوسکے ترجمہ مین جو عرق ریزی وکوشش وتلاش شایان تھی بمزید کاہش فرمائی اسکی قدردانی کا حضرات اسلام پر الصاف ہی

بنام نامی

جناب نواب فلک رکاب قدردان علما وفضلا بہبود خواہ دین الاسلام مستطاب معلی القاب نواب **میر غلام بابا خان** صاحب بہادر رئیس سورت دام اقبالہ

واظہار سپاس گذاری جناب منشی **نمیان داد خان** صاحب سیاح رفیق نواب مسبوق الالقاب

ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۵ء

مطبع نامی منشی نولکشور مین بمقام لکھنؤ طبع ہوا

Mazāq-ĕ-ʿārifēn.

Vol. III.

16. F. 22.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.